

سُنَنُ ابُو دَاوُدَ (اُردو)

RMPInternational.TK

کتابُ التَّلَویح (جلد دوم) کتابُ الصَّیام

تالیف

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فہرست ابوعمار عسقرار ق سید می حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ میر صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محرم الحرام ١٤٢٧ھ

© مكتبة دارالسلام، ١٤٢٧ھ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

مكتبة دارالسلام

سنن ابو داود باللغة الاردية الجزء الثاني / مكتبة دارالسلام - الرياض، ١٤٢٧ھ

ص: ٨٧٥ مقاس: ٢٤×١٧ سم

ردمك: ٩٩٦٠-٩٨٠٣-٤-٠

١-الحدث - سنن أ. العنوان

ديوي: ٢٣٥،٤ ١٤٢٧/٤٤٨٣

رقم الإيداع: ١٤٢٧/٤٤٨٣

ردمك: ٩٩٦٠-٩٨٠٣-٤-٠

٢٤٧، ٤
اسوس

سعودي عرب (ميدافس)

پست بکس: 22743 الرياض: 11416 سوي عرب فون: 4033962-4043432 00966 1 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.dar-us-salam.com

● طريق مكة - العليا: الرياض فون: 4614483 00966 1 فیکس: 4644945 ● السا: الرياض فون: 4735220 فیکس: 4735221

● سويعم فون: 2860422 00966 1 ● جده فون: 6879254 00966 2 فیکس: 6336270

● مدينة منوره موبائل: 503417155 00966 فیکس: 8151121 ● قم فون: 72207055 00966 7 موبائل: 0500710328

● الخبر فون: 8692900 00966 3 فیکس: 8691551

شارجه فون: 5632623 00971 6 ● امريکه ● بطن فون: 7220419 001 713

فیکس: 5632624 فیکس: 7220431

لندن فون: 5044 208 539 4885 ● نيويک فون: 6255925 001 718

فیکس: 508 5394889 فیکس: 6251511

پاکستان (ميدافس ومركزى شوروم)

● 36- لوزال، کيکزيٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-711023-7232400-7240024 0092 42 فیکس: 7354072

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

● غزني شريف، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

● نمون مارکیٹ اقبال ٹاؤن، لاہور فون: 7846714

کراچی شوروم (D.C.H.S) Z-110, 111 مين طارق روڈ کراچی

فون: 4393936-21-0092 فیکس: 4393937

Email: darussalamkhi@darussalampk.com

● اسلام آباد شوروم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

جلد دوم

سُنَنُ الْبُودَاوُدَ (اُدو)

کتابُ التَّطَوُّعِ کتابُ الصَّیَّامِ

تالیف

امام ابوداؤد سلیمان بن شعث سجستانی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فیاض ابوعمار عسکرفاروق سعیدی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ

نظارت، تصحیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • شامیہ • لاہور
اسلام آباد • کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک



فہرست مضامین (جلد دوم)

www.KitaboSunnat.com

27	نوافل اور سنتوں کے احکام و مسائل	۵۔ کتاب التطوع
27	باب: نوافل اور سنتوں کی رکعات کے احکام و مسائل	۱- بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ
30	باب: فجر کی سنتوں کا بیان	۲- بَابُ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ
30	باب: فجر کی سنتیں ہلکی پڑھنے کا بیان	۳- بَابُ فِي تَخْفِيفِهَا
33	باب: فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ جانا	۴- بَابُ الْأَصْطِجَاعِ بَعْدَهَا
	باب: جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور جماعت ہو رہی ہو؟	۵- بَابُ إِذَا أَذْرَكَ الْإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ
35		
37	باب: فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب ادا کرے؟	۶- بَابُ مَنْ فَاتَتْهُ مَتَى يَقْضِيهَا
38	باب: ظہر سے پہلے اور بعد چار چار سنتیں	۷- بَابُ الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا
39	باب: عصر سے پہلے نماز	۸- بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعَصْرِ
40	باب: عصر کے بعد نماز	۹- بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ
	باب: ان حضرات کی دلیل جو عصر کے بعد نماز کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ سورج اونچا ہو	۱۰- بَابُ مَنْ رَخَّصَ فِيهَا إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً
41		
45	باب: نماز مغرب سے پہلے نفل	۱۱- بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ
48	باب: نماز چاشت کے احکام و مسائل	۱۲- بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى
53	باب: دن کے نوافل (کس طرح پڑھے جائیں)	۱۳- بَابُ صَلَاةِ النَّهَارِ
54	باب: نماز تہجد کے احکام و مسائل	۱۴- بَابُ صَلَاةِ التَّحِيَّاتِ
57	باب: مغرب کی سنتیں کہاں پڑھی جائیں؟	۱۵- بَابُ رَكْعَتَيْ الْمَغْرِبِ أَيْنَ تُصَلَّانِ
59	باب: عشاء کے بعد نماز	۱۶- بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعِشَاءِ
63	باب: قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل	أَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ
	باب: نماز تہجد میں آسانی کا ذکر اور یہ کہ اس کا واجب ہونا منسوخ ہے	۱۷- بَابُ نَسْخِ قِيَامِ اللَّيْلِ وَالتَّيْسِيرِ فِيهِ
63		

سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد دوم)

- باب: رات کے قیام کا بیان 64
باب: نماز میں اونگھ آنے لگے تو..... 66
باب: جو شخص اپنے معمول کے وظیفے سے سو جائے 68
باب: جس نے رات کو اٹھنے کی نیت کی مگر اٹھ نہ سکا ہو 69
باب: رات کا کون سا حصہ (عبادت کیلئے) افضل ہے؟ 69
باب: نبی ﷺ رات کو کس وقت اٹھتے تھے؟ 70
باب: تہجد شروع کرتے وقت پہلے دو رکعتیں پڑھنا 73
باب: رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا 74
باب: رات کی نماز میں قراءت جبری کرنا 75
باب: رات کی نماز (تہجد) کا بیان 79
باب: نماز (اور دیگر عبادات) میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم 100

- ۱۸- بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ
--- بَابُ النَّعَاسِ فِي الصَّلَاةِ
۱۹- بَابُ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ
۲۰- بَابُ مَنْ نَوَى الْقِيَامَ فَنَامَ
۲۱- بَابُ: أَيُّ اللَّيْلِ أَفْضَلُ
۲۲- بَابُ وَفَيْتَ قِيَامَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ
۲۳- بَابُ افْتِتَاحِ صَلَاةِ اللَّيْلِ بِرُكْعَتَيْنِ
۲۴- بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَتْنِي مَتْنِي
۲۵- بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ
۲۶- بَابُ: فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ
۲۷- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقَصْدِ فِي الصَّلَاةِ

۶- [کتاب تفریع أبواب شہر رمضان] ماہ رمضان المبارک کے احکام و مسائل

- باب: رمضان میں قیام اللیل کے احکام و مسائل 103
باب: لیلة القدر کے احکام و مسائل 108
باب: اکیسویں رات کے لیلة القدر ہونے کی دلیل 111
باب: سترہویں رات کے لیلة القدر ہونے کی روایت 113
باب: آخری سات راتوں میں لیلة القدر کا ہونا 113
باب: ستائیسویں رات کے لیلة القدر ہونے کا بیان 114
باب: پورے رمضان میں لیلة القدر ہونے کا بیان 114

- ۱- بَابُ: فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ
۲- بَابُ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ
۳- بَابُ: فِيمَنْ قَالَ: لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ
۴- بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعِ عَشْرَةٍ
۵- بَابُ مَنْ رَوَى فِي السَّبْعِ الْآخِرِ
۶- بَابُ مَنْ قَالَ سَبْعَ وَعِشْرُونَ
۷- بَابُ مَنْ قَالَ هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ

[أبواب قراءة القرآن وتخریبه وترتيله] قرأت قرآن اس کے جز مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

- باب: قرآن کریم کم سے کم کتنے دنوں میں ختم کیا جائے؟ 115
باب: قرآن مجید کے پارے اور حصے کرنا 118
باب: آیتوں کا شمار کرنا 124

- ۸- بَابُ: فِي كَمْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
۹- بَابُ تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ
۱۰- بَابُ: فِي عَدَدِ الْآيِ

128

سجدہ تلاوت کے احکام و مسائل

۷- [کتاب سُجُود الْقُرْآن]

128

باب: سجدہ تلاوت کا بیان اور یہ کہ قرآن مجید میں کتنے سجدے ہیں؟

۱- بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ السُّجُودِ وَكَمْ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ؟

129

باب: ان حضرات کی دلیل جو مفصل (آخری منزل) میں سجدہ کے قائل نہیں

۲- بَابُ مَنْ لَمْ يَزِ السُّجُودَ فِي الْمَفْصَلِ

130

باب: آخری منزل میں سجدہ تلاوت کے قائلین کا ثبوت

۳- بَابُ مَنْ رَأَى فِيهَا سُجُودًا

131

باب: سورہ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ اور ﴿اقْرَأْ﴾ میں سجدہ تلاوت کا بیان

۴- بَابُ السُّجُودِ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ و﴿اقْرَأْ﴾

132

باب: سورہ ص میں سجدہ تلاوت کا بیان

۵- بَابُ السُّجُودِ فِي ﴿ص﴾

133

باب: جب کوئی سجدے کی آیت سے اور سواری پر ہو یا نماز میں نہ ہو تو.....؟

۶- بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَهُوَ رَاكِبٌ أَوْ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ

134

باب: سجدہ تلاوت کی دعا

۷- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَجَدَ

135

باب: جو شخص صبح کے بعد آیات سجدہ کی تلاوت کرے

۸- بَابُ: فِيمَنْ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ بَعْدَ الصُّبْحِ

137

وتر کے احکام و مسائل

۸ [کتاب الْوُتْرِ]

137

وتر کے فروعی احکام و مسائل

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الْوُتْرِ

137

باب: وتر کے استحباب کا بیان

۱- بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوُتْرِ

139

باب: جو شخص وتر نہ پڑھے؟

۲- بَابُ: فِيمَنْ لَمْ يُؤَيِّرْ

140

باب: وتر میں کتنی رکعات ہیں؟

۳- بَابُ: كَمْ الْوُتْرِ؟

141

باب: نماز وتر میں قراءت

۴- بَابُ مَا يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ

142

باب: نماز وتر میں دعائے قنوت کا بیان

۵- بَابُ الْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ

148

باب: وُتْرٍ کے بعد کی دعا

۶- بَابُ: فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْوُتْرِ

149

باب: سونے سے پہلے وتر پڑھنا

۷- بَابُ: فِي الْوُتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ

151

باب: نماز وتر کا وقت

۸- بَابُ: فِي وَقْتِ الْوُتْرِ

152

باب: وتر توڑنے کا مسئلہ

۹- بَابُ: فِي نَقْضِ الْوُتْرِ

153

باب: عام نمازوں میں قنوت پڑھنا

۱۰- بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ

سنن ابو داود	فہرست مضامین (جلد دوم)
۱۱- بَابُ فَضْلِ التَّطَوُّعِ فِي النَّبْتِ	باب: گھر میں نفل پڑھنے کی فضیلت 156
۱۲- بَابُ طُولِ الْقِيَامِ	باب: لمبے قیام کی فضیلت 157
۱۳- بَابُ الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ	باب: قیام اللیل کی ترغیب 158
۱۴- بَابُ: فِي ثَوَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ	باب: قرآن پڑھنے کا ثواب 159
۱۵- بَابُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ	باب: سورۃ فاتحہ کی فضیلت 161
۱۶- بَابُ مَنْ قَالَ هِيَ مِنَ الطُّوْلِ	باب: ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ فاتحہ لمبی 163
۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي آيَةِ الْكُرْسِيِّ	باب: آیت الکرسی کی فضیلت 163
۱۸- بَابُ: فِي سُورَةِ الصَّمدِ	باب: سورۃ اخلاص کی فضیلت 164
۱۹- بَابُ: فِي الْمُعَوَّذَتَيْنِ	باب: مُعَوَّذَتَيْنِ کی فضیلت 165
۲۰- بَابُ: كَيْفَ يُسْتَحَبُّ التَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ	باب: قراءت کی ترتیل کا استحباب 166
۲۱- بَابُ التَّشْدِيدِ فِيمَنْ حَفِظَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِيَهُ	باب: قرآن یاد کر کے بھلا دینے کی مذمت 171
۲۲- بَابُ: أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ	باب: قرآن مجید سات حروف پر اتارا گیا ہے 171
۲۳- بَابُ الدُّعَاءِ	باب: (آداب) دعا 174
۲۴- بَابُ التَّسْبِيحِ بِالْحَصَى	باب: (شمار کی غرض سے) کنکریوں پر تسبیح پڑھنا 185
۲۵- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ	باب: آدمی سلام پھیرنے کے بعد کون سے اذکار 189
۲۶- بَابُ: فِي الاسْتِغْفَارِ	بجالاتے 189
۲۷- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَدْعُوَ الْإِنْسَانَ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ	باب: اپنے مال اور اولاد کو بددعا کرنا منع ہے 194
۲۸- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ کے علاوہ دوسروں کیلئے صلاۃ 204
۲۹- بَابُ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْعَنَبِ	باب: غائبانہ دعا کی فضیلت 205
۳۰- بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا	باب: انسان کو اگر کسی سے کوئی خوف ہو تو کون سی دعا کرے؟ 206
۳۱- بَابُ الاسْتِخَارَةِ	باب: استخارے کے احکام و مسائل 207
۳۲- بَابُ: فِي الاسْتِعَاذَةِ	باب: تعویذات کا بیان 208
	210



224

زکوٰۃ کے احکام و مسائل

۹- [کتاب الزکاة]

224

باب: زکوٰۃ واجب ہونے کا بیان

۱- بَابُ وَجُوبِهَا

227

باب: کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

۲- بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ

232

باب: کیا سامان تجارت میں زکوٰۃ ہے؟

۳- بَابُ الْعُرُوضِ إِذَا كَانَتْ لِلتَّجَارَةِ هَلْ فِيهَا زَكَاةٌ؟

234

باب: کنز کی تعریف اور زیورات کی زکوٰۃ کا مسئلہ

۴- بَابُ الْكَنْزِ مَا هُوَ؟ وَزَكَاةُ الْحُلِيِّ

236

باب: جنگل میں چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ

۵- بَابُ: فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ

264

باب: تحصیلدار زکوٰۃ کو راضی کرنے کا بیان

۶- بَابُ رِضَاءِ الْمُصَدِّقِ

266

باب: عامل کا زکوٰۃ دینے والوں کو وعاد دینا

۷- بَابُ دُعَاءِ الْمُصَدِّقِ لِأَهْلِ الصَّدَقَةِ

267

باب: افوض کے دانتوں (اُن کی عمروں) کی تفصیل

۸- بَابُ تَفْسِيرِ أَشْنَانِ الْإِبِلِ

268

باب: مالوں کی زکوٰۃ کہاں وصول کی جائے

۹- بَابُ: أَيْنَ تُصَدَّقُ الْأَمْوَالُ

باب: کوئی اپنی زکوٰۃ (صدقہ میں دیا ہو مال) قیثاً

۱۰- بَابُ الرَّجُلِ يَتَنَاعُ صَدَقَتَهُ

269

خریدنا چاہے؟

۱۱- بَابُ صَدَقَةِ الرَّقِيقِ

270

باب: غلاموں کی زکوٰۃ

۱۲- بَابُ صَدَقَةِ الزَّرْعِ

271

باب: کھیتی کی زکوٰۃ

۱۳- بَابُ زَكَاةِ الْعَسَلِ

273

باب: شہد کی زکوٰۃ

۱۴- بَابُ: فِي خَرْصِ الْعَنْبِ

275

باب: درختوں پر انگوروں کا اندازہ لگانا

۱۵- بَابُ: فِي الْخَرْصِ

276

باب: درختوں پر پھلوں کا اندازہ لگانا

۱۶- بَابُ: مَتَى يُخْرَصُ الثَّمَرُ

277

باب: کھجوروں کا تخمینہ کب لگایا جائے؟

۱۷- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الثَّمَرَةِ فِي الصَّدَقَةِ

277

باب: صدقے اور زکوٰۃ میں ردی قسم کا پھل دینا ...

۱۸- بَابُ زَكَاةِ الْفِطْرِ

279

باب: زکوٰۃ فطر کے احکام و مسائل

۱۹- بَابُ: مَتَى تُؤَدَّى

280

باب: صدقہ فطر کب دیا جائے؟

۲۰- بَابُ: كَمْ يُؤَدَّى فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ؟

281

باب: فطرانے کی مقدار

۲۱- بَابُ مَنْ رَوَى نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ

باب: ان حضرات کی دلیل جو گندم کا آدھا صاع

286

بیان کرتے ہیں

۲۲- بَابُ: فِي تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ

292

باب: زکوٰۃ جلدی دینا



سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد دوم)

- ۲۳- بَابُ: فِي الزَّكَاةِ هَلْ تُحْمَلُ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ
باب: کیا ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں منتقل کی جاسکتی ہے؟
294
- ۲۴- بَابُ مَنْ يُعْطَى مِنَ الصَّدَقَةِ وَحَدَّ الْغِنَى
باب: صدقہ کسے دیا جائے؟ اور غنی ہونے کی حد کیا ہے؟
294
- ۲۵- بَابُ: مَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُ الصَّدَقَةِ وَهُوَ غَنِيٌّ
باب: ان لوگوں کا بیان جنہیں غنی ہوتے ہوئے بھی صدقہ لینا جائز ہے
302
- ۲۶- بَابُ: كَمْ يُعْطَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ مِنَ الزَّكَاةِ؟
باب: ایک آدمی کو زکوٰۃ سے کس قدر دیا جائے؟
304
- بَابُ مَا تَجُوزُ فِيهِ الْمَسْأَلَةُ
باب: کس صورت میں سوال کرنا جائز ہے؟
305
- ۲۷- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ
باب: مانگنے اور سوال کرنے کی برائی
308
- ۲۸- بَابُ: فِي الْاسْتِعْفَافِ
باب: سوال سے بچنے کی فضیلت
310
- ۲۹- بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ
باب: بنی ہاشم کو صدقہ لینا دینا کیسا ہے؟
314
- ۳۰- بَابُ الْفَقِيرِ يُهْدِي لِلْغَنِيِّ مِنَ الصَّدَقَةِ
باب: فقیر صدقہ کے مال میں سے غنی کو ہدیہ دے تو جائز ہے
317
- ۳۱- بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا
باب: کسی نے صدقہ دیا پھر اس کا وارث بن گیا
317
- ۳۲- بَابُ: فِي حُقُوقِ الْمَالِ
باب: مال کے حقوق کا بیان
318
- ۳۳- بَابُ حَقِّ السَّائِلِ
باب: سائل کا حق
323
- ۳۴- بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى أَهْلِ الذَّمِّ
باب: ذمیوں کو صدقہ دینا
325
- ۳۵- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مَنَعُهُ
باب: وہ چیزیں جن کا روکنا جائز نہیں
325
- ۳۶- بَابُ الْمَسْأَلَةِ فِي الْمَسَاجِدِ
باب: مساجد میں سوال کرنا.....؟
326
- ۳۷- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
باب: ”اللہ عزوجل“ کے چہرے کا واسطہ دے کر سوال کرنا مکروہ ہے
327
- ۳۸- بَابُ عَطِيَّةٍ مَنْ سَأَلَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ
باب: جو شخص اللہ عزوجل کے نام پر سوال کرے اس کو دینا چاہیے
328
- ۳۹- بَابُ الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ
باب: اگر کوئی اپنا سارا ہی مال صدقہ کرنا چاہے؟
328
- ۴۰- بَابُ الرُّحْصَةِ فِي ذَلِكَ
باب: سارا مال صدقہ کر دینے کی رخصت
331
- ۴۱- بَابُ: فِي فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ
باب: پانی پلانے کی فضیلت
332



فہرست مضامین (جلد دوم)

سنن ابو داود

- 334 باب: دودھ کے لیے جانور ہدیہ دینے کی فضیلت
335 باب: خزانچی کا ثواب
335 باب: بیوی کا ثواب جو اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ دے
باب: رشتے ناتے والوں کے ساتھ میل جول اور
338 حسن سلوک
343 باب: حرص و بخل کی مذمت

- ۴۲- بَابُ: فِي الْمَيْحَةِ
۴۳- بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ
۴۴- بَابُ الْمَرْأَةِ تَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا
۴۵- بَابُ: فِي صَلَةِ الرَّحِمِ
۴۶- بَابُ: فِي الشَّحِّ

347 گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق مسائل

۱۰- [کتاب اللقطة]

347 باب: گری پڑی چیز اٹھائے تو اس کا اعلان کرنے کا حکم

۱- بَابُ التَّعْرِيفِ بِاللَّقْطَةِ

364 اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

۱۱- [کتاب المناسک]

- 364 باب: حج فرض ہے
365 باب: عورت جو محرم کے بغیر حج کرے؟
368 باب: اسلام میں [صرورہ] نہیں ہے
368 باب: حج میں زادراہ لے کر جانے کی تاکید
369 باب: دوران حج میں تجارت جائز ہے
370 باب:
370 باب: (سفر حج میں) کرائے پر سواری چلانا
372 باب: چھوٹا بچہ حج کرے
باب: مواقیف کا بیان (یعنی وہ مقامات جہاں سے
373 احرام باندھا جاتا ہے)
376 باب: حائضہ خاتون حج کے لیے احرام باندھے
377 باب: احرام کے وقت خوشبو لگانا
378 باب: احرام کیلئے بالوں کو کسی چیز سے جہ لینے کا بیان
379 باب: [ہدی] "قربانی" کا بیان
380 باب: گائے بیل کی قربانی
381 باب: قربانی کے اونٹوں کو "اشعار" کرنا

- ۱- بَابُ قُرْصِ الْحَجِّ
۲- بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ
۳- بَابُ: لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ
--- بَابُ التَّرْوُدِ فِي الْحَجِّ
۴- بَابُ التَّجَارَةِ فِي الْحَجِّ
۵- بَابُ
۶- بَابُ الْكُرْبِيِّ
۷- بَابُ: فِي الصَّبِيِّ يَحُجُّ
۸- بَابُ: فِي الْمَوَاقِفِ
۹- بَابُ الْحَائِضِ تُهْلُ بِالْحَجِّ
۱۰- بَابُ الطَّيِّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ
۱۱- بَابُ التَّيْلِيدِ
۱۲- بَابُ: فِي الْهَدْيِ
۱۳- بَابُ: فِي هَدْيِ الْبَقَرِ
۱۴- بَابُ: فِي الْإِشْعَارِ



فہرست مضامین (جلد دوم)

- باب: قربانی کا جانور تبدیل کرنا کیسا ہے؟ 383
- باب: جو شخص ہدی (قربانی حرم کی طرف) بھیج دے 383
- اور خود نہ جائے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) 385
- باب: قربانی کے اونٹ پر سواری کرنا 385
- باب: قربانی کا جانور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی تھک 386
- کر (سفر سے لاچار ہو جائے اور) ہلاک ہو تو؟ 388
- باب: 389
- باب: اونٹوں کو کس طرح ”نحر“ کیا جائے؟ 390
- باب: احرام باندھنے کا وقت 395
- باب: حج میں شرط کرنا 396
- باب: حج افراد کے احکام و مسائل 409
- باب: حج قرآن کے احکام و مسائل 418
- باب: اگر انسان پہلے حج کا تلبیہ کہے پھر اسے عمرہ بنا دے تو؟ 419
- باب: انسان کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے... 421
- باب: تلبیہ کیسے کہے؟ 423
- باب: حاجی تلبیہ کہنا کب موقوف کرے؟ 424
- باب: عمرہ کرنے والا کس وقت تلبیہ بند کرے؟ 425
- باب: محرم اپنے غلام کو مزادے.....؟ 426
- باب: کوئی اگر اپنے عام کپڑوں میں احرام باندھے تو؟ 428
- باب: محرم کے لباس کا بیان 434
- باب: محرم کا ہتھیار بند ہونا؟ 434
- باب: عورت حالت احرام میں اپنا چہرہ چھپائے 435
- باب: محرم کو سایہ کرنا 435
- باب: محرم کا سینگ لگوانا 435

سنن ابو داود.....

- ۱۵- بَابُ تَبْدِيلِ الْهَدْيِ ۱۶- بَابُ مَنْ بَعَثَ بِهِدْيِهِ وَأَقَامَ ۱۷- بَابُ فِي رُكُوبِ الْبُذْنِ ۱۸- بَابُ الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ قَبْلَ أَنْ يَتَلَّعَ ۱۹- بَابُ ۲۰- بَابُ: كَيْفَ تُنَحَّرُ الْبُذْنُ ۲۱- بَابُ وَقْتُ الْإِحْرَامِ ۲۲- بَابُ الْأَشْرَاطِ فِي الْحَجِّ ۲۳- بَابُ: فِي إِفْرَادِ الْحَجِّ ۲۴- بَابُ: فِي الْإِقْرَانِ --- بَابُ الرَّجُلِ يَهْلُ بِالْحَجِّ ثُمَّ يَجْعَلُهَا عُمْرَةً ۲۵- بَابُ الرَّجُلِ يَحُجُّ عَنْ غَيْرِهِ ۲۶- بَابُ: كَيْفَ التَّلْبِيَةُ ۲۷- بَابُ: مَتَى يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ؟ ۲۸- بَابُ: مَتَى يَقْطَعُ الْمُعْتَمِرُ التَّلْبِيَةَ؟ ۲۹- بَابُ الْمُحْرِمِ يُؤَدِّبُ غُلَامَهُ ۳۰- بَابُ الرَّجُلِ يُحْرِمُ فِي ثِيَابِهِ ۳۱- بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ ۳۲- بَابُ الْمُحْرِمِ يَحْمِلُ السَّلَاحَ ۳۳- بَابُ: فِي الْمُحْرِمَةِ تُعْطَى وَجْهَهَا ۳۴- بَابُ: فِي الْمُحْرِمِ يُظَلِّلُ ۳۵- بَابُ الْمُحْرِمِ يَحْتَنِجُ



فہرست مضامین (جلد دوم)

سنن ابو داود

- ۳۶- بَابُ: يَكْتَحِلُ الْمُحْرِمُ
باب: احرام کی حالت میں سرمہ لگانا 437
- ۳۷- بَابُ الْمُحْرِمِ يَغْتَسِلُ
باب: مُحْرِم غسل کر سکتا ہے 437
- ۳۸- بَابُ الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ
باب: مُحْرِم کا نکاح کرنا کیسا ہے؟ 439
- ۳۹- بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ
باب: مُحْرِم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے 441
- ۴۰- بَابُ لَحْمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ
باب: مُحْرِم کے لیے شکار کے گوشت کا مسئلہ 442
- ۴۱- بَابُ الْجَرَادِ لِلْمُحْرِمِ
باب: محرم کے لیے مٹی کا شکار کیسا ہے؟ 445
- ۴۲- بَابُ: فِي الْفِدْيَةِ
باب: فدیے کے احکام و مسائل 446
- ۴۳- بَابُ الْإِحْصَارِ
باب: اگر کوئی حج سے روک دیا جائے تو 449
- ۴۴- بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ
باب: مکہ میں داخلہ 451
- ۴۵- بَابُ: فِي رَفْعِ الْيَدِ إِذَا رَأَى الْبَيْتَ
باب: بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ بلند کرنا 453
- ۴۶- بَابُ فِي تَقْبِيلِ الْحَجَرِ
باب: حجر اسود کو بوسہ دینا 455
- ۴۷- بَابُ اسْتِیْلَامِ الْأَرْكَانِ
باب: بیت اللہ کے کونوں کو ہاتھ لگانے کا بیان 456
- ۴۸- بَابُ الطَّوَافِ الْوَاجِبِ
باب: طواف واجب کا بیان 457
- ۴۹- بَابُ الاضْطِبَاعِ فِي الطَّوَافِ
باب: طواف میں اضطباع کرنا 460
- ۵۰- بَابُ: فِي الرَّمْلِ
باب: طواف میں رمل کا بیان 461
- ۵۱- بَابُ الدُّعَاءِ فِي الطَّوَافِ
باب: اثنائے طواف میں دعا کا بیان 466
- ۵۲- بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الْعَصْرِ
باب: عصر کے بعد طواف 467
- ۵۳- بَابُ طَوَافِ الْقَارِنِ
باب: قارن کا طواف 467
- ۵۴- بَابُ الْمُتَنَزِّمِ
باب: ملتمزم کا بیان 469
- ۵۵- بَابُ أَمْرِ الصَّامَةِ وَالْمَرْوَةِ
باب: صفا اور مرہ کا بیان 471
- ۵۶- بَابُ صِفَةِ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ
باب: نبی ﷺ کے حج کا بیان 473
- ۵۷- بَابُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ
باب: عرفات میں وقوف کا بیان 487
- ۵۸- بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى
باب: منیٰ کو روانگی کا بیان 488
- ۵۹- بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى عَرَفَةَ
باب: (منیٰ سے) عرفات کو روانگی کا وقت 489
- ۶۰- بَابُ الرُّوَاكِ إِلَى عَرَفَةَ
باب: (وادئ نمرہ سے) عرفات کو جانے کا وقت 490



سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد دوم)

490	باب: عرفات میں خطبہ کا بیان	۶۱- بَابُ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ
492	باب: عرفات میں وقوف کی جگہ	۶۲- بَابُ مَوْضِعِ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ
492	باب: عرفات سے واپسی کا بیان	۶۳- بَابُ الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَةَ
497	باب: مزدلفہ میں نماز کا بیان	۶۴- بَابُ الصَّلَاةِ بِجَمْعٍ
503	باب: مزدلفہ سے روانگی میں جلدی کرنا	۶۵- بَابُ التَّعَجُّلِ مِنْ جَمْعٍ
505	باب: حج اکبر کا دن کون سا ہے؟	۶۶- بَابُ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ
506	باب: حرمت والے مہینوں کا بیان	۶۷- بَابُ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ
508	باب: جو شخص وقوف عرفات نہ پاسکے؟	۶۸- بَابُ مَنْ لَمْ يَذْرُكْ عَرَفَةَ
509	باب: منیٰ میں پڑاؤ کرنے کا بیان	۶۹- بَابُ التَّزْوِيلِ بِمَنَى
510	باب: امام منیٰ میں کس روز خطبہ دے؟	۷۰- بَابُ: أَيُّ يَوْمٍ يَخْطُبُ بِمَنَى
511	باب: قربانی والے دن خطبہ	۷۱- بَابُ مَنْ قَالَ خَطَبَ يَوْمَ النَّحْرِ
512	باب: قربانی والے دن خطبہ دینے کا وقت	۷۲- بَابُ: أَيُّ وَقْتٍ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ
512	باب: منیٰ کے خطبہ میں امام کیا بیان کرے؟	۷۳- بَابُ مَا يَذْكُرُ الْإِمَامُ فِي خُطْبَتِهِ بِمَنَى
513	باب: منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کا بیان	۷۴- بَابُ: يَبِيتُ بِمَكَّةَ لَيْلَتِي مَنَى
514	باب: منیٰ میں نمازیں (قصر یا اتمام)	۷۵- بَابُ الصَّلَاةِ بِمَنَى
516	باب: اہل مکہ کا قصر کرنا	۷۶- بَابُ الْقَصْرِ لِأَهْلِ مَكَّةَ
517	باب: جمرات کو نکلریاں مارنا	۷۷- بَابُ فِي رَمِي الْجِمَارِ
523	باب: سرمنڈانے یا کتروانے کا بیان	۷۸- بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ
526	باب: عمرے کے احکام و مسائل	۷۹- بَابُ الْعُمْرَةِ
	باب: جو عورت عمرے کی نیت سے احرام باندھے	۸۰- بَابُ الْمُهَلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ فَيَذَرُكُهَا الْحَجُّ
	اس کو حیض آجائے اور پھر حج کا وقت آجائے	فَتَنْقِضُ عُمْرَتَهَا وَتُهْلِلُ بِالْحَجِّ، هَلْ تَقْضِي
532	تو کیا وہ اپنا عمرہ ختم کر کے حج کا احرام باندھے..	عُمْرَتَهَا؟
533	باب: عمرہ کے بعد اقامت کا مسئلہ	۸۱- بَابُ الْمَقَامِ فِي الْعُمْرَةِ
534	باب: طواف افاضہ کا بیان	۸۲- بَابُ الْإِفَاضَةِ فِي الْحَجِّ
536	باب: طواف وداع کا بیان	۸۳- بَابُ الْوَدَاعِ



فہرست مضامین (جلد دوم)

سنن ابو داود

باب: حائضہ عورت طواف افاضہ کر چکی ہو تو طواف وداع کیے بغیر جا سکتی ہے۔	۸۴- بَابُ الْحَائِضِ تَخْرُجُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ
537	۸۵- بَابُ طَوَافِ الْوُدَاعِ
538	۸۶- بَابُ التَّحْصِیْبِ
540	۸۷- بَابُ: فِي مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا قَبْلَ شَيْءٍ فِي حَجِّهِ
542	تاخیر کروے؟
544	۸۸- بَابُ: فِي مَكَّةَ
544	۸۹- بَابُ تَحْرِیمِ مَكَّةَ
547	۹۰- بَابُ: فِي تَبِیْدِ السَّقَايَةِ
548	۹۱- بَابُ الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ
548	۹۲- بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكُعْبَةِ
551	۹۳- بَابُ: الصَّلَاةِ فِي الْحِجْرِ
552	۹۳- بَابُ: فِي دُخُولِ الْكُعْبَةِ
553	۹۳، ۹۴- بَابُ: فِي مَالِ الْكُعْبَةِ
554	--- بَابُ
554	۹۵، ۹۶- بَابُ: فِي إِثْبَانِ الْمَدِينَةِ
557	۹۶، ۹۵- بَابُ: فِي تَحْرِیمِ الْمَدِينَةِ
560	۹۷، ۹۶- بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ
567	۱۲- [کِتَابُ النِّكَاحِ]
567	۱- بَابُ التَّحْرِیْضِ عَلَى النِّكَاحِ
568	۲- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ تَرْوِیْجِ ذَاتِ الدِّینِ
569	۳- بَابُ: فِي تَرْوِیْجِ الْأَبْكَارِ
569	--- بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْوِیْجِ مَنْ لَمْ يَلِدْ مِنَ النِّسَاءِ
569	۴- بَابُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ لَا يَنْكِحُوا إِلَّا
	باب: نکاح کی ترغیب کا بیان
	باب: دین دار خاتون سے شادی کرنا
	باب: کنواری لڑکی سے شادی کرنے کی ترغیب
	باب: کسی ”بانجھ“ خاتون سے شادی کرنا منع ہے (وہ عورت جس میں بچے جننے کی صلاحیت نہ ہو)
	باب: آیت کریمہ: ﴿الَّذِينَ لَا يَنْكِحُوا إِلَّا زَانِيَةً﴾



- 572 کی تفسیر
باب: اپنی ہی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر
- 573 لینے کا اجر
باب: رضاعت کی بنا پر قائم ہونے والے وہ سب
- 575 رشتے حرام ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہیں
باب: مرد سے دودھ کا نانا
- 576 رضاعت کبیر کا بیان
باب: رضاعت کبیر سے حرمت کے قائلین کا استدلال
- 577 رضاعت کبیر سے حرمت کے قائلین کا استدلال
باب: کیا پانچ بار سے کم دودھ پینے سے حرمت ثابت
- 579 ہو جاتی ہے؟
باب: دودھ چھڑانے کے وقت انعام دینا
- 582 وہ عورتیں جن کو (ایک وقت میں) جمع کرنا حرام ہے
باب: نکاح متعد کا بیان
- 583 نکاح شغار (بناشا) کا بیان
باب: نکاح حلالہ کا بیان
- 589 نکاح حلالہ کا بیان
باب: غلام جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے
- 591 نکاح کے پیغام پر پیغام بھیجنا حرام ہے
باب: خطبہٴ اخیہ
- 592 خطبہٴ اخیہ
باب: جس عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ ہو اسے
- 594 دیکھ لینا جائز ہے
باب: ولی کا بیان (ولی کے بغیر کسی عورت کا نکاح صحیح نہیں)
- 595 ولی کا بیان (ولی کے بغیر کسی عورت کا نکاح صحیح نہیں)
باب: عورتوں کو نکاح سے منع کرنا (کیسا ہے؟)
- 601 عورتوں کو نکاح سے منع کرنا (کیسا ہے؟)
باب: جب دو ولی کسی عورت کا نکاح کر دیں تو؟
- 603 آیت کریمہ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا
النِّسَاءَ كَرِهًا وَلَا تَعْلَوْهُنَّ﴾ [النساء: ۱۹]



- باب: نکاح کے سلسلے میں لڑکی سے مشورہ کرنا 605 ۲۳، ۲۲ - بَابُ فِي الْأَسْتِمْارِ
- باب: اگر باپ کنواری لڑکی کا اس سے مشورہ کیے بغیر نکاح کر دے تو؟ 607 ۲۴، ۲۳ - بَابُ فِي الْبِكْرِ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَلَا يَسْتَأْذِنُهَا
- باب: بیوہ کا مسئلہ 607 ۲۵، ۲۴ - بَابُ فِي النَّبِيبِ
- باب: ازدواج میں فریقین کے کفو (ہم پلہ) ہونے کا مسئلہ 609 ۲۶، ۲۵ - بَابُ فِي الْأَكْفَاءِ
- باب: قبل از ولادت لڑکی کا نکاح کر دینا 610 ۲۷، ۲۶ - بَابُ فِي تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ يُولَدْ
- باب: حق مہر کے احکام و مسائل 612 ۲۸، ۲۷ - بَابُ الصَّدَاقِ
- باب: حق مہر کم باندھنے کا بیان 614 ۲۹، ۲۸ - بَابُ قِلَّةِ الْمَهْرِ
- باب: کسی کام اور محنت کو حق مہر ٹھہرانا 616 ۳۰، ۲۹ - بَابُ فِي التَّزْوِيجِ عَلَى الْعَمَلِ يَعْمَلُ
- باب: اگر کوئی نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کرے اور پھر اس کی وفات ہو جائے تو؟ 618 ۳۱، ۳۰ - بَابُ فِيمَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يُسَمِّ [لَهَا] صَدَاقًا حَتَّى مَاتَ
- باب: خطبہ نکاح کے احکام و مسائل 621 ۳۲، ۳۱ - بَابُ فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ
- باب: چھوٹی بچیوں کی شادی کر دینا 624 ۳۳، ۳۲ - بَابُ فِي تَزْوِيجِ الصَّغَارِ
- باب: شوہر کنواری بیوی کے ہاں (اس کی ابتدائی رخصتی کے وقت) کتنے دن اقامت کرے؟ 625 ۳۴، ۳۳ - بَابُ فِي الْمَقَامِ عِنْدَ الْبِكْرِ
- باب: زفاف سے پہلے شوہر اپنی بیوی کو کوئی چیز ہدیہ دے 626 ۳۵، ۳۴ - بَابُ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِامْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْقُذَهَا شَيْئًا
- باب: نکاح کرنے والے کو کیا عادی جائے؟ 628 ۳۶، ۳۵ - بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَتَزَوِّجِ
- باب: کوئی شادی کرے مگر عورت کو حاملہ پائے تو...؟ 629 ۳۷، ۳۶ - بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيَجِدُهَا حَبْلَى
- باب: بیویوں کے درمیان باریوں اور تقسیم کا بیان 630 ۳۸، ۳۷ - بَابُ فِي الْقِسْمِ بَيْنَ النِّسَاءِ
- باب: شوہر جو بیوی سے شرط کر لے کہ اس کو وطن ہی میں رکھے گا 634 ۳۹، ۳۸ - بَابُ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِطُ لَهَا دَارَهَا
- باب: بیوی پر شوہر کے حقوق کا بیان 634 ۴۰، ۳۹ - بَابُ فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ
- باب: شوہر کے ذمے بیوی کے حقوق کا بیان 636 ۴۱، ۴۰ - بَابُ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا

فہرست مضامین (جلد دوم)

سنن ابو داود

638	باب: بیویوں کو مارنے کا مسئلہ	۴۱، ۴۲- باب: فِي ضَرْبِ النِّسَاءِ
639	باب: نظر تین رکھنے کا حکم	۴۲، ۴۳- باب: فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ
643	باب: جنگ میں قید ہونے والی عورتوں سے مباشرت کا مسئلہ	۴۳، ۴۴- باب: فِي وَطْءِ السَّبَايَا
646	باب: نکاح کے متفرق مسائل	۴۴، ۴۵- باب: فِي جَمَاعِ النِّكَاحِ
649	باب: ایام حیض میں بیوی سے جماعت (ہم بستری کرنے) اور مباشرت کا مسئلہ	۴۵، ۴۶- باب: فِي إِثْنَانِ الْحَائِضِ وَمُبَاشَرَتِهَا
651	باب: جو شخص حائضہ بیوی سے جماعت کر بیٹھے اس کا کفارہ	۴۶، ۴۷- باب: فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى حَائِضًا
652	باب: عزل کا بیان	۴۷، ۴۸- باب: مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ
655	باب: جماعت کی تفصیل بیان کرنا حرام ہے	۴۸، ۴۹- باب: مَا يُكْرَهُ مِنْ ذِكْرِ الرَّجُلِ مَا يَكُونُ مِنْ إِيصَابِهِ أَهْلَهُ



662	طلاق کے احکام و مسائل	۱۳- [کتاب الطلاق]
662	طلاق کے فروعی مسائل	تفہیم أبواب الطلاق
662	باب: بیوی کو شوہر کے خلاف ابھارنا حرام ہے	۱- باب: فَيَمْنُ خَبَبَ امْرَأَةً عَلَى رَوْحِهَا
662	باب: جو عورت شوہر سے اس کی بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے	۲- باب: فِي الْمَرْأَةِ تَسْأَلُ رَوْحَهَا طَلَاقَ امْرَأَةٍ لَهَا
663	باب: طلاق ایک مکروہ اور ناپسندیدہ کام ہے	۳- باب: فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ
664	باب: طلاق کا سنت طریقہ کیا ہے؟	۴- باب: فِي طَلَاقِ السَّنَةِ
670	باب: آدمی رجوع کرے مگر گواہ نہ بنائے تو.....؟	۵- باب: الرَّجُلُ يُرَاجِعُ وَلَا يُشْهَدُ
671	باب: غلام کے لیے طلاق دینے کا سنت طریقہ؟	۶- باب: فِي سُنَّةِ طَلَاقِ الْعَبْدِ
373	باب: نکاح سے پہلے طلاق دینا	۷- باب: فِي الطَّلَاقِ قَبْلَ النِّكَاحِ
674	باب: ایسی کیفیت میں طلاق دینا جب غلطی کا امکان ہو	۸- باب: فِي الطَّلَاقِ عَلَى غَلْطٍ
675	باب: ہنسی مزاح میں طلاق دینا	۹- باب: فِي الطَّلَاقِ عَلَى الْهَزْلِ
	باب: تین طلاقیں کے بعد بیوی سے رجوع کرنا	۹، ۱۰- باب: نَسْخُ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ

676	منسوخ ہے	۱۱، ۱۰- بَابُ: فِي مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّيَّاتُ
683	باب: ایسے کلمات جو طلاق کے محتمل ہوں اور نیتوں کی اہمیت	۱۲، ۱۱- بَابُ: فِي الْخِيَارِ
685	باب: بیوی کو اختیار دینے کا مسئلہ	۱۳، ۱۲- بَابُ: فِي أَمْرِكَ بِبَيْدِكَ
685	باب: شوہر اگر یوں کہے ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو؟“	۱۴، ۱۳- بَابُ: فِي الْبَيْتَةِ
686	باب: طلاق پتہ کا بیان	۱۵، ۱۴- بَابُ: فِي الْوَسْوَاسَةِ بِالطَّلَاقِ
688	باب: دل میں طلاق کا خیال آئے تو.....؟	۱۶، ۱۵- بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ يَا أَخْتِي
689	باب: شوہر اپنی بیوی کو بہن کہہ دے تو؟	۱۷، ۱۶- بَابُ: فِي الظَّهَارِ
692	باب: ظہار کے احکام و مسائل	۱۸، ۱۷- بَابُ: فِي الْخُلْعِ
700	باب: خُلْع کے احکام و مسائل	۱۹، ۱۸- بَابُ: فِي الْمَمْلُوكَةِ تُعْتَقُ وَهِيَ تَحْتَ حُرٍّ
702	باب: لونڈی جسے آزاد کر دیا جائے جبکہ وہ کسی آزاد یا غلام کی زوجیت میں ہو	۲۰، ۱۹- بَابُ: مَنْ قَالَ كَانَ حُرًّا
704	باب: ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مغیث رضی اللہ عنہ آزاد تھے	۲۱، ۲۰- بَابُ: حَتَّى مَتَى يَكُونُ لَهَا الْخِيَارُ
705	باب: آزاد کی جانے والی لونڈی کو اپنے غلام شوہر سے کس وقت تک اختیار حاصل ہے؟	۲۲، ۲۱- بَابُ: فِي الْمَمْلُوكَيْنِ يُعْتَقَانِ مَعًا هَلْ تُخَيَّرُ امْرَأَتُهُ
705	باب: غلام میاں بیوی کو اکٹھے ہی آزاد کیا جائے تو کیا بیوی کو اختیار ہوگا؟	۲۳، ۲۲- بَابُ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُ الزَّوْجَيْنِ
706	باب: زوجین میں سے جب کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو.....؟	۲۴، ۲۳- بَابُ: إِلَى مَتَى تُرَدُّ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهَا
707	باب: کتنی مدت بعد تک بیوی کو شوہر پر لوٹایا جاسکتا ہے جبکہ اس نے بیوی کے بعد اسلام قبول کیا ہو؟	۲۵، ۲۴- بَابُ: فِي مَنْ أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ أَوْ أُخْتَانِ
708	باب: اگر کسی کے اسلام قبول کرنے کے وقت اس کی زوجیت میں چار سے زیادہ...	

فہرست مضامین (جلد دوم)

سنن ابو داود

- باب: ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے
710 تو بچہ کس کے ساتھ ملحق ہوگا؟
- باب: لعان کے احکام و مسائل
711
- باب: باپ جب بچے کے بارے میں شک و شبہ کا
724 اظہار کرے تو.....؟
- باب: بچے کا انکار کر دینا انتہائی برا عمل ہے
726
- باب: ولد الزنا بچے کی ملکیت کے احکام و مسائل
726
- باب: عمل قیافہ کا بیان
728
- باب: ان حضرات کی دلیل جو بچے کے متعلق تنازع
730 میں قرعہ سے فیصلے کے قائل ہیں
- باب: دور جاہلیت کے نکاحوں کی اقسام کا بیان
732
- باب: بچہ بستر والے کا ہے
734
- باب: (ماں باپ میں علیحدگی ہو جائے تو) بچے (کی
736 نگہداشت اور تربیت) کا کون زیادہ حقدار ہے؟
- باب: طلاق یافتہ عورت کی عدت کے احکام و مسائل
740
- باب: عام مطلقات میں سے جن کی عدت منسوخ ہے
740
- باب: (طلاق کے بعد) رجوع کے احکام و مسائل
741
- باب: تین طلاق یافتہ (طلاق بدہ والی) کے خرچ کے
742 احکام و مسائل
- باب: فاطمہ بنت قیس کی روایت کا انکار کرنے
748 والوں کا بیان
- باب: بدہ طلاق والی دن کو گھر سے نکل سکتی ہے
751
- باب: جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کو ایک سال
752 تک کا خرچ دینا منسوخ ہے
- بَابُ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُ الْأَبَوَيْنِ لِمَنْ يَكُونُ
الْوَلَدُ؟
- بَابُ: فِي اللَّعَانِ
- بَابُ: إِذَا شَكَّ فِي الْوَلَدِ
- بَابُ: التَّغْلِيظُ فِي الْإِنْتِفَاءِ
- بَابُ: فِي ادِّعَاءِ وَلَدِ الزَّانَا
- بَابُ: فِي الْقَافَةِ
- بَابُ: مَنْ قَالَ بِالْقُرْعَةِ إِذَا تَنَازَعُوا فِي
الْوَلَدِ
- بَابُ: فِي وُجُوهِ النِّكَاحِ الَّتِي كَانَ يَتَنَاقَحُ
بِهَا أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ
- بَابُ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ
- بَابُ: مَنْ أَحَقَّ بِالْوَلَدِ
- بَابُ: فِي عِدَّةِ الْمُطَلَّغَةِ
- بَابُ: فِي نَسْخِ مَا اسْتَنْبَى بِهِ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّغَاتِ
- بَابُ: فِي الْمُرَاجَعَةِ
- بَابُ: فِي نَفَقَةِ الْمَبْنُوتَةِ
- بَابُ: مَنْ أَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ
- بَابُ: فِي الْمَبْنُوتَةِ تَخْرُجُ بِالنَّهَارِ
- بَابُ: نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا
بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ

فہرست مضامین (جلد دوم)

سنن ابو داود

باب: شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عورت کتنے دن سوگ منائے؟	باب: إِحْدَادِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا	۴۱، ۴۳
752		
باب: جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ اپنے ایامِ عدت گزارنے کے لیے.....	باب: فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا تُنْقَلُ	۴۲، ۴۴
754		
باب: ان حضرات کی دلیل جو عورت کے منتقل ہونے کو جائز سمجھتے ہیں	باب: مَنْ رَأَى التَّحَوُّلَ	۴۳، ۴۵
756		
باب: عدت والی اپنے ایامِ عدت میں کن امور سے اجتناب کرے	باب: فِيمَا تَجْتَنِبُ الْمُعْتَدَّةُ فِي عِدَّتِهَا	۴۴، ۴۶
757		
باب: حاملہ کی عدت کے احکام و مسائل	باب: فِي عِدَّةِ الْحَامِلِ	۴۵، ۴۷
760		
باب: اُمِّ وَلَدٍ کی عدت کا بیان	باب: فِي عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ	۴۶، ۴۸
762		
باب: تین طلاق والی سے اس کا پہلا خاوند دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرے	باب: الْمُبْتَوَّةُ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ	۴۷، ۴۹
762		
باب: زنا کی برائی کا بیان	باب: فِي تَعْظِيمِ الزَّانَا	۴۸، ۵۰
763		
771		
روزوں کے احکام و مسائل	۱۴ [كِتَابُ الصَّيَامِ]	
باب: روزوں کے فرض ہونے کی ابتدا کا بیان	۱- بَابُ مَبْدَأِ فَرْضِ الصَّيَامِ	771
باب: آیت کریمہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾ کے منسوخ ہونے کا بیان	۲- بَابُ نَسْخِ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾	773
باب: مذکورہ بالا آیت بڑے بوڑھے اور حاملہ کے حق میں ثابت ہے	۳- بَابُ مَنْ قَالَ هِيَ مُتَبَتَّةٌ لِلشَّيْخِ وَالْحَبْلَى	774
باب: مہینہ ایتیس دن کا بھی ہوتا ہے	۴- بَابُ الشَّهْرِ يَكُونُ سَمْعًا وَعَشْرِينَ	776
باب: جب چاند دیکھنے میں لوگوں سے غلطی ہو جائے	۵- بَابُ: إِذَا أَخْطَأَ الْقَوْمُ الْهِلَالَ	779
باب: جب مطلع ابر آلود ہو (اور چاند نظر نہ آ سکے)	۶- بَابُ: إِذَا أَعْيَمِيَ الشَّهْرُ	779
باب: اگر رمضان کی ایتیسویں کو ابر ہو (اور چاند دکھائی نہ دے) تو تیس روزے پورے کرو	۷- بَابُ مَنْ قَالَ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ	780



سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد دوم)

- 8- بَابُ فِي التَّقَدُّمِ
9- بَابُ إِذَا رُؤِيَ الْهَلَالُ فِي بَلَدٍ قَبْلَ الْآخَرِينَ بَلِيلَةً
10- بَابُ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشُّكِّ
11- بَابُ: فِيمَنْ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ
12- بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ ذَلِكَ
13- بَابُ شَهَادَةِ رَجُلَيْنِ عَلَى رُؤْيَةِ هَلَالِ شَوَّالٍ
14- بَابُ: فِي شَهَادَةِ الْوَاحِدِ عَلَى رُؤْيَةِ هَلَالِ رَمَضَانَ
15- بَابُ: فِي تَوْكِيدِ السُّحُورِ
16- بَابُ مَنْ سَمِيَ السُّحُورَ الْغَدَاءَ
17- بَابُ وَقْتِ السُّحُورِ
18- بَابُ: الرَّجُلُ يَسْمَعُ النَّدَاءَ وَالْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ
19- بَابُ وَقْتِ فِطْرِ الصَّائِمِ
20- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ
21- بَابُ مَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ
22- بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْإِفْطَارِ
23- بَابُ الْفِطْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ
24- بَابُ: فِي الْوَصَالِ
25- بَابُ الْغَبِيَةِ لِلصَّائِمِ
26- بَابُ السَّوَالِكِ لِلصَّائِمِ
27- بَابُ الصَّائِمِ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ مِنَ الْعَطَشِ
وَيُبَالِغُ فِي الْاسْتِنْشَاقِ
- باب: استقبال رمضان کا مسئلہ
باب: چاند جب ایک شہر (علاقے) میں دوسروں سے
ایک رات پہلے نظر آ جائے
باب: شک کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ (حرام) ہے
باب: جو کوئی شعبان کو رمضان کے ساتھ ملا دے
باب: نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے کی کراہت
باب: شوال کا چاند دیکھنے میں دو آدمیوں کی شہادت
ہونی چاہیے
باب: رمضان کے چاند میں ایک آدمی کی گواہی بھی
کافی ہے
باب: سحری کھانے کی تاکید
باب: سحری کو غداء (یعنی صبح کا کھانا) کہنا جائز ہے
باب: سحری کے وقت کا بیان
باب: آدمی فجر کی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ
میں ہو
باب: روزہ افطار کرنے کا وقت
باب: (بعد از غروب) جلدی افطار کرنا مستحب ہے
باب: کس چیز سے افطار کیا جائے؟
باب: روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعا
باب: اگر غروب آفتاب سے پہلے افطار کر لے؟
باب: افطار کیے بغیر مسلسل روزے رکھے جانا
باب: روزہ دار ہو کر غیبت کرنا
باب: روزے دار کا مسواک کرنا
باب: روزے دار پیاس کی وجہ سے اپنے اوپر پانی
ڈالے تو کوئی حرج نہیں مگر.....



سنن ابو داود

فہرست مضامین (جلد دوم)

- ۲۸- بَابُ: فِي الصَّائِمِ يَحْتَجِمُ
باب: روزے دار کی لگوائے تو.....؟ 805
- ۲۹- بَابُ: فِي الرُّحْصَةِ فِي ذَلِكَ
باب: روزے کی حالت میں بیٹگی لگوانے کی رخصت کا بیان 808
- ۳۰- بَابُ: فِي الصَّائِمِ يَحْتَلِمُ نَهَارًا فِي رَمَضَانَ
باب: روزے دار کو رمضان میں دن کے وقت احتلام ہو جائے تو.....؟ 809
- ۳۱- بَابُ: فِي الْكُحْلِ عِنْدَ النَّوْمِ لِلصَّائِمِ
باب: روزے دار سوتے وقت سرمہ استعمال کرنے تو.....؟ 810
- ۳۲- بَابُ الصَّائِمِ يَسْتَقِيءُ عَامِدًا
باب: روزے دار جان بوجھ کر تھکے کرے تو؟ 811
- ۳۳- بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ
باب: روزے کی حالت میں بوسہ لینا 812
- ۳۴- بَابُ الصَّائِمِ يَتَلَعَّ الرِّيقَ
باب: روزہ دار لعاب نکل جائے 814
- ۳۵- بَابُ كَرَاهِيَّتِهِ لِلشَّابِ
باب: جوان آدمی کیلئے بیوی سے بوس و کنار مکروہ ہے 814
- ۳۶- بَابُ مَنْ أَصْبَحَ جُبًّا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ
باب: جو کوئی رمضان میں صبح کو جنبی ہو کر اٹھے 815
- ۳۷- بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى أَهْلَهُ فِي رَمَضَانَ
باب: جو شخص رمضان میں بیوی سے جماع کر بیٹھے تو اس کا کفارہ؟ 816
- ۳۸- بَابُ التَّغْلِيظِ فِيمَنْ أَفْطَرَ عَمْدًا
باب: عمدہ روزہ توڑ دینے کی برائی 820
- ۳۹- بَابُ مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا
باب: جو کوئی بھول کر کھانسی لے 822
- ۴۰- بَابُ تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ
باب: رمضان کی قضا کرنے میں تاخیر کرنا 822
- ۴۱- بَابُ: فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ
باب: جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے باقی ہوں 823
- ۴۲- بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ
باب: سفر میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل 824
- بَابُ التَّاجِرِ يُفْطِرُ
باب: تاجر روزہ چھوڑ سکتا ہے 825
- ۴۳- بَابُ اخْتِيَارِ الْفُطْرِ
باب: سفر میں افطار کو ترجیح دینا 828
- ۴۴- بَابُ مَنْ اخْتَارَ الصِّيَامَ
باب: بعض حضرات سفر میں روزہ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں 829
- ۴۵- بَابُ: مَنْ يَفْطِرُ الْمُسَافِرَ إِذَا خَرَجَ؟
باب: مسافر جب سفر کیلئے نکلے تو کس وقت افطار کرے؟ 830



سنن ابو داود

..... فہرست مضامین (جلد دوم)

- 831 باب: کتنی مسافت کے سفر میں افطار کر سکتا ہے؟
 باب: جو کوئی یہ کہے کہ میں نے سارا رمضان روزے رکھے
 832
 833 باب: عید کے دنوں میں روزہ رکھنا
 834 باب: ایام تشریق میں روزے رکھنا
 835 باب: جمعے کا دن خاص کر کے روزہ رکھنا منع ہے
 836 باب: ہفتے کے دن کو بطور خاص روزہ رکھنا منع ہے
 837 باب: ہفتے کے دن روزہ رکھنے کی رخصت
 839 باب: سدا نقلی روزے سے رہنا
 باب: حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل
 842
 843 باب: ماہ محرم میں روزے کا بیان
 844 باب: ماہ شعبان میں روزے رکھنے کا بیان
 845 باب: ماہ شوال میں روزوں کا بیان
 846 باب: شوال میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت
 846 باب: نبی ﷺ کے روزے رکھنے کی کیفیت
 847 باب: سوموار اور جمعرات کے دن روزے کی فضیلت
 848 باب: عشرہ ذی الحجہ میں روزوں کا بیان
 849 باب: عشرہ ذی الحجہ میں روزے چھوڑ دینے کا بیان
 850 باب: میدان عرفات میں عرفہ کا روزہ رکھنا
 851 باب: یوم عاشورا کے روزے کا بیان
 852 باب: یہ روایت کہ عاشورا نوں محرم ہے
 854 باب: صوم عاشورا کی فضیلت
 باب: ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کی فضیلت
 854

- ۴۶- بَابُ قَدْرِ مَسِيرَةِ مَا يُفْطَرُ فِيهِ
 ۴۷- بَابُ مَنْ يَقُولُ صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ
 ۴۸- بَابُ: فِي صَوْمِ الْعِيدَيْنِ
 ۴۹- بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ
 ۵۰- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُخَصَّ يَوْمُ الْجُمُعَةِ بِصَوْمٍ
 ۵۱- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُخَصَّ يَوْمُ السَّبْتِ بِصَوْمٍ
 ۵۲- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
 ۵۳- بَابُ: فِي صَوْمِ الذَّهْرِ تَطَوُّعًا
 ۵۴- بَابُ: فِي صَوْمِ أَشْهُرِ الْحُرْمِ
 ۵۵- بَابُ: فِي صَوْمِ الْمُحَرَّمِ
 ۵۶- بَابُ: فِي صَوْمِ شَعْبَانَ
 ۵۷- بَابُ: فِي صَوْمِ شَوَّالٍ
 ۵۸- بَابُ: فِي صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ
 ۵۹- بَابُ: كَيْفَ كَانَ يَصُومُ النَّبِيُّ ﷺ؟
 ۶۰- بَابُ: فِي صَوْمِ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ
 ۶۱- بَابُ: فِي صَوْمِ الْعَشْرِ
 ۶۲- بَابُ: فِي فِطْرِ الْعَشْرِ
 ۶۳- بَابُ: فِي صَوْمِ [يَوْمِ] عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ
 ۶۴- بَابُ: فِي صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ
 ۶۵- بَابُ: مَا رُوِيَ أَنَّ عَاشُورَاءَ الْيَوْمِ النَّاسِعُ
 ۶۶- بَابُ: فِي فَضْلِ صَوْمِهِ
 ۶۷- بَابُ: فِي صَوْمِ يَوْمٍ وَفِطْرِ يَوْمٍ

فہرست مضامین (جلد دوم)

سنن ابو داود۔

- باب: ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ترغیب و فضیلت 855
- باب: سوموار اور جمعرات کے دن روزے کا بیان 856
- باب: مہینے میں کسی بھی وقت روزہ رکھ لینے کی رخصت ہے 857
- باب: روزے کے لیے نیت کا بیان 857
- باب: نفلی روزے میں نیت میں تاخیر مباح ہے 858
- باب: نفلی روزہ توڑ لیا ہو تو اس کی قضا کا مسئلہ 859
- باب: عورت کو روائش کہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے 860
- باب: روزے دار کو اگر ویسے کی دعوت ملے تو...؟ 862
- باب: روزے دار کھانے کی دعوت میں کیا کہے؟ 863
- باب: اعتکاف کے احکام و مسائل 863
- باب: اعتکاف کہاں ہونا چاہیے؟ 866
- باب: معکف اپنی ضروری حاجت کیلئے گھر جاسکتا ہے 867
- باب: معکف کسی مریض کی عیادت وغیرہ کے لیے جائے (یا نہیں؟) 870
- باب: استحاضہ والی اعتکاف کر سکتی ہے 872

- ۶۸- بَابُ فِي صَوْمِ الثَّلَاثِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ
- ۶۹- بَابُ مَنْ قَالَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ
- ۷۰- بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ
- ۷۱- بَابُ النَّبَةِ فِي الصَّوْمِ
- ۷۲- بَابُ فِي الرُّخْصَةِ فِيهِ
- ۷۳- بَابُ مَنْ رَأَى عَلَيْهِ الْقَضَاءَ
- ۷۴- بَابُ الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا
- ۷۵- بَابُ فِي الصَّائِمِ يُدْعَى إِلَى وَلِيمَةٍ
- ۷۶- بَابُ مَا يَقُولُ الصَّائِمُ إِذَا دُعِيَ إِلَى الطَّعَامِ
- ۷۷- بَابُ الْإِعْتِكَافِ
- ۷۸- بَابُ: أَتَيْنَ يَكُونُ الْإِعْتِكَافُ؟
- ۷۹- بَابُ الْمُعْتَكِفِ يَدْخُلُ الْبَيْتَ لِحَاجَتِهِ
- ۸۰- بَابُ الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ الْمَرِيضَ
- ۸۱- بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْتَكِفُ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۵) - [کتاب التَّطَوُّع] (النهضة ...)

نوافل اور سنتوں کے احکام و مسائل

تَطَوُّع کا مطلب ہے دل کی خوشی سے کوئی کام کرنا۔ یعنی شریعت نے اس کے کرنے کو فرض و لازم نہیں کیا ہے لیکن اس کے کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کے فضائل بیان کیے ہیں۔ نیز انہیں فرائض میں کمی کوتاہی کے ازالے کا ذریعہ بتلایا ہے۔ اس لحاظ سے نفلی عبادات کی بھی بڑی اہمیت اور قرب الہی کے حصول کا ایک بڑا سبب ہے۔ اس باب میں نوافل ہی کی فضیلتوں کا بیان ہوگا۔

(المعجم ۱) - باب تَفْرِيعُ أَبْوَابِ
التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ (النهضة ۲۹۱)

باب: ۱- نوافل اور سنتوں کی رکعات
کے احکام و مسائل

۱۲۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى :
حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ :
۱۲۵۰- ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایک دن میں بارہ رکعتیں

www.KitaboSunnat.com

۱۲۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب فضل السنن الرائعة قبل الترائف، وبعدهم، وبيان عددن، ح: ۷۲۸ من حديث داود بن أبي هند به.

۵- کتاب التطوع

نوافل اور سنتوں کی رکعات کے احکام و مسائل

حدثني الثَّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عُبَيْسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً تَطَوُّعًا بَنِي لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

بطور نفل نماز پڑھتا ہے اس کے لیے ان کے بدلے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔

🌅 فائدہ: یہ بشارت فرائض سے پہلے اور بعد کی سنتوں سے متعلق ہے جنہیں سنن مؤکدہ یا سنن راتبہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے سنن مؤکدہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ ان بارہ رکعتوں کی تفصیل دیگر احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے: چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت اس کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۴۱۵) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، التطوع، حدیث: ۱۱۷۲-۱۱۸۰ وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۷۴۹) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دن میں فرائض کے علاوہ دس رکعت ہی ادا کر لیتا ہے اس کے لیے بھی جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ تاہم علماء اس کی بابت فرماتے ہیں کہ اگر نماز ظہر سے قبل اتنا وقت ہو کہ چار رکعت پڑھی جاسکتی ہوں تو چار رکعت ہی پڑھنی چاہئیں۔ اور بہتر ہے کہ یہ دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں، اگرچہ ایک سلام سے بھی پڑھنا جائز ہے۔



۱۲۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - الْمَعْنَى - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ التَّطَوُّعِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا فِي بَيْتِي، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ

۱۲۵۱- عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نوافل کے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے کہا: ”آپ ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر میرے گھر میں لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے، پھر میرے گھر میں لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ اور آپ انہیں عشاء کی نماز پڑھاتے، پھر میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور آپ

۱۲۵۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۷۳۰، وابن ماجه، ح: ۱۱۶۴ من حديث هشيم بن بشير به.

۵- کتاب التطوع

نوافل اور سنتوں کی رکعات کے احکام و مسائل

رات میں نو رکعات پڑھتے ان میں وتر (بھی) ہوتا۔ آپ ایک لمبی رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک لمبی رات بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور سجدہ کرتے اور جب آپ بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی کرتے اور سجدہ کرتے۔ اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو رکعتیں پڑھتے پھر آپ (مسجد) تشریف لے جاتے اور لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے۔

يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِهِمُ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوُتْرُ، وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا جَالِسًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ.

🌅 فائدہ: مؤکدہ سنتیں گھر میں پڑھنی زیادہ افضل ہیں۔ اس سے گھر میں برکت اترتی اور گھر والوں اور بچوں کو نماز اور عبادت کی ترغیب ملتی ہے۔ نبی ﷺ نے بھی مسلمانوں کو گھروں میں سنتیں پڑھنے کی تاکید کی ہے۔

۱۲۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور اس (ظہر) کے بعد دو رکعتیں مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں اور نماز عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور جمعہ کے بعد نہیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

۱۲۵۲- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۵۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں نہ چھوڑا کرتے تھے۔

۱۲۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ

۱۲۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة وقبلها، ح: ۹۳۷، ومسلم، الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة، ح: ۸۸۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۶۶، (والقنعبي، ص: ۱۱۹، ۱۲۰).

۱۲۵۳- تخریج: أخرجه البخاري، التهجيد، باب الركعتين قبل الظهر، ح: ۱۱۸۲ عن مسدد به.

۵- کتاب التطوع... فجر کی سنتوں کے احکام و مسائل

ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعَدَاةِ.

☀️ فائدہ: ظہر سے پہلے اور بعد میں دو دو اور چار چار رکعات دونوں طرح صحیح ہے۔ (دیکھیے: حدیث: ۱۲۶۹)

(المعجم ۲) - باب رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ۲۹۲)

۱۲۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ عَلَى شَيْءٍ مِنَ التَّوَاتُلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى الرُّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

۱۲۵۴- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی نوافل پر اتنی پابندی نہ فرماتے تھے جتنی کہ فجر کی سنتوں کی کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتیں سفر میں بھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے بعض محدثین مثلاً حسن بصری رحمہ اللہ انہیں واجب کہتے ہیں ایسے ہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اس سے واضح ہوا کہ دوسری سنتوں کے مقابلے میں فجر کی ان دو سنتوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

(المعجم ۳) - بَابُ فِي تَخْفِيفِهِمَا (التحفة ۲۹۳)

۱۲۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّفُ الرُّكَعَتَيْنِ

۱۲۵۵- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ فجر سے پہلے کی سنتیں اس قدر ہلکی پڑھتے تھے کہ میں کہتی بھلا آپ نے ان میں فاتحہ بھی پڑھی ہے؟

۱۲۵۴- تخریج: أخرجه البخاري، التهجيد، باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماهما تطوعاً، ح: ۱۱۶۹، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما، ... الخ، ح: ۹۴/۷۲۴ من حديث يحيى القطان به.

۱۲۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، التهجيد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر، ح: ۱۱۷۱ من حديث زهير بن معاوية، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما، ... الخ، ح: ۹۲/۷۲۴ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.



فجر کی سنتوں کے احکام و مسائل

۵- کتاب التطوع

قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ؟

۱۲۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ

نے فجر کی سنتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی قراءت فرمائی۔

۱۲۵۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَارِثٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

🌞 فائدہ: اس قراءت کا اختیار و التزام مستحب ہے اور معنوی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت ہے کہ دن کی ابتدائی میں مسلمان کفر و کفار سے اپنی براءت اور اللہ عز و جل کی توحید اور اس کے اسماء و صفات کا اظہار و اقرار کرتا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر قراءت کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

۱۲۵۷- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر کی (جماعت کا وقت ہو جانے کی) اطلاع دینے کے لیے آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی بات میں مشغول کر لیا، حتیٰ کہ صبح خوب سفید ہو گئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو خبر دی اور کئی بار خبر دی، مگر رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے بالآخر جب نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ تو بلال نے آپ سے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو باتوں میں لگا لیا تھا اور وہ اس سے کچھ پوچھ رہی تھیں، حتیٰ کہ خوب صبح ہو گئی اور آپ نے بھی تشریف لانے میں تاخیر کر دی۔ آپ نے فرمایا: ”میں فجر کی رکعتیں پڑھ رہا تھا۔“ کہا اے اللہ کے رسول! آپ نے بہت صبح کر دی۔ آپ

۱۲۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنِي أَبُو زَيْدَادَةَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدَادَةَ الْكِنْدِيُّ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالَ بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى فَضَحَهُ الصُّبْحُ فَأَصْبَحَ جَدًّا. قَالَ: فَقَامَ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ أَذَانَهُ فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جَدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ فَقَالَ: «إِنِّي كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتِي الْفَجْرِ» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ أَصْبَحْتَ

۱۲۵۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما... الخ، ح: ۷۲۶ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به.

۱۲۵۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي ۴/۲۷۱ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۱۴/۶، وحسنه النووي في رياض الصالحين، (ح: ۱۱۰۳ بتحقيق).

۵- کتاب التطوع

فجر کی سنتوں کے احکام و مسائل

نے فرمایا: ”اگر میں اس سے بھی زیادہ صبح کرتا تو میں ان سنتوں کو پڑھتا اور عمدگی اور خوبصورتی سے پڑھتا۔“

۱۲۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو سنتیں مت چھوڑو اگرچہ دشمن کے گھوڑے تم کو کھدیڑ رہے ہوں۔“

جِدًّا قَالَ: «لَوْ أَضَبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَضَبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا وَأَحْسَنْتُهُمَا وَأَجْمَلْتُهُمَا».

۱۲۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ الْمَدَنِيِّ، عَنْ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ سَيْلَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَذْعُوهُمَا وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ».

☀ فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے البتہ دیگر احادیث سے صبح کی سنتوں کی اہمیت واضح ہے اور ان کا حکم دیگر سنتوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تاکید ہے۔

۱۲۵۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں میں اکثر یہ آیات تلاوت کیا کرتے تھے: ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ پہلی رکعت میں۔ اور دوسری رکعت میں ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَا مُسْلِمُونَ﴾۔

۱۲۵۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا كَانَ يَقْرَأُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بـ ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ [آل عمران: ۸۴] هَذِهِ الْآيَةُ. قَالَ هَذِهِ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى، وَفِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ بـ ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ۵۲].

۱۲۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فجر کی سنتوں میں یہ آیات قراءت کرتے ہوئے سنا۔ ”پہلی رکعت میں ﴿قل آمنا باللہ

۱۲۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ شَفِيَّانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، عَنْ أَبِي

۱۲۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۵/۲ من حديث خالد به * ابن سيلان مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

۱۲۵۹- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما... الخ، ح: ۷۲۷ من حديث عثمان بن حكيم به.

۱۲۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۳/۲ من حديث عبدالعزیز بن محمد الدراوردي به، ولبعض الحديث شواهد * عثمان بن عمر بن موسى قاضي مشهور، وثقه ابن حبان وحده، وجهله ابن معين وغيره، فهو مجهول الحال.

۵- کتاب التطوع

فجر کی سنتوں کے احکام و مسائل

وما أنزل علينا ﴿اور دوسری رکعت میں﴾ ربنا آمنا بما أنزلت واتبعنا الرسول فاكبتنا مع الشاهدين ﴿يا﴾ انا أرسلناك بالحق بشيرا ونذيرا ولا تسئل عن أصحاب الجحيم ﴿يہ شک عبد العزیز بن محمد راوردی کو ہوا ہے۔

الْعَيْثُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ ﴿قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا﴾ [آل عمران: ۸۴] فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَفِي الرَّكْعَةِ الْآخَرَى بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أُنْزِلَتْ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْبَتْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ [آل عمران: ۵۳] أَوْ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ﴾ [البقرة: ۱۱۹]. شَكَ الدِّرَّاءُ وَرَدِي.

🌞 فائدہ: نماز میں قراءت کرتے ہوئے اگر منتخب آیات یا سورتیں معروف ترتیب سے آگے پیچھے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

باب ۴- فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ جانا

باب الاضطجاع بعدها (المعجم ۴) (التحفة ۲۹۴)

۱۲۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی فجر سے پہلے سنتیں پڑھے تو چاہیے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔“ مروان بن حکم نے ان سے کہا: کیا بھلا لیٹنا ہی ضروری ہے کیا مسجد کی طرف چلنا کافی نہیں؟ (عبید اللہ کی روایت میں ہے) کہا: نہیں۔ یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان پر بہت بوجھ ڈال دیا ہے۔ (کہیں یہ وہ خطا کے مرتکب نہ ہو جائیں اور لوگ بھی اعتراض کرتے ہیں۔) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا: کیا آپ اس کا انکار کرتے ہیں جو انہوں نے بیان کیا ہے؟ انہوں نے کہا:

۱۲۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَلْيُضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ». فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ: أَمَا يُجْزِيءُ أَحَدَنَا مَمْسَاةً إِلَى الْمَسْجِدِ حَتَّى يَضْطَجِعَ عَلَى يَمِينِهِ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فِي حَدِيثِهِ: - قَالَ: لَا. قَالَ: فَلَبَّغَ ذَلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى نَفْسِهِ قَالَ: فَقِيلَ لَابْنِ عُمَرَ

۱۲۶۱- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الاضطجاع بعد ركعتي الفجر، ح: ۴۲۰ من حديث عبد الواحد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۲۰، وابن حبان، ح: ۶۱۲ * الأعمش مدلس تقدم، ح: ۱۴، ولم أجد تصريح سماعه.

۵- کتاب التطوع

فجر کی سنتوں کے احکام و مسائل

ہَلْ تُكْرَهُ شَيْئًا مِمَّا يَقُولُ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ اجْتَرَأَ وَجَبَّنَا. قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبَا هُرَيْرَةَ. قَالَ: فَمَا ذَنْبِي إِنْ كُنْتُ حَفِظْتُ وَنَسُوا. انہوں نے کہا: اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں نے یاد رکھا ہے اور یہ بھول گئے ہیں۔

🌞 فائدہ: اس مسئلے میں ”اعلام اہل العصر باحکام رکعتی الفجر“ علامہ شمس الحق ڈیوانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اہم مفصل کتاب ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔ خواہ کسی نے تہجد پڑھی ہو یا نہ۔ اور اس کے راوی حضرت عائشہ ابو ہریرہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہیں۔

۱۲۶۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ نَظَرَ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً أَقْظَنِي، وَصَلَّى الرَّكَعَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤَذِّنُهُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۲۶۲- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آخر رات میں جب اپنی نماز مکمل فرما لیتے تو دیکھتے، اگر میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرنے لگتے اور اگر سوئی ہوتی تو جگادیتے اور دو رکعتیں پڑھتے، پھر لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آ کر آپ کو نماز صبح کے وقت کی اطلاع دیتا، پھر آپ ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے، پھر نماز کے لیے نکل جاتے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں وتروں کے بعد گفتگو کرنے اور دو رکعتیں پڑھ کر لیٹ جانے کا ذکر ہے۔ جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹنا سنت نہیں ہے، نبی ﷺ تو یوں ہی استراحت کے لیے لیٹ جاتے تھے، کبھی نماز تہجد کے بعد (جیسا کہ اس حدیث میں ہے) اور کبھی فجر کی سنتوں کے بعد۔ لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں کہ اس حدیث میں گفتگو کرنے اور وتروں کے بعد لیٹنے والی بات محفوظ نہیں ہے یعنی ایک راوی کو وہم ہوا ہے جب کہ دوسرے تمام راویوں نے لیٹنے کا ذکر فجر کی سنتوں کے بعد ہی کیا ہے۔ اس لیے فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کو غیر مستحب قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو: (فتح الباری) باب من تحدث بعد الرکعتین ولم يضطجع: (۵۲/۳)

۱۲۶۲- تخریج: أخرجه البخاري، التقيير، باب: إذا صلى قاعدا ثم صح... الخ، ح: ۱۱۱۹ من حديث مالك، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۴۳ من حديث سالم أبي النضر به.

۵- کتاب التطوع

فجر کی سنتوں کے احکام و مسائل

علاء ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی فجر کی دو سنتوں سے پہلے لیٹنے اور گفتگو کرنے کو شاذ قرار دیا ہے۔ (ضعیف ابوداؤد) ② اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتروں کے بعد دو رکعتیں نفل پڑھنا بھی جائز ہے اور نبی ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ”تم وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ“ تو یہ حکم وجوب کے طور پر نہیں استحباب کے طور پر ہے۔ (مرعاة المفاتیح)

۱۲۶۳- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھ لیتے، تو اگر میں سوئی ہوتی تو لیٹ جاتے اور اگر جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرنے لگتے۔

۱۲۶۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سَفِيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَتَّابٍ أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعْتُ وَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي.

۱۲۶۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز فجر کے لیے نکلا تو آپ جس کسی آدمی کے پاس سے گزرتے اسے نماز کے لیے آواز دیتے یا اپنے پاؤں سے حرکت دیتے۔ زیاد نے (حدثنا ابو الفضل کی بجائے) حدثنا ابو الفضل کہا ہے۔

۱۲۶۴- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ الْعَبْرِيُّ وَزِيَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي مَكِينٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ - رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ - عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ. قَالَ زِيَادُ: قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ.

باب: ۵- جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور جماعت ہو رہی ہو؟

۱۲۶۵- حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے

(المعجم ۵) - بَابُ: إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامُ وَلَمْ يُصَلِّ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ۲۹۵) ۱۲۶۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ ۱۲۶۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۲۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۶/۳ من حديث أبي داود به * أبو الفضل مجهول، جهله أبو الحسن بن القطان الفاسي وغيره.

۱۲۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلوة ... الخ، ج: ۷۱۲ من حديث حماد بن زيد به.

۵- کتاب التطوع

فجر کی سنتوں کے احکام و مسائل

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَرَّجٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلَّى الرَّكَعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا فُلَانُ! أَتَيْتُهُمَا صَلَاتُكَ، الَّتِي صَلَّيْتَ وَحَذَّكَ أَوِ الَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا؟

تھے۔ اس نے دو رکعت (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو پوچھا: ”اے فلاں! تمہاری نماز کون سی ہے؟ وہ جو تم نے اکیلے پڑھی یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی؟“

فائدہ: ﷺ جماعت ہو رہی ہو تو کسی کے لیے سنت یا نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔ خواہ یقین ہو کہ سنتوں کے بعد پہلی رکعت پالوں گا۔ یہی حکم فجر کی سنتوں کا ہے۔ جماعت کے دوران میں باہر صحن میں یا کسی کو نے میں فجر کی سنتیں پڑھنی جائز نہیں جیسا کہ اکثر مساجد میں یہ معمول ہے۔

۱۲۶۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَرْقَاءَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، كُلُّهُمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ».

۱۲۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز (جماعت) کھڑی ہو جائے تو پھر فرض کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے بھی جماعت کے ہوتے ہوئے سنتیں پڑھنے کی ممانعت کا اثبات ہوتا ہے۔ اور یہی کی یہ روایت کہ ”جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز نہیں سوائے فرض نماز کے الا یہ کہ صبح کی سنتیں ہوں۔“ بالکل بے اصل اور ضعیف ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود)

۱۲۶۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلوة... الخ، ح: ۷۱۰ عن أحمد بن حنبل به.

(المعجم ۶) - باب مَنْ قَاتَهُ مَتَى

بِقَضِيهَا (التحفة ۲۹۶)

۱۲۶۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكَعَتَانِ» فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرُّكَعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

باب: ۶- فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب ادا کرے؟

۱۲۶۷- حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو فجر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صبح کی نماز دو رکعتیں ہیں۔“ تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے پہلی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں، جواب پڑھی ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

🌅 فوائد و مسائل: ① سنتیں رہ جائیں تو بعد میں پڑھنا افضل ہے۔ بالخصوص فجر کی سنتیں کہ نبی ﷺ انہیں سفر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ② فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد ادا کرنا جائز ہے۔ اور وہ حدیث جس میں ہے کہ ”نماز فجر کے بعد نماز نہیں۔“ اس سے مراد عام نوافل ہیں نہ کہ اس قسم کی نماز جو کسی سبب سے پڑھی جا رہی ہو۔ ③ اگر یقین ہو کہ طلوع شمس کے انتظار میں یہ وقت نہیں ہو جائیں گی تو مؤخر کر لے۔ اس طرح اس حدیث پر عمل ہو جائے گا کہ ”نماز فجر کے بعد نماز نہیں“ ④ رسول اللہ ﷺ کا کسی کام کو دیکھ یا سن کر خاموش رہنا اس کی توثیق کی دلیل سمجھا جاتا ہے، اس لیے اس حدیث سے یہ استدلال بالکل صحیح ہے کہ جو شخص فجر کی دو سنتیں فجر کی فرض نماز سے پہلے نہیں پڑھ سکا وہ فرضوں کے بعد پڑھ سکتا ہے۔

۱۲۶۸- حامد بن یحییٰ البلیخی نے کہا کہ سفیان نے کہا:

عطاء بن ابی رباح یہ حدیث سعد بن سعید سے بیان کیا کرتے تھے۔

۱۲۶۸- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِبَاحٍ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ سَعْدِ

۱۲۶۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في من تفوته الركعتان قبل الفجر . . . الخ، ح: ۴۲۲، وابن ماجه، ح: ۱۱۵۴ من حديث سعد بن سعيد به، وسنده ضعيف لا تقطاعه، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن خزيمة، ح: ۱۱۱۶، وابن حبان، ح: ۶۲۴، والحاكم: ۱/ ۲۷۴، ۲۷۵ وغيرهم، وعموم الأحاديث الصحيحة تؤيده، ولم يثبت ما يخالفه. ۱۲۶۸- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۵- کتاب التطوع

ابن سعید .

ظہر اور عصر کی سنتوں کے احکام و مسائل

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ رَبِّهِ وَيَحْيَى ابْنَا سَعِيدٍ هَذَا الْحَدِيثَ مُرْسَلًا أَنَّ جَدَّهُمْ زَيْدًا صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ .

امام ابو داود نے کہا کہ عبد ربہ اور یحییٰ..... ابنائے سعید..... نے یہ حدیث مرسل روایت کی کہ ان کے دادا زید نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ قصہ بیان کیا۔

🌞 فائدہ: اس میں یحییٰ اور عبد ربہ کے دادا کا نام زید بتلایا گیا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ دادا کا نام ”قیس“ ہے جیسا کہ حدیث ۱۲۶۷ میں ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

(المعجم ۷) - باب الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا (التحفة ۲۹۷)

باب: ۷- ظہر سے پہلے اور بعد چار چار سنتیں

۱۲۶۹- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنِ الثَّعْمَانِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عُبَيْسَةَ بْنِ أَبِي سُوْيَانَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَ عَلَى النَّارِ».

۱۲۶۹- سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار چار رکعتوں کی پابندی کرے گا وہ آگ پر حرام کر دیا جائے گا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ وَسُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

امام ابو داود نے کہا اس حدیث کو علاء بن حارث اور سلیمان بن موسیٰ نے مکحول سے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

۱۲۷۰- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ابْنِ مُنْجَابٍ، عَنْ قَرْظَعٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ

۱۲۷۰- حضرت ابوالایوب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”ظہر سے پہلے کی چار رکعات کہ ان میں سلام نہ ہو ان کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“

۱۲۶۹- [تخریج: أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الاختلاف على إسماعيل بن أبي خالد، ح: ۱۸۱۶ من حديث مكحول به، وللحديث طرق عند الترمذي، ح: ۴۲۷، ۴۲۸، وابن ماجه، ح: ۱۱۶۰ وغيرهما .

۱۲۷۰- [تخریج: أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في الأربع الركعات قبل الظهر، ح: ۱۱۵۷، وعبد بن حميد، ح: ۲۲۶ من حديث عبدة بن معتب به * وهو ضعيف كما قال أبو داود وغيره .



۵- کتاب التطوع

ظہر اور عصر کی سنتوں کے احکام و مسائل

عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ».

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید قطان سے مجھے یہ بات پہنچی ہے انہوں نے کہا کہ اگر میں عبیدہ سے کچھ بیان کرتا تو یہ حدیث روایت کرتا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ قَالَ: لَوْ حَدَّثْتُ عَنْ عُبَيْدَةَ بِشَيْءٍ لَحَدَّثْتُ عَنْهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ عبیدہ ضعیف ہے۔ اور ابن منجاب کا نام سہم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عُبَيْدَةُ ضَعِيفٌ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابْنُ مِنْجَابٍ هُوَ سَهْمٌ.

🌞 فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”حسن“ کہا ہے۔ جب کہ آئندہ حدیث: ۱۲۹۵ ان کے نزدیک ”صحیح“ ہے۔ جس میں ہے کہ دن اور رات کے نفل دو رکعت ہیں اس لیے سنتوں اور نوافل کو دو دو کر کے ہی پڑھنا رائج اور افضل ہے۔ تاہم ایک سلام سے چار رکعت پڑھ لینا بھی جائز ہے۔

باب: ۸- عصر سے پہلے نماز

(المعجم ۸) - باب الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعَصْرِ (التحفة ۲۹۸)

۱۲۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔“

۱۲۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُو الْمُثَنَّى عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَجِمَ اللَّهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا».

۱۲۷۲- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۲۷۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۷۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، ح: ۴۳۰ عن أحمد بن إبراهيم الدورقي وغيره به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۹۳، وابن حبان، ح: ۶۱۶. ۱۲۷۲- تخریج: [إسناده حسن] وصححه النووي في رياض الصالحين (ح: ۱۱۲۱ بتحقيق)، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

۵- کتاب التطوع

ظہر اور عصر کی سنتوں کے احکام و مسائل

☀ فائدہ: یہ سنتیں مستحب ہیں اور سنن راتبہ (مؤکدہ سنتوں) میں شمار نہیں ہوتیں۔ نیز دو رکعتوں والی روایت چار رکعتوں کے منافی نہیں، بلکہ اس کو کبھی کبھار پر محمول کیا جائے گا یعنی کبھی چار رکعت ادا کی تو کبھی دو رکعت۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ”چار رکعات“ کے الفاظ کے ساتھ حسن ہے۔

(المعجم ۹) - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ
(التحفة ۲۹۹)

۱۲۷۳- جناب کریم مولیٰ ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ عبدالرحمن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے مجھے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ انہیں ہم سب کی طرف سے سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا مسئلہ پوچھنا اور کہنا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ یہ رکعتیں پڑھتی ہیں جب کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ میں (یعنی کریم) ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سب بات پہنچائی جو انہوں نے مجھ سے کہی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جاؤ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کرو۔ میں ان حضرات کے پاس واپس آیا اور ان کا جواب بتایا تو انہوں نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیج دیا اس بات کے ساتھ جو انہوں نے مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کہی تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سنا تھا کہ آپ ان سے (عصر کے بعد نماز سے) منع فرماتے تھے لیکن میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے پایا۔ (ایک دن) آپ عصر کی نماز

۱۲۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرُ ابْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا، وَسَلِّمْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَقُلْ إِنَّا أَخْبَرْنَا أَنَّكَ تُصَلِّيْنَهُمَا وَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهُمَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي بِهِ فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجَتْ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرَتْهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمَّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمَّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا، أَمَّا حِينَ صَلَّاهُمَا: فَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ - وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ - فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ



۱۲۷۳- تخريج: أخرجه البخاري، السهو، باب: إذا كلم وهو يصلي فأشار بيده واستمع، ح: ۱۲۳۳، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ۸۲۴ من حديث عبدالله بن وهب به.

۵- کتاب التطوع

الْجَارِيَةِ فَقُلْتُ قَوْمِي بِحَبْنِهِ فَقُولِي لَهُ: تَقُولُ أَمْ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَسْمَعُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ. قَالَتْ: فَفَعَلْتُ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرْتُ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «يَا بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ! سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَسَعَّلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ».

ظہر اور عصر کی سنتوں کے احکام و مسائل
پڑھا کرتے تشریف لائے اور میرے ہاں انصار کے قبیلہ بنی حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی تھیں آپ نے یہ رکعتیں پڑھیں تو میں نے خادمہ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا میں نے اس سے کہا کہ جا کر آپ کے پاس کھڑی ہو جانا اور کہنا کہ ام سلمہ پوچھتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ ان سے منع فرماتے ہیں اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ انہیں پڑھ رہے ہیں؟ اگر آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمادیں تو ان سے ذرا دور ہو جانا۔ چنانچہ خادمہ نے ایسے ہی کیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ”اے دختر بنی امیہ! تو نے عصر کے بعد کی ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے تو بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبد القیس کے کچھ لوگ اپنی قوم کا اسلام لے کر آئے اور انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی رکعتوں سے مشغول کر دیا۔ تو یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ظہر کی پچھلی سنتیں مؤکد سنتوں میں سے ہیں اور ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ ② ممنوع وقت میں کسی مشروع سبب سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ③ عصر کے بعد ان رکعات کی بیٹگی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت تھی۔ ④ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسئلہ کی تحقیق میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تحویل کرنا ان آداب میں سے ہے کہ اہل فضل کی طرف مراجعت کی جائے۔

(المعجم ۱۰) - بَاب مَنْ رَخَّصَ فِيهِمَا
إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مُرْتَفَعَةً (التحفة ۳۰۰)
۱۲۷۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ:
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ
يَسَافٍ، عَنْ وَهَبِ بْنِ الْأَجْدَعِ، عَنْ

۱۲۷۴- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الرخصة في الصلوة بعد العصر، ح: ۵۷۴ من حديث منصور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۸۴، وابن حبان، ح: ۶۲۰.

ظہر اور عصر کی سنتوں کے احکام و مسائل

۵- کتاب التطوع

عَلَيْهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً.

☀️ فائدہ: یہ رخصتِ اداسی نماز کے لیے ہے عام نوافل مراد نہیں ہیں۔ جیسے کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔

۱۲۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ رَكَعَتَيْنِ إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

☀️ فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جس کا سب پیچھے (حدیث ۱۲۷۳ میں) گزرا ہے۔

۱۲۷۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھے کئی پندیدہ لوگوں نے بتایا ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں بلکہ ان سب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر پندیدہ ہیں انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اور نماز عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① سورج طلوع یا غروب ہونے میں دیر ہو تو سبھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ ویسے عام نفل پڑھنا

ناجائز ہے۔ ② اہل بیت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں انتہائی اخوت اور محبت کے روابط تھے۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ان مقدس ہستیوں کو ایک دوسرے کا حریف ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

۱۲۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۱۲۴، والنسائي في الكبير: ح: ۳۴۱ من حديث سفیان الثوري به، وتابعه مطرف * أبو إسحاق مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۵۹۸، ۵۹۹ وغيره، وثبت عن علي رضي الله عنه أنه صلى بعد العصر ركعتين، رواه البيهقي: ۲/۴۵۹.

۱۲۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب الصلوة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ۵۸۱، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلوة فيها، ح: ۸۲۶ من حديث قتادة به.



ظہر اور عصر کی سنتوں کے احکام و مسائل

۱۲۷۷- حضرت عمرو بن عبسہ سلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! رات کا کون سا حصہ زیادہ مقبول ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”آخر رات کا درمیانی حصہ۔ سو جس قدر جی چاہے نماز پڑھو۔ بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس کا اجر لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ فجر پڑھ لو۔ پھر رک جاؤ حتیٰ کہ سورج نکل آئے اور ایک یا دو نیزوں کے برابر اونچا آجائے۔ بے شک یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھتے رہو بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے اور اس کا اجر لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ نیزے کا سایہ اس (نیزے) کے برابر ہو جائے (یعنی دوپہر ہو جائے اور کوئی زائد سایہ باقی نہ رہے) تو رک جاؤ۔ بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جب سورج ڈھل جائے تو جس قدر جی چاہے نماز پڑھو بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں حتیٰ کہ عصر پڑھ لو پھر رک جاؤ حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ بے شک یہ شیطان کے دو سینگوں کے مابین غروب ہوتا ہے اور (اس وقت) کفار اس کی عبادت کرتے ہیں۔“ اور لمبی حدیث بیان کی۔ عباس بن سالم نے کہا کہ ابوسلام نے مجھے ابوامامہ سے ایسے ہی بیان کیا ہے الا یہ کہ مجھ سے کوئی نادانستہ بھول ہوگئی ہو تو اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

۱۲۷۷- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ السَّلْمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: «جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَصَلِّ مَا شِئْتَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ ثُمَّ أَقْصِرْ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَرْتَفِعَ قَيْسَ رُمُجٍ أَوْ رُمَحِينَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَيُصَلِّي لَهَا الْكُفَّارُ، ثُمَّ صَلِّ مَا شِئْتَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ حَتَّى يَعْدِلَ الرُّمُحُ ظِلَّهُ، ثُمَّ أَقْصِرْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ وَتُفْتَحُ أَبْوَابُهَا، فَإِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلِّ مَا شِئْتَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقْصِرْ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَيُصَلِّي لَهَا الْكُفَّارُ». وَقَصَّ حَدِيثًا طَوِيلًا. قَالَ الْعَبَّاسُ: هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَامٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِلَّا أَنْ أُخْطِئَ شَيْئًا لَا أُرِيدُهُ فَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.

۱۲۷۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: بعد باب في دعاء الضيف، ح: ۳۵۷۹ من حديث أبي أمامة به مختصراً، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه الحاكم: ۱/ ۱۶۳، ۱۶۵، وأمله في صحيح مسلم، ح: ۸۳۲.

۵- کتاب التطوع

ظہر اور عصر کی سنتوں کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: ① اس حدیث میں تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نماز فجر کے بعد، عین نصف النہار (زوال) کے وقت اور نماز عصر کے بعد۔ دیگر احادیث میں ہے کہ سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت بھی نماز ممنوع ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، 'صلاة المسافرين'، حدیث: ۸۳۱) ان میں سے عین نصف النہار (زوال) اور سورج کے طلوع و غروب ہونے کے اوقات خاص ممنوع اوقات ہیں جبکہ فجر اور عصر کے بعد سبھی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ جمعہ کے دن زوال کے وقت بھی نوافل پڑھے جاسکتے ہیں لیکن اس کی بابت جتنی بھی روایات آتی ہیں وہ سب ضعیف ہیں۔ اس لیے جمعہ کا اختصاص صحیح نہیں۔ امام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم رحمہما نے بھی مذکورہ احادیث کی وجہ سے یہی موقف اختیار کیا ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے وقت نوافل کی ادائیگی صحیح ہے۔ دیکھیے: (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۲۲/۱۲، تحقیق عامر الجزار، انور الباز - زاد المعاد: ۱/۳۷۸، تحقیق شعیب الارنؤوط) شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ دیکھیے: (الاجوبة النافعة، ص: ۳۳، ۳۵) لیکن ان حضرات کے موقف کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ اس لیے جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نوافل پڑھنا صحیح نہیں۔

۱۲۷۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي عُلْقَمَةَ، عَنْ يَسَارِ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَأَنَا أَصْلِي بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَقَالَ يَا يَسَارُ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَصْلِي هَذِهِ الصَّلَاةَ فَقَالَ: «لِيَبْلُغَ شَاهِدُكُمْ غَائِبُكُمْ لَا تَصَلُّوا بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجَدَتَيْنِ».

۱۲۷۸ - جناب یسار مولیٰ ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھا کہ میں طلوع فجر کے بعد نماز پڑھ رہا تھا تو انہوں نے فرمایا: اے یسار! رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم یہ نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا: ”تمہارا حاضر (موجود) شخص اپنے غائب کو بتادے کہ سوائے دو رکعتوں کے طلوع فجر کے بعد نماز نہ پڑھا کرو۔“

☀️ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلوع فجر کے بعد فرضوں سے پہلے صرف دو رکعت سنتیں ہی پڑھی جائیں۔ تاہم رات کے وتر دن چڑھے پڑھنا مشکل ہوں تو اس وقت میں ادائیگی جائز ہے۔ جیسے کہ سبھی نماز کا مسئلہ ہے۔

۱۲۷۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: ۱۲۷۹ - اسود اور مسروق (دونوں) نے کہا: ہم حضرت

۱۲۷۸ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء لا صلوة بعد طلوع الفجر إلا ركعتين، ح: ۴۱۹ من حديث قدامة به، وقال: "غريب" * ابن الحصين مجهول (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث مسلم، ح: ۷۲۳ يغني عنه.

۱۲۷۹ - تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب ما يصلي بعد العصر من الفوائت ونحوها، ح: ۵۹۳، ومسلم، صلوة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ۸۳۵ من حديث شعبة به.

۵- کتاب التطوع

نماز مغرب سے قبل نوافل کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ قَالَا: نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا مِنْ يَوْمٍ يَأْتِي عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا صَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کی بابت گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ نبی ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں نہ پڑھتے ہوں۔ (یعنی ہر روز بلاناغہ پڑھا کرتے تھے۔)

☀ فائدہ: یہ بیگنی نبی ﷺ کی خصوصیت تھی اور ان رکعتوں کی اصل ابتدا ظہر کی سنتیں قضا پڑھنے سے ہوئی تھی۔ (دیکھیے حدیث: ۱۲۷۳)

۱۲۸۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ: أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ وَيَنْهَى عَنْهَا وَيُؤَاصِلُ وَيَنْهَى عَنِ الْوِصَالِ.

۱۲۸۰- جناب ذکوان مولیٰ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے جب کہ لوگوں کو اس سے منع کرتے تھے۔ خود وصال کرتے (یعنی دو دو دن کے اکٹھے روزے رکھتے یا اس سے زیادہ کے بھی اور درمیان میں افطار نہ کرتے) اور لوگوں کو وصال سے منع فرماتے تھے۔

☀ ملحوظہ: منذری کہتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار ہے اور اس کی حدیث کے حجت ہونے میں اختلاف ہے۔ (عمون المعبود) محققین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔

(المعجم ۱۱) - باب الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ (التحفة ۳۰۱)

باب: ۱۱- نماز مغرب سے پہلے نفل

۱۲۸۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ»، ثُمَّ

۱۲۸۱- حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو“ پھر فرمایا: ”نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو جو چاہے۔“ یہ اس ڈر سے کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ بنالیں۔

۱۲۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ۱/ ۳۲۴ من حديث عبيد الله بن سعد به * ابن إسحاق مدلس وعنن.

۱۲۸۱- تخریج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب من كره أن يقال للمغرب العشاء، ح: ۵۶۳ من حديث عبد الوارث بن سعيد به.

۵- کتاب التطوع

نماز مغرب سے قبل نوافل کے احکام و مسائل

قَالَ: «صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ لِمَنْ شَاءَ»، خَشْيَةً أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

🌞 فائدہ: اذان مغرب کے بعد اقامت سے قبل دو رکعت سنت ادا کرنا مندوب اور مستحب عمل ہے۔ عہد رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انیس ذوق و شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ ان کی بابت فرمایا: [صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ] ”مغرب کی نماز سے قبل نماز پڑھو۔“ تیسری مرتبہ فرمایا: [لِمَنْ شَاءَ] ”جس کا دل چاہے۔“ (صحیح بخاری التہجد، حدیث: ۱۱۸۳ و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۳۸) آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں (سنت مؤکدہ نہ بنالیں۔) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ اذان مغرب کے فوراً بعد اور اقامت سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مؤذن اذان مغرب سے فارغ ہوتا تو ہم سب ستونوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعتیں ادا کرتے لوگ اس کثرت سے دو رکعتیں پڑھتے کہ نو وارد سمجھتا مغرب کی نماز ہو چکی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۳۷) نیز مرثد بن عبد اللہ رحمہ اللہ ایک مرتبہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ابو تمیم مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں؟ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسی طرح پڑھتے تھے انہوں نے پوچھا: اب کیوں نہیں پڑھتے؟ فرمانے لگے کہ مصروفیت کی وجہ سے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۸۳) علاوہ ازیں صحیح ابن حبان میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود بھی مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کی ہیں۔ دیکھیے: (صحیح ابن حبان (ابن بلبان) الصلاة، حدیث: ۱۵۸۸) رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کے ہوتے ہوئے ایسی محبوب و مرغوب سنت کو قول امام اور فتوائے مذہب کی بنا پر ترک کر دینا بہت بڑی محرومی ہے۔



۱۲۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّيْتُ الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَأَيْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَأَانَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا.

۱۲۸۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ (مختار کہتے ہیں) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے ہم کو حکم دیا، نہ منع فرمایا۔

۱۲۸۲- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب، ح: ۸۳۶ من حديث مختار بن فلفل به.

۵- کتاب التطوع نماز مغرب سے قبل نوافل کے احکام ومسائل

فائدہ: یعنی لازمی حکم نہیں دیا کہ ضرور پڑھا کرو بلکہ ترغیب کے طور پر پڑھنے کا حکم دیا جیسا کہ اس سے پہلی روایت میں ہے۔ علاوہ ازیں پڑھنے والوں کو منع نہیں فرمایا جبکہ آپ کی خاموشی اس عمل کی توثیق ہے۔

۱۲۸۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ عَنْ الْجَرِيرِيِّ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ
صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِمَنْ شَاءَ».

۱۲۸۳- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دو اذانوں کے درمیان
نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے جو چاہے۔“

فائدہ: ”دواذانوں“ سے مراد معروف اذان اور اقامت ہے۔ اور ان دونوں کے مابین جن نوافل کی رسول اللہ
ﷺ نے پابندی و تاکید کی اور ترغیب دی ہے، انہیں سنن راتبہ (مؤکدہ) کہتے ہیں اور جن کی پابندی نہیں کی انہیں
غیر مؤکدہ کہتے ہیں۔

۱۲۸۴- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي
شُعَيْبٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: سِئِلَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ
الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّيهِمَا وَرَخَّصَ
فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۱۲۸۴- جناب طاووس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا
گیا تو انہوں نے کہا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ
رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسے پڑھتا ہو۔ اور
عصر کے بعد دو رکعتوں کی رخصت دی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ
مَعِينٍ يَقُولُ: هُوَ شُعَيْبٌ. يَعْنِي: وَهُمْ
شُعْبَةُ فِي اسْمِهِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین
کو سنا کہتے تھے کہ راوی حدیث ابو شعیبہ دراصل
شعیب ہے شعبہ کو اس کے نام میں وہم ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان کردہ بشرط صحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی کو ان کی لاعلمی پر محمول کیا جائے گا کیونکہ
صحیح احادیث سے صحابہ کرام کا مغرب کی اذان کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔

۱۲۸۳- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: كم بين الأذان والإقامة ومن ينتظر إقامة الصلوة؟ ح: ۶۲۴،
ومسلم، صلوة المسافرين، باب: بين كل أذانين صلوة، ح: ۸۳۸ من حديث سعيد بن إياس الجريبي به.
۱۲۸۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ۸۰۴ من حديث شعبة مختصراً، والبيهقي:
۴/۴۷۶، ۴۷۷ من حديث أبي داود به.

۵- کتاب التطوع

(المعجم ۱۲) - باب صَلَاةِ الضَّحَى

(التحفة ۳۰۲)

۱۲۸۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ الْمَعْنَى عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامَةٍ مِنْ ابْنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، تَسْلِيْمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُهُ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَبُضْعَةُ أَهْلِهِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزَى مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضَّحَى».

48

قال أبو داود: وَحَدِيثُ عَبَّادٍ أَثَمٌ. وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ الْأَمْرَ وَالنَّهْيَ - زَادَ فِي حَدِيثِهِ: وَقَالَ: كَذَا وَكَذَا - وَزَادَ ابْنُ مَنِيعٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحَدُنَا يَقْضِي شَهْوَتَهُ وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِي غَيْرِ حِلِّهَا أَلَمْ يَكُنْ يَأْتُمُّ».

نماز چاشت کے احکام و مسائل

باب: ۱۲- نماز چاشت کے احکام و مسائل

۱۲۸۵- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”صبح ہوتی ہے تو ابن آدم کے انگ انگ پر صدقہ لازم ہو چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا اپنے ملنے والوں کو سلام کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ راستے سے اذیت والی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔ اور اہلیہ سے ہم بستر ہونا صدقہ ہے۔ اور ان سب سے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔“

امام ابوداؤد نے کہا: عباد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ اور مسدد نے اپنی روایت میں امر و نہی کا بیان نہیں کیا بلکہ کہا: یہ اور یہ۔ اور ابن منیع نے اپنی روایت میں اضافہ کیا: صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انسان اپنی نفسانی خواہش پوری کرے اور یہ اس کے لیے صدقہ بنے؟ (کیوں کر؟) آپ نے فرمایا: ”بتاؤ اگر وہ یہ کام حلال جگہ میں نہ کرتا (یعنی زنا کرتا) تو کیا گناہ نہ ہوتا۔“

☀ فائدہ: سورج طلوع ہوتے ہی جو نماز پڑھی جائے وہ ”اشراق“ اور جو سورج کے قدرے بلند ہونے پر پڑھی جائے ”ضحی“ (چاشت) کہلاتی ہے۔ حقیقت میں یہ ایک ہی نماز ہے اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات ہیں۔

۱۲۸۵- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۷۸/۵، والنسائي في الكبرى، ح: ۹۰۲۸ من حديث واصل به، وانظر الحديث الآتي، ح: ۵۲۴۳.

۵- کتاب التطوع

۱۲۸۶- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ : أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ وَاصِلٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَقِيلٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرٍ ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ [الدَّوْلِيِّ] قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ أَبِي ذَرٍّ قَالَ : «يُضْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامَةٍ مِنْ أَحَدِكُمْ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ ، فَلَهُ بِكُلِّ صَلَاةٍ صَدَقَةٌ وَصِيَامٍ صَدَقَةٌ وَحَجٍّ صَدَقَةٌ وَتَسْبِيحٍ صَدَقَةٌ وَتَكْبِيرٍ صَدَقَةٌ وَتَحْمِيدٍ صَدَقَةٌ» فَقَدْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ هَذِهِ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ ثُمَّ قَالَ : «يُجْزِيءُ أَحَدَكُمْ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَا الضُّحَى» .

نماز چاشت کے احکام و مسائل

۱۲۸۶- جناب ابوالاسود دؤلی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہوں نے کہا: ”صبح ہوتی ہے تو تمہارے ایک ایک کے انگ انگ پر صدقہ لازم ہو چکا ہوتا ہے اور ہر روز ایسے ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی ہر نماز روزہ حج، تسبیح، تکبیر اور تحمید صدقہ ہوتی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے یہ اعمال صالحہ شمار فرمائے پھر فرمایا: ”تمہیں ان سب سے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔“

🌞 توضیح: یہ دو رکعتیں اس صدقہ لازمہ سے کفایت کرتی ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ فرائض سے بھی کفایت ہو جاتی ہے۔

۱۲۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ ، عَنْ زَبَّانِ بْنِ فَائِدٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجَهَنِّيِّ ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يُسَبِّحَ رَكْعَتِي الضُّحَى لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ» .

۱۲۸۷- جناب سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے اور سنی (چاشت) کی دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے اور اس دوران میں خیر ہی کی بات کرے تو اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں خواہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔“

۱۲۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ :

۱۲۸۸- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

۱۲۸۶- تخریج : أخرجه مسلم ، صلوۃ المسافرين ، باب استحباب صلوۃ الضحی وأن أقلها ركعتان . . . الخ ، ح : ۷۲۰ من حدیث واصل به .

۱۲۸۷- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ۴۳۸ / ۳ من حدیث زبان بن فائد به ، وهو ضعيف ، ضعفه الجمهور ، وللحدیث شواهد ضعيفة .

۱۲۸۸- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه البيهقي : ۴۹ / ۳ ، وتقدم طرفه ، ح : ۵۵۸ .

۵- کتاب التطوع

نماز چاشت کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک نماز کے بعد دوسری نماز اس طرح کہ ان کے مابین کوئی لغو نہ ہو (اس عمل سے) علیین میں نام درج ہو جاتا ہے۔“

حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي إِنْتِرِ صَلَاةٍ لَا لَعْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عَلَيْنٍ».

🌞 فائدہ: [عَلَيْنٍ] وہ مقام ہے جہاں صالحین کے اعمال نامے رکھے گئے ہیں اور ان میں ان کے اعمال درج ہوتے ہیں۔ اس کے بالقابل کفار و فجار کے لیے ”سَجِّین“ ہے۔ جیسے کہ سورۃ النطقفین میں ذکر ہے۔

۱۲۸۹- حضرت نعیم بن ہمارہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میرے لیے شروع دن میں چار رکعات پڑھنے سے عاجز نہ رہ، میں آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔“

۱۲۸۹- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! لَا تُعْجِزْنِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي أَوَّلِ نَهَارِكَ أَكْفَلَكَ آخِرَهُ».

🌞 توضیح: رسول اللہ ﷺ کو ”جوامع الکلم“ سے مشرف فرمایا گیا تھا۔ آپ کے اس فرمان میں ”شروع دن“ سے مراد طلوع فجر ہو تو صبح کی نماز میں چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ اور اس کا مفہوم اس حدیث کے موافق ہوگا جس میں ہے کہ ”جو صبح کی نماز پڑھ لے وہ اللہ کی امان میں آ گیا۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۵۷) اگر اس سے مراد دن کی ابتدا طلوع شمس ہو تو اس میں نماز چاشت کی ترغیب ہے۔

۱۲۹۰- حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز چاشت کی آٹھ رکعات پڑھی تھیں۔ آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔ احمد بن صالح نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

۱۲۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عِيَّاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى

۱۲۸۹- [تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۸۷/۵ من حديث مكحول، والنسائي في الكبرى، ح: ۴۶۶ من حديث كثير بن مرة، وصححه ابن حبان، ح: ۶۳۴، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ۲۰۱/۴، ۱۵۳، وغيره. ۱۲۹۰- [تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في صلوة الليل والنهار مثني مثني، ح: ۱۳۲۳ من حديث ابن وهب، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۳۴، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۲۸۰، وغيره.

۵- کتاب التطوع نماز چاشت کے احکام و مسائل

ابن عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحَى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكَعَتَيْنِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ سُبْحَةَ الضُّحَى فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: إِنَّ أُمَّ هَانِيٍّ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ سُبْحَةَ الضُّحَى بِمَعْنَاهُ.

🌞 فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ روایت تو صحیح ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں یہ روایت موجود ہے۔ لیکن ان میں ”ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔“ کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ الفاظ منکر ہیں اور اس کی وجہ سے روایت ضعیف ہے ورنہ اصل واقعہ صحیح ہے۔

۱۲۹۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: مَا أَخْبَرْنَا أَحَدًا أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِيٍّ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا وَصَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ يَرَهُ أَحَدٌ صَلَّاهُنَّ بَعْدُ.

۱۲۹۱- جناب ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں ام ہانی رحمہا کے علاوہ کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے دیکھا ہو کہ نبی ﷺ نے نماز چاشت پڑھی ام ہانی رحمہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے روز اس کے گھر میں غسل کیا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں (اس کے سوا) اور کسی نے نہیں دیکھا کہ اس کے بعد آپ نے یہ رکعات پڑھی ہوں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے نماز چاشت پابندی سے نہیں پڑھی ہے۔ اور آپ کی اس نماز کو ”صلوۃ فتح“ کا نام بھی دیا گیا ہے۔ ② سفر میں بھی نوافل پڑھنے چاہئیں، مگر سنن راتبہ (مؤکدہ) ثابت نہیں ہیں۔

۱۲۹۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ

۱۲۹۲- جناب عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے

۱۲۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، التقيصير، باب من تطوع في السفر في غير دبر الصلوات وقبلها، ح: ۱۱۰۳ عن حفص بن عمر، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة الضحى... الخ، ح: ۳۳۶، بعد، ح: ۷۱۹ من حديث شعبة به.

۱۲۹۲- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة الضحى... الخ، ح: ۷۱۷ من حديث يزيد بن زريع به.

۵- کتاب التطوع

نماز چاشت کے احکام و مسائل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ کہا نہیں! الا یہ کہ سفر سے تشریف لاتے۔ میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ سورتیں ملا کر پڑھ لیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ مفصل میں سے (یعنی آخری منزل کی سورتوں میں سے)۔

زُرَّيْعُ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصُّحَى فَقَالَتْ: لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيْبِهِ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بَيْنَ السُّورِ؟ قَالَتْ: مِنَ الْمُفْصَلِ.

☀ فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف لاتے، دو رکعتیں پڑھتے احباب سے ملاقات ہوتی پھر گھر تشریف لے جاتے۔ (صحیح بخاری، المغازی، حدیث: ۴۳۱۸)

۱۲۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خنی کے نفل کبھی نہیں پڑھے، میں البتہ پڑھتی ہوں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کچھ عمل کرنا چاہتے مگر چھوڑ دیتے تھے کہ لوگ عمل کریں گے تو کہیں ان پر فرض نہ کر دیا جائے۔

۱۲۹۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا سَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُبْحَةَ الصُّحَى قَطُّ وَإِنِّي لَا سَبَّحُهَا وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَدْعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةً أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيَفْرَضَ عَلَيْهِمْ.

☀ فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ نے یہ نوافل پابندی سے نہیں پڑھے۔

۱۲۹۴- جناب ساک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں بہت زیادہ۔ آپ ﷺ جہاں فجر کی نماز ادا فرماتے وہاں سے اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جاتا۔ جب (سورج) طلوع ہو جاتا تو پھر آپ ﷺ

۱۲۹۴- حَدَّثَنَا ابْنُ نَفِيلٍ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ كَثِيرًا فَكَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْعَدَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ ﷺ.

۱۲۹۳- تخریج: أخرجه البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل... الخ، ح: ۱۱۲۸، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب استحباب صلوٰۃ الضحی... الخ، ح: ۷۱۸، من حدیث مالک به، وهو في الموطأ (یحییٰ) ۱/۱۵۲، ۱۵۳.

۱۲۹۴- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد، ح: ۶۷۰، عن أحمد بن عبد الله بن يونس به.

نماز تسبیح کے احکام و مسائل

۵- کتاب التطوع

قال: «الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى أَنْ تَشْهَدَ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ وَأَنْ تَبَاسَّسَ وَتَمَسَّكَنَّ وَتُقْنِعَ بِيَدَيْكَ وَتَقُولَ: اللَّهُمَّ! اللَّهُمَّ! فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ».

سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى قَالَ: إِنْ شِئْتَ مَثْنَى وَإِنْ شِئْتَ أَرْبَعًا. امام ابو داود رحمہ اللہ سے رات کی نماز دو رکعت ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو کہا: چاہو تو دو رکعت پڑھ لو اور چاہو تو چار چار۔

🌞 ملاحظہ: یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر چار رکعات پڑھنے کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں موجود ہے جس میں رمضان کی رات کی نماز کا سوال کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۴۷) [لیکن دوسری روایات میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ کی رات کی نماز (نماز تہجد) دو رکعت ہوا کرتی تھیں، سوائے وتر کے، اس لیے آپ کا زیادہ عمل دو رکے ہی پڑھنے کا تھا نہ کہ چار چار کر کے پڑھنے کا۔ صرف بیان جواز کے لیے آپ نے بعض دفعہ چار چار کر کے پڑھی ہیں۔ بنا بریں نوافل دو رکے پڑھنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۲/۶۱۸، اوائل کتاب الوتر، حدیث: ۹۹۰، ۹۹۲]

54

(المعجم ۱۴) - باب صَلَاةِ التَّسْبِيحِ (التحفة ۳۰۴)

۱۲۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ ابْنُ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: «يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! أَلَا أُعْطِيكَ؟ أَلَا أَمْنُحُكَ؟ أَلَا أَحْبُوكَ؟ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَأَهُ وَعَمَدَهُ، ۱۲۹۷- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو ایک ہدیہ نہ دوں؟ عطیہ اور تحفہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو دس باتیں نہ سکھا دوں۔ جب آپ ان پر عمل کریں گے تو اللہ آپ کے اگلے پچھلے قدیم جدید خطا، عدا، چھوٹے بڑے پوشیدہ اور ظاہر سب ہی گناہ معاف فرمادے گا۔ دس باتیں یہ ہیں کہ آپ چار رکعات پڑھیں۔ ہر رکعت میں آپ سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑھیں۔ جب آپ

۱۲۹۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة التسبيح، ح: ۱۳۸۷ عن عبد الرحمن بن بشر به، وصححه أبو بكر الأَجْرِيُّ، وأبو داود وغيرهما، الترغيب والترهيب: ۱/ ۴۶۸.

پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں اور قیام میں ہوں تو پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں: [سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ] پھر رکوع کریں اور حالت رکوع میں دس بار یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس بار یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں۔ پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو یہی تسبیح دس بار پڑھیں۔ پھر دوسرا سجدہ کریں تو اس میں بھی دس بار پڑھیں۔ پھر سر اٹھائیں تو دس بار پڑھیں۔ ہر رکعت میں یہ کل چھتر (۷۵) تسبیحات ہوئیں۔ اور آپ چاروں رکعتوں میں ایسے ہی کریں۔ اگر ہمت ہو تو ہر روز (یہ نماز) پڑھا کریں۔ اگر ہر روز نہ پڑھ سکیں تو ہر ہفتے میں ایک بار اگر ہفتے میں نہ کر پڑھ سکیں تو ایک مہینے میں ایک بار پڑھیں۔ اگر یہ نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار پڑھیں۔ اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو اپنی زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔“

صَغِيرُهُ وَكَبِيرُهُ سِرَّهُ وَعَلَانِيَتُهُ - عَشْرَ خِصَالٍ - أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً. فَإِذَا فَرَعْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسِينَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرَكَّعَ فَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرَفَّعَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهَوَّيَ سَاجِدًا فَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرَفَّعَ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرَفَّعَ رَأْسَكَ فَقُولُهَا عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، فِي كُلِّ رَكَعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ عُمْرِكَ مَرَّةً.

۱۲۹۸- جناب ابوالجوزاء کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی نے بیان کیا جنہیں لوگ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سمجھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”کل میرے پاس آنا میں تمہیں ایک ہدیہ دوں گا“ عطیہ دوں گا۔“ مجھے خیال ہوا کہ آپ مجھے کوئی مال عنایت فرمائیں گے۔ (میں حاضر

۱۲۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَفْيَانَ الْأَبْلِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْجَوَّزَاءِ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ يَرَوْنَ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

۵- کتاب التطوع

نماز تسبیح کے احکام و مسائل

ہوا تو آپ نے فرمایا: ”جب سورج ڈھل جائے تو کھڑے ہو جاؤ اور چار رکعتیں پڑھو“ اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔ اس روایت میں کہا: ”جب تم دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ تو ٹھیک طرح سے بیٹھ جاؤ اور دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ، دس بار اللہ اکبر اور دس بار لا الہ الا اللہ پڑھو۔ جب تک یہ نہ پڑھ لو کھڑے نہ ہو۔ اور پھر چاروں رکعتوں میں ایسے ہی کرو“ فرمایا: ”اگر تم اہل زمین میں سب سے زیادہ گناہ گار بھی ہوئے تو اس سے وہ سب معاف کر دیے جائیں گے۔“ میں نے کہا: اگر میں اس وقت میں نہ پڑھ سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: ”رات دن میں کسی بھی وقت پڑھ لو۔“

عَمْرُو قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «اَتَيْتَنِي غَدًا أَحْبُوكَ وَأُتِيْتُكَ وَأُعْطَيْتُكَ» حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُعْطِينِي عَطِيَّةً. قَالَ: «إِذَا زَالَ النَّهَارُ فَقُمْ فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ: «ثُمَّ تَرَفَّعْ رَأْسَكَ - يَعْنِي مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ - فَاسْتَوِ جَالِسًا وَلَا تَقُمْ حَتَّى تُسَبِّحَ عَشْرًا، وَتُحَمِّدَ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَ عَشْرًا، وَتَهْلَلَ عَشْرًا، ثُمَّ تَضَعُ ذَلِكَ فِي الْأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ». قَالَ: «فَإِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَعْظَمَ أَهْلِ الْأَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَكَ بِذَلِكَ». قَالَ: قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أَصَلِّيَهَا تِلْكَ السَّاعَةَ قَالَ: «صَلَّاهَا مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ».

قال أبو داود: وَحَبَّانُ بْنُ هَلَالٍ خَالَ هَلَالَ الرَّائِيَّ.

قال أبو داود: رواه المُسْتَمِرُّ بْنُ الرِّثَّانِ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَجَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرٍو ابْنِ مَالِكِ النُّكْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ، وَقَالَ فِي حَدِيثِ رَوْحٍ: فَقَالَ: حَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ. [حَدَّثْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حبان بن ہلال، ہلال الرازی (الرازی) کے ماموں ہیں۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں اس روایت کو مستمر بن ریان نے ابوالجوزاء سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بیان کیا ہے۔ اور اسے روح بن مسیب اور جعفر بن سلیمان نے عمرو بن مالک نمری سے انہوں نے ابوالجوزاء سے انہوں نے ابن عباس سے ان کا قول بیان کیا ہے۔ روح کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ نبی ﷺ کی حدیث ہے۔ (میری اپنی بات نہیں ہے)۔ یعنی مجھے حدیث نبوی کہہ کر بیان کی گئی۔

۱۲۹۹- عروہ بن رویم انصاری سے روایت کرتے

۱۲۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ

مغرب کی سنتوں کے احکام و مسائل

۵۔ کتاب التطوع

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر کو فرمایا: بقیہ حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو کہ مہدی بن میمون نے نقل فرمائے لیکن اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ انہوں نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے کے بارے میں فرمایا۔

نَافِعُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَهَاجِرٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ رُوَيْمٍ: حَدَّثَنِي الْأَنْصَارِيُّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِيَجْعَلَ بِهَذَا الْحَدِيثِ. فَذَكَرَ نَحْوَهُمْ؛ قَالَ فِي السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرُّكْعَةِ الْأُولَى؛ كَمَا قَالَ فِي حَدِيثِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ.

☀ فائدہ: صلوٰۃ تسبیح کی احادیث کی اسانید پر کچھ کلام ہے مگر مجموعی لحاظ سے یہ صحیح ثابت ہے۔ جیسے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے تحقیق کی ہے۔ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کا اس کو موضوعات میں شمار کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ مذکورہ بالا پہلی حدیث جزء القراءة خلف الامام بخاری کے علاوہ سنن ابن ماجہ صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں مروی ہے۔ امام بیہقی وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے فرزند ابوبکر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ صلاۃ التسبیح میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔ ابن مندہ آجری خطیب ابوسعید سمعانی ابوموسیٰ مدنی ابوالحسن بن مفضل منذری ابن الصلاح اور نووی رحمہم اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ امام ابن المبارک اس کے قائل و قائل تھے (عون المعبود)۔

باب: ۱۵۔ مغرب کی سنتیں کہاں پڑھی جائیں؟

(المعجم ۱۵) - باب رَكْعَتَيِ الْمَغْرِبِ
أَيْنَ تُصَلِّيَانِ (التحفة ۳۰۵)

۱۳۰۰۔ حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قبیلہ بنی عبد الاشمل کی مسجد میں تشریف لائے اور وہاں مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ اس کے بعد نفل پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ گھروں کی نماز ہے۔“

۱۳۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ: حَدَّثَنِي أَبُو مُطَرِّفٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَصَلَّى فِيهِ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ رَأَوْهُمْ يُسَبِّحُونَ بَعْدَهَا. فَقَالَ: «هَذِهِ صَلَاةُ الْبُيُوتِ».

۱۳۰۰۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوٰۃ، باب ما ذكر في الصلوٰۃ بعد المغرب أنه في البيت أفضل، ح: ۶۰۴، والنسائي، ح: ۱۶۰۱ من حديث محمد بن موسى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۰۱.

۵- کتاب التطوع

مغرب کی سنتوں کے احکام و مسائل

🌞 فائدہ: مستحب یہی ہے کہ مغرب کی سنتیں یا اس کے بعد دیگر نوافل گھروں میں پڑھے جائیں۔

۱۳۰۱- جناب سعید بن جبیرؓ حضرت ابن عباسؓ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد کی رکعتوں میں قراءت اس قدر طویل کرتے کہ اہل مسجد (گھروں کو) چلے جاتے۔

۱۳۰۱- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَرَجَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ عَنَامٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُطِيلُ الْقِرَاءَةَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نصر المجذر نے یعقوب قمی سے اس کے مثل مسند روایت کیا ہے۔ نیز محمد بن عیسیٰ بن طباع نے بواسطہ نصر المجذر، یعقوب سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ نَصْرُ الْمُجَذَّرِ عَنْ يَعْقُوبَ الْقُمِّيِّ وَأَسْنَدُهُ مِثْلُهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنَا نَصْرُ الْمُجَذَّرِ عَنْ يَعْقُوبَ مِثْلَهُ.

🌞 فائدہ: ممکن ہے کہ بعض اوقات آپ نے یہ رکعات مسجد میں اور طویل قراءت سے پڑھی ہوں۔

۱۳۰۲- جناب سعید بن جبیر نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی مرسل بیان کیا۔

۱۳۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ مُرْسَلٌ.

امام ابو داود کہتے ہیں: میں نے محمد بن حمید سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے یعقوب قمی سے سنا، وہ کہتے تھے ہر وہ روایت جو میں تمہیں جعفر سے وہ سعید بن جبیر سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتا ہوں وہ سب بواسطہ ابن عباسؓ نبی ﷺ سے مسند (موصول) ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حُمَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ يَقُولُ: كُلُّ شَيْءٍ حَدَّثْتُكُمْ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَهُوَ مُسْنَدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۳۰۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۳۷۹ عن الحسين بن عبد الرحمن به.

۱۳۰۲- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۹۰/۲ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق، قول يعقوب لا يثبت عنه * محمد بن حميد ضعيف.

(المعجم ۱۶) - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ
العِشَاءِ (التحفة ۳۰۶)

۱۳۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا
زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ
مِغْوَلٍ : حَدَّثَنِي مُقَاتِلُ بْنُ بَشِيرٍ الْعَجْلِيُّ عَنْ
شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : سَأَلْتُهَا
عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ : مَا صَلَّى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا
صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَلَقَدْ
مُطِرْنَا مَرَّةً بِاللَّيْلِ فِطْرَحَنَا لَهُ نِطْعًا ، فَكَأَنِّي
أَنْظُرُ إِلَى ثَقَبٍ فِيهِ يَنْبُعُ الْمَاءُ مِنْهُ ، وَمَا رَأَيْتُهُ
مُتَفَيِّئًا الْأَرْضَ بِشَيْءٍ مِنْ ثِيَابِهِ قَطُّ .

باب: ۱۶- عشاء کے بعد نماز

۱۳۰۳- شریح بن ہانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کرتے ہیں شریح نے کہا کہ میں نے ان سے
رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں
نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر
میرے ہاں تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعات پڑھتے۔
ایک رات بارش ہوگئی ہم نے آپ کے لیے چڑا بچھا دیا
پس گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ اس کے ایک سوراخ سے
پانی نکل رہا تھا۔ اور میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ
(اثنائے نماز میں) اپنے کپڑوں کو مٹی سے بچاتے ہوں۔

۱۳۰۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵۸/۶، والنسائي في الكبرى، ح: ۳۹۱ من حديث مالك بن
مِغْوَلٍ به * مقاتل بن بشير مجهول الحال، وثقه ابن حبان: ۵۰۹/۷ وحده، وقال الذهبي: "لا يعرف" (ميزان
الاعتدال: ۴/۱۷۱).

قیام اللیل یا نماز تہجد اور تراویح کے احکام و مسائل

رات کے پچھلے پہر نرم و گداز بستر چھوڑ کر اٹھنا اور اللہ کی عبادت کرنا، قیام اللیل یا تہجد کہلاتا ہے۔ یہ فرض تو نہیں ہے، ایک نفلی عبادت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ اس کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور پابندی سے رات کا کچھ حصہ اللہ کی عبادت کرتے ہوئے گزارتے۔ علاوہ ازیں اپنی امت کو بھی آپ نے اس کی ترغیب دی، فرمایا: [عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَ مَكْفَرَةٌ لِلْسَيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ] (جامع الترمذی، الدعوات، باب من فتح له منكم باب الدعاء.....

حدیث: ۳۵۳۹) ”تم قیام اللیل کا اہتمام کرو اس لیے کہ یہ تم سے پہلے گزر جانے والے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے، علاوہ ازیں یہ تمہارے رب کے قرب کا، برائیاں دور کرنے کا اور گناہوں سے باز رہنے کا سبب اور ذریعہ ہے۔“

اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے آخری تہائی حصے میں جو تہجد کا خاص وقت ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان و نیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے:

[مَنْ يَدْعُونِي فَاسْتَجِبْ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرْ لَهُ؟] (صحیح بخاری، التہجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، حدیث: ۱۱۳۵ و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر..... حدیث: ۷۵۸)

”کون ہے جو مجھے پکارے، میں اس کی پکار کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں؟ کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے تو میں اسے معاف کر دوں؟“

اس اعتبار سے رات کا یہ آخری حصہ اللہ سے دعا و مناجات کا، توبہ و استغفار کا اور اس کی عبادت کر کے اس کو راضی کرنے کا خاص وقت اور خاص طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عبادت کی خصوصی توفیق عطا فرمائے۔ اسے قیام اللیل بھی کہا جاتا ہے اور تہجد بھی اور رمضان المبارک میں اسی کو تراویح کہا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ اس قیام اللیل کا اصل وقت تو رات کا وہ آخری تیسرا حصہ ہے جب پہلے دو حصے گزر جائیں۔ تاہم اس کا آغاز عشاء کی نماز کے بعد ہی سے ہو جاتا ہے، یعنی اگر کوئی شخص عشاء کے بعد تہجد کی نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے، اسی طرح نصف رات میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اور دو حصے گزر جانے کے بعد رات کے تیسرے حصے میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ نماز کبھی



۵۔ کتاب التطوع ... قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

ابتدائی وقت میں، کبھی درمیانی وقت میں اور کبھی آخری وقت میں پڑھی ہے۔ تاہم آپ کا زیادہ معمول آخری وقت ہی میں پڑھنے کا رہا ہے۔

نماز تہجد میں نبی ﷺ کا قیام رکوع، قومہ اور سجدہ ہر رکن لمبا ہوتا تھا، گویا نہایت خشوع خضوع سے یہ نماز ادا فرماتے، بعض دفعہ آپ کے پیرسوج جاتے۔ اس خشوع اور اطمینان کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔

❖ نبی ﷺ کا عام معمول، رمضان ہوتا یا غیر رمضان، گیارہ رکعت کا تھا، یعنی آپ دو دو کر کے آٹھ رکعت تہجد اور تین و تر یا دس رکعات اور ایک و تر پڑھتے بعض دفعہ وتر کے بعد دو مختصر رکعت اور پڑھتے اور یوں کبھی ۱۳ رکعت ہو جاتیں۔

❖ جو شخص قیام اللیل کا عادی یا اس کی نیت رکھنے والا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ وتر نہ پڑھے، وتر تہجد کی نماز کے پڑھنے کے بعد آخر میں پڑھے، اس لیے کہ وتر کورات کی آخری نماز بنانا مستحب ہے۔

❖ جس شخص نے وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر اسے تہجد پڑھنے کا موقع مل جائے تو وہ تہجد کے نوافل پڑھ لے، اسے وتر توڑنے یا دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

❖ بہتر ہے کہ تہجد کی ۸ رکعات ہی پڑھی جائیں اگر عبادت میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہے تو تعداد میں اضافہ کرنے کی بجائے قیام اور رکوع و سجود وغیرہ ارکان نماز کو لمبا کرے جیسا کہ نبی ﷺ کا معمول تھا۔

❖ تاہم کوئی ۸ رکعات سے کم پڑھنا چاہے تو کم بھی پڑھ سکتا ہے۔

❖ مستقل تہجد گزار سے کسی وقت تہجد کی نماز نہ جائے تو وہ اگر صرف وتر پڑھنا چاہے تو نماز فجر سے پہلے یا نماز فجر کے بعد وتر پڑھ لے اور اگر تہجد کی قضا کرنا چاہتا ہے تو سورج نکلنے کے بعد ۱۲ رکعات پڑھ لے۔ تاہم اگر وہ یہ قضا نہیں دے گا تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

قیام رمضان یعنی نماز تراویح

پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ تراویح بھی دراصل تہجد ہی کی نماز ہے جسے حدیث میں قیام اللیل سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی فضیلت میں کہا گیا ہے:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» (صحیح بخاری، صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: ۲۰۰۸، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام

۵۔ کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

رمضان حدیث: (۷۵۹)

”جس نے رمضان (میں رات) کو قیام کیا ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ تین راتوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ باجماعت قیام کیا اور چوتھی رات کو لوگ منتظر رہے لیکن آپ تشریف نہیں لائے۔ بعد میں آپ نے بتلایا کہ ”مجھے تمہارے ذوق و شوق اور انتظار کا پتہ تھا، لیکن میں اس لیے نہیں آیا کہ کہیں تم پر یہ قیام فرض نہ کر دیا جائے اگر ایسا ہو گیا تو تم اس پر عمل نہیں کر سکو گے۔ اس لیے تم رمضان کا یہ قیام اپنے اپنے گھروں میں کیا کرو۔“ (ابوداؤد، باب فی قیام شہر رمضان، حدیث: ۱۳۷۵ او جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی قیام شہر رمضان، حدیث: ۸۰۶ وصحیح بخاری، الأدب، باب ما یحوز من الغضب حدیث: ۶۱۱۳، ۷۲۹۰ وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فی بیتہ حدیث: ۷۸۱)

اس کے بعد یہ قیام اپنے اپنے گھروں میں انفرادی طور پر ہوتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو جماعت کے ساتھ گیارہ رکعت پڑھایا کریں۔ (موطأ امام مالک، الصلاة فی رمضان، باب ماجاء فی قیام رمضان: ۱/۱۱۵، طبع بیروت) اس لیے کہ یہی طریقہ نبوی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے طور پر لوگ مختلف تعداد کے ساتھ قیام کرتے تھے کوئی ۱۶، کوئی ۲۰، کوئی ۳۲ اور کوئی چالیس رکعات پڑھتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق آسانی کیلئے رات کے پہلے حصے میں مسنون عدد کے ساتھ اس کے باجماعت کرانے کا انتظام فرمادیا، جو اب تک امت میں معمول رہا ہے۔ ۲۰ رکعت کا کوئی ثبوت صحیح سند سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔ دونوں سے صحیح طور پر جو ثابت ہے، وہ وتر سمیت گیارہ رکعات ہی ہیں۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ ”رمضان المبارک کے احکام و مسائل“، مطبوعہ دارالسلام)

أَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ

(المعجم ۱۷) - باب نَسْخِ قِيَامِ اللَّيْلِ
وَالْتَيْسِيرِ فِيهِ (التحفة ۳۰۷)

۱۳۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْمَرْوَزِيُّ ابْنُ شَبُوبَةَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ
حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ
عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْمَزْمَلِ:
﴿قُرِئَ اللَّيْلُ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ﴾ [المزمل: ۲، ۳]
نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الَّتِي فِيهَا ﴿عَلِمَ أَنَّ لَنْ تُحْصَوْهُ فَنَابَ
عَلَيْكُمْ فَافْقَرُوا مَا تَيْسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ [المزمل:
۲۰] وَ﴿نَاشِئَةَ اللَّيْلِ﴾ [المزمل: ۶]: أَوَّلُهُ
وَكَانَتْ صَلَاتُهُمْ لِأَوَّلِ اللَّيْلِ يَقُولُ: هُوَ
أَجْدَرُ أَنْ تُحْصُوا مَا فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مِنْ
قِيَامِ اللَّيْلِ وَذَلِكَ أَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا نَامَ لَمْ يَدْرِ
مَتَى يَسْتَيْقِظُ، وَقَوْلُهُ: ﴿وَأَقُومُ قِيْلًا﴾
[المزمل: ۶] هُوَ أَجْدَرُ أَنْ يَفْقَهُ فِي الْقُرْآنِ
وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا﴾
[المزمل: ۷] يَقُولُ: فَرَاغًا طَوِيلًا.

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

باب: ۱۷- نماز تہجد میں آسانی کا ذکر اور یہ کہ اس
کا واجب ہونا منسوخ ہے

۱۳۰۴- جناب عکرمہ راوی ہیں کہ حضرت ابن عباس
ؓ نے سورہ مزمل کی تفسیر میں فرمایا کہ ﴿قُمِ اللَّيْلُ إِلَّا
قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ﴾ (۱) کو اسی سورت کی دوسری آیت
﴿عَلِمَ أَنَّ لَنْ تُحْصَوْهُ فَنَابَ عَلَيْكُمْ فَافْقَرُوا مَا
تَيْسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (۲) نے منسوخ کر دیا۔ اور
﴿نَاشِئَةَ اللَّيْلِ﴾ (۳) سے رات کے ابتدائی حصے میں
جاگنا مراد ہے۔ اور صحابہ کرام کی نماز (قیام اللیل)
رات کے ابتدائی حصے میں ہوا کرتی تھی۔ اور اس وقت
میں اللہ کا فرض کردہ قیام اللیل ٹھیک ٹھیک ادا کرنے میں
زیادہ آسانی ہے کیونکہ سو جانے کے بعد انسان کو خبر
نہیں ہوتی کہ کب بیدار ہوگا (یا نہ بیدار ہو سکے گا)۔
﴿وَأَقُومُ قِيْلًا﴾ (۳) کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کو سمجھنے
کے لیے یہ وقت بہت بہتر ہے اور ﴿إِنَّ لَكَ فِي
النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا﴾ (۴) سے مراد لمبی فرصت
ہے۔ (یعنی دن کے وقت دنیاوی امور میں مشغولیت
ہوتی ہے اس لیے رات کا وقت عبادت میں لگاؤ۔)

☀ فائدہ: آیات کا ترجمہ یہ ہے: (۱) ”رات میں قیام کیجیے (نماز پڑھیے) مگر تھوڑا سا، یعنی رات کا نصف۔
(۲) ”اسے علم ہے کہ تم اسے بھانپیں سکو گے چنانچہ اس نے تم پر مہربانی کی پھر قرآن میں سے جتنا آسان ہو تم
پڑھو۔“ (۳) ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيْلًا﴾ ”بلاشبہ رات کا اٹھنا (نفس کے) کچلنے میں زیادہ
سخت اور دعاؤں کر کے لیے مناسب تر ہے۔“ (۴) ”یقیناً دن میں آپ کے لیے بہت مصروفیت ہے۔“

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

۱۳۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب سورت مزمل کا ابتدائی حصہ ﴿قُمِ اللَّيْلُ إِلَّا قَلِيلًا.....﴾ نازل ہوا تو صحابہ کرام ایسے قیام کرتے تھے جیسے کہ رمضان میں قیام کرتے ہیں حتیٰ کہ اس سورت کا آخری حصہ نازل ہوا۔ اور ان دونوں حصوں کے نزول میں ایک سال کا فرق تھا۔

۱۳۰۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْمَرْوَزِيَّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ سِمَاكِ الْحَنْفِيِّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ أَوَّلُ الْمَزْمَلِ كَانُوا يَقُومُونَ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى نَزَلَ آخِرُهَا، وَكَانَ بَيْنَ أَوَّلِهَا وَآخِرِهَا سَنَةٌ.

باب: ۱۸- رات کے قیام کا بیان

باب قِيَامِ اللَّيْلِ (المعجم ۱۸)

(التحفة ۳۰۸)

۱۳۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی کے پاس تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ دم کرتا ہے۔ ”رات لمبی ہے سویارہ“ اگر وہ جاگ جائے اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ وضو کر لے تو دوسری کھل جاتی ہے۔ اور اگر نماز پڑھ لے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے اور وہ ہشاش بشاش خوش خوش صبح کرتا ہے۔ ورنہ بری حالت اور کسل مندی کی کیفیت میں صبح کرتا ہے۔“

۱۳۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ - إِذَا هُوَ نَامَ - ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ. فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدُهُ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① شیطان کا دم کرنا اور گرہ لگانا امور غیبیہ میں سے ہے ان کی کیفیت مجہول ہے۔ ② یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث میں جس شیطان کا ذکر آتا ہے وہ غالباً ”قرین“ ہی ہوتا ہے۔ یعنی جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ ③ اس حدیث میں نماز تہجد اور بالتحق نماز فجر اول وقت میں باجماعت کی ظاہری برکات کا بیان ہے اور تجربہ اس کا بہترین شاہد ہے کہ دنیا کے قیمتی سے قیمتی مقویات بھی یہ فرحت و سرور نہیں دے سکتے جو اس عمل سے حاصل ہوتے ہیں۔



۱۳۰۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ۷۸/۲۹، ۷۹ من حديث مسعر به.

۱۳۰۶- تخریج: أخرجه البخاري، التهجذ، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل، ح: ۱۱۴۲ من حديث مالك، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب الحث على صلوٰۃ الليل وإن قلت، ح: ۷۷۶ من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۷۶، (والقنبي، ص: ۱۰۹، ۱۱۰).

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

۱۳۰۷- حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”رات کا قیام مت چھوڑو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ چھوڑتے تھے۔ اگر آپ بیمار ہوتے یا کسل مندی کی کیفیت ہوتی تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔“

۱۳۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَيْسٍ يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ لَا تَدْعُ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُهُ، وَكَانَ إِذَا مَرَضَ أَوْ كَسِلَ صَلَّى قَاعِدًا.

۱۳۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس بندے پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس بندی پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی اور اپنے شوہر کو جگاتی ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔“

۱۳۰۸- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيَّقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ. رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيَّقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

🌞 فائدہ: مذکورہ بالا عمل ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ (المائدة: ۲) کی شاندار عملی تفسیر ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اپنے اعزہ و احباب کو خیر کے کاموں پر زور سے آمادہ کرنا مستحب اور مطلوب عمل ہے۔

۱۳۰۹- حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب شوہر اپنی اہلیہ کو رات کے وقت جگاتا ہے اور وہ دونوں نماز

۱۳۰۹- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنِ بَرِيعٍ:

۱۳۰۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/۲۴۹ عن أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ۱۵۱۹، على وهم وقع في سنده.

۱۳۰۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الترغيب في قيام الليل، ح: ۱۶۱۱ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۴۸، وابن حبان، ح: ۶۴۶، والحاكم على شرط مسلم: ۳۰۹/۱، ووافقه الذهبي.

۱۳۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن أيقظ أهله من الليل، ح: ۱۳۳۵ من حديث شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ۶۴۵، سفیان والأعشى مدلسان وعطنا، وللحديث طرق ضعيفة.

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام ومسائل

پڑھتے یا دو رکعتیں پڑھتے ہیں تو ان کا اندراج ذکرین و
ذکرآت میں ہو جاتا ہے۔“ ابن کثیر نے اس کو مرفوع
ذکر نہیں کیا اور نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام ہی لیا بلکہ
اسے ابو سعید کا کلام بتایا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ
الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ - الْمَعْنَى
- عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَيْتَ
الرَّجُلَ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا أَوْ صَلَّى
رَكَعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ وَ
الذَّاكِرَاتِ» وَلَمْ يَرْفَعْهُ ابْنُ كَثِيرٍ وَلَا ذَكَرَ
أَبَا هُرَيْرَةَ، جَعَلَهُ كَلَامَ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ ابن مہدی نے سفیان
سے روایت کیا اور کہا: میرا خیال ہے کہ اس نے ابو ہریرہ
کا نام لیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ
سُفْيَانَ قَالَ: وَأَرَاهُ ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ.

امام ابو داود نے کہا: سفیان کی حدیث موقوف ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ سُفْيَانَ
مَوْقُوفٌ.

🌞 فائدہ: اس حدیث میں گویا آیت کریمہ ﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذِّكْرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا
عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۳۵) ”اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتوں کے
لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار فرمایا ہے۔“ کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم . . .) - باب النُّعَاسِ فِي

باب: نماز میں اونگھ آنے لگے تو.....

الصَّلَاةِ (التحفة ۳۰۹)

۱۳۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو نماز
میں اونگھ آنے لگے تو اسے چاہیے کہ سو جائے، حتیٰ کہ اس
کی نیند پوری ہو جائے کیونکہ جب کوئی اونگھتے ہوئے نماز
پڑھے تو ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کرنا چاہتا ہو مگر اپنے

۱۳۱۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَعَسَ
أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ
النُّوْمُ فَإِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ

۱۳۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم، ح: ۲۱۲، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب
أمر من نعس في صلوٰته . . . الخ، ح: ۷۸۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۱۸/۱.

۵۔ کتاب التطوع..... قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسْبُ نَفْسَهُ»۔ آپ کو گالیاں ہی دینے لگے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مثلاً: [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي] کی بجائے [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي] (عین کے ساتھ) کہہ بیٹھے تو اس کا معنی یہ ہوگا ”اے اللہ! مجھے خاک آلود کر۔“ ② نماز میں خشوع خضوع اور حضور قلبی مطلوب ہے۔ ③ جس شخص پر نیند کا بہت زیادہ غلبہ ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنی نیند پوری کر لے پھر نماز پڑھے اور بقول امام نووی رحمہ اللہ یہ ارشاد دے ”رات فرض اور نفل تمام نمازوں کے لیے عام ہے مگر مسلمان کو کسی طرح روا نہیں کہ اپنی نماز کو ضائع کرے۔ چاہیے کہ اپنے معمولات کو صحیح انداز سے ترتیب دے تاکہ اس کی نماز متاثر نہ ہو۔“

۱۳۱۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنَ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَذَرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ»۔ ۱۳۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور پھر قرآن کو اپنی زبان پر بھاری محسوس کرنے لگے اسے معلوم نہ ہو کہ کیا کہہ رہا ہے تو چاہیے کہ سو جائے۔“

🌞 فائدہ: نیند کے غلبے یا مسلسل نماز و قراءت کرنے سے تھکاوٹ کے باعث بھی زبان اٹکنے لگتی ہے۔ ایسی صورت میں انسان کو آرام کر لینا چاہیے۔

۱۳۱۲۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ وَهَارُونُ ابْنُ عَبَّادٍ الْأَزْدِيُّ : أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَحَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ : «مَا هَذَا الْحَبْلُ؟» فَقِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! هَذِهِ حَمَلَةُ ابْنَةِ جَحْشٍ تُصَلِّي فَإِذَا أَغَيْتَ تَعَلَّقَتْ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَتُصَلِّي مَا أَطَاقَتْ فَإِذَا أَغَيْتَ فَلَتَجْلِسَ»۔ ۱۳۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی تھی۔ پوچھا: ”یہ رسی کیسی ہے؟“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ حمنہ بنت جحش نماز پڑھتی ہے جب تھک جاتی ہے تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک طاقت ہو نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔“ زیاد نے روایت کیا: ”آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟“ وہ (صحابہ

۱۳۱۱۔ تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب أمر من نعى في صلوٰۃ... الخ، ح: ۷۸۷ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۴۲۲۱، ومسند أحمد: ۳۱۸/۲، وصحيفة همام بن منبه، ح: ۱۱۶۔

۱۳۱۲۔ تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره... الخ، ح: ۷۸۴ من حديث إسماعيل بن إبراهيم (ابن علي) به، ورواه البخاري، ح: ۱۱۹۰ من حديث عبد العزيز به۔

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

قَالَ زِيَادٌ: فَقَالَ مَا هَذَا؟ قَالُوا لِرَيْبٍ تُصَلِّي، فَإِذَا كَسَلْتُ أَوْ فَرَّتْ أُمْسَكَتْ بِهِ، فَقَالَ: «حُلُوهُ». فَقَالَ: «لِيُصَلَّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا كَسِلَ أَوْ فَرَّتْ فَلْيَقْعُدْ».

کرام) کہنے لگے: یہ زینب کی ہے نماز پڑھتی رہتی ہے جب سست ہو جاتی ہے یا تھک جاتی ہے تو اسے تھام لیتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے کھول دو۔ تمہیں چاہیے کہ جب تک چستی سے نماز پڑھی جائے پڑھو جب سستی محسوس کرو یا تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔“



فوائد و مسائل: ① جب دین کی حلاوت (لذت اور مٹھاس) حاصل ہوتی ہے تو اس کا اظہار انتہائی بندگی اور کثرت نماز کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہمارے سلف صالحین مرد اور عورتیں سب ہی اسی معیار پر پورے اترتے تھے جن اللہ ﷻ ② عورتوں کو بھی مساجد میں نوافل پڑھنے کی رخصت ہے بشرطیکہ حجاب کا انتظام ہو۔ ③ غلطی اور برائی کو ہاتھ سے دور کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ ④ عبادت میں میانہ روی ہی احسن عمل ہے۔ ⑤ اس حدیث میں زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر بھی صحیح ہے نہ کہ حمنہ بنت جحش کا۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

باب: ۱۹- جو شخص اپنے معمول کے وظیفے سے سو جائے

(المعجم ۱۹) - باب مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ (التحفة ۳۱۰)



۱۳۱۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنُ مَرْوَانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ الْمَعْنَى عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ قَالَا: عَنْ ابْنِ وَهْبٍ ابْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

۱۳۱۳- ابن وہب بن عبد القاری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا اور وظیفہ نہ پڑھ سکا ہو اور سو گیا ہو اور پھر اسے فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لیے ایسے ہی لکھا جاتا ہے گویا اس نے اس کو رات میں پڑھا ہو۔“

۱۳۱۳- تخریج: أخرجه مسلم، صلوۃ المسافرين، باب جامع صلوۃ اللیل ومن نام عنه أو مرض، ح: ۷۴۷ من حدیث عبد اللہ بن وہب بہ.

۵- کتاب التطوع قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

🌞 فائدہ: نوافل کی قضائی دینا مندوب و مستحب ہے۔

(المعجم ۲۰) - باب مَن نَوَى الْقِيَامَ
فَتَامَ (التحفة ۳۱۱)

۱۳۱۴- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو نماز ادا کرتا ہو مگر کسی رات اس پر نیند غالب آجائے تو اس کے لیے اس کی نماز کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور نیند اس کے لیے صدقہ ہوتی ہے۔“

۱۳۱۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رَضِيٌّ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَمْرٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بَلِيلٍ يَغْلِبُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً».

🌞 فائدہ: اس حدیث سے اللہ کے فضل و کرم کی اس وسعت کا اثبات ہوتا ہے جو وہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ فرماتا ہے۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ أَيِّ اللَّيْلِ أَفْضَلُ (التحفة ۳۱۲)

باب: ۲۱- رات کا کون سا حصہ (عبادت کے لیے) افضل ہے؟

۱۳۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا رب عز و جل ہر رات جب رات کا آخری تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے آسمان دنیا پر تشریف لاتا ہے اور فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں۔ اور کون ہے جو مجھ سے معافی چاہے اور میں اس کو بخش دوں۔“

۱۳۱۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءٍ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي

۱۳۱۴- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب من كان له صلوة بالليل فغلبه عليها النوم، ح: ۱۷۸۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۱۷/۱ * الرجل الرضي هو الأسود بن يزيد، وللحديث شواهد.

۱۳۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، التهجّد، باب الدعاء والصلوة من آخر الليل، ح: ۱۱۴۵ عن القعنبی، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه، ح: ۷۵۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۱۴/۱.

۵- کتاب التطوع : قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

فَاعْطِيْهِ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرْ لَهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ رات کا آخری تیسرا پہر بہت زیادہ افضل ہے۔ ② ایسی آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کو جن میں اللہ عزوجل کی اس قسم کی صفات (مثلاً) 'اترنا' 'آنا' 'کلام کرنا' 'بشنا' 'تعب کرنا اور عرش پر بیٹھنا وغیرہ کا ذکر ہے، محققین اہل السنۃ والجماعۃ (یعنی اہل الحدیث) ان کے ظاہر پر محمول کرتے ہیں وہ کسی تاویل، تنبیہ یا تعطیل و تحریف کے قائل نہیں اور نہ ان کی حقیقت اور کثرت ہی کے درپے ہوتے ہیں۔ یہ صفات ایسی ہی ہیں جیسا کہ اس کی ذات مقدس کے شایان شان ہیں۔ جس طرح اللہ عزوجل کی 'ذات' دیگر ذوات کے مشابہ نہیں اسی طرح اس کی صفات بھی کسی سے مشابہ نہیں۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ: ۱۱) جو لوگ مندرجہ بالا حدیث کی تاویل یوں کر دیتے ہیں کہ اللہ کی رحمت اترتی ہے یا اس کا امر اترتا ہے وہ ذرا غور کریں کہ یہ جملے: "کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے معافی چاہے میں اس کو معاف کر دوں۔" کس طرح رحمت یا امر پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ یہ بلاشبہ رب کبریا ہی سے متعلق ہیں نیز رحمت کا اتر کر آسمان دنیا تک رہ جانا مخلوق کے لیے کیونکر نفع آور ہے۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف: ۱۵۶) الغرض ظاہر قرآن و حدیث پر ایمان اور اس کے مطابق عمل اور اسوۂ رسول ﷺ کا اتباع اور سنیل المؤمنین (صحابہ کرام) اختیار کرنا ہی ایک مسلمان کے لیے باعث نجات و تقرب ہے۔ (فوائد علامہ وحید الزمان)



(المعجم ۲۲) - باب وَقَتِ قِيَامِ النَّبِيِّ
ﷺ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ۳۱۳)

باب: ۲۲- نبی ﷺ رات کو کس وقت اٹھتے تھے؟

۱۳۱۶- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ
الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ
عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيُوقِظُهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِاللَّيْلِ
فَمَا يَجِيءُ السَّحَرُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ حِزْبِهِ.

۱۳۱۶- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ
بلاشبہ اللہ عزوجل رسول اللہ ﷺ کو رات میں جگا دیتا
تھا۔ چنانچہ سحر (صبح) نہ ہو پاتی تھی کہ آپ اپنے معمول
کی عبادت سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔

🌞 فائدہ: معلوم ہوا کہ ہر ہر فرد کو نیکی کی توفیق اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ اور اس سے ہمیشہ یہی دعا کرنی
چاہیے جیسا کہ معروف حدیث میں ہے: [رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ] (سنن
نسائی، السہو، حدیث: ۱۳۰۴) "اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور عمدہ طور سے اپنی عبادت کرنے میں میری
مدد فرما۔"

۱۳۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳/۳ من حديث أبي داود به * حفص بن غياث مدلس وعنعن .

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

۱۳۱۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح : وَحَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ ، وَهَذَا حَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَشْعَثَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقُلْتُ لَهَا أَيَّ حِينٍ كَانَ يُصَلِّي ؟ قَالَتْ : كَانَ إِذَا سَمِعَ الصُّرَاخَ قَامَ فَصَلَّى .

۱۳۱۷- مسروق کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھا کہ آپ کس وقت نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: آپ جب مرغ کی پکار سنتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے تھے۔

🌞 فائدہ: مرغ بالعموم رات کے آخری سہ پہری کو پکارتا ہے اور کبھی آدھی رات کو بھی آواز دے دیتا ہے۔

۱۳۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : مَا أَلْفَاةُ السَّحَرِ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ .

۱۳۱۸- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی میرے ہاں ہوتے تو سحری کے وقت سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

🌞 توضیح: نبی ﷺ کا یہ سونا قیام اللیل کے بعد راحت کے لیے ہوتا تھا۔ بعض اوقات محض لیٹنا ہوتا اور بعض اوقات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو فرماتے۔ اور ممکن ہے کہ یہ لمبی راتوں کی بات ہو نہ کہ چھوٹی راتوں کی۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قیام اللیل کے بعد آرام کرنا بدن کو راحت دیتا اور جاگنے کی مشقت دور کرتا ہے علاوہ ازیں جسم کو نحیف بھی نہیں ہونے دیتا۔ بخلاف صبح تک جاگتے رہنے کے اس سے کمزوری ہو جاتی ہے۔ (عون المعبود)

۱۳۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ عَمَّارٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الدُّوْلِيِّ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَخِي حُذَيْفَةَ ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى .

۱۳۱۹- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جب کوئی غم لاحق ہوتا تو نماز پڑھنے لگتے تھے۔

۱۳۱۷- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۴۱ عن هناد، والبخاري، التهجيد، باب من نام عند السحر، ح: ۱۱۳۲ من حديث أبي الأحوص به.

۱۳۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، التهجيد، باب من نام عند السحر، ح: ۱۱۳۳ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل، ح: ۷۴۲ من حديث سعد بن إبراهيم به.

۱۳۱۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۸۸/۵ من حديث يحيى بن زكريا به * محمد بن عبد الله الدؤلي مجهول الحال.

۵- کتاب التطوع ... قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

🌞 فائدہ: امام صاحب کی ترتیب سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس سے مراد رات کی نماز کا اہتمام ہے، ویسے یہ کسی بھی وقت سے خاص نہ ہوتی تھی، بشرطیکہ وقت کراہت نہ ہوتا۔

۱۳۲۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
الْهَقْلُ بْنُ زِيَادٍ السَّكْسَكِيُّ: حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي
سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ كَعْبٍ
الْأَسْلَمِيَّ يَقُولُ: كُنْتُ أَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ آتِيَهُ بِوُضُوئِهِ وَبِحَاجَتِهِ فَقَالَ: «سَلْنِي».
فَقُلْتُ مُرَافَقَتَكَ فِي الْحَجَّةِ، قَالَ: «أَوْغَيْرَ
ذَلِكَ؟» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: «فَاعِنِّي عَلَى
نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ».

۱۳۲۰- حضرت ربیعہ بن کعب السلمیؓ کہتے ہیں
کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا، آپ کو
وضو کا پانی اور دیگر ضروریات پیش کرتا تھا۔ (ایک بار) آپ
نے فرمایا: ”ماگو.....!“ میں نے عرض کیا: جنت میں آپ
کی رفاقت (کا سائل ہوں)۔ فرمایا: ”کوئی دوسری چیز؟“
میں نے عرض کیا: بس یہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو تو
اپنے اس مطلب کے لیے کثرتِ سجود سے میری مدد کر۔“

🌞 فائدہ: یعنی میں تیری سفارش کروں گا کہ تو میرے ساتھ جنت میں رہے مگر کثرتِ عبادت ضروری ہے۔ سجدے بہت
کیا کرو۔ حضرت ربیعہؓ کی منتہائے نظر پر زبان بے ساختہ عیش و عشرت کراہتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه۔

۱۳۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا
يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ،
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿نَتَجَافَى
جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا
وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ [السجدة:
۱۶] قَالَ: كَانُوا يَتَّقُونَ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ
وَالْعِشَاءِ يُصَلُّونَ قَالَ: وَكَانَ الْحَسَنُ
يَقُولُ: قِيَامُ اللَّيْلِ.

۱۳۲۱- حضرت انس بن مالکؓ اس آیت کریمہ:
﴿نَتَجَافَى جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾
کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف
اور امید سے پکارتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا اس میں
سے خرچ کرتے ہیں۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ
لوگ (صحابہ) مغرب اور عشاء کے درمیان جاگتے تھے
یعنی نماز پڑھتے تھے۔ اور جناب حسن بصری اس سے
رات کا قیام (تہجد) مراد لیتے ہیں۔

۱۳۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ۴۸۹ من حديث الهقل بن زياد به.
۱۳۲۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹/۳ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد عند
الترمذي، ح: ۳۱۹۶ وغيره * قتادة وسعيد بن أبي عروبة مدلسان وعننا.

۵- کتاب التطوع قیام اللیل (تہجد) کے احکام ومسائل

۱۳۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى :
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ
 سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ فِي قَوْلِهِ :
 ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾
 [الذاریات: ۱۷] قَالَ : كَانُوا يُصَلُّونَ فِيمَا بَيْنَ
 الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ زَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى
 وَكَذَلِكَ ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ﴾ .

۱۳۲۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ ”یہ لوگ رات میں بہت کم سوتے تھے۔“ کی تفسیر میں فرمایا کہ صحابہ کرام مغرب اور عشاء کے مابین نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور یحییٰ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آیت کریمہ ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ﴾ سے بھی یہی مراد ہے۔

🌅 فائدہ: مذکورہ آیات میں قیام اللیل کی ترغیب ہے اور اس کے وقت میں توسیع ہے۔ اگر کوئی شخص مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھے جیسا کہ صحابہ سے منقول ہے تو یہ بھی قیام اللیل میں شامل ہے۔ ترجیح اور فضیلت رات کے آخری حصے کو ہے۔

(المعجم ۲۳) - باب افتتاح صَلَاةِ اللَّيْلِ
 بِرُكْعَتَيْنِ (التحفة ۳۱۴)

۱۳۲۳- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو
 تَوْبَةَ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَبَّانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ
 حَسَّانَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ
 مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُصَلِّ رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ» .

۱۳۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھے تو چاہیے کہ (پہلے) دو لمبی رکعتیں پڑھے۔“

۱۳۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ :
 حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ عَنْ رَبَاحٍ،
 عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ،
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : «إِذَا» - بِمَعْنَاهُ -
 زَادَ : «ثُمَّ لِيُطَوَّلَ بَعْدَ مَا شَاءَ» .

۱۳۲۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”جب.....“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں مزید کہا: ”پھر اس کے بعد جس قدر چاہے لمبی نماز پڑھے۔“

۱۳۲۲- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي : ۱۹/۳ من حديث أبي داود به ، وانظر الحديث السابق .
 ۱۳۲۳- تخریج : أخرجه مسلم ، صلوٰۃ المسافرين ، باب صلوٰۃ النبی ﷺ ودعائه بالليل ، ح : ۷۶۸ من حديث هشام
 ابن حسان به .
 ۱۳۲۴- تخریج : [صحیح] انظر الحديث السابق .

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حماد بن سلمہ زہیر بن معاویہ اور ایک جماعت نے ہشام بن محمد سے روایت کیا ہے تو انہوں نے اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔ اور اسی طرح اس (حدیث) کو ایوب اور ابن عون نے روایت کیا ہے، تو انہوں نے بھی اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔ اور ابن عون، محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں تو اس میں ہے کہ ان دونوں (پہلی رکعات) کو مختصر رکھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، وَجَمَاعَةٌ عَنْ هِشَامٍ أَوْقَفُوهُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَيُّوبُ وَابْنُ عَوْنٍ أَوْقَفُوهُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَرَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: «فِيهِمَا تَجَوُّزٌ».

☀ فائدہ: تہجد شروع کرتے ہوئے پہلی دو رکعتیں ہلکی اور مختصر پڑھنا مستحب ہے اور رسول اللہ ﷺ کے معمولات سے اسی طرح ثابت ہے۔ اس سے طبیعت میں نشاط آ جاتی ہے۔ اور اس کے بعد جس قدر چاہے لمبی نماز پڑھتا رہے۔

۱۳۲۵- حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ ختعمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”(نماز میں) لمبا قیام۔“

۱۳۲۵ - حَدَّثَنَا ابْنُ حَبْلٍ يَعْنِي أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ حُبَيْشٍ الْخَتَعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقِيَامِ».

☀ فائدہ: اور اس کا مسنون ادب یہ ہے کہ پہلی دو رکعتیں ہلکی ہوں اور یہ حدیث بالتفصیل آگے آرہی ہے۔ (حدیث: ۱۳۳۹)

(المعجم ۲۴) - باب صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى (التحفة ۳۱۵)

۱۳۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے

۱۳۲۶ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۳۲۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزکوة، باب جهد المقل، ح: ۲۵۲۷ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ۴۱۱/۳، ۴۱۲.

۱۳۲۶- تخریج: أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ۹۹۰، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل مثنى مثنى ... الخ، ح: ۷۴۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۲۳.

۵- کتاب التطوع۔ قیام اللیل (تہجد) کے احکام ومسائل

عُمَرُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُؤْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى».

بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔ یہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادے گی۔“

(المعجم ۲۵) - باب رَفْعِ الصَّوْتِ
بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ (التحفة ۳۱۶)

۱۳۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
الْوَرَّكَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو وَمَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَدَرِ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ.

۱۳۲۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (رات کی نماز میں) نبی ﷺ کی قراءت اس قدر (بلند) ہوتی تھی کہ صحن میں بیٹھا آدمی سن سکتا تھا جبکہ آپ گھر میں (یعنی کمرے میں) ہوتے تھے۔

۱۳۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ
الرَّيَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ
عُمَرَ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ
الْوَالِيبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ
قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا
وَيَخْفِضُ طَوْرًا.

۱۳۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو کبھی بلند آواز سے اور کبھی دھیمی آواز سے قراءت کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو خَالِدٍ الْوَالِيبِيُّ
اسْمُهُ هُرَيْرٌ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابو خالد والیبی کا نام ہریرہ ہے۔

۱۳۲۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۳۲۹- حضرت ابوقوادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک

۱۳۲۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۱/۱، والترمذي في الشماثل، ح: ۳۲۱ من حديث عبد الرحمن بن أبي الزناد به.

۱۳۲۸- تخریج: [إسناده حسن] وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۵۹، وابن حبان، ح: ۶۵۷، والحاكم: ۳۱۰/۱، ووافقه الذهبي.

۱۳۲۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة بالليل، ح: ۴۴۷ من حديث

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

رات نبی ﷺ نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی آواز دھیمی تھی۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ بھی نماز پڑھ رہے تھے ان کی آواز بلند تھی۔ جب وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”اے ابوبکر! میں تمہارے پاس سے گزرا تم نماز پڑھ رہے تھے اور تمہاری آواز دھیمی تھی؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے جس سے مناجات کی اسے سنایا۔ پھر آپ نے عمر سے کہا: ”میں تمہارے پاس سے گزرا تم بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سوتے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ يُصَلِّي يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ. قَالَ: وَمَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَهُ. قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبَا بَكْرٍ! مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي تَخْفِضُ صَوْتَكَ؟» قَالَ: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! - قَالَ -: وَقَالَ لِعُمَرَ: «مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَكَ؟». قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْقِظَ الْوَسْطَانِ وَأَطْرَدُ الشَّيْطَانَ.



حسن نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر! اپنی آواز کچھ بلند کیا کرو۔“ اور عمر سے فرمایا: ”تم اپنی آواز کچھ دھیمی رکھا کرو۔“

زَادَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبَا بَكْرٍ! ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا، وَقَالَ لِعُمَرَ: «اخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ معلم کتاب و حکمت اور موزکی نفوس و قلوب تھے اس لیے اپنے اصحاب کرام کے احوال کا جائزہ لیتے رہتے تھے لہذا اساتذہ اور مربی و داعی حضرات کو اپنے زیر درس و تربیت طلبہ کا ہر حال میں خیال رکھنا چاہیے۔ ② حضرات صاحبین رضی اللہ عنہم کی حسن نیت کمال درجے کی تھی، مگر رسول اللہ ﷺ کا اپنا معمول ان دونوں کا جامع تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ

❖ یحییٰ بن اسحاق بہ، وصحیحہ ابن خزيمة، ح: ۱۱۶۱، وابن حبان، ح: ۶۵۶، والحاکم: ۱/۳۱۰ علی شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

سَبِيلًا ﴿١١٠﴾ (الاسراء: ۱۱۰) ”اپنی نماز کی قراءت نہ تو بہت (بلند) آواز سے کریں اور نہ بالکل آہستہ بلکہ ان دونوں کے مابین کی راہ اختیار کریں۔“ اور بقول علامہ طیبی رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مناجات ربانی کے مقام سے ذرا نیچے رہ کر اپنی قراءت سے مخلوق کو بھی فائدہ دو۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ افادہ مخلوق کے مقام سے قدرے بلند ہو کر مناجات ربانی سے بھی حظ حاصل کرو۔ ⑤ اللہ کی رحمتوں کے حصول اور شیطان کو بھگانے اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کا بہترین نسخہ نماز پڑھنا اور قرآن کریم کی تلاوت ہے۔

۱۳۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یہی قصہ

بیان کرتے ہیں مگر اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ”اپنی آواز قدرے اونچی کرو۔“ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ”اپنی آواز کچھ دھیمی رکھو۔“

۱۳۳۰- حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنٍ بْنُ يَحْيَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ لَمْ يَذْكُرْ: فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «ارْفَعْ صَوْتًا» وَلَا لِعُمَرَ: «اخْفِضْ صَوْتًا».

زَادَ: «وَقَدْ سَمِعْتُكَ يَا بِلَالُ! وَأَنْتَ تَقْرَأُ مِنْ هَذِهِ السُّورَةِ وَمِنْ هَذِهِ السُّورَةِ» قَالَ: كَلَامٌ طَيِّبٌ يَجْمَعُهُ اللَّهُ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّكُمْ قَدْ أَصَابَ».

اس روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”میں نے سنا تم کچھ اس سورت سے اور کچھ اس سورت سے پڑھ رہے تھے۔“ انہوں نے کہا: یہ ایک عمدہ کلام ہے۔ اللہ نے اس کے بعض کو بعض کے ساتھ جمع فرمادیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم سب نے درست کیا۔“

۱۳۳۱- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص رات کو اٹھا اور قراءت کرنے لگا اور اپنی آواز بلند رکھی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ فلاں پر رحم فرمائے! اس نے آج رات مجھے کتنی ہی آیتیں یاد دلا دیں جن میں مجھے ذہول ہو رہا تھا۔“

۱۳۳۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَرْحَمُ اللَّهُ فُلَانًا كَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَ نَيْهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا».


۱۳۳۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۱/۳ من حديث أبي داود به.

۱۳۳۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۲/۳ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البخاري، ح: ۲۶۵۵، ومسلم، ح: ۷۸۸ من حديث هشام بن عروة به.

۵۔ کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ هَارُونُ
النَّحْوِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ فِي سُورَةِ
آلِ عِمْرَانَ فِي الْحُرُوفِ: ﴿وَكَايْنٍ مِّنْ
نَّبِيٍّ﴾ [آل عمران: ۱۴۶]۔

 توضیح: امام اسماعیل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا قرآن کو بھولنا دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ ایک عارضی دوسرا دائمی۔ عارضی نسیان بنی آدم کی طبائع میں فطرنا رکھا گیا ہے اس میں رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں۔ نماز کی رکعات بھول جانے پر آپ فرماتے ہیں: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي كَمَا تَنْسُونَ] (صحیح بخاری، الصلاة، حدیث: ۴۰۱) و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: (۵۷۲) ”میں بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔“ اور اس قسم کے نسیان کا ازالہ ہو جاتا ہے، کبھی از خود اور کبھی دوسرے کے یاد دلانے سے اور اللہ عزوجل نے حفاظت قرآن کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹) ”ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“ نسیان کی دوسری قسم یہ ہے کہ آپ کے سینے سے ان آیات کا حفظ بالکلیہ ختم کر دیا جائے۔ یہ نسخ کی ایک قسم اور صورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿سَنَقْرُوكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ (الاعلیٰ: ۷۶) ”ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ بھولیں گے نہیں مگر جو اللہ چاہے۔“ دوسری جگہ فرمایا: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا﴾ (البقرہ: ۱۰۶) ”جب کوئی آیت ہم منسوخ کریں یا بھلوا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے۔“ حدیث میں جس نسیان کا ذکر ہے وہ پہلی صورت ہے جو کوئی عیب نہیں۔ (بذل المحمود)



۱۳۳۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حضرت ابوسعید (حدری) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ آپ نے لوگوں کو سنا کہ وہ اونچی آواز سے قراءت کر رہے ہیں۔ آپ نے پردہ ہٹایا اور فرمایا: ”خبردار! تم بلاشبہ سب کے سب اپنے رب سے مناجات کر رہے ہو مگر کوئی دوسرے کو ہرگز ایذا نہ دے اور قراءت میں اپنی آواز دوسرے پر بلند نہ کرے۔“ یا فرمایا: ”نماز میں (اپنی آواز بلند نہ کرے۔“

۱۳۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: اعْتَكَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُونَ بِالْقِرَاءَةِ. فَكَشَفَ السُّتْرَ وَقَالَ: «أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ» أَوْ قَالَ:

۱۳۳۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۹۴/۳ عن عبد الرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۶۲، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۴۲۱۶، ومسنده أحمد: ۹۴/۳.

۵۔ کتاب التطوع قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل «فی الصَّلَاةِ» .

🌞 فائدہ: نمازی اور غیر نمازی کو اپنے ارد گرد اور ماحول کا خیال رکھتے ہوئے قراءت قرآن میں اپنی آواز بلند کرنی چاہیے۔ اس کا قطعاً جواز نہیں کہ کوئی شخص دوسرے کیلئے عبادت میں اذیت کا باعث بنے۔ اس سے ضمناً یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ مساجد میں کسی معقول وجہ کے بغیر لاؤڈ سپیکر کا استعمال مناسب نہیں۔ ایسے ہی گھروں میں ریڈیو اور ٹیپ کی آواز سے ہمایوں کو اذیت دینا بھی جائز نہیں ہے۔

۱۳۳۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ» .

۱۳۳۳ - حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کو اونچی آواز سے پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کوئی دکھا کر صدقہ کرے۔ اور دھیمی آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کوئی مخفی طور پر صدقہ دے۔“

🌞 فائدہ: یعنی انسان کی نیت کے مطابق اس کو اجر ملتا ہے۔ اگر قراءت میں آواز بلند کرنے سے دوسروں کو ترغیب دینا مقصود ہو تو یقیناً مباح اور مطلوب و ماجر ہے ورنہ نہیں۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ: فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ (التحفة ۳۱۷)

۱۳۳۴ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَتِي الْفَجْرِ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً .

۱۳۳۴ - ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں دس رکعتیں پڑھا کرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ اور (بعد ازاں) دو رکعتیں فجر کی پڑھتے۔ اس طرح یہ کل تیرہ رکعات ہوئیں۔

۱۳۳۳ - تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ۲۰، ح: ۲۹۱۹ من حديث إسماعيل بن عياش، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۶۵۸، ۱۷۹۱ .

۱۳۳۴ - تخريج: أخرجه البخاري، التهجيد، باب: كيف صلوة النبي ﷺ؟ . . . الخ، ح: ۱۱۴۰، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ۱۲۸/۷۳۸ من حديث حنظلة به .

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

۵۔ کتاب التطوع

رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِفْهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ.

۱۳۳۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بْنُ زَيْدٍ؛ أَنَّ ابْنَ شَهَابٍ أَخْبَرَهُمْ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدَرًا مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ حَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَسَاقَ مَعْنَاهُ. قَالَ: وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ.

۱۳۳۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِحَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْخَمْسِ حَتَّى يَجْلِسَ فِي الْآخِرَةِ فَيَسْلَمَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ.

۱۳۳۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۱۳۳۷- ابن شہاب نے اپنی سابقہ سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس میں ہے: آپ ایک رکعت وتر پڑھتے اور تہجد میں اتنی دیر رہتے کہ تم میں سے ایک شخص پچاس آیتیں پڑھ لے۔ اور مؤذن جب اذان فجر سے فارغ ہوتا اور فجر واضح طور پر طلوع ہو چکی ہوتی۔ اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا البتہ رواۃ ایک دوسرے سے کچھ اضافے سے بیان کرتے ہیں۔

۱۳۳۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعت پڑھتے ان میں سے پانچ رکعت وتر ہوتیں۔ آپ ان پانچوں رکعات میں کسی میں بھی (تہجد) نہ بیٹھتے۔ بلکہ آخر ہی میں بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن نمیر نے ہشام سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا ہے۔

۱۳۳۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے

۱۳۳۷- تخریج: أخرجه مسلم، صلوۃ المسافرين، باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل... الخ، ح: ۷۳۶ من حدیث عبد اللہ بن وہب بہ.

۱۳۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، صلوۃ المسافرين، باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل... الخ، ح: ۷۳۷ من حدیث ہشام بن عروہ بہ.

۱۳۳۹- تخریج: أخرجه البخاری، التہجد، باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر، ح: ۱۱۷۰ من حدیث مالک بہ، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱/۱۲۱.

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے پھر جب صبح کی اذان سنتے تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے۔

🌞 فائدہ: یہ تیرہ رکعتیں ان مختصر دو رکعتوں کو ملا کر ہوتی ہیں جو قیام اللیل (نماز تہجد) کے آغاز میں بعض دفعہ نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ درج ذیل روایت میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔

۱۳۴۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُوسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَ يُصَلِّي ثَمَانِي رَكْعَاتٍ وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ يُصَلِّي. - قَالَ مُسْلِمٌ: بَعْدَ الْوُتْرِ ثُمَّ اتَّفَقَا - رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ، وَيُصَلِّي بَيْنَ أَذَانِ الْفَجْرِ وَالْإِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۳۴۰- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے۔ آپ (پہلے) آٹھ رکعات پڑھتے پھر ایک رکعت وتر پڑھتے۔ اس کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ کا ارادہ ہوتا کہ رکوع کریں تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔ پھر اذان فجر اور اقامت کے مابین دو رکعتیں پڑھتے۔

۱۳۴۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزِيدُ فِي

۱۳۴۱- ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے، مت پوچھو کہ وہ کتنی عمدہ اور کتنی طویل ہوتی تھیں! پھر چار رکعتیں پڑھتے، مت

۱۳۴۰- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل... الخ، ح: ۷۳۸ من حدیث یحیی بن ابي کثیر به، وصرح بالسماع.

۱۳۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، التهجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیره، ح: ۱۱۴۷، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل... الخ، ح: ۷۳۷ من حدیث مالک به، وهو فی الموطأ (یحیی): ۱۲۰/۱.

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

پوچھو کہ وہ کتنی عمدہ اور کتنی طویل ہوتی تھیں! (یعنی انتہائی ٹھہراؤ اور اطمینان سے پڑھتے اور قراءت از حد طویل ہوتی تھی۔) پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتروں سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل نہیں سوتا۔“

رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُؤْتِرَ؟ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي».

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کا قیام اللیل دو دو رکعات اور چار چار رکعات دونوں طرح ثابت ہے۔ تاہم آپ کا اکثر معمول دو دو رکعت پڑھنے کا تھا۔ ② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت سے یہ بتانا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں کبھی بھی گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ان لوگوں پر تعریض ہے جنہوں نے رمضان میں قیام اللیل کی رکعات میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا، مگر انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ کا قیام رکوع اور سجود بھی بہت لمبا ہوتا تھا۔ اس لیے عالمین بالسنہ پر لازم ہے کہ دونوں امور کا اہتمام کیا کریں، عدد کا بھی اور کیفیت کا بھی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ سونے سے بے وضو نہیں ہوتے تھے۔ اور نبی کا دل کسی بھی وقت غافل نہیں ہوتا کیونکہ وہ مہبط وحی ہوتا ہے۔ اور یہ سوال کہ آپ اور آپ کے صحابہ سفر میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ گئے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع فجر کا تعلق آنکھ کے دیکھنے سے ہے نہ کہ دل کی معرفت سے۔ ④ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال جواب سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عام لوگوں کو وتروں سے پہلے نہیں سونا چاہیے کہ کہیں رہ نہ جائیں اور رسول اللہ ﷺ کا معاملہ خاص ہے۔

۱۳۴۲- سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی

کو طلاق دے دی اور مدینے چلا آیا تاکہ یہاں کی اپنی جائیداد فروخت کر کے اسلحہ وغیرہ خرید لوں اور جہاد کے لیے نکل جاؤں۔ چنانچہ میں بعض صحابہ کرام سے ملا تو انہوں نے بتایا کہ ہم میں سے چھ آدمیوں نے ایسے ہی کرنا چاہا تھا، مگر نبی ﷺ نے ان کو منع فرما دیا تھا۔ اور فرمایا: ”تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ

۱۳۴۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا

هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: طَلَّقْتُ أَمْرَأَتِي فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ لِأَبِيعَ عَقَارًا كَانَ لِي بِهَا فَأَشْتَرِي بِهِ السَّلَاحَ وَأَغْزُو فَلَقِيتُ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: قَدْ أَرَادَ نَفَرٌ مِنَّا سِتَّةً أَنْ يَفْعَلُوا ذَلِكَ فَتَهَاهُمْ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ: «لَكُمْ

۱۳۴۲- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب جامع صلوٰۃ اللیل ومن نام عنه أو مرض، ح: ۷۴۶ من حدیث قتادة به.

۵- کتاب التطوع -

فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۖ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ
فَسَأَلْتُهُ عَنْ وَثْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اَدُلُّكَ عَلَى
أَعْلَمِ النَّاسِ بِوَثْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ : فَأْتِ
عَائِشَةَ فَأَتَيْتُهَا فَاسْتَبَعْتُ حَكِيمَ بْنَ أَفْلَحَ
فَأَبَى فَنَاشِدْتُهُ فَانْطَلَقَ مَعِيَ ، فَاسْتَأْذَنَّا عَلَى
عَائِشَةَ ، فَقَالَتْ : مَنْ هَذَا ؟ قَالَ : حَكِيمُ بْنُ
أَفْلَحَ قَالَتْ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ : سَعْدُ بْنُ
هِشَامٍ ، قَالَتْ : هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ الَّذِي قُتِلَ يَوْمَ
أُحُدٍ ؟ قَالَ : قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَتْ : نِعَمْ الْمَرْءُ
كَانَ عَامِرًا . قَالَ : قُلْتُ : يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ !
حَدَّثَنِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ :
أَلَسْتُ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
كَانَ الْقُرْآنَ . قَالَ : قُلْتُ : حَدَّثَنِي عَنْ قِيَامِ
[رَسُولِ اللَّهِ ﷺ] بِاللَّيْلِ قَالَتْ : أَلَسْتُ تَقْرَأُ
﴿يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ﴾ ؟ قَالَ : قُلْتُ : بَلَى ، قَالَتْ :
فَإِنَّ أَوَّلَ هَذِهِ السُّورَةِ نَزَلَتْ ، فَقَامَ أَصْحَابُ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ
وَحُبِسَ خَاتِمَتُهَا فِي السَّمَاءِ اثْنِي عَشَرَ
شَهْرًا ، ثُمَّ نَزَلَ آخِرُهَا ، فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ
تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ ، قَالَ : قُلْتُ : حَدَّثَنِي
عَنْ وَثْرِ النَّبِيِّ ﷺ ؟ قَالَتْ : كَانَ يُؤَيِّرُ بِشِمَانِي
رَكَعَاتٍ ، لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ ، ثُمَّ يَقُومُ
فَيُصَلِّي رَكَعَةً أُخْرَى ، لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي
الثَّامِنَةِ وَالتَّاسِعَةِ ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي
التَّاسِعَةِ ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ،

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

ہے۔“ چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔
میں نے ان سے نبی ﷺ کے وتروں کے متعلق دریافت
کیا تو انہوں نے کہا: میں تمہیں وہ شخصیت بتاتا ہوں جو
رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے متعلق سب سے زیادہ
باخبر ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے جاؤ۔ میں حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا اور حکیم بن افلح کو اپنے ساتھ چلنے
کو کہا انہوں نے انکار کیا۔ میں نے ان کو قسم دی تو وہ
میرے ساتھ چل پڑے۔ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
ملاقات کی اجازت چاہی تو انہوں نے پوچھا: کون ہو؟
کہا: حکیم بن افلح۔ پوچھا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟
کہا: سعد بن ہشام۔ کہنے لگیں: وہی ہشام بن عامر جو
احد کے روز قتل ہو گئے تھے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے
لگیں: عامر بہت بھلے انسان تھے۔ میں نے کہا: اے
ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے خُلُق (اخلاق و
عادات) کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ کہنے لگیں: کیا تم
قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ کا خلق بس
قرآن ہی تھا۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام
اللیل کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ کہنے لگیں: کیا تم سورہ
﴿يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ﴾ نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں
نہیں۔ انہوں نے کہا: اس سورت کا ابتدائی حصہ نازل
ہوا تو اصحاب رسول ﷺ نے قیام کرنا شروع کیا حتی کہ
ان کے پاؤں سوج جاتے۔ اور اس سورت کا آخری
حصہ بارہ مہینے آسمان پر روکے رکھا گیا۔ (یعنی نازل
نہیں ہوا۔) پھر کہیں اس کا آخری حصہ نازل ہوا تو رات
کا قیام نفل قرار پایا جبکہ پہلے فرض تھا۔ میں نے کہا: مجھے
نبی ﷺ کے وتر کے متعلق بیان فرمائیں۔ وہ کہنے لگیں:

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

۵- کتاب التطوع

فَذَلِكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَرَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ، وَلَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي السَّابِعَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَبِتِلْكَ تِسْعَ رَكَعَاتٍ يَا بُنَيَّ! وَلَمْ يَقُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً يُتِمُّهَا إِلَى الصَّاحِ، وَلَمْ يَقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ قَطُّ، وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا يُتِمُّهُ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ مِنَ اللَّيْلِ يَنُومُ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، قَالَ: فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَحَدَّثَنِي، فَقَالَ: هَذَا وَاللَّهِ! هُوَ الْحَدِيثُ، وَلَوْ كُنْتُ أَكَلَمُهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى أَشَافِهَا بِهِ مُشَافَهَةً، قَالَ: قُلْتُ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تُكَلِّمُهَا مَا حَدَّثْتُكَ.

آپ آٹھ رکعات پڑھتے، ان میں آپ صرف آٹھویں رکعت پر تشہد بیٹھتے، پھر اٹھتے اور ایک اور رکعت پڑھتے۔ آپ آٹھویں اور نویں رکعت ہی پر بیٹھتے اور نویں پر سلام پھیرتے۔ اس کے بعد آپ دو رکعتیں پڑھتے، بیٹھتے ہوئے۔ بیٹے! یہ گیارہ ہوئیں۔ پھر جب آپ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فریبہ بھی تو سات رکعات و تر پڑھنے لگے۔ آپ چھٹی اور ساتویں رکعت پر بیٹھتے اور ساتویں ہی پر سلام پھیرتے۔ پھر دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ بیٹھتے ہوئے ہوتے۔ بیٹے! یہ اس طرح نور رکعات ہوتیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی ساری رات صبح تک قیام نہیں فرمایا۔ اور آپ نے کبھی بھی ایک رات میں قرآن ختم نہیں کیا۔ اور رمضان کے علاوہ کسی بھی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھے۔ اور جب کوئی نماز (یعنی نفل) شروع کر لیتے تو اس پر بھیجی فرماتے۔ اگر کبھی کسی رات نیند کا غلبہ ہو جاتا تو دن میں بارہ رکعات پڑھتے۔ (سعد کہتے ہیں) پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور انہیں یہ سب بتایا تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! یہی حدیث ہے (جو میں چاہتا تھا)۔ اگر میں ان سے بولتا ہوتا تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور بالمشافہ سنتا۔ سعد نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ان سے نہیں بولتے ہیں تو میں آپ کو یہ حدیث نہ سناتا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جناب سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ جیسا انداز فکر و عمل کہ انسان نفس و دنیا کی لذتوں سے بالکل ہی منقطع ہو جائے اسوۂ رسول ﷺ اور عمل صحابہ کے خلاف ہے۔ ② تحقیق مسائل میں سائل کو افضل و اعلیٰ علمی شخصیت کی طرف تحویل (Refer) کرنا آداب علمی کا حصہ ہے۔ ③ رات کی نماز کے کئی نام ہیں۔ قیام اللیل، تہجد اور وتر۔ رمضان کی مناسبت سے ”تراویح“ کا لفظ بعد کے زمانے میں مروج ہوا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن تھا

۵- کتاب التطوع قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

یعنی آپ اس کے اوامرو نواہی اور دیگر آداب کے مجسم نمونہ تھے۔ ⑤ تہجد اور وتر پڑھنے کے تقریباً تیرہ طریقے ہیں۔ دیکھیے: (مجلد ۲: ۸۲-۹۱/مسئلہ ۲۹) اور ان میں کوئی تعارض نہیں۔ ⑥ نورکعت مسلسل کی نیت باندھنا بالکل جائز اور سنت ہے۔ اس صورت میں آٹھویں رکعت پر تشہد پڑھ کر نویں رکعت پڑھی جائے اور پھر سلام پھیرا جائے۔ سات رکعت کی نیت ہو تو چھٹی پر تشہد کے لیے بیٹھے اور ساتویں پر سلام پھیرے۔ تین اور پانچ رکعتوں میں صرف ایک آخری تشہد ہوتا ہے۔ ⑦ وتروں کے بعد کبھی کبھی دو رکعت بھی مستحب ہیں۔ ⑧ تہجد قضا ہو جائے تو فجر کی نماز سے پہلے یا بعد وتر ادا کر لے۔ یا پھر دن میں بارہ رکعت پڑھ لی جائیں۔ ⑨ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کلام نہ کرنا یا تو ان کے ہاں نہ جانے کی بنا پر تھا یا ان سیاسی احوال کی بنا پر جو حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین ظاہر ہوئے تھے۔ واللہ اعلم، تاہم اس کے باوجود اعزازِ شخصی اور جلالِ علمی کا کامل اعتراف و اقرار ملحوظِ خاطر تھا۔ رضی اللہ عنہم و ارضاہم۔

۱۳۴۳- سعید نے قتادہ سے اپنی سند سے اسی مذکورہ حدیث کی مانند روایت کیا۔ کہا: آپ آٹھ رکعات پڑھتے، ان میں کسی میں بھی نہ بیٹھتے، صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے، اللہ کا ذکر اور دعا کرتے پھر سلام پھیرتے اس طرح کہ ہمیں سنو اتے (یعنی بلند آواز سے سلام کہتے) پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے، پھر ایک رکعت پڑھتے۔ بیٹے! یہ کل گیارہ رکعتیں ہوتیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ بھی تو آپ سات رکعت وتر پڑھنے لگے اور سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ سابقہ حدیث کے ہم معنی ”بالمشافہ سنتا“ تک بیان کیا۔

۱۳۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ قَالَ: يُصَلِّي ثَمَانِيَّ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ ثُمَّ يَدْعُو ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ، بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَةً، فَبَيْنَا إِحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً يَابِتِّي! فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا سَلَّمَ - بِمَعْنَاهُ - إِلَى مُشَافَهَةٍ.

☀ فائدہ: تہجد میں آٹھ رکعت اکٹھی کی بھی نیت کی جاسکتی ہے۔ اور درمیان میں کوئی تشہد نہیں ہوگا۔ اور سلام اونچی آواز سے کہنا بھی مباح و منون ہے۔

۱۳۴۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بِهَذَا

۱۳۴۳- سعید نے یہی حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: سلام کہتے اس طرح کہ ہمیں سنو اتے۔ جیسے کہ

۱۳۴۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۳۴۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين.

۵- کتاب التطوع قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

الْحَدِيثُ قَالَ: يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، كَمَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ.

۱۳۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ يَنْحَوِ حَدِيثَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا.

۱۳۴۵- محمد بن بشار نے ابن ابی عدی سے انہوں نے سعید سے یہی حدیث روایت کی۔ ابن بشار نے یحییٰ بن سعید کی حدیث کی مانند بیان کیا، مگر کہا: آپ سلام کہتے ایک سلام اور ہمیں سنواتے۔

🌞 فائدہ: نماز کو ختم کرنے کے لیے صرف ایک سلام بھی کافی ہوتا ہے۔ تہجد میں نبی ﷺ اس پر عمل کیا کرتے تھے۔

۱۳۴۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ الدَّرَهَمِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا زُرَّارَةُ بْنُ أَوْفَى: أَنَّ عَائِشَةَ سُنِلَتْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ وَيَنَامُ، وَطَهُورُهُ مُعْطًى عِنْدَ رَأْسِهِ، وَسِوَاكُهُ مَوْضُوعٌ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ سَاعَتَهُ الَّتِي يَبْعَثُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيُسَبِّحُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّي ثَمَانِي رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَمَا شَاءَ اللَّهُ، وَلَا يَقْعُدُ فِي شَيْءٍ مِنْهَا حَتَّى يَقْعُدَ فِي الثَّامِيَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ وَيَقْرَأُ فِي الثَّاسِعَةِ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَدْعُو

۱۳۴۶- بہز بن حکیم نے کہا کہ زرارہ بن اوفیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ عشاء کی جماعت کے بعد گھر لوٹتے تو چار رکعت (سنت عشاء) پڑھتے۔ پھر اپنے بستر پر آ جاتے اور سو جاتے۔ اور آپ کے وضو کا پانی آپ کے سر ہانے ڈھانپ کر رکھا ہوتا، مسواک بھی رکھی ہوتی تھی کہ اللہ آپ کو رات میں آپ کے مقررہ وقت پر اٹھا دیتا۔ پھر آپ (جاگتے) مسواک اور کامل وضو کرتے اور اپنے مصلے پر تشریف لے آتے۔ آپ آٹھ رکعات پڑھتے، ان میں آپ ام القرآن (سورۃ فاتحہ) اور قرآن کی کوئی سورت پڑھتے اور جو اللہ چاہتا۔ آپ ان رکعات میں (کوئی تشہد) نہ بیٹھتے، صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے مگر سلام نہ پھیرتے، پھر نویں میں قراءت کرتے، پھر بیٹھتے اور دعا کرتے جو اللہ چاہتا۔ ان دعاؤں میں اللہ سے سوال

۱۳۴۵- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۱۳۴۲ والحدیثین بعدہ.

۱۳۴۶- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/۲۳۶ من حدیث بهز بن حکیم به.

۵- کتاب التطوع..

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

کرتے اور اسی کی طرف رجوع و رغبت کا اظہار فرماتے پھر سلام کہتے ایک ہی سلام بڑی اونچی آواز سے اس قدر اونچی آواز کہ قریب ہوتا کہ گھر والے جاگ جائیں پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے (سورہ فاتحہ پڑھتے اور رکوع کرتے بیٹھے ہوئے پھر دوسری رکعت پڑھتے اور رکوع اور سجدہ کرتے بیٹھے ہوئے پھر خوب دعا کرتے جو اللہ چاہتا پھر سلام پھیرتے اور اٹھ جاتے۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز اسی انداز سے رہی مگر جب آپ فرہ ہو گئے تو آپ نے نور کعتوں میں سے دو رکعتیں کم کر لیں یعنی وتر کے بغیر چھ رکعات اور وتر کے ساتھ سات رکعات پڑھنے لگے اور ان کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے حتیٰ کہ اسی عادت پر آپ کی روح قبض ہوئی۔

فوائد و مسائل: ① صبح اٹھنے کے لیے رات ہی کو تیاری کر کے سونا بہت اہم مسئلہ ہے۔ ② پانی اور دیگر غذاؤں اور مشروبات کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔

۱۳۴۷- ہنزہ بن حکیم نے اپنی سابقہ سند سے یہ حدیث بیان کی اور کہا..... آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے بستر پر آ جاتے۔ اس نے چار رکعت پڑھنے کا ذکر نہیں کیا..... اور بیان کیا کہ آپ آٹھ رکعات پڑھتے ان کی قراءت رکوع اور سجود میں برابر ہوتی اور درمیان میں کوئی تشہد نہ بیٹھتے سوائے آٹھویں کے۔ آپ اس آٹھویں رکعت میں بیٹھتے مگر سلام نہ پھیرتے بلکہ کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر پڑھتے۔ پھر سلام کہتے ایک سلام اس میں آپ کی آواز بہت اونچی ہوتی حتیٰ کہ ہمیں جگادیتے۔ پھر مذکورہ روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

بِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوهُ وَيَسْأَلُهُ وَيَرْغَبُ إِلَيْهِ وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً شَدِيدَةً يَكَادُ يُوقِظُ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ شِدَّةِ تَسْلِيمِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَيَرْكَعُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّانِيَةَ فَيَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَدْعُو مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَنْصَرِفُ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَدَنَ فَتَقْصَ مِنَ التَّسْعِ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَهَا إِلَى السَّتِّ وَالسَّبْعِ وَرَكَعَتَيْهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، حَتَّى قُبِضَ عَلَى ذَلِكَ.

۱۳۴۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ لَمْ يَذْكُرِ الْأَرْبَعَ رَكَعَاتِ وَسَاقِ الْحَدِيثِ وَقَالَ فِيهِ: فَيُصَلِّي ثَمَانِي رَكَعَاتٍ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَإِنَّهُ كَانَ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَلَا يُسَلِّمُ فِيهِ فَيُصَلِّي رَكَعَةً يُؤَيِّرُ بِهَا ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ حَتَّى

۱۳۴۷- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۳۶/۶ عن يزيد بن هارون به.



قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

۵- کتاب التطوع

يُوقِظَنَا ثُمَّ سَاقَ مَعَنَا.

۱۳۴۸- حَدَّثَنَا [عَمْرُو] بْنُ عُثْمَانَ:

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُعَاوِيَةَ، عَنْ
بَهْزٍ: حَدَّثَنَا زُرَّارَةُ بْنُ أَوْفَى عَنْ عَائِشَةَ
أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ ثُمَّ
يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَيُصَلِّي أَرْبَعًا ثُمَّ يَأْوِي إِلَى
فِرَاشِهِ. ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ
سَوَى بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
وَلَمْ يَذْكُرْ فِي التَّسْلِيمِ: حَتَّى يُوقِظَنَا.

۱۳۴۸- بہز نے زرارہ بن اوفی سے روایت کیا وہ
کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ
ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: آپ
ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لاتے اور
چار رکعتیں پڑھتے پھر اپنے بستر پر آ جاتے..... اور
حدیث تفصیل کے ساتھ بیان کی..... مگر اس میں یہ ذکر
نہیں کیا کہ آپ (تہجد کی رکعات میں) قراءت رکوع
اور سجود برابر رکھتے اور نہ سلام ہی کے بارے میں یہ کہا کہ
آپ اس سے ہمیں جگا دیتے۔

🌞 فائدہ: اس میں بھی چار رکعات کی بجائے، محفوظ الفاظ دو رکعت ہی ہیں جیسا کہ پہلے گزرا۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

۱۳۴۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، عَنْ بَهْزِ بْنِ
حَكِيمٍ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ
هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ
فِي تَمَامِ حَدِيثِهِمْ.

۱۳۴۹- بہز بن حکیم، زرارہ بن اوفی سے وہ سعد بن
ہشام سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت
کرتے ہیں مگر یہ حدیث ان کی روایت کے برابر نہیں
ہے۔ (روایات یزید بن ہارون ابن ابی عدی اور مروان
بن معاویہ)

۱۳۵۰- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ

إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ

۱۳۵۰- ابوسلمہ بن عبد الرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات
پڑھتے۔ نو رکعتیں وتر ہوئیں..... یا جیسے کہ کہا..... اور
آپ دو رکعتیں پڑھتے بیٹھے ہوئے۔ اور اذان اور
اقامت کے درمیان فجر کی سنتیں پڑھتے۔

۱۳۴۸- تخریج: [صحیح] انظر الحديثين السابقين.

۱۳۴۹- تخریج: [صحیح] تقدم ۱۳۴۲.

۱۳۵۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي ۳/ ۳۲ من حديث أبي داود، وأحمد: ۶/ ۱۸۲، ۵۵ من حديث
محمد بن عمرو الليثي به.

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

۵- کتاب التطوع

رَكْعَةً، يُؤْتِرُ بِتِسْعٍ - أَوْ كَمَا قَالَتْ -
وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَرَكْعَتِي
الْفَجْرِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ.

۱۳۵۱- علقمہ بن وقاص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (پہلے) نو رکعت وتر پڑھا کرتے تھے پھر سات رکعت پڑھنے لگے۔ آپ وُتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھا کرتے تھے آپ ان میں قراءت بھی کیا کرتے تھے۔ جب آپ رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے اور رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔

۱۳۵۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ
وَقَّاصٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
كَانَ يُؤْتِرُ بِتِسْعٍ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ
رَكَعَاتٍ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ
الْوُتْرِ يَفْرَأُ فِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ
فَرَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ.

امام ابوداؤد نے کہا: خالد بن عبد اللہ واسطی نے یہ دونوں حدیثیں (یعنی حدیث ابی سلمہ اور علقمہ) محمد بن عمرو سے اسی کے مثل روایت کی ہیں۔ ان میں ہے کہ علقمہ بن وقاص نے کہا: اے اماں جان! آپ ﷺ دو رکعتیں کیسے پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى الْحَدِيثَيْنِ خَالِدُ
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَمْرٍو مِثْلَهُ قَالَ فِيهِ: قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ
وَقَّاصٍ: يَا أُمَّتَاهُ! كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي
الرَّكْعَتَيْنِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۱۳۵۲- سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کو عشاء

۱۳۵۲ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ
خَالِدِ بْنِ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْحَسَنِ،
عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ

۱۳۵۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً، ح: ۷۳۱ من حديث محمد بن عمرو به.

۱۳۵۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب: كيف يفعل إذا افتتح الصلوة قائماً... الخ، ح: ۱۶۵۲ من حديث عبد الأعلى به مطولاً * الحسن البصري مدلس وعنن، وحديث البيهقي: ۵۰۱/۲، ۵۰۲ يغني عنه.



۵- کتاب التطوع

فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَنَامُ فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِلَى طَهْوَرِهِ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ، يُحِيلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يَسُوي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ثُمَّ يُؤَيِّرُ بِرُكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ قَرِيبًا جَاءَ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُغْفِي وَرَبَّمَا شَكَّكَتُ أَغْفَا أَوْ لَا؟ حَتَّى يُؤَدِّيَهُ بِالصَّلَاةِ، فَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ، حَتَّى أَسَنَّ وَلَحِمَ فَذَكَرْتُ مِنْ لَحْمِهِ مَا شَاءَ اللَّهُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل کی نماز پڑھاتے، پھر اپنے بستر پر آکر سو جاتے، پھر رات کے درمیانی حصے میں اٹھتے، ضروریات سے فارغ ہوتے اور پانی لے کر وضو کرتے، پھر اپنے مصلے پر آ جاتے اور آٹھ رکعتیں پڑھتے۔ مجھے محسوس ہوتا کہ ان کی قراءت رکوع اور سجود برابر ہوتے، پھر ایک رکعت وتر پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے، پھر اپنا پہلو رکھتے، پھر بسا اوقات بلال آ جاتے اور آپ کو نماز کی خبر دیتے، پھر آپ تھوڑا سا سو جاتے، مجھے شک ہوتا کہ آپ سوئے بھی ہیں یا نہیں حتیٰ کہ وہ آپ کو نماز کی خبر دیتے۔ آپ کی نماز ایسے ہی رہی حتیٰ کہ آپ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ بھاری بھی۔ اور (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) آپ کے کچھ فریبہ ہو جانے کا ذکر کیا۔ اور حدیث بیان کی۔



🌞 فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا نبی ﷺ کا بعض اوقات کا معمول ہے جو بیان جواز کے لیے ہے، ہمیشہ کا عمل نہیں۔ اور احادیث میں وارد لفظ [كَانَ] ہر جگہ دوام و استمرار کا معنی نہیں دیتا۔ کئی مشہور صحیح احادیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کی نماز تہجد میں وتر آخر میں ہوا کرتے تھے جیسے کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے پیش آمدہ احادیث میں ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ ”اپنی رات کی نماز کا آخر وتروں کو بناؤ۔“ الغرض وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا اور ترک کرنا دونوں ثابت ہیں۔

۱۳۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ

۱۳۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ (ایک بار) نبی ﷺ کے ہاں سوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ جاگے، مسواک کی اور وضو کیا۔ اس دوران میں آپ ﷺ اِنْ فِی خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ سے لے کر آخر سورت تک تلاوت فرما رہے تھے۔ پھر آپ

۱۳۵۳- تخریج: [صحیح] تقدم: ۵۸، رواه مسلم، ح: ۱۹۱/۷۶۳ من حدیث محمد بن فضیل بہ۔

۵- کتاب التطوع

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَاهُ اسْتَيْقَظَ فَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّا فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰] حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ أَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ - قَالَ عُثْمَانُ: بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. وَقَالَ ابْنُ عِيسَى: ثُمَّ أَوْتَرَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ ثُمَّ اتَّفَقَا - وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا. اللَّهُمَّ! وَأَعْظِمْ لِي نُورًا».

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ان کا قیام رکوع اور سجود بہت لمبا کیا۔ پھر آپ پلٹے اور سو گئے، حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے۔ آپ نے اس طرح تین بار کیا۔ چھر رکعتیں پڑھیں۔ ہر بار آپ اٹھ کر مسواک کرتے، وضو کرتے اور مذکورہ آیات کی تلاوت کرتے۔ پھر آپ نے وتر پڑھے۔ عثمان کا بیان ہے کہ آپ نے تین رکعتیں پڑھیں۔ پھر مؤذن آگیا تو آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ پھر آپ نے وتر پڑھے پھر بلال آگئے، انہوں نے آپ کو نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع دی جب کہ فجر طلوع ہوئی۔ پھر آپ نے فجر کی سنتیں پڑھیں، پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد دونوں راویوں (ابن عیسیٰ اور عثمان) کا متفقہ بیان ہے کہ نماز کے لیے جاتے ہوئے آپ پڑھ رہے تھے [اللَّهُمَّ! اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا، اللَّهُمَّ! وَأَعْظِمْ لِي نُورًا] ”اے اللہ! میرے دل میں نور بھر دے، میری زبان میں نور کر دے، میرے کانوں میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے، میرے پیچھے نور کر دے، میرے آگے نور کر دے، میرے اوپر نور کر دے، میرے نیچے نور کر دے۔ اے اللہ! میرے لیے نور کو بہت عظیم کر دے۔“



۵- کتاب التطوع قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

۱۳۵۴- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حُصَيْنٍ نَحْوَهُ. قَالَ: «وَأَعْظَمُ لِي نُورًا».

۱۳۵۳- خالد نے حصین سے اس کے مثل بیان کیا اور کہا: [وَأَعْظَمُ لِي نُورًا] یعنی [اللَّهُمَّ] کے بغیر۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ عَنْ حَبِيبٍ فِي هَذَا. وَكَذَلِكَ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. وَقَالَ سَلَمَةُ بْنُ كَهْمَلٍ عَنْ أَبِي رِشْدِينَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں: ابو خالد دالانی نے حبیب سے سابقہ روایت میں اور اس روایت میں بھی ایسے ہی کہا ہے۔ اور سلمہ بن کھیل نے بواسطہ ابورشدین، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① صبح بیدار ہونے پر مسواک کرنا مسنون و مستحب عمل ہے۔ ② رات کو جاگنے کے اوراد میں سے ایک اہم و درود سورہ آل عمران کی آخری آیات کی تلاوت بھی ہے۔ ③ تہجد کی نماز کو مختلف حصوں میں بانٹ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ ④ فجر کی نماز کے لیے جاتے ہوئے مسنون دعا [اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا..... الخ] ہے۔ اور اس کا مفہوم یا تو ظاہری اور حقیقی نور کے حصول کی دعا ہے جس سے قیامت کے اندھیروں میں نبی ﷺ خود اور آپ کے متبعین روشنی حاصل کریں گے یا علم و ہدایت اور اعمال طاعت کی توفیق اور ثبات مراد ہے یا یہ دونوں ہی مراد ہیں۔ ⑤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تتبع سیرت کا شوق قابل تعجب ہے اور ان کے رتبہ علیا کی دلیل بھی۔

۱۳۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِيرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَشَّارٌ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ لِأَنْظُرَ كَيْفَ يُصَلِّي فَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ قِيَامُهُ مِثْلُ رُكُوعِهِ، وَرُكُوعُهُ مِثْلُ سُجُودِهِ، ثُمَّ نَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنْتَنَ ثُمَّ قَرَأَ بِحَمْسِ آيَاتٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

۱۳۵۵- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے گھر میں گزاری تاکہ دیکھوں کہ آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں۔ چنانچہ آپ اٹھے وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ کا قیام آپ کے رکوع کی مانند تھا اور آپ کا رکوع آپ کے سجدے کے مثل۔ پھر آپ سو گئے، پھر جاگے وضو کیا، مسواک کی، پھر سورہ آل عمران کی آخری پانچ آیتیں تلاوت کیں ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ..... الخ﴾ آپ اسی انداز میں کرتے

۱۳۵۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۳۵۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۹۶/۱۸، ۲۹۷ من حديث زهير بن محمد به * كريب، لم يدرك الفضل بن عباس رضي الله عنهما، وأصل الحديث صحيح، ثابت، انظر، ج: ۱۳۵۳، ۱۳۵۸.

رہے حتیٰ کہ دس رکعتیں پڑھیں، پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت پڑھی اور اس سے اپنی نماز کو وتر بنایا۔ اور اسی اثناء میں مؤذن نے اذان کہی تو اس کے خاموش ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر بیٹھ رہے حتیٰ کہ صبح کی نماز پڑھی۔

وَاخْتَلَفَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ فَلَمْ يَزَلْ يَفْعَلْ هَذَا حَتَّى صَلَّى عَشْرَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى سَجْدَةً وَاحِدَةً فَأَوْتَرَ بِهَا وَنَادَى الْمُتَادِي عِنْدَ ذَلِكَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ مَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ میں ابن بشار کی حدیث کا بعض حصہ سن نہیں سکا (جس طرح کہ میں چاہتا تھا)۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنْ ابْنِ بَشَّارٍ بَعْضُهُ.

فائدہ: یہ روایت صحیح سند سے پہلے گزر چکی ہے دیکھیے حدیث: ۱۳۵۳۔

۱۳۵۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ رات ہو چکی تھی۔ آپ نے پوچھا: ”کیا لڑکے نے نماز پڑھ لی ہے؟“ انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ بھی لیٹ گئے حتیٰ کہ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا جو اللہ نے چاہا تو آپ اٹھے اور وضو کیا۔ پھر آپ نے سات یا پانچ رکعات پڑھیں اور انہیں وتر بنایا۔ اور ان رکعات میں آپ نے (درمیان میں) کوئی تشہد نہیں کیا۔

۱۳۵۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ الْأَسَدِيُّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُثَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَثُّ عِنْدَ خَالَاتِي مَيْمُونَةَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ مَا أَمْسَى فَقَالَ: «أَصَلَّى الْغُلَامُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَأَضْطَجَعَ حَتَّى إِذَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ قَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى سَبْعًا أَوْ خَمْسًا أَوْ ثَرَى بِهِنَّ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

فائدہ: گھروالوں کی بالخصوص ماں کی ذمہ داری ہے کہ نوخیز بچوں کو نماز اور دیگر اعمال خیر کا عادی بنائے اور والد یا سرپرست کا حق ہے کہ ان امور کے متعلق خبردار رہے اور باز پرس کرتا رہے۔

۱۳۵۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری۔ چنانچہ نبی ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر

۱۳۵۷- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

۱۳۵۶- تخریج: أخرجه البخاري، انظر الحديث الآتي، ورواه أحمد: ۱/ ۳۵۴ عن وكيعة به.

۱۳۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، العلم، باب السمر في العلم، ح: ۱۱۷ من حديث شعبة به.

گھر میں تشریف لائے اور چار رکعتیں پڑھیں، پھر سو رہے، پھر جاگے اور نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی اٹھا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا، تو آپ نے مجھ کو اپنی دائیں جانب پھیر لیا۔ پھر آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ پھر سو گئے، حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے۔ پھر آپ اٹھے اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے۔

بِثِّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعًا ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَذَارَنِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسًا، ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ - أَوْ خَطِيطَهُ - ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ.

۱۳۵۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس قصے میں

بیان کیا کہ آپ اٹھے اور دو رکعتیں کر کے نماز پڑھی، حتیٰ کہ آٹھ رکعتیں پڑھیں، پھر پانچ رکعتیں وتر پڑھے اور ان کے درمیان میں تشہد کے لیے نہیں بیٹھے۔

۱۳۵۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ - فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ - قَالَ: قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ.

۱۳۵۹- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ چھ رکعتیں دودو کر کے، پھر پانچ وتر اور ان میں صرف آخر ہی میں بیٹھتے تھے۔

۱۳۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيْهِ قَبْلَ الصُّبْحِ سِتًّا مَثْنِي مَثْنِي وَيُؤْتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَقْعُدُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

۱۳۶۰- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

۱۳۶۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۱۳۵۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۳۴۴ من حديث عبد العزيز بن محمد الدراوردي به.

۱۳۵۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۸/۳ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق صرح بالسماع.

۱۳۶۰- تخریج: أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ۴۴

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

رات میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرُكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

۱۳۶۱- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ اور دونوں اذانوں (فجر کی اذان اور اقامت) کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں اور آپ انہیں ترک نہ کیا کرتے تھے۔

۱۳۶۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَجَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ الْمُقْرِيَّ أَخْبَرَهُمَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ قَائِمًا وَرَكَعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْعُهُمَا.

جعفر بن مسافر کی روایت ہے کہ دو اذانوں کے مابین دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ یہ اضافہ (بیٹھ کر) جعفر بن مسافر کا ہے۔

قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَرَكَعَتَيْنِ جَالِسًا بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ. زَادَ جَالِسًا.

☀️ فائدہ: اس روایت میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک [بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ] ”دونوں اذانوں کے درمیان“ کے الفاظ ثابت نہیں۔ بلکہ اصل الفاظ (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) [بعد الوتر] ہیں۔ یعنی وتروں کے بعد نبی ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۳۶۲- عبد اللہ بن ابی قیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعات وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ (کبھی) چار اور تین (کبھی) چھ اور تین (کبھی) آٹھ اور

۱۳۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ بِكُمْ كَانَ

ح: ۷۳۷ عن قتیبہ بہ.

۱۳۶۱- تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب المداومة على ركعتي الفجر، ح: ۱۱۵۹ من حديث عبد الله بن يزيد المقرئ به.

۱۳۶۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۴۹/۶ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱/۴۰۴، ح: ۴۴۵.

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

تین اور (کبھی) دس اور تین رکعات پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے وتر سات سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ قَالَتْ: كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ عَشْرَةٍ.

امام ابو داؤد نے کہا: احمد بن صالح نے مزید روایت کیا کہ آپ فجر سے پہلے دو رکعتیں ”وتر“ نہ کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ وتر کرنے کا کیا معنی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ آپ یہ رکعتیں چھوڑا نہ کرتے تھے۔ اور احمد نے چھ اور تین رکعات کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. قُلْتُ: مَا يُوتِرُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يَدْعُ ذَلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحْمَدُ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ.

۱۳۶۳- اسود بن یزید سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: آپ رات میں تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ پھر گیارہ رکعات پڑھنے لگے اور دو رکعتیں چھوڑ دیں۔ پھر جب آپ کی وفات ہوئی ہے تو آپ رات کو نو رکعات پڑھتے تھے۔ اور آپ کی آخری نماز وتر ہوا کرتی تھی۔

۱۳۶۳ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ [أَبِي] إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَتَرَكَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُبِضَ حِينَ قُبِضَ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكْعَاتٍ، وَكَانَ آخِرَ صَلَاتِهِ مِنَ اللَّيْلِ الْوُتْرُ.

🌟 فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت صرف ان الفاظ کے ساتھ ہے:

”رسول اللہ ﷺ رات کو (نفل) نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ آپ کی آخری نماز وتر ہوتی تھی۔“ (حدیث: ۷۴۰)

۱۳۶۴- کریب مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں

۱۳۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ

۱۳۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل... الخ، ح: ۷۴۰ من حدیث أبی إسحاق الهمدانی به.

۱۳۶۴- تخریج: أخرجه البخاری، الوتر، باب ما جاء فی الوتر، ح: ۹۹۲، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب ۴۴

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کیسے نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک رات آپ ﷺ کے ہاں گزاری جبکہ آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپ سو گئے جب تہائی رات گزر گئی یا آدھی تو آپ اٹھے، مشکیزے کی طرف گئے، اس میں پانی تھا آپ نے وضو کیا، تب میں نے بھی آپ کے ساتھ وضو کیا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے، میں بھی آپ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا، تو آپ نے مجھے دائیں طرف کر لیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا گویا آپ میرے کان کو چھو رہے ہوں مجھے جگا رہے ہوں، تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ہلکی ہلکی میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھی، پھر سلام پھیرا۔ حتیٰ کہ گیارہ رکعتیں پڑھیں وتر سمیت، پھر سو گئے، حتیٰ کہ آپ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: نماز اے اللہ کے رسول! آپ کھڑے ہوئے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔

ابن اللیث: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ؟ قَالَ: بَثُّ عِنْدَهُ لَيْلَةً وَهُوَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَنَامَ حَتَّى إِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفُهُ اسْتَبَقَظَ، قَامَ إِلَى شَنْ فِيهِ مَاءٌ فَتَوَضَّأَ وَتَوَضَّأْتُ مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي كَأَنَّهُ يَمْسُ أُذُنِي كَأَنَّهُ يُوقِظُنِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. قُلْتُ: قَرَأَ فِيهِمَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى حَتَّى صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوُتْرِ ثُمَّ نَامَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَقَالَ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى لِلنَّاسِ.

☀ فائدہ: نماز میں حسب ضرورت کوئی عمل جائز اور مباح ہے، خواہ دوسرے کی اصلاح ہی کرنی ہو۔

۱۳۶۵- حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَثُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ

۱۳۶۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری۔ پس نبی ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔ آپ نے تیرہ رکعات پڑھیں، ان میں فجر کی سنتیں بھی شامل تھیں۔

◀ صلوٰۃ النبی ﷺ ودعائه باللیل، ح: ۷۶۳ من حدیث مخرمۃ بن سلیمان بہ.

۱۳۶۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۶۵ من حدیث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۴۷۰۶، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ۱۴۲۵.

۵- کتاب التطوع

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ پہلے کا وقت ہوگا یا بعد کا تو رسول اللہ ﷺ جاگ گئے۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ سے اپنا چہرہ ملا، گویا نیند دور کرتے ہوں۔ پھر آپ نے سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر آپ ایک مشکیزے کی طرف گئے جو لٹک رہا تھا، اس سے آپ نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: پھر میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جیسے آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا اور آپ کے (باپ) پہلو میں جا کھڑا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا، میرا کان پکڑا اور اسے کچھ مروڑا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں۔ (دو دو رکعتیں پڑھیں۔) پھر (ایک) وتر پڑھا۔ اس کے بعد لیٹ گئے، حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ نے اٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں، پھر تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھی۔

فِي طُولِهَا، فَتَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ - الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ - ثُمَّ قَامَ إِلَى شَيْءٍ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، فَأَخَذَ بِأُذُنِي يَفْتُلُهَا، فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكَعَتَيْنِ: سِتِّ مَرَارٍ - ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

(المعجم ۲۷) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ

الْقُصْدِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۳۱۸)

۱۳۶۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ،

باب: ۲۷- نماز (اور دیگر عبادات) میں

میانہ روی اختیار کرنے کا حکم

۱۳۶۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمل اسی قدر اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ عزوجل (تمہیں ثواب دینے سے) نہیں اکتاتا، حتیٰ کہ تم ہی (عمل سے) اکتا

۱۳۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الجلوس على الحصى ونحوه، ح: ۵۸۶۱، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره... الخ، ح: ۷۸۲ من حديث سعيد المقبري به مطولاً، ورواه النسائي، ح: ۷۶۳ عن قتيبة به.

۵- کتاب التطوع۔ قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا، فَإِنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللَّهِ أَذْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ، وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ.

جاؤ۔ بلاشبہ اللہ عزوجل کو وہی عمل محبوب ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ اور نبی ﷺ جب کوئی عمل اختیار کرتے تو اس پر بیٹگی کرتے تھے۔

۱۳۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ فَجَاءَهُ فَقَالَ: «يَا عُثْمَانُ! أَرِغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي؟» قَالَ: لَا، وَاللَّهِ! يَارَسُولَ اللَّهِ! وَلَكِنْ سُنَّتَكَ أَطْلُبُ، قَالَ: «فَإِنِّي أَنَامُ وَأُصَلِّي وَأُصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللَّهَ يَا عُثْمَانُ! فَإِنَّ لِلْأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِيَصِفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأُفْطِرْ، وَصَلِّ وَنَمْ».

۱۳۶۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلوایا۔ وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ”اے عثمان! کیا تم نے میری سنت (طور طریقے) سے اعراض کر لیا ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! اے اللہ کے رسول! بلکہ میں تو آپ کی سنت ہی کا متلاشی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر میں تو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اے عثمان! یقیناً تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ لہذا روزے رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔ نماز پڑھا کرو اور سو یا بھی کرو۔“

فائدہ: اللہ کی عبادت اور ریاضت میں اپنی جان کو گھلا دینا اور مشروع دنیاوی امور سے منہ موڑ لینا دین نہیں بلکہ بدینی ہے۔ اہل کتاب میں یہ کیفیت ”رہبانیت“ کہلاتی تھی جس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔

۱۳۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَلْ كَانَ يَخْصُ شَيْئًا

۱۳۷۰- جناب علقمہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اعمال کا کیا انداز تھا کیا آپ نے کوئی دن خاص کر رکھے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں آپ کے ہر عمل میں بیٹگی ہوتی تھی اور تم میں

۱۳۶۹- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/۲۶۸ عن عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد به * ابن إسحاق صرح بالسماع.

۱۳۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، ح: ۶۴۶۶، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره... الخ، ح: ۷۸۳ من حديث جرير بن عبد الحميد به.

۵۔ کتاب التطوع قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

مِنْ الْأَيَّامِ؟ قَالَتْ: لَا، كَانَ [كُلُّ] عَمَلِهِ وَهُوَ اسْتَطَاعَتْ كِهَاں جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی۔
 دِيمَةً، وَأَيْكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ يَسْتَطِيعُ؟

☀ فائدہ: ہمیشگی اسی عمل پر ہو سکتی ہے جو افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال پر مبنی ہو اور مداومت اختیار کرنا ہی سب سے
 بڑی ریاضت ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۶) - [کِتَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ شَهْرِ رَمَضَانَ] (التحفة . . .)

ماہ رمضان المبارک کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ: فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ۳۱۹)

باب: ۱- رمضان میں قیام اللیل کے احکام و مسائل

۱۳۷۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس

کے کہ آپ واجبی طور پر ان کو حکم دیں۔ پھر فرماتے تھے:

”جس نے ایمان کی بنا پر اور تقرب و ثواب کی غرض سے

رمضان کا قیام کیا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے

جاتے ہیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہو گئی اور

معاملہ ایسے ہی رہا۔ اس کے بعد خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی یہی صورت رہی۔

۱۳۷۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ قَالَا: حَدَّثَنَا

عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ- قَالَ الْحَسَنُ فِي

حَدِيثِهِ: وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ- عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

بِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ

لِلَّهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ

أَمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

۱۳۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ۷۵۹ من

حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۷۷۱۹، ورواه مالك في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۱۳، ۱۱۴.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان

رمضان میں قیام اللیل کے احکام و مسائل

إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ،
فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ
كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ،
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَصَدَرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ،
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عقیل یونس اور ابو ایس
نے ایسے ہی روایت کیا ہے: ”یعنی جس نے رمضان
کا قیام کیا۔“ اور عقیل کی روایت ہے: ”جس نے رمضان
کے روزے رکھے اور اس کا قیام کیا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ عُقَيْلٌ وَيُونُسُ
وَأَبُو أُوَيْسٍ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ» وَرَوَى
عُقَيْلٌ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ».

☀ فائدہ: رمضان کی راتوں کا قیام مسنون و مستحب عمل ہے اور انتہائی فضیلت کا حامل، مگر واجب نہیں ہے۔ اور اس
میں غفلت کرنا بہت بڑی محرومی ہے۔

۱۳۷۲- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بیان
کرتے ہیں: ”جس نے ایمان اور تقرب و ثواب کی نیت
سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش
دیے جاتے ہیں۔ اور جس نے ایمان اور تقرب و ثواب
کے لیے لیلۃ القدر کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر
دیے جاتے ہیں۔“

۱۳۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ
أَبِي خَلْفٍ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ يُبْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَامَ
رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا
وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو
نے ابو سلمہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي
كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ.

۱۳۷۳- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے مروی

۱۳۷۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۱۳۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، ح: ۲۰۱۴ من حديث سفیان بن عیینة به.
۱۳۷۳- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ۷۶۱ من
حديث مالك، والبخاري، صلوة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ح: ۲۰۱۲ من حديث ابن شهاب الزهري به،
وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۱۳، (والقنعيني، ص: ۱۵۳).

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان رمضان میں قیام اللیل کے احکام و مسائل

ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی (یعنی رمضان کی رات میں قیام فرمایا) تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے اگلی رات پھر نماز پڑھی تو لوگ بھی بہت ہو گئے۔ پھر جب وہ تیسری رات جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے ہی نہیں۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: ”تم نے جو کیا وہ میں نے دیکھا ہے اور مجھے تمہاری طرف نکلنے سے بس یہی مانع رہا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے۔“ اور یہ رمضان کی بات ہے۔

عن ابن شہاب، عن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّلَاثَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ: «قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُقْرَضَ عَلَيَّكُمْ» وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ.

🌞 فائدہ: صحیح بخاری میں تیسری رات بھی نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، الجمعة، حدیث: ۹۲۳)

۱۳۷۴-۱۳۷۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ مسجد میں ٹکڑیوں میں بٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے آپ کے لیے چٹائی بچھا دی۔ آپ نے نماز پڑھی..... اور یہ قصہ بیان کیا..... اور آپ نے فرمایا: ”لوگو! میں نے اللہ کے فضل سے رات غفلت میں نہیں گزاری اور نہ تمہارا یہاں جمع ہونا مجھ پر مخفی رہا ہے۔“

۱۳۷۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ أَوْزَاعًا فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَضَرَبْتُ لَهُ حَصِيرًا فَصَلَّى عَلَيْهِ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَتْ فِيهِ، قَالَ: تَعْنِي النَّبِيِّ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ! أَمَا وَاللَّهِ! مَا بَتُّ لَيْلَتِي هَذِهِ بِحَمْدِ اللَّهِ غَافِلًا وَلَا خَفِيَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ».

۱۳۷۵- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

۱۳۷۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ

۱۳۷۴- [تخریج: [إسناده حسن] وتقدم أصله: ۱۳۶۸.

۱۳۷۵- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في قیام شهر رمضان، ح: ۸۰۶، والنسائي، ح: ۱۳۶۵، وابن ماجه، ح: ۱۳۲۷ من حديث داود بن أبي هند به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۰۶، وابن حبان، ح: ۹۱۹.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان

رمضان میں قیام اللیل کے احکام و مسائل

نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے آپ نے ہمارے ساتھ کوئی قیام نہ کیا، حتیٰ کہ مہینے میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا، تو آپ نے ہمیں قیام کروایا، حتیٰ کہ تہائی رات ہو گئی۔ جب (آخر سے) چھٹی رات آئی تو آپ نے قیام نہ کرایا۔ جب پانچویں آئی تو ہمیں قیام کروایا، حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں بقیہ رات بھی اس کا قیام کرواتے؟ تو آپ نے فرمایا: ”انسان جب امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور اس کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہتا ہے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے۔“ جب چوتھی رات آئی تو آپ نے قیام نہ کرایا۔ جب تیسری رات آئی تو آپ نے اپنے اقارب بیویوں اور دوسرے لوگوں کو جمع فرمایا اور ہمیں قیام کرایا، یہاں تک کہ ہمیں فکر ہوئی کہ کہیں ہماری ”فلاح“ ہی نہ رہ جائے۔ (جبیر نے کہا) میں نے پوچھا کہ ”فلاح“ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا ”سحری۔“ پھر بقیہ راتوں میں آپ نے ہم کو قیام نہیں کرایا۔

ابن زُرَیْع: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ. قَالَ: فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ اللَّيْلَةِ». قَالَ: فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ. قَالَ، قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السَّحُورُ. ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے ان تین راتوں میں مسجد میں اجتماعی طور پر یہ قیام کرا کے ثابت فرمادیا کہ یہ نماز (المعروف بہ تراویح) جماعت اور اجتماعیت کے ساتھ مستحب و مسنون ہے، مگر فرض ہونے کے اندیشے سے آپ نے اس تسلسل کو قائم نہ رکھا۔ ② امام کے ساتھ قیام مکمل کر لینے میں پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ ③ اس روایت میں قیام کی رکعات کا ذکر نہیں تاہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی صراحت وارد ہے کہ [صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَ أُوتِرَ] ”رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ماہ رمضان میں آٹھ رکعات پڑھائیں اور وتر پڑھایا۔“ یہ روایت طبرانی صغیر مسند ابی یعلیٰ، قیام اللیل مروزی، صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں آئی ہے۔ اور علامہ ذہبی نے المعیزان ج: ۲، ص: ۳۱۱ میں اس کی سند کو ”وَسَط“ کہا ہے۔

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان

لیلة القدر کے احکام و مسائل

🌞 فائدہ: اس روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے سنن ابوداؤد میں ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن اپنی ہی کتاب ”صلوة التراويح“ میں اسے بطور متابع اور شاہد کے قابل قبول قرار دیا ہے اور ایک حسن درجے کی مرسل روایت کی بنیاد پر اس واقعے کی اصلیت کو تسلیم کیا ہے جس سے صلوٰۃ تراویح کا تقریری ثبوت نبی ﷺ سے مہیا ہوتا ہے۔ (دیکھیے: صلاۃ التراويح، للالبانی، ص: ۹)

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ
(التحفة ۳۲۰)

باب ۲- لیلة القدر کے احکام و مسائل

۱۳۷۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدُ الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زُرَّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي بِنِ كَعْبٍ: أَخْبِرْنِي عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! فَإِنَّ صَاحِبَنَا سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ يَقُمُ الْحَوْلَ يُصِيبَهَا، فَقَالَ: رَجِمَ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ- زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلَكِنْ كَرِهَ أَنْ يَتَكَلَّمُوا، أَوْ أَحَبَّ أَنْ لَا يَتَكَلَّمُوا، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَاللَّهِ! إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ لَا يَسْتَنِي. قُلْتُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَلِي عِلِمَتَ ذَلِكَ؟ قَالَ: بِالْآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۱۳۷۸- زُرَّ بن حمیش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو المنذر! مجھے لیلة القدر کے بارے میں بتائیے کیونکہ ہمارے صاحب (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: جو شخص سارا سال قیام کرتا رہے وہ اسے پالے گا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ ابو عبد الرحمن (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، اللہ کی قسم! انہیں خوب معلوم ہے کہ یہ رمضان میں ہوتی ہے۔ (مسدد نے اضافہ کیا) لیکن انہوں نے ناپسند کیا کہ لوگ (صرف رمضان ہی پر) تکیہ کر لیں یا انہوں نے چاہا ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ نہ کر لیں۔ (پھر سلیمان اور مسدد دونوں نے کہا: قسم اللہ کی! یہ رمضان کی ستائیسویں شب کو ہوتی ہے، ان شاء اللہ نہ کہا: میں نے کہا: اے ابو المنذر! آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے کہا: اس علامت سے، جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی ہے۔

قُلْتُ لِرُزٍّ: مَا الْآيَةُ؟ قَالَ: تَضِيحُ الشَّمْسِ صَبِيحَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِثْلَ الطُّسْتِ لَيْسَ لَهَا

(عاصم نے کہا) میں نے جناب زُرَّ سے پوچھا: وہ علامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس رات کی صبح کو سورج

تخلی ہوگا جیسے توست کی طرح۔

۱۳۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ۷۶۲، بعد، ح: ۱۱۶۹ من حديث عاصم به.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان لیلۃ القدر کے احکام و مسائل
شُعَاعٌ حَتَّى تَرْتَفِعَ . طشت (تابنے کی بڑی پلیٹ) کی طرح نکلتا ہے اور اونچا
ہونے تک اس میں شعاع (اور حدت) نہیں ہوتی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① لیلۃ القدر کی عبادت دیگر راتوں کے مقابلے میں ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔
﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر: ۳) اور یہ مدت تراسی سال چار مہینے بنتی ہے۔ ② یہ دعویٰ بالجزم تو
قطعاً صحیح نہیں کہ یہ رات ستائیسویں رمضان ہی کو ہوتی ہے بلکہ امکان ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر طاق راتوں میں بھی
ممکن ہے۔ ③ مذکورہ علامت اگرچہ رات گزر جانے کے بعد کی ہے اس میں فائدہ یہ ہے کہ اگر اس رات سے
استفادہ کیا ہو تو انسان شکر کرے۔ اگر محروم رہا ہو تو آئندہ کے لیے شوق کرے۔ ④ یہ علامت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ
کو کسی سال ستائیسویں کی صبح نظر آئی ہوگی تو اسی سے انہوں نے یقین کر لیا کہ ہر سال یہی رات لیلۃ القدر ہوتی ہے
مگر صحیح یہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

۱۳۷۹- ضمرہ بن عبد اللہ بن انیس اپنے والد سے
روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں بنی سلمہ کی ایک
مجلس میں تھا اور میں ان سب سے چھوٹا تھا انہوں نے
کہا: کون ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ہمارے لیے لیلۃ القدر
کے متعلق پوچھ آئے؟ اور یہ رمضان کی اکیسویں تاریخ
کی صبح تھی۔ پس میں نکلا اور مغرب کی نماز رسول اللہ
ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ پھر میں آپ کے گھر کے دروازے
پر کھڑا ہو گیا۔ آپ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا:
”اندر آ جاؤ۔“ میں اندر چلا گیا آپ کو عشاء پہ پیش کیا
گیا۔ مجھے یاد ہے کہ میں کھانا کم ہونے کی وجہ سے جھک
رہا تھا (یعنی بہت کم کھا رہا تھا۔) جب فارغ ہو گئے تو
فرمایا: ”مجھے میرے جوتے دو۔“ چنانچہ آپ کھڑے ہو
گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے
فرمایا: ”شاید تم کسی کام سے آئے تھے؟“ میں نے عرض
کیا: ہاں! بنی سلمہ کی ایک جماعت نے مجھے آپ کی

۱۳۷۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ السَّلْمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي
إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ فِي
مَجْلِسِ بَنِي سَلَمَةَ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ فَقَالُوا: مَنْ
يَسْأَلُ لَنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ -
وَذَلِكَ صَبِيحَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ -
فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ
الْمَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِنَابِ بَيْتِهِ فَمَرَّ بِي،
فَقَالَ: «ادْخُلْ» فَدَخَلْتُ فَأَتَيْتُ بَعْشَائِهِ
فَرَأَيْتُنِي أَكْثَفَ عَنْهُ مِنْ قَلْبِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ:
«نَاوِلْنِي نَعْلِي»، فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَقَالَ:
«كَأَنَّ لَكَ حَاجَةً؟» قُلْتُ: أَجَلُ أَرْسَلَنِي
إِلَيْكَ رَهْطٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ لَيْلَةِ

۱۳۷۹- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي في السنن الكبرى، ح: ۳۴۰۱ من حديث حفص بن عبد الله، وهو في
مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ۴۹، وله شاهد عند الطحاوي في معاني الآثار: ۸۶/۳.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان لیلة القدر کے احکام و مسائل

الْقَدْر، فَقَالَ: «كَمْ اللَّيْلَةُ؟» فَقُلْتُ: اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ، قَالَ: «هِيَ اللَّيْلَةُ»، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: «أَوِ الْقَابِلَةُ»: يُرِيدُ لَيْلَةَ ثَلَاثِ وَعِشْرِينَ.

خدمت میں بھیجا ہے وہ لوگ لیلة القدر کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”آج کون سی رات ہے؟ میں نے کہا: آج بائیسویں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہی رات ہے۔“ پھر آپ نے اپنی بات دہرائی اور فرمایا: ”اگلی رات ہے۔“ یعنی تیسویں رات۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بائیسویں کی رات اس اعتبار سے لیلة القدر ہو سکتی ہے جیسے کہ آئندہ حدیث حضرت ابن عباس (۱۳۸۱) میں ہے کہ ”اسے آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔ آخری نویں ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔“ لہذا اگر مہینہ تیس راتوں کا ہو تو آخری نویں رات بائیسویں تاریخ بنتی ہے۔ واللہ اعلم. ② استاذ معلم و مربی سے مسائل دریافت کرنے کا ادب۔

۱۳۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ الْجَنِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي بَادِيَةً أَكُونُ فِيهَا وَأَنَا أَصْلِي فِيهَا بِحَمْدِ اللَّهِ، فَمُرْنِي بِلَيْلَةٍ أَنْزِلَهَا إِلَيَّ هَذَا الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: «أَنْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثِ وَعِشْرِينَ».

۱۳۸۰- حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دیہات میں رہتا ہوں اور بحمد اللہ وہیں نماز پڑھتا ہوں۔ تو آپ مجھے کسی رات (لیلة القدر) کے متعلق ارشاد فرمادیں کہ اس رات میں یہاں اس مسجد میں آ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ”تیسویں کی رات کو آ جانا۔“

فَقُلْتُ لِأَبْنَيْهِ: فَكَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ، فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ، فَإِذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَجَلَسَ عَلَيْهَا فَلَحِقَ بِبَادِيَّتِهِ.

(محمد بن ابراہیم نے کہا:) میں نے ان کے بیٹے (ضمہ بن عبداللہ) سے کہا: تو تمہارے والد کیسے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: وہ عصر پڑھ کر مسجد میں داخل ہو جایا کرتے تھے اور کسی حاجت کے لیے باہر نہ نکلتے تھے حتیٰ کہ صبح کی نماز پڑھتے۔ پس نماز صبح کے بعد اپنی سواری مسجد کے دروازے پر پاتے تھے اس پر بیٹھتے اور اپنی منزل پر (دیہات میں) چلے آتے۔

۱۳۸۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳۰۹/۴ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۰۰، وأصله عند مسلم، ح: ۱۱۶۸، وانظر، ح: ۱۲۴۹.



۶۔ کتاب تفریع ابواب شہر رمضان لیلة القدر کے احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① عبادت کے خاص اجر کے لیے دنیا کی تین مساجد خاص ہیں اور اس مقصد سے ان کا سفر کرنا مشروع ہے۔ مسجد الحرام، مسجد نبوی اور بیت المقدس۔ اور بغرض فضیلت عبادت کسی اور مقام کا سفر کرنا ناجائز ہے نیز اوقات فضیلت میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا مرغوب و مطلوب ہے۔ ② خیال رہے کہ اوقات فضیلت بھی شریعت نے بیان کر دیے ہیں۔ یہ قیاسی مسئلہ نہیں ہے جیسے کہ آج کل لوگوں نے میلاد النبی یا معراج کی رات اور دن کو اپنی طرف سے خاص فضیلت کا حامل تصور کر لیا ہے۔

۱۳۸۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”لیلة القدر کو رمضان کی آخری دس (راتوں) میں تلاش کرو۔ آخری نویں ساتویں اور پانچویں رات میں۔“
حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فِي تَاسِعَةٍ تَبْقَى، وَفِي سَابِعَةٍ تَبْقَى، وَفِي خَامِسَةٍ تَبْقَى».

🌞 فائدہ: عرب کا تاریخ شمار کرنے میں ایک دستور یہ بھی ہے کہ جب مہینہ نصف سے آگے بڑھ جاتا ہے تو وہ اس کے بقیہ دنوں سے تاریخ بتاتے ہیں۔ اور قمری مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس کا۔ اس طرح آخری نویں ساتویں اور پانچویں رات کے دو احتمال ہوتے ہیں۔ اگر مہینہ تیس دنوں کا ہو تو یہ راتیں بائیسویں چوبیسویں اور پچیسویں بنتی ہیں۔ اور آخر کی جانب سے طاق راتیں بنتی ہیں۔ اور اگر انتیس دنوں کا ہو تو یہ راتیں اکیسویں تیسویں اور پچیسویں ہوتی ہیں..... اس ذومعنی ارشاد سے رمضان کے آخری پورے عشرے بالخصوص ان تین راتوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اس لیلة القدر کو مخفی رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ بندے زیادہ سے زیادہ عبادت کا اہتمام کر کے اللہ کا تقرب حاصل کریں۔

(المعجم ۳) - بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ: لَيْلَةُ إِخْدَى وَعَشْرِينَ (التحفة ۳۲۱) باب: ۳۔ اکیسویں رات کے لیلة القدر ہونے کی دلیل

۱۳۸۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۱۳۸۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب تحري ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر، ح: ۲۰۲۱ عن موسى بن إسماعيل به.

۱۳۸۲۔ تخریج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ۲۰۲۷ من حديث مالك، ومسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ۱۱۶۷ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۱۹/۱، وانظر، ح: ۸۹۴، ۸۹۵، ۹۱۱.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان

لیلۃ القدر کے احکام و مسائل

عن رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک سال اعتکاف کیا، حتیٰ کہ جب اکیسویں رات آگئی اور (قبل ازیں) آپ اس رات کو اپنے اعتکاف سے نکل آیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا: ”جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو وہ آخری عشرہ اعتکاف کرے۔ میں نے اس رات (لیلۃ القدر) کو دیکھا ہے، مگر بھلوا دیا گیا ہوں۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ اس کی صبح کو پانی اور مٹی (کچڑ) میں سجدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ تم اسے آخری عشرے میں تلاش کرو اور اسے ہر طاق رات میں تلاش کرو۔“

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چنانچہ اسی رات بارش ہو گئی اور مسجد کی چھت جو چھڑیوں کی بنی ہوئی (چھرنما) تھی، ٹپک پڑی۔ میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی (کچڑ) کا نشان تھا اور یہ اکیسویں رات کی صبح تھی۔

۱۳۸۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ نوے ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔“ (یعنی آخر ہینہ سے۔)

عن یزید بن عبد اللہ بن الہادی، عن محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی، عن ابي سلمة بن عبد الرحمن، عن ابي سعيد الخدري قال: كان رسول الله ﷺ يعتكف العشر الأوسط من رمضان، فاعتكف عاماً حتى إذا كانت ليلة إحدى وعشرين - وهي الليلة التي يخرج فيها من اعتكافه - قال: «من كان اعتكف معي فليعتكف العشر الآخر، وقد رأيت هذه الليلة ثم أنسيتها، وقد رأيتني أسجد من صبيحتها في ماء وطين، فالتمسوها في العشر الآخر والتمسوها في كل وتر».

قال أبو سعيد: فمطرت السماء من تلك الليلة، وكان المسجد على عريش فوقف المسجد، فقال أبو سعيد: فأبصرت عيني رسول الله ﷺ وعلى جبهته وأنفه أثر الماء والطين من صبيحة إحدى وعشرين.

۱۳۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي نَصْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَالتَّمَسُّوهَا فِي النَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْحَامِسَةِ».

۱۳۸۳- تخريج: أخرجه مسلم، ح: ۲۱۷/۱۱۶۷ عن محمد بن المثنى به * سعيد هو ابن إياس الجبري.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان

قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا. قَالَ: أَجَلٌ. قُلْتُ: مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ؟ قَالَ: إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالتِّي تَلِيهَا التَّاسِعَةُ، وَإِذَا مَضَى ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ فَالتِّي تَلِيهَا السَّابِعَةُ، وَإِذَا مَضَى خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالتِّي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا أَذْرِي أَخْفِيَ عَلَيَّ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا.

(المعجم ۴) - باب مَنْ رَوَى أَنَّهَا لَيْلَةٌ سَبْعَ عَشْرَةَ (التحفة ۳۲۲)

۱۳۸۴- حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ سَيْفٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اطْلُبُوهَا لَيْلَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ وَلَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ، وَلَيْلَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ» ثُمَّ سَكَتَ.

(المعجم ۵) - باب مَنْ رَوَى فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ (التحفة ۳۲۳)

۱۳۸۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

لیلة القدر کے احکام و مسائل

میں نے کہا: اے ابوسعید! آپ گنتی ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: نویں ساتویں اور پانچویں سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: جب اکیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی نویں ہے اور جب تیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی ساتویں ہے اور جب پچیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی پانچویں ہے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث میں مجھ پر کوئی امر مخفی رہا ہے یا نہیں۔ (کیونکہ حتمی تاریخ کے تعین میں شبہ سار ہوتا ہے۔)

باب: ۴- سترھویں رات کے لیلة القدر ہونے کی روایت

۱۳۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”اے (یعنی لیلة القدر کو) رمضان کی سترھویں، اکیسویں اور تیسویں رات میں تلاش کرو۔“ پھر خاموش ہو رہے۔

باب: ۵- آخری سات راتوں میں لیلة القدر کا ہونا

۱۳۸۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۱۳۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۳۱۰ من حديث أبي داود به * أبو إسحاق عن عن.

۱۳۸۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها... الخ، ح: ۱۱۶۵ من حديث ۴۹



۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان..... لیلۃ القدر کے احکام و مسائل

عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي آخِرِ سَاعَاتِ رَاثٍ فِي شَبِّ السَّعِ الْأَوَّالِ.

قال رسول الله ﷺ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّعِ الْأَوَّالِ».

فائدہ: اس میں بھی اجمال ہے۔ آخری سات راتوں میں طاق اور جفت دونوں ہی شامل ہیں۔ اگر صرف طاق راتیں مراد لی جائیں تو سترھویں رات سے شمار کرنا ہوگا۔

(المعجم ۶) - باب مَنْ قَالَ: سَبْعٌ وَعِشْرُونَ (التحفة ۳۲۴)

باب ۶- ستائیسویں رات کے لیلۃ القدر ہونے کا بیان

۱۳۸۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُطَرِّفًا عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ قَالَ: «لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ».

۱۳۸۶- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ستائیسویں کی رات شب قدر ہے۔“

فائدہ: امام شافعی وغیرہ کہتے ہیں کہ جن مختلف راتوں میں لیلۃ القدر ہونے کا ذکر ہے وہ ہمیشہ کیلئے نہیں ہیں بلکہ یہ حسب حال سوالوں کے جوابات تھے۔ مثلاً وہ کہتے کہ کیا ہم اسے فلاں رات میں تلاش کریں؟ آپ فرماتے: ہاں! فلاں رات میں تلاش کرو۔ واللہ اعلم اور جس نے جو سنا اسی کا قائل رہا۔ اور ستائیسویں رات کے شب قدر ہونے کے قائلین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ (عون المعجود)

(المعجم ۷) - باب مَنْ قَالَ: هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ (التحفة ۳۲۵)

باب ۷- پورے رمضان میں لیلۃ القدر ہونے کا بیان

۱۳۸۷- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوِيَه النَّسَائِي: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَقَوْلِهِمْ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي بَارِئٍ فِي شَبِّ السَّعِ الْأَوَّالِ.

۱۳۸۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخری سات راتوں میں طاق اور جفت دونوں ہی شامل ہیں۔ اگر صرف طاق راتیں مراد لی جائیں تو سترھویں رات سے شمار کرنا ہوگا۔“

۱۳۸۶- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۴/ ۳۲۱ من حديث أبي داود به، وصحه ابن حبان، ح: ۹۲۵، وله شواهد.

۱۳۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۳۰۷ من حديث سعيد بن أبي مریم به، وسنده ضعيف * أبو إسحاق عن عن، وللحديث شواهد عند أحمد: ۵/ ۳۱۸، ۳۲۱، ۳۲۴ وغيره، لكنها ضعيفة.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: جبکہ میں سن رہا تھا آپ نے فرمایا: ”یہ سارے رمضان حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، میں ہوتی ہے۔“
عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
قال: سُمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَسْمَعُ عن
لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ: «هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ».

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کو سفیان اور شعبہ
عن أَبِي إِسْحَاقَ مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ نے ابو اسحاق سے ابن عمر سے موقوفاً روایت کیا ہے اور
لَمْ يَرْفَعَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نبی ﷺ تک مرفوع بیان نہیں کیا ہے۔

🌞 فائدہ: لیلۃ القدر کے رمضان المبارک میں ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ علاوہ ازیں دلائل کی رو سے رائج
بات یہ ہے کہ یہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے اور ان میں سے بھی بعض کے نزدیک
۲۷ ویں شب کا امکان زیادہ ہے۔ واللہ اعلم۔ باقی رہی یہ روایت جس میں سارے رمضان میں ہونے کی صراحت
ہے اس کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے جیسا کہ خود امام ابو داؤد نے بھی وضاحت کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی
اس کو موقوف ہی صحیح تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح حدیث: ۱۳۸۴ بھی ضعیف ہے جس میں سترھویں رات میں بھی ہونے
کے امکان کا ذکر ہے۔

أَبْوَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَتَحْزِيْبِهِ قراءت قرآن اس کے جز مقرر کرنے
وَتَرْبِيلُهُ اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي كَيْفِ يَقْرَأُ باب: ۸- قرآن کریم کم سے کم کتنے دنوں
الْقُرْآنَ (التحفة ۳۲۶) میں ختم کیا جائے؟

۱۳۸۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت
وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ”قرآن کریم کو
يَحْيَى، عن مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عن أَبِي ایک مہینے میں ختم کیا کرو۔“ انہوں نے کہا: مجھے اس سے
سَلَمَةَ، عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو؛ أَنَّ النَّبِيَّ زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں دنوں میں

۱۳۸۸- تخریج: [صحیح] وهو متفق عليه من حديث يحيى بن أبي كثير عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان به،
(البخاري، ح: ۵۰۵۴، ومسلم، ح: ۱۱۵۹)، وهو المحفوظ.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

ﷺ قَالَ لَهُ: «افْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ». قَالَ: «إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً». قَالَ: «افْرَأْ فِي عَشْرِينَ». قَالَ: «إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً». قَالَ: «افْرَأْ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ». قَالَ: «إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً». قَالَ: «افْرَأْ فِي عَشْرٍ». قَالَ: «إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً». قَالَ: «افْرَأْ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِيدَنَّ عَلَى ذَلِكَ».

ختم کیا کرو۔“ کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ فرمایا: ”پندرہ دنوں میں ختم کیا کرو۔“ انہوں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”دس دنوں میں ختم کیا کرو۔“ کہا: مجھے اس سے بھی زیادہ کی ہمت ہے۔ فرمایا: ”سات دن میں ختم کیا کرو اور اس سے کم ہرگز نہ کرنا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ مُسْلِمٍ أَتَمُّ. امام ابو داود نے فرمایا کہ مسلم بن ابراہیم کی روایت زیادہ کامل ہے۔

☀ فائدہ: قرآن مجید کو کم از کم ایک ہفتے میں ختم کرنا چاہیے اور یہ افضل ہے۔ تاہم تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا از حد مکروہ ہے جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ اسی مناسبت سے قرآن مجید کے تیس پارے اور سات منازل بنائی گئی ہیں، مگر یہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقسیم نہیں ہے بلکہ بعد کی ہے۔



۱۳۸۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: ۱۳۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”ہر مہینے تین دن روزے رکھو اور ایک مہینے میں قرآن پڑھو۔“ آپ مجھ سے کہی کروا تے رہے اور میں کہی کرتا رہا۔ بالآخر آپ نے فرمایا: ”ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔“

۱۳۸۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَافْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ» فَنَاقَصَنِي وَنَاقَصْتُهُ فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا».

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے میرے والد (سائب) سے روایت کرنے میں اختلاف کیا۔ ہم میں سے کچھ سات دن روایت کرتے ہیں اور کچھ پانچ (یعنی قراءت قرآن میں)۔

قَالَ عَطَاءٌ: وَاخْتَلَفْنَا عَنْ أَبِي فَقَالَ بَعْضُنَا: سَبْعَةَ أَيَّامٍ. وَقَالَ بَعْضُنَا: خَمْسًا.

۱۳۹۰- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَثْنَى: ۱۳۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

۱۳۸۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۶۲، ۲۱۶ من حديث عطاء بن السائب به * حماد هو ابن زيد. ۱۳۹۰- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۹۵ من حديث همام، وابن ماجه، ح: ۱۳۴۷، والترمذي، ح: ۲۹۴۹ من حديث قتادة طرفاً منه، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۰۔ کتاب تفریع ابواب شہر رمضان ۔۔۔۔۔ قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِي كَمْ أَقْرَأُ لِقُرْآنٍ؟ قَالَ: «فِي شَهْرٍ». قَالَ: إِنِّي قَوِيٌّ مِنْ ذَلِكَ - رَدَّدَ الْكَلَامَ أَبُو مُوسَى رَتْنًا قَصَصَهُ - حَتَّى قَالَ: «اقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ». نَالَ: إِنِّي أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «لَا يَقْفُهُ مَنْ قَرَأَهُ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ».

نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کتنے دنوں میں قرآن پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”ایک مہینے میں۔“ انہوں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ ابو موسیٰ (ابن شعیبہ) نے یہ جملہ بار بار دہرایا۔ یعنی انہوں نے اس مدت میں کمی چاہی۔ بالآخر آپ نے فرمایا: ”سات دنوں میں پڑھو۔“ انہوں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا، اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔“

🌟 فائدہ: قرآن مجید کی تلاوت فہم پر مبنی ہونی چاہیے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ عامی اور عجبی لوگوں کے لیے بلا فہم تلاوت بھی یقیناً باعث اجر و ثواب ہے اور مطلوب بھی، مگر علم و فہم کی اہمیت اور اولویت مسلم ہے۔ ذاتی عمل کی اصلاح اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ اسی پر مبنی ہے۔

۱۳۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَطَّانُ - خَالَ عِيسَى بْنِ شَاذَانَ - حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْحَرِثِيُّ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ». قَالَ: إِنَّ بِي قُوَّةً. قَالَ: «اقْرَأْهُ فِي ثَلَاثٍ».

۱۳۹۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”قرآن ایک مہینے میں پڑھا کرو۔“ انہوں نے کہا: مجھ میں (اس سے زیادہ کی) طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے تین روز میں مکمل پڑھا کرو۔“

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْنِي ابْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: عِيسَى بْنُ شَاذَانَ كَيْسٌ.

ابوعلیٰ لؤلؤی (راوی سنن ابی داود) کہتے ہیں: میں نے امام ابوداؤد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ عیسیٰ بن شاذان دانا آدمی ہے۔

🌟 فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک رات میں قرآن ختم کرنا مکروہ اور غلط ہے۔ اور کچھ لوگ جو اپنے ائمہ کی شان میں یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رات کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے رات کو ہزار رکعت پڑھتے اور قرآن

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

مجید ختم کرتے تھے تو یہ سب باتیں نادان دوستوں کی خود ساختہ ہیں۔ ان میں ان بزرگوں کی طرف غلطی اور مخالفت سنت کی نسبت ہے۔ حالانکہ ائمہ کرام سنت رسول کے محبت اور اسی کے قائل و فاعل تھے۔ ایسی بے سرو پا باتوں سے ان کا مقام و مرتبہ کسی طور بڑھتا نہیں ہے۔ (دیکھیے: معیار الحق، از شیخ اکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ) غور کرنے کی بات ہے کہ اوسط درجے کے دنوں کی راتیں بارہ گھنٹے کی ہوتی ہیں۔ اس میں سے عشاء اور فجر کے اوقات جو کم و بیش چار گھنٹے ہوتے ہیں انہیں متقی کر دیں تو صرف آٹھ گھنٹے یعنی ۲۸۰ منٹ باقی بچتے ہیں۔ اگر اتنی دیر میں ایک ہزار رکعتیں پڑھی جائیں تو ایک رکعت کے لیے بمشکل بیس پچیس سینڈ ملیں گے۔ آخر اتنے وقت میں جس رفتار سے نماز پڑھی جائے گی وہ عبادت ہوگی یا کھیل؟ بلکہ مشین بن کر رہ جائے گی اس لیے یہ قطعی ہے کہ اس طرح کی باتیں عقیدت مندوں نے گھر کر امام کی طرف منسوب کر دی ہیں درآں حالیکہ خود امام نے یہ کام نہیں کیا ہے۔

(المعجم ۹) - باب تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ
(التحفة ۳۲۷)

۱۳۹۲- ابن الہاد کہتے ہیں کہ جناب نافع بن جبیر بن مطعم (تابعی) نے مجھ سے پوچھا کہ تم کتنے دنوں میں قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں اس کے (لازمی) حصے نہیں کرتا ہوں (بلکہ جو توفیق ہوتی ہے پڑھ لیتا ہوں)۔ اس پر جناب نافع نے کہا کہ اس طرح مت کہو کہ میں اس کے حصے نہیں کرتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”میں نے قرآن کا ایک جزء (حصہ) پڑھا۔“ (ابن الہاد نے) کہا: میرا خیال ہے کہ شیخ نے اس کو مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

۱۳۹۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَثُوبَ عَنْ ابْنِ الْهَادِ قَالَ: سَأَلَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ فَقَالَ لِي: فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَقُلْتُ: مَا أَحْزَبُهُ، فَقَالَ لِي نَافِعٌ: لَا تَقُلْ مَا أَحْزَبُهُ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «قَرَأْتُ جُزْءًا مِنَ الْقُرْآنِ» قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.



فائدہ: ”حزب“ (حصہ) کا مطلب ہے بطور رد اور وظیفے کے کوئی حصہ مقرر کر لینا، بزرگ موصوف نے ایسا کرنے کا انکار کیا، جس پر نافع رحمہ اللہ نے کہا اس کے انکار کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ حصے حصے کر کے قرآن پڑھنا خود نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے جو حصے [ثلث، نصف، ثلث اور جزء (پارہ وغیرہ)] بنے ہوئے ہیں اسی طرح رکوع بھی، یہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ نہیں ہیں لیکن یہ عوام کی آسانی کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اور اس کی بنیاد یہی حدیث اور اس قسم کی دیگر احادیث ہیں۔

۱۳۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبو داود. قول الراوي: "حسب أنه ذكره عن معاوية" يدل على أنه لم يحفظه.

- کتاب تفریح ابواب شہر رمضان قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

۱۳۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا قُرَّانُ
ابْنُ تَمَّامٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ:
حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى، عَنْ
عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ جَدِّهِ،
- قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ فِي حَدِيثِهِ: أَوْسٍ
بْنِ حُذَيْفَةَ - قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فِي وَفْدٍ ثَقِيفٍ قَالَ: فَتَزَلَّتِ الْأَخْلَافُ
عَلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ بَنِي مَالِكٍ فِي قُبَّةٍ لَهُ. - قَالَ مُسَدَّدٌ:
وَكَانَ فِي الْوَفْدِ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ مِنْ ثَقِيفٍ - قَالَ: كَانَ كُلُّ لَيْلَةٍ
يَأْتِينَا بَعْدَ الْعِشَاءِ يُحَدِّثُنَا - قَالَ أَبُو
سَعِيدٍ: قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ حَتَّى يُرَاحَ بَيْنَ
رِجْلَيْهِ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا
لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ يَقُولُ:
«لَأَسَوَّاءَ [لَأَنْسَى] كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ
مُسْتَدَلِّينَ» - قَالَ مُسَدَّدٌ: «بِمَكَّةَ - فَلَمَّا
خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ
بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا»
فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةٌ أَبْطَأَ عِنْدَ الْوَقْتِ، الَّذِي
كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ، فَقُلْنَا لَقَدْ أَبْطَأَتْ عَنَّا

۱۳۹۳- حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہم ثقیف کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اس وفد میں سے) حلیف
لوگ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مہمان بن گئے اور
(دوسرے) بنی مالک کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک
خیمے میں اقامت دی۔ مسدد نے کہا کہ اوس بن حذیفہ
اس وفد میں شامل تھے جو ثقیف کی طرف سے رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اوس بن حذیفہ رضی اللہ
عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد ہمارے
ہاں روزانہ تشریف لاتے اور بات چیت کرتے تھے۔ ابو
سعید نے کہا: آپ اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے باتیں
کرتے اور زیادہ دیکھ کر کھڑے رہنے کی وجہ سے کبھی ایک
پاؤں پر زور دے کر کھڑے ہوتے کبھی دوسرے پر۔ اور
آپ ﷺ بالعموم اپنی قوم قریش کے ساتھ بیٹے حالات
بیان فرمایا کرتے۔ فرماتے: ”ہم برابر نہ تھے بلکہ کمزور و
ناقواں تھے..... مسدد کے الفاظ ہیں: ”مکے میں.....
جب ہم مدینے آ گئے تو ہم میں اور ان میں لڑائی شروع
ہو گئی۔ کبھی ہم ان پر غالب آتے کبھی وہ۔“ ایک رات
آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقررہ وقت پر آنے
میں تاخیر کر دی تو ہم نے کہا آج رات آپ تاخیر سے
تشریف لائے ہیں؟ فرمایا: ”میرا ایک جزء قرآن کا رہتا
تھا میں نے اس کی تلاوت مکمل کیے بغیر آنا پسند نہ کیا۔“

۱۳۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في كم يستحب يختم القرآن،
ح: ۱۳۴۵ من حديث أبي خالد الأحمر به * عثمان بن عبدالله بن أوس روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، وقال
الذہبی: محله الصدق (میزان الاعتدال ۳/ ۴۲)، ولكن في إدراكه جده نظر، فالسند غير متصل، والله أعلم.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

اللَّيْلَةَ. قَالَ: «إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ جُزْئِي مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيءَ حَتَّى أُتِمَّهُ».

اوس کہتے ہیں: میں نے اصحاب رسول ﷺ سے معلوم کیا کہ آپ لوگ قرآن کے حصے کس طرح کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ پہلا حصہ تین سورتوں کا (بقراءہ آل عمران اور نساء) دوسرا حصہ پانچ سورتوں کا (مائدہ سے براءۃ تک) تیسرا حصہ سات سورتوں کا (یونس سے نحل تک) چوتھا حصہ نو سورتوں کا (بنی اسرائیل سے فرقان تک) پانچواں حصہ گیارہ سورتوں کا (شعراء سے یس تک) چھٹا حصہ تیرہ سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور ساتواں حصہ مفصل کا (ق سے آخر تک)۔

قَالَ أَوْسٌ: سَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ تُحَرِّبُونَ الْقُرْآنَ؟ قَالُوا: ثَلَاثٌ، وَخَمْسٌ، وَسَبْعٌ، وَتِسْعٌ، وَإِحْدَى عَشْرَةً، وَثَلَاثَ عَشْرَةً، وَحِزْبُ الْمُفْصَّلِ وَحْدَهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَتَمُّ. امام ابو داؤد نے کہا: ابوسعید کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

☀ فائدہ: اس روایت میں اشارہ ہے کہ موجودہ معروف منازل قرآن قرن اول میں معمول بھا تھیں۔

۱۳۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔“

۱۳۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْهَالِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ».

۱۳۹۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کتنے دنوں میں

۱۳۹۵- حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

۱۳۹۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، القراءات، باب: في كم أقرأ القرآن؟ ح: ۲۹۴۹، وابن ماجه، ح: ۱۳۴۷ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۱۳۹۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القراءات، باب: في كم أقرأ القرآن؟ ح: ۲۹۴۷ من حديث معمر به، وقال: "حسن غريب"، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۵۹۵۷.

- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

سِمَاكِ بْنِ الْقُضَلِ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنْبِهٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ؟ قَالَ: «فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا» ثُمَّ قَالَ: «فِي شَهْرٍ»، ثُمَّ قَالَ: «فِي عَشْرِينَ» ثُمَّ قَالَ: «فِي خَمْسِ عَشْرَةَ»، ثُمَّ قَالَ: «فِي عَشْرِ»، ثُمَّ قَالَ: «فِي سَبْعٍ»، لَمْ يَنْزِلْ مِنْ سَبْعٍ.

قرآن پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا: ”چالیس دنوں میں۔“ پھر فرمایا: ”ایک مہینے میں۔“ پھر کہا: ”بیس دنوں میں۔“ پھر کہا: ”پندرہ دنوں میں۔“ پھر کہا: ”دس دنوں میں۔“ پھر کہا: ”سات دنوں میں۔“ اور سات سے کم نہیں کیا۔

🌞 فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں [لَمْ يَنْزِلْ مِنْ سَبْعٍ] کے الفاظ صحیح نہیں، کیونکہ صحیح روایت (۱۳۹۱) میں ”تین دن میں پڑھ“ کا حکم ہے۔

۱۳۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنِي مُوسَى: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا: أَتَى ابْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي أَقْرَأُ الْمُفْصَلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ: أَهَذَا كَهَذَا الشَّعْرَ وَنَثَرًا كَثِيرَ الدَّقْلِ؟ لَكِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ النَّطَائِرَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةِ النَّجْمِ وَالرَّحْمَنِ فِي رَكْعَةٍ، وَاقْتَرَبَتْ وَالْحَاقَّةُ فِي رَكْعَةٍ، وَالطُّورَ وَالذَّارِيَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَإِذَا وَقَعَتْ وَنُونٌ فِي رَكْعَةٍ، وَسَأَلَ سَائِلٌ وَالنَّازِعَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَوَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ وَعَبَسَ فِي رَكْعَةٍ، وَالْمُدَّثِّرُ وَالْمُزْمَلُ فِي رَكْعَةٍ، وَهَلْ أَتَى وَلَا أُقْسِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رَكْعَةٍ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

۱۳۹۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک رکعت میں پورا جزء مفصل (آخری منزل) پڑھ لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تم شعروں کی طرح جلدی جلدی پڑھتے ہو؟ یا سوکھی ردى کھجوروں کی طرح بکھیرتے ہو؟ حالانکہ نبی ﷺ یکساں قسم کی دو دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ ”النَّجْمُ“ اور ”الرَّحْمَنُ“ ایک رکعت میں۔ ”اقْتَرَبَتْ“ اور ”الْحَاقَّةُ“ ایک رکعت میں۔ ”الطُّورُ“ اور ”الذَّارِيَاتِ“ ایک رکعت میں۔ ”إِذَا وَقَعَتْ“ اور ”ن“ ایک رکعت میں۔ ”سَأَلَ سَائِلٌ“ اور ”النَّازِعَاتِ“ ایک رکعت میں۔ ”وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ“ اور ”عَبَسَ“ ایک رکعت میں۔ ”الْمُدَّثِّرُ“ اور ”الْمُزْمَلُ“ ایک رکعت میں۔ ”هَلْ أَتَى“ اور ”لَا أُقْسِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ ایک رکعت میں۔ ”عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ“ اور

۱۳۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۴۱۸ من حديث أبي إسحاق به * وهو مدلس وعنعن، وحديث البخاري، ح: ۴۹۹۳، ومسلم، ح: ۸۲۲، وغيرهما يغني عنه.

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل
وَالْمُرْسَلَاتِ فِي رُكْعَةٍ، وَالذَّخَانَ وَإِذَا
”الْمُرْسَلَاتِ“ ایک رکعت میں۔ ”الذَّخَانَ“ اور
”إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“ ایک رکعت میں۔
قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا تَأْلِيفُ ابْنِ مَسْعُودٍ
امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سورتوں کی یہ مذکورہ
ترتیب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔
(یعنی ان کے مصحف کی ترتیب اس طرح تھی۔)

🌞 نوائد و مسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں سورتوں کی تفصیل صحیح نہیں ہے۔ ② قرآن مجید کو ترتیل
اور فہم کے بغیر پڑھنا مکروہ و معیوب ہے۔ البتہ عامی اور سادہ لوح لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا نماز تہجد میں
سورہ بقرہ نساء اور آل عمران وغیرہ پڑھنا بعض اوقات پر محمول ہے ورنہ آپ کی قراءت متوسط ہوا کرتی تھی۔
④ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حین حیات قرآن مجید مدون و مرتب کروا دیا تھا، مگر وہ مختلف اور اق، تختیوں اور چمڑے
کے ٹکڑوں پر لکھا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مصحف اور ایک قراءت پر
جمع فرمایا۔ مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جو اپنے اپنے نسخے تھے ان کی ترتیب مختلف تھی۔



۱۳۹۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: ۱۳۹۷- عبد الرحمن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ: سَأَلْتُ
أَبَا. مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ
آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةِ كَفَنَاهُ».

نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ بیت اللہ کا
طواف کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ”جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ
لے، یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔“

🌞 فائدہ: سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کا ”کافی ہونا“ یا کفایت کرنا، کئی معانی کا محتمل ہے۔ مثلاً قیام اللیل سے
کافی ہیں۔ یا شیطان اور دیگر آفات وغیرہ سے تحفظ کا باعث ہیں۔ یہ سبھی مراد ہیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کم سے کم یہ
قراءت، لمبی قراءت سے کفایت کرتی ہیں۔

۱۳۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: ۱۳۹۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے

۱۳۹۷- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، ح: ۵۰۰۸، ومسلم، صلوة
المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة... الخ، ح: ۸۰۷ من حديث شعبة ب.
۱۳۹۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۱۴۴ من حديث ابن وهب ب، وشك في صحته،
وصححه ابن حبان، ح: ۶۶۲، إلا أنه قال: أن أبا سويد حدثه... الخ.

- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان - قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے دس آیتوں سے قیام کیا وہ غفلوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور جو سو آیتوں سے قیام کرے وہ ”قانتین“ (عابدین) میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو ہزار آیتوں سے قیام کرے وہ ”مقنطریں“ (بے انتہا ثواب جمع کرنے والوں) میں لکھا جاتا ہے۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو؛ أَنَّ أَبَا سُوَيْبَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ حُجْبِرَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يَكُتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قَامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقْنَطِرِينَ».

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابن حجرہ الاصغر سے مراد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن حجرہ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابْنُ حُجْبِرَةَ الْأَصْغَرُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُجْبِرَةَ.

۱۳۹۹- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ قرآن پڑھائیے۔ آپ نے فرمایا: ”تین سورتیں پڑھو جن کی ابتدا میں ”الر“ ہے۔“ (یونس، ہود اور یوسف) اس نے کہا: میری عمر بڑی ہو گئی ہے۔ دل سخت ہو گیا ہے (نسیان غالب ہے) اور زبان موٹی ہو گئی ہے (اس وجہ سے یہ بڑی بڑی سورتیں یاد نہیں کر سکتا۔) آپ نے فرمایا: ”تو ”حَم“ والی تین سورتیں پڑھ لو۔“ اس پر بھی اس نے اپنی پہلی بات ہی کہی۔ آپ نے فرمایا: ”تو مسحات والی تین سورتیں یاد کر لو۔“ (جن کے شروع میں سَبَّحْ یا يُسَبِّحْ آتا ہے۔) اس پر بھی اس نے اپنی وہی بات دہرائی اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی

۱۳۹۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبُلْخِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي عِيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَقْرَأْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: «اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ الرَّ» فَقَالَ: كَبِرَتْ سِنِّي، وَاشْتَدَّ قَلْبِي، وَغَلِظَ لِسَانِي قَالَ: «فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ حَمَ»، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَالَ: «اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنَ الْمُسَبِّحَاتِ»، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَقْرَأْنِي سُورَةً

۱۳۹۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۶۹/۲ عن عبد الله بن يزيد المقرئ، والنسائي في الكبرى، ح: ۸۰۲۷ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح: ۴۷۲، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۵۳۲، وقال الذهبي: "بل صحيح".

۶- کتاب تفریع ابواب شہر رمضان قراءت قرآن اس کے جزء مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

جَامِعَةً، فَأَقْرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ ﴿إِذَا زُلْزِلَتْ
الْأَرْضُ﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا. فَقَالَ الرَّجُلُ:
وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهَا أَبَدًا ثُمَّ
أَذْبَرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْلَحَ
الرَّوَيْجِلُ» مَرَّتَيْنِ.

جامع سورت پڑھا دیجیے۔ تو نبی ﷺ نے اس کو سورہ
﴿إِذَا زُلْزِلَتْ الْأَرْضُ﴾ پڑھائی آخر تک۔ تب وہ
شخص کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے
ساتھ بھیجا ہے! میں اس سے کبھی زیادہ نہ کروں گا۔ پھر وہ
پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو نبی ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ”اس
چھوٹے سے مرد نے نجات پائی۔“

(المعجم ۱۰) - بَابٌ: فِي عَدَدِ الْآيِ
(التحفة ۳۲۸)

۱۴۰۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ:
أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ عَبَّاسِ
الْجُسَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
«سُورَةُ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا
حَتَّى غُفِرَ لَهُ: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾».

۱۴۰۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے
ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”قرآن کریم کی ایک سورت تیس
آیتوں والی اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی
حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے گا۔“ (مراد ہے) ﴿تَبَارَكَ
الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾

☀ فائدہ: اس حدیث میں سورہ ملک کو بطور ورود و وظیفہ اختیار کرنے کی فضیلت کا بیان ہے، نیز یہ بھی ہے کہ
بسم اللہ سورت کی آیات کا جز نہیں ہے۔



۱۴۰۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب ثواب القرآن، ح: ۳۷۸۶، والترمذي،
ح: ۲۸۹۱ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۷۶۶، والحاكم: ۲/
۴۹۷، ۴۹۸، ووافقه الذهبي.

سجدہ تلاوت کے احکام و مسائل

سجدہ تلاوت مستحب ہے، لہذا اسے بلا وجہ ترک نہیں کرنا چاہیے، البتہ یہ سجدہ واجب نہیں ہے کہ انسان اس کے ترک پر گناہ گار ہو کیونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ النجم کی آیت تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا۔ (صحیح البخاری، سجود القرآن و سننہا، حدیث: ۱۰۷۲، ۱۰۷۳) اسی طرح امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے منبر پر سورۃ نحل کی آیت سجدہ پڑھی اور منبر سے اتر کر سجدہ کیا اور پھر انہوں نے دوسرے جمعے میں اس آیت کی تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا۔ (صحیح البخاری، سجود القرآن و سننہا، حدیث: ۱۰۷۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے واضح ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ اسے ترک نہ کیا جائے، خواہ فجر کے بعد کا وقت ہی کیوں نہ ہو، جس میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، کیونکہ اس

ہے، جیسے سجدہ تلاوت اور تحیۃ المسجد وغیرہ۔

○ سجدہ تلاوت بھی سجدہ نماز کی طرح ہے۔ افضل یہ ہے کہ آدمی سیدھا کھڑا ہو کر پھر سجدے کے لیے جھکے، سات اعضاء پر سجدہ کرے۔ سجدے کو جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نماز میں ہر دفع نیچے جھکتے اور اوپر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے، جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو بھی اللہ اکبر کہتے۔ (سنن النسائی، التطبيق، حدیث: ۱۱۵۰، ۱۱۵۱) حضرت ابو ہریرہ اور کئی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ سجدہ تلاوت بھی چونکہ سجدہ نماز ہی ہے اور دلائل سے یہی ظاہر ہوتا ہے، لہذا اس کے لیے بھی اللہ اکبر کہا جائے لیکن نماز سے باہر سجدہ کی صورت میں صرف سجدہ کے آغاز میں اللہ اکبر کہنا مروی ہے اور یہی طریقہ معروف ہے جیسا کہ امام ابو داؤد اور امام احمد رحمہما نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد، سجود القرآن، حدیث: ۱۳۱۳ و مسند احمد: ۱۷۱۲) نماز کے علاوہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر یا سلام کہنا مروی نہیں۔ بعض اہل علم کا موقف ہے کہ سجدے کو جاتے وقت اللہ اکبر کہے اور فارغ ہو کر سلام بھی پھیرے لیکن یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں، لہذا نماز کے علاوہ سجدے کی صورت میں صرف تکبیر اولیٰ ہی لازم ہے۔

○ سجدہ تلاوت قاری اور سامع (پڑھنے اور سننے والے) کے لیے سنت ہے۔ اگر قاری سجدہ کرے تو سامع کو بھی قاری کی اتباع کی وجہ سے سجدہ کرنا چاہیے۔

○ جہری نمازوں میں ایسی سورتوں کی قراءت بھی جائز ہے جس کی آخری یا درمیانی یا کوئی بھی آیت سجدہ والی ہو۔

○ افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ سجدہ تلاوت با وضو اور قبلہ رو ہو کر کیا جائے۔

○ قرآن مجید میں کل ۱۵ سجدے ہیں۔ احناف اور شوافع ۱۲ سجدوں کے قائل ہیں۔ احناف سورۃ حج میں ایک سجدے کے قائل ہیں جبکہ سورۃ حج میں دو سجدوں کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے، یہ احادیث اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے کچھ شواہد بھی ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الانبیاء، آیت: ۱۸) نیز محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تعلیقات المشکوٰۃ، الصلوٰۃ، باب سجود القرآن، حدیث: ۱۰۳۰) نیز ابو داؤد کی حدیث کو جس میں سورۃ حج کے دو سجدوں کا ذکر ہے، شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو

۱۔ کتاب سجود القرآن سجدہ تلاوت کے احکام و مسائل

حدیث: ۱۴۰۲ کی تخریج و تحقیق۔ شوافع سورہ ص کے سجدے کے قائل نہیں ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سورہ ص کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح البخاری، سجود القرآن، حدیث: ۱۰۶۹) احادیث سے قرآن پاک میں ۱۵ سجود تلاوت کا ذکر ملتا ہے، لہذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ۱۵ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

○ سجدہ تلاوت کی معروف دعا [سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَ صَوَّرَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ] (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۷۷۱) کا سجدہ نماز میں پڑھنا تو صحیح ثابت ہے مگر سجدہ قرآن میں اس کا پڑھنا صحیح سند سے ثابت نہیں۔ تاہم ایک دوسری دعا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور وہ یہ ہے: [اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّي بِهَا وَزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ دُخْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ] (جامع الترمذی، الجمعہ، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، حدیث: ۵۷۹ و سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۰۵۳ و صحیح ابن خزیمہ حدیث: ۵۶۲، ۵۶۳) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ فتوحات ربانیہ: ۲۷۶/۲ نیز امام ابن خزیمہ، حاکم، ابن حبان اور شیخ احمد شاہ رحمہم اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے، لہذا اس دعا کو سجدہ تلاوت میں پڑھنا چاہیے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیے، حدیث: ۱۳۱۴ کے فوائد)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۷) - [كِتَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ] (التحفة ...)

سجود قرآن کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب تَفْرِيعُ أَبْوَابِ

السُّجُودِ وَكَمْ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ؟

(التحفة ۳۲۹)

باب ۱- سجدہ تلاوت کا بیان اور یہ کہ قرآن مجید

میں کتنے سجدے ہیں؟

۱۴۰۱- حضرت عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں

کہ نبی ﷺ نے مجھے قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے
ان میں سے تین جزء مفصل (آخری منزل) میں (سورة
النجم سورة الانشقاق اور سورة العلق میں) اور دو سورة حج
میں ہیں۔

۱۴۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ

الرَّحِيمِ بْنِ الْبَرْقِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي
مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الْحَارِثِ
ابْنِ سَعِيدٍ الْعُتْقِيِّ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُنَيْنٍ -
مِنْ بَنِي عَبْدِ كَلَالٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ
الْعَاصِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ
سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمَفْصَلِ
وَفِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداءؓ کے

واسطے سے نبی ﷺ سے گیارہ سجدے منقول ہیں البتہ اس
کی سند کمزور ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِحْدَى عَشْرَةَ سَجْدَةً،
وَأِسْنَادُهُ وَاهٍ.

۱۴۰۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب عدد سجود القرآن، ح: ۱۰۵۷ من
حديث ابن أبي مريم به * الحارث بن سعيد مجهول الحال، ولم أجد فيه توثيقاً معتبراً، وللحديث شاهد ضعيف عند
الترمذي، ح: ۵۶۸، ۵۶۹، وابن ماجه، ح: ۱۰۵۵.

۶۔ کتاب سجود القرآن سجود قرآن کے احکام و مسائل

۱۴۰۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ؛ أَنَّ مِشْرَحَ بْنَ هَاعَانَ أَبَا الْمُصْعَبِ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فِي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأُهُمَا».

۱۴۰۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! اور جو یہ نہ کرنا چاہے وہ ان کی تلاوت ہی نہ کرے۔“

☀️ فائدہ: اس حدیث سے سورۃ الحج میں دو سجدوں کا اثبات ہوتا ہے۔

(المعجم ۲) - باب مَنْ لَمْ يَرَ السُّجُودَ فِي الْمَفْصَلِ (التحفة ۳۳۰)

باب: ۲- ان حضرات کی دلیل جو مفصل (آخری منزل) میں سجدہ کے قائل نہیں

۱۴۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ - قَالَ مُحَمَّدٌ: رَأَيْتُهُ بِمَكَّةَ - حَدَّثَنَا أَبُو قُدَامَةَ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسْجُدْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَفْصَلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

۱۴۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد جزء مفصل میں کسی مقام پر سجدہ نہیں کیا۔

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے تاہم صحیح حدیث آگے آرہی ہے۔ (حدیث: ۱۴۰۷)

۱۴۰۴- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ يَزِيدَ

۱۴۰۴- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ البقرہ کی

۱۴۰۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في السجدة في الحج، ح: ۵۷۸ من حديث ابن لهيعة به، وقال: "هذا حديث ليس إسناده بالقوي" * ابن لهيعة صرح بالسماع، ومشرح بن هاعان "حسن الحديث".

۱۴۰۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۵۶۰ من حديث محمد بن رافع به * أبو قدامة الحارث ابن عبيد ضعيف، ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وأخرج له مسلم، ح: ۲۶۶۷، ۲۸۳۸ متابعًا.

۱۴۰۴- تخریج: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد، ح: ۱۰۷۳ من حديث ابن أبي ذنب، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ۵۷۷ من حديث يزيد بن عبد الله بن قسيط به.

۷- کتاب سجود القرآن

سجود قرآن کے احکام و مسائل

ابن عبد اللہ بن قُسیط، عن عطاء بن یسار، عن زید بن ثابت قال: قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ النِّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا.

🌞 فائدہ: سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے اس لیے چھوڑا بھی جاسکتا ہے مگر اس سے تساہل اور غفلت کو اپنی عادت بنالینا کسی طرح درست نہیں۔

۱۴۰۵- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرٍ عَنْ ابْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ زَيْدُ الْإِمَامِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا.

🌞 فائدہ: امام ابو داود رحمہ اللہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ چونکہ حضرت زید رحمہ اللہ قراءت کر رہے تھے اور معنا امام تھے جب امام نے سجدہ چھوڑ دیا تو نبی ﷺ نے بھی بحیثیت سامع چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم. (عون المعبود)

(المعجم ۳) - باب مَنْ رَأَى فِيهَا سُجُودًا (التحفة ۳۳۱)

۱۴۰۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا، وَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصَا أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ

۱۴۰۵- تخریج: [صحیح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۴۰۹، ۴۱۰، ح: ۱۵۱۲ من حديث ابن وهب به، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۶۶، والحديث السابق شاهد له.

۱۴۰۶- تخریج: أخرجه البخاري، أبواب سجود القرآن، باب سجدة النجم، ح: ۱۰۷۰ عن حفص بن عمر، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ۵۷۶ من حديث شعبة به.



۷- کتاب سجود القرآن حمود قرآن کے احکام و مسائل

وَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَقَدْ
رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا.

فوائد و مسائل: ① سورۃ النجم میں سجدہ تلاوت ہے۔ ② پڑھنے اور سننے والے سب ہی سجدہ کریں۔ ③ تکبیر سے خیر کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور یہ شخص جس نے سجدہ نہیں کیا تھا امیہ بن خلف تھا جو کفار مکہ کے سرداروں میں سے تھا۔

(المعجم ۴) - باب السُّجُودِ فِي إِذَا
 بَاب: ۴- سورۃ (إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ) اور
 ﴿اِقْرَأْ﴾ میں سجدہ تلاوت کا بیان (التحفة ۳۳۲)

۱۴۰۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فِي ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾
الَّذِي خَلَقَ.

[قال أَبُو دَاوُدَ: أَسْلَمَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَنَةً سِتِّ عَامٍ خَيْرٍ، وَهَذَا الشُّجُودُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ آخِرُ فَعْلِهِ].

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے موقع پر سن چھ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں۔ اور یہ سجدے کرنا رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل ہے۔

۱۴۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعُتَمَةَ فَقَرَأَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ السَّجْدَةُ؟ قَالَ: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ فَلَا أَرَأُ أَنْسُجِدَ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ.

۱۴۰۸- ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، انہوں نے نماز میں سورہ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ تلاوت کی اور سجدہ بھی کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہ کے پیچھے یہ سجدہ کیا ہے۔ اور میں اسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ سے جا ملوں۔

١٤٠٧- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٤٠٨- تخريج: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة في الصلوة فسجد بها، ح: ١٠٧٨ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٨ من حديث المعتمر بن سليمان به * بكر هو ابن عبدالله المزني، أبورافع هو نفع.

۷- کتاب سجود القرآن

سجود قرآن کے احکام و مسائل

فائدہ: سجدہ تلاوت نماز کے دوران میں بھی کیا جاتا ہے نماز خواہ فرض ہو یا نفل۔

(المعجم ۵) - باب السُّجُودِ فِي ﴿صَّ﴾
(التحفة ۳۳۳)

۱۴۰۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْسَ ﴿صَّ﴾ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا.

۱۴۰۹- عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سورہ ص کا سجدہ واجب سجدوں میں سے نہیں ہے جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس میں سجدہ کرتے تھے۔

۱۴۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ أَبِي الْخَارِثِ عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿صَّ﴾ [ص: ۱] فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ، وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ آخَرُ قَرَأَهَا، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَرَّنَ النَّاسُ لِلْسُّجُودِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا هِيَ تَوْبَةٌ نَبِيِّ وَلَكِنِّي رَأَيْتُكُمْ تَشَرَّنُمْ لِلْسُّجُودِ» فَتَزَلَّ فَسَجَدَ وَسَجَدُوا.

۱۴۱۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر سورہ ص کی تلاوت کی۔ جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر ایک دوسرا موقع آیا اور آپ نے اسی کی تلاوت فرمائی۔ جب آپ سجدے کی آیت پر پہنچے تو لوگ سجدے کے لیے تیار ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک نبی (حضرت داود علیہ السلام) کی توبہ کا ذکر ہے لیکن میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم سجدہ کرنا چاہتے ہو۔“ چنانچہ آپ اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔

فائدہ: خطیب دوران خطبہ میں اگر سجدہ کی آیت تلاوت کرے تو منبر سے اتر کر سجدہ کر سکتا ہے اور سامعین بھی اس کی اقتدا کریں۔

۱۴۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب سجدة ص، ح: ۱۰۶۹ من حديث أبيوب به.

۱۴۱۰- تخریج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۱۴۷۴، ۱۵۶۲، وابن خزيمة، ح: ۱۴۵۵، ۱۷۹۵ من حديث سعيد ابن أبي هلال به، وأعله ابن خزيمة، وشك في صحته، وصححه ابن حبان، ح: ۶۸۹، ۶۹۰، والحاكم: ۲۸۵، ۲۸۴/۱، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البيهقي ۳۱۹/۲ وغيره، فالحديث بها حسن.

سجود قرآن کے احکام و مسائل

۷- کتاب سجود القرآن

باب ۶- جب کوئی سجدے کی آیت سنے اور سواری پر ہو یا نماز میں نہ ہو تو.....؟

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَهُوَ رَاكِبٌ أَوْ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ (التحفة ۳۳۴)

۱۴۱۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر سجدے کی آیت تلاوت فرمائی تو سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ ان میں سے کچھ سواریوں پر سوار تھے اور کچھ زمین پر سجدہ کرنے والے تھے۔ سوار لوگوں نے اپنے اپنے ہاتھ پر سجدہ کیا۔

۱۴۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدَّمَشَقِيُّ أَبُو الْجُمَاهِرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَغْنِي ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُضْعَبِ بْنِ ثَابِتِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْهُمْ الرَّاَكِبُ وَالسَّاجِدُ فِي الْأَرْضِ حَتَّى إِنَّ الرَّاَكِبَ لَيَسْجُدُ عَلَى يَدِهِ.

فائدہ: بصورت عذر اشارے سے جھک کر بھی سجدہ کرنا جائز ہے۔

۱۴۱۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر کوئی سورت تلاوت فرماتے..... ابن نمیر نے کہا: نماز کے علاوہ عام حالت میں پھر دونوں کا بیان ہے..... کہ آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے، حتیٰ کہ ہم میں سے بعض کو پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہ ملتی تھی۔

۱۴۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ الْمَعْنَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ. - قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ ثُمَّ اتَّفَقَا - فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتَّى لَا يَجِدَ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ.

فوائد و مسائل: ① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں طبرانی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ از دحام کی وجہ سے اگر کسی کو سجدہ کرنے کی جگہ نہ ملتی تو وہ اپنے ساتھی کی کمرہی پر سجدہ کر لیتا۔ (فتح الباری: ۲/۲۳۱۲) ② امام نووی رحمہ اللہ

۱۴۱۱- تخریج: [استادہ ضعیف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۵۵۶ من حديث محمد بن عثمان به، وصححه الحاكم: ۲/۲۱۹، ووافقه الذهبي * مصعب بن ثابت ضعفه الجمهور.

۱۴۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من سجد لسجود القاريء، ح: ۱۰۷۵، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ۵۷۵ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ۱۷/۲.

۷- کتاب سجود القرآن

سجود قرآن کے احکام و مسائل

فرماتے ہیں جب قاری اور سامع نماز میں نہ ہوں تو ان دونوں کا آپس میں ربط ضروری نہیں۔ خواہ کوئی لمبا سجدہ کرے اور دوسرا مختصر۔ ایک پہلے اٹھ جائے اور دوسرا بعد میں۔ اسی طرح اگر پڑھنے والا سجدہ نہ بھی کرے تو سننے والا کر سکتا ہے با وضو ہو یا بے وضو مرد ہو یا عورت یا بچہ۔

۱۴۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جب سجدے کی آیت سے گزرتے تو اللہ اکبر کہتے اور سجدے میں چلے جاتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔

۱۴۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ.

جناب عبدالرزاق نے بیان کیا کہ امام ثوری کو یہ حدیث بہت پسند تھی۔

قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانَ الثَّوْرِيُّ يُعْجِبُهُ هَذَا الْحَدِيثُ.

امام ابوداؤد نے بیان کیا..... کیونکہ اس میں تکبیر کا ذکر ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: يُعْجِبُهُ، لِأَنَّهُ كَبَّرَ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کے لیے جاتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنی چاہیے۔ لیکن شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں ”تکبیر“ کا ذکر منکر ہے، تکبیر کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ۷) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَجَدَ

باب ۷- سجدہ تلاوت کی دعا

(التحفة ۳۳۵)

۱۴۱۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سجدہ قرآن میں یہ دعا تکرار سے پڑھا کرتے تھے: [سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ] ”میرا چہرہ

۱۴۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي

۱۴۱۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲/ ۳۲۵ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۵۹۱۱ * عبدالله العمري عن نافع قوي كما تقدم، ح: ۱۱۵۶.

۱۴۱۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، ح: ۵۸۰ من حديث خالد الحذاء به، ولم يذكر "الرجل"، وقال: "حسن صحيح" * رجل مجهول، والحديث صحيح في السجود مطلقاً، انظر، ح: ۷۶۰.

سُجُودُ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، يَقُولُ فِي السَّجْدَةِ اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور میرا: «سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ»۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن ہمارے محقق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں ایک راوی مجہول ہے جسے امام ابوداؤد نے ”عن رجل“ کہا ہے اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔ جبکہ یہی دعا صحیح مسلم میں بھی ہے لیکن وہاں اسے سجدہ نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ سجدہ قرآن میں (دیکھیے: صحیح مسلم صلاۃ المسافرین حدیث: ۷۷۱) نیز امام نسائی رحمہ اللہ بھی اس دعا کو اپنی سنن میں لائے ہیں لیکن انہوں نے بھی اسے سجدے کی دعاؤں میں مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ (دیکھیے: سنن النسائی الدعاء فی السجود) البتہ امام ابوداؤد امام ترمذی امام ابن خزیمہ اور امام ابن ماجہ رحمہم نے اسے سجدہ تلاوت کے باب میں ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد کی روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ہے جسے امام ابوداؤد نے ”عن رجل“ کہا ہے۔ اسی علت کی بنا پر امام ابن خزیمہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ (دیکھیے: صحیح ابن خزیمہ: ۲۸۳/۲۸۴) سنن ترمذی کی روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ خالد الخداء کا ابو العالیہ سے سماع ثابت نہیں۔ (دیکھیے: سنن الترمذی الصلاۃ حدیث: ۵۸۰) اور سنن ابن ماجہ کی روایت صحیح تو ہے لیکن وہ بھی مطلق سجدے کی دعا ہے حدیث میں صراحت نہیں ہے کہ اسے سجدہ تلاوت میں پڑھا جائے لیکن امام ابن ماجہ نے اسے سجدہ تلاوت کی دعا کے باب میں درج کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیح مسلم کی روایت مطلق سجدے والی بھی حضرت علی سے مروی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی مطلق سجدہ کے بارے میں مروی ہے۔ (دیکھیے: صحیح مسلم صلاۃ المسافرین حدیث: ۷۷۱ اور سنن ابن ماجہ اقامۃ الصلوات حدیث: ۱۰۵۴) سجدہ تلاوت کی صحیح دعا جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اسے امام ترمذی امام نووی اور حافظ ابن حجر رحمہم نے حسن کہا ہے۔ (فتوحات ربانیہ: ۲۷۶/۲۷۷) امام ابن خزیمہ ابن حبان حاکم ذہبی اور شیخ احمد شاہ رحمہم نے صحیح قرار دیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی حسن کہا ہے۔ یہ دعا ابتداء میں سجدہ تلاوت کے احکام و مسائل میں درج ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں دوسری دعائی پڑھنا بہتر ہے۔ هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

(المعجم ۸) - بَابُ: فِيمَنْ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ باب: ۸- جو شخص صبح کے بعد آیات سجدہ کی بعد الصُّبْحِ (التحفة ۳۳۶) تلاوت کرے

۱۴۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ ۱۴۱۵- الباقیہ ہجیمی کہتے ہیں کہ جب ہم قافلے

۱۴۱۵- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۲۶/۲ من حديث أبي داود به * أبو بكر عبد الرحمن بن عثمان ضعيف (تقریب)، ورواه أحمد: ۲۴/۲، ۱۰۶ عن وكيع عن ثابت بن عمار به بلفظ: * صليت مع رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر وعثمان، فلا صلوة بعد الغداة حتى تطلع يعني الشمس "، وسنده حسن.

۷- کتاب سجود القرآن

سجود قرآن کے احکام و مسائل

والوں کے ساتھ مدینہ آئے تو میں نماز فجر کے بعد وعظ کیا کرتا تھا اور اس میں سجدہ تلاوت کیا کرتا تھا۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو روکا، تین بار۔ مگر میں نہ رکا۔ پھر پلٹ کر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ یہ حضرات سجدہ نہ کرتے تھے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا۔

الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو تَمِيمَةَ الْهَجِيمِيُّ قَالَ: لَمَّا بُعِثْنَا، الرَّكْبَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْني إِلَى الْمَدِينَةِ - قَالَ: كُنْتُ أَقْصُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَسْجُدُ فِيهَا، فَتَهَانِي ابْنُ عُمَرَ فَلَمْ أَتُهُ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ عَادَ فَقَالَ: إِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ يَسْجُدُوا حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

🌅 فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے اوقات مکروہ میں نماز تو یقیناً ناجائز ہے۔ مگر سجدہ تلاوت نماز نہیں ہے۔ بنا بریں اوقات مکروہ میں سجدہ تلاوت جائز ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۸) - [کتاب الوتر] (التحفة . . .)

وتر کے احکام و مسائل

وتر کے فروعی احکام و مسائل

باب ۱- وتر کے استحباب کا بیان

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الْوُتْرِ

(المعجم ۱) - باب اسْتِحْبَابِ الْوُتْرِ

(التحفة ۳۳۷)

۱۴۱۶- سیدنا علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔ بلاشبہ اللہ عز وجل وتر (کیلا) ہے وتر کو پسند کرتا ہے۔“

۱۴۱۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى :

خَبَرَنَا عِيسَى عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي سَحَاقٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :

لَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : «يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ! وَتَرُوا فَإِنَّ اللَّهَ وَتَرٌ يُحِبُّ الْوُتْرَ» .

۱۴۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن الوتر ليس بحتم، ح: ۴۵۳، ۴۵۴،

النسائي، ح: ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، وابن ماجه، ح: ۱۱۶۹ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وقال لترمذي: "حسن"، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ۱۰۷/۱ وغيره * أبو إسحاق عن ع.

۸- کتاب الوتر

وتر کے احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① [وتر] کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔ ایک نماز وتر جس کی تعداد ایک، تین اور پانچ ہے۔ یہ نماز اگرچہ نفل ہے مگر از حد اہم اور تاکید ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سفر میں بھی اس کا التزام فرمایا کرتے تھے۔ اس بنا پر بعض ائمہ اسے ”واجب“ کہتے ہیں۔ اور دوسرا معنی ”قیام اللیل اور تہجد“ ہے۔ چونکہ وتر کا اصل وقت اور موقع یہی ہے۔ اس لیے اسے ”وتر“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں یہی دوسرا مفہوم متبادر ہے۔ روایت میں اس کا اشارہ موجود ہے۔ ② یہ ارشاد ”اہل قرآن“ کو ہے اور تمام ہی مسلمان ”اہل قرآن“ ہیں مگر حفاظ اور علماء اس کے بالخصوص مخاطب ہیں۔

۱۴۱۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - بِمَعْنَاهُ - زَادَ: فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا تَقُولُ؟ قَالَ: «لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ».

۱۴۱۷- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت کی ہے اور مزید یہ اضافہ کیا ہے کہ ایک دیہاتی بولا آپ کیا کہتے ہیں؟ (حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: یہ حکم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے۔

۱۴۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَعْنِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاشِدٍ الزُّوْفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُرَّةَ الزُّوْفِيِّ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُدَافَةَ - قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ: الْعَدَوِيُّ - قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوُتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ».

۱۴۱۸- خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایک (مزید اضافی) نماز سے تمہاری مدد فرمائی ہے اور یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ نماز وتر ہے اور اس کا وقت عشاء سے طلوع فجر کے درمیان مقرر فرمایا ہے۔“

☀️ **فائدہ:** اس حدیث میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف یہ الفاظ [وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ] ”اور یہ

۱۴۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر، ح: ۱۱۷۰ عن عثمان ابن أبي شيبة به * أبو عبيدة لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ۹۹۵.

۱۴۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في فضل الوتر، ح: ۴۵۲ عن قتيبة، وابن ماجه، ح: ۱۱۶۸ من حديث الليث بن سعد به، وسنده ضعيف، ولبعض الحديث شواهد، انظر نصب الراية: ۱۱۱/۲، ومسند أحمد: ۷/۶، وأنوار السنن في تحقيق آثار السنن: ۵۸۴.

تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر ہے“ ضعیف ہیں
(المعجم ۲) - بَابُ: فِيمَنْ لَمْ يُوتِرْ

باب: ۲- جو شخص وتر نہ پڑھے؟

(التحفة ۳۳۸)

۱۳۱۹- عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“

۱۴۱۹- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الطَّاقَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَتَكِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا».

🌞 فائدہ: ”ہم میں سے نہیں“ کا مطلب ہے ہماری سنت اور طریقہ پر نہیں۔

۱۳۲۰- ابن حجر یز سے مروی ہے کہ بوکنا نہ کے ایک شخص مخدجی نامی نے شام میں ایک شخص کو سنا جسے ابو محمد کہا جاتا تھا وہ کہتا تھا کہ وتر واجب ہے۔ مخدجی نے کہا کہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں ابو محمد کی بات بتائی۔ تو حضرت عبادہ نے کہا: ابو محمد نے غلط کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے بندوں پر فرض کی ہیں۔ جس نے انہیں ادا کیا اور ان کا حق ہلکا سمجھتے ہوئے ان میں سے کچھ ضائع نہ کیا تو ایسے شخص کے لیے

۱۴۲۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ - يُدْعَى الْمُخَدَّجِيَّ - سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ - يُدْعَى أَبَا مُحَمَّدٍ - يَقُولُ: إِنَّ الْوُتْرَ وَاجِبٌ. قَالَ الْمُخَدَّجِيُّ: فَرَحْتُ إِلَى عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عِبَادَةُ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللَّهُ

۱۴۱۹- تخریج: [ضعیف] أخرجه أحمد: ۳۵۷/۵ من حديث الفضل بن موسى به، وصححه الحاكم: ۳۰۵/۱، ۳۰۶ * أبو المنيب عبيد الله العتكي حسن الحديث إلا فيما أنكر عليه، وهذا الحديث مما أنكر عليه.
۱۴۲۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصلوة، باب المحافظة على الصلوات الخمس، ح: ۴۶۲ من حديث مالك، وابن ماجه، ح: ۱۴۰۱ من حديث محمد بن يحيى بن حبان به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۲۳/۱، وصححه ابن حبان، ح: ۲۵۲، ۲۵۳، وله شاهد تقدم، ح: ۴۲۵.

۸- کتاب الوتر

وتر کے احکام و مسائل

عَلَى الْعِبَادِ، فَمَنْ جَاءَ بِهِمْ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُمْ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.

اللہ کے ذمے یہ عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے ان کو ادا نہ کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ کے ہاں کوئی عہد نہیں چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو جنت میں داخل کر دے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ ”وتر“ فرض نمازوں کی طرح واجب نہیں ہیں اور یہی حال دیگر سنن کا ہے۔ مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ۔ ② ترک نماز کفر ہے۔ ایسا شخص بھی اللہ کی مشیت میں ہے چاہے تو عذاب دے یا چاہے تو بخش دے۔ ﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۳) ”اللہ جو کرے اس کا سوال نہیں ہو سکتا“ پوچھ گچھ بندوں سے ہوگی۔“

(المعجم ۳) - بَابُ كَمِ الْوُتْرِ؟
(التحفة ۳۳۹)

۱۴۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ بِإِضْبَاعِهِ هَكَذَا «مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوُتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۴۲۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے نبی ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”اس طرح“ دو دو رکعت۔ اور وتر ایک رکعت ہے رات کے آخر میں۔“

۱۴۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ حَيَّانَ الْعَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

۱۴۲۲- حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وتر نماز ہر مسلمان پر حق ہے چنانچہ جو پانچ پڑھنا چاہے پڑھ لے۔ اور جو تین پڑھنا چاہے پڑھ لے۔ اور جو ایک پڑھنا چاہے وہ ایک پڑھ لے۔“

۱۴۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ۷۴۹ من حديث عبد الله بن شقيق به.

۱۴۲۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر الاختلاف على الزهري في حديث أبي أيوب في الوتر، ح: ۱۷۱۲، وابن ماجه، ح: ۱۱۹۰ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳۰۲/۱، ووافقه الذهبي.

۸- کتاب الوتر وتر کے احکام و مسائل

ﷺ: «الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ».

🌞 فائدہ: مذکورہ بالا روایات میں وتر کی تعداد ایک، تین، پانچ کا ذکر ہے جبکہ صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ اور سنن النسائی میں سات، نو اور گیارہ رکعت کا ذکر بھی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸ و سنن النسائی، قیام الیل، حدیث: ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۷۰۵، ۱۷۰۷، ۱۷۱۰ و سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲) ہمارے ہاں اکثر لوگ تین وتر پڑھتے ہیں اور وہ بھی سنت کے خلاف اور ایک رکعت وتر کو صحیح نہیں سمجھتے اور ایک وتر پڑھنے والے کو بھی اچھا خیال نہیں کرتے، حالانکہ ایک رکعت وتر حدیث رسول سے ثابت ہے۔ تین رکعت وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت وتر الگ پڑھا جائے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۱۷۷) تاہم ایک سلام کے ساتھ درمیان میں تشہد کیے بغیر بھی جائز ہے۔ درمیان میں تشہد بیٹھنے سے نماز مغرب سے مشابہت ہو جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے نماز مغرب کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطنی: ۲۵/۲، ۲۷ و صحیح ابن حبان، حدیث: ۶۸۰)

(المعجم ۴) - باب مَا يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ (التحفة ۳۴۰)

۱۴۲۳ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۴۲۳ - حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھا کرتے تھے۔

ابن موسیٰ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ وَزُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبَزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَقُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا، وَاللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ.

۱۴۲۳ - تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما يقرأ في الوتر، ح: ۱۱۷۱ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۶۷۶، ۶۷۷، رواه جماعة عن زبيد به، وللحديث شواهد عند المحاكم: ۱/۳۰۵، ۲/۵۲۰ وغيره.

۸- کتاب الوتر۔ وتر کے احکام و مسائل

۱۴۲۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جَرِيْجٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ : بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُؤَيِّرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ؟ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ . قَالَ : « وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ » .

۱۳۳۳- عبدالعزیز بن جریر کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ ورتوں میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ”تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ”معوذتین“ (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرتے تھے۔“

باب: ۵- نماز وتر میں دعائے قنوت کا بیان (المعجم ۵) - باب الْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ (التحفة ۳۴۱)

۱۴۲۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابْنُ جَوَّاسٍ الْحَنْفِيُّ قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ ، عَنْ أَبِي الْحَوَّارِ قَالَ : قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوُتْرِ . - قَالَ ابْنُ جَوَّاسٍ : فِي قُنُوتِ الْوُتْرِ - «اللَّهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَفَنِي شَرًّا مَّا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ» [اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے۔ اور جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ عافیت دے



۱۴۲۴- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء ما يقرأ في الوتر، ح: ۴۶۳، وابن ماجه، ح: ۱۱۷۳ من حديث محمد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وسنده ضعيف * خصيف ضعيف مشهور، وللحديث شواهد دون قوله: "والمعوذتين".

۱۴۲۵- [تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الدعاء في الوتر، ح: ۱۷۴۶ عن قتيبة به، وحسنه الترمذي، ح: ۴۶۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۹۵، ۱۰۹۶.

۸۔ کتاب الوتر۔ وتر کے احکام و مسائل

(یعنی ہر قسم کی برائیوں اور پریشانیوں وغیرہ سے۔) اور جن کا تو والی (دوست اور محافظ) بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی والی بن۔ اور جو نعمتیں تو نے عنایت فرمائی ہیں ان میں مجھے برکت دے۔ اور جو فیصلے تو نے فرمائے ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ بلاشبہ فیصلے تو ہی کرتا ہے تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ اور جس کا تو والی اور محافظ ہو وہ کہیں ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اور جس کا تو مخالف ہو وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا بڑی برکتوں (اور عظمتوں) والا ہے تو اے ہمارے رب! اور بہت بلند و بالا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① قنوت کے کئی معانی ہیں یعنی اطاعت، خشوع، نماز، دعا، عبادت، قیام، طول قیام اور سکوت۔ اور نماز وتر میں بمعنی دعا ہے۔ ② امام ترمذی فرماتے ہیں کہ قنوت کی دعاؤں میں اس سے بڑھ کر عمدہ دعا نبی ﷺ سے مروی نہیں ہے۔ ③ اس دعا کے پانچویں جملے [وَقَفَى شَرَّ مَا قَضَيْتَ] کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے تمام تر فیصلے حق اور خیر ہی ہوتے ہیں۔ مگر انسانوں یا مخلوق کے اپنے تاثر یا اعتبار سے ان کے اپنے حق میں برے یا شر سمجھ جاتے ہیں ورنہ ان کا صدور فی نفسہ خیر ہی پر مبنی ہوتا ہے۔ ④ دعا کے آخر میں [رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ] کے بعد [نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ إِلَيْكَ] کے الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں لہذا انہیں دوران دعا میں نہیں پڑھنا چاہیے۔ ⑤ دعا کے آخر میں (صلی اللہ علی النبی محمد) کے الفاظ صرف سنن النسائی کی روایت میں ہیں لیکن حافظ ابن حجر، امام قسطلانی اور امام زرقانی رحمہم اللہ نے ان الفاظ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم ان الفاظ کو دعا کے آخر میں پڑھ لینے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ ابو حلیمہ معاذ انصاری کے بارے میں ہے کہ وہ قنوت وتر میں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم) از إسماعيل القاضي، رقم: ۱۰۷۰) اور یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کا ہے۔ اس اثر کو حافظ ابن حجر اور شیخ البانی رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفة صلاة النبي: ۱۸۰) اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ بھی قنوت وتر میں نبی کریم ﷺ پر درود و صلوة پڑھا کرتے تھے۔ اس اثر کی سند بھی صحیح ہے اسے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (صفة صلاة النبي ﷺ، ص: ۱۸۰) ⑥ [وَلَا يَعْزُ مَنْ عَادَيْتَ] کے الفاظ کی بابت بعض علمائے محققین نے لکھا ہے کہ یہ الفاظ صرف سنن بیہقی میں ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں نہیں ہیں۔ تاہم سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو: سنن ابوداؤد مطبوعہ دار السلام اور مطبوعہ دار الکتب علمیہ بیروت وغیرہ۔

۸- کتاب الوتر

وتر کے ادا کام و مسائل

۱۴۲۶- ۱۳۲۶- ابو اسحاق نے اپنی سند سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ اسے وتر کے قنوت میں کہے اور یہ جملہ نہیں کہا کہ میں انہیں وتر میں کہوں۔

ابو الحوراء کا نام ربیعہ بن شبان ہے۔

۱۴۲۷- ۱۳۲۷- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وتر کے آخر میں یہ کہا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَا فَاتِكَ مِنْ عَقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ» [اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچتے ہوئے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیرے مواخذے سے بچتے ہوئے تیرے عفو و کرم کی پناہ لیتا ہوں۔ میں تجھ سے (یعنی تیرے غیظ و غضب سے) تیری (رحمت کی) امان چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریفیں شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی صفات بیان فرمائی ہیں۔“

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ ہشام حماد کے قدیم ترین استاذ ہیں۔ اور یحییٰ بن معین سے مروی ہے کہ ان (ہشام) سے سوائے حماد بن سلمہ کے اور کسی نے روایت نہیں کی۔

امام ابو داؤد نے کہا: عیسیٰ بن یونس نے سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے سعید بن

۱۴۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قَالَ فِي آخِرِهِ قَالَ: هَذَا يَقُولُ فِي الْوُتْرِ فِي الْقُنُوتِ وَلَمْ يَذْكُرْ: أَقُولُهُنَّ فِي الْوُتْرِ.

أَبُو الْحَوْرَاءِ رَبِيعَةُ بْنُ شَبَانَ.

۱۴۲۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وَتْرِهِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَا فَاتِكَ مِنْ عَقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

قال أَبُو دَاوُدَ: هِشَامٌ أَقْدَمُ شَيْخٍ لِحَمَّادٍ، وَبَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَرَوْ عَنْهُ غَيْرُ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عُرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

۱۴۲۶- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۴۲۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في دعاء الوتر، ح: ۳۵۶۶ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه النسائي، ح: ۱۷۴۸، وابن ماجه، ح: ۱۱۷۹.



عبدالرحمن بن ابزیؓ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔ یعنی وتر میں۔ امام ابوداؤد نے کہا: عیسیٰ بن یونس نے یہ حدیث بھی فطر بن خلیفہ سے انہوں نے زبید سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمن بن ابزیؓ سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابی بن کعبؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کے مثل روایت کی ہے۔

اور حفص بن غیاث سے مروی ہے وہ مسعر سے وہ زبید سے وہ سعید بن عبدالرحمن بن ابزیؓ سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ کی (مذکورہ بالا) روایت جو انہوں نے قتادہ سے روایت کی ہے اس کو یزید بن زریع نے سعید سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عزہ سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمن بن ابزیؓ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے مگر اس میں قنوت کا ذکر کیا نہ ابی بن کعب کا۔ (یعنی مرسل ہے۔)

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کو عبدالاعلیٰ اور محمد بن بشر عبدی نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ان (محمد بن بشر) کا سماع عیسیٰ بن یونس کے ساتھ کوفہ میں ثابت ہے۔ انہوں نے قنوت کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور اس کو ہشام دستوائی اور شعبہ نے بھی قتادہ سے روایت کیا ہے اور ان

سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَنَتَ - يَعْنِي فِي الْوُتْرِ - قَبْلَ الرُّكُوعِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عِيسَى بْنُ يُونُسَ هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

وَرَوَى عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَنَتَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ سَعِيدِ بْنِ قَتَادَةَ رَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، لَمْ يَذْكُرِ الْقُنُوتَ وَلَا ذَكَرَ أُبَيًّا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ الْأَعْلَى وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ الْعَبْدِيُّ - وَسَمَاعُهُ بِالْكُوفَةِ - مَعَ عِيسَى بْنِ يُونُسَ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْقُنُوتَ، وَقَدْ رَوَاهُ أَيْضًا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ وَشُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، لَمْ

دونوں نے قنوت کا ذکر نہیں کیا۔

يَذْكُرَا الْقُنُوتَ .

امام ابو داؤد نے کہا: اور حدیث زبید کو سلیمان اعمش، شعبہ، عبد الملک بن ابی سلیمان اور جریر بن حازم بھی نے زبید سے روایت کیا ہے مگر ان میں سے کسی نے بھی قنوت کا ذکر نہیں کیا سوائے حفص بن غیاث کے جسے انہوں نے بواسطہ مسعر زبید سے روایت کیا ہے کہ ”آپ نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ زُبَيْدٍ رَوَاهُ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ وَشُعْبَةُ وَعَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَجَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، كُلُّهُمْ عَنْ زُبَيْدٍ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ الْقُنُوتَ إِلَّا مَا رَوَى عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ زُبَيْدٍ فَإِنَّهُ قَالَ فِي حَدِيثِهِ: إِنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ .

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ حفص کی یہ حدیث مشہور نہیں ہے، اندیشہ ہے کہ مسعر کے علاوہ کسی اور سے روایت ہوگی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالْمَشْهُورِ مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ، نَخَافُ أَنْ يَكُونَ عَنْ حَفْصٍ عَنْ غَيْرِ مِسْعَرٍ .

ابو داؤد کہتے ہیں: روایت ہے کہ حضرت ابی بن کثیر نصف رمضان میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: يُرْوَى أَنَّ أَبِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ مِنْ رَمَضَانَ .



فوائد و مسائل: ① دعائے قنوت وتر کی بابت حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے اور دعائے قنوت رکوع سے قبل پڑھتے۔ ”دیکھیے: (سنن النسائي قيام الليل، حدیث: ۱۷۰۰ و سنن ابن ماجه، إقامة الصلاة، حدیث: ۱۱۸۲) نیز مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل مذکور ہے کہ یہ قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ دیکھیے: (مصنف ابن ابی شیبہ: ۹۷/۲) واضح رہے کہ مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ وُتروں میں دعائے قنوت قبل از رکوع ہو البتہ قنوت نازلہ بالخصوص رکوع کے بعد ہی ثابت ہے۔ تاہم بعض علماء دعائے قنوت وتر رکوع کے بعد پڑھنے کے قائل ہیں اور وہ بھی جائز ہے۔ لیکن علمائے محققین حافظ ابن حجر، شیخ البانی رحمہما، صاحب مرعاة مولانا عبد اللہ رحماني رحمہ، حافظ زبیر علی زئی رحمہ اور دیگر علماء نے قنوت وتر قبل از رکوع والی روایات کو زیادہ صحیح کہا ہے اور انہیں بعد از رکوع والی روایات پر ترجیح دی ہے۔ جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ قنوت وتر رکوع سے قبل پڑھی جائے۔ (واللہ اعلم) ② دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے۔ تاہم مصنف ابن ابی شیبہ میں کچھ آثار ملتے ہیں جن میں صرف ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ ہے۔ دیکھیے: (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۰۱/۲) بعض علماء کے نزدیک ہاتھ اٹھا کر یا ہاتھ اٹھائے بغیر دونوں طریقوں سے قنوت وتر پڑھنا صحیح ہے۔ تاہم ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا اس لیے راجح ہے کہ

۲۔ کتاب الوتر وتر کے احکام و مسائل

ایک تو قنوت نازلہ میں نبی ﷺ سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے، تو اس پر قیاس کرتے ہوئے قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے صحیح ہوں گے۔ دوسرے بعض صحابہ سے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔ (۵) عام دعا کے اختتام پر ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا گو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ مگر بعض صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (الادب المفرد، حدیث: ۲۰۹) اس لیے اس کا جواز ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص دعائے قنوت کے بعد اپنے ہاتھ منہ پر نہیں پھیرتا تو اس کا یہ عمل صحیح ہے، کیونکہ اس کا ثبوت صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی نہیں ملتا۔

۱۴۲۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: أَنْبَأَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ: أَنَّ أَبِي بَنَ كَعْبٍ أَمَّهُمْ يَغْنِي فِي رَمَضَانَ وَكَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

۱۴۲۸۔ محمد بن سیرین اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کی رمضان میں امامت کرائی اور وہ رمضان کے نصف آخر میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

۱۴۲۹۔ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ الْحَسَنِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي بَنٍ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي. فَإِذَا كَانَتِ الْعِشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ: أَبَقَ أَبِي.

۱۴۲۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع فرما دیا۔ وہ انہیں بیس رات نماز پڑھاتے تھے اور قنوت نہ کرتے تھے، مگر نصف اخیر میں قنوت کرتے تھے۔ اور جب آخری عشرہ آجاتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے اور اپنے گھر میں پڑھتے تھے تو لوگ کہتے کہ ابی بھاگ گئے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الَّذِي ذَكَرَ فِي الْقُنُوتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهَذَا مِنَ الْحَدِيثَيْنِ يَدُلُّانِ عَلَى ضَعْفِ حَدِيثِ أَبِي؛

امام ابو داود کہتے ہیں: یہ دلیل ہے کہ قنوت کے بارے میں جو ذکر ہوا وہ صحیح نہیں ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں حضرت ابی سے مروی اس حدیث کے ضعیف

۱۴۲۸۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۹۸/۲ من حديث أبي داود به، قال العيني: "فيه مجهول" شرح سنن أبي داود: ۳۴۲/۵، ح: ۱۳۹۸، ومراده بذلك "بعض أصحابه".

۱۴۲۹۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۹۸/۲ من حديث أبي داود به، وقال العيني: "فيه انقطاع"، فإن الحسن لم يدرك عمر بن الخطاب" (شرح سنن أبي داود: ۳۴۳/۵، ح: ۱۳۹۹)، وقال: قال النووي في خلاصة: "الطريقان ضعيفان".

۸- کتاب الوتر وتر کے احکام و مسائل

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَّتْ فِي الْوُتْرِ .
ہونے کی دلیل ہیں جس میں ہے کہ نبی ﷺ وتر میں
قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ
الْوُتْرِ (التحفة ۳۴۲)

۱۴۳۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي
عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ الْأَيْمِيِّ، عَنْ
ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ فِي الْوُتْرِ قَالَ:
«سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ».

فائدہ: سنن نسائی (باب ذکر الاختلاف علی شعبۂ فیہ، حدیث: ۱۷۳۳) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مذکورہ
الفاظ تین بار کہتے اور آخری بار آواز بلند کرتے۔ نیز سنن دارقطنی کی صحیح روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ حدیث میں
مذکور الفاظ تین مرتبہ پڑھنے کے بعد آواز بلند یہ الفاظ بھی پڑھتے [رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] (سنن الدارقطنی:
۳۰/۲ حدیث: ۱۷۳۳)

۱۴۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ:
حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي غَسَّانَ
مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفِ الْمَدَنِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ
أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ
وُتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيَصِلْهُ إِذَا ذَكَرَهُ».

۱۴۳۰- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر الاختلاف على شعبۂ فيه، ح: ۱۷۳۵ من حديث
سعيد بن عبد الرحمن به.

۱۴۳۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينسى،
ح: ۴۶۵، وابن ماجه، ح: ۱۱۸۸ من طريق آخر عن زيد بن أسلم به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/
۳۰۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ۱۱۷۸، ۱۹۸۱، ومسلم، ح: ۷۲۱ وغيرهما.

۲۔ کتاب النوتر..... وتر کے احکام و مسائل

🌞 فائدہ: یہ حدیث اس باب سے متعلق نہیں ہے۔ شاید یہاں باب اور اس کا عنوان سہواً رہ گیا ہے۔ (عون المعبود) بہر حال اس حدیث میں وتر کی اہمیت کا اثبات ہے کہ اگر وہ سوتے رہ جانے سے یا بھول جانے کی وجہ سے رہ جائے تو یاد آنے اور جاگنے کے بعد اسے پڑھ لے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی قضا بھی ضروری ہے اور اس حدیث کی رو سے اسے فجر کی نماز سے پہلے یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے کیونکہ مکروہ اوقات میں قضا شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔ ایک دوسری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ وتر اپنے وقت میں نہ پڑھے جا سکیں تو پھر انہیں پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس موقف کی تائید میں بھی بعض روایات آتی ہیں۔ لیکن بعض علماء کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو عمد اور چھوڑ دیں۔ دیکھیے: (حاشیہ ترمذی احمد محمد شا کر ج ۲، ص ۳۳۳) اور بعض روایات میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے آپ کا قیام اللیل رہ جاتا تو آپ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعت پڑھتے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب: ۶۸، حدیث: ۷۴۶) اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر رہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت کی شکل میں دے، یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت تین وتر کی جگہ چار رکعت پڑھے۔ لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہوگا عام شخص کیلئے وتروں کی قضا وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي الْوُتْرِ قَبْلَ
النَّوْمِ (التحفة ۳۴۳)

۱۴۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے خلیل رضی اللہ عنہ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی، میں انہیں سفر و حضر میں نہیں چھوڑتا، چاشت کی دو رکعتیں ہر مہینے میں تین روزے اور یہ کہ وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں۔

۱۴۳۲- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ - مِنْ أَرْدَشَنُوَّةَ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَا أَدْعُهُنَّ فِي سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ: رَكْعَتَي الصُّحَى، وَصَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وَتْرٍ.

🌞 فائدہ: جس شخص کو سو جانے کے بعد فجر تک سوئے رہ جانے کا اندیشہ ہو اسے سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے چاہئیں۔

۱۴۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ

۱۴۳۲- تخریج: [صحیح] وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ۱۱۷۸، ۱۹۸۱، ومسلم، ح: ۷۲۱، وغيرهما.

۱۴۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۵۱/۶ عن أبي اليمان به، والسند معلل * صفوان سمعه من

۸- کتاب الوتر

دتر کے احکام و مسائل

میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی میں انہیں کسی صورت نہیں چھوڑتا۔ مجھے وصیت فرمائی کہ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھوں دتر پڑھ کر سویا کروں اور صبحی کے نفل پڑھوں سفر اور حضر میں۔

نَجْدَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ السَّكُونِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَا أَدْعُهُنَّ بِشَيْءٍ، أَوْصَانِي بِصِيَامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَلَا أَنَامَ إِلَّا عَلَى وَثْرٍ، وَبِسُبْحَةِ الضُّحَى فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس روایت میں [فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ] ”سفر“ حضر میں“ کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ ② یہ حضرات یقیناً تہجد گزار تھے مگر بموجب وصیت رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے دتر پڑھا کرتے تھے۔ ③ ان احادیث میں کام کاج والے اور طلبہ علم کے لیے تسہیل و ترغیب ہے کہ رات کے پہلے حصے میں قیام اللیل کر لیا کریں۔

www.KitaboSunnat.com

۱۴۳۳- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟“ انہوں نے کہا: میں رات کے اول حصے میں پڑھتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں رات کے آخری حصے میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ”اس نے احتیاط کو اختیار کیا ہے۔“ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ”اس نے عزم و قوت کو اختیار کیا ہے۔“

۱۴۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو زَكْرِيَّا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَجِينِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «مَتَى تُؤْتِرُ؟» قَالَ: «أَوْتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَقَالَ لِعُمَرَ: «مَتَى تُؤْتِرُ؟» قَالَ: «أَوْتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «أَخَذَ هَذَا بِالْحَزْمِ» وَقَالَ لِعُمَرَ: «أَخَذَ هَذَا بِالْقَوَّةِ».

🌞 فائدہ: انسان کو ہمیشہ اعتماد و العمل اختیار کرنا چاہیے۔ اگر آخر رات میں اٹھنا مشکل محسوس ہوتا ہو تو سونے سے پہلے دتر پڑھ لینے چاہئیں اور صبح کو اٹھ کر تہجد پڑھ لے دتر دہرانے کی ضرورت نہیں۔

❖ بعض المشيخة عن أبي إدريس كما في مسند أحمد، وحديث مسلم: ۷۲۲ يغني عن هذا الحديث.

۱۴۳۴- تخریج: [حسن] تقدم، ح: ۱۳۲۹، وأخرج ابن خزيمة، ح: ۱۰۸۴ من حديث يحيى بن إسحاق به.

باب: ۸۔ نماز وتر کا وقت

(المعجم ۸) - بَابٌ: فِي وَقْتِ الْوُتْرِ

(التحفة ۳۴۴)

۱۴۳۵- مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت

۱۴۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کس وقت وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ نے سب ہی اوقات میں وتر پڑھے ہیں۔ رات کے شروع میں درمیان میں اور آخر میں بھی۔ لیکن آخری زندگی میں آپ کے وتر سحر کے وقت ہونے لگے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَتَى كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كُلَّ ذَلِكَ قَدْ فَعَلَ: أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَوَسَطَهُ وَآخِرَهُ، وَلَكِنْ انْتَهَى وَتَرُهُ - حِينَ مَاتَ - إِلَى السَّحَرِ.

☀ فائدہ: نماز عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔ اور وتروں کا سحر (صبح صادق سے پہلے) تک۔

۱۴۳۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی

۱۴۳۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ:

ﷺ نے فرمایا: ”صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔“

حَدَّثَنَا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ بِنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ».

☀ فائدہ: رات کو وترہ جائیں تو فجر صادق کے بعد پڑھے جاسکتے ہیں۔

۱۴۳۷- جناب عبداللہ بن ابی قیس بیان کرتے ہیں

۱۴۳۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: کبھی تو آپ رات کے پہلے حصے میں پڑھ لیتے تھے اور کبھی رات کے آخر میں۔ میں نے آپ کی قراءت کے بارے میں

اللَّيْثُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ آخِرِهِ،

۱۴۳۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۴۵ من حديث الأعمش به.

۱۴۳۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في مبادرة الصبح بالوتر، ح: ۴۶۷ من حديث يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: 'حسن صحيح'، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۷۵۰ في صحيحه.

۱۴۳۷- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة بالليل، ح: ۴۴۹ عن قتيبة به، وقال: 'حسن صحيح غريب'، وأصله في صحيح مسلم، ح: ۳۰۷.

۸- کتاب الوتر

وتر کے احکام و مسائل
پوچھا کہ کیا آپ خاموشی سے پڑھتے تھے یا بلند آواز سے؟ انہوں نے کہا: آپ ہر طرح کر لیتے تھے، کبھی خاموشی سے پڑھتے اور کبھی بلند آواز سے۔ اور کبھی غسل کر کے سو جاتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے۔

قُلْتُ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ؟ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ.

امام ابو داؤد نے کہا: قتیبہ کے علاوہ دوسرے راویوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اشارہ غسل جنابت کی طرف تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: [و] قَالَ قَالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ: تَعْنِي فِي الْجَنَابَةِ.

۱۳۳۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔“

۱۴۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا».

فوائد و مسائل: ① جسے یقین ہو کہ وہ صبح سے پہلے اٹھ سکتا ہے تو وہ اس ارشاد پر عمل کر کے فضیلت کا ثواب حاصل کرے۔ ورنہ سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی رخصت معلوم ہے، جیسے کہ پیچھے گزرا۔ ② اس حدیث سے استدلال کر کے کہا گیا ہے کہ وتر پڑھنے کے بعد کوئی نقلی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ لیکن دوسرے علماء نے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے کیونکہ خود نبی ﷺ سے بھی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا ثابت ہے۔

(المعجم ۹) - بَابُ: فِي تَقْضِ الْوُتْرِ (التحفة ۳۴۵)

۱۳۳۹- قیس بن طلق بیان کرتے ہیں کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان میں ایک دن ہمارے ہاں آئے اور ہمارے ہی ہاں شام کی اور افطار کیا، پھر ہمیں اس رات نماز پڑھائی اور وتر بھی پڑھائے، پھر اپنی مسجد کی

۱۴۳۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُلَازِمٌ ابْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ قَالَ: زَارَنَا طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمْسَى عِنْدَنَا وَأَفْطَرَ،

۱۴۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، الوتر، باب: ليجعل آخر صلواته وترًا، ح: ۹۹۸، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل مثلي مثلي والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ۷۵۱ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ۲۰/۲.

۱۴۳۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء لا وتران في ليلة، ح: ۴۷۰، والنسائي، ح: ۱۶۸۰ من حديث ملازم بن عمرو به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۰۱، وابن حبان، ح: ۶۷۱.

۱۔ کتاب الوتر

عام نمازوں میں قنوت اور گھر میں نفل پڑھنے کے احکام و مسائل
 ثُمَّ قَامَ بِنَا يَلُكَ اللَّيْلَةَ وَأَوْتَرَنَا، ثُمَّ انْحَدَرَ
 إِلَى مَسْجِدِهِ فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا
 بَقِيَ الْوُتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ: أَوْتِرْ
 بِأَصْحَابِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 يَقُولُ: «لَا وَتَرَانِ فِي لَيْلَةٍ»
 عام نمازوں میں قنوت اور گھر میں نفل پڑھنے کے احکام و مسائل
 طرف چلے گئے اور وہاں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔
 اور جب وتر باقی رہے تو ایک شخص کو آگے کر دیا اور کہا:
 اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ، بے شک میں نے رسول اللہ
 ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے ”ایک رات میں دو
 وتر نہیں۔“ (یعنی دو بار وتر نہیں۔)

فائدہ: کچھ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ اگر انسان نے عشاء کے وقت وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر جب وہ
 تہجد کے لیے اٹھے تو پہلے ایک رکعت پڑھے تاکہ پہلے کی پڑھی ہوئی نماز وتر جفت بن جائے۔ بعد ازاں اپنی نماز
 پڑھتا رہے اور پھر آخر میں ایک رکعت پڑھے تاکہ اس ارشاد پر عمل ہو جائے جس میں ہے کہ ”اپنی رات کی نماز کا
 آخری حصہ وتر کو بناؤ“ مگر راجح یہی ہے کہ وتر کو نہ توڑا جائے کیونکہ اس بارے میں مروی روایت ضعیف ہے۔
 [گویا پڑھے ہوئے وتر کو توڑ کر جفت بنانا نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس لیے جو شخص تہجد کا عادی نہ ہو اس کے لیے یہی
 بہتر ہے کہ وہ وتر عشاء کے ساتھ ہی پڑھے۔ پھر اگر اسے تہجد کے وقت اٹھنے کا موقع مل جائے تو وہ دو رکعت کر
 کے نماز تہجد پڑھے تاکہ آخر میں اسے وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔]

(المعجم ۱۰) - باب الْقَنُوتِ فِي
 الصَّلَاةِ (التحفة ۳۴۶)

فائدہ: اس سے مراد ایسی دعا ہے جو مسلمانوں اور امت سے متعلق ہو مثلاً اسلام اور مسلمانوں کے لیے نصرت
 مجاہدین کے لیے ثابت قدمی اور کامیابی یا کسی وبا اور مصیبت عامہ سے نجات کی دعا یا کفار کے لیے بددعا۔ اسے
 اصطلاحاً ”دعائے قنوت نازلہ“ کہتے ہیں۔ اسے پانچوں فرض نمازوں میں حسب ضرورت آخری رکعت میں رکوع
 کے بعد پڑھا جاسکتا ہے۔ امام جہری (بلند) آواز میں دعا پڑھے اور مقتدی آمین کہیں۔ امام حسب احوال دعا
 کرائے۔ جہاں نام لینے کی ضرورت ہو نام بھی لے سکتا ہے۔ اس دعائے قنوت نازلہ میں دوام نہیں ہے۔

۱۴۴۰- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ: حَدَّثَنَا
 نَعَّاذُ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ:
 ۱۳۴۰- جناب ابوسلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں تمہیں رسول
 اللہ ﷺ کی سی نماز پڑھاؤں گا۔ چنانچہ وہ نماز ظہر، عشاء
 اور فجر کی آخری رکعت میں قنوت پڑھتے تھے، موئین کے

۱۴۴۰- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات إذا نزلت بالمسلمين نازلة
 .. الخ، ح: ۶۷۶ من حديث معاذ بن هشام، والبخاري، الأذان، باب: ۱۲۶، ح: ۷۹۷ من حديث هشام
 لدستوائي به.

۸- کتاب الوتر -- عام نمازوں میں قنوت اور گھر میں نفل پڑھنے کے احکام و مسائل

وَاللّٰهُ! لَا قَرْبَيْنَ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ،
قَالَ: فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ
الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ
الْآخِرَةِ، وَصَلَاةِ الصُّبْحِ، وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ
وَيَلْعَنُ الْكَافِرِينَ.

۱۳۳۱- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ
صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

۱۴۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَمُسْلِمٌ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا
ابْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالُوا كُلُّهُمْ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي
لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ
فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابن معاذ نے مزید کہا کہ نماز
مغرب میں بھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابْنُ مُعَاذٍ: وَصَلَاةِ
الْمَغْرِبِ.

۱۳۳۲- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے
عشاء کی نماز میں ایک مہینے تک قنوت پڑھی۔ آپ اپنے
قنوت میں یہ دعا کرتے تھے: ”اے اللہ! ولید بن ولید کو
نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔
اے اللہ! ضعیف مؤمنین کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ
مضر پر اپنی سزا سخت کر دے۔ اے اللہ! ان پر قحط مسلط
کر دے جیسا کہ قوم یوسف پر آیا تھا۔“ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن آپ نے دعا نہ کی تو میں

۱۴۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا
الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ:
حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلَاةِ
الْعَتَمَةِ شَهْرًا، يَقُولُ فِي قُنُوتِهِ: «اللَّهُمَّ!
نَجِّ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ، اللَّهُمَّ! نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ
هَشَامٍ، اللَّهُمَّ! نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنْ
الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ! اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى

۱۴۴۱- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استعجاب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح: ۶۷۸ من
حدیث شعبہ بہ .

۱۴۴۲- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۶۷۵ من حدیث الولید بن مسلم بہ، وانظر الحديث السابق .

۸- کتاب الوتر عام نمازوں میں قنوت اور گھر میں نفل پڑھنے کے احکام و مسائل
مُضَرَّ، اللَّهُمَّ! اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسَنِي
يُوسُفَ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَصْبَحَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَدْعُ لَهُمْ، فَذَكَرْتُ
ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «وَمَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا!».

۱۴۴۳- جناب عکرمہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا
یہ بیان منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ متواتر
ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی۔
ہر نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے ”سمع اللہ لمن
حمدہ“ کہنے کے بعد بنو سلیم میں سے رعلؓ و ذکوان اور
عُصَيَّة کے قبائل پر بدعا کرتے تھے اور آپ کے پیچھے
والے آمین کہتے تھے۔

۱۴۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ
الْجَمَحِيُّ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ هَلَالِ
ابْنِ خَبَابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي
الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ
الصُّبْحِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَالَ: «سَمِعَ
اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ يَدْعُو
عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ: عَلَى رِغْلٍ
وَذِكْوَانَ وَعُصَيَّةَ، وَيُؤْمِنُ مَنْ خَلْفَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① سری نمازوں میں بھی قنوت، جہری (بلند آواز سے) پڑھا جائے گا اور مقتدی آمین کہیں گے۔
② رعلؓ و ذکوان اور عُصَيَّة وہ قبائل ہیں جنہوں نے اصحابِ بر معونہ پر حملہ کر کے انہیں شہید کر ڈالا تھا۔

۱۴۴۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:
کیا نبی ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا:
ہاں۔ پوچھا گیا: رکوع سے پہلے یا بعد؟ کہا: رکوع کے بعد۔

۱۴۴۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ،
عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ
سُئِلَ: هَلْ قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَاةِ
الصُّبْحِ؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ
أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ؟ قَالَ: بَعْدَ الرُّكُوعِ. -
قال مُسَدَّدٌ: - بِسَبِيلِهِ.

مسدود کی روایت میں ہے کہ..... تھوڑی مدت تک۔

۱۴۴۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۰۱ من حديث ثابت بن يزيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۶۱۸،
والحاكم على شرط البخاري: ۱/ ۲۲۵، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الدارقطني: ۲/ ۳۷، ح: ۱۶۷۱ وغيره.
۱۴۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ۱۰۰۱ عن مسدد، ومسلم،
المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح: ۶۷۷/ ۲۹۸ من حديث أيوب السخيتاني به.

۸- کتاب الوتر۔۔۔۔۔

۱۴۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ :
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ
سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
فَنَّتْ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ .

۱۴۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ
الْمُقَضَّلِ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ : حَدَّثَنِي مَنْ صَلَّى مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ
الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَامَ هَنِيئَةً .

(المعجم ۱۱) - باب فضل التطوع في
الْبَيْتِ (التحفة ۳۴۷)

۱۴۴۷- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْبَزَّازُ : حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ
أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ
ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ : اخْتَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي
الْمَسْجِدِ حُجْرَةً، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَخْرُجُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهَا - قَالَ : -
فَصَلَّوْا مَعَهُ بِصَلَاتِهِ يَعْنِي رِجَالًا، وَكَانُوا
يَأْتُونَهُ كُلَّ لَيْلَةٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي

عام نمازوں میں قنوت اور گھر میں نفل پڑھنے کے احکام و مسائل
۱۳۳۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ نبی ﷺ نے ایک مہینے تک قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔

۱۳۳۶- جناب محمد بن سیرین کہتے ہیں مجھے اس
شخص نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز
پڑھی تھی کہ جب آپ نے دوسری رکعت سے سر اٹھایا تو
تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ (قنوت کے لیے)

باب ۱۱- گھر میں نفل پڑھنے کی فضیلت

۱۳۳۷- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں حجرہ بنالیا آپ رات کو
گھر سے تشریف لاتے اور اس حجرے میں نماز پڑھتے۔
کہا کہ لوگوں نے بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی
اور وہ ہر رات آپ کے پاس آتے، حتیٰ کہ ایک رات
آپ تشریف نہ لائے تو وہ کھانسنے لگے۔ (تا کہ آپ
ﷺ کو تنبیہ ہو۔) کچھ نے اپنی آوازیں بلند کیں اور
(کچھ نے) آپ کے دروازے پر کنکریاں بھی ماریں۔
بالآخر آپ تشریف لائے تو غصے میں تھے اور فرمایا: ”لوگو!

۱۴۴۵- تخریج : أخرجه مسلم، أيضًا من حديث حماد بن سلمة به، ح : ۳۰۰ / ۶۷۷ .

۱۴۴۶- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب القنوت في صلوة الصبح، ح : ۱۰۷۳ من
حديث بشر بن المفضل به .

۱۴۴۷- تخریج : أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من الغضب والشدة لأمر الله تعالى، ح : ۶۱۱۳ عن مكّي
ابن إبراهيم، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة النافلة في بيته وجوازها في المسجد . . . الخ،
ح : ۷۸۱ من حديث عبد الله بن سعيد بن أبي هند به .

۸- کتاب الوتر قیام سے متعلق احکام و مسائل

لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَنَحَّحُوا، وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، وَحَصَبُوا بَابَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُغَضَّبًا فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنْ سَيُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ».

تمہارا برابر یہی حال رہا، حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ سو اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بلاشبہ فرض کے علاوہ مرد کی بہترین نماز وہی ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ نمازیں رمضان کے قیام اللیل کے سلسلے کی ہیں جن کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔
② مردوں کے لیے نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہیں، مگر عورتوں کے لیے فرض بھی گھروں میں افضل ہیں۔

۱۴۴۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا هَا قُبُورًا».

۱۳۳۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نمازوں کا کچھ حصہ گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان مت بناؤ الو۔“

🌞 فائدہ: اس سے مراد سن اور نوافل ہیں۔ اور ”قبرستان“ کا ذکر اس لیے فرمایا کہ وہاں نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے گویا قبرستان نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے پس تم گھروں میں نفلی نمازیں اور سنتیں نہیں پڑھو گے، تو گھر بھی قبرستان بن جائیں گے۔ یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ (۱۰۴۳)

(المعجم ۱۲) - باب [طُولُ الْقِيَامِ] باب: ۱۲- لمبے قیام کی فضیلت (التحفة ۳۴۸)

۱۴۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

۱۳۳۹- حضرت عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”لمبا قیام۔“ کہا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ”جو قلیل مال والا محنت کر کے

۱۴۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كراهية الصلوة في المقابر، ح: ۴۳۲ من حديث مسدد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة النافلة في بيته... الخ، ح: ۷۷۷ من حديث يحيى القطان به.
۱۴۴۹- تخریج: [إسناده حسن] تقدم تخریجه، ح: ۱۳۲۵.

قیام سے متعلق احکام و مسائل

صدقہ دے۔“ کہا گیا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا: ”جو شخص اللہ کے حرام کردہ امور کو چھوڑ دے۔“ کہا گیا: کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: ”جو شخص مشرکین سے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرے۔“ پوچھا گیا: کون سا قتل شرف والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کا خون بہا دیا گیا اور اس کے گھوڑے کو بھی کاٹ دیا گیا۔“

ابن حُبَّيْشٍ الْحُثَمِيُّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقِيَامِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جُهْدُ الْمُقِلِّ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْهَجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ: «مَنْ أَهْرَقَ دَمَهُ وَعَقَرَ جَوَادَّهُ».

فائدہ: اللہ اکبر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین و ایمان کی سمجھ آ جانے کے بعد گویا دنیاوی خواہشات ان کے دلوں سے اتر ہی گئی تھیں۔ روٹی، کپڑے اور مکان کے بارے میں نہ ان حضرات نے پوچھا نہ آپ نے فرمایا۔ درحقیقت یہ چیزیں دنیا کے سفر میں راہ گزری کے لیے ہیں مگر افسوس کہ اب لوگوں کے ذہنوں پر یہ مادی اشیاء بہت زیادہ غالب آ گئی ہیں۔ والی اللہ المشتکی۔

باب: ۱۳- قیام اللیل کی ترغیب

(المعجم ۱۳) - باب الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ

اللَّيْلِ (التحفة ۳۴۹)

۱۳۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رحم کرے اللہ اس شخص پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے۔ اگر انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینے مارتا ہے۔ اور رحم کرے اللہ تعالیٰ اس عورت پر جو رات کو اٹھتی اور نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی جگاتی ہے۔ اور اگر وہ انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینے مارتی ہے۔“

۱۴۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ: حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، وَأَيَّظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ. رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيَّظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

۱۴۵۰- تخریج: [حسن] تقدم تخریجہ، ح: ۱۳۰۸.



قرآن پڑھنے کا ثواب اور قرآنی آیات کی فضیلت کا بیان

۸- کتاب الوتر

☀ فائدہ: یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے۔ (۱۳۰۸)

۱۳۵۱- حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے پھر وہ دونوں دو رکعتیں پڑھیں تو ان کا شمار ذاکرین و ذاکرات میں ہوتا ہے جو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے ہوتے ہیں۔“

۱۴۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ، عَنْ الْأَعَزِّ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيَّظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكَعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ».

☀ فائدہ: یہ حدیث بھی پیچھے گزر چکی ہے۔ (۱۳۰۹)

باب: ۱۳- قرآن پڑھنے کا ثواب

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي ثَوَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ (التحفة ۳۵۰)

۱۳۵۲- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔“

۱۴۵۲- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

☀ فائدہ: تعلیم قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی بھی ضماً اس شرف میں شامل ہے۔ کیونکہ یہ قرآن کی تفسیر اور اس کا نبوی بیان ہے اور بالتحقیق دیگر علوم شرعیہ بھی۔ اور یہ حدیث معلمین قرآن و سنت کے لیے فخر و انبساط کا باعث ہے۔ اہل دنیا خواہ انہیں کسی نظر سے دیکھیں۔

۱۳۵۳- حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے

۱۴۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

۱۴۵۱- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۱۳۰۹.

۱۴۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: خيركم من تعلم القرآن وعلمه، ح: ۵۰۲۷ من حديث شعبة به.

۱۴۵۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۴۰/۳ من حديث زبان بن فائد به، وصححه الحاكم، ح: ۵۶۷، ۵۶۸، ورده الذهبي بقوله: "زبان ليس بالقوي"، وزبان ضعيف كما تقدم، ح: ۱۲۸۷.

۸- کتاب الوتر قرآن پڑھنے کا ثواب اور قرآنی آیات کی فضیلت کا بیان

روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قرآن پڑھا اور جو اس میں ہے اس نے اس پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر خوبصورت ہوگی اگر وہ دنیا میں تمہارے گھروں میں ہوتا۔ (جب ماں باپ کا یہ درجہ ہے) تو تمہارا کیا خیال ہے خود اس پر عمل کرنے والے کا کیا مقام ہوگا۔“

۱۳۵۴- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس میں ماہر ہے وہ اعمال نامہ لکھنے والے معزز اور اطاعت گزار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے مگر اسے پڑھنے میں مشقت ہوتی ہے (انک) انک کر پڑھتا ہے (تو اس کے لیے دواجر ہیں۔“

☀ فائدہ: ”دواجر ہیں“ ایک قرآن پڑھنے کا اور دوسرا مشقت برداشت کرنے اور بدل نہ ہونے کا۔

۱۳۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کا درس دے کر اللہ کے گھر میں سکینے نازل ہوتی ہے رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے فرشتے انہیں اپنے گھرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کا ذکر ان میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔“ (ملائکہ مقررین میں۔)

۱۴۵۴- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة عبس، ح: ۴۹۳۷، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضل الماهر بالقرآن والذي يتتبع فيه، ح: ۷۹۸ من حديث قتادة به.

۱۴۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ۲۶۹۹ من حديث أبي معاوية الضرير به مطولاً.

السَّحَرُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ عَنْ رَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبَسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مَنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا، لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا».

۱۴۵۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَهَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرُؤُهُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَلَهُ أَجْرَانِ».

۱۴۵۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ».



۸- کتاب الوتر قرآن پڑھنے کا ثواب اور قرآنی آیات کی فضیلت کا بیان

🌞 فائدہ: تلاوت قرآن درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ مسجد میں ہو یا مدرسے میں یا کسی اور مقام پر اس فضل کی ہر جگہ امید ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۱۴۵۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا مُوسَى ابْنُ عُكَيْبٍ بْنُ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى بَطْحَانَ أَوِ الْعُقَيْقِ فَيَأْخُذَ نَاقَتَيْنِ كُومًا وَنِ زَهْرًا وَنِ بَغِيرٍ إِنْهُمْ بِاللَّهِ وَلَا قَطْعَ رَحِمٍ؟» قَالُوا: كُلُّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «فَلَاَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَإِنْ ثَلَاثَ فَنَاقَتَيْنِ مِثْلَ أَغْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ».

۱۳۵۶- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم صفہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ بٹحان یا عقیق وادی میں جائے اور وہاں سے سوئی تازی خوبصورت اونچے کوہان والی دو اونٹنیاں لے آئے اور اس میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا مرتکب بھی نہ ہو۔“

کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سب یہ چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: ”تمہارا ہر روز مسجد جا کر کتاب اللہ سے دو آیتیں سکھ لینا دو اونٹیوں کے حصول سے بہتر ہے اگر تین آیتیں سکھے تو تین اونٹیوں سے بہتر ہے۔ اسی طرح مزید آیتوں کی تعداد کے مطابق اونٹیوں سے بہتر ہے۔“

[قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: الْكُومَاءُ النَّاقَةُ الْعَظِيمَةُ السَّنَامُ].

جناب ابو عبید نے ”کوماء“ کا ترجمہ بیان کیا کہ ”اونچے کوہان والی اونٹی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بٹحان اور عقیق مدینے کے قریب دو وادیوں کے نام ہیں۔ اور یہاں اونٹوں کی منڈیاں لگا کرتی تھیں۔ ② محبت دنیا جب کہ وہ دین کے تابع ہو تو جائز ہے۔ ③ قطع رحمی ناجائز اور حرام ہے۔ ④ یہ حدیث تعلیم قرآن کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

(المعجم ۱۵) - باب فَاتِحَةِ الْكِتَابِ
(التحفة ۳۵۱)

۱۴۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ

۱۳۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول

۱۴۵۶- تخریج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن في الصلوة وتعلمه، ح: ۸۰۳ من حديث موسى بن علقم به.

۱۴۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ولقد أتيناك سبعة من المثاني والقرآن العظيم"، ح: ۴۷۰۴ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به.

۸- کتاب الوتر

قرآن پڑھنے کا ثواب اور قرآنی آیات کی فضیلت کا بیان

اللہ ﷻ نے فرمایا: ”[الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] اُمّ القرآن ہے اُمّ الکتاب اور السبع المثانی ہے۔“

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أُمُّ الْقُرْآنِ وَأُمُّ الْكِتَابِ
وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي».

☀ فائدہ: [اُمّ] بمعنی اصل ہے۔ چونکہ یہ سورت مبارکہ مضامین قرآن کا خلاصہ ہے بالخصوص توحید (توحید الوہیت، ربوبیت، اسماء و صفات) رسالت اور قیامت۔ اس لیے اسے اُمّ القرآن اور اُمّ الکتاب کا نام دیا گیا ہے۔ اور ”السبع المثانی“ یعنی وہ سات آیات جو بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ سورۃ الحجرات: ۸۷ میں ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ ”بلاشبہ ہم نے آپ کو سات آیتیں دی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن دیا ہے۔“

۱۴۵۸- حضرت ابوسعید بن معلیؓ سے روایت

ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے ان کو بلایا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی نماز مکمل کی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا: ”تم کو مجھے جواب دینے سے کیا چیز مانع ہوئی؟“ (حاضر کیوں نہیں ہوئے؟) انہوں نے کہا: میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کو جواب دو جب وہ تمہیں بلائیں ایسی چیز کی طرف جو تمہیں زندگی دے۔“ (جو وہ حکم دیں اس پر فوراً عمل پیرا ہو جاؤ۔) (پھر فرمایا: ”میں تمہیں مسجد سے جانے سے پہلے اعظم (افضل) سورت سکھاؤں گا۔“ خالد کو شک ہوا ہے کہ حدیث کے لفظ ”مِنَ الْقُرْآنِ“ ہیں یا ”فِي الْقُرْآنِ“ (پھر کچھ دیر گزری تو) میں نے عرض کیا: اے

۱۴۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ:
حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُثَيْبِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ
عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلَّى:
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَدَعَاهُ،
قَالَ: فَصَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، قَالَ: فَقَالَ: «مَا
مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي؟» قَالَ: كُنْتُ أَصَلِّي،
قَالَ: «أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا
يُحْيِيكُمْ﴾ [الأنفال: ۲۴] لِأُعَلِّمَنَّكَ
أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنْ - أَوْ فِي - الْقُرْآنِ - شَكَ
خَالِدٌ - قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ،
قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَوْلُكَ، قَالَ:
«الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» هِيَ السَّبْعُ

۸۔ کتاب الوتر۔ قرآن پڑھنے کا ثواب اور قرآنی آیات کی فضیلت کا بیان

المَثَانِي الَّتِي أُوتِيَتْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ» .
 اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا تھا..... آپ نے فرمایا.....
 ”(وہ سورت) ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾
 ہے۔ یہ السبع المثانی ہے جو مجھے دی گئی ہے اور القرآن العظیم ہے۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا مقام یہ ہے کہ آپ کی پکار کا فوراً جواب دینا فرض تھا۔ خواہ انسان نماز میں بھی ہو۔ اور اب یہ ہے کہ مومن کو چاہیے کہ کتاب و سنت کے احکام سن کر بلا حیل و حجت ان پر عمل کرے اور تردد اور پس و پیش کی کیفیت سے باز رہے اور اسی میں حیات اور نجات ہے۔ ② ”اعظم“ کے معنی مقدار میں بڑا ہونا ہی نہیں ہیں بلکہ مقام و رتبہ کے لحاظ سے بھی بڑے کو ”اعظم“ کہتے ہیں۔ اس سے زبان و زعمام روایت (فَإِذَا رَأَيْتُمُ احْتِلَافًا، فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ) (سنن ابن ماجہ، الفتن، حدیث: ۳۹۵۰) کے معنی بھی متعین ہو جاتے ہیں۔ ”سواد اعظم کی اتباع کرو“، یعنی وہ جماعت جو افضل ہو۔ یہ روایت اگرچہ سخت ضعیف ہے، لیکن اگر اسے کسی درجے میں تسلیم کر لیا جائے، تو اعظم کے معنی یہاں اکثر کے نہیں، افضل کے ہوں گے۔ اور افضلیت اتباع قرآن و سنت میں ہے نہ کہ بھینز جمع ہو جانے میں۔

(المعجم ۱۶) - باب مَنْ قَالَ هِيَ مِنْ
الطُّولِ (التحفة ۳۵۲)

باب: ۱۶- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ فاتحہ
لبی سورتوں میں سے ہے

۱۴۵۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمِ
الْبُطَيْنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: أُوْتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَبْعًا مِنَ
الْمَثَانِي الطُّوَلِ، وَأُوْتِيَ مُوسَى سِتًّا، فَلَمَّا
أَلْقَى الْأَلْوَاخَ رُفِعَتْ ثِنْتَانِ وَبَقِيْنَ أَرْبَعٌ .

۱۴۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ کو سات آیتیں دی گئی ہیں جو بار بار
دہرائی جاتی ہیں اور بڑی لمبی ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو
چھ دی گئی تھیں۔ جب انہوں نے تختیوں کو زمین پر ڈال
دیا تو ان میں سے دو کو اٹھالیا گیا اور چار باقی رہیں۔

فائدہ: بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں فاتحہ کی ہیں جو باعتبار الفاظ اگرچہ مختصر ہیں مگر باعتبار معانی بڑی لمبی ہیں۔
(المعجم ۱۷) - باب مَا جَاءَ فِي آيَةِ
الْكُرْسِيِّ (التحفة ۳۵۳)
باب: ۱۷- آیت الکرسی کی فضیلت

١٤٥٩- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تأويل قول الله عز وجل: ﴿ولقد أتيناك سبعا من المثاني والقرآن العظيم﴾ ح: ٩١٦ من حديث جرير بن عبد الحميد.

۱۴۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ إِيَّاسٍ
 عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ
 الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبَا الْمُنْذِرِ أَيُّ آيَةِ مَعَكَ
 مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَعْظَمُ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ
 وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «أَبَا الْمُنْذِرِ أَيُّ آيَةِ
 مَعَكَ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَعْظَمُ؟» قَالَ: قُلْتُ:
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، قَالَ:
 فَضْرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ: «لِيَهْنِ لَكَ يَا أَبَا
 الْمُنْذِرِ الْعِلْمُ».



قرآن پڑھنے کا ثواب اور قرآنی آیات کی فضیلت کا بیان

۱۳۶۰- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول
 اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”اے ابو منذر! تمہیں
 کتاب اللہ میں سے سب سے عظیم آیت کون سی یاد
 ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر
 جانتے ہیں۔ آپ نے (پھر) فرمایا: ”اے ابو منذر!
 تمہیں کتاب اللہ میں سے کون سی آیت یاد ہے جو سب
 سے اعظم ہو؟“ میں نے عرض کیا: ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
 هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ اس پر آپ ﷺ نے میرے سینے
 میں مارا اور فرمایا: ”اے ابو منذر! تمہیں علم مبارک ہو۔“

🌞 نوادہ و مسائل: ① یہ حدیث آیہ الکرسی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ ② آیہ الکرسی دیگر عام آیات کی نسبت
 سے لمبی ہونے کے ساتھ ساتھ معانی اور فضیلت و ثواب کے لحاظ سے بہت بڑی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ عزوجل کی صفات
 پر مشتمل ہے۔ ③ علم اللہ تعالیٰ کی خاص دین ہے جسے وہ عنایت فرمادے اور بالخصوص قرآن و سنت کا علم۔ ④ رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیہ الکرسی پڑھے اس کو موت کے علاوہ کوئی چیز جنت میں جانے سے
 مانع نہیں ہے۔“ (السنن الکبریٰ للنسائی، عمل الیوم واللیلۃ، حدیث: ۹۹۲۸) ⑤ یہ حدیث تعظیم رسول ﷺ پر
 بھی دلالت کرتی ہے۔ ⑥ اس سے قرآن مقدس کے بعض حصے کی بعض پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ⑦ دینی مصلحت
 کی بنا پر کسی شخص کی منہ پر مدح سرائی جائز ہے جب کہ اس کے خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

باب: ۱۸- سورہ اخلاص کی فضیلت

(المعجم ۱۸) - بَابُ: فِي سُورَةِ

الصَّمَدِ (التحفة ۳۵۴)

۱۳۶۱- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

۱۴۶۱- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۱۴۶۰- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، ح: ۸۱۰ من حديث
 عبد الأعلى بن عبد الأعلى به.

۱۴۶۱- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل "قل هو الله أحد" ح: ۵۰۱۳ من حديث مالك به،
 وهو في الموطأ (يحيى): ۲۰۸/۱، (والقنعني، ص: ۱۴۲، ۱۴۳).

۸- کتاب الوتر

قرآن پڑھنے کا ثواب اور قرآنی آیات کی فضیلت کا بیان کہ ایک شخص نے دوسرے کو سنا کہ وہ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ بار بار پڑھ رہا تھا۔ صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا..... اور وہ گویا اس کو کم سمجھ رہا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يَرُدُّهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ».

(المعجم ۱۹) - بَابُ: فِي الْمُعَوَّذَتَيْنِ

(التحفة ۳۵۵)

باب: ۱۹- مُعَوَّذَتَيْنِ کی فضیلت

۱۴۶۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی تکمیل پڑے چل رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عقبہ! کیا میں تمہیں دو بہترین پڑھی گئی سورتیں نہ سکھا دوں۔“ چنانچہ آپ نے مجھے ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سکھائیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ میں ان پر کوئی بہت زیادہ خوش نہیں ہوا ہوں۔ کہا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لیے اترے اور لوگوں کو نماز پڑھائی تو نماز میں یہی دو سورتیں تلاوت کیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اے عقبہ! کیسا پایا۔“ (ان سورتوں کو؟)

۱۴۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ الْقَاسِمِ مَوْلَى مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَاقَتَهُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لِي: «يَا عُقْبَةُ! أَلَا أَعْلَمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا، فَعَلَّمَنِي ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ قَالَ: فَلَمْ يَزِنِي سُرُرْتُ بِهِمَا جِدًّا. [قَالَ] فَلَمَّا تَرَلَّ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ. فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ التَّقَتَّ إِلَيَّ فَقَالَ: «يَا عُقْبَةُ! كَيْفَ رَأَيْتَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ شاید سمجھے کہ کوئی خاص لمبی سورتیں پڑھائی جائیں گی مگر یہ مختصر تھیں، اس لیے

۱۴۶۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب ماجاء في سورتي المعوذتين، ح: ۵۴۳۸ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۵۳۵.

۸- کتاب الوتر قراءت کی ترتیل کے استحباب کا بیان

ابتداء کوئی زیادہ خوش نہیں ہوئے تو نبی ﷺ نے نماز فجر میں ان کی قراءت کر کے ان کی فضیلت و اہمیت واضح فرما دی۔ نیز ثابت ہے کہ یہ سورتیں دافع سحر، باعث حفظ و امان اور جامع تعوذات ہیں۔ ① اور بعض لوگ اب بھی ایسے ہیں کہ وہ لمبے لمبے پُر مشقت و ظیفوں کے شائق رہتے ہیں۔ حالانکہ چاہیے کہ سنت صحیحہ سے ثابت شدہ سہل اور خفیف اذکار کو اپنا معمول بنایا جائے اس میں محنت کم اور اجر و فضیلت زیادہ ہے۔

۱۳۶۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، ہم جھمہ اور ابواء کے درمیان تھے کہ آندھی آئی اور سخت اندھیرا چھا گیا، تو رسول اللہ ﷺ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھنے لگے اور فرمانے لگے ”اے عقبہ! ان کی تلاوت سے تعوذ کیا کرو۔ (اللہ سے پناہ مانگا کرو۔) کسی پناہ مانگنے والے نے ان سے بڑھ کر افضل کلمات سے پناہ نہیں مانگی۔“ عقبہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ آپ انہی سورتوں کے ساتھ نماز میں ہماری امامت فرماتے تھے۔

۱۴۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّقِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالْأَبْوَاءِ، إِذْ عَشِيتُنَا رِيحٌ وَظُلْمَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِـ ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَـ ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ [وَهُوَ] يَقُولُ: «يَا عُقْبَةُ! تَعَوَّذْ بِهِمَا، فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوَّذٌ بِمِثْلِهِمَا».

قال: وَسَمِعْتُهُ يُؤْمِنُ بِهِمَا فِي الصَّلَاةِ.

باب: ۲۰- قراءت کی ترتیل کا استحباب

(المعجم ۲۰) - بَابُ: كَيْفَ يُسْتَحَبُّ التَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ (التحفة ۳۵۶)

۱۳۶۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا، اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا، جہاں آخری

۱۴۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي عَاصِمٌ بْنُ بَهْدَلَةَ، عَنْ زُرَّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ

۱۴۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۹۴ / ۲، ۳۹۵ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عن عن، والحديث السابق: ۱۴۶۲ يغني عنه.

۱۴۶۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب [إن الذي ليس في جوفه من القرآن كالبيت الخرب . . .]، ح: ۲۹۱۴ من حديث سفیان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۷۹۰، والذهبي (تلخيص المستدرک: ۱/ ۵۵۳)، وله شاهد عند ابن ماجه، ح: ۳۷۸۰.

۸- کتاب الوتر قراءت کی ترتیل کے انتخاب کا بیان

اقْرَأْ وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرْتِّلُ فِي آيَةٍ ختم کرے گا وہیں تیرا مقام ہوگا۔
الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنَزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرُؤُهَا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سورہ مزمل میں حکم ہے کہ ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾ یعنی قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، یعنی جلدی نہ کی جائے اور الفاظ و معانی سے خط حاصل کیا جائے۔ ② اس حدیث میں مخلص باعمل حفاظ، قراء اور قرآن کی تلاوت کو اپنا معمول بنانے والوں کی فضیلت کا بیان ہے کہ عام مسلمانوں کے مقابلے میں یہ لوگ سب سے افضل ہوں گے جبکہ بعض علماء کا یہ قول بھی ہے کہ قرآن کے تقاضوں پر عمل بھی بمعنی ”قراءت ہی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ (ص: ۲۹) ”یہ عظیم کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل والے نصیحت پکڑیں۔“ اور ایسا حفظ اور ایسی تلاوت جو اخلاص اور عمل سے خالی ہو اس پر مذکورہ درجات مرتب نہیں ہوں گے۔ العیاذ باللہ

۱۴۶۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : ۱۴۶۵- قنادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ الفاظ کو مد کے ساتھ (کھینچ کر لمبا کر کے) پڑھا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: یعنی جن الفاظ میں مد ہے ان کو مد سے اور جن میں لین ہے ان کو لین سے۔ مقصد یہ کہ معروف عربی لحن کے ساتھ پڑھتے تھے۔

۱۴۶۶- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ : أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَلَاتِهِ، فَقَالَتْ : وَمَا لَكُمْ وَصَلَاتِهِ، كَانَ يُصَلِّي وَيَنَامُ قَدَرًا مَا صَلَّي، ثُمَّ يُصَلِّي قَدَرًا مَا نَامَ،

۱۴۶۶- یعلیٰ بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت اور آپ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: تمہارا ان کی نماز سے کیا مقابلہ؟ آپ نماز پڑھتے تھے پھر اسی قدر سو جاتے تھے جتنا کہ نماز پڑھی ہوتی تھی۔ پھر سو اٹھ کر نماز پڑھتے تھے جس قدر کہ سوئے ہوتے۔ پھر سو

۱۴۶۵- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب مد القراءة، ح: ۵۰۴۵ عن مسلم بن إبراهيم به.
۱۴۶۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ماجاء كيف كانت قراءة النبي ﷺ، ح: ۲۹۲۳ من حديث الليث بن سعد به، وقال: "حسن صحيح" * یعلیٰ بن مملک، وثقه الترمذي وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۸۔ کتاب الوتر

قراءت کی ترتیل کے استحباب کا بیان

تُمْ يَنَامُ قَدَرًا مَا صَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ، وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا هِيَ تَنَعَّتْ قِرَاءَتَهُ حَرْفًا حَرْفًا. جاتے جس قدر نماز پڑھی ہوتی، حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی قراءت کا انداز بھی بتایا کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہوتا تھا۔

۱۴۶۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفَتْحِ، وَهُوَ يُرْجَعُ. حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار سورۃ فتح پڑھ رہے تھے اور ترجیع سے پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ جناب معاویہ بن قرہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھ کر سنائی اور کہا کہ اگر لوگوں کے اکٹھے ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں تمہیں سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت سنانا جو انہوں نے مجھے نبی ﷺ سے سنائی تھی۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا ان کی ترجیع کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا: آ آ آ، تین بار۔ (صحیح بخاری، التوحید، حدیث: ۵۳۰) ترجیع سے مراد آواز کو حلق میں لوٹانا اور بلند کرنا ہے تاکہ لُحْن لذیذ بن جائے۔ معلوم ہوا ترجیع اور عمدہ لُحْن سے قرآن پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے۔

۱۴۶۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْسَجَةَ، عَنْ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَزَيْتُمَا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمَا». حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔“

فائدہ: عمدہ آواز اور شروع لُحْن سے قرآن پڑھنے میں لذت آتی ہے اور سننے میں دل لگتا ہے اور اس کے برعکس اگر آواز بھدی اور لُحْن غلط اور غیر مشروع ہو تو طبیعت میں گرانی محسوس ہوتی ہے۔ علامہ منذری اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں مقلوب ترکیب (علم بیان کی ایک صفت کا نام ہے کہ جس کی عبارت الٹی سیدھی جس طرح بھی

۱۴۶۷۔ تخریج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب ذكر النبي ﷺ وروايته عن ربه، ح: ۷۵۴۰، ومسلم، صلوة المسافرين، باب ذكر قراءة النبي ﷺ سورة الفتح يوم فتح مكة، ح: ۷۹۴ من حديث شعبة به.

۱۴۶۸۔ تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تزيين القرآن بالصوت، ح: ۱۰۱۶ من حديث جرير ابن عبد الحميد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۵۱، وابن حبان، ح: ۶۶۰، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۳۴۲ من حديث طلحة به.

عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِثْلَهُ.

۱۴۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ

حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْوَرْدِ

قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قَالَ

عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ: مَرَّ بِنَا أَبُو لُبَابَةَ

فَاتَّبَعْنَاهُ حَتَّى دَخَلَ بَيْتَهُ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ

فَإِذَا رَجُلٌ رَثُّ الْبَيْتِ، رَثُّ الْهَيْئَةِ،

فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَقُولُ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ».

قَالَ: فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: يَا أَبَا

مُحَمَّدٍ! أَرَأَيْتَ إِذَا لَمْ يَكُنْ حَسَنَ

الصَّوْتِ؟ قَالَ: يُحَسِّنُهُ مَا اسْتَطَاعَ.



۱۳۷۱- عبید اللہ بن ابی یزید نے بیان کیا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرے، ہم ان کے پیچھے ہو لیے، حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے تو ہم بھی اندر گئے۔ ہم نے دیکھا کہ بڑا ہی پرانا گھر اور ان کی اپنی حالت بھی از حد سادہ سی تھی۔ میں نے ان سے سنا کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”جو شخص قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“ (راوی حدیث عبد الجبار نے) کہا: میں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا: اگر وہ خوش آواز نہ ہو تو؟ انہوں نے کہا: جہاں تک ممکن ہو آواز کو عمدہ بنائے۔

☀️ فائدہ: جناب ابن ابی ملیکہ نے حدیث کے الفاظ کو ”خوش الحانی“ پر محمول کیا ہے جبکہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا ظاہر حال

ذاتی اور گھربار کا یہ تھا کہ انہوں نے اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں رکھی تھی۔ غالباً انہوں نے الفاظ حدیث کے معنی ”استغنا“

مراد لے رکھے تھے۔ واللہ اعلم (بذل المجہود)

۱۴۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

الْأَنْبَارِيُّ قَالَ: قَالَ وَكِيعٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ:

يَعْنِي يَسْتَعْنِي [بِهِ].

۱۳۷۲- محمد بن سلیمان انباری بیان کرتے ہیں کہ حضرت وکیع اور ابن عیینہ رضی اللہ عنہما مذکورہ حدیث کے معنی یہ لیتے تھے کہ اس سے مراد ”استغنا“ ہے۔

۱۴۷۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عُمَرُ

۱۳۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عز وجل کسی چیز کو اس قدر کان

۱۴۷۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۵۴ / ۲ من حديث أبي داود به، وله شواهد عند البخاري، ح: ۷۵۲۷ وغيره.

۱۴۷۲- تخریج: [إسناده صحيح] (انفرد به أبو داود).

۱۴۷۳- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب استحباب تحمسين الصوت بالقرآن، ح: ۷۹۲ من حديث ابن وهب، والبخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: ”الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة... الخ، ح: ۷۵۴۴ من حديث يزيد بن عبد الله بن الهادي به.

۸- کتاب الوتر قراءت سے متعلق احکام و مسائل

ابن مَالِكٍ وَحَيَّوَةُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيِّي حَسَنَ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ».

🌟 فائدہ: یہاں [يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ] کے معنی [يَجْهَرُ بِهِ] یعنی بلند آواز سے پڑھنا لیے گئے ہیں۔

(المعجم ۲۱) - باب التَّشْدِيدِ فِيمَنْ حَفِظَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِيَهِ (التحفة ۳۵۷)

۱۴۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَيْسَى بْنِ قَائِدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَمْرٍ يَبْقَرُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمًا».

🌟 ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ یزید بن ابی زید ناقابلِ حجت ہے۔ بہر حال یہ بہت بڑا عیب ہے کہ انسان قرآن پڑھ کر یا حفظ کر کے یا ترجمہ پڑھ کر بھلا دے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایسی وقت ہوتا ہے جب انسان غفلت شعار ہو ورنہ اگر حافظہ ہی ساتھ چھوڑ جائے تو وہ اور بات ہے۔ وہ ان شاء اللہ معاف ہے۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ: أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ (التحفة ۳۵۸)

۱۴۷۵- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، ۱۳۷۵-عبدالرحمن بن عبد القاری کہتے ہیں کہ میں

۱۴۷۴- تخریج: [إسناده ضعيف] * یزید بن ابی زیاد ضعیف، تقدم: ۷۴۹، وعيسى بن فائد مجهول (تقریب)، ولم يسمعه من سعد، بينهما رجل مجهول كما رواه أحمد: ۲۸۵/۴، والدارمي: ۳۳۴۳.

۱۴۷۵- تخریج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح: ۲۴۱۹، ومسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف وبيان معناها، ح: ۸۱۸ من حديث مالك، به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۰۱/۱، (والقنعبي، ص: ۱۳، ۱۳۵).

نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورہ فرقان پڑھتے سنا، مگر اس کی قراءت اس کے خلاف تھی جو میں پڑھتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے مجھے یہ سورت پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں اس پر جلدی کرتا (اور جھپٹ پڑتا) مگر میں نے اس کو مہلت دی حتیٰ کہ وہ فارغ ہوا پھر میں نے اس کی گردن اپنی چادر سے پکڑ لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو سورہ فرقان پڑھتے سنا ہے اور یہ اس کے خلاف پڑھتا ہے جو آپ نے مجھے پڑھائی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”پڑھو“ چنانچہ اس نے اسی قراءت میں پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسی طرح اتاری گئی ہے۔“ پھر مجھے فرمایا: ”پڑھو“ چنانچہ میں نے بھی پڑھی تو آپ نے فرمایا: ”ایسے ہی اتاری گئی ہے۔“ پھر فرمایا: ”بلاشبہ یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے تو اس سے جو آسان لگے پڑھو۔“

عن ابن شہاب، عن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأَهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْرَأَ فِيهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَهْمَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَيْتُهُ بِرِدَائِي فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتِهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اقْرَأْ» فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَكَذَا أُنْزِلَتْ». ثُمَّ قَالَ لِي: «اقْرَأْ»، فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: «هَكَذَا أُنْزِلَتْ». ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ».



🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیجاں اس غیرت کی بنا پر تھا جو ان کے علم کے مطابق خلاف سنت نبوی قراءت سن کر پیدا ہوئی تھی۔ ② [سَبْعَةُ أَحْرَفٍ] ”سات حروف“ کی مختلف تاویلات ہیں اور اس سلسلے میں علامہ سیوطی نے ”الإتقان“ میں تیس اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان اقوال میں سے قریب تر قول اور علامہ شمس الحق ڈیوانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب عون المعبود کی ترجیح کے مطابق یہ ہے کہ اس سے وہ لغات اور اسالیب نطق مراد ہیں جو اہم سات قبائل عرب میں مروج تھے۔ ان لوگوں کے لیے اس دور میں کسی دوسرے قبیلے کی لغت اور اسلوب کو قبول کر لینا بعض اسباب کی وجہ سے از حد مشکل تھا۔ وہ قبائل یہ ہیں: حجاز ہذیل، ہوازن، یمن، طے، ثقیف اور بنی تمیم۔ اوائل خلافت عثمان رضی اللہ عنہ تک ان قراءتوں اور حروف میں قرآن پڑھا جاتا رہا، مگر جب مملکت اسلامیہ کی حدود از حد وسیع ہو گئیں اور حکم کی کثیر تعداد اسلام میں داخل ہو گئی اور مختلف قراءتوں سے ان کے آپس میں الجھنے کے واقعات میں کثرت آ گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب حل و عقد کے مشورے سے ایک قراءت (قراءت قریش) پر مصاحف

۸۔ کتاب الوتر قراءت سے متعلق احکام ومسائل

لکھوا کر مملکت میں پھیلا دیے تاکہ امت قرآن میں اختلاف و افتراق سے محفوظ رہے بلاشبہ ان کا یہ احسان قیامت تک بھلایا نہیں جاسکتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و أَرْضَاهُ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: علوم القرآن)

۱۴۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا هَذِهِ الْأَحْرُفُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ لَيْسَ يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ.

۱۴۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْبَطَّالِيُّ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ الْخَزَاعِيِّ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَبُي! إِنِّي أَقْرَأْتُ الْقُرْآنَ، فَقِيلَ لِي: عَلَى حَرْفٍ أَوْ حَرْفَيْنِ، فَقَالَ الْمَلِكُ الَّذِي مَعِيَ: قُلْ: عَلَى حَرْفَيْنِ، قُلْتُ: عَلَى حَرْفَيْنِ فَقِيلَ لِي: عَلَى حَرْفَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، فَقَالَ الْمَلِكُ الَّذِي مَعِيَ: قُلْ عَلَى ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: عَلَى ثَلَاثَةٍ، حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرَفٍ، ثُمَّ قَالَ: لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ إِنْ قُلْتَ سَمِيعًا عَلِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا مَا لَمْ تَخْتِمِ آيَةَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ، أَوْ آيَةَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ».

۱۴۷۶۔ تخریج: [إسناده صحيح] وهو في الجامع لمعمر بن راشد، ص: ۲۱۹، ومصنف عبدالرزاق، ج: ۲۰۳۷۰.

۱۴۷۷۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۲۴/۵ من حديث همام به * قتادة مدلس، تقدم، ح: ۲۹، وعن، ولبعض الحديث شاهد صحيح دون قوله: 'سميعًا عَلِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا'.

۸- کتاب الوتر آداب دعا کا بیان

☀ فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ تاہم اواخر آیات میں صفات الہیہ میں تغیر کی رخصت صرف رسول اللہ ﷺ ہی کو حاصل تھی۔ امت میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ متواتر قراءت کا التزام واجب ہے۔

۱۴۷۸- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَصَاةِ بَنِي غِفَارٍ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرَأَ أُمَّتُكَ عَلَى حَرْفٍ. قَالَ: «أَسْأَلُ اللَّهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ إِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ»، ثُمَّ أَتَاهُ ثَانِيَةً فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرَفٍ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرَأَ أُمَّتُكَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَأُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا.

۱۳۷۸- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قبیلہ بنی غفار کے تالاب کے پاس تھے کہ آپ پر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے کہا: ”میں اللہ عزوجل سے عفو و مغفرت کا سائل ہوں، کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔“ پھر جبریل علیہ السلام دوسری بار آئے اور پہلے کی مانند ذکر کیا، حتیٰ کہ سات حرفوں تک پہنچے۔ فرمایا: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو (کلام اللہ) سات حرفوں پر پڑھائیں، جس حرف پر بھی وہ پڑھیں گے، صحیح ہوگا۔

باب: ۲۳- (آداب) دعا

(المعجم ۲۳) - باب الدعاء

(التحفة ۳۵۹)

۱۴۷۹- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دعا عبادت ہی ہے۔ تمہارے رب نے فرمایا ہے: مجھے پکارو میں قبول کروں گا۔“

۱۴۷۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعِ بْنِ الْحَضَرَمِيِّ، عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الدَّعَاءُ هِيَ الْعِبَادَةُ» وَقَالَ رَبُّكُمْ أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴿٦٠﴾ [غافر: ۶۰].

۱۴۷۸- تخریج: أخرجه مسلم، صلوٰۃ المسافرين، باب بیان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف وبيان معناها، ح: ۸۲۱ عن ابن المثنى به.

۱۴۷۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة، ح: ۲۹۶۹، وابن ماجه، ح: ۳۸۲۸ من حديث ذر بن عبد الله الهمداني به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ۴۴

☀️ **فائدہ:** جب دعا عبادت ہے تو غیر اللہ سے دعا کرنا شرک ہوا۔ لہذا زبان زد عام کلمات یا رسول اللہ یا علی یا حسین یا غوث وغیرہ قسم کے انداز سے دعائیں کرنا نعرے لگانا یا ان کے طغرے لکھنا اور لڑکانا صریح شرک ہے اور ان سے بچنا فرض ہے اور علمائے حق پر واجب ہے کہ عوام کو مسئلہ توحید کی اہمیت اور نزاکت سے آگاہ کرتے رہا کریں۔

۱۴۸۰- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ایک صاحبزادے کہتے

ہیں میرے والد نے مجھے سنا کہ میں اس طرح سے دعا کر رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی نعمتوں کا اور رونقوں کا اور یہ اور یہ۔ اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کی زنجیروں اور طوقوں سے اور اس کی ایسی ایسی بلاؤں سے۔ تو انہوں نے کہا: بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”عقرب کچھ لوگ ہوں گے جو دعا میں مبالغہ کریں گے۔“ تو خیال رکھو کہیں ان میں سے نہ بن جانا۔ اگر تجھے جنت مل گئی تو اس کی تمام خیرات تمہیں مل جائیں گی۔ اور اگر جہنم سے بچ گئے تو اس کی تمام آفتوں سے بھی بچ جاؤ گے۔

۱۴۸۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ مَخْرَاقٍ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، عَنْ ابْنِ لِسْعِدٍ قَالَ: سَمِعَنِي أَبِي وَأَنَا أَقُولُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَنَعِيمَهَا وَبَهْجَتَهَا، وَكَذَا وَكَذَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَسَلْسِلِهَا، وَأَغْلَالِهَا وَكَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: يَا بَنِي! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ»، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، إِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَ الْجَنَّةَ أُعْطِيتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنْ أُعْذِتَ مِنَ النَّارِ أُعْذِتَ مِنْهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الشَّرِّ.

☀️ **فائدہ:** یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی اس کا پہلا حصہ

[سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ] صحیح ہے کیونکہ اتنا حصہ دوسرے طریق سے ثابت ہے دیکھیے حدیث: ۹۶-

۱۴۸۱- صحابی رسول ﷺ حضرت فضالہ بن عبید اللہؓ

بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز

۱۴۸۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ:

«ح: ۲۳۹۶، والحاكم: ۱/۴۹۰، ۴۹۱، ووافقه الذهبي.

۱۴۸۰- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۱۸۳، ح: ۱۵۸۴ من حديث شعبة به * أبو نعامه قيس بن عباية سمعه من مولى لسعد، وهو مجهول عن ابن لسعد به، وانظر، ح: ۹۶، فهو شاهد لشطره الأول: "سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ"، وهو صحيح.

۱۴۸۱- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء والصلوة على النبي ﷺ قبله ...]، ح: ۳۴۷۷ من حديث عبدالله بن يزيد المقرئ به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۰۹، ۷۱۰، وابن حبان، ح: ۵۱۰، والحاكم: ۱/۲۳۰، ۲۶۸، والذهبي.

۸- کتاب الوتر

آداب دعا کا بیان

میں دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد و ثناء کی تھی اور نہ نبی ﷺ کے لیے درود پڑھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس نے جلدی کی۔“ پھر اس کو بلایا اور اسے یا کسی دوسرے سے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کرے پھر نبی ﷺ کے لیے درود پڑھے اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔“

أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِيءٍ حُمَيْدُ بْنُ هَانِيءٍ: أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمَرُو بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالََةَ بْنَ عُبَيْدٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ، لَمْ يَمَجِّدِ اللَّهَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَجِلْ هَذَا»، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ - أَوْ لغيره - : «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَمْجِيدِ رَبِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدَ بِمَا شَاءَ».

فائدہ: نماز میں تشهد کی ترتیب بھی یہی ہے اور نماز کے علاوہ دعاؤں کا ادب بھی یہی ہے۔



۱۴۸۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدْعُ مَا سِوَى ذَلِكَ.

۱۳۸۲- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعائیں پسند فرمایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ کو چھوڑ دیتے تھے۔

فائدہ: یعنی ایسی دعائیں جو دنیا و آخرت کی بھلائوں کی جامع ہوں نیز ان کے الفاظ کم اور معانی وسیع ہوں جیسے

کہ معروف دعا ہے: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

۱۴۸۳- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ

۱۳۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ایسے دعا مت کرے کہ یا اللہ! مجھے بخش دے اگر چاہے تو۔ یا اللہ

۱۴۸۲- [تخریج: أخرجه أحمد: ۱۶/۱۴۸، ۱۸۸ من حديث الأسود بن شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۱۲، والحاكم: ۵۳۹/۱، ووافقه الذهبي.

۱۴۸۳- [تخریج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب: ليعزم المسألة فإنه لا مكره له، ح: ۶۳۳۹ عن القعنبی به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۱۳/۱، (ابن القاسم): ۳۳۶، وأبو مصعب الزهري، ح: ۶۱۷.

۴۔ کتاب الوتر۔ آداب دعا کا بیان

أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، مجھ پر رحم فرما اگر چاہے تو۔ جو مانگنا ہے عزیمت اور پختگی
اللَّهُمَّ! ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمَ سے مانگو۔ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔
الْمَسْأَلَةُ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرَهَ لَهُ۔

☀ فائدہ: اس انداز سے دعائیں گویا داعی خود راغب نہیں ہوتا اور اسے ضرورت نہیں ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ پختگی اور
عزیمت سے مانگا جائے: ”اے اللہ! مجھے یہ چیز عنایت فرما۔“ کیونکہ اللہ جب دینا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

۱۴۸۴۔ حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
عن ابن شہاب، عن أبي عبيد، عن أبي ہریرۃ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ: کہے کہ میں نے دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی۔“
قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي»۔

☀ توضیح: یعنی تاخیر سے بے چین ہو جائے یا ویسے ہی مایوسی کا اظہار کرنے لگے اور یہ دونوں ہی صورتیں مذموم ہیں۔
خیال رہے کہ قبولیت کے لیے ایک وقت مقرر ہے لہذا بندے کو ہمیشہ مانگتے رہنا چاہیے بے چین نہیں ہونا چاہیے۔ کہا
جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی فرعون کے لیے بددعا چالیس سال بعد قبول ہوئی تھی۔ اور مایوسی
(قنوط و یاس) کافروں کی صفت ہے۔ نیز قبولیت دعا کی کئی صورتیں ہوتی ہیں: ① عین مطلوب کا بروقت مل جانا۔
② تاخیر سے ملنا جس میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ ③ بعض اوقات عین مطلوب تو نہیں دیا جاتا مگر اس
کے بدلے کوئی اور شر در کر دیا جاتا ہے یا فائدہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ ④ یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا جاتا
ہے جب کہ انسان از حد محتاج ہوگا۔ (عون المعبود) کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک نافرمان اور عاصی قسم کا آدمی دعا کرتا
ہے تو اس کا مطلوب اسے بڑی جلدی مل جاتا ہے مگر صالح انسان مانگتا رہتا ہے اور اسے نہیں دیا جاتا۔ اس کی حقیقی
حکمت تو اللہ ہی جانے مگر بقول بعض بزرگوں کے چونکہ دست دعا بلند کرنا اور اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! کا بار بار تہ عبادت
اور محبوب عمل ہے اور اللہ عز و جل کو اچھا لگتا ہے کہ یہ بندہ اس کی چوکھٹ پر بیٹھا رہے اس لیے اس کا مطلوب اس کو نہیں
دیا جاتا بلکہ اس کے درجات بلند کیے جاتے اور بعض دوسری نعمتیں دی جاتی ہیں۔ جبکہ دوسرا عاصی انسان اللہ کا مغفوض
ہوتا ہے اور اللہ کو اس کی اپنے دربار میں حاضری پسند نہیں ہوتی تو جو نبی وہ کوئی طلب پیش کرتا ہے تو اللہ کی مشیت
ہوتی ہے تو فوراً اسے دے دی جاتی ہے نتیجتاً وہ اپنا مطلوب پا کر پھر سے اللہ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ

۱۴۸۴۔ تخریج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب يستجاب للعبد ما لم يعجل، ح: ۶۳۴۰، ومسلم، الذكر
والدعاء، باب بيان أنه يستجاب للداعي ما لم يعجل... الخ، ح: ۲۷۳۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ
(يحيى) ۱/ ۲۱۳، (أبو مصعب، ح: ۶۱۸، وابن القاسم، ص: ۱۲۹)۔

۸- کتاب الوتر آداب دعا کا بیان

تقرب الی اللہ اور اجر و ثواب سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ونسأل اللہ العافیۃ۔

۱۴۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ قُرْطُبِيُّ حَضَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ دَعَا لِمَا يُغْنِيهِ عَنْهُ يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْجَارُ وَمَا كَانَ لَهَا مِنْ ثَمَرٍ وَلَا نَخْلٍ، نَبْطُونَ عَنْكُمْ فَأَمْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ"۔

۱۴۸۵- محمد بن کعب قرطبی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دیواروں کو (کپڑوں وغیرہ سے) مت ڈھانپو۔ جس شخص نے اپنے بھائی کی کتاب (یا تحریر) میں اس کی اجازت کے بغیر دیکھا وہ آگ میں دیکھا ہے۔ اللہ سے مانگو تو ہتھیلیاں پھیلا کر مانگو ہاتھوں کی پشت سے مت مانگو اور جب تم دعا سے فارغ ہو تو انہیں اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔“



قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، كُلُّهَا وَاهِيَةٌ، وَهَذَا الطَّرِيقُ أَمْثَلُهَا وَهُوَ ضَعِيفٌ أَيْضًا۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمد بن کعب سے کئی سندوں سے مروی ہے اور کبھی ضعیف ہیں۔ اور یہ (مذکورہ) سند ان سب میں سے اچھی ہے مگر یہ بھی ضعیف ہے۔

🌞 فائدہ: ”دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے“ کی احادیث انفراداً ضعیف ہیں مگر بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مجموعی لحاظ سے درجہ حسن تک پہنچتی ہیں۔ (بلوغ المرام، کتاب الجامع، باب الذکر والدعاء، حدیث: ۱۵۵۴) شیخ البانی رحمہ اللہ اور ہمارے محقق شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ وغیرہ حافظ ابن حجر کی اس رائے سے متفق نہیں۔ لیکن بعض دوسرے شیوخ بعض آثار صحابہ کی بنیاد پر جن میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ کا یہ عمل بیان کیا گیا ہے کہ وہ دعا کے بعد اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔ دیکھیے: (الادب المفرد، حدیث: ۶۰۹) دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح دعائے قوت بھی ان علماء کے نزدیک دعا ہی ہے۔ بنا بریں ان کے نزدیک ہاتھ پھیرنے کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے اس کے بعد بھی چہرے پر ہاتھ پھیرنا جائز ہوگا۔

۱۴۸۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲/ ۲۱۲ من حديث أبي داود به، وفيه مجهول وعلّة أخرى، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح: ۳۸۶۶، وغيره، وقوله: "لا تستروا الجدر" حسن، له شاهد عند الطحاوي في معاني الآثار: ۴/ ۲۸۳۔

۸- کتاب الوتر آداب دعا کا بیان

ایک جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری اور امام احمد سے قنوت وتر میں بھی ہاتھ پھیرنے کا عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (قیام اللیل للمروزی، ص: ۲۳۶ ومسائل الامام احمد وروایت ابن عبد اللہ ج: ۲، ص: ۳۰۰) تاہم دعائے قنوت وتر چونکہ نماز کا ایک حصہ ہے۔ اس لیے دعائے قنوت وتر کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے سے بچنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کا اثبات حدیث سے ہوتا ہے نہ عمل صحابہ سے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۸۶- ابو بکر یہ سکونی مالک بن یسار سکونی عوفی

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اللہ سے سوال کرو (دعا کرو) تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مانگا کرو ہاتھوں کی پشت سے نہ مانگا کرو۔“

۱۴۸۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ
الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ قَالَ: قَرَأْتُهُ فِي أَصْلِ
إِسْمَاعِيلَ يَعْنِي ابْنَ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنِي
ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو ظَبْيَةَ؛ أَنَّ
أَبَا بَكْرِيَةَ السَّكُونِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ
يَسَارٍ السَّكُونِيِّ ثُمَّ الْعَوْفِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ: «إِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَلُّوهُ بِطُؤُنٍ
أَكْفَكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا».

امام ابو داود کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الحمید نے کہا کہ ہمارے علم کے مطابق مالک بن یسار کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ
الْحَمِيدِ: لَهُ عِنْدَنَا صُحْبَةٌ يَعْنِي مَالِكِ
ابْنَ يَسَارٍ.

☀ فائدہ: عام دعاؤں میں ہتھیلیاں ہی پھیلائی جائیں مگر نماز استسقاء میں جب قنوت اور خشکی دور کرنے کی دعا کی جائے تو بطور تفاؤل (نیک شگون) ہاتھوں کی پشت اوپر کی جانب کی جائے جو کہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

۱۴۸۷- حضرت انس بن مالک ﷺ کہتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کی جانب سے اور پشت کی جانب سے بھی دعا کرتے تھے۔

۱۴۸۷- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ:
حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ نُبَهَانَ،
عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو هَكَذَا بِبَاطِنِ كَفِّهِ
وَيُظَاهِرُهُمَا.

۱۴۸۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين، ح: ۱۶۳۹ من حديث إسماعيل بن عياش، وللحديث شاهد، (مجمع الزوائد: ۱۰/۱۶۹).

۱۴۸۷- تخریج: [إسناده ضعيف] * عمر بن نبهان ضعيف، ضعفه ابن معين وأبو حاتم وغيرهما.

☀ فائدہ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے لیکن ان الفاظ کے ساتھ کہ ”آپ نے ہتھیلیوں کا غاہر منہ کی طرف اور پشت زمین کی طرف کی۔“

۱۴۸۸- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ
الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ:
حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ، يَعْنِي ابْنَ مَيْمُونٍ صَاحِبَ
الْأَنْمَاطِ: حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ
كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ،
أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا».

۱۳۸۸- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تمہارا
رب بہت حیا والا اور نجی ہے۔ بندہ جب اس کی طرف اپنے
ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹا دے۔“

☀ فوائد و مسائل: اللہ عز و جل کا ”حیا کرنا“ اس کی خاص صفت ہے اور اسی طرح ہے جیسے اس کی ذات کو لائق
ہے۔ اہل السنۃ کا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر ایمان ہے۔ ان کی تفصیل و کنہ میں جانا اور پڑنا درست نہیں ہے۔

۱۴۸۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا وَهْبٌ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي
الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكَبَيْكَ
أَوْ نَحْوَهُمَا، وَالْإِسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيرَ بِإِصْبَعٍ
وَاحِدَةٍ. وَلَا يَبْتَهِلُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيعًا.

۱۳۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا کہ
سوال (یعنی دعا کا ادب) یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ اپنے
کندھوں کے برابر یا اس کے قریب بلند کرو۔ اور استغفار
یہ ہے کہ اپنی ایک انگلی سے اشارہ کرو اور ابھتال (عجز و
انکسار) یوں ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو لمبا کرو۔

۱۴۹۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۱۳۹۰- عباس بن عبد اللہ بن معبد بن عباس نے
اسی مذکورہ حدیث کو بیان کیا تو اس میں کہا کہ ابھتال (عجز و

۱۴۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "إن الله حي كريم ..."، ح: ۳۵۵۶ من
حدیث جعفر بن میمون بہ، وقال: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، وللحديث شاهد ضعيف عند ابن حبان،
ح: ۲۳۹۹.

۱۴۸۹- تخریج: [حسن] انظر، ح: ۱۴۹۱.

۱۴۹۰- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق والآتي.

۸- کتاب الوتر

آداب دعا کا بیان

ابنِ مَعْبُدِ بْنِ عَبَّاسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: وَأَنْكَسَارُ أَوْ دَعَاءٍ فِي مَبَالِغِهِ (ایسے ہے اور (عملاً) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کی پشت کو اپنے چہرے کی طرف کیا۔

🌞 فائدہ: جیسے کہ دعائے استقاء میں ثابت ہے۔

۱۴۹۱- عباس بن عبد اللہ بن معبد بن عباس اپنے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... اور اسی کی مانند ذکر کیا۔

۱۴۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدِ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنْ أَخِيهِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۱۴۹۲- سائب بن یزید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب دعا کرتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے تو اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔

۱۴۹۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ.

🌞 فائدہ: اس مسئلے کی توضیح کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۴۸۵ کے فوائد۔ نیز خیال رہے کہ ہر موقع کی دعا میں ہاتھ اٹھانا بھی ثابت نہیں ہے۔ بے شمار مواقع ہیں کہ وہاں دعا شروع ہے مگر ہاتھ اٹھانے ثابت ہی نہیں ہیں۔ مثلاً کھانے کے بعد یا نیند کے موقع پر وغیرہ۔

۱۴۹۳- عبد اللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان

۱۴۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۱۴۹۱- تخریج: [إسناده حسن] (انفرادہ ابو داود)۔


۱۴۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۲۱/۴ عن قتيبة به * حفص بن هاشم مجهول (تقریب)، وللحديث لون آخر عند الفريابي، (النكت الظراف: ۱۰۶/۹، ۱۰۷)۔

۱۴۹۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب اسم الله الأعظم، ح: ۳۸۵۷ من حديث مالك ابن مغول به، وحسنه الترمذي، ح: ۳۴۷۵، وصححه ابن حبان، ح: ۲۳۸۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۵۰۴، ووافقه الذهبي.

کے والد کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ] ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے بے نیاز ہے جس نے نہ جنا اور نہ جنا ہی گیا اور کوئی بھی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اللہ سے اس کے اس نام سے سوال کیا ہے کہ جب اس سے اس نام سے مانگا جائے تو عنایت فرماتا ہے دعا کی جائے تو قبول کرتا ہے۔“


عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. فَقَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ اللَّهَ بِالْأَسْمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ».



 فوائد و مسائل: ① اللہ عز وجل کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کے وسیلہ سے دعا کرنا مستحب، مسنون اور مطلوب ہے اور مشروع وسیلہ کی ایک صورت ہے۔ ② اللہ عز وجل کے تمام اسماء عظیم ہیں ان میں فرق کرنا یا ایک کو دوسرے پر فوقیت دینا جائز نہیں جس کے قائل ابوالحسن الاشعری اور ابوبکر محمد الباقلائی وغیرہ ہیں۔ ان کے نزدیک ”اعظم“، ”عظیم“ کے معنی میں ہے۔ ابن حبان کا خیال ہے کہ یہاں ”اعظمت“ سے مراد ادائی کے لیے مزید اجر و ثواب ہے۔ امام طبری کہتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسم اعظم ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (عون المعبود)

۱۴۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ ۱۳۹۳- مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ نے یہی حدیث بیان کی اس میں کہا: ”بے شک اس نے اللہ عز وجل سے اس کے بڑے نام (اسم اعظم کے واسطے) سے سوال کیا ہے۔“

الرَّقِّي: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: «لَقَدْ سَأَلَ اللَّهَ بِأَسْمِهِ الْأَعْظَمِ».

 فائدہ: معلوم ہوا کہ اسمائے حسنیٰ میں ”اسم اعظم“ بھی ہے اور وہ سورۃ اخلاص میں ہے۔

۱۴۹۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما جاء في جامع الدعوات عن رسول الله ﷺ، ح: ۳۴۷۵ من حديث زيد بن حباب، به، وقال: "حسن غريب".

۱۴۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدٍ
اللهُ الْحَلَبِيُّ: حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ
حَفْصِ بْنِ يَعْنِي ابْنَ أَجِيٍّ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ:
أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ
يُصَلِّي، ثُمَّ دَعَا: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ
لَكَ الْحَمْدَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
«لَقَدْ دَعَا اللهُ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ
بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ».

۱۴۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول
اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی نماز
پڑھ رہا تھا۔ اس نے دعا کی: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ] ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا
ہوں اس لیے کہ تیری ہی تعریف ہے تیرے سوا کوئی
معبود نہیں تو بے انتہا احسان کرنے والا ہے آسمان و
زمین کو بے مادہ و بے نمونہ پیدا کرنے والا ہے۔ اے
جلال و اکرام والے! اے زندہ! اے نگرانی کرنے
والے!“ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق اس نے اللہ
سے اس کے اس عظیم نام کے واسطے سے دعا کی ہے
جس سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے مانگا جائے
تو دیتا ہے۔“

۱۴۹۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى
ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ
شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ بَرِيدٍ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ فِي
هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَاللَّهُ أَكْبَرُ﴾ وَ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾ [البقرة: ۱۶۳]
وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ﴿أَلَمْ يَلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَلْحَى الْقَيُّوْمُ﴾».

۱۴۹۶- شہر بن حوشب حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا
سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا
اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: ﴿وَاللَّهُ أَكْبَرُ﴾ وَاللَّهُمَّ
وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿اور سورہ
آل عمران کی ابتدائی آیت میں ﴿أَلَمْ يَلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾

۱۴۹۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الدعاء بعد الذكر، ح: ۱۳۰۱ من حديث خلف
ابن خليفة به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۳۸۲، والحاكم على شرط مسلم: ۵۰۳/۱، ۵۰۴، ووافقه الذهبي.
۱۴۹۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: [في إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء
والصلوة على النبي ﷺ قبله ...]، ح: ۳۴۷۸ من حديث عيسى بن يونس به، وقال: "حسن صحيح".

۸- کتاب الوتر

آداب دعا کا بیان

۱۴۹۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۳۹۷- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کا ایک لحاف چوری ہو گیا تو وہ چور پر بددعا کرنے لگیں۔ نبی ﷺ فرمانے لگے: ”اس کے گناہ کو ہلکامت کر۔“

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُرِقَتْ مِلْحَفَةٌ لَهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى مَنْ سَرَقَهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُسَبِّحِي عَنْهُ».

قال أَبُو دَاوُدَ: لَا تُسَبِّحِي: لَا تُخَفِّفِي عَنْهُ. امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: لَا تُسَبِّحِي کے معنی [لَا تُخَفِّفِي] ہیں، یعنی ”ہلکانہ کر، کم نہ کر۔“

🌞 توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے اس سے وہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۴۹۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ:

۱۳۹۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عمرہ کرنے کی رخصت چاہی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا: ”میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں مت بھولنا۔“ آپ نے ایسے لفظ فرمائے کہ مجھے ان کے بدلے دنیا بھی ملے تو پسند نہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں بعد میں جناب عاصم سے مدینہ میں ملا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی۔ ان کے لفظ تھے: ”میرے عزیز بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک رکھنا۔“

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ لِي وَقَالَ: «لَا تُنَسِّئَا يَا أَخِي! مِنْ دُعَايِكَ»، فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيتُ عَاصِمًا بَعْدَ بِالْمَدِينَةِ فَحَدَّثَنِيهِ فَقَالَ: «أَشْرِكْنَا يَا أَخِي فِي دُعَايِكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً اگرچہ ضعیف ہے لیکن معنا صحیح ہے۔ یعنی اس سے جو باتیں ثابت ہوتی ہیں

دوسرے دلائل سے بھی وہ ثابت ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا حضرت عمر کو اپنا بھائی کہنا۔ ② اجتماعی زندگی میں کسی بڑے اہم کام کے اقدام کے لیے بزرگوں سے اجازت لینا۔ ③ اہل فضل سے دعائے خیر کی درخواست کرنا بالخصوص جب وہ کسی فضیلت والے عمل میں ہوں۔

۱۴۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤٥/٦ من حديث الأعمش، والنسائي في الكبرى، ح: ٧٣٥٩ من حديث حبيب بن أبي ثابت به، وهو مدلس، ولم أجد تصريح سماعه، وللحديث شاهد ضعيف عند أحمد: ٢١٥/٦. ۱۴۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: ١٠٩، ح: ٣٥٦٢ من حديث عاصم بن عبيد الله به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٨٩٤ * عاصم بن عبيد الله ضعيف، ضعفه الجمهور.

۸۔ کتاب الوتر۔ تسبیحات اور تسبیحات پڑھنے سے متعلق

۱۴۹۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: مَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَذْغُو بِإِصْبَعِي فَقَالَ: «أَحَدٌ أَحَدٌ، وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ».

۱۴۹۹۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اپنی دو انگلیاں اٹھائے دعا کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سے ایک سے۔“ اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

🌞 فائدہ: نماز میں ایک انگلی سے اشارہ اللہ کی توحید کا اثبات اور اس کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم ۲۴) - باب التَّسْبِيحِ بِالْحَصَى (التحفة ۳۶۰)

باب: ۲۴۔ (شمار کی غرض سے) کنکریوں پر تسبیح پڑھنا

۱۵۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو؛ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ حَدَّثَهُ عَنْ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهَا: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَى - أَوْ حَصَى - تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ: «أَخْبِرُكَ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا أَوْ أَفْضَلُ؟» فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ

۱۵۰۰۔ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے والد (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے جب کہ اس عورت کے سامنے گھلیاں تھیں یا کنکریاں وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس سے آسان تر یا افضل ہو؟“ تو آپ نے فرمایا: [سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ..... الخ] ”اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے آسمان میں پیدا کی۔ اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے زمین میں پیدا کی۔ اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے ان دونوں کے مابین پیدا کی اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی

۱۴۹۹۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، السهو، باب النهي عن الإشارة بإصبعين وبأي أصبع يشير، ح: ۱۲۷۴ من حديث أبي معاوية الضرير به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۲۴۰۵ وغيره * الأعمش عن ابن، وللحديث شواهد ضعيفة.


۱۵۰۰۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في دعاء النبي ﷺ وتعوذه في دبر كل صلاة، ح: ۳۵۶۸ من حديث عبد الله بن وهب به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۳۳۰، والحاكم: ۱/ ۵۴۸، ۵۴۷، وانظر إتحاف المهرة: ۱/ ۱۴۶، وأورده الضياء في المختارة: ۳/ ۲۰۹، ۲۱۰، ح: ۱۰۱۰، ۱۰۱۱.

٨- کتاب الوتر

تبیحات اور تبیحات پڑھنے سے متعلق

اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ.

تعداد میں جو وہ پیدا کرے گا۔ اور اللہ انجبر اسی کے مثل اور الحمد للہ اسی کے مثل اور لا إله إلا اللہ اسی کے مثل اور لا حول ولا قوۃ إلا باللہ اسی کے مثل۔

 **فائدہ:** اللہ کا ذکر معروف تسبیح کے دانوں پر شمار کر کے پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کے خلاف ہے۔

نبی ﷺ انگلیوں پر پڑھا کرتے اور یہی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ جیسے کہ آئندہ احادیث میں آرہا ہے۔ محبت صادق کو انہی امور پر قانع رہنا چاہیے جو آپ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ تاہم اگر کسی کو حساب میں مشکل پیش آتی ہو اور آسانی کی غرض سے تسبیح پر پڑھتا ہو تو مباح ہے، مگر استحباب و فضیلت کے خلاف ہے۔ اگر ریاکاری مقصد ہو تو سراسر حرام ہے۔ مزید دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ ۵۰۶/۲۲) یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہ چیزیں اس دور میں ناپید تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بارٹھوئے کا واقعہ معروف ہے۔ گلے کا بار اور تسبیح ملتی جلتی چیزیں ہیں۔

۱۵۰۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ هَانِيٍّ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ حُمَيْصَةَ ابْنَتِ يَاسِرٍ، عَنْ يُسَيْرَةَ، أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُنَّ أَنْ يُرَاعِينَ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّقْدِيسِ وَالتَّهْلِيلِ وَأَنْ يَعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ.

۱۵۰۱- حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے انہیں (صحابیات کو) حکم دیا تھا کہ وہ اللہ کی تکبیر [اللَّهُ أَكْبَرُ] تقدیس [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] اور تہلیل [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کی پابندی اختیار کریں اور یہ کہ اپنی انگلیوں پر شمار کیا کریں کیونکہ ان سے سوال ہوگا اور یہ بولائی جائیں گی۔

فائدہ: روز قیامت جسم کے اعضاء بلوائے جائیں گے اور شہادت دیں گے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿الْیَوْمَ

نَحْنِمْ عَلَى أَقْوَامِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيَهُمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ ”آج ہم ان کے منہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کیے کی گواہی دیں گے۔“ اور سورۃ النور میں ہے: ”يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ (النور: ٣٣) ”اس دن ان کی زبانیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے جو یہ عمل کرتے رہے۔“

۱۵۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ

١٥٠١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب في فضل التسبيح والتهليل والتقدس، ح: ٣٥٨٣ من حديث هاني بن عثمان به، وقال: "غريب"، وصححه الذهبي، تلخيص المستدرک ١/ ٥٤٧، وحسنه النووي في الأذکار، ص: ١٤، والحافظ ابن حجر.

١٥٠٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد والتكبير... الخ]، ح: ٣٤١١ من حديث عثام بن علي به، وقال: "حسن غريب" * الأعمش مدلس وعنعن.

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ (کی انگلیوں) پر تسبیح شمار کرتے تھے۔ (استاذ ابن قدامہ نے وضاحت کی کہ اپنے دائیں ہاتھ سے۔

مَيْسَرَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ فِي آخِرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَنَّا عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَعْقُدُ التَّسْبِيحَ - قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ - بِبِمِينِهِ.

🌞 فائدہ: تسبیحات صرف دائیں ہاتھ ہی پر شمار کرنا سنت ہے۔

۱۵۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے نکلے..... اس سے پہلے ان کا نام ”برہ“ (نیک اور صالح) تھا۔ اور آپ نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا..... آپ ان کے ہاں سے نکلے اور وہ اپنے مصلے پر تھیں پھر واپس تشریف لائے تو (دیکھا کہ) وہ اپنے مصلے ہی پر ہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا تم اس وقت سے اپنے مصلے ہی پر ہو؟“ وہ کہنے لگیں: ہاں! آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہارے (ہاں سے جانے کے) بعد چار کلمات تین بار کہے ہیں اگر ان کو تمہاری تسبیحات اور ذکر سے وزن کیا جائے تو یہ (میرے کلمات) بھاری ہو جائیں گے۔ یعنی [سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ] ”پاکیزگی ہے اللہ کی اس کی تعریفوں کے ساتھ اس قدر جتنی کہ اس کی مخلوق ہے اور اتنی کہ اس سے وہ راضی ہو جائے اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس قدر جتنی کہ اس کے کلمات کی روشنائی ہے۔“

۱۵۰۳- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عِنْدِ جُوزَيْرِيَّةَ، - وَكَانَ اسْمُهَا بَرَّةٌ فَحَوَّلَ اسْمَهَا - فَخَرَجَ وَهِيَ فِي مُصَلَّاهَا، وَدَخَلَ وَهِيَ فِي مُصَلَّاهَا، فَقَالَ: «[أ] لَمْ تَزَالِي فِي مُصَلَّائِكَ هَذَا؟» قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: «قَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وَزَنْتُ بِمَا قُلْتُ لَوَزَنْتُهُنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① ایسے نام رکھنا جن میں خود ستائی کا مفہوم نکلتا ہو مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح جن میں کوئی برا معنی ہو نبی ﷺ ایسے ناموں کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ ② جامع اور مختصر ورد اختیار کرنا افضل ہے اور مذکورہ بالا تسبیح انتہائی مختصر اور جامع ہے۔

۱۵۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مال و دولت والے تو اجر و ثواب لے گئے (اور ہم خالی رہ گئے!) وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے کہ ہم پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جیسے کہ ہم رکھتے ہیں اور ان کے پاس زائد اموال ہیں جو وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس نہیں ہیں کہ صدقہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوذر! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن سے تم اپنے سے آگے بڑھنے والوں کو پالو اور پیچھے رہنے والے تمہیں نہ پاسکیں الا یہ کہ کوئی تمہاری طرح کا عمل کرے؟“ کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) بار اللہ اکبر تینتیس (۳۳) بار الحمد للہ اور تینتیس (۳۳) بار سبحان اللہ کہا کرو اور ان کا اختتام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پر ہو اس سے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔“

۱۵۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ يَارَسُولَ اللَّهِ! ذَهَبَ أَصْحَابُ الدُّنُورِ بِالْأَجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فُضُولُ أَمْوَالٍ يَتَصَدَّقُونَ بِهَا، وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ نَتَصَدَّقُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ تُدْرِكُ بِهِنَّ مَنْ سَبَقَكَ وَلَا يُلْحَقُكَ مَنْ خَلْفَكَ إِلَّا مَنْ أَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟» قَالَ: بَلَى، يَارَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «تُكَبِّرُ اللَّهَ ذُبْرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُخْتِمُهَا بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَيْدِ الْبَحْرِ».

☀️ فائدہ: صحیح مسلم المساجد حدیث: ۵۹۵ و سنن النسائی السهو حدیث: ۱۱۳۵۳ اور سنن بیہقی (دعوات) میں اس ورد کی ترتیب سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر وارو ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق اس روایت میں آخری جملہ [غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ الخ] صحیح نہیں ہے بلکہ مدرج ہے۔ تاہم دوسری روایات سے یہ جملہ مرفوعاً ثابت ہے۔

۸- کتاب الوتر..... سلام کے بعد ذکر و اذکار سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۵) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ (التحفة ۳۶۱)

۱۵۰۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ وَرَادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَيُّ شَيْءٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَأَمَّا هَا الْمُغِيرَةُ عَلَيْهِ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ»

۱۵۰۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ کو خط لکھا اور دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام کے بعد کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو حضرت مغیرہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ "اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں" وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ ملک اسی کا ہے۔ تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ! جو تو عنایت فرما دے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی بھی مال دار کو تیرے مقابلے میں اس کا مال فائدہ نہیں دے سکتا۔"

☀ فائدہ: کہاں یہ زبان رسالت مآب ﷺ کے اور امبارکہ اور کہاں جاہل صوفیوں کے خود ساختہ وظیفے! سچ ہے "قدر زرزگر بداند یا بداند جوہری" یہ اصحاب الحدیث ہی کا شرف ہے کہ وہ رسالت مآب ﷺ کے ہر فعل کو اپنا لینا ہی سعادت جانتے ہیں۔

۱۵۰۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ

۱۵۰۶- ابو الزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ جب نماز سے پھرتے (یعنی سلام کے بعد) تو یہ پڑھا

۱۵۰۵- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوة وبيان صفته، ح: ۵۹۳ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلوة، ح: ۸۴۴ من حديث وراد به.

۱۵۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوة وبيان صفته، ح: ۵۹۴ من حديث إسماعيل ابن علية به.

۸- کتاب الوتر

عَبَدَ اللَّهُ بَنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمُنْبِرِ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ يَقُولُ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالنِّسَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

سلام کے بعد ذکر و اذکار سے متعلق احکام و مسائل

کرتے تھے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالنِّسَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ] ”ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کا ہے تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں خواہ کافروں کو یہ ناپسند ہو۔ (اے اللہ) تو ہی نعمت و فضل والا اور بہترین تعریف کا مستحق ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں! ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں خواہ کافروں کو یہ ناپسند ہی ہو۔“



۱۵۰۷- ابو الزبیر کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ..... الخ] پڑھا کرتے تھے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند دعا ذکر کی اور یہ اضافہ کیا: [وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ.....] اور بقیہ حدیث بیان کی۔

۱۵۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُهْلِلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا الدُّعَاءِ زَادَ فِيهِ: «وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ» وَسَاقَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ.

۱۵۰۸- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے

۱۵۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ - وَهَذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ - قَالَ:

۱۵۰۷- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۸۴/۲، ۱۸۵ من حديث أبي داود به.

۱۵۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۶۹/۴، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۱۰۱ من حديث المعتمر به * داود بن راشد لين الحديث، ضعفه الجمهور، وشيخه مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم.

- کتاب الوتر

سلام کے بعد ذکر واذکار سے متعلق احکام و مسائل

تھے: اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لِّكَ وَ اَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ اَسْمَعْ وَ اسْتَجِبْ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ! نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ ”اے اللہ! ہمارے رب اور ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ تو اکیلا ہی رب ہے۔ تیرا کوئی سا جہی نہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ سارے بندے (ایک دوسرے کے) بھائی ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر شے کے رب! مجھے اور میرے اہل کو دنیا اور آخرت کے اندر ہر گھڑی میں اپنا مخلص بنائے رکھ۔ اے جلال و اکرام والے! میری دعا سن اور قبول فرما۔ اللہ سب سے بڑا ہے، بہت ہی بڑا۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کا نور ہے... سلیمان بن داود نے ”نور“ کے بجائے ”رَبَّ“ کا لفظ کہا ہے۔ (یعنی) اے آسمانوں اور زمین کے رب..... اللہ سب سے بڑا ہے، بہت ہی بڑا۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کار ساز ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، بہت ہی بڑا۔“

حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ دَاوُدَ الطَّفَاوِيَّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُسْلِمٍ الْبَجَلِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: - وَقَالَ سُلَيْمَانُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي ذُبُرِ صَلَاتِهِ -: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اَنَا شَهِيدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اَنَا شَهِيدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ، اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، اَنَا شَهِيدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لِّكَ وَ اَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ اَسْمَعْ وَ اسْتَجِبْ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ! نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ - قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ، حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ».

۸- کتاب الوتر

سلام کے بعد ذکر و اذکار سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۰۹- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو یہ پڑھا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ» "اے اللہ! مجھے بخش دے وہ تقصیرات جو میں نے پہلے کیں جو بعد میں کیں جو پوشیدہ کیں اور جنہیں ظاہر کیا اور جو میں حد سے گزرتا رہا، اور وہ جن کے متعلق تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے تو ہی (جسے چاہے) آگے کرنے والا اور (جسے چاہے) پیچھے رکھنے والا ہے۔ (نیکی کی توفیق دیتا ہے یا محروم کر دیتا ہے۔) تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔"

۱۵۰۹- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ».

۱۵۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: [رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنِّ عَلَيَّ، وَانصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ، وَانصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، اللَّهُمَّ! اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا لَكَ مَطْوَعًا، إِلَيْكَ مُخِبًّا- أَوْ مُنِيًّا- رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَتُبْتُ حُحْتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَ سَدِّدْ لِسَانِي، وَ اسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي] "اے میرے

۱۵۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ طَلْحِقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُو: «رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنِّ عَلَيَّ، وَانصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ، وَانصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ. اللَّهُمَّ! اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مَطْوَعًا، إِلَيْكَ مُخِبًّا - أَوْ مُنِيًّا - رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِي،

۱۵۰۹- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۷۶۰.

۱۵۱۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [رب أعني ولا تعن علي . . .]، ح: ۳۵۵۱، من حديث سفیان الثوري به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصرحه ابن حبان، ح: ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، والحاكم ۱/۵۱۹، ۵۲۰، ووافقه الذهبي.

وَاغْسِلْ حُؤْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْأَلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي».

سلام کے بعد ذکر و اذکار سے متعلق احکام و مسائل
رب! میری مدد فرما، میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر (جو مجھے تیری اطاعت سے روک دے)۔ میری نصرت فرما، میرے خلاف کسی کی نصرت نہ کر۔ میرے حق میں تدبیر فرما، میرے خلاف تدبیر نہ کر۔ میری رہنمائی فرما اور ہدایت کو میرے لیے آسان فرما دے۔ اور جو میرے خلاف بغاوت کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما، یا اللہ! مجھے بنا دے اپنا شکر گزار اپنا ذکر کرنے والا، تجھی سے ڈرنے والا، از حد اطاعت گزار اور بہت ہی تواضع کرنے والا۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول کر لے۔ میری خطائیں دھو ڈال۔ میری دعا قبول فرما۔ میری حجت قائم فرما دے۔ میرے دل کو ہدایت دے (اور ہدایت پر ثابت قدم رکھ) میری زبان کو حق پر مستقیم رکھ اور میرے دل سے میل کچیل (بغض، حسد اور کینہ وغیرہ) نکال دے۔“

۱۵۱۱- عمرو بن مرہ نے اپنی سند سے مذکور بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور: [وَيَسِّرِ الْهُدَى إِلَيَّ] کہا [هُدَايَ] نہیں کہا۔

۱۵۱۲- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب سلام پھیرتے تو پڑھتے: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ» ”اے اللہ تو (سراپا) سلامتی ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے۔ تو بڑی برکتوں والا ہے اے

۱۵۱۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَرَّةٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «وَيَسِّرِ الْهُدَى إِلَيَّ» وَلَمْ يَقُلْ «هُدَايَ».

۱۵۱۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ وَخَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ

۱۵۱۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۵۱۲- تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوة وبيان صفته، ح: ۵۹۲ من حديث شعبة به.

السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ». جلال واکرام والے!

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ عَمْرِو ابنِ مُرَّةَ - قَالُوا: - ثَمَانِيَةَ عَشَرَ حَدِيثًا. سنا ہے۔ اور محدثین کا کہنا ہے کہ انہوں نے ان سے اٹھارہ احادیث سنی ہیں۔

🌞 **توضیح:** امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا یہ مقولہ سابقہ سند سے متعلق ہے۔ اور مذکورہ دعا کے الفاظ صحیح احادیث میں اسی قدر ہیں جو بیان ہوئے اور کچھ لوگ جو پڑھتے ہیں: [وَالَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، وَأَدْخَلْنَا ذَا السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔ پس آپ ﷺ کی دعا میں ان کا اضافہ ایسے ہی ہے جیسے خالص دودھ میں پانی ملا دیا جائے جو بہر حال غلط ہے خواہ آب زمزم ہی کیوں نہ ملایا جائے۔

۱۵۱۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب نماز سے اٹھ کر جانا چاہتے تو تین بار استغفار (أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ) کہتے تھے۔ پھر اس کے بعد پڑھتے [اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ..... الخ] اور حدیث حضرت عائشہ کی حدیث کے ہم معنی بیان کی۔

۱۵۱۴- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَقْدِ الْعُمَرِيُّ عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ، عَنْ مَوْلَى لَأَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «اللَّهُمَّ!» فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثٍ عَائِشَةَ.

(المعجم ۲۶) - **بَابُ: فِي الِاسْتِغْفَارِ** باب: ۲۶- استغفار کا بیان (التحفة ۳۶۲)

۱۵۱۳- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو استغفار کو اختیار کر لے وہ ”مُصْر“ (اصرار کرنے والے) لوگوں میں نہیں خواہ ایک دن میں ستر بار گناہ کا اعادہ کرے۔“

۱۵۱۴- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ وَقْدِ الْعُمَرِيُّ عَنْ أَبِي نُصَيْرَةَ، عَنْ مَوْلَى لَأَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

۱۵۱۳- **تخریج:** أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ۱۳۵/۵۹۱ من حديث الأوزاعي به.

۱۵۱۴- **تخریج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، [باب: "ما أصر من استغفر..."] ح: ۳۵۵۹ من حديث عثمان بن واقد به، وقال: "غريب... وليس إسناده بالقوي"، وحسنه ابن كثير في تفسيره: ۴۱۶/۱، وفي نسخة: ۱۰۶/۲، وضعفه ابن المديني وهو الصواب، وللحديث شاهد غريب حسن: عند الطبراني في الدعاء، ح: ۱۷۹۷، فالحديث به حسن.

قال رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَصْرَ مَنْ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً».

🌞 فوائد و مسائل: ① استغفار کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا کہ وہ ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ دے اور بندے کو سوانہ کرے۔ ② اپنے گناہوں پر اڑنا اور اصرار کرنا ظالموں اور گناہ گاروں کی عادت ہے۔ ﴿يَسْمَعُ آيَاتُ اللَّهِ تُتْلَى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِيرُهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (الحاثیہ: ۸) ”اللہ کی آیات کو سنتا ہے جو کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر اڑا رہتا ہے (اپنے گناہوں پر) تکبر کرتے ہوئے گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں تو ایسے کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔“ جبکہ متقی انسان کی صفت اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ﴿وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۳۵) ”متقی اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔“

۱۵۱۵- حضرت اغر مزی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے.....

مسدود کی روایت میں ہے کہ ان کو شرف صحبت حاصل تھا..... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے دل پر بھی پردہ سا آ جاتا ہے اور میں اللہ سے ایک ایک دن میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔“

۱۵۱۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ الْأَعْرَاضِيِّ - قَالَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُ لَيَعَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةً مَرَّةً».

🌞 توضیح: رسول اللہ ﷺ فداہ ابی و اُمی کے شب و روز اللہ کی اطاعت میں گزرتے تھے اور ان میں کوئی لمحہ غفلت کا نہ ہوتا تھا۔ نیز آپ کا دل مبارک ان تمام عوارض سے پاک صاف اور بالاتر تھا جو عام انسانوں کو لاحق ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”میرے دل پر پردہ سا آ جاتا ہے“ اس کی تفصیل ہمارے لیے مشکل ہے۔ اس لیے امام لغت اصمعی نے کہا ہے کہ ”اگر غیر نبی کے دل کی بات ہوتی تو میں اس پر بات کرتا۔“ علامہ سندھی بھی ”تفویض“ کو ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بطور افہام و تفہیم کے بات اس قدر ہے کہ آپ کی حالت اس طرح کی ہو جاتی تھی کہ آپ اس پر استغفار فرماتے۔ (عون المعبود) جب رسول اللہ ﷺ رسول ہوتے ہوئے بھی استغفار فرماتے تھے تو عام انسانوں کی کیا حالت ہونی چاہیے۔

۱۵۱۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: ۱۵۱۶- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

۱۵۱۵- تخریج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه، ح: ۲۷۰۲ من حديث حماد بن زيد، وتابعه حماد بن سلمة.

۱۵۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستغفار، ح: ۳۸۱۴ من حديث أبي أسامة به، وقال ۹۹

بلاشبہ ہم شمار کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایک مجلس میں سو سو بار یہ کلمہ دہراتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ] ”اے میرے رب! مجھے بخش دے اور (رحمت کے ساتھ) میری طرف رجوع فرما۔ بلاشبہ تو بہت زیادہ رجوع فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَعُولٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ».

۱۵۱۷- حضرت زید بن عرق (مولیٰ نبی ﷺ) نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص یوں کہتا ہے: [أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَ أَتُوبُ إِلَيْهِ] ”میں معافی مانگتا ہوں اللہ سے وہ ذات کہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے اور نگرانی کرنے والا ہے۔ اور میں اسی کی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔“ تو اس کو بخش دیا جاتا ہے اگرچہ وہ جہاد سے بھی بھاگا ہو۔“

۱۵۱۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَرَّةَ الشَّيْبِيِّ: حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ مَرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ هَلَالَ ابْنَ يَسَارٍ بْنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُنِي عَنْ جَدِّي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ فَرَمٍ مِنَ الزَّخْفِ».



فائدہ: زبان زد عام استغفار کے الفاظ [أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ] اگرچہ معنی صحیح ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ الفاظ کو اختیار کرنا ہی سنت اور آپ سے محبت ہے۔

۱۵۱۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے استغفار کا التزام کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ اور ہر غم

۱۵۱۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ

الترمذي "حسن صحيح غريب" . ح: ۳۴۳۴، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۵۹.

۱۵۱۷- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في دعاء الضيف، ح: ۳۵۷۷ عن موسى بن إسماعيل به، وقال: "غريب"، وللحديث شاهد حسن عند الحاكم: ۵۱۱/۱، ۱۱۸، ۱۱۷/۲، وصححه في الرواية الثانية على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۱۵۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستغفار، ح: ۳۸۱۹ عن هشام بن عمار به، وصححه الحاكم: ۲۶۲/۴، وقال الذهبي: "الحكم (بن مصعب) فيه جهالة".

۸- کتاب الوتر

استغفار کا بیان

زیاد نے مزید کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب کوئی دعا کرنا چاہتے تو انہی الفاظ سے دعا کرتے اور جب کوئی (خاص) دعا کرنا چاہتے تو اس میں اسے بھی شامل کر لیتے تھے۔

أَنْسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيهَا .

۱۵۲۰- ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے سچے دل سے شہادت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کی منازل تک پہنچا دے گا خواہ اپنے بستر ہی پر اسے موت آئے۔“

۱۵۲۰- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصَدَقٍ بَلَغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ » .

☀ فائدہ: دعا کی قبولیت کیلئے ”سچے دل سے دعا کرنا“ شرط ہے کیونکہ صدق و اخلاص ہی پر تمام اعمال کا دار و مدار ہے۔ ونسأل اللہ التوفیق.



۱۵۲۱- سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں ایسا شخص تھا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے جو چاہتا فائدہ عنایت فرماتا۔ اور جب کوئی اور صحابی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا تھا اور جب وہ قسم اٹھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا تھا۔ کہا: مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ کہا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ”کوئی بندہ ایسا نہیں جو کوئی گناہ کر بیٹھے پھر وضو کرے اچھی طرح پھر کھڑا ہو

۱۵۲۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسَدِيِّ ، عَنْ أَشْمَاءِ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي ، وَإِذَا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ . قَالَ : وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ - وَصَدَّقَ أَبُو بَكْرٍ - أَنَّهُ

۱۵۲۰- تخریج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى، ح: ۱۹۰۹ من حديث عبدالله بن وهب به .

۱۵۲۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة آل عمران، ح: ۳۰۰۶ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۳۹۵، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۵۴، وأورده الضياء في المختارة: ۱/ ۸۲-۸۷، ح: ۱۱-۷ وأعل بعلقة غير قاذحة .

اور دور کعتیں پڑھے اور اللہ سے استغفار کرے، مگر اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ﴾ ”متقی وہ لوگ ہیں جو اگر کبھی کوئی بے حیائی کا کام کریں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھیں، تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ بخش دے۔ اور یہ لوگ جانتے بوجھتے اپنے لیے پرنہیں اڑتے اور نہ اصرار کرتے ہیں۔“

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطَّهُّورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ»، ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [آل عمران: ۱۳۵]۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث کے سلسلے میں قسم لینا اعتماد مزید کے لیے ہوتا تھا۔ اور فرمان نبی ﷺ پر اسی وقت عمل واجب ہوتا ہے جب وہ کامل شروط کے ساتھ صحیح ثابت ہو۔ ② اس قدر اہتمام کے باوجود وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قسم لینے کی جرأت نہ کرتے تھے۔ اس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کی بلندی ان کا احترام ان کے صدق پر گہرا اعتماد اور ان کے باہمی برادرانہ روابط کا شاندار ثبوت ہے۔ ③ توبہ و استغفار کی نیت سے نماز مستحب ہے۔

۱۵۲۲- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ”اے معاذ! قسم اللہ کی! مجھے تم سے محبت ہے۔“ پھر فرمایا: ”اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا ہرگز ترک نہ کرنا: [اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حَسَنِ عِبَادَتِكَ] ”اے اللہ اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین انداز میں اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔“ چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ

۱۵۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ الْمُقْرِي: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ بْنُ شَرِيح: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيُّ عَنِ الصُّنَابِجِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ: «يَا مُعَاذُ! وَاللَّهِ! إِنِّي لِأُحِبُّكَ»، فَقَالَ: «أَوْصِيكَ يَا مُعَاذُ! لَا تَدْعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ

۱۵۲۲- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهوي، باب: نوع آخر من الدعاء، ح: ۱۳۰۴ من حديث حيوه بن شريح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۵۱، وابن حبان، ح: ۲۳۴۵، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۲۷۳، ووافقه الذهبي، وصححه مرة أخرى: ۳/ ۲۷۳، ۲۷۴۔

۸- کتاب الوتر استغفار کا بیان

صَلَاةٌ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ! اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»، وَأَوْصَى بِذَلِكَ مُعَاذَ الصَّنَابِجِيِّ، وَأَوْصَى بِهِ الصَّنَابِجِيُّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① کیا مرتبہ بلند ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا کہ رسول اللہ ﷺ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں ”مجھے تم سے محبت ہے۔“ رضی اللہ عنہ وارضاه۔ چنانچہ ہم بھی یہی کہتے ہیں ”قسم اللہ کی! ہمیں معاذ سے اور تمام صحابہ سے محبت ہے۔“ ② اعمال خیر کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ چنانچہ چاہیے کہ مذکورہ دعا کو اپنا ورد اور معمول بنالیا جائے۔ ③ بعض روایات میں صراحت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد صابجی کو جب یہ حدیث سنائی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اور اللہ کی قسم اٹھا کر کہ ”مجھے تم سے محبت ہے“ یہ حدیث سنائی، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی تھی اسی طرح جناب صابجی رضی اللہ عنہ نے بھی ہاتھ پکڑ کر اور قسم اٹھا کر کہ ”مجھے تم سے محبت ہے“ اپنے شاگرد کو یہ حدیث سنائی۔

۱۵۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ؛ أَنَّ حُنَيْنَ بْنَ أَبِي حَكِيمٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوَّذَاتِ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ.

🌞 فائدہ: جامع ترمذی میں یہ روایت معوذات کی بجائے تثنیہ کے صیغہ سے معوذتہ تین آیا ہے اور ان سے مراد ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہے اور انہیں اس روایت میں صیغہ جمع کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ ان کے ساتھ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ بھی مراد ہو کیونکہ یہ سب سورتیں تمام تعوذات کی جامع ہیں۔ سورۃ الکافرون میں شرک سے براءت اور سورۃ الاخلاص میں اظہار و اقرار توحید اور معوذتہ تین میں ہر شر سے اللہ کی پناہ لینے کا بیان ہے۔

۱۵۲۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ سُوَيْدٍ

۱۵۲۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الأمر بقراءة المعوذات بعد التسليم من الصلوة، ح: ۱۳۳۷ عن محمد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح: ۲۹۰۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۵۵، وابن حبان، ح: ۷۵۵، والحاكم ۲۵۳/۱، على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۱۵۲۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۰۲۹۱، وأحمد: ۳۹۴/۱، ۳۹۷، من حديث ۴۴

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ دعا کے کلمات تین تین بار دہرائیں اور تین بار استغفار کریں۔

السَّدُوسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُو ثَلَاثًا وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا.

۱۵۲۵- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تم پریشانی کی صورت میں پڑھا کرو..... یعنی [اللہ اللہ رَبِّی لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا] ”اللہ اللہ ہی میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتی (بناتا۔“)

۱۵۲۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ هَلَالٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ ابْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ - أَوْ فِي الْكَرْبِ - : اللَّهُ اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راوی حدیث ہلالؓ یہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا مولیٰ ہے۔ اور ابن جعفر سے مراد عبداللہ بن جعفر ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا هَلَالٌ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَابْنُ جَعْفَرٍ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ.

☀ فائدہ: اس دعا میں رازیہ ہے کہ بندہ جس قدر اپنے خالق و مالک سے ربط و تعلق میں مضبوط ہوگا اسی قدر دنیاوی پریشانیوں سے محفوظ رہے گا۔ اس سے کٹ کر ناممکن ہے کہ کوئی راحت و سکون پاسکے۔ اور جو عصیان کے باوجود اپنے آپ کو راحت میں سمجھتے ہیں فریب خوردہ ہیں۔ درحقیقت اللہ نے انہیں مہلت دی ہوئی ہے اور آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں ہے۔ وَنَسْأَلُ اللَّهَ الْعَافِيَةَ.

۱۵۲۶- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر

۱۵۲۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ وَسَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ

﴿إِسْرَائِيلَ بِهِ، وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَبَانَ، ح: ۲۴۱۰﴾ أَبُو إِسْحَاقَ مَدْلَسٌ وَعَنْعَنَ.

۱۵۲۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب الدعاء عند الكرب، ح: ۳۸۸۲ من حديث عبدالعزیز بن عمر به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۲۳۶۹ وغيره.

۱۵۲۶- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۳۹۹، ۴۰۰، ح: ۱۹۸۰۴ من حديث حماد بن سلمة به مختصراً، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ۲۹۹۲، ومسلم، ح: ۲۷۰۴ مختصراً ومطولاً.

النَّهْدِيَّ؛ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ كَبَّرَ النَّاسُ وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَبَا مُوسَى! أَلَا أَذْلُكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» فَقُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ».

کہنا شروع کر دیا اور اپنی آوازیں اونچی کیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بے شک جسے تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان (نہایت قریب ہے) لہذا چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں۔“ ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو موسیٰ! کیا میں تمہیں جنت کا ایک خزانہ نہ بتاؤں؟“ میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: ”[لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ] کسی برائی سے بچنا اور دور رہنا اور کسی نیکی اور خیر کی ہمت پانا اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔“



فوائد ومسائل: ① اللہ عز وجل بذاتہ عرش معلیٰ پر ہے اور اپنے علم، سمع، بصر اور قدرت کے لحاظ سے اپنے بندوں اور مخلوق کے انتہائی قریب ہے۔ اسی مفہوم میں یہاں ذکر ہوا ہے کہ ”وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان ہے۔“ ② قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں اللہ عز وجل کی صفات دو انداز سے مذکور ہوئی ہیں: اثباتی اور سلبی جیسے کہ سورۃ اخلاص میں ہے کہ وہ اکیلا ہے۔ صمد ہے۔ ان میں اثبات ہے۔ ”اس نے جنائیں وہ جنانہیں کیا“ کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں ہے۔“ ان میں سلب کا اثبات ہے۔ مذکور بالا حدیث میں دوسری نوع کی صفات کا ذکر ہے۔ ”وہ بہر نہیں ہے“ یعنی سمع ہے۔ ”وہ غائب نہیں ہے“ یعنی قریب ہے۔ ③ چلا چلا کر اللہ کا ذکر کرنا بے عقلی ہے۔ جن مواقع پر اونچی آواز سے ذکر کرنے کا بیان آیا ہے وہاں آواز بالکل مناسب اور معقول رکھنے کی تعلیم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۱۰) ④ امام نووی نے کلمہ [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ] کو کلمہ استسلام و تفویض سے تعبیر کیا ہے یعنی بندہ فی ذاتہ کسی چیز کا مالک نہیں مگر وہی جو اللہ چاہے۔ ⑤ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں اِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ أَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ] ”بے شک جسے تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان ہے۔“ کے الفاظ منکر (ضعیف) ہیں۔

۱۵۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ۱۵۲۷- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ایک گھائی

۱۵۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، القدر، باب لا حول ولا قوة إلا بالله، ح: ۶۶۱۰، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر إلا في المواضع... الخ، ح: ۲۷۰۴ من حديث أبي عثمان النهدي به.

پر چڑھ رہے تھے ایک آدمی جب بھی کسی گھاٹی پر چڑھتا تو خوب اونچی آواز سے کہتا: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ] تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو۔“ (وہ سبج اور قریب ہے چلاتے کیوں ہو؟) پھر فرمایا: ”اے عبد اللہ بن قیس!“ (ابوموسیٰ اشعری) اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

عُثْمَانُ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَهُمْ يَتَصَعَّدُونَ فِي ثِيَابِهِ، فَجَعَلَ رَجُلٌ كُلَّمَا عَلَا الثَّيْبَةَ نَادَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ. فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ لَا تُنَادُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا»، ثُمَّ قَالَ: «يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ! فَذَكَرَ مَعْنَاهُ».

۱۵۲۸- ابو عثمان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے اور اس میں کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو (چلاؤ نہیں۔)“

۱۵۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبٌ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسَى بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَقَالَ فِيهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ».

۱۵۲۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص: [رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا] میں اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔“ کہے اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔“

۱۵۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنَبي؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِي؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ: رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

فائدہ: شرط یہ ہے کہ قول کے ساتھ ساتھ عمل اور کردار کی تائید بھی ہو۔

۱۵۲۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۲۰۶، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر إلا في المواضع... الخ، ح: ۲۷۰۴ من حديث عاصم به.
۱۵۲۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۵ من حديث زيد بن الحباب به.

۱۵۳۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ
صَلَّى عَلَيَّ [صَلَاةً] وَاحِدَةً [صَلَّى] اللَّهُ
عَلَيْهِ عَشْرًا».

۱۵۳۱- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی
ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے افضل دنوں میں سے مجھے کا
دن فضیلت والا ہے سو اس دن مجھ پر کثرت سے درود
پڑھا کرو۔ بلاشبہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“
صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیسے
پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسم (قبر میں) بوسیدہ ہو
چکا ہوگا؟ فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے
جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں۔“

۱۵۳۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي
الْأَسْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ
أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ
الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ
عَلَيَّ». قَالَ: فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ!
وَكَيْفَ تُعَرِّضُ صَلَاتَنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟
- قَالَ: يَقُولُونَ: بَلَيْتَ - قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ
عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ».

باب: ۲۷- اپنے مال اور اولاد کو بددعا کرنا منع ہے

(المعجم ۲۷) - باب النهي أن يدعوا
الإنسان على أهله وماله (التحفة ۳۶۳)

۱۵۳۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے آپ کو بددعا نہ

۱۵۳۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَيَحْيَى
ابْنُ الْفَضْلِ وَسَلْيَمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۱۵۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ۴۰۸ من حديث إسماعيل
ابن جعفر به.

۱۵۳۱- تخریج: [ضعيف] تقدم تخريجه، ح: ۱۰۴۷.

۱۵۳۲- تخریج: [صحيح] تقدم تخريجه، ح: ۴۸۵، ۶۳۴.

دو اپنی اولاد کو بددعا نہ دے اپنے خادموں کو بددعا نہ دے اور اپنے مالوں کو بددعا نہ دے ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا و قبولیت کی گھڑی ہو (ادھر تم کوئی بددعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے قبول کر لے۔“

قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى خَدَمِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُؤَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً نَبِيلٌ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ».

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متصل ہے عبادہ بن ولید بن عبادہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ مُتَّصِلٌ، عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ لَيَقِيَّ جَابِرًا.

☀️ فائدہ: بعض گھڑیاں اللہ کی جانب سے قبولیت کی ہوتی ہیں۔ ان کا علم اللہ ہی کو ہے اس لیے بندے کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے اور کسی بھی وقت زبان سے کوئی غلط بات نہیں نکالنی چاہیے ہو سکتا ہے پوری ہو جائے اور پھر پچھتا تا پھرے۔

باب: ۲۸۔ نبی ﷺ کے علاوہ دوسروں کے لیے صلاۃ

(المعجم ۲۸) - باب الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۳۶۴)

۱۵۳۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے کہا: میرے اور میرے شوہر کے لیے دعائے رحمت فرمادیجئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تجھ پر اور تیرے شوہر پر اپنی رحمتیں (اور برکتیں) نازل فرمائے۔“

۱۵۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْجِ الْعَنْزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: صَلِّ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى زَوْجِكَ».

☀️ توضیح: لفظ [صلوٰۃ] کے متعدد معانی ہیں ان میں سے ایک معنی ”دعا“ ہے۔ اور جو [صلوٰۃ] رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے وہ اپنے مفہوم میں جامع اور عظیم تر ہے اور اس کے خاص الفاظ ہم مسلمانوں کو تعلیم کر دیے گئے ہیں جیسے

۱۵۳۳۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۹۷ عن أبي عوانة به، ورواه النسائي في عمل اليوم واليلة، ج: ۴۲۳، وصححه ابن حبان، ج: ۱۹۵۰-۱۹۵۲.

۸- کتاب الوتر - غائبانہ دعا کی فضیلت اور خوف کی دعا کا بیان

کہ درود ابراہیمی وغیرہ میں ہے۔ غیر نبی کے لیے ”صلاة“ درود شریف میں بالتبع عموماً پڑھی جاتی ہے جیسے کہ [صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ] اور [صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ] جیسے مختصر درود میں آل و اصحاب کا ذکر معروف ہے اور آپ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ زکوٰۃ پیش کرنے والوں کے لیے خاص دعا (صلوة) فرمایا کریں جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿تُذَكِّرُهُمْ بِهَا وَصَلَّى عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ (التوبہ: ۱۰۳) ”ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے جس سے آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ فرمائیں اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہے۔“ چنانچہ نبی ﷺ لفظ [صلاة] سے صحابہ کو دعا دیا کرتے تھے جیسے کہ اس حدیث میں وارد ہے مگر یہ ”صلاة“ بمعنی دعائے رحمت ہے کیونکہ ”صلاة“ کا لفظ کنی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(المعجم ۲۹) - باب الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ (التحفة ۳۶۵)

۱۵۳۴ - حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرْجَا:

حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ ثَرَوَانَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ: حَدَّثَنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: حَدَّثَنِي سَيِّدِي: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَعَا الرَّجُلُ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ».

فوائد و مسائل: ① حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں اور دونوں کی کنیت ”ام الدرداء“ تھی۔ بڑی صحابیہ تھیں ان کا نام ”خیرہ“ ہے اور جن کا اس سند میں ذکر ہے وہ تابعیہ ہیں ان کا نام ”ہجیمہ یا جھیمہ یا جمانہ“ وارد ہے۔ رحمہا اللہ تعالیٰ۔ ② اس میں ترغیب ہے کہ انسان اپنے قریبی اور بعیدی تمام عزیزوں کو بلکہ عام مسلمانوں کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھا کرے تاکہ فرشتے اس کے لیے دعا کریں اور فرشتوں کی دعا (ان شاء اللہ) قبولیت کے لیے بہت زیادہ مددگار ہوگی۔

۱۵۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب، ح: ۲۷۳۲ من حديث طلحة بن عبيد الله بن كريب به .

۸- کتاب الوتر غائبانہ دعا کی فضیلت اور خوف کی دعا کا بیان

۱۵۳۵- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہت جلد قبول ہونے والی دعا یہ ہے کہ انسان کسی غیر موجود کے لیے غائبانہ دعا کرے۔“

۱۵۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِعَائِبٍ».

۱۵۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تین دعاؤں کے قبول ہونے میں شک نہیں۔ باپ کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔“

۱۵۳۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ».

🌞 فائدہ: یہ تینوں شخصیات بالعموم ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں اخلاص، صدق، رقت قلب اور انکساری بہت زیادہ ہوتی ہے اور ان کی دعا میں خیر اور شر کے دونوں پہلو ممکن ہیں لہذا بیٹے کو چاہیے کہ باپ کے ساتھ باادب، معاون اور مطیع رہے اور اس کی دعاؤں سے حصہ حاصل کرنے والا بنے۔ مسافر کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ بھی واضح ہے کہ اس کی بددعا از حد نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے اس لیے کسی پر کبھی ظلم نہیں کرنا چاہیے اور ان حضرات کو بھی یہی لائق ہے کہ اللہ کی رحمتوں کے سائل رہیں اور مشکلات پر صبر کر کے اللہ سے اجر لیں۔

(المعجم ۳۰) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا (التحفة ۳۶۶)

۱۵۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: ۱۵۳۷- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

۱۵۳۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في دعوة الأخ لأخيه يظهر الغيب، ح: ۱۹۸۰ من حديث عبد الرحمن بن زياد الإفريقي به، وقال: "غريب... والإفريقي يضعف في الحديث".
 ۱۵۳۶- [حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في دعوة الوالدین، ح: ۱۹۰۵، وابن ماجه، ح: ۳۸۶۲ من حديث هشام الدستوائي به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۰۶، وللحديث شواهد عند الحاكم ۱/ ۴۱۷، ۴۱۸، والهشيمي في مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۵۱.
 ۱۵۳۷- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۶۰۱ عن محمد بن المثنى به، وصححه

۸- کتاب الوتر

استخارے کے احکام و مسائل

کہ نبی ﷺ کو جب کسی قوم سے کوئی اندیشہ ہوتا تو اس طرح دعا کرتے: **اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ** [اے اللہ ہم تجھے ان کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔]

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: **«اللّٰهُمَّ! اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ»**.

☀️ فائدہ: دشمنوں اور بد طینت لوگوں کے شرور سے بچنے کیلئے مشروع مادی اسباب اختیار کرنا بھی توکل کا لازمی حصہ ہے اور اللہ کی رحمت کا سائل رہنا مسلمان کا فریضہ اور اس کا شعار ہے۔

باب: ۳۱- استخارے کے احکام و مسائل

(المعجم ۳۱) - باب الاستِخَارَةِ
(التحفة ۳۶۷)

۱۵۳۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارے کی (اس اہتمام سے) تعلیم فرماتے تھے جیسے کہ قرآن کی کوئی سورت۔ آپ ہمیں فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرضوں کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے اور یوں دعا کرے: **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ..... الخ** [اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے خیر اور بھلائی چاہتا ہوں۔ اور تیری قدرت کے واسطے سے قدرت طلب کرتا ہوں۔ اور تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا۔ اور تو تمام غیبوں اور پوشیدہ امور سے پوری طرح باخبر ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ معاملہ (یہاں اپنے کام کا نام لے) میرے دین، دنیا،

۱۵۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُقَاتِلٍ خَالَ الْقَعْنَبِيِّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى - الْمَعْنَى وَاحِدٌ، - قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ لَنَا: «إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ وَلْيَقُلْ: **اللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ، وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَاسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ. اللّٰهُمَّ! فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا**

ابن حبان (الإحسان)، ح: ۴۷۴۵، والحاكم علی شرط الشیخین: ۱۴۲/۲، ووافقه الذہبی * قتادة مدلس وعنن.

۱۵۳۸- تخریج: أخرجه البخاری، التہجد، باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی، ح: ۱۱۶۲ من حدیث عبد الرحمن ابن ابی الموال بہ.

۸- کتاب الوتر استخارے کے احکام و مسائل

الْأَمْرُ - يُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ الَّذِي يُرِيدُ - خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَمَعَادِي وَعَاقِبَةُ أَمْرِي، فَأَقْدَرُهُ لِي وَيَسِّرُهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ. اللَّهُمَّ! وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ شَرًّا لِي - مِثْلَ الْأَوَّلِ - فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَأَقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ. أَوْ قَالَ: «فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ».

آخرت اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے حق میں مقدر فرمادے اسے میرے لیے آسان کر دے اور مجھے اس میں برکت دے۔ اور اگر یہ معاملہ (یہاں اپنے کام کا نام لے) تیرے علم کے مطابق میرے لیے برا ہے دین دنیا آخرت یا انجام کے لحاظ سے تو مجھے اس سے پھیر دے اور اس کو مجھ سے پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر فرمادے جہاں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔“ راوی نے کہا یا شاید [خیراً لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَمَعَادِي وَعَاقِبَةُ أَمْرِي] کی بجائے [فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ] کے لفظ فرمائے ”یعنی میرے معاملے میں یہ جلد یا بدیر..... بہتر ہو۔“

قال ابنُ مَسْلَمَةَ وَابْنُ عِيْسَى: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ. ابن مسلمہ اور ابن عیسیٰ اس سند کو لفظ ”عن“ سے بیان کرتے ہیں۔ ”عن محمد بن المنکدر عن جابر۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”استخارے“ کے معنی ہیں خیر مانگنا اور اس (خیر) کے لیے آسانی کی توفیق طلب کرنا۔ اور یہ ایسے امور میں ہوتا ہے جن میں خیر اور شر کے دونوں پہلوؤں کا احتمال ہو۔ فرائض اور واجبات شریعہ میں استخارے کے کوئی معنی نہیں۔ ہاں وقت و کیفیت کے متعلق استخارہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً یا اللہ! حج کو اس سال جاؤں یا آئندہ سال۔ فضائی راستہ اختیار کروں یا بری یا بحری وغیرہ۔ ② استخارے کا یہی طریقہ شروع اور سنت ہے۔ یہ نماز اور دعا اوقات کراہت کے علاوہ کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔ اس سے انسان کا اضطراب ختم اور کسی ایک جانب پر استقرار حاصل ہو جاتا ہے۔ تب انسان کو وہ کام کر گزرنا چاہیے۔ اللہ اس میں برکت دے گا۔ اور اگر اضطراب قائم رہے تو مسلسل کئی روز تک یہ عمل دہرانا چاہیے۔ ان شاء اللہ کسی ایک پہلو پر دل ٹک جائے گا۔ خیال رہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ خواب ہی میں نظر آئے..... اور ایسا ہو بھی ہو سکتا ہے..... کچھ لوگ دوسروں سے استخارہ کراتے ہیں یہ بے معنی سی بات ہے۔ صاحب معاملہ کو خود نماز پڑھ کر دعا کرنی چاہیے۔ شریعت کا اصرار اسی امر پر ہے کہ ہر بندہ اپنے رب سے براہ راست تعلق قائم کرے۔ ③ اس دعا میں ہذا الْأَمْرُ..... کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے مثلاً هَذَا الْبَيْعُ یا هَذَا الْبَيْعُ وغیرہ یا هَذَا الْأَمْرُ پر پہنچ کر اپنے اس کام کی نیت متحضر کر لے جس کے لیے وہ استخارہ کر رہا ہے۔

باب ۳۲- تعوذات کا بیان

(المعجم ۳۲) - بَابُ فِي الاسْتِعَاذَةِ

(التحفة ۳۶۸)

۱۵۳۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمْرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۱۵۳۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ پانچ باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے بزدلی، بخلی، انتہائی بڑھاپے اور لاچاری کی عمر سے سینے کے فتنے سے (حسد کینہ اور برے اخلاق و عقائد سے) اور عذاب قبر سے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یعنی ہم قسم کی الجھنوں پریشانیوں اور دکھوں وغیرہ سے اللہ کی پناہ حفاظت اور امان طلب کرنا۔ شریعت سے ثابت ”تعویذ“ یہی ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ اور جو لوگ کچھ لکھ لکھا کر اپنے گلے میں ڈال لیتے یا بازو پر باندھ لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و توجیہ سے ثابت نہیں ہے لہذا اس سے بچنا چاہیے اور کچھ تو ایسے ہیں کہ ان تعویذات میں کفریہ اور شرکیہ الفاظ و کلمات لکھتے ہیں جو سراسر جہنم خریدنے کا سودا ہے۔ أعاذنا اللہ منهم.

② اس موضوع اور مفہوم کی اور بھی احادیث ہیں ان سب کو دیکھ لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا



۱۵۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ» [اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عاجز آ جانے سے، کسل مندی و سستی سے، بزدلی، بخلی اور انتہائی بڑھاپے سے۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔]

۱۵۳۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ، ح: ۳۸۴۴ من حديث وكيع به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۴۵، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۵۳۰، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق عن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۱۵۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن، ح: ۲۸۲۳ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل وغيره، ح: ۲۷۰۶ من حديث المعتمر بن سليمان به.

۸۔ کتاب الوتر..... تعوذات کا بیان

☀ فائدہ: دین و دنیا کی بھلائیوں کے حصول میں محرومی تین اسباب سے ہوتی ہے کہ انسان میں ان کے کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی، یا سستی غالب آ جاتی ہے یا جرات کا فقدان ہوتا ہے۔ [بخل] سے مراد وہ کیفیت ہے کہ جہاں خرچ کرنا مشروع و مستحب ہو، لیکن انسان وہاں خرچ نہ کرے۔ [ہرم] بڑی عمر ہونے کی یہ حالت کہ انسان دوسروں پر بوجھ بن جائے۔ نہ عبادت کر سکے اور نہ دنیا کا کام۔ ”زندگی کے فتنے“ یہ کہ آزمائشیں اور پریشانیں غالب آ جائیں، نیکی کے کاموں سے محروم رہے۔ ”موت کا فتنہ“ یہ کہ انسان اعمال خیر سے محروم رہ جائے یا مرتے دم کلمہ توحید نصیب نہ ہو۔ اور ”قبر“ آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اس میں بندہ اگر پھسل یا پھنس گیا تو بہت بڑی ہلاکت ہے اور ”عذاب قبر“ سے تعوذ امت کے لیے تعلیم ہے ورنہ انبیائے کرام علیہ السلام اس سے محفوظ ہیں۔

۱۵۴۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - قَالَ سَعِيدُ الزُّهْرِيُّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَظَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ» [اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں پریشانی اور غم سے، قرضے کے بوجھ سے اور لوگوں (ظالموں) کے غلبے اور زور آوری سے۔] نیز کچھ وہ بھی ذکر کیا جسے جمعی (معتمر بن سلیمان) نے (اوپر والی حدیث میں) بیان کیا ہے۔

☀ فائدہ: [الحزن] یہ لفظ ”حا“ کے ضمہ اور ”زا“ کے سکون سے پڑھا جاتا ہے اور دونوں کی فتح سے بھی۔ [ہم] اور [حزن] میں فرق یہ ہے کہ [ہم] مستقبل کے اندیشوں کو کہا جاتا ہے اور [حزن] ان پریشانیوں کو جو ماضی کے کسی واقعہ کی وجہ سے ہوں۔ [ظلع] اور [ضلع] تقریباً ہم معنی ہیں صحیح بخاری میں [ضلع] اضاد کے ساتھ آیا ہے۔

۱۵۴۲۔ حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ جِئَهِ قَرَأَ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ

۱۵۴۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والكسل، ح: ۶۳۶۹ من حديث عمرو بن أبي عمرو به.

۱۵۴۲۔ تخریج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، ح: ۵۹۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۱۵/۱.

۸- کتاب الوتر

تعویذات کا بیان

يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يَعْلَمُهُمُ السُّورَةَ مِنْ الْقُرْآنِ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ» [اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، مسیح دجال کے فتنے سے اور زندگی و موت کے فتنے سے۔]

🌞 فائدہ: دعا کے الفاظ میں [أَعُوذُ] کا تکرار ان امور کی دہشت و اہمیت کے پیش نظر ہے۔

۱۵۴۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ».

۱۵۴۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے دعا فرمایا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ] [اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے، مالدار کی شریعت سے اور فقر کی شریعت سے۔]



🌞 فوائد و مسائل: ① [فِتْنَةِ النَّارِ] سے مراد ایسے عمل ہیں جو دخول جہنم کا باعث بنیں۔ یا جہنم کے داروگوں کے وہ سوال مراد ہیں جو وہ بطور زجر و تنبیہ کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ﴾ (الملک: ۸) ”جب بھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا تو اس کے داروغے اس سے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟“ اور ”عذاب النار“ یہ کہ انسان جہنمی بن کر عذاب پائے۔ واللہ اعلم۔ ② ”مالداری کا شر“ یہ ہے کہ انسان مالدار ہو کر فخر و عصیان اور ظلم کا مرتکب ہونے لگے یا حرام کمائے اور حرام میں خرچ کرنے لگے۔ ③ اور ”فقیری کا شر“ یہ ہے کہ انسان اغنیاء پر حسد کرنے لگے یا اللہ کی تقسیم پر راضی نہ رہے۔ یا حق کے بغیر ان کے مال میں طمع کرنے لگے یا ان کے سامنے اپنی عزت کو داؤ پر لگا دے یا اسلام ہی سے روگردان ہو جائے۔ وغیرہ۔

۱۵۴۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

۱۵۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم، ح: ۶۳۶۸، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ۵۸۹، بعد ح: ۲۷۰۵ (وأيضاً، ح: ۵۸۷-۵۸۹) من حديث هشام بن عروة به مصحلاً.

۱۵۴۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الذلّة، ح: ۵۴۶۲ من حديث حماد به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۴۳، والحاكم، ۵۴۱/۱، ووافقه الذهبي.

۸۔ کتاب الوتر۔ تعوذات کا بیان

عن سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذَّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ». بات سے کہ میں ظلم کا ارتکاب کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔

☀ فائدہ: ”نقر“ دو طرح سے ہوتا ہے مال کا یا دل کا۔ انسان کے پاس مال نہ ہو مگر دل کا غنی اور سیر چشم ہو تو یہ ممدوح ہے مگر اس کے برعکس انسان ”مصر“ کا مریض ہو یہ تو بہت ہی قبیح خصلت ہے۔ نیز فقیری اور غربی کی یہ کیفیت کہ انسان ضروریات زندگی کے حصول سے محروم اور عاجز ہو کہ لازمی واجبات بھی ادا نہ کر سکے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ ”قلت“ سے مراد اعمال خیر اور ان کے اسباب کی قلت ہے اور ”ذلت“ یہ کہ انسان عصیان کا مرتکب ہو کر اللہ کے سامنے رسوا ہو جائے یا لوگوں کی نظروں میں اس کا وقار نہ رہے کہ اس کی دعوت ہی نہ سنی جائے۔ اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح انسان کا اپنے معاشرے میں ظالم بن جانا یا مظلوم بن جانا کوئی بھی صورت ممدوح نہیں۔

213

۱۵۴۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے یہ دعا تھی: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحْوِيلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تیری کوئی نعمت چھین جائے یا تیری دی ہوئی تندرستی و راحت پلٹ جائے یا کوئی ناگہانی عذاب آجائے۔ اور تیرے تمام غصے اور ناراضیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

☀ فائدہ: نعمتوں میں سب سے بڑی اور عظیم نعمت اسلام ہدایت اور استقامت کی نعمت ہے۔ صحت و عافیت اور مادی نعمتیں بھی سراسر اسی کا فضل و احسان ہے۔ [تحویل] بعض نسخوں میں [تحوّل] بھی وارد ہے، معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔

۱۵۴۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

۱۵۴۵۔ تخریج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء... الخ، ح: ۲۷۳۹ من حديث يعقوب بن عبد الرحمن به.

۱۵۴۶۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الاستعاذه، باب الاستعاذه من الشقاق والتفارق وسوء

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ (حق کی) مخالفت کروں یا منافق اور بداخلاق ہوں۔“

حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ: حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّلِيلِ عَنْ دُوَيْدَ بْنِ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ».

۱۵۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ يَنْسُ الضَّجِيعُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا يَنْسِتُ الْبِطَانَةُ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے بیشک یہ بہت بری، ہم خواب ہے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں خیانت سے بیشک پوشیدہ خصلتوں میں سے یہ بہت بری خصلت ہے۔“

۱۵۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ ابْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ يَنْسُ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا يَنْسِتُ [الْبِطَانَةُ]».



فائدہ: اس حدیث اور دعا سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ محض بھوک اور فاقے میں کوئی ثواب نہیں، اللہ اس سے محفوظ رکھے۔ وہی بھوک اللہ کے ہاں مفید ہے جو تقرب کی نیت سے ہو یعنی ”روزہ“ اور ”خیانت“ جو ”امانت“ کی ضد ہے دینی دنیاوی اور مادی و معنوی تمام امور کو شامل ہے۔ اللہ اس سے بچائے۔

۱۵۴۸- عباد بن ابی سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ] ”اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا

۱۵۴۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَخِيهِ عَبَادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ

﴿الأخلاق، ح: ۵۴۷۳ عن عمرو بن عثمان به * ضبارة مجهول (تقریب)﴾.

۱۵۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الجوع، ح: ۵۴۷۰ عن محمد ابن العلاء به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۴۴۴، وللحديث شواهد كثيرة * ابن عجلان عنن.

۱۵۴۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من نفس لا تشبع، ح: ۵۴۶۹ عن قتيبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۸۳۷، وصححه الحاكم: ۱/ ۱۰۴، ۵۳۴، ووافقه الذهبي.

نَفْسٍ لَا تَسْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ۔ ہوں: ایسا علم جو فائدہ نہ دے ایسا دل جس میں خشوع نہ ہو (تیرے سامنے جھکتا نہ ہو) ایسی طبیعت جو سیر نہ ہوتی ہو اور ایسی دعا جو قبول نہ ہو۔“

☀ فائدہ: اس دعا میں ایسے علوم جو دین و دنیا کے فوائد سے خالی بلکہ وقت اور صلاحیت ضائع کرنے والے ہوں ان سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ گل و بلبل کی داستانیں اور کاکل و کمر کے افسانے اسی کا حصہ ہیں۔ دین کا بنیادی علم فرائض اور واجبات کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے مزید اللہ کا فضل ہے حسب صلاحیت کوشش کرنی چاہیے۔ دنیاوی علوم جو فرد اور معاشرہ کی اہم ضرورت ہیں ان کا حصول درست ہے۔

۱۵۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَوَّكِلِ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ : قَالَ أَبُو الْمُعْتَمِرِ : نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
أَرَى أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ مِنْ صَلَاةٍ لَا تَنْفَعُ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا
ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ہوں ایسی نماز سے جو فائدہ نہ دے۔“ اور ایک دوسری
صَلَاةٍ لَا تَنْفَعُ» وَذَكَرَ دُعَاءَ آخَرَ۔ دعا بھی ذکر کی۔

☀ فائدہ: نماز کے نمایاں فوائد میں سے ایک یہ ہے جو قرآن کریم نے ذکر کیا ہے: [إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ] (العنکبوت: ۴۵) ”بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ اور اسی طرح جو اللہ کے ہاں قبول نہ ہو وہ بھی غیر نافع ہے۔

۱۵۵۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : فروہ بن نوفل اشجعی کہتے ہیں کہ میں نے
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ
يَسَافٍ، عَنْ فَرَوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَشْجَعِيِّ ﷺ کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ فرمایا
قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا كَانَ کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ، قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ] ”اے اللہ! میں تیری
«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ پناہ چاہتا ہوں ان اعمال کے شر سے جو میں نے کیے ہیں
وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ»۔ اور ان اعمال کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیے۔“

☀ فائدہ: یعنی اے اللہ! مجھے برے اعمال سے بچنے کی توفیق دے اور جو کر چکا ہوں ان کی نوبت اور عذاب سے

۱۵۴۹- تخریج: [إسناده ضعيف] الراوي شك في سنده .

۱۵۵۰- تخریج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ۲۷۱۶ من حديث جرير بن عبد الحميد به .

۸- کتاب الوتر

تعویذات کا بیان

محفوظ رکھ اور آئندہ کے لیے بھی محفوظ رکھ۔ ایسا نہ ہو کہ غلط کیش بنارہوں اور اسی پر خوش رہوں۔ بعض اوقات کچھ لوگ اپنی ماضی کی غلطیوں پر بڑے نازاں ہوتے ہیں۔ چاہیے کہ انسان اس پر نادم ہو اور توبہ کرے۔

۱۵۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: ۱۵۵۱- هُثَيْرُ بْنُ شَكْلٍ (ابو احمد یعنی محمد بن عبد اللہ بن زبیر کی سند میں اس راوی کا نام شکل بن حمید ہے) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا یہ ہو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ، وَمِنْ شَرِّ بَصْرِیْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِّیْ۔ [اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کی برائی سے، آنکھ کی برائی سے، زبان کی برائی سے، دل کی برائی سے اور مادہ منویہ کی برائی سے۔]

۱۵۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، الْمَعْنَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عَنْ شُتَيْبِ بْنِ شَكْلٍ، عَنْ أَبِيهِ - قَالَ فِي حَدِيثِ أَبِي أَحْمَدَ شَكْلٍ بْنِ حُمَيْدٍ - قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَّمْنِي دُعَاءً، قَالَ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ، وَمِنْ شَرِّ بَصْرِیْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِّیْ».



فائدہ: اس دعا میں تمام قسم کے گناہوں اور ان کے اسباب سے تحفظ کی دعا ہے۔ کان سے انسان بری باتیں مزامیر (سازو آواز یعنی گانے بجانے) غیبت اور جھوٹ وغیرہ سنتا ہے۔ آنکھ سے غیر محرم اور حرام چیزوں کو دیکھتا اور پڑھنا مراد ہے۔ زبان سے کفر، شرک، بدعت، جھوٹ، بہتان، غیبت اور گالی گلوچ وغیرہ ہوتی ہے۔ دل کی برائی نفاق، حسد، بغل، طمع اور کبر وغیرہ ہیں۔ مادہ منویہ کی برائی یہ ہے کہ انسان اپنے جذبات جنسی پر قابو نہ رکھ سکے اور اس وجہ سے خباثت پر آمادہ ہو یا بے نکل نطفہ بہائے..... یا اس سے ایسی اولاد پیدا ہو جو فتنہ و فساد کا باعث بنے۔

۱۵۵۲- حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عُمَرَ: ۱۵۵۲- حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرْدِیْ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَاعُوْذُ بِكَ

۱۵۵۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ادعاء "اللهم اني أعوذ بك من شر سمعي... ح: ۳۴۹۲ من حديث أبي أحمد محمد بن عبد الله الزبيري به، وقال: "حسن غريب"، وهو في المسند: ۳/ ۴۲۹، (أطراف المسند: ۲/ ۵۸۱)، وصححه الحاكم: ۱/ ۵۳۲، ۵۳۳، ووافقه الذهبي.

۱۵۵۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من التردى والهدم،

مِنْ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُذْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدَيْغًا] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی مکان یاد یوار مجھ پر آگرے یا کسی بلند مقام سے گر پڑوں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں غرق ہونے سے، جلنے یا ازحد بوزھا ہو جانے سے۔ تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان مجھے موت کے وقت بدحواس کر دے یا اس بات سے کہ جہاد میں پیٹھ دیتے ہوئے مروں یا اس کیفیت سے کہ زہریلے جانور کے کاٹے سے مجھے موت آئے۔“

🌞 فائدہ: یہ دعا اور اس قسم کی دیگر دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ رسول اکرم ﷺ جہاد سے پیٹھ پھیرنے اور شیطان سے محفوظ تھے اسی طرح آپ سخت قسم کی بیماریوں سے بھی محفوظ تھے۔ (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

۱۵۵۳- حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ کے ایک مولیٰ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں..... اس روایت میں [وَالْغَمَّ] کا اضافہ بھی ہے۔

۱۵۵۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ وَالْجُدَامِ وَ سَيِّءِ الْأَسْقَامِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص (پھلجھری) سے، پاگل پن سے، کوڑھ سے اور بری بیماریوں سے۔“

۱۵۵۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي مَوْلَى لِأَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْبَسْرِ زَادَ فِيهِ: «وَالْغَمَّ».

۱۵۵۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ وَالْجُدَامِ وَ سَيِّءِ الْأَسْقَامِ».

44 ح: ۵۵۳۳-۵۵۳۵ من حدیث عبد اللہ بن سعید بہ .

۱۵۵۳- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق .

۱۵۵۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۹۲/۳ من حدیث حماد بن سلمة، والنسائي: ۲۷۰/۸،

ح: ۵۴۹۵ من حدیث قتادة به * قتادة مدلس وعنعن .

☀ فائدہ : اس قسم کی بیماریوں میں بعض اوقات انسان اپنے آپ سے بھی بیزار ہو جاتا ہے اور تیمار داروں کو بھی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (عافانا اللہ منها)

۱۵۵۵- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی ہے جس کا نام ابو امامہ تھا آپ نے فرمایا: ”اے ابو امامہ! کیا بات ہے کہ میں تمہیں مسجد میں دیکھ رہا ہوں اور نماز کا وقت بھی نہیں ہے؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں اگر تم انہیں پڑھنے لگو تو اللہ تعالیٰ تمہارے غم دور کر دے گا اور تمہارے قرضے ادا کر دے گا۔“ (ادا کرنے کا سبب پیدا فرما دے گا۔) میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! فرمایا: ”صبح و شام یہ کلمات پڑھا کرو: [اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدِّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ]“ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں پریشانی اور غم سے عاجز رہ جانے اور کسل مندگی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخیلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرضے اور ظالموں کے غلبے سے۔“ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ دعا کرنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانیاں دور کر دیں اور قرضوں (کی ادائیگی) کا سبب بھی پیدا فرما دیا۔

۱۵۵۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ عَوْفٍ: أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمِ الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو أُمَامَةَ، فَقَالَ: «يَا أَبَا أُمَامَةَ! مَا لِي أَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟» قَالَ: هُمُومٌ لَزِمَتْنِي وَدُيُونٌ يَارَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «أَفَلَا أَعْلَمُكَ كَلَامًا إِذَا قُلْتَهُ أَذْهَبَ اللَّهُ هَمَّكَ وَقَضَى عَنْكَ دَيْنَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «قُلْ: إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدِّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ» قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ هَمِّي وَقَضَى عَنِّي دَيْنِي.



☀ ملحوظہ : یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کے معانی دیگر مختلف دعاؤں میں صحیح اسانید سے ثابت ہیں۔

زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت

نماز اور زکوٰۃ دین کے ایسے رکن ہیں جن کا ہر دور اور ہر مذہب میں آسمانی تعلیمات کے پیروکاروں کو حکم دیا گیا ہے، گویا یہ دونوں فریضے ایسے ہیں جو ہر نبی کی امت پر عائد ہوتے رہے ہیں اور دین اسلام نے بھی زکوٰۃ کی اس اہمیت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس میں مزید اضافہ کیا اور اسے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں تیسرا رکن قرار دیا۔ قرآن مجید میں نماز کی اقامت اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم عموماً ساتھ ساتھ ہے۔ دو درجن سے زائد مقامات پر قرآن کریم نے ﴿أَقِمْوَا الصَّلَاةَ﴾ کے ساتھ ﴿وَاتُوا الزَّكَاةَ﴾ کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید کے اس اسلوب بیان سے واضح ہے کہ دین میں جتنی اہمیت نماز کی ہے اتنی ہی زکوٰۃ کی ہے۔ ان دونوں میں بائیں طور تفریق کرنے والا کہ ایک پر عمل کرے اور دوسرے پر نہ کرے، سرے سے ان کا عامل نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ جس طرح ترک نماز انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی شریعت میں اتنا ہی مقام رکھتی ہے کہ اس کی ادائیگی سے انکار، اعراض اور فرار مسلمان کی کے زمرے سے نکال دینے کا باعث بن جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت مشہور قول کے مطابق ہجرت کے

دوسرے سال ہوئی۔

لغوی اعتبار سے زکوٰۃ کے ایک معنی بڑھوتری اور اضافے کے اور دوسرے معنی پاک و صاف ہونے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح کے مطابق زکوٰۃ میں دونوں ہی مفہوم پائے جاتے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بقیہ مال پاک و صاف ہو جاتا ہے اور عدم ادائیگی سے اس میں غرباء و مساکین کا حق شامل رہتا ہے جس سے بقیہ مال ناپاک ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی جائز اور حلال چیز میں ناجائز اور حرام چیز مل جائے تو وہ جائز اور حلال چیز کو بھی حرام کر دیتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے زکوٰۃ اسی لیے فرض کی ہے کہ وہ تمہارے بقیہ مال کو پاک کر دے۔“ (سنن ابی داؤد، الزکوٰۃ، باب فی حقوق المال، حدیث: ۱۶۶۳) قرآن مجید میں بھی یہ بات بیان کی گئی ہے: ﴿تُحْذِیْنُ اَمْوَالَہُمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُہُمْ وَتُزْکِیْہُمْ بِہَا﴾ (التوبہ: ۱۰۳) ”(اے پیغمبر!) ان کے مالوں سے صدقہ لے کر اس کے ذریعے سے ان کی تطہیر اور ان کا تزکیہ کر دیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ و صدقات سے انسان کو طہارت و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ طہارت کس چیز سے؟ گناہوں سے اور اخلاق رزلیہ سے۔ مال کی زیادہ محبت انسان کو خود غرض، ظالم، متکبر، بخیل، بددیانت و غیرہ بناتی ہے جبکہ زکوٰۃ، مال کی شدید محبت کو کم کر کے اسے اعتدال پر لاتی ہے اور انسان میں رحم و کرم، ہمدردی و اخوت، ایثار و قربانی اور فضل و احسان کے جذبات پیدا کرتی ہے اور انسان جب اللہ کے حکم پر زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو اس سے یقیناً اس کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۳) ”بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔“

زکوٰۃ کے دوسرے معنی بڑھوتری اور اضافے کے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے بظاہر تو مال میں کمی واقع ہوتی نظر آتی ہے، لیکن حقیقت میں اس سے اضافہ ہوتا ہے، بعض دفعہ تو ظاہری اضافہ ہی اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے، ایسے لوگوں کے کاروبار میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو مال میں معنوی برکت ضرور ہو جاتی ہے۔ معنوی برکت کا مطلب ہے خیر و سعادت کے کاموں کی زیادہ توفیق ملنا۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا: ”صدقے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔“ (صحیح مسلم، البر، باب استحباب العفو والتواضع، حدیث: ۲۵۸۸)

مذکورہ گزارشات کے بعد زکوٰۃ و صدقات کے کچھ فضائل و برکات بیان کیے جاتے ہیں تاکہ قاری مسئلہ کی حقیقت کو کما حقہ سمجھ سکے، حدیث قدسی ہے: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے ابن آدم!) تو (میرے



۹۔ کتاب الزکوۃ زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت

ضرورت مند بندوں پر) خرچ کر میں (خزانہ غیب سے) تجھ کو دیتا رہوں گا۔“ (صحیح البخاری، التوحید، باب: ۳۵، حدیث: ۷۴۹۶)

اسی کی بابت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ کی راہ میں کشادہ دلی سے) خرچ کرتی رہو اور گن گن کر مت رکھو، اگر تم گن گن کر اور حساب کر کے خرچ کرو گی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور دولت جوڑ جوڑ کر بند کر کے مت رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ اس لیے جتنی توفیق ہو فراخ دلی سے خرچ کرتی رہو۔“ (صحیح البخاری، الہبۃ، باب: ۵، حدیث: ۲۵۹۱، والزکوۃ، باب: ۲۲، حدیث: ۱۳۳۳، وصحیح مسلم، الزکوۃ، باب: الحث علی الانفاق.....، حدیث: ۱۰۲۹)

صدقہ کی بابت نبی ﷺ سے پوچھا گیا، کون سا صدقہ اجر میں زیادہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”زیادہ اجر و ثواب والا صدقہ وہ ہے جو تندرستی کی حالت میں اس وقت کیا جائے جب انسان کے اندر دولت کی چاہت اور اسے اپنے پاس رکھنے کی حرص ہو اور اسے خرچ کی صورت میں محتاجی کا خطرہ اور روک رکھنے کی صورت میں دولت مندی کی امید ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم سوچتے اور ٹالتے رہو یہاں تک کہ تمہارا آخری وقت آجائے اور اس وقت تم مال کے بارے میں وصیت کرنے لگو کہ اتنا مال فلاں کو اور اتنا فلاں کو (اللہ کے لیے) دے دیا جائے، درآں حالیکہ اس وقت وہ مال (تمہاری ملکیت سے نکل کر) فلاں (وارثوں) کا ہو چکا ہو۔“ (صحیح مسلم، الزکوۃ، باب بیان ان افضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، حدیث: ۱۰۳۲)

ان فضائل و برکات کی پوری اہمیت اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ دوسرا پہلو یعنی صدقات و خیرات سے پہلو تہی اور اعراض کی سخت وعید اور اس پر عذاب شدید کی تنبیہ سامنے نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا، لیکن اس نے اس کی زکوٰۃ نہ دی تو وہ دولت قیامت کے دن اس کے لیے گنجه سانپ کی شکل میں بنادی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (یہ دونوں نشانیاں سخت زہریلے سانپ کی ہیں) وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا، پھر وہ سانپ اپنی دونوں باجھوں سے اس کو پکڑ کر کھینچے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔ یہ فرمانے کے بعد نبی ﷺ نے سورہ آل عمران کی آیت (۱۸۰) تلاوت فرمائی: ”وہ لوگ جو اللہ کے فضل و کرم سے حاصل کردہ مال میں بخل کرتے ہیں (زکوٰۃ ادا

نہیں کرتے) یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے (نہیں) بلکہ یہ ان کے حق میں (انجام کے لحاظ سے) بدتر ہے۔ یہ مال جس میں وہ بخل کرتے ہیں (اور اس کی زکوٰۃ بھی نہیں نکالتے) قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کے ڈال دیا جائے گا۔“ (صحیح البخاری، الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ حدیث: ۱۴۰۳)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا (فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یا جیسے بھی آپ نے حلف اٹھایا (حلف کے الفاظ صحابی کو صحیح یاد نہیں رہے۔) جس آدمی کے پاس بھی کچھ اونٹ، گائیں یا بکریاں ہوں وہ ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو اسے قیامت کے دن ان جانوروں سمیت لایا جائے گا، یہ جانور دنیا کے مقابلے میں زیادہ قد آور اور زیادہ موٹے تازہ ہوں گے وہ اسے اپنے پیروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ٹکریں مارتے ہوئے گزریں گے جب آخر تک سب گزر جائیں گے تو پہلے والے پھر اسی طرح اس پر لوٹائے جائیں گے حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلے ہونے تک اس کے ساتھ یہی معاملہ جاری رہے گا۔“ (صحیح البخاری، الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ البقر، حدیث: ۱۴۶۰)

قرآن کریم کی یہ آیت بھی انہی لوگوں کی وعید میں نازل ہوئی ہے جو اپنے سونے چاندی اور اپنے مال و دولت میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتْكُوىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كُنَزْتُمْ لَكُمْ فَنُفِقُوا ۖ مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ (التوبة: ۳۴-۳۵) اور جو لوگ سونا چاندی بطور خزانہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ جس دن کہ ان کی دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کے ماتھے، ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا): یہ ہے تمہاری وہ دولت جسے تم نے جوڑ جوڑ کر رکھا تھا، پس تم اپنی اس دولت اندوزی کا آج مزا چکھو۔“ لیکن اس وعید سے وہ لوگ خارج ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکالتے اور صدقہ خیرات کرتے رہتے ہیں۔

اس اخروی عقوبت کے علاوہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس قوم کو جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے اعراض کرتی ہے، اس کا باراں اور قحط سالی جیسے ابتلاء سے دوچار کر دیتا ہے، جیسا کہ فرمان نبوی ہے: ”جو قوم بھی زکوٰۃ سے انکار کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے بھوک اور قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔“ (الطبرانی فی



الأوسط، حدیث: ۶۷۸۸، ۳۵۷۷، وصحیح الترغیب للآلبانی: ۱/۳۶۷)

ایک دوسری روایت میں ہے: ”جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ بارانِ رحمت سے محروم کر دیے جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش کا نزول نہ ہو۔“ (سنن ابن ماجہ، الفتن، باب العقوبات، حدیث: ۳۰۱۹، وحسنہ الآلبانی فی الصحیحۃ، حدیث: ۲۱۶/۱-۱۰۶)

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لیتی چاہیے کہ اسلام کا مطالبہ صرف زکوٰۃ ہی پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ صاحب استطاعت کو ہر ضرورت کے موقع پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن مجید نے اسی لیے متعدد مقامات پر ”زکوٰۃ“ کی بجائے ”انفاق“ کا لفظ استعمال کیا ہے جو عام ہے اور زکوٰۃ اور دیگر صدقات دونوں کو محیط ہے۔ [مُتَّقِنَ] کی صفات میں بتایا گیا ہے: ﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ (البقرہ: ۳) ”اور وہ ہمارے دیے ہوئے مال میں سے انفاق (خرچ) کرتے ہیں۔“ نیز فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ (البقرہ: ۲۱۷) ”اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے انفاق (خرچ) کرو۔“

زکوٰۃ و صدقات دیتے وقت اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ان کے اولین مستحق آدمی کے درجہ بدرجہ اپنے قرابت دار ہیں۔ قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی جس میں غریب و بے سہارا افراد کی اعانت و دست گیری شامل ہے، حقوق العباد میں دوسرے نمبر پر ہے۔ سب سے پہلے آدمی کے والدین ہیں اور دوسرے نمبر پر اس کے دیگر قریب ترین رشتہ دار۔ اگر انسان کے پاس اہل خانہ اور والدین کی کفالت کے بعد کچھ مال بچ رہے تو اسے درجہ بدرجہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں پر خرچ کرنا چاہیے۔ اسے شریعت میں صلہ رحمی کہتے ہیں۔ اس سے دو گنا اجر ملے گا، ایک صلہ رحمی کا اور دوسرا صدقے کا۔

زکوٰۃ اس مال میں سے نکالی جائے جس میں انسان کو ملکیت تامہ حاصل ہو، ملکیت تامہ کا مطلب ہے کہ وہ مال اس کے دست تصرف میں ہو۔ اس کو جس طرح چاہے خرچ کرے اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہ ہو اور اس مال کے تجارتی فوائد میں وہ بلا شرکت غیرے مالک ہو۔ مشترکہ (لمنڈیڈ) کمپنیوں میں سے سب کے مجموعی مالوں میں سے بھی سب کی طرف سے زکوٰۃ نکالی جانی چاہیے۔ (مخلص از کتاب ”زکوٰۃ و عشر“ تالیف حافظ صلاح الدین یوسف، مطبوعہ دار السلام)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۹) - كِتَابُ الزَّكَاةِ (التحفة ۳)

زکوٰۃ کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - [وُجُوْبُهَا] (التحفة ۱) باب: ۱- زکوٰۃ واجب ہونے کا بیان

۱۵۵۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ
الرُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوفِّي رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ، وَاسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ
مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ
وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ
النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ
قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسُهُ
إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ؟» فَقَالَ أَبُو
بَكْرٍ: وَاللَّهِ! لَا أَقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ
وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللَّهُ! لَوْ

۱۵۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور ان کے بعد
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور قبل عرب میں
سے جنہوں نے کفر اختیار کرنا تھا انہوں نے کفر اختیار کر
لیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ سے کہا: آپ لوگوں سے کس بنا پر قتال (جنگ) کریں
گے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرما گئے ہیں: ”مجھے حکم دیا
گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ [لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہے اس نے
اللہ [کہیں۔ تو جس نے [لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہے اس نے
مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان کو محفوظ کر لیا، [لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہے اس نے
کوئی حق ہو اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔“ اس
پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: قسم اللہ کی! میں ہر اس
شخص سے لازماً جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق



۱۵۵۶- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ،
ح: ۷۲۸۴، ۷۲۸۵، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول الله . . الخ،
ح: ۲۰، كلاهما عن قتيبة بن سعيد به، حديث رباح عند أحمد: ۴۷/۱، ۴۸، وحديث معمر عند عبد الرزاق،
ح: ۶۹۱۶ وغيره.

۹۔ کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ واجب ہونے کا بیان

کرے گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا (شرعی) حق ہے۔ قسم اللہ کی! اگر ان لوگوں نے مجھ سے وہ رسی بھی روک لی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے روک لینے پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا ہے اور بالآخر میری سمجھ میں بھی یہ بات آگئی کہ یہی بات حق ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث رباح بن زید اور عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے زہری سے اسی کی سند سے روایت کی ہے۔

قال أبو داؤد: رواه رباح بن زید وعبد الرزاق عن معمر، عن الزهري بإسناده.

قال بعضهم: عقلاً، ورواه ابن وهب عن يونس قال: عقلاً.

بعض نے [عقلاً] ”رسی“ کا لفظ بیان کیا ہے جبکہ ابن وہب نے یونس سے [عناً] ”بکری کا بچہ“ روایت کیا ہے۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ معمر اور زبیدی نے بھی زہری سے اس حدیث میں اسی طرح کہا ہے (کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: [لَوْ مَنَعُونِي عَنْقًا] ”اگر ان لوگوں نے مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا تو.....“ ایسے ہی عنبرہ نے یونس سے انہوں نے زہری سے لفظ: [عناً] ”بکری کا بچہ“ روایت کیا ہے۔

۱۵۵۷۔ یونس نے زہری سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مال کا حق ہے کہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اور اس روایت میں لفظ: [عقلاً] ”رسی“ بیان کیا۔

قال أبو داؤد: وقال شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَمَعْمَرُ بْنُ الزُّهَيْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: لَوْ مَنَعُونِي عَنْقًا. وَرَوَى عَنَيْسَةُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهَيْرِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: عَنْقًا.

۱۵۵۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَسَلِيمَانُ ابْنُ دَاوُدَ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهَيْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ حَقَّهُ أَذَاءُ الزَّكَاةِ وَقَالَ: عِقْلًا.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کی وفات حقیقی وفات تھی۔ ”پردہ پوشی“ والی بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کہیں بھی سمجھی سمجھائی نہیں گئی، جیسے کہ آج کل بعض لوگ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ② قبائل عرب تین طرح سے کافر ہوئے تھے۔ ایک وہ لوگ تھے جو اسلام سے مرتد ہو کر میلہ کذاب کے پیروہ ہو گئے تھے۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے نماز، زکوٰۃ اور دیگر احکام شریعت سے سرتابی کی تھی۔ اور تیسرے وہ تھے جنہوں نے صرف زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تھا۔ ان کا یہ انکار بھی کفر ہی کہلایا تھا۔ (تفصیل آگے آرہی ہے) ③ اسلامی حکومت اور معاشرے میں نماز اور زکوٰۃ لازم و ملزوم ہیں اور زکوٰۃ کے انکار پر جنگ ہو سکتی ہے۔ ④ دین میں فہم و بصیرت کے اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی فرق تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے فائق تھے۔ ⑤ جہاد کی حقیقت، اشاعت، توحید و سنت اور غلبہ دین کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ⑥ حکومت اسلامیہ میں رعیت کی جان و مال اور آبرو ہر طرح سے محفوظ ہوتی ہے اور زنی چاہیے۔ ⑦ حکومت اسلامیہ بجا طور پر یہ حق رکھتی ہے کہ اپنی رعایا سے حقوق و فرائض اسلام کی پابندی کا مطالبہ کرے اور اس مقصد کے لیے قتال بھی جائز ہے۔ ⑧ حدیث میں وارد لفظ: ”عَنَّا قُلًا“ ”بکری کے بچے“ سے محدثین یہ استدلال کرتے ہیں کہ جانوروں کے بچے ماؤں کے تابع ہیں جیسے کہ بعض صورتوں میں مال مستفاد کا حکم ہے۔ ⑨ اختلاف روایت کو بالاسانید بیان کرنا دلیل ہے کہ محدثین کرام نقل احادیث میں غایت درجہ محتاط اور امین تھے۔

رافضیوں کے کچھ شبہات اور ان کا جواب: رافضیوں کا اتہام ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو قیدی بنایا حالانکہ یہ لوگ جن سے قتال کیا گیا، اصحابِ تاویل تھے (ان کے زعم میں زکوٰۃ کا ایک خاص مفہوم تھا) ان کا خیال تھا کہ قرآن کریم کا یہ ارشاد: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ (التوبة: ۱۰۳) ”(اے پیغمبر!) ان سے صدقات لیجئے، اس سے آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں۔ آپ ان کے لیے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکینت کا باعث ہے۔“ یہ خطاب خاص ہے۔ اس کا تعلق صرف رسول اللہ ﷺ سے ہے، کوئی اور اس کا مخاطب یا اس میں شریک نہیں ہے۔ اس میں ایسی شرطیں ہیں جو کسی اور میں نہیں ہیں، یعنی تطہیر و تزکیہ اور صاحبِ صدقہ کیلئے صلاۃ، یعنی دعا۔ یہ امور صرف نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ اور جب ذہنوں میں اس قسم کے شبہات موجود ہوں تو ایسے لوگوں کو معذور جاننا چاہیے ان پر تلوار اٹھانا کسی طور روا نہیں۔ ان لوگوں کے خیال میں ان سے قتال ظلم و زیادتی تھا۔

(جواب) حقیقت یہ ہے کہ ان (رافضیوں) کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان کا کل سرمایہ بہتان، تکذیب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عیب چسپی ہے۔ اور یہ کھلی حقیقت ہے کہ مرتدین کئی طرح کے تھے۔ ایک وہ تھے جنہوں نے سرے سے اسلام ہی کا انکار کیا تھا اور نبوتِ میلہ کذاب یا کسی اور مدعی نبوت کی دعوت دی تھی۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ چھوڑتے ہوئے شریعت کا انکار کیا۔ انہی لوگوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کافر کہا اور اسی بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی اولادوں کو قیدی بنایا اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد ان کی مؤید و معاون تھی۔ اسی موقع پر ایک لونڈی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملی تھی جو کہ بنی حنیفہ کے قبیلہ سے تھی، اس سے ان کی اولاد بھی ہوئی۔ محمد بن حنفیہ حضرت

۹- کتاب الزکوۃ زکوۃ واجب ہونے کا بیان

علیؑ کے فرزند گرامی قدر اسی لونڈی سے ہیں..... (البتہ اوآخر دور صحابہ میں ان کا یہ اجماع ہو گیا تھا کہ مرتدین کو قیدی نہ بنایا جائے۔) تیسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے صرف زکوۃ کا انکار کیا تھا علاوہ ازیں باقی امور دین میں وہ اس پر پوری طرح کاربند رہے تھے۔ یہ لوگ ”باغی“ تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی انفرادی طور پر ”کافر“ نہیں کہا گیا، اگرچہ لفظ ارتداد اور مرتد ان پر بھی بولا گیا ہے کیونکہ انکا رزکوۃ و حقوق دین میں یہ دوسروں کے مشابہ ہو گئے تھے۔ اور لغوی اعتبار سے جو شخص ایک عمل کرتا ہو پھر اس سے انکار کر دے تو وہ اس سے ”مرتد“ ہی ہوتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے اطاعت سے سرتابی کی اور حق اسلام کا انکار کیا اس وجہ سے مدح و ثنا کا لفظ ان سے چھین گیا اور ایک برالقب ان کے حصے میں آیا۔

رہے یہ شبہات کہ ﴿تُخَذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ کا خطاب رسول اللہ ﷺ سے خاص ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ کتاب اللہ کے خطاب تین طرح کے ہیں: ایک عام خطاب مثلاً: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾..... ﴿(المائدة: ٦)﴾ ”اے ایمان والو! جب نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے دھو لیا کرو.....“ دوسرا وہ جو رسول اللہ ﷺ سے مخصوص ہوتا ہے، دوسروں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے خطابات میں اوروں کی شرکت کا شبہ صریح الفاظ سے ختم کر دیا جاتا ہے مثلاً: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ﴾..... ﴿(بنی اسرائیل: ٤٩)﴾ ”اور رات میں کچھ جاگ کر (قرآن کے ساتھ)“ یہ حکم مزید ہے آپ کے لیے۔“ دوسری جگہ نکاح کے مسئلہ میں ہے: ﴿حَالِصَةً لَّكَ مِنَ دُونَ الْمُؤْمِنِينَ﴾..... ﴿(الأحزاب: ٥٠)﴾ ”(اگر کوئی خاتون اپنے آپ کو نبی کو بخش دے تو نبی کا اس سے نکاح کرنا جائز ہے)..... یہ رخصت خاص ہے آپ کے لیے نہ کہ دوسرے مؤمنین کیلئے۔“ خطاب کی تیسری نوع وہ ہے جس میں مخاطب تو رسول اللہ ﷺ کو کیا ہوتا ہے مگر مراد آپ اور آپ کی امت دونوں ہی ہوتے ہیں۔ آپ کا ذکر مبارک اس لیے ہوتا ہے کہ آپ داعی الی اللہ ہیں۔ احکام الہی کے مبین ہیں۔ اس میں امت کو ہدایت ہوتی ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کر کے دکھائیں اسی طرح کریں مثلاً: ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِكَ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ﴾..... ﴿(بنی اسرائیل: ٤٨)﴾ ”نماز قائم کیجیے سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک“ اور ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ﴾..... ﴿(النحل: ٩٨)﴾ ”جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو اللہ کی پناہ اختیار کیا کریں۔“ زیر بحث مسئلہ اور خطاب ﴿تُخَذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةٌ﴾..... ﴿(اسی آخری نوع سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ نبی ﷺ سے مخصوص نہیں بلکہ آپ کے ساتھ آپ کی امت کے خلفاء و امراء بھی اس میں شریک ہیں..... رہا مسئلہ تطہیر و تزکیہ اور صاحب زکوۃ کیلئے دعا کا..... تو یہ ایک عام عمل ہے۔ کوئی بھی مخلص مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے یہ مقام و مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ وہ تمام اجور و ثواب جن کا آپ کے زمانے میں وعدہ فرمایا گیا ہے وہ قیامت تک کیلئے جاری ہیں۔ ان میں کسی قسم کا انقطاع نہیں۔ (ماخوذ از نیل الأوطار: ۱۳۶/۳)

(المعجم ۲) - باب مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ باب: ۲- کن چیزوں میں زکوۃ واجب ہے؟ (التحفة ۲)

کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

۱۵۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو
ابْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ
أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ ذَوْدٌ صَدَقَةٌ،
وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسٍ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ،
وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

۱۵۵۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
رسول ﷺ نے فرمایا: ”پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ
نہیں۔ اور پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔
اور پانچ وسق سے کم (غلے) میں زکوٰۃ نہیں۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① سونے چاندی مال مولیٰ اور دیگر اجناس کے لیے مقررہ نصاب سے کم میں زکوٰۃ فرض
نہیں ہے۔ ویسے کوئی دینا چاہے تو صدقہ ہے اور محبوب عمل ہے۔ ② ایک اوقیہ میں چالیس درہم اور ایک درہم تقریباً
۲.۹۷ گرام چاندی کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک اوقیہ کا وزن ایک سوانیس گرام اور پانچ اوقیہ چاندی کا وزن پانچ سو
پچانوے گرام ہوا۔ جس کا وزن تولہ کے حساب سے ۵۱ تولہ (اور سابقہ علماء کے حساب سے ۵۲ ½ تولہ) ہوتا ہے۔
③ ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں جیسا کہ آگلی روایات میں آ رہا ہے اور ایک صاع میں چار درہم۔ ایک صاع کا
وزن تقریباً ڈھائی کلو ہوتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق کا کل وزن سات سو پچاس کلو ہو جائے گا۔ یعنی تقریباً ۱۹ من۔
زکوٰۃ کی ادائیگی میں بنیادی اہمیت کا سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ کس کس مال پر فرض ہے؟ سنن ابوداؤد میں جو احادیث
بیان کی گئی ہیں ان میں سونا، چاندی، چرنے والے اونٹ، گائیں، بھینڑ اور بکریوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔ زرعی اجناس
میں جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اسے عشر کہا جاتا ہے۔ اس حوالے سے وہ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں جن میں قابل زکوٰۃ
(عشر) اجناس کا تفصیل سے ذکر نہیں۔ البتہ یہ وضاحت ہے کہ جو کھیتیاں بارش، دریاؤں، چشموں یا زمین کی رطوبت
سے سیراب ہوتی ہیں ان کی زکوٰۃ عشر یعنی دسواں حصہ ہے اور جن کو اونٹوں کے ذریعے سے (رہٹ چلا کر یا اونٹوں پر
پانی لا کر) سیراب کیا جاتا ہے ان کی زکوٰۃ (نصف عشر) یعنی بیسواں حصہ ہے۔

اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زرعی اجناس پر زکوٰۃ عشر یا نصف عشر ہے۔ اختلاف اجناس کے حوالے سے امام
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گھاس، ایندھن اور بے شمر درختوں کو چھوڑ کر زمین سے اُگائی جانے والی ہر چیز پر عشر کے قائل ہیں۔ انہوں
نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ”جو کھیتیاں بارش، دریاؤں اور چشموں سے سیراب ہوں ان میں عشر اور جن کی آبپاشی
اونٹوں کے ذریعے سے کی جائے ان میں نصف عشر ہے۔“ کے الفاظ میں پائے جانے والے عموم سے استدلال کیا

۱۵۵۸- تخريج: أخرجه البخاري، الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الورق، ح: ۱۴۴۷ من حديث مالك، ومسلم، الزکوٰۃ،
باب: ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، ح: ۹۷۹ من حديث عمرو بن يحيى بن عمارة به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۲۴۴/۱.

کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

ہے۔ علاوہ ان میں وہ قرآنی آیت: ﴿وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ﴾ (البقرة: ۲۶۷) کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ زمین کی پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ اس میں عشر یا نصف عشر ہوگا۔ حالانکہ اس عموم کی تخصیص حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ ۱۹ من سے کم پیداوار عشر سے مستثنیٰ ہے۔

ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما صرف ان اجناس پر زکوٰۃ ضروری سمجھتے ہیں جو بہ آسانی سال تک باقی رہ سکتی ہیں اور ان کا لین دین ناپ سے ہوتا ہو یا وزن سے ان کے مطابق ہر قسم کے غلے، شکر، کپاس وغیرہ پر عشر دینا ہوگا۔ امام مالک رحمہ اللہ انسان کی اُگائی ہوئی تمام ایسی زرعی اجناس پر عشر ضروری سمجھتے تھے جو خشک کر کے محفوظ کی جھا سکتی ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ خشک ہونے والے پھل اور ہر قسم کے بیجوں پر زکوٰۃ کے قائل تھے۔

جلیل القدر فقہائے تابعین امام حسن بصری، امام شعبی، موسیٰ بن طلحہ اور مجاہد رحمہم صرف گندم، جو، کھجور اور کشمش میں عشر کے قائل ہیں جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے خود لیا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان تابعین کے حوالے سے وہ ساری روایات ذکر کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے صرف ان اشیاء میں عشر لینے کا حکم دیا ہے۔ یہ روایات مرسل ہیں۔ لیکن حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی وہ تحریر موجود ہے جو آپ نے لکھوا کر حضرت معاذ بن جبل رحمہ اللہ کو عطا فرمائی تھی۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عشر ان چار چیزوں میں ہے۔ ان ساری روایات کو ذکر کر کے امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”یہ تمام روایات مرسل ہیں لیکن متعدد اسانید سے ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ کی روایت ہے جو انہی چار چیزوں کے عشر کے بارے میں ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، الزکوٰۃ، باب الصدقة فیما یزرعه الآدمیون...) ابو بردہ رحمہ اللہ والی روایت کی صحت کے بارے میں امام بیہقی کا فیصلہ ہے: [رواہ ثقات وهو متصل] ”یعنی اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کی سند متصل ہے۔“ (نبیل الأوطار: الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الزرع والثمار)

امام شافعی رحمہ اللہ نے انہی چار چیزوں پر قیاس کر کے یہ کہا ہے: [عشر ما یقات و یدبح] ”عشر ان بنیادی غذائی اجناس پر ہے جو بطور خوراک استعمال ہوتی ہوں اور جن کا ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔“ گندم، جو، کھجور، کشمش کی طرح جن علاقوں میں چاول وغیرہ بنیادی غذائی جنس ہیں وہاں ان پر عشر ہوگا۔ کپاس اور دیگر بہت سی قیمتی اشیاء (Cash Crops) اور تازہ میزیوں پر اگرچہ براہ راست عشر نہیں لیکن ان کی آمدنی کے حوالے سے اگر نصاب اور مدت نصاب مکمل ہو جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ اسی طرح چرنے والے (سائمنہ) جانوروں کے ریوڑوں کی زکوٰۃ کی تفصیل احادیث میں بیان کر دی گئی ہے۔ لیکن جدید دور کے مویشی فارموں کے جانور چرا کر نہیں پالے جاتے بلکہ ان کی خوراک کا مستقل انتظام کیا جاتا ہے، اس لیے ان کو سائمنہ (چرنے والے) جانوروں میں شمار نہیں کیا جاسکتا، بنا بریں ان کی زکوٰۃ آمدنی پر ہوگی۔

پہلے سونا اور چاندی نقدی کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ آج کل کرنسی نوٹ استعمال ہوتے ہیں۔ علمائے امت کا

کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

اجماع ہے کہ کرنسی کو انہی پر قیاس کیا جائے گا۔ سعودی علماء اور پاک و ہند کے علماء نے کرنسی نوٹوں کے لیے چاندی کو نصاب بنایا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس طرح زکوٰۃ دینے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی جس میں غرباء و مساکین کا فائدہ زیادہ ہے۔ اگر سونے کو نصاب بنایا جائے گا تو بہت سے اصحاب حیثیت بھی زکوٰۃ دینے والوں میں سے نکل جائیں گے۔ مثال کے طور پر جس کے پاس ۷۵ ہزار روپے سے کم فاضل بچت کے طور پر ایک سال پڑے رہے ہوں گے وہ بھی صاحب نصاب متصور نہیں ہوگا، کیونکہ ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت (۱۰ ہزار روپے فی تولہ کے حساب سے) ۷۵ ہزار ہوگی۔ یوں لاکھوں افراد اصحاب حیثیت کے دائرے سے نکل جائیں گے جس کا سارا نقصان غرباء و مساکین اور مدارس دیدیہ کو ہوگا۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ موقف راجح لگتا ہے۔ بہر حال یہ اجتہادی مسئلہ ہے اور دونوں میں سے کسی کو بھی اپنایا جاسکتا ہے۔ چاندی کا نصاب بنیاد ماننے کی صورت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت جتنی فاضل رقم رکھنے والا صاحب نصاب ہوگا اور سونے کو کرنسی کی بنیاد ماننے کی صورت میں ۷۵ ہزار روپے فاضل رقم رکھنے والا صاحب نصاب متصور ہوگا اور اس سے کم رقم رکھنے والا شخص زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔



رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور صدیوں بعد تک قیمتی پتھروں، جواہرات اور موتیوں کا استعمال دنیا کے بہت سے حصوں میں زینت اور تفاخر کے لیے تو تھا قدر یا مالیت کو محفوظ کرنے کا ذریعہ سونا چاندی ہی تھے۔ جواہرات کے کھرے کھوٹے ہونے کی پہچان چونکہ عام تاجر کے بس میں نہ تھی اور ان کی قیمتوں کے تعین کا کوئی ایک باقاعدہ معیار بھی موجود نہ تھا۔ مختلف ماہرین کی رائے قیمتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہوتی تھی۔ سونے چاندی کی طرح معیاری ٹیکسالوں میں ڈھال کر ان کو درہم و دینار کی شکل بھی نہ دی جاسکتی تھی اس لیے یہ کرنسی یا مالیت کے تحفظ کے لیے مناسب نہ تھے۔ مالی تجارت کے طور پر تو ان کی زکوٰۃ تھی، البتہ براہ راست ان پر زکوٰۃ کی وصولی ممکن نہ تھی۔ لیکن آج کل سائنسی بنیادوں پر ان کی پہچان، قیمت کا تعین اور اس کے لیے قابل قبول معیار سب کچھ آسان ہو گیا ہے۔ ان کی باقاعدہ منڈیاں قائم ہو گئی ہیں اور ان خوبیوں کی وجہ سے یہ زیب و زینت کے علاوہ بڑے پیمانے پر مالیت قدر کے تحفظ ذخائر اور بینکوں میں نوٹ جاری کرنے کی غرض سے محفوظ ضمانتوں کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

اس بات کا امکان موجود ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ لوگ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنے مالیاتی اثاثے جواہرات کی صورت میں محفوظ کرنے شروع کر دیں۔ امیر خواتین تو اب سونے چاندی کے بجائے ان سے کئی گنا زیادہ قیمتی جواہر کو زیب و زینت اور اثاثوں کے تحفظ کے لیے استعمال کرنے لگی ہیں اور ان پر زکوٰۃ بھی نہیں دینی پڑتی۔ یہ صورت حال فقراء اور مستحقین زکوٰۃ کے مفاد کے خلاف ہے۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عہد کے بارے میں، اس بنیاد پر کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی ہدایت موجود نہ تھی، صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا اور اس کی روشنی میں خمس کی وصولی کا فیصلہ فرمایا تھا۔ (الموسوعة الفقهية - الكويت - زکوٰۃ، باب زکوٰۃ المستخرج

۹- کتاب الزکوۃ

کن چیزوں میں زکوۃ واجب ہے؟

من البحار) مزید یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شام سے کچھ لوگ آئے کہ ہمیں گھوڑوں اور غلاموں کی صورت میں کچھ مال ملا ہے، ہم ان کی زکوۃ ادا کر کے اسے پاک کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کر کے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے زکوۃ لینے کا فیصلہ کیا۔ (مسند رک حاکم، الزکوۃ، حدیث: ۱۳۵۶) اسی طرح اب علماء اگر قیمتی پتھروں کے حوالے سے غور کریں اور متفقہ طور پر ان کی زکوۃ کے بارے میں فیصلہ کریں تو یہ عین مصلحت اسلامی کا تقاضا ہوگا۔ یاد رہے کہ پتھروں پر زکوۃ نہ ہونے کی جو مرفوع روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے حوالے سے منقول ہے وہ ضعیف ہے اس لیے قابل اعتبار نہیں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، الزکوۃ، باب مالا زکوۃ فیہ من الجواهر غیر الذهب والفضة)

۱۵۵۹- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَّاشِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَوْدِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْوَةَ الْجَمَلِيِّ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ - يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خُمْسَةِ أَوْسَاقٍ زَكَاةً»، وَالْأَوْسُقُ سِتُّونَ مَحْتُومًا.

۱۵۵۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ”پانچ وسق سے کم (غلے) میں زکوۃ نہیں۔“ اور ایک ”وسق“ ساٹھ معیاری ”صاع“ کا ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْبَخْتَرِيِّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ابوالبختری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے براہ راست نہیں سنا۔

۱۵۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ بْنِ أَغَيْنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: الْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعًا مَحْتُومًا بِالْحَجَّاجِيِّ.

۱۵۶۰- جناب ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک وسق ساٹھ مہر لگے ہوئے حجاجی صاع کا ہوتا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① وسق کی مقدار اخیر القرون سے ساٹھ صاع ہی معروف اور معین ہے۔ ② حجاجی: امیر حجاج بن یوسف کی طرف نسبت ہے کہ حکومت کی طرف سے اس پر مہر لگی ہوتی تھی۔

۱۵۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزکوۃ، باب الوسق ستون صاعًا، ح: ۱۸۳۲ من حدیث محمد بن عبید الطنافسي به.

۱۵۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ۱۳۸/۳ من حدیث المغيرة بن مقسم به، وهو مدلس وعنعن.

۱۵۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ:

حَدَّثَنَا ضَرْدُ بْنُ أَبِي الْمَنَازِلِ سَمِعْتُ حَبِيبًا

الْمَالِكِيَّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِعِمْرَانَ بْنِ

حُصَيْنٍ: يَا أَبَا نُجَيْدٍ! إِنَّكُمْ لَتَحَدِّثُونَا

بِأَحَادِيثٍ مَا نَجِدُ لَهَا أَصْلًا فِي الْقُرْآنِ،

فَغَضِبَ عِمْرَانُ وَقَالَ لِلرَّجُلِ: أَوْجَدْتُمْ فِي

كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا، وَمِنْ كُلِّ كَذَا

وَكَذَا شَاةَ شَاةٍ، وَمِنْ كَذَا وَكَذَا بَعِيرًا كَذَا

وَكَذَا. أَوْجَدْتُمْ هَذَا فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ:

لَا. قَالَ: فَعَمَّنْ أَخَذْتُمْ هَذَا؟ أَخَذْتُمُوهُ

عَنَّا وَأَخَذْنَاهُ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، وَذَكَرَ أَشْيَاءَ

نَحْوَ هَذَا.



۱۵۶۱- حبیب مالکی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے

(صحابی رسول) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہا:

اے ابو نجید! آپ لوگ ہمیں کچھ ایسی احادیث بیان

کرتے ہیں جن کی اصل ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔ اس

پر حضرت عمران رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور اس سے کہا: کیا

تمہیں قرآن میں یہ ملتا ہے کہ ہر چالیس درہم میں ایک

درہم (زکوۃ) ہے؟ اور ہر اتنی اتنی تعداد بکریوں میں ایک

بکری ہے؟ اور اتنے اتنے اونٹوں میں یہ کچھ (زکوۃ)

ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ سب قرآن میں ملتا ہے؟ اس نے

کہا: نہیں۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تو تم نے یہ

(مسائل و احکام) کس سے لیے ہیں؟ بلاشبہ تم یہ ہم

(صحابہ) ہی سے لیتے ہو اور ہم نے انہیں اللہ کے

رسول ﷺ سے لیا ہے۔ (حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے) اس

طرح کی اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں۔

☀️ ملحوظ: اس میں یہ اشارہ ہے کہ فقہ انکار حدیث ایک قدیم فتنہ ہے جس کی ابتدا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر میں ہو گئی

تھی۔ بلاشبہ اکثر فروعات ہمیں صحیح احادیث ہی میں ملتی ہیں۔ قرآن حکیم نے اصول ذکر کیے ہیں اور کہیں کہیں اہم

فروع بھی۔ اس حدیث میں صحابی رسول حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے نہایت جامعیت اور ایجاز سے فقہ انکار حدیث کی بیخ

کئی کر دی ہے۔

باب ۳- کیا سامان تجارت میں زکوۃ ہے؟ (المعجم ۳)

لِلتَّجَارَةِ هَلْ فِيهَا زَكَاةٌ؟ (التحفة ۳)

۱۵۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ

۱۵۶۲- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ما بعدا

۱۵۶۱- تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۱۹/۱۸ من حديث محمد بن بشار به، وللحديث شاهد

عند الحاكم: ۱/۱۰۹، ۱۱۰، والطبراني: ۱۸/۱۶۵، ۱۶۶، ح: ۳۶۹، وابن حبان في الثقات: ۷/۲۴۷، ۲۴۸ * الحسن البصري صرح بالسماع عنده، وباقي السند حسن.

۱۵۶۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۴۶/۴، ۱۴۷ من حديث أبي داود به * حبيب مجهول،

وجعفر بن سعد ضعفه الجمهور، ويؤيده حديث "وأدوا زكاة أموالكم" رواه الترمذي، ح: ۶۱۶ بسند حسن، وأصله عند أبي داود، ح: ۱۹۵۵، وقال الله تعالى: "أنفقوا من طيبات ما كسبتم" (البقرة: ۲۶۷).

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جو مال ہم تجارت کیلئے تیار کریں اس سے صدقہ (زکوۃ) دیا کریں۔“

سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ
ابْنُ سَعْدٍ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: حَدَّثَنِي
حُثَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ، عَنْ
سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ
الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نَعِدُّ لِلْبَيْعِ.

🌞 **ملاحظہ:** امام ابو داود اور علامہ منذری رحمہما اس حدیث پر سناکت (خاموش) ہیں۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ اس میں جہالت ہے۔ (راوی مجہول ہے۔) شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے بھی ”السیل الجرار“ میں ایسے ہی لکھا ہے۔ (السیل الجرار: ۲/۲۶۲) ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل للالبانی میں ہے کہ مال تجارت میں زکوۃ کی احادیث ضعیف ہیں۔ فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے کہ اموال تجارت میں زکوۃ ہے۔ (۱۵/۲۵) ابن المنذر نے فرمایا ہے کہ اہل علم کا اس مسئلے پر اجماع ہے کہ سال گزرنے پر مال تجارت میں زکوۃ ہے۔ حضرت عمرؓ ابن عمر اور ابن عباسؓ سے یہی مروی ہے۔ فقہائے سبعہ، حسن، جابر بن زید، میمون بن مہران، طاؤس، نخعی، ثوری، اوزاعی، ابو حنیفہ، احمد، اسحاق، ابو عبید اور امام ابن تیمیہ رحمہما کا یہی فتویٰ ہے۔ الغرض احتیاطاً کا تقاضا یہی ہے کہ مال تجارت کسی بھی قسم کا ہو اس کی قیمت کا اعتبار کر کے اس کی زکوۃ ادا کر دی جائے۔

اموال تجارت میں زکوۃ کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ سال بہ سال جتنا تجارتی مال دوکان یا گودام وغیرہ میں ہو اس کی قیمت کا اندازہ کر لیا جائے۔ علاوہ ازیں جتنی رقم گردش میں ہو اور جو رقم موجود ہو اس کو بھی شمار کر لیا جائے۔ نقد رقم، کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ اور سامان تجارت کی تخمینی قیمت سب ملا کر جتنی رقم ہو اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کی جائے۔ تاہم کوئی تجارتی مال اس طرح کا ہے کہ وہ خریداً لیکن وہ کئی سال تک فروخت نہیں ہوا تو اس مال کی زکوۃ اس کے فروخت ہونے پر صرف ایک سال کی ادا کی جائے گی۔ ورنہ عام مال جو دوکان میں فروخت ہوتا رہتا ہے اور نیا شک آتا رہتا ہے وہاں چونکہ فرداً فرداً ایک ایک چیز کا حساب مشکل ہے اس لیے سال کے بعد سارے مال کا بہ حیثیت مجموعی قیمت کا اندازہ کر کے زکوۃ نکالی جائے۔ اگر کوئی رقم کسی کاروبار میں منجمد ہوگئی ہو جیسا کہ بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے اور وہ رقم دو تین سال یا اس سے زیادہ دیر تک پھنسی رہتی ہے یا کسی ایسی پارٹی کے ساتھ سابقہ پیش آ جاتا ہے کہ کئی سال رقم وصول نہیں ہوتی تو ایسی ڈوبی ہوئی رقم کی زکوۃ سال بہ سال دینی ضروری نہیں۔ جب رقم وصول ہو جائے اس وقت سال کی زکوۃ ادا کر دی جائے وہ جب بھی وصول ہو۔

زیورات میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

باب ۴- کنز کی تعریف اور زیورات کی زکوٰۃ کا مسئلہ

۱۵۶۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ (شعیب) اپنے وادا (عبداللہ بن عمرو بن شعیب) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ ان کے ساتھ ان کی بیٹی بھی تھی اور بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے ننگن تھے۔ آپ نے اس خاتون سے پوچھا: ”کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تمہیں ان کے بدلے آگ کے دو ننگن پہنائے؟“ چنانچہ اس عورت نے ان کو اتارا اور نبی ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور کہنے لگی: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

(المعجم ۴) - باب الْكَزْرِ مَا هُوَ؟ وَزَكَاةُ الْحُلِيِّ (التحفة ۴)

۱۵۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، الْمَعْنَى، أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهَا ابْنَتُهُ لَهَا، وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: «أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ: «أَيَسْرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَوَارِينَ مِنْ نَارٍ؟» قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَتْ: هُمَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ.



🌞 فوائد و مسائل: ① مال کو جوڑ جوڑ کر رکھنا، خزانہ بنانا اور اللہ کا حق ادا نہ کرنا، عند اللہ بہت معیوب اور عذاب الیم کا باعث ہے۔ جیسے کہ سورہ توبہ میں ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتْكُوىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ (التوبة: ۳۴-۳۵) ”اور وہ جو سونے چاندی کو جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ جس دن کہ اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں پہلو اور پٹھیں داغی جائیں گی یہ ہے وہ جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا رکھا تھا“ اب اس خزانہ جوڑنے کا مزا چکھو۔“ لغت میں [کنز] یہ ہے کہ دولت کو زمین میں دفن کر کے رکھا جائے مگر عرف شرع میں جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ کنز کہلاتا ہے۔ سونے چاندی کے زیور کی زکوٰۃ میں کچھ اختلاف ہے۔ تاہم جمہور علماء زیور میں زکوٰۃ کے قائل ہیں اور احتیاط کے لحاظ سے بھی یہی مسلک زیادہ صحیح ہے۔ زیور کی زکوٰۃ دونوں طریقوں سے نکالی جاسکتی ہے۔ زیور میں چالیسواں حصہ سونا یا چاندی بطور زکوٰۃ نکال دی جائے یا چالیسویں حصے کی قیمت ادا کر دی جائے۔ دونوں طرح جائز ہے۔ تاہم کسی کے پاس اگر حد نصاب (¼) ۷

۱۵۶۳- تخریج: [سناده حسن] أخرجه النسائي، الزکوة، باب زکوة الحلی، ح: ۲۴۸۱ من حدیث خالد بن الحارث به، وحسنه ابن القطان الفاسی، (نصب الرایة: ۲/ ۳۷۰)، ورواه الترمذی، ح: ۶۳۷ من طریق آخر.

زیورات میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

تولہ سونا یا ۵۲ ½ (تولے چاندی) سے کم زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔ ① بچے بچیاں جب اپنے ماں باپ کی سرپرستی میں ہوں تو ان پر واجب ہے کہ ان کے مال کی زکوٰۃ ادا کریں یا کروائیں۔

۱۵۶۴- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے ہار پہنا کرتی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ کنز ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو زکوٰۃ کی مقدار کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔“

۱۵۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَتَّابُ يَعْنِي ابْنَ بَشِيرٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْصَاحًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَكُنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ: «مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَرَكِّي فَلَيْسَ بِكُنْزٍ».

۱۵۶۵- عبد اللہ بن شداد بن ہاد کہتے ہیں کہ ہم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں چاندی کی (موٹی موٹی) انگوٹھیاں ہیں تو آپ نے پوچھا: ”عائشہ! یہ کیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے انہیں آپ کی خاطر زینت کے لیے پہنا ہے اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: ”کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟“ میں نے کہا: نہیں! یا اسی طرح کی کوئی بات کی۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے جہنم میں لے جانے کے لیے یہی کافی ہے۔“

۱۵۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ عَطَاءٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَرَأَى فِي يَدِي فَتَخَاتٍ مِنْ وَرَقٍ، فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ؟» فَقُلْتُ: صَنَعْتُهُنَّ أَتَرَيْنَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «أَتُؤَدِّينَ زَكَاتَهُنَّ؟» قُلْتُ: لَا، أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَ: «هُوَ حَسْبُكَ مِنَ النَّارِ».

فوائد و مسائل: ① یہ اور مذکورہ بالا احادیث دلیل ہیں کہ استعمال کے زیورات میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

۱۵۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/ ۳۹۰ من حديث ثابت بن عجلان به، وصححه على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، والسند منقطع * عطاء بن أبي رباح لم يسمع من أم سلمة كما قال أحمد وغيره.

۱۵۶۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۲/ ۱۰۵، ۱۰۶، ح: ۱۹۳۴ من حديث عمرو بن الربيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۸۹، ۳۹۰، ووافقه الذهبي.

⑤ ولی امر اور داعی حضرات کو چاہیے کہ لوگوں کو ہمیشہ ان کا انجام یاد دلاتے رہا کریں۔ آخرت کی فکر ہی سے اعمال کی اصلاح اور ان میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ ⑥ عورتوں کا یہ شرعی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ اپنی زیب و زینت اور ہار سنگھار صرف اور صرف اپنے شوہروں کی دلداری کیلئے کیا کریں۔

۱۵۶۶- حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَعْلَى فَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَ حَدِيثِ الْحَاتِمِ. قِيلَ لِسُفْيَانَ: كَيْفَ تَرْكَبُهُ؟ قَالَ: تَضُمُّهُ إِلَى غَيْرِهِ.

۱۵۶۶- سفیان نے عمر بن یعلیٰ سے روایت کی اور انگوٹھی والی حدیث کی مانند ذکر کیا..... سفیان سے پوچھا گیا کہ اس کی زکوۃ کیسے دے؟ (یعنی انگوٹھی وغیرہ کی) تو انہوں نے فرمایا: دوسرے زیورات کے ساتھ ملا لے (اور نصاب کے مطابق زکوۃ دے۔)

باب: ۵- جنگل میں چرنے والے جانوروں کی زکوۃ

(المعجم ۵) - بَابُ فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ (التحفة ۵)

۱۵۶۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أَخَذْتُ مِنْ ثَمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ كِتَابًا زَعَمَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَهُ لِأَنَسٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا وَكَتَبَهُ لَهُ فَإِذَا فِيهِ: هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا نَبِيُّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَمَنْ سَنَّهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سَنَّهَا فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ:

۱۵۶۷- حماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ تحریر جناب ثمامہ بن عبد اللہ بن انس سے حاصل کی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے لکھا تھا جبکہ ان کو صدقہ کے لیے تحصیلدار بنا کے بھیجا تھا اور اس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر تھی..... اس میں تحریر تھا: یہ فریضہ زکوۃ کی تفصیل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا تھا جس کا اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا تھا۔ سو جس بھی مسلمان سے اس کے مطابق مطالبہ کیا جائے وہ ادا کرے اور جس سے اس کے علاوہ مزید مانگا جائے تو وہ نہ دے۔

فِيمَا دُونَ خُمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ: الْغَنَمُ، فِي كُلِّ خُمْسٍ دَوْدِ شَاةٌ، فَإِذَا

پچیس سے کم اونٹوں میں (زکوۃ بکریوں کی صورت میں ہے۔) ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے۔ جب

۱۵۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۴۵/۴ عن سفیان الثوري عن عمر بن يعلى عن أبيه عن جده به الخ * عمر بن يعلى ضعيف (التقريب: ۴۹۳)، وأبوہ ضعيف.

۱۵۶۷- تخریج: أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب العرض في الزکوۃ، ح: ۱۴۴۸ من حديث ثمامة به.



پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک برس کی مادہ اونٹنی) ہے، پینتیس تک۔ اگر ان میں کوئی ایک برس کی (بنت مخاض) نہ ہو تو دو برس کا نراونٹ دے (جسے ابن لبون کہتے ہیں)۔ اور جب چھتیس ہو جائیں تو ان میں دو سال کی مادہ اونٹنی (بنت لبون) ہے، پینتالیس تک۔ اور جب چھیالیس ہو جائیں تو ان میں حِقَّہ ہے (تین سال کی مادہ اونٹنی) جو جفتی کے لائق ہو، ساٹھ تک۔ جب اکٹھ ہو جائیں تو ان میں جَذَعہ (چار سال کی مادہ اونٹنی) ہے، پچھتر تک۔ اور جب چھتر ہو جائیں تو ان میں دو عدد بنت لبون (دو دو برس کی مادہ اونٹیاں) ہیں، نوے تک۔ اور جب اکانوے ہو جائیں تو ان میں دو عدد حِقَّہ (تین تین سال کی مادہ اونٹیاں) ہیں، جو جفتی کے لائق ہوں، ایک سو بیس تک۔ اور جب ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون (دو سال کی مادہ اونٹنی) اور ہر پچاس میں حِقَّہ (تین سال کی مادہ اونٹنی) ہے۔ اگر زکوٰۃ میں واجب ہونے والے جانوروں کی عمروں میں فرق ہو تو جس پر جَذَعہ لازم ہو (چار سال کی مادہ) مگر اس کے پاس جَذَعہ نہ ہو بلکہ (اس سے کم عمر) حِقَّہ (تین سال کی اونٹنی) ہو تو اس سے حِقَّہ لے لی جائے اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں ملا دے اگر میسر ہوں یا بیس درہم (چاندی کے)۔ اور جس پر زکوٰۃ میں حِقَّہ (تین سال کی) واجب ہوئی ہو، مگر اس کے پاس حِقَّہ نہ ہو بلکہ جَذَعہ (چار سال کی) ہو تو اس سے جَذَعہ لے لی جائے اور تحصیلدار اس کو بیس درہم دیدے یا دو بکریاں۔ اور جس

بَلَغَتْ خَمْسًا وَعَشْرِينَ، فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ فَأَبْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنْ بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةٌ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ، فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَأَنْ يَجْعَلَ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنْ اسْتَيْسَرَتْ لَهُ أَوْ عَشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ جَذَعَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عَشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَنْ هَهْنَا لَمْ أَضْبِطْهُ عَنْ

۹- کتاب الزکوٰۃ

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

پر حقہ (تین سال کی اونٹنی) واجب ہوئی ہو مگر موجود نہ ہو بلکہ بنت لبون (دو سال کی مادہ) ہو تو اس سے بنت لبون لے لی جائے..... امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث کے اس حصے کے بعد مجھے اپنے شیخ موسیٰ بن اسماعیل سے کما حقہ ضبط نہیں ہے..... اور صاحب مال اس کے ساتھ دو بکریاں دے اگر میسر ہوں یا بیس درہم۔ اور جس پر زکوٰۃ میں بنت لبون (دو سال کی مادہ) لازم آئی ہو مگر اس کے پاس حقہ (یعنی تین سال کی مادہ) ہو تو اس سے وہ حقہ لے لی جائے..... امام ابو داؤد فرماتے ہیں: اس حصے کے بعد مجھے خوب ضبط ہے..... اور تحصیلدار اسے بیس درہم دے دے یا دو بکریاں۔ اور جس پر بنت لبون (دو سالہ مادہ) لاگو ہوئی ہو مگر اس کے پاس ایک سالہ (بنت مخاض) ہو تو اس سے وہی قبول کر لی جائے اور ساتھ دو بکریاں لی جائیں یا بیس درہم۔ اور جس پر بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) لازم آئی ہو مگر اس کے پاس دو سالہ (بنت لبون) موجود ہو تو اس سے وہی لے لیا جائے مگر اس کے ساتھ کچھ (واپس) نہیں ہوگا۔ اور جس شخص کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے الا یہ کہ ان کا مالک چاہے۔

اور چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ (کی تفصیل) یہ ہے کہ چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک میں ایک بکری ہے۔ اگر اس سے بڑھ جائیں تو دو بکریاں ہیں دو سو تک۔ دو سو سے زیادہ میں تین بکریاں ہیں تین سو تک۔ اگر بکریاں تین سو سے بڑھ جائیں تو ہر سو میں ایک ایک بکری ہے۔

مُوسَىٰ كَمَا أَحَبَّ - وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ
إِنْ اسْتَيْسَرَ لَهُ أَوْ عَشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ
بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ
عِنْدَهُ إِلَّا حَقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ. قَالَ أَبُو
دَاوُدَ: إِلَى هُنَا ثُمَّ أَتَقَبَّلُهُ، وَيُعْطِيهِ
الْمُصَدِّقُ عَشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ،
وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَ
عِنْدَهُ إِلَّا ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ
وَشَاتَيْنِ أَوْ عَشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ
عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا
ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرَ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ
شَيْءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ
فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.



وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ
فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عَشْرِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا
زَادَتْ عَلَى عَشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِيهَا شَاتَانِ
إِلَى أَنْ تَبْلُغَ مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى
مِائَتَيْنِ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ
ثَلَاثِمِائَةً، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِي

۹۔ کتاب الزکوۃ
کُلِّ مِائَةِ شَاةٍ، شَاةٌ.

زکوۃ میں کوئی بوڑھی یا عیب دار بکری نہ لی جائے اور نہ بکرا (جفتی والا نہ) ہی لیا جائے الا یہ کہ تحصیلدار زکوۃ کی خواہش ہو۔ اور زکوۃ کے خوف سے دو علیحدہ ریوڑوں کو جمع نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے مال کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے۔ اور جن دو مشترک مالکوں کا مال اکٹھا ہو اور زکوۃ اکٹھی ہی لی گئی ہو تو وہ آپس میں برابر برابر لین دین کر لیں۔ اگر کسی کی جنگل میں چرنے والی بکریاں چالیس کی گنتی کو نہ پہنچتی ہوں تو ان میں کوئی زکوۃ نہیں الا یہ کہ ان کا مالک چاہے۔

چاندی میں چالیسواں حصہ ہے۔ اگر مال صرف ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں کوئی زکوۃ نہیں الا یہ کہ اس کا مالک چاہے۔

وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ مِنَ الْعَنَمِ وَلَا تَيْسُ الْعَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشِيَّةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، فَإِنْ لَمْ تَبْلُغْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ أَرْبَعِينَ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

وَفِي الرَّقَّةِ رُبْعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① فریضہ زکوۃ کی اس تفصیل سے مقام رسالت کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هُوَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴) ”ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کی طرف نازل کردہ بات کی خوب وضاحت فرمادیں۔“ ② احادیث نبویہ کا ایک معقول حصہ دور رسالت میں آپ کے صحن حیات ضبط تحریر میں لایا گیا تھا، ان میں سے مذکورہ بالا تفصیلات زکوۃ بھی ہیں لہذا منکرین حجت حدیث کو غور کرنا چاہیے۔ ③ شرعی حقوق مالیہ طلب کرنے پر ادا کرنے واجب ہیں۔ اگر حکومت اس فریضے سے غافل ہو تو مسلمانوں کو از خود ان کا ادا کرنا فرض ہے۔ ④ مقررہ مقدار زکوۃ سے زیادہ کا مطالبہ ہو تو جرأت سے انکار کرنا چاہیے۔ الا یہ کہ حالات دگرگوں ہوں۔ ⑤ مقررہ نصاب سے کم میں زکوۃ واجب نہیں۔ مالک خوشی سے پیش کرے تو قبول کر لی جائے جو اس کے لیے باعث اجر و ثواب ہے۔ ٹیکس اور زکوۃ و صدقات میں یہی بنیادی فرق ہے کہ مسلمان شرعی واجبات تنگی ترشی میں بخوشی ادا کرتا ہے بخلاف ٹیکس کے۔ ⑥ اونٹوں کی مذکورہ بالا زکوۃ کے جانوروں کی عمریں بالکل پوری ہونی چاہئیں۔ مثلاً ”بَنْتُ مَحَاضٍ“ وہ اونٹنی ہے جو ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ ”بَنْتُ لَبُونٍ“ وہ اونٹنی ہے جو دو سال کی ہو کر تیسرے میں لگ چکی ہو اسی طرح باقی بھی۔ ⑦ لاگو ہونے والی زکوۃ میں حسب مصلحت جانوروں کو بدلنا یا ان کی قیمت لینا دینا بھی جائز ہے۔ ⑧ اکٹھے ریوڑوں کو علیحدہ کرنا یوں ہے کہ..... مثلاً ایک ریوڑ میں دو مالکوں کی کل پچاس بکریاں ہوں تو ان میں ایک بکری زکوۃ آتی ہے مگر تحصیلدار زکوۃ کی آمد کے موقع پر یہ دونوں اپنے اپنے جانور علیحدہ کر لیں تو پچیس

بچیس بکریوں میں کوئی زکوٰۃ نہ آئے گی۔ یہ حیلہ ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ ریوڑوں کو اکٹھے دکھانا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ مثلاً ساٹھ ساٹھ بکریوں کے دو ریوڑوں پر دو بکریاں زکوٰۃ لاگو ہوگی لیکن اگر ان کو ایک ہی ریوڑ شمار کیا کر لیا جائے تو ایک سو بیس میں صرف ایک بکری آئے گی۔ اس طرح ایک بکری بچالینا حرام ہوگا۔ ④ لاگو شدہ زکوٰۃ کے جانوروں میں مادہ جانور لینا دینا اس لیے تاکید ہے کہ ان کی افزائش ہوتی رہتی ہے جبکہ نہ صرف جفتی کا فائدہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اونٹوں میں اگر بنت محاض (ایک سالہ مادہ) لازم آئی ہو مگر موجود نہ ہو تو ابُن لُبُون (دو سالہ نر) لیا جائے اور کچھ واپس نہ کیا جائے۔ ⑤ زکوٰۃ میں اللہ تعالیٰ ہی کو راضی کرنا مطلوب ہے اس لیے اسے اخلاص سے عمدہ مال پیش کیا جائے۔ ضعیف، بیمار یا عیب دار جانور پیش کرنا یا قبول کرنا ناجائز ہے۔ ⑥ ایسے جانور جو گھروں میں پالے جاتے ہیں جنگل میں چرنے نہیں جاتے ان پر اس انداز سے زکوٰۃ نہیں بلکہ اگر وہ تجارت کے لیے ہیں تو ان کی مجموعی قیمت پر زکوٰۃ آئے گی یا ان سے حاصل آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ⑦ جن دو مشترک مالکوں کا مال اکٹھا ہو اور زکوٰۃ اکٹھی ہی لی گئی ہو تو وہ آپس میں برابر لین دین کر لیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دو شراکتے۔ ساٹھ ساٹھ بکریاں ہر ایک کی تھیں۔ مجموعی طور سے ایک بکری زکوٰۃ لی گئی۔ ظاہر ہے آدھی آدھی بکری دونوں پر لازم آئی۔ تو اب جس کے مال سے ایک بکری لی گئی ہے وہ اپنے دوسرے ساتھی سے آدھی بکری کے دام لے لگا اور وہ دوسرا سے آدھی بکری کے دام دے گا۔ اس طرح دونوں پر زکوٰۃ برابر برابر ہو جائے گی۔



۱۵۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إِلَى عُمَّالِهِ حَتَّى قُبِضَ فَقَرَنَهُ بِسَيْفِهِ، فَعَمِلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، ثُمَّ عَمِلَ بِهِ عُمَرُ حَتَّى قُبِضَ فَكَانَ فِيهِ: فِي خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ شَاةٌ، وَفِي عَشْرِ شَاتَانِ، وَفِي خَمْسٍ [عَشْرَةَ] ثَلَاثَ شِيَاهٍ، وَفِي عَشْرِينَ أَرْبَعَ شِيَاهٍ، وَفِي خَمْسٍ

۱۵۶۸۔ سالم اپنے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی تفصیل لکھی تھی مگر اسے اپنے عاملوں کی طرف بھیجنے نہ پائے تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی جب کہ آپ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ (نیام میں) رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا حتیٰ کہ ان کی وفات ہو گئی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا حتیٰ کہ ان کی وفات ہو گئی۔ اس میں یہ تحریر تھا: ”پانچ اونٹوں میں ایک بکری دس میں دو بکریاں، پندرہ میں تین بکریاں اور بیس میں چار بکریاں ہیں۔ بچیس اونٹوں میں ایک سالہ مادہ اونٹنی (بنت

۱۵۶۸۔ [تخریج: حسن] أخرجه الترمذی، الزکوٰۃ، باب ماجاء فی زکوٰۃ الإبل والغنم، ح: ۶۲۱ من حدیث عباد ابن العوام بہ، وقال: ”حسن“، وسنده ضعیف، ورواه ابن ماجہ، ح: ۱۷۹۸ من طریق آخر عن الزهري به، وعلقه البخاري، (قبل، ح: ۱۴۵۰)، وللحدیث طرق وهو بها حسن * والزهري صرح بالسماع، انظر، ح: ۱۵۷۰.

محاض) ہے پینتیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو اس میں بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) ہے پینتالیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں حِقِّہ (تین سالہ اونٹنی) ہے ساٹھ تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں جذعہ (چار سالہ اونٹنی) چکھتر تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں دو بنت لبون (دو دو سال کی اونٹیاں) ہیں نوے تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں دو حِقِّہ (تین تین سال کی مادہ) ہیں ایک سو بیس تک۔ اگر اونٹ اس سے زیادہ ہوں تو ہر چپاس میں ایک حِقِّہ (تین سال کی مادہ) اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون (دو سالہ) ہے اور کبریوں میں ہر چالیس میں ایک کبری ہے ایک سو بیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو دو کبریاں ہیں دو سو تک۔ اگر دو سو سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو اس میں تین کبریاں ہیں تین سو تک۔ اگر کبریاں اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک کبری ہے۔ اور سو سے کم میں کچھ نہیں حتیٰ کہ سو پوری ہو جائیں۔ اکٹھے جانوروں کو زکوۃ کے اندیشے سے علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے اور علیحدہ علیحدہ کو جمع نہ کیا جائے۔ اور جن کے جانور اکٹھے ہوں وہ دونوں آپس میں برابر برابر لین دین کر لیں۔ اور زکوۃ میں کوئی بوڑھا یا عیب والا جانور نہ لیا جائے۔“

وَعِشْرِينَ ابْنَهُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا حِقَّةٌ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِنْ كَانَتْ الْإِبِلُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ، وَفِي الْغَنَمِ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةٌ شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً فَشَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِنْ كَانَتْ الْغَنَمُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ شَاةٌ وَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ حَتَّى تَبْلُغَ الْمِائَةَ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ مَخَافَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَا جَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرَمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ».

قال: وقال الزُّهْرِيُّ: إِذَا جَاءَ الْمُصَدَّقُ قُسِمَتِ الشَّاءُ أَثْلَاثًا ثُلُثًا شِرَارًا وَثُلُثًا خِيَارًا وَثُلُثًا وَسَطًا فَأَخَذَ الْمُصَدَّقُ مِنَ الْوَسْطِ، وَلَمْ يَذْكُرِ الزُّهْرِيُّ الْبَقَرَ.

امام زہری کہتے ہیں کہ جب زکوۃ وصول کرنے والا آئے تو کبریوں کو تین حصوں میں بانٹ لیا جائے یعنی ہلکے عمدہ اور درمیانے درجے میں اور تحصیلدار زکوۃ درمیانے درجے سے لے۔ امام زہری نے گایوں کا ذکر نہیں کیا۔

۹- کتاب الزکوٰۃ

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل



فائدہ: بکریاں تین سوہوں تو تین بکریاں زکوٰۃ ہوگی، تین سو تنانوے تک۔ چار سو پوری ہوں تو چار بکریاں ہوں گی چار سو تنانوے تک۔ علیٰ هذا القیاس۔

۱۵۶۹- سفیان بن حسین نے اپنی (مذکورہ بالا) سند سے اور اسی کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ”اگر بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) نہ ہو تو ابن لبون (دو سالہ نر) پیش کر دے۔“ اور زہری کا کلام ذکر نہیں کیا۔

۱۵۶۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ»، وَلَمْ يَذْكُرْ كَلَامَ الزُّهْرِيِّ.

۱۵۷۰- جناب ابن شہاب نے کہا: یہ نقل ہے اس تحریر کی جو رسول اللہ ﷺ نے صدقہ (زکوٰۃ) کے بارے میں لکھی تھی اور یہ آل عمر بن خطاب کے پاس محفوظ تھی۔ ابن شہاب نے کہا: اسے مجھے سالم بن عبد اللہ بن عمر نے پڑھوایا اور میں نے اس کو اسی طرح یاد کر لیا اور یہی وہ تحریر ہے جسے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور سالم بن عبد اللہ بن عمر سے نقل کروایا تھا اور حدیث بیان کی۔ کہا: ”جب (اونٹوں کی تعداد) ایک سو اکیس ہو جائے تو ان میں تین بنت لبون (دو دو سالہ مادہ) ہیں، ایک سو اکتیس تک۔ جب ایک سو تیس ہو جائیں تو ان میں دو بنت لبون (دو دو سالہ مادہ) اور ایک حِقَّہ (تین سالہ مادہ) ہوگی، ایک سو اکتالیس تک۔ اور جب ایک سو چالیس ہو جائیں تو ان میں دو حِقَّہ (تین سالہ مادہ) ہوگی، ایک سو اچاس تک۔ جب ایک سو پچاس ہو جائیں تو ان

۱۵۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: هَذِهِ نُسْخَةُ كِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي كَتَبَهُ فِي الصَّدَقَةِ، وَهِيَ عِنْدَ آلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَقْرَأْتُهَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَوَعَيْتُهَا عَلَى وَجْهِهَا، وَهِيَ الَّتِي انْتَسَخَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. قَالَ: «فَإِذَا كَانَتْ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ بَنَاتٍ لَبُونٍ حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا بَنَاتُ لَبُونٍ وَحِقَّةٌ حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَثَلَاثِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا حِقَّتَانِ وَبَنَاتُ لَبُونٍ




۱۵۶۹- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۸۸/۴ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۱۵۷۰- تخریج: [حسن] أخرجه الدارقطني: ۱۱۶/۲، ۱۱۷. ح: ۱۹۶۷ من حديث ابن المبارك به، وجعله الحاكم: ۹۳/۱ شاهدًا صحيحًا لحديث سفیان بن حسین.

میں تین عدد حقہ ہوں گی (تین تین سالہ مادہ) ایک سو انسٹھ تک۔ جب ایک سو ساٹھ ہو جائیں تو ان میں چار عدد بنت لبون ہوں گی ایک سو انہتر تک۔ جب ایک سو ستر ہو جائیں تو ان میں تین عدد بنت لبون اور ایک حقہ ہوگی ایک سو اسی تک۔ جب ایک سو اسی ہو جائیں تو ان میں دو عدد حقہ اور دو عدد بنت لبون ہوں گی ایک سو نو اسی تک۔ جب ایک سو نوے ہو جائیں تو ان میں تین عدد حقہ اور ایک بنت لبون ہوں گی ایک سو ننانوے تک۔ اور جب دو سو ہو جائیں تو ان میں چار عدد حقہ یا پانچ عدد بنت لبون ہوں گی جس عمر کا جانور بھی ہو لے لیا جائے۔ اور چرنے والی بکریوں میں۔“ حدیث سفیان ابن حسین کی مانند ذکر کیا۔ اس میں ہے: ”صدقے میں کوئی بوڑھی یا عیب دار بکری نہ لی جائے اور نہ زکبرا“ الا یہ کہ تحصیلدار زکوۃ چاہے۔“

حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَأَرْبَعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ خَمْسِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ حِقَاقٍ حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَخَمْسِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ سِتِّينَ وَمِائَةً فَفِيهَا أَرْبَعُ بَنَاتٍ لَبُونٍ حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَسِتِّينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ سَبْعِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ بَنَاتٍ لَبُونٍ وَحِقَّةٌ حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَسَبْعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ ثَمَانِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا حِقَّتَانِ وَابْنَتَا لَبُونٍ حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَثَمَانِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ تِسْعِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ حِقَاقٍ وَبْنْتُ لَبُونٍ حَتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَتِسْعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا أَرْبَعُ حِقَاقٍ أَوْ خَمْسُ بَنَاتٍ لَبُونٍ، أَيُّ السَّنِينَ وَجَدْتَ أُخِذَتْ. وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، وَفِيهِ: «وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ مِنَ الْغَنَمِ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ».

 فوائد و مسائل: ① اونٹوں میں زکوۃ کی تفصیل اسی قاعدے کے تحت ہے جو گذشتہ حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ ”ایک سو میں سے زیادہ ہو جائیں تو (ان کے حصے بنا لیے جائیں) ہر پچاس میں ایک حقہ اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور کسر معاف ہے۔“ ② خلیط بمعنی شریک ہی ہے، مگر کچھ فرق کیا گیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب ان کے مال ایک دوسرے سے نمایاں اور متمیز ہوں تو یہ خلیط نہیں ہوتے (شریک ہوتے ہیں) اور جب چرواہا، چراگاہ، باڑا اور ان کا نر ایک ہو تو خلیط کہلاتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ہے کہ ہر ایک کے مال کی تعداد بھی نصاب کے مطابق ہو۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جب مجموعی مال نصاب کو پہنچتا ہو تو یہ خلیط ہیں خواہ ایک کا حصہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ ③ اکٹھے مال کو متفرق کرنا یا متفرق کو جمع کرنا دو غرض سے ہو سکتا ہے زکوۃ ساقط کرنے کے لیے یا اس کی مقدار کم کرنے کے لیے۔ مثلاً ساٹھ بکریوں کو جدا جدا کر دیا

۹- کتاب الزکوٰۃ

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

جائے تو کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی..... یا بچاس بچاس کے ریوڑ پر دو بکریاں آتی ہیں مگر جمع کر دی جائیں تو ایک ہی آئے گی اور اس طرح ایک بکری بچالی جائے..... یہ حکم مالکؒ چرواہے اور تحصیلدار زکوٰۃ سبھی کو ہے کیونکہ ممکن ہے تحصیلدار کسی کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے یہ کام کرے..... یا زکوٰۃ میں اضافے کے لیے کوئی تدبیر کرنا چاہے، ایسا کرنا کسی کو بھی روا نہیں ہے۔

۱۵۷۱- امام مالکؒ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطابؓ کا فرمان ہے: متفرق مال کو جمع یا اکٹھے مال کو جدا جدا نہ کیا جائے۔ وہ یوں کہ مثلاً ہر شخص کی چالیس چالیس بکریاں ہوں جب تحصیلدار زکوٰۃ آئے تو وہ اپنے مال کو اکٹھا کر کے دکھائیں، تاکہ اس میں ایک بکری ہی آئے۔ اور اکٹھے مال کو جدا جدا نہ کیا جائے۔ یعنی دو خلیط (شریک) ہوں اور ہر ایک کی ایک سوا ایک بکری ہو (مجموعہ دوسودو) تو اس میں تین بکریاں زکوٰۃ ہے مگر تحصیلدار زکوٰۃ کی آمد پر یہ اپنے اپنے مال کو جدا جدا کر لیں تو ہر ایک پر صرف ایک ایک بکری آئے گی۔ (اس طرح ایک بکری بچالیں۔) اس کی میں نے یہی تفصیل سنی ہے۔

۱۵۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: وَقَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا يُفْرَقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ هُوَ أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ رَجُلٍ أَرْبَعُونَ شَاةً، فَإِذَا أَظْلَهُمُ الْمُصَدِّقُ جَمَعُوها، لِأَنْ لَا يَكُونَ فِيهَا إِلَّا شَاةٌ، وَلَا يُفْرَقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ أَنَّ الْخَلِيطَيْنِ إِذَا كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةٌ شَاةٍ وَشَاةٌ، فَيَكُونُ عَلَيْهِمَا فِيهَا ثَلَاثُ شِيَاءٍ، فَإِذَا أَظْلَهُمَا الْمُصَدِّقُ فَرَقَا غَنَمَهُمَا فَلَمْ يَكُنْ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَّا شَاةٌ، فَهَذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ.

۱۵۷۲- حضرت علیؓ سے مروی ہے (راوی حدیث) زہیر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے نبیؐ سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا: ”چالیسواں حصہ ادا کرو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔ اور جب تک دوسودرہم پورے نہ ہو جائیں تم پر کچھ لازم نہیں۔ جب دوسودرہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم (زکوٰۃ)

۱۵۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، وَعَنْ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: زُهَيْرٌ: أَحْسَنُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا

۱۵۷۱- تخریج: [صحیح] وهو فی الموطأ (یحیی): ۱/ ۲۶۴.

۱۵۷۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الورق والذهب، ح: ۱۷۹۰ من حدیث أبي إسحاق السبيعي به مختصراً، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۶۲، ۲۲۹۷ * أبو إسحاق عن.

ہے۔ اور جو اس سے زیادہ ہو وہ اسی حساب سے ہے (اس کی چالیسواں حصہ زکوۃ دی جائے)۔ اور بکریوں میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے۔ یہ اگر انتالیس ہوں تو تم پر ان میں کچھ نہیں۔“ اور ان کی تفصیل اسی طرح بیان کی جیسے کہ زہری کی روایت میں بیان ہو چکی ہے۔ اور گایوں بیلوں کی زکوۃ میں فرمایا: ”ہر تیس جانوروں میں ایک سالہ بچھڑا ہے اور ہر چالیس میں دو سالہ۔ اور ایسے جانور جن سے کام لیا جاتا ہے ان پر کوئی زکوۃ نہیں۔ اور اونٹوں کی زکوۃ“..... سابقہ حدیث زہری کی مانند بیان کی۔ کہا: ”بچیس اونٹوں میں پانچ بکریاں ہیں۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) ہے۔ اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون مذکر (دو سالہ اونٹ) پینتیس تک۔“ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک بنت لبون ہے (دو سالہ مادہ) پینتالیس تک۔ جب ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک حِقّہ ہے (تین سالہ مادہ) جو جفتی کے قابل ہو ساٹھ تک۔ پھر حدیث زہری کی مانند بیان کیا۔ اور کہا: ”اگر ایک بھی بڑھ جائے یعنی اکاونے ہو جائیں تو ان میں دو جھے ہیں جو کہ جفتی کے قابل ہوں۔ ایک سو بیس تک۔ جب اونٹوں کی تعداد اس سے زیادہ ہو جائے تو ہر چپاس میں ایک حِقّہ (تین سالہ مادہ) ہے۔ زکوۃ کے خوف سے اکٹھے جانوروں کو جدا جدا نہ کیا جائے اور نہ علیحدہ علیحدہ کو جمع کیا جائے۔ اور زکوۃ میں کوئی بوڑھا یا عیب دار یا نر (جفتی والا) جانور نہ لیا جائے، بلکہ یہ کہ تحصیلدار چاہے (نر لے سکتا ہے) اور زرعی اجناس میں جو زمینیں دریابا بارش

دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتَّى تَبْتَئَ مَائَتِي دِرْهَمٍ، فَإِذَا كَانَتْ مَائَتِي دِرْهَمٍ فَفِيهَا خُمْسُهُ دَرَاهِمٍ، فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِكَ. وَفِي الْغَنَمِ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا تِسْعٌ وَثَلَاثُونَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيهَا شَيْءٌ. وَسَاقَ صَدَقَةَ الْغَنَمِ مِثْلَ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ: «وَفِي الْبَقَرِ فِي كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعٌ وَفِي الْأَرْبَعِينَ مُسِنَّةٌ وَلَيْسَ عَلَى الْعَوَامِلِ شَيْءٌ. وَفِي الْإِبِلِ» فَذَكَرَ صَدَقَتَهَا كَمَا ذَكَرَ الزُّهْرِيُّ. قَالَ: «وَفِي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ خُمْسُهُ مِنَ الْغَنَمِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ابْنَةُ مَخَاضٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْجَمَلِ إِلَى سِتِّينَ». ثُمَّ سَاقَ مِثْلَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ. قَالَ: «إِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً يَعْنِي وَاحِدَةً وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْجَمَلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِنْ كَانَتْ الْإِبِلُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَبْسُ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَفِي الثَّبَاتِ مَا سَقَتْهُ

سے سیراب ہوتی ہوں ان میں دسواں حصہ ہے اور جو ڈول (رہٹ) ٹیوب ویل وغیرہ) سے سیراب ہوتی ہوں ان میں بیسواں حصہ ہے۔“ عاصم اور حارث کی روایت میں ہے: ”زکوٰۃ ہر سال ہے۔“ زہیر نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: ”(ہر سال) ایک بار ہے۔“ عاصم کی روایت میں ہے: ”اگر اونٹوں میں بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) یا این لیون (دو سالہ نر) نہ ہو تو دس درہم یا دو بکریاں دے۔“

الْأَنْهَارُ أَوْ سَقَبَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالْعَرَبِ فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ. وَفِي حَدِيثِ عَاصِمٍ وَالْحَارِثِ: «الْصَّدَقَةُ فِي كُلِّ عَامٍ». قَالَ زُهَيْرٌ: أَحْسَبُهُ قَالَ: «مَرَّةً» وَفِي حَدِيثِ عَاصِمٍ: «إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْإِبِلِ ابْنَةٌ مَخَاضٍ وَلَا ابْنٌ لَبُونٍ فَعَشْرَةٌ دَرَاهِمٍ أَوْ شَتَانٍ».



فوائد و مسائل: ① صحیح تراحدیث میں اونٹوں کی زکوٰۃ کی بابت یہ مروی ہے کہ چوبیس تک میں چار بکریاں ہیں۔ پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) ہے۔ ② گایوں کی زکوٰۃ کی تفصیل یوں بتی ہے کہ تیس سے اتالیس تک ایک سالہ بچھڑی، خیال رہے لفظ ”تبع“ (بچھڑا، بچھڑی) مذکور نہ دوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ چالیس میں دو سالہ، اسی سالہ تک۔ ساٹھ سے اسی سالہ تک۔ نوے گایوں میں تین عدد عدد ایک سالہ اور ایک عدد دو سالہ، اسی سالہ تک۔ اسی گایوں میں دو دو سالہ دو عدد، نوے گایوں میں تین عدد ایک سالہ بچھڑیاں، ننانوے تک۔ اور سو گایوں میں دو عدد ایک سالہ اور ایک عدد دو سالہ جانور دینا ہوگا (علیٰ ہذا القیاس)۔ خیال رہے کہ بھینسیں بھی گایوں کے حکم میں ہیں۔ امام ابن المنذر نے اس پر اجماع لکھا ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۷/۲۵) ③ مل چلانے، پانی کھینچنے یا گاڑیاں چلانے میں زیر استعمال یا دودھ کے لیے پالے گئے جانوروں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ان کی آمدنی پر زکوٰۃ ہے۔ ④ بارانی اور سیلابی زمینوں سے دسواں حصہ جب کہ نہری، چاہی اور ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمینوں کی کاشت پر بیسواں حصہ آتا ہے۔ بشرطیکہ مجموعی حاصل پانچ وقت ہو۔ (برصغیر میں یہ ماپ تقریباً بیس من غلہ کے برابر کہا جاتا ہے۔)



۱۵۷۳- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں..... اس کا کچھ ابتدائی حصہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا..... کہا: ”جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم (زکوٰۃ) ہے۔ اور سونے میں تم پر کچھ نہیں حتیٰ کہ تمہارے پاس بیس دینار

۱۵۷۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ - وَاسْمُي آخَرَ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ وَالْحَارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنْ عَلِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضِ

ہوں پس جب تمہارے پاس بیس دینار ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر آدھا دینار (زکوٰۃ) ہے اور جو زیادہ ہو تو وہ اسی حساب سے ہوگا۔“ (ابو اسحاق نے) کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ”اسی حساب سے“ والی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود کہی ہے یا نبی ﷺ کی جانب سے۔ ”اور کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے۔“ (راوی حدیث) جبر کا بیان ہے کہ ابن وہب حدیث میں یہ اضافہ کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے۔“

أَوَّلُ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، فَفِيهَا خُمْسُهُ دَرَاهِمٌ، وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ يَعْني فِي الذَّهَبِ، حَتَّى تَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، فَإِذَا كَانَتْ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ، فَمَا زَادَ فَبِحَسَابِ ذَلِكَ». قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَعْلَيَّ يَقُولُ فَبِحَسَابِ ذَلِكَ أَوْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ «وَلَيْسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ» إِلَّا أَنَّ جَرِيرًا قَالَ: ابْنُ وَهْبٍ يَزِيدُ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَيْسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ».

🌞 **فوائد ومسائل:** ① درہم کا وزن موجودہ حساب سے ۲.۹۷ گرام اور دینار (سونے) کا وزن ۴.۲۵ گرام ہوتا ہے۔ اس طرح چاندی کا نصاب زکوٰۃ پانچ سو پچانوے گرام اور سونے کا پچاسی گرام ہوا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کتاب الزکوٰۃ کے آغاز ہی سے نصاب کے حوالے سے جو احادیث ذکر کی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سونا چاندی (چاہے درہم و دینار وغیرہ کرنسی کی شکل میں ہوں) زیور کی شکل میں ہوں یا کسی اور شکل میں) بنیادی غذائی اجناس اور چرنے والے مویشیوں پر ہر جنس کے لیے الگ الگ زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔ ان کا الگ الگ نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ ہر مستقل جنس میں سے جس کا نصاب پورا ہو جائے گا اور سال گزر جائے گا اس پر مقرر شرح سے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہو جائے گی۔ اگر کسی بھی چیز کا نصاب پورا نہ ہوگا یا اس پر سال نہ گزرا ہوگا تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قابل زکوٰۃ اشیاء خصوصاً سونا چاندی میں دونوں کو ملا کر مجموعی حیثیت سے نصاب کو متعین کیا جانا چاہیے۔ یعنی اگر کسی شخص کے پاس سال بھر سونے کا آدھا نصاب اور چاندی کا آدھا نصاب موجود رہا ہو تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوگی۔ البتہ وہ دونوں میں سے الگ الگ $\frac{2}{3}$ فیصد زکوٰۃ ادا کرے گا۔

لیکن احادیث مبارکہ کے الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے۔ وہ حدیث جسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے پوچھنے پر امام بخاری

ﷺ نے صحیح قرار دیا ہے۔ (جامع الترمذی، الزکوۃ، باب ما جاء فی زکوۃ الذهب والورق، حدیث: ۶۲۰) اس سلسلے میں واضح ہے کہ اگر کسی کے پاس ۱۹۰ درہم چاندی ہو تو زکوۃ وصول نہیں کی جائے گی۔ اور اگر سونے کے نصاب میں آدھا دینار بھی کم ہوگا تو زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر چاندی پانچ اوقیہ (یا دو سو درہم) سے کم ہو تو اس میں زکوۃ نہیں ہوگی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الزکوۃ، باب زکوۃ الورق، حدیث: ۱۴۴۷، وصحیح مسلم، الزکوۃ، باب لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة، حدیث: ۹۷۹) صحابہ کرام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی بات بیان کی ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، الزکوۃ، باب زکوۃ الورق والذهب، حدیث: ۱۷۹۱، ۱۷۹۰)

اسلام میں جہاں فقراء اور مساکین کے لیے شفقت و رحمت کے طور پر زکوۃ کا نظام قائم کیا گیا وہاں دینے والوں کے لیے بھی آسانی کا راستہ اختیار کیا گیا ہے اور ہر چیز کا الگ الگ نصاب رکھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ در زوال میں جب زکوۃ کی وصولی کا صحیح نظام موجود نہ رہا تب بھی اصحاب مال کی ایک بڑی تعداد خود بخود اس کی ادائیگی کا اہتمام کرتی رہی اور اب بھی کرتی ہے۔

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ چاندی کے نصاب کی مالیت سونے کے نصاب کے مقابلے میں بہت کم بنتی ہے۔ یہ درست ہے۔ اس سلسلے میں بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کا نصاب مقرر فرماتے ہوئے یہ التزام نہیں فرمایا کہ تمام اشیاء کے نصاب ہم مالیت ہوں۔ مختلف اشیاء کے نصاب مثلاً پانچ اونٹ، تیس گائیں، چالیس بکریاں اور پانچ وبق (۵۰ کلو گرام) غلہ یا کھجور کی مالیت مساوی نہ تھی جیسا کہ آگے دیے ہوئے قیمتوں کے چارٹ سے واضح ہو جائے گا۔ ہم نے یہ چارٹ مندرجہ ذیل صحیح یا حسن درجے کی روایات سے مرتب کیا ہے۔

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔ (صحیح البخاری، الجہاد والسير، باب ما قيل فی درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم والقميص فی الحرب، حدیث: ۲۹۱۶)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ نقدی کے حوالے سے زرہ رہن رکھ کر حاصل کیے جانے والے قرض کی مالیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اپنی زرہ ایک دینار کے بدلے میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی، وفات تک یہ ایک دینار میسر نہ آیا کہ وہ زرہ چھڑا لیتے۔ (صحیح ابن حبان، الرهن، باب ثمن الشعير الذی کان للیہودی علی المصطفیٰ ﷺ عند رهنه اياه درعه، حدیث: ۵۹۰۷)

(3) رسول اللہ ﷺ نے دیت کے لیے سواونٹ مقرر فرمائے، لیکن شہر والوں کے لیے ان کی قیمت چار سو دینار یا ان کی ہم مالیت چاندی/درہم مقرر فرمائی۔ یہ قیمت اونٹوں کی قیمتوں میں کمی بیشی کے مطابق گھٹتی بڑھتی رہتی تھی، اس لیے آپ ﷺ ہی کے عہد میں یہ قیمت چار سو سے آٹھ سو دینار تک پہنچ گئی۔ (سنن النسائی، القسامة، باب ذکر اختلاف علی خالد الحذاء، حدیث: ۲۸۰۵، ارواء الغلیل، حدیث: ۲۱۹۹)



۹۔ کتاب الزکوۃ جانوروں میں زکوۃ کے احکام و مسائل

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کا تھکا ماندہ اونٹ ایک اوقیہ چاندی کے عوض خرید لیا۔ (سنن النسائی، البیوع، باب البیع یكون فيه الشرط فیصح البیع والشرط، حدیث: ۴۶۴۱) اور ایک اوقیہ چاندی چالیس درہم کے برابر تھی۔

(5) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق فریضہ زکوۃ کے بارے میں ان کیلئے یہ تحریر لکھی..... جس آدمی کے ذمے زکوۃ میں جذعہ (چار سال کی اونٹنی) ہو لیکن اس کے پاس حقہ (تین سال کی اونٹنی) ہو تو حقہ قبول کر لیں اور ساتھ دو بکریاں اور اگر بکریاں میسر نہ ہوں تو بیس درہم وصول کریں..... (صحیح البخاری، الزکوۃ، باب من بلغت عنده صدقة بنت مخاض و ليست عنده، حدیث: ۱۴۵۳)

ان احادیث کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مختلف اشیاء کی قیمتوں کا چارٹ اس طرح بنتا ہے۔ اس میں مختلف اوقات میں دیت کی مقدار کے تعین کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

اونٹ	دینار	درہم	شعیر
100	400-800	8000	
	1		30 صاع

❖ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اونٹ مہنگے ہو گئے تو آپ نے دیت کی قیمتوں پر نظر ثانی فرمائی اور نئی قیمتیں یہ سامنے آئیں۔ دیکھیے: (ابوداؤد، الدیات، باب الدیة کم ہی، حدیث: ۴۵۴۲)

اونٹ	دینار	درہم	بقر	غنم
100	1000	12000	200	2000

اس دور میں غلے کی قیمتوں کا تعین ان احادیث کی مدد سے کیا جاسکتا ہے:

❖ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ شام کی گندم ”سراء“ کے دو د (۱/۲ صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں۔ لوگوں نے اسے قبول کر لیا، لیکن اس حدیث کو روایت کرنے والے جلیل القدر صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے خود اس بات کو قبول نہیں کیا۔ (ابوداؤد، الزکوۃ، باب کم یؤدی فی صدقة الفطر، حدیث: ۱۶۱۶)

❖ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے صدقۃ الفطر کے لیے گندم کا نصف صاع اور ان لوگوں کے لیے جنہیں بیت المال سے (نقد) عطیہ ملتا تھا، نصف درہم مقرر فرمایا۔ (المحلی، الزکوۃ، مسئلۃ مقدار ما یخرج زکاة الفطر: ۱۳۰/۲) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عہد میں غلے کی قیمت کا چارٹ اس طرح بنے گا:

گندم	جو	درہم
$\frac{1}{2}$ صاع	1 صاع	$\frac{1}{2}$

❖ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اونٹ کی قیمت ۱۰۰ درہم ہو گئی تو اس طرح دیت ۱۰۰ اونٹ کے مقابل ۱۰۰,۰۰۰ درہم قرار پائی۔ (المحلی، الدیۃ احکام شبہ العمدة: ۳۰۰/۱۰)

❖ ان تمام احادیث کو سامنے رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اونٹ جن کے لیے عرب ”مال“ کا لفظ بولتے تھے، قیمت میں سب سے زیادہ مستحکم تھے انہی کو دیت میں اصل قرار دیا گیا۔ ان کے بعد سونا مستحکم تھا اور کرنسی کے طور پر استعمال ہونے کے لائق تھا، اسی لیے قیمتوں کے تعین کے لیے اس کو بنیاد بنایا گیا۔ مذکورہ بالا احادیث اور چارٹوں کے ذریعے سے زکوٰۃ کے نصاب یعنی 5 اونٹوں کو بنیاد بنا کر قیمتوں کا چارٹ اس طرح بنتا ہے:

اونٹ	دینار	درہم	بقر	غنم	غلہ	شعیر	تمر
1	8-4	80-40	-	8-4	-	120 صاع	2 وسق
5	10	120	2	20	-	300 صاع	5 وسق



قیمتوں کے حوالے سے 5 اونٹوں کو بنیاد بنائیں، جو زکوٰۃ کا نصاب ہیں، تو قیمتوں کا تناسب یہ ہوگا:

اونٹ	دینار	درہم	بقر	غنم	غلہ	شعیر	تمر
5	40-20	400-200	-	40-20	-	600 صاع	10 وسق
5	50	600	10	100	-	1500 صاع	15 وسق

رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا جو نصاب مقرر فرمایا وہ یہ تھا:

زکوٰۃ کا نصاب	اونٹ	دینار	درہم	بقر	غنم	غلہ شعیر	تمر
	5	20	200	30	40	300 صاع	5 وسق

رسالت مآب ﷺ کے عہد میں قیمتوں کے چارٹ اور زکوٰۃ کے نصاب کا موازنہ کریں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

(1) رسول اللہ ﷺ نے تمام اشیاء کے نصاب کو لازمی طور پر ہم مالیت نہیں رکھا۔ یہ بات گایوں اور غلے کی مالیت کے فرق سے زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔

(2) خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قیمتوں میں تبدیلی آ گئی۔ آپ نے نقد دیت قیمتوں کے مطابق بڑھادی، لیکن زکوٰۃ کے نصاب میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

۹- کتاب الزکوٰۃ

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

(3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قیمتوں کا فرق اور زیادہ ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دیت میں دینار اور درہم بڑھا دیے لیکن زکوٰۃ کا نصاب جو انہوں نے رکھا۔

(4) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے صدقۃ الفطر کے معاملے میں قیمتوں کے پیش نظر اجتہاد فرمایا۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جیسے صحابی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کو قبول نہیں کیا) لیکن اصل زکوٰۃ کے نصاب میں کسی تبدیلی کا سوچا تک نہیں۔ ان حقائق سے ثابت ہو جاتا ہے:

(ا) رسول اللہ ﷺ نے نصاب کے تعین میں معاشرے کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھا ہے۔ مالیت کو دوسری حیثیت دی ہے۔ اسی لیے آپ نے غلے کا نصاب جس کی ضرورت سب سے فائق ہوتی ہے سب سے کم رکھا تا کہ بنیادی ضرورت کی یہ چیز لوگ آپس میں زیادہ سے زیادہ تقسیم کریں اور کوئی محروم نہ رہے۔ اس کے بعد غنم بکریوں میں نصاب نسبتاً کم ہے کہ ایک گھرانے کی بنیادی ضرورتوں کے حوالے سے بکری کی اونٹ یا گائے کی نسبت ضرورت زیادہ تھی۔

(ب) آپ ﷺ نے اونٹوں کی مالیت کے مطابق دینار اور درہم کا نصاب مقرر فرمایا لیکن جب یہ نقدی اونٹ کے مقابلے میں سستی ہو گئی تو دیت کی قیمتوں میں تبدیلی کی تاہم زکوٰۃ کے نصاب کو ایک ہی جگہ منجمد رکھا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی قیمتوں کی تبدیلیوں کے باوجود زکوٰۃ کا نصاب علیٰ حالہ قائم رکھا اور آج تک اسی صورت میں برقرار ہے۔ زکوٰۃ چونکہ عبادت ہے اس لیے اس کے طریق میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔ اس کے مقابلے میں دیت جان یا عضو کی قیمت ہے اور اس میں اونٹ کو بنیاد بنایا گیا اس لیے وہ قیمتوں کی تبدیلی کے پیش نظر تبدیل کی جاتی رہی۔

آج کل زکوٰۃ کو ٹیکس کے نظام پر قیاس کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ زیادہ مال داروں سے زیادہ زکوٰۃ وصول کرنی چاہیے اس لیے کہ جتنا کسی کا مال بڑھتا ہے اس کی قدر اس شخص کی حقیقی ضرورت کے مقابل کم ہوتی جاتی ہے کیونکہ اسے اتنی ضرورت نہیں ہوتی جتنی کہ محتاج کو۔ یہ قیاس درست نہیں۔ زکوٰۃ میں امیروں کے لیے قدر میں کمی کی بجائے فقیروں کی شدید احتیاج کی نسبت سے نصاب اور شرح کا تعین کیا گیا ہے۔ ۵۰ سق غلہ اس زمانے میں ۵ اونٹوں کی قیمت کا آدھا یا اس سے بھی کم بنتا تھا۔ پھر اس میں زکوٰۃ بھی چالیس فیصد کی بجائے دس فیصد یا اگر بارانی ہو تو ۲۰ فیصد رکھی گئی ہے۔ مقصد یہی ہے کہ فقرا کو غلے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے اس لیے زیادہ سے زیادہ مقدار میں ان کو پہنچایا جائے چاہے نسبتاً کم مال داروں کو اس غرض سے قربانی دینی پڑے۔ پھر یہ قربانی ان کے لیے عظیم اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اسلامی معاشرے کا حسن یہ ہے کہ اس میں ایثار کرنے والوں کا دائرہ وسیع ترین ہوتا ہے۔ زکوٰۃ عبادت ہے ٹیکس کی طرح نہیں۔ ہاں زائد از ضرورت مال اللہ کی راہ میں خرچ کروانے کے لیے الگ طریقے موجود ہیں۔ اور مسلمان کسی حکومت کی طرف سے وصولی کے بغیر بھی اتفاق کے ان طریقوں کو اپناتے ہیں حکومت بھی اس سلسلے میں اقدامات کر سکتی ہے۔

تعین نصاب کے اسلامی طریقے کی ایک اور بڑی حکمت یہ ہے کہ ہر چیز میں الگ الگ نصاب اتنا مقرر کیا گیا جو ایک کتبہ کی ضروریات کے لیے کفایت کر سکتا ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”دو سو درہم ایک کتبہ کی

۹۔ کتاب الزکوٰۃ

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

سال بھر کی ضرورت کے لیے کفایت کرتے ہیں۔“ (حجۃ اللہ باب: زکوٰۃ کی مقدار کا بیان)

اگر کفالت کا ذریعہ اونٹ ہوں تو ایک کنبے کے لیے کم از کم ۵ جانور اور اگر بکریاں ہوں تو تقریباً چالیس کی ضرورت ہوگی چاہے ان کی قیمت اونٹوں سے کم بنتی ہو اور کھیتی والوں کے لیے سال بھر کا غلہ تقریباً ۱۹ من ضروری ہو گا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ کھیتی میں اصل زمین پر زکوٰۃ نہیں بلکہ صرف پیداوار پر زکوٰۃ ہے جبکہ مویشی والوں کے اصل سرمائے پر زکوٰۃ ہے۔ نصاب زکوٰۃ کی حکمتوں کو سمجھنے کے لیے ایک اور بات جس پر دھیان دینا چاہیے یہ ہے کہ کھیت میں ہر سال ایک یا دو مرتبہ پیداوار ہوتی ہے اور بیج کے مقابلے میں اس میں اضافے کی مقدار بہت زیادہ ہے جبکہ اونٹ اور گائے میں اضافے کے لیے تین یا چار سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بھیڑ بکریوں میں نسل نسبتاً زیادہ جلدی یعنی ڈیڑھ دو سال میں بڑی ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ اونٹ یا بھیڑ بکریاں جن کی زکوٰۃ رکھی گئی ہے جنگلوں چراگا ہوں سے اپنا رزق حاصل کرتی ہیں۔ گائیوں کے لیے مزید کچھ نہ کچھ اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ ان کی پرورش میں بھی زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں، اس لیے ان کا نصاب اونٹ کے مقابلے میں زیادہ رکھا ہے۔ فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بھینسوں کو بھی اگر بنیادی طور پر چرنے والی ہوں جیسے جنوبی ایشیا اور افریقہ کے بعض ممالک میں اب بھی یہی طریقہ موجود ہے تو ان کو گائیوں پر قیاس کرنا ہوگا۔ (الفقہ الاسلامی و أدلتہ، حدیث: ۳، ص: ۸۴۲) کیونکہ وہ اسی طرح گائیوں کی ہم جنس ہیں جس طرح بھیڑیں اور بکریاں آپس میں ہم جنس ہیں نیز گائیوں اور بھینسوں کو ملا کر نصاب شمار ہوگا۔ دیکھیے: (موطأ، الصدقة، باب ما جاء فی صدقة البقر)



۱۵۷۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: ۱۵۷۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے (تم سے) گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے۔ سو تم چاندی کی زکوٰۃ لاؤ، ہر چالیس درہم میں ایک درہم اور ایک سونوے درہم میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جب دو سو ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم ہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا، وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةِ شَيْءٍ، فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خُمُسُهُ دَرَاهِمٌ».

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو اعمش

۱۵۷۴- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزکوٰۃ، باب ما جاء فی زکوٰۃ الذهب والورق، ح: ۶۲۰ من حديث أبي عوانة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۸۴، وحسنه البغوي في شرح السنة: ۴۷/۶، وللحديث شواهد كثيرة * أبو إسحاق عنن.


جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

نے ابو اسحق سے روایت کیا ہے جیسے کہ ابو عوانہ نے کہا ہے نیز شیمان ابو معاویہ اور ابراہیم بن طہمان نے ابو اسحق سے انہوں نے حارث سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ أَبُو عَوَانَةَ، وَرَوَاهُ شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النَّبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: عبد اللہ بن محمد نفیلی کی حدیث (سابقہ: ۱۵۷۲) شعبہ اور سفیان وغیرہ نے ابو اسحق سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مگر مرفوع نہیں کہا ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَدِيثَ النَّفِيلِيِّ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ وَغَيْرُهُمَا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَلِيِّ لَمْ يَرْفَعُوهُ أَوْ قَفَّوهُ عَلَى عَلِيٍّ.

 فائدہ: غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ کے بارے میں زیادہ تر فقہاء یہی کہتے ہیں کہ محنت کش غلام اور سواری کے گھوڑے پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ بعض اہل الرائے کہتے ہیں کہ ان کی قیمت لگا کر چالیسواں حصہ وصول کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر گھوڑے زیادہ ملے جلے ہوں تو چونکہ ان میں اضافہ ہوگا اس لیے ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ البتہ اگر نہ ہوں یا محض مادہ تو چونکہ نسل میں اضافہ نہیں ہوگا اس لیے زکوٰۃ بھی نہیں ہوگی۔ مزید وہ کہتے ہیں کہ گھوڑوں کے مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ دے چاہے تو ایک دینار فی گھوڑا ادا کرے۔ تاہم حدیث سے اس کی بابت جو معلوم ہوتا ہے اس کی صراحت سنن ابو داود کی اس حدیث سے ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں اور غلاموں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات ملتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلام اور گھوڑے پر ایک ایک دینار لیا کرتے تھے۔ (المحلی، ج: ۵، الزکوٰۃ، احکام زکوٰۃ الحیل، ص: ۲۲۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقدام کی حقیقت مندرجہ ذیل روایتوں سے واضح ہو جاتی ہے: حارث بن مضرب فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ اس دوران میں شام کے کچھ شرفاء نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان کے پاس غلام اور (سواری کے) جانور ہیں، آپ ہم سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کر لیں تاکہ ہمارے مال کا تزکیہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ کام مجھ سے پہلے دونوں ہستیوں (نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے نہیں کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ انتظار کریں میں اس کی بابت مشورہ کرتا ہوں لہذا انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ پیش کش اچھی ہے اگر یہ آپ کے بعد ہمیشہ کے لیے جزیہ (کی طرح لازمی) نہ ہو جائے۔ (مسند احمد: ۱/۳۲۱)

یعنی بن امیہ کہتے ہیں کہ میرے بھائی عبدالرحمان بن امیہ نے ایک گھوڑی سواونٹ کے بدلے خریدی، بیچنے

والے کو بعد میں ندامت ہوئی تو اس نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یعلیٰ اور اس کے بھائی نے مجھے لوٹ لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ کو لکھ بھیجا کہ ان کے پاس پہنچو۔ انہوں نے تفصیل بتائی تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گھوڑی تمہارے ہاں اس قدر مہنگی بیتی ہے؟ یعلیٰ نے جواب دیا کہ میرے علم میں بھی یہی ہے کہ اتنی قیمت کسی اور گھوڑی کی آج تک نہیں لگی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم چالیس بکریوں پر ایک بکری لے لیتے ہیں تو اس قدر قیمتی گھوڑوں سے کچھ نہ لیں۔ آپ نے اس کے بعد گھوڑوں پر ایک دینار لاگو کر دیا۔ (المحلی، ج: ۵، احکام زکوٰۃ الخیل)

ان دونوں روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بقول رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھوڑوں پر زکوٰۃ نہ لیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی لینا چاہتے تھے، بلکہ جب لوگوں نے پیش کش کی تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا کہ رضا کارانہ طور پر دینے والوں سے گھوڑوں وغیرہ پر زکوٰۃ قبول کر لینی چاہیے یا نہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکیمانہ رائے دی کہ اس شرط پر لیں کہ کل کو یہی رضا کارانہ دی ہوئی زکوٰۃ دوسروں کیلئے لازمی ٹیکس نہ بن جائے۔ تیسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس رائے کے بعد بھی وصولی پر آمادہ نہ تھے یہاں تک کہ گھوڑوں کی قیمتوں میں حیرت ناک اضافہ سامنے آنے پر آپ کو یہ خیال ہوا کہ یہ گھوڑے مال و دولت کے خزانے کی مانند ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنے عہد کی قیمتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دینار فی گھوڑا لاگو کر دیا۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے گھوڑوں کو باقی جانوروں پر قیاس کرتے ہوئے کم از کم گھوڑوں کی تعداد کو کوئی نصاب مقرر نہ فرمایا۔ نیز چالیس گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا لینے کا حکم بھی نہ دیا۔ ایسا کرتے تو یہ جانوروں کی زکوٰۃ کے طریق کار کو آگے بڑھانے کے مترادف ہوتا اور رسول اللہ ﷺ نے بطور جانور اس پر زکوٰۃ نہ لینے کی وضاحت فرمادی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر نقدی میں ٹیکس لگا کر یہ واضح کر دیا کہ بحیثیت جانور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں، بلکہ زیادہ قیمت رکھنے والے مال میں سے وصول کیا جانے والا صدقہ ہے۔ اس انتظام کو باقاعدہ زکوٰۃ شمار کرنا یا ہمیشہ کے لیے ہر ایک پر اس کو لاگو کر دینا مناسب نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا اور خود بھی خلافت پر متمکن ہونے کے بعد گھوڑوں پر کچھ نہ لیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کے مشورے کے بعد اختیار کردہ ایک طریق تھا آئندہ بھی مسلمان حکومتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طریق کو نمونہ بنا کر اجتہاد کر سکتی ہیں۔

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی چیز مالیت کا خزانہ بن جائے تو چاہے پہلے اسے مستثنیٰ قرار دیا جا چکا ہو اس سے فقراء اور دیگر ضرورتوں کے لیے کچھ وصولی کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔ قیمتی پتھروں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو نمونہ بنایا جاسکتا ہے۔ نیز ایسے علاقے بھی ہیں جہاں گھوڑے بنیادی مویشی کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے وسط ایشیا میں، وہاں گھوڑے ہی دودھ اور گوشت کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ ہیں اور چرنے والے ریوڑوں کی صورت میں

۹۔ کتاب الزکوٰۃ جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل
بکثرت موجود ہیں۔ ایسے علاقوں میں بھی گھوڑے کے حوالے سے اجتہاد کرنا ممکن ہوگا۔

۱۵۷۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۱۵۷۵۔ بھڑ بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، ح: دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا أَبُو ”ہر چالیس اونٹوں میں جو کہ جنگل میں چرتے ہوں“
أُسَامَةُ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فِي كُلِّ سَائِمَةٍ إِبِلٌ فِي أَرْبَعِينَ بَنْتٌ لَبُونٌ لَا يَفْرُقُ ایک بنت لبون (دوسالہ مادہ) ہے اور انہیں ان کے
إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا - حساب سے دے گا..... ابن العلاء نے [مُؤْتَجِرًا] بھا
قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: مُؤْتَجِرًا بِهَا - فَلَهُ أَجْرُهَا کے الفاظ کہے..... تو اس کے لیے اس کا اجر و ثواب ہے
وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ مَالِهِ عَزْمَةٌ اور جو (زکوٰۃ کو) روکے گا تو ہم اس سے وصول کریں
مِنْ عَزَمَاتٍ رَبَّنَا عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ لِآلِ مُحَمَّدٍ گے اور آدھا مال (مزید بھی) یہ ہمارے رب تعالیٰ
عز وجل کے واجبات میں سے ایک واجب ہے اس میں آل محمد کا کوئی حصہ نہیں ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث حسن درج کی ہے اور اس میں یہ ارشاد ہے کہ مانع زکوٰۃ سے پوری زکوٰۃ اور اس کا
نصف مال بطور جرم انداز لیا جائے گا۔ ② صدقہ زکوٰۃ نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے حلال نہ تھا۔ اسے لوگوں کی میل
قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ [إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ
لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ] (سنن أبی داود، الخراج، حدیث: ۲۹۸۵) ”یہ صدقہ تو لوگوں کی میل ہوتا ہے اور
یہ محمد (ﷺ) اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔“ اور آپ ﷺ کی آل میں آپ کی جمع ازواج اور جمع اولاد کے
علاوہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ اور حرمت صدقہ میں آپ کے موالی کا بھی یہی حکم
ہے۔ اسی مفہوم کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الزکوٰۃ، حدیث: ۱۰۷۲)

۱۵۷۶۔ حَدَّثَنَا الثُّمَالِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو ۱۵۷۶۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی
مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ ﷺ نے جب ان کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تھا: ”گایوں
مُعَاذٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ میں ہر تیس میں ایک سالہ بچھڑایا بچھڑی لینا اور ہر چالیس

۱۵۷۵۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزکوٰۃ، باب عقوبة مانع الزکوٰۃ، ح: ۲۴۴۶ من حدیث بھڑ بن
حکیم بہ، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۶۶، والحاكم: ۳۹۸/۱، ووافقه الذهبي.

۱۵۷۶۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ البقر، ح: ۲۴۵۵ من حدیث سلیمان
الأعمش بہ، وانظر الحديث الآتي * الأعمش عنن.

۹- کتاب الزکوۃ

جانوروں میں زکوۃ کے احکام و مسائل

أَمْرُهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ، تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ، مُسِنَّةً، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ - يَعْنِي مُحْتَلِمًا - دِينَارًا أَوْ عَدْلَهُ مِنَ الْمَعَاوِرِ، ثَبَاتٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ.

میں سے دو سالہ۔ اور ہر (غیر مسلم) بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا جو کہ یمن میں ہوتا ہے۔“



فوائد و مسائل: ① زکوۃ مسلمانوں پر فرض ہے اور انہی سے لی جاتی ہے جبکہ غیر مسلموں سے جزیہ لیا جاتا ہے۔ حدیث کا یہی مفہوم اور مراد ہے۔ ② اونٹ کی زکوۃ میں حکم یہی ہے کہ مادہ جانور لیا جائے۔ صرف گائیوں کے بارے میں نر اور مادہ لینے میں رخصت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نر اونٹ سے صرف گوشت اور سواری کا فائدہ ہوتا ہے جبکہ مادہ ان دونوں فائدوں کے علاوہ دودھ اور نسل کا بھی فائدہ دیتی ہے۔ اس کے برخلاف بیل سے مشقت کا جو کام لیا جاتا ہے گائے سے نہیں لیا جاتا جبکہ گائے سے دودھ اور نسل کا فائدہ ہے جو بیل سے نہیں ہے۔ اس لیے منفعت رسانی میں دونوں کو یکساں شمار کیا گیا۔



۱۵۷۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالتَّمِيمِيُّ وَابْنُ الْمُثَنَّى قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۱۵۷۷- جناب مسروق نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل بیان کیا۔

۱۵۷۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ «ثَبَاتًا تَكُونُ بِالْيَمَنِ» وَلَا ذَكَرَ - يَعْنِي: مُحْتَلِمًا.

۱۵۷۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجا اور اسی کے مثل ذکر کیا۔ اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ ”یہ کپڑے ہیں جو یمن میں ہوتے ہیں“ اور نہ لفظ [مُحْتَلِمًا] ہی ذکر کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَرِيرٌ وَيَعْلَى

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو جریر

۱۵۷۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزکوۃ، باب ماجاء في زکوۃ البقر، ح: ۶۲۳، والنسائي، ح: ۲۴۵۴ من حديث أبي معاوية الضرير، وابن ماجه، ح: ۱۸۰۳ من حديث الأعمش به، وقال الترمذي: 'حسن'، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۶۸، وابن حبان، ح: ۷۹۴، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۹۸، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الأعمش عن عن مسروق تكلموا في سماعه عن معاذ رضي الله عنه.

۱۵۷۸- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

۹- کتاب الزکوۃ

... جانوروں میں زکوۃ کے احکام و مسائل

یعلیٰ، معمر، شعبہ ابوہوانہ اور یحییٰ بن سعید نے اعمش سے انہوں نے ابوہائل سے انہوں نے مسروق سے (مرسل) نقل کیا ہے جبکہ یعلیٰ اور معمر نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل (متصل) بیان کیا۔

وَمَعْمَرٌ وَشُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ. قَالَ يَعْلَى وَمَعْمَرٌ: عَنْ مُعَاذٍ مِثْلَهُ.

۱۵۷۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَابٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: سِرْتُ أَوْ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَارَ مَعَ مُصَدِّقِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «أَنْ لَا تَأْخُذَ مِنْ رَاضِعٍ لَبَنٍ، وَلَا تَجْمَعَ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا تُفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ»، وَكَانَ إِنَّمَا يَأْتِي الْيَمَاءَ حِينَ تَرُدُّ الْغَنَمُ فَيَقُولُ: أَذُّوا صَدَقَاتِ أَمْوَالِكُمْ. قَالَ: فَعَمَدَ رَجُلٌ مِنْهُمْ إِلَى نَاقَةٍ كَوْمَاءَ - قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا صَالِحٍ! مَا الْكَوْمَاءُ؟ قَالَ: عَظِيمَةُ السَّنَامِ - قَالَ: فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا. قَالَ: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ تَأْخُذَ خَيْرَ إِبِلِي. قَالَ: فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا قَالَ: فَخَطَمَ لَهُ أُخْرَى دُونَهَا، فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا. ثُمَّ خَطَمَ لَهُ أُخْرَى دُونَهَا فَقَبِلَهَا وَقَالَ: إِنِّي آخِذُهَا وَأَخَافُ أَنْ يَجِدَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِي: عَمَدْتَ إِلَى رَجُلٍ فَتَخَيَّرْتَ عَلَيْهِ إِبِلَهُ؟

۱۵۷۹- سويد بن غفله بیان کرتے ہیں کہ میں (نبی ﷺ) کے عامل کے ساتھ (چلایا کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جو نبی ﷺ کے عامل کے ساتھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد (تحریر) میں یہ تھا: ”زکوۃ میں کوئی دودھ والا جانور (بکری وغیرہ) یا دودھ پیتا بچہ نہ لینا“ جدا جدا جانوروں کو جمع نہ کرنا اور نہ اکٹھے (رہنے، چرنے والوں) کو جدا جدا کرنا۔“ اور آپ ﷺ کا تحصیلدار زکوۃ ان کے پانیوں (چشموں، کنوؤں یا تالابوں) پر پہنچتا تھا جب بکریاں پانی پینے کے لیے آتی تھیں تو وہ (مالکوں سے) کہتا تھا: اپنے مالوں کی زکوۃ پیش کرو۔ راوی نے بیان کیا: چنانچہ ایک شخص نے [کوماء] اونٹنی کا قصد کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ابوصالح! [کوماء] کا کیا معنی ہے؟ کہا: بڑے کوہان والی۔ تو عامل نے لینے سے انکار کر دیا (کیونکہ وہ بہت عمدہ تھی) مال والے نے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ آپ میری بہترین اونٹنی وصول کریں مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو وہ دوسری پکڑ لایا جو اس سے ذرا کم درجے کی تھی۔ تو اس نے وہ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ ایک اور لے آیا جو اس سے بھی کم درجے کی تھی تو اس نے وہ لے لی اور کہنے لگا: میں یہ لے تو رہا ہوں مگر اندیشہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھ

۱۵۷۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزکوۃ، باب الجمع بين المتفرق والتفریق بين المجتمع، ح: ۲۴۵۹ من حديث هلال بن خباب به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۹۰۳ * ميسرة وثقه ابن حبان وحده.

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل
پر خفا ہوں گے۔ آپ مجھے کہیں گے کہ تم اس آدمی کی
بہترین اونٹنی لے آئے ہو۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہشیم نے ہلال بن
خَبَّابِ نَحْوِہٖ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: لَا يُفَرَّقُ۔
استعمال کیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① زکوٰۃ میں نفیس مال لینے سے منع کیا گیا ہے مگر یہ دین و اخلاص ہی تھا کہ لوگ شاندار مال پیش
کرتے تھے مگر عالمین قبول نہ کرتے تھے۔ ٹیکس میں یہ برکت کہاں؟ ② زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل کو لوگوں
کے ڈیروں پر پہنچنا چاہیے نہ کہ انہیں اپنے مراکز و دفاتر کے طواف کرائے جائیں۔

۱۵۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ
الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي
زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ
عَقْلَةَ قَالَ: أَتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذْتُ
بِيَدِهِ وَقَرَأْتُ فِي عَهْدِهِ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ
وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشِيَةَ الصَّدَقَةِ»، وَلَمْ
يَذْكُرْ: «رَاضِعَ لَبَنٍ»۔

۱۵۸۰- سويد بن غفله رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ
کا تحصیلدار زکوٰۃ ہمارے ہاں آیا۔ میں نے اس کا ہاتھ
پکڑ لیا اور اس کے وثیقے میں پڑھا: ”زکوٰۃ کے خوف
سے جدا جدا رہنے والے جانوروں کو جمع نہ کیا جائے اور
نہ اکٹھے مال کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے۔“ اس روایت میں
اراضع لبن [یعنی دودھ والے جانور یا دودھ پیتے
بچوں] کا ذکر نہیں ہے۔

① امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ [لَا تَجْمَعُ] ”تم جمع نہ
کرو۔“ اور [لَا يُجْمَعُ] ”جمع نہ کیے جائیں۔“ کا ایک
ہی حکم ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حسب احوال حکومت کے کارندے سے اس کی شناخت اور اصل حکومتی فرمان طلب کر لینے
میں کوئی حرج نہیں۔ ② امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے آخری جملے [لَا تَجْمَعُ] میں عامل کو تنبیہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ جانوروں کو
جمع نہ کرنا۔ اور [لَا يُجْمَعُ] (صیغہ غائب مجہول) میں صاحب زکوٰۃ اور عامل دونوں کو تنبیہ ہے۔

۱۵۸۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: ۱۵۸۱- مسلم بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ جناب

۱۵۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزکوٰۃ، باب ما يأخذ المصدق من الإبل، ح: ۱۸۰۱ من
حدیث شریک القاضی بہ * وهو مدلس وعنعن، وانظر الحديث السابق.

۱۵۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزکوٰۃ، باب إعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق،
ح: ۲۴۶۴ من حدیث وکیع بہ * مسلم بن ثنۃ وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال.

نافع بن علقمہ نے میرے والد کو ان کی اپنی قوم کا سربراہ نگران کار اور منتظم بنادیا اور حکم دیا کہ ان سے زکوٰۃ بھی وصول کریں۔ چنانچہ میرے والد نے مجھے (مسلم کو) ایک جماعت کے پاس بھیجا میں ایک بڑے بزرگ کے پاس پہنچا ان کا نام بحر (بن دسیم) تھا۔ میں نے عرض کیا: میرے والد نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ سے زکوٰۃ لے آؤں۔ انہوں نے کہا: اے بھتیجے! تم کس قسم کا مال لیتے ہو؟ میں نے کہا: ہم چن کر تھنوں کو دیکھ کر عمدہ بکریاں لیتے ہیں۔ وہ کہنے لگے: بھتیجے! میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان وادیوں میں سے ایک وادی میں اپنی بکریوں کے ساتھ تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے جو ایک اونٹ پر سوار تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکوٰۃ دے دیں۔ میں نے پوچھا: مجھ پر ان میں سے کیا واجب ہے؟ انہوں نے کہا: ایک بکری۔ تو میں نے ایک بکری کا قصد کیا جو میں جانتا تھا کہ وہ دودھ اور چربی سے بھری ہوئی تھی۔ میں اسے ان کی طرف نکال لے آیا۔ تو وہ کہنے لگے: یہ تو حاملہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور لینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: آپ لوگ کس طرح کی قبول کریں گے؟ وہ کہنے لگے: ایک سال کی بھیڑ یا بکری جو دوسرے سال میں جاگلی ہو یا دو سال کی جو تیسرے سال میں شروع ہو۔ اب میں ایک بھیڑ لے آیا جو موٹی تازی تھی اور حاملہ نہ ہوئی تھی..... [معتاط] وہ بکری جو حاملہ تو نہ ہوئی ہو مگر

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ ثَعْنَةَ الْيَشْكُرِيِّ - قَالَ الْحَسَنُ: رَوْحٌ يَقُولُ: مُسْلِمٌ بْنُ شُعْبَةَ - قَالَ: اسْتَعْمَلَ نَافِعٌ بْنُ عَلْقَمَةَ أَبِي عَلِيٍّ عِرَافَةَ قَوْمِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُصَدِّقَهُمْ. قَالَ: فَبَعَثَنِي أَبِي فِي طَائِفَةٍ مِنْهُمْ، فَأَتَيْتُ شَيْخًا كَبِيرًا يُقَالُ لَهُ: سَعْرٌ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ يَعْني لِأَصَدَقَكَ، قَالَ: ابْنُ أَخِي! وَأَيُّ نَحْوٍ تَأْخُذُونَ؟ قُلْتُ: نَخْتَارُ حَتَّىٰ إِنَّا [نَتَّبِعُ] ضُرُوعَ الْعَنَمِ. قَالَ: ابْنُ أَخِي! فَإِنِّي أُحَدِّثُكَ أَنِّي كُنْتُ فِي شُعْبٍ مِنْ هَذِهِ الشُّعَابِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَنَمٍ لِي فَجَاءَنِي رَجُلَانِ عَلَى بَعِيرٍ فَقَالَا لِي: إِنَّا رَسُولَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، فَقُلْتُ: مَا عَلَيَّ فِيهَا؟ فَقَالَا: شَاةٌ، فَعَمَدْتُ إِلَى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةً مَحْضًا وَشَحْمًا فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَا: هَذِهِ شَاةُ الشَّافِعِ، وَقَدْ نَهَاَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا قُلْتُ: فَأَيُّ شَيْءٍ تَأْخُذَانِ؟ قَالَا: عَنَاقًا جَذَعَةً أَوْ نَسِيَةً. قَالَ: فَأَعَمِدْتُ إِلَى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ - وَالْمُعْتَاطُ الَّذِي لَمْ تَلِدْ وَلَدًا وَقَدْ حَانَ وَلَادُهَا - فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَا: نَاوِلْنَاهَا، فَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلَى بَعِيرٍ هُمَا ثُمَّ انْطَلَقَا.

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

اس عمر کو پہنچ چکی ہو..... وہ میں ان کے لیے نکال لایا تو انہوں نے کہا: یہ ہمیں دے دو تو انہوں نے اس کو اپنے ساتھ اونٹ پر رکھ لیا اور چل دیے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابو عاصم نے زکریا سے روایت کرتے ہوئے راوی کا نام مسلم بن شعبہ کہا ہے جیسے کہ روح نے بیان کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَاصِمٍ رَوَاهُ عَنْ زَكْرِيَّا قَالَ أَيْضًا مُسْلِمٌ بْنُ شُعْبَةَ: كَمَا قَالَ رُوْحٌ.

☀ فائدہ: زکوٰۃ میں حاملہ جانور لینا مناسب نہیں کیونکہ یہ عمدہ اور زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

۱۵۸۲- زکریا بن اٹحق نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی اور راوی کا نام مسلم بن شعبہ ذکر کیا (نہ کہ مسلم بن ثقفہ۔) اس میں ذکر کیا: [شافع] وہ ہوتی ہے جس کے پیٹ میں بچہ ہو۔

۱۵۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونسَ النَّسَائِيُّ: حَدَّثَنَا رُوْحٌ: حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ: مُسْلِمٌ ابْنُ شُعْبَةَ قَالَ فِيهِ: وَالشَّافِعُ الَّذِي فِي بَطْنِهَا الْوَلَدُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حمص میں آل عمرو بن حارث حمصی کے ہاں عبد اللہ بن سالم کی کتاب میں پڑھا جسے انہوں نے زبیدی سے روایت کیا تھا کہا: [عبد اللہ بن معاویۃ الغاضری] جو غاضرہ قیس سے ہیں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے تین کام کیے اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ جس نے ایک اللہ کی عبادت کی اور اقرار کیا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور خوشی خوشی ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ دی کوئی بوڑھا خارش زدہ بیمار یا ردی قسم کا جانور نہ دیا بلکہ متوسط مال سے دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ بِحِمَصَ عِنْدَ آلِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْحِمَصِيِّ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْغَاظِرِيِّ - مِنْ غَاظِرَةِ قَيْسٍ - قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ: مَنْ عَبْدَ اللَّهِ وَحْدَهُ وَأَنَّه لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ،

۱۵۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، ح: ۲۴۶۵ من حديث روح بن عبادۃ به، انظر الحديث السابق، حديث عبد الله بن معاوية الغاضري، سنده حسن، ورواه يعقوب الفارسي في تاريخه: ۱/ ۲۶۹، والطبراني في الصغير: ۱/ ۲۰۱ وغيرهما.

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے عمدہ مال کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور نہ تمہیں برا مال دینے کا حکم دیا ہے۔“

وَلَا يُعْطِي الْهَرَمَةَ وَلَا الدَّرَنَةَ وَلَا الْمَرِيضَةَ وَلَا الشَّرْطَ اللَّيِّمَةَ، وَلَكِنْ مِنْ وَسْطِ أَمْوَالِكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ.

۱۵۸۳- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو صدقے کا عامل بنا کر بھیجا میں ایک آدمی کے پاس پہنچا جب اس نے میرے سامنے اپنا مال جمع کر دیا تو میں نے اس پر صرف ایک بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) ہی واجب پائی۔ میں نے اس سے کہا: ایک بنت مخاض دے دو تمہاری یہی زکوۃ ہے۔ اس نے کہا: یہ دودھ والی ہے نہ سواری کے قابل! اس کی بجائے یہ ایک جوان اور موٹی تازی اونٹنی ہے اسے لے جاؤ۔ میں نے اس سے کہا: جس کا مجھے حکم نہیں ہے میں وہ کیونکر لے سکتا ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ تم سے قریب ہی ہیں اگر چاہو تو ان کی خدمت میں چلے جاؤ اور جو کچھ مجھے دے رہے ہو انہیں جا کر پیش کر دو اگر آپ قبول کر لیں تو مجھے بھی قبول ہے اگر وہ نامنظور کریں تو میں بھی قبول نہیں کرتا: کہنے لگا: میں یہی کرتا ہوں چنانچہ وہ میرے ساتھ چل پڑا۔ اور وہ اونٹنی بھی ساتھ لے گیا جو وہ مجھے دے رہا تھا حتیٰ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اس نے آپ سے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کا نمائندہ میرے مال کی زکوۃ لینے کے لیے میرے ہاں پہنچا ہے اور قسم اللہ کی! اس سے پہلے نہ تو

۱۵۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَّارَةَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي بْنِ كَعْبٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُصَدِّقًا فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمَّا جَمَعَ لِي مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيهِ إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ، فَقُلْتُ لَهُ: أَدَّ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا صَدَقَتُكَ، فَقَالَ: ذَاكَ مَا لَا لَبْنَ فِيهِ وَلَا ظَهَرَ وَلَكِنْ هَذِهِ نَاقَةٌ فَيَتَّةٌ عَظِيمَةٌ سَمِيئَةٌ فَخَذْتُهَا، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنَا بِأَخِذٍ مَا لَمْ أَوْمَرْ بِهِ، وَهَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْكَ قَرِيبٌ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَأْتِيَهُ فَتَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَيَّ فَاَفْعَلْ، فَإِنْ قَبِلَهُ مِنْكَ قَبِلْتُهُ وَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَدْتُهُ، قَالَ: فَإِنِّي فَاعِلٌ، فَخَرَجَ مَعِيَ، وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِي عَرَضَ عَلَيَّ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَتَانِي رَسُولُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّي

۱۵۸۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۴۲/۵ عن يعقوب بن إبراهيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۷۷، وابن حبان، ح: ۷۹۶، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۳۹۹، ۴۰۰، ووافقه الذهبي.

۹- کتاب الزکوٰۃ

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

اللہ کے رسول میرے مال میں تشریف لائے ہیں اور نہ ان کا کوئی نمائندہ ہی۔ سو میں نے اس کے لیے اپنا مال جمع کیا تو اس نے بتایا کہ میرے مال میں صرف ایک بنت مخاض واجب ہے اور اس عمر کا جانور نہ دودھ دیتا ہے اور نہ سواری کے قابل ہوتا ہے۔ سو میں نے اسے ایک شاندار جوان اونٹنی پیش کی کہ اسے قبول کر لے مگر اس نے انکار کر دیا اور وہ یہ رہی! اے اللہ کے رسول! میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں تو آپ قبول فرما لیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تجھ پر وہی فرض ہے لیکن اگر تو خوشی سے نیکی کرنا چاہے تو اس کا اللہ تعالیٰ تجھے اجر و ثواب عطا کرے گا اور ہم تجھ سے یہ قبول کر لیتے ہیں۔“ اس نے کہا: اور وہ یہ رہی اے اللہ کے رسول! میں اسے لے آیا ہوں تو آپ اسے قبول فرما لیجئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے وصول کر لینے کا حکم دیا اور اس کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔

☀ فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحب مال نہایت خوش دلی سے حق واجب سے زیادہ عمدہ مال دینا چاہے تو قبول کیا جاسکتا ہے۔

۱۵۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور فرمایا: ”تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں، انہیں شہادتِ توحید [لا الہ الا اللہ] کی اور اس (شہادت) کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں، دعوت دینا۔ اگر وہ تمہاری یہ بات تسلیم کر لیں، تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی

صَدَقَہٗ مَالِیْ وَ اِئْتِہُ اللّٰہُ مَا قَامَ فِی مَالِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلُہٗ قَطُّ قَبْلَہٗ فَجَمَعْتُ لَہٗ مَالِیْ، فَرَعَمَ اَنْ مَا عَلَیَّ فِیْہِ اِبْنُہٗ مَخَاضٍ، وَ ذَلِکَ مَا لَا لَبْنَ فِیْہِ وَلَا ظَہَرَ، وَ قَدْ عَرَضْتُ عَلَیْہِ نَاقَۃً عَظِیْمَۃً فَتَبَّۃً لِّیْ اُخْذَہَا فَاَبٰی عَلَیَّ وَہَا ہِیَ ذَہٗ قَدْ جِئْتُکَ بِہَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! خُذْہَا. فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: «ذَاکَ الَّذِیْ عَلَیْکَ فَاِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَیْرِ اَجْرَکَ اللّٰہُ فِیْہِ وَ قَبْلُنَاہُ مِنْکَ». قَالَ: فَہَا ہِیَ ذَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَدْ جِئْتُکَ بِہَا فَخُذْہَا. قَالَ: فَامَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِقَبْضِہَا وَ دَعَا لَہٗ فِی مَالِہِ بِالْبَرَکَۃِ.



۱۵۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ

۱۵۸۴- تخريج: أخرجه البخاري، المظالم، باب الانتفاء والحذر من دعوة المظلوم، ح: ۲۴۴۸ مختصراً، ومسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام، ح: ۱۹ من حديث وكيع به.

۹- کتاب الزکوٰۃ

جانوروں میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ (زکوٰۃ) فرض کی ہے جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقیروں میں بانٹی جائے گی۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کے عمدہ مالوں سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا بلاشبہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔“

أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَأَعْلِمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَأَعْلِمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَآتَى دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① تبلیغ دین میں تدریج ہے جس کی اولین بنیاد شہادت توحید و رسالت ہے اس کے بعد دیگر احکام ہیں مگر خیال رہے کہ اس کے لیے مناسب حکمت عملی اختیار کرنی ضروری ہے۔ ② کفار پر مسلمانوں کے دینی احکام کی تنفیذ ضروری نہیں، بلکہ ان سے پہلے توحید و رسالت کے اقرار کا مطالبہ ہے۔ ③ عام فقہاء کی رائے یہی ہے کہ کسی جگہ کے مسلمانوں کا مال اسی جگہ کے مسلمانوں پر خرچ ہونا چاہیے۔ ④ تقسیم زکوٰۃ میں اول حق قرسی لوگوں اور مسایلوں کا ہے اور اسے اہم ضرورت کے بغیر دوسرے شہروں میں منتقل نہیں کرنا چاہیے۔ ⑤ مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

۱۵۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زکوٰۃ وصول کرنے میں زیادتی کرنے والا اسی طرح ہے جیسے کہ زکوٰۃ نہ دینے والا۔“

۱۵۸۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : « الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَا نَعِيهَا » .

🌞 فائدہ: یعنی جو عامل زکوٰۃ لینے میں ظلم کرتا ہو اس کا گناہ ایسے ہی ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینا۔ دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ظالم عامل مانع زکوٰۃ ہے۔ یعنی اس کے ظلم کے باعث لوگ اپنا مال چھپائیں گے، جھوٹ بولیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے، اس لیے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ آج کل کے ٹیکسوں کے نظام کی ناکامی بھی ظلم اور خیانت کے باعث ہے۔

۱۵۸۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزکوٰۃ، باب ما جاء في المعتدي في الصدقة، ح: ۶۴۶ عن قتيبة به، وقال: " غريب من هذا الوجه، وقد تكلم أحمد بن حنبل في سعد بن سنان"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۳۵.

زکوۃ جمع کرنے اور زکوۃ دینے والوں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۶) - باب رِضَاءِ الْمُصَدِّقِ

(التحفة ۶)

باب: ۶- تحصیل دار زکوۃ کو راضی کرنے کا بیان

۱۵۸۶- حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ حَفْصٍ
وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا
حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ:
دَيْسَمٌ - وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ مِنْ بَنِي سُدُوسٍ -
عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْخَصَاصِيَّةِ. قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ
فِي حَدِيثِهِ: وَمَا كَانَ اسْمُهُ بَشِيرًا، وَلَكِنْ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَمَاهُ بَشِيرًا. قَالَ: قُلْنَا:
إِنَّ أَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُونَ عَلَيْنَا أَفَنَكْتُمُ مِنْ
أَمْوَالِنَا بِقَدَرٍ مَا يَعْتَدُونَ عَلَيْنَا؟ فَقَالَ: «لَا».

۱۵۸۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ بِإِسْنَادِهِ
وَمَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللَّهِ!
إِنَّ أَصْحَابَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُونَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ
مَعْمَرٍ.

۱۵۸۸- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ
وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ

۱۵۸۶- حضرت بشیر ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ابن عبید بن ربیعہ اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ ان کا نام پہلے بشیر نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نام رکھا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: عمال (اہل) صدقہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں تو کیا جس قدر وہ زیادتی کریں ہم اپنا مال چھپالیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“

۱۵۸۷- ایوب نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ البتہ انہوں نے کہا کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! زکوۃ وصول کرنے والے کارندے زیادتی کرتے ہیں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسے عبد الرزاق نے معمر سے مرفوع روایت کیا ہے۔

۱۵۸۸- عبد الرحمن بن جابر بن عتيك اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۵۸۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۸۳/۵ من حديث حماد بن زيد به، ولبعض الحديث شاهد يأتي: ۳۲۳۰ * ديسم مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

۱۵۸۷- تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ۸۳/۵ عن عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۶۸۱۸، وانظر الحديث السابق.

۱۵۸۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۱۴/۴ من حديث بشر بن عمر به * صخر بن إسحاق: "لين"، وعبد الرحمن بن جابر "مجهول" (تقريب)، وللحديث شاهد صحيح، انظر الحديث الآتي.

۹- کتاب الزکوۃ

زکوۃ جمع کرنے اور زکوۃ دینے والوں سے متعلق احکام و مسائل

”عنقریب تمہارے پاس کچھ ناپسندیدہ لوگ آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں خوش آمدید کہنا اور ان کے اور جو وہ لینا چاہیں ان کے درمیان آڑے نہ آنا۔ اگر انہوں نے عدل و انصاف کیا تو اس کا انہیں اجر ملے گا اور اگر ظلم کیا تو اس کا وبال اٹھائیں گے۔ تم انہیں راضی رکھنا بلاشبہ تمہاری زکوۃ کی تکمیل ان کو راضی رکھنے میں ہے اور انہیں چاہیے کہ تمہارے لیے دعائے خیر کریں۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو الغصن سے مراد ثابت بن قیس بن غصن ہے۔

عُمَرَ عَنْ أَبِي الْغُصَنِ، عَنْ صَخْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَنِيكَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «سَيَأْتِيَكُمْ رَكْبٌ مُبْعَضُونَ، فَإِذَا جَاءُواكُمْ فَارْحَبُوا بِهِمْ وَخَلُّوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَتَّبِعُونَ فَإِنْ عَذَلُوا فَلَا تُفْسِهِمْ، وَإِنْ ظَلَمُوا فَاعْلَيْهَا وَأَرْضُوهُمْ، فَإِنَّ تَمَامَ زَكَاتِكُمْ رِضَاهُمْ، وَلْيَدْعُوا لَكُمْ».

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْغُصَنِ هُوَ ثَابِتُ ابْنِ قَيْسِ بْنِ غُصَنِ.

۱۵۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ - وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي كَامِلٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِيُّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ يَعْنِي مِنَ الْأَعْرَابِ، إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَنَا فَيُظْلِمُونَا، قَالَ: فَقَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقَكُمْ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَإِنْ ظَلَمُونَا؟ قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقَكُمْ» - زَادَ عُثْمَانُ: «وَأِنْ ظَلِمْتُمْ».

۱۵۸۹- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ دیہاتی لوگ آئے اور انہوں نے کہا: بعض عمال ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! خواہ وہ ہم پر ظلم کریں؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے زکوۃ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو۔“ عثمان (بن ابی شیبہ) نے اضافہ کیا: ”اگرچہ تم پر زیادتی کی جائے۔“

ابو کامل نے اپنی حدیث میں بیان کیا۔ جریر نے کہا:

قال أَبُو كَامِلٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ

۹- کتاب الزکوۃ

زکوۃ جمع کرنے اور زکوۃ دینے والوں سے متعلق احکام و مسائل

جَرِيرٌ: مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدَّقٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ.

یہ فرمان نبوی سن لینے کے بعد سے عامل ہمیشہ مجھ سے راضی ہی گیا ہے۔

☀️ فائدہ: ”عامل کو راضی کرنا“ اسی صورت میں ہے کہ وہ واجب شرعی کا مطالبہ کرے تو اسے ادا کر دیا جائے اور اس کے ساتھ حسن معاملہ کا رویہ رکھا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ حکم عادل اور غیر ظالم عاملین کے متعلق ہے۔

(المعجم ۷) - باب دُعَاءِ الْمُصَدِّقِ لِأَهْلِ الصَّدَقَةِ (التحفة ۷)

باب: ۷- عامل کا زکوۃ دینے والوں کو دعا دینا

۱۵۹۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِرِيُّ وَأَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرُو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ». قَالَ: فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى».

۱۵۹۰- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے بیان کیا کہ میرے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بیعت رضوان کے موقع پر درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور نبی ﷺ کے ہاں جب بھی کوئی قوم اپنی زکوۃ لے کر آتی تھی تو آپ انہیں یوں وعادیتے تھے: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ» ”اے اللہ! آلِ فلاں پر اپنی رحمت نازل فرما (اور انہیں برکت دے)“ میرے والد بھی اپنی زکوۃ لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى» ”اے اللہ! آلِ ابی اوفی پر اپنی رحمت نازل فرما (اور انہیں برکت دے)“



☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ اہل صدقات کے لیے خاص دعا فرمایا کریں۔ سورہ توبہ میں ہے: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ﴾ (التوبہ: ۱۰۳) ”آپ ان کے اموال سے زکوۃ و صدقات وصول فرمائیں، اس طرح آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں اور ان کے لیے دعا فرمایا کریں۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکینت کا باعث ہوتی ہے۔“ لہذا امام اور عاملین کو چاہیے کہ اصحاب زکوۃ کے لیے عمومی دعا ضرور کیا کریں۔ یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ زکوۃ و صدقات انسان کے اخلاق و کردار کی طہارت و پاکیزگی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ اور زکوۃ کی وصولی امام وقت کی ذمہ داری ہے۔

۱۵۹۰- تخریج: أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب صلوة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة... الخ، ح: ۱۴۹۷ عن حفص بن عمر، ومسلم، الزکوۃ، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ۱۰۷۸ من حديث شعبة به.

(المعجم ۸) - باب تفسیر أسنان الإبل
(التحفة ۸)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُهُ مِنَ الرَّيَاشِيِّ
وَأَبِي حَاتِمٍ وَعَبْرِهِمَا، وَمِنْ كِتَابِ
النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ، وَمِنْ كِتَابِ أَبِي
عُبَيْدٍ، وَرَبَّمَا ذَكَرَ أَحَدُهُمُ الْكَلِمَةَ،
قَالُوا: يُسَمَّى الْحَوَارُ ثُمَّ الْفَصِيلُ إِذَا
فَصَلَ ثُمَّ تَكُونُ بِنْتُ مَخَاضٍ لِسَنَةِ إِلَى
تَمَامِ سَتَيْنِ، فَإِذَا دَخَلَتْ فِي الثَّالِثَةِ
فَهِیَ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِذَا تَمَّتْ لَهُ ثَلَاثُ
سِنِينَ فَهُوَ حَقٌّ وَحَقَّةٌ إِلَى تَمَامِ أَرْبَعِ
سِنِينَ لِأَنَّهَا اسْتَحَقَّتْ أَنْ تُرَكَّبَ وَيُحْمَلَ
عَلَيْهَا الْفَحْلُ وَهِيَ ثَلَقُ وَلَا يُلْقَحُ
الذَّكْرُ حَتَّى يُثْنِيَ. وَيُقَالُ لِلْحَقَّةِ طَرَوْقَةُ
الْفَحْلِ لِأَنَّ الْفَحْلَ يَطْرُقُهَا إِلَى تَمَامِ
أَرْبَعِ سِنِينَ، فَإِذَا طَعَنْتْ فِي الْخَامِسَةِ
فَهِیَ جَذَعَةٌ حَتَّى يَتِمَّ لَهَا خَمْسُ سِنِينَ،
فَإِذَا دَخَلَتْ فِي السَّادِسَةِ وَأَلْقَى ثَنِيَّتَهُ
فَهُوَ حَبِيبٌ ثَنِيٌّ حَتَّى يَسْتَكْمَلَ سِتًّا، فَإِذَا
طَعَنَ فِي السَّابِعَةِ سُمِّيَ الذَّكْرُ [رَبَاعِيًّا]
وَالْأُنْثَى رَبَاعِيَّةٌ إِلَى تَمَامِ السَّابِعَةِ، فَإِذَا
دَخَلَ فِي الثَّامِنَةِ وَأَلْقَى السِّنَّ السَّدِيسَ
الَّذِي بَعْدَ الرَّبَاعِيَّةِ فَهُوَ سَدِيسٌ وَسَدِسٌ
إِلَى تَمَامِ الثَّامِنَةِ، فَإِذَا دَخَلَ فِي التَّسْعِ
طَلَعَ نَابُهُ فَهُوَ بَارِلٌ أَوْ بَرِلٌ نَابُهُ يَعْنِي

باب: ۸- اونٹوں کے دانتوں
(اُن کی عمروں) کی تفصیل

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے (مندرجہ
ذیل تفصیل) ریاشی اور ابو حاتم وغیرہ سے سنی ہے۔ اسی
طرح نصر بن شمیل اور ابو عبید کی کتاب سے بھی لی ہے
اور کہیں اس میں سے کوئی بات صرف کسی ایک نے کہی
ہے۔ انہوں نے کہا: اونٹ کے دودھ پیتے بچے کو حواری
کہتے ہیں۔ پھر فصیل ہوتا ہے جب دودھ پینا چھوڑ
دے۔ پھر بِنْتُ مَخَاض ہوتی ہے ایک سال کی دو
سال پورے ہونے تک۔ جب تیسرے میں داخل ہو
جائے تو اسے بِنْتُ لَبُون کہتے ہیں۔ جب تین سال
پورے ہو جائیں تو وہ حَقٌّ اور حَقَّة کہلاتی ہے چار سال
پورے ہونے تک۔ کیونکہ وہ سواری اور جفتی کے لائق ہو
جاتی ہے اور حاملہ بھی ہو سکتی ہے اور زجفتی کے قابل
نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کے اگلے دانت گر جائیں اور حَقَّة
کو طروقة الفحل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ نراس پر چڑھتا
ہے اور یہ چار سال مکمل ہونے تک حَقَّة ہی کہلاتی ہے۔
جب پانچویں سال میں داخل ہو جائے تو اسے جَذَعَةٌ
کہتے ہیں حتیٰ کہ پانچ سال پورے ہو جائیں۔ جب چھٹے
میں لگ جائے اور اپنے اگلے دانت گرا دے تو اس وقت
ثَنِيٌّ کہلاتی ہے حتیٰ کہ چھ سال پورے ہو جائیں۔ جب
ساتویں میں لگ جائے تو زَكَوْرَبَاعِي اور مادہ كَوْرَبَاعِيَّة
کہتے ہیں سات سال پورے ہونے تک۔ جب آٹھویں
میں لگ جائے اور چھٹا دانت گرا دے جو رَبَاعِيَّة کے بعد
ہوتا ہے تو اسے سَدِيس اور سَدِس کہتے ہیں آٹھ سال

پورے ہونے تک۔ جب نوے میں لگ جائے اور اس کی ناب (کچلیاں) نکل آئیں تو اسے باز ل کہتے ہیں۔ اس معنی میں کہ اس کی کچلیاں نکل آئیں، حتیٰ کہ دسویں میں لگ جائے۔ اب اس کا نام مُخْلِف ہوتا ہے۔ اس کے بعد ان کا کوئی نام نہیں۔ لیکن اس طرح کہتے ہیں باز ل ایک سال کا، باز ل دو سال کا۔ یا مُخْلِف ایک سال کا، مُخْلِف دو سال کا، مُخْلِف تین سال کا..... پانچ سالوں تک..... اور خِلْفۃ حاملہ کو کہتے ہیں۔

ابو حاتم نے بیان کیا کہ جَذْوَعۃ ایک وقت کا نام ہے کوئی دانت نہیں ہے اور دانتوں کے موسم سہیل (ستارے) کے نکلنے پر بدلتے ہیں۔

امام ابو داؤد نے بیان کیا کہ ریاشی نے ہمیں اس سلسلے میں یہ شعر سنایا: إِذَا سُهَيْلٌ أَوَّلَ اللَّيْلِ طَلَعَ الخ [جب سہیل ستارہ رات کے شروع میں طلوع ہوتا ہے تو ابن لبون حَق ہو جاتا ہے اور حَق، جَذع اور کوئی دانت باقی نہیں رہتا سوائے هُبَع کے۔“ اور [هُبَع] وہ ہے جو بے وقت پیدا ہو۔

باب: ۹- مالوں کی زکوۃ کہاں وصول کی جائے

۱۵۹۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہ حَلَب ہے اور نہ حَنْب اور ان کے مالوں کی زکوۃ ان کے گھروں ہی پر وصول کی جائے۔“

۱۵۹۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۸۰، ۲۱۶ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وتابعه عبد الرحمن بن الحارث، (أحمد: ۲/ ۲۱۵)، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۹۱۴.

طَلَعَ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الْعَاشِرَةِ فَهُوَ حَيْثُ مُخْلِفٌ، ثُمَّ لَيْسَ لَهُ اسْمٌ، وَلَكِنْ يُقَالُ بَازِلٌ عَامٌ وَبَازِلٌ عَامَيْنِ، وَمُخْلِفٌ عَامٌ وَمُخْلِفٌ عَامَيْنِ وَمُخْلِفٌ ثَلَاثَةَ أَعوامٍ إِلَى خَمْسِ سِنِينَ. وَالْخِلْفَةُ: الْحَامِلُ.

قال أبو حاتم: وَالْجَذْوَعَةُ وَقْتُ مِنَ الزَّمَنِ لَيْسَ بِسِّنٍّ، وَفُصُولُ الْأَسْنَانِ عِنْدَ طُلُوعِ سُهَيْلٍ.

قال أبو داؤد: أَنْشَدَنَا الرِّيَاشِيُّ شِعْرًا: إِذَا سُهَيْلٌ أَوَّلَ اللَّيْلِ طَلَعَ فابْنُ اللَّبُونِ الْحَقُّ وَالْحَقُّ جَذَعٌ لَمْ يَبْقَ مِنْ أَسْنَانِهَا غَيْرُ الْهَبْعِ وَالْهَبْعُ: الَّذِي يُؤَلَّدُ فِي غَيْرِ حِينِهِ.

(المعجم ۹) - بَابُ: أَيَنْ تُصَدَّقُ الْأَمْوَالُ (التحفة ۹)

۱۵۹۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا حَلَبَ وَلَا حَنْبَ وَلَا تُؤْخَذُ



۹۔ کتاب الزکوۃ اپنی زکوۃ یا صدقہ قیثا خریدنے سے متعلق احکام و مسائل
صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِي دُورِهِمْ۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① [جَلَب] بمعنی لانا اور کھینچنا۔ یعنی عامل کو یہ قطعاً روانہ نہیں کہ اپنا مرکز کسی ایسی جگہ بنالے جہاں مالکوں کو اپنے جانور کھینچ کر لانا پڑیں اور وہ مشقت اٹھاتے پھریں۔ اور اسی طرح مالکوں کو بھی جائز نہیں کہ تحصیلدار زکوۃ کی آمد کا سن کر اپنے جانور اپنے پڑاؤ سے دور لے جائیں اور پھر وہ انہیں ڈھونڈتا پھرے ان کے اس عمل کو [جَنَب] کہتے ہیں۔ اس کا لغوی معنی ہے ”پہلو تہی کرنا“ دور ہونا۔ ② اسلام کی ایسی تعلیمات ہی اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہیں۔

۱۵۹۲۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ فِي قَوْلِهِ: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ». قَالَ: أَنْ تُصَدَّقَ الْمَاشِيَةُ فِي مَوَاضِعِهَا وَلَا تُجَلَبَ إِلَى الْمُصَدَّقِ. وَالْجَنَبُ عَنْ هَذِهِ الْفَرِيضَةِ أَيْضًا لَا يُجَنَّبُ أَصْحَابُهَا يَقُولُ: وَلَا يَكُونُ الرَّجُلُ بِأَقْصَى مَوَاضِعِ أَصْحَابِ الصَّدَقَةِ فَتَجَنَّبَ إِلَيْهِ، وَلَكِنْ تَوَخَّضَ فِي مَوْضِعِهِ.

۱۵۹۲۔ محمد بن الحنفی رحمہ اللہ نے [لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ] کی توضیح میں بیان کیا: ”چوپایوں کی زکوۃ ان کے اپنے ڈیروں پر وصول کی جائے“ (جلب یہ ہے کہ) انہیں تحصیلدار زکوۃ (عامل) کے پاس کھینچ کر نہ لایا جائے اور [جَنَب] اس فریضے میں یہ ہے کہ جانوروں والے انہیں دور نہ لے جائیں۔ (ابن اسحق نے کہا) عامل کو روانہ نہیں کہ وہ زکوۃ والوں کے مقامات سے بہت دور جا بیٹھے اور جانوروں کو اس کی طرف لایا جائے بلکہ زکوۃ ان کی اپنی جگہ پر لی جائے۔“

باب: ۱۰۔ کوئی اپنی زکوۃ (صدقہ میں دیا ہوا مال)
قیثاً خریدنا چاہے؟

(المعجم ۱۰) - باب الرَّجُلِ يَتَنَاعُ صَدَقَتَهُ (التحفة ۱۰)

۱۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ يَبَاعُ،

۱۵۹۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی راہ میں ایک گھوڑا دیا، پھر دیکھا کہ اسے بیچا جا رہا ہے تو انہوں نے اسے خرید لینا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں

۱۵۹۲۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۴/ ۱۱۰ من حديث أبي داود به.

۱۵۹۳۔ تخریج: أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ح: ۱۶۲۰ عن عبدالله بن مسلمة، والبخاري، الهبة وفضلها، باب: إذا حمل رجل على فرس فهو كالعمري والصدقة، ح: ۲۶۳۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی): ۱/ ۲۸۲.

۹- کتاب الزکوۃ

اپنی زکوۃ یا صدقہ قیماً خریدنے سے متعلق احکام و مسائل

فَأَرَادَ أَنْ يَتَّبَعَهُ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: «لَا تَتَّبَعَهُ وَلَا تَعُدْ فِيهِ أَهْنًا صَدَقَتِكَ مَتِّعًا وَلَا يَأْتِيكَ»

🌞 فوائد و مسائل: ① جو مال اللہ کی راہ میں دے دیا ہو پھر دوبارہ اس میں طمع نہیں کرنی چاہیے بلکہ اللہ سے اجر کی امید رکھنی چاہیے۔ (نیکی کر دیا میں ڈال) کا یہی مفہوم ہے۔ بعض لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اس کے معاملے پر نظر رکھتے ہیں جو مناسب نہیں۔ اس حدیث میں اسی لیے صدقہ شدہ مال کے خریدنے سے منع کیا گیا ہے۔ تاہم جہاں یہ بات نہ ہو وہاں جہور کے نزدیک اس کا جواز ہے جیسے کسی تیسرے شخص سے اسے خرید لیا جائے یا وراثت میں وہ چیز اس کے پاس آجائے (شرح سنن ابی داؤد علامہ بدر الدین عینی ۱/۲۹۴) ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی بھی نئے اقدام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے سوال کر لیا کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ زندگی کے تمام امور ضابطہ اسلام سے مربوط ہیں چنانچہ ہر مسلمان کو ایسے ہی کرنا چاہیے اور قرآن و سنت سے رہنمائی لینی چاہیے۔

(المعجم ۱۱) - باب صَدَقَةِ الرَّقِيقِ (التحفة ۱۱)

باب: ۱۱- غلاموں کی زکوۃ

۱۵۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ قِيَّاضٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ زَكَاةٌ إِلَّا زَكَاةُ الْفِطْرِ فِي الرَّقِيقِ».

۱۵۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑے اور غلام میں زکوۃ نہیں، البتہ غلام کی طرف سے صدقہ فطر دیا جائے۔“

🌞 فائدہ: اگر یہ ذاتی مصرف کیلئے ہوں تو زکوۃ نہیں ہے، لیکن اگر تجارت کی غرض سے ہوں تو زکوۃ دینی چاہیے۔

۱۵۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: ۱۵۹۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

۱۵۹۴- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۱۷/۴ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق أخرى عند مسلم، ح: ۹۸۲ وغيره.

۱۵۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب: لا زکوۃ علی المسلم فی عبده وفسره، ح: ۹۸۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۷۷/۱، ورواه البخاري، الزکوۃ، باب: ليس على المسلم في فربه صدقة، ح: ۱۴۶۳ من طريق آخر عن عبد الله بن دينار به.

۹- کتاب الزکوۃ غلام اور کھیتی میں زکوۃ کے احکام و مسائل

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوۃ نہیں۔“

🌞 فائدہ: حدیث ۱۵۷۴ کے فوائد میں گزر چکا ہے کہ ان پر زکوۃ اس صورت میں نہیں ہے جب یہ ذاتی ضرورت کے لیے ہوں۔ لیکن اگر یہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر ان پر زکوۃ ہوگی۔

(المعجم ۱۲) - باب صَدَقَةِ الزَّعْ

(التحفة ۱۲)

باب: ۱۲- کھیتی کی زکوۃ

۱۵۹۶- جناب سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کھیتیاں بارش سے سیراب ہوتی ہوں یا دریاؤں اور چشموں سے یا زمین کی تری سے تو ان میں دسواں حصہ ہے۔ اور جو اونٹنیوں سے (رہٹ کے ذریعے سے) سیراب کی جاتی ہوں یا جن کی آبپاشی کی جاتی ہو تو ان میں بیسواں حصہ ہے۔“

۱۵۹۶- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ بْنِ الْهَيْثَمِ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ، وَفِيمَا سَقَى بِالسَّوَانِي أَوْ النَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۱۵۹۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو زمین دریاؤں سے سیراب ہوتی ہو یا چشموں سے تو ان میں دسواں حصہ ہے۔ اور جن کو اونٹنیوں سے (رہٹ کے ذریعے سے) سیراب کیا جاتا ہو تو ان میں بیسواں حصہ ہے۔“

۱۵۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ، وَمَا سَقَى بِالسَّوَانِي فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۱۵۹۶- تخریج: أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ۱۴۸۳ من حديث عبد الله بن وهب به.

۱۵۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب ما فيه العشر أو نصف العشر، ح: ۹۸۱ من حديث عبد الله بن وهب به.

غلام اور کھیتی میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

۱۵۹۸- جناب وکج نے بیان کیا کہ [الْبُعْلُ الْكُبُوسُ] سے مراد وہ کھیتی ہے جو بارش سے سیراب ہوتی ہو۔ ابن اسود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے کہا کہ میں نے ابویاس اسدی سے بعل کے متعلق وضاحت پوچھی تو کہا: جو کھیتی بارش سے سیراب ہوتی ہو۔ نصر بن شمیل نے کہا: بعل سے مراد بارش کا پانی ہے۔

۱۵۹۸- حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجَهَنِّيُّ وَحُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْعَجْلِيُّ قَالَا: قَالَ وَكِيعٌ: الْبُعْلُ الْكُبُوسُ الَّذِي يَنْبُثُ مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ. قَالَ ابْنُ الْأَسْوَدِ: وَقَالَ يَحْيَىٰ يَعْنِي ابْنَ آدَمَ: سَأَلْتُ أَبَا إِيَّاسٍ الْأَسَدِيَّ عَنِ الْبُعْلِ فَقَالَ: الَّذِي يُسْقَى بِمَاءِ السَّمَاءِ. وَقَالَ النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ: الْبُعْلُ مَاءُ الْمَطَرِ.

۱۵۹۹- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف (عائل بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا: ”غلے سے غلہ بکریوں سے بکری اونٹوں سے اونٹ اور گائیوں سے گائے وصول کرنا۔“

۱۵۹۹- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: «خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ، وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ، وَالْبَعِيرَ مِنَ الْإِبِلِ، وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبُقَرِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں ایک کلڑی کو ناپا تو اسے تیرہ باشت لمبی پایا۔ اسی طرح ایک اونٹ پر ایک ترخ (نارنگی) لدی دیکھی کہ دو ٹکڑے کر کے برابر برابر رکھی گئی تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شَبَّرْتُ قَتَاءَةً بِمِصْرَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَبْرًا، وَرَأَيْتُ أُتْرُجَةً عَلَى بَعِيرٍ يَقْطَعَتَيْنِ قُطِعَتْ وَصِيرَتْ عَلَى مِثْلِ عِدْلَيْنِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بارانی اور چشموں سے سیراب ہونے والی زمین اسی طرح زیر زمین نمی والی زمین کی پیداوار میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور جس زمین کو رہٹ وغیرہ سے سیراب کیا جائے اس میں

۱۵۹۸- تخریج: [إسناده صحيح] انفرد به ابو داود * وقول يحيى بن آدم في كتاب الخراج له: ۳۹۴.

۱۵۹۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزکوٰۃ، باب ما تجب فيه الزکوٰۃ من الأموال، ح: ۱۸۱۴ من حديث ابن وهب به * عطاء لم يلق معاذ بن جبل كما في تلخيص المستدرک: ۱/ ۳۸۸، ولد بعد وفاة معاذ رضي الله عنه.

۹- کتاب الزکوۃ - شہد میں زکوۃ کے احکام و مسائل

نصف عشر (بیسواں حصہ پانچ فیصد) ہے۔ (صحیح البخاری، الزکاة، باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری، حدیث: ۱۲۸۳) قرآنی آیت اور حدیث رسول، دونوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز میں زکوۃ ہے۔ سوائے سبزیوں کے، کیونکہ اس میں زکوۃ نہ نکالنے کی صراحت حدیث میں ہے۔ البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ پیداوار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو۔ گویا نان اور غلے کا نصاب پانچ وسق ہے، اس سے کم پیداوار میں زکوۃ عائد نہیں ہوگی، ایک وسق، ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، اس طرح پانچ وسق میں تین سو صاع ہوں گے جن کا وزن پاکستانی حساب سے تقریباً 20 من بنتا ہے۔ لہذا جس شخص کی پیداوار 20 من یا اس سے زائد ہے تو وہ زکوۃ ادا کرے بصورت دیگر نہیں۔

زمین کی پیداوار کی زکوۃ (عشر) کی ادائیگی فصل کاٹنے کے موقع پر ہوگی۔ اگر سال میں دو فصلیں ہوں گی، تو عشر بھی دو مرتبہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ فصل کا ہونا شرط ہے۔ وہ جب بھی ہو اور جو بھی ہو۔ اگر زمین بارانی ہے یعنی بارش، قدرتی چشموں وغیرہ سے سیراب ہوتی ہے، اور اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ (عشر) ادا کیا جائے اگر زمین غیر بارانی ہے (چاہی یا نہری ہے جس کی سیرابی پر آبیانہ وغیرہ کی صورت میں اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں، یا ٹیوب ویل کے ذریعے سے اسے سیراب کیا جاتا ہے) تو اس سے نصف عشر (بیسواں حصہ) ادا کیا جائے گا اس کی بنیاد یہ حدیث ہے جو پہلے بھی گزر چکی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «فِيْمَا سَقَّتِ السَّمَاءُ وَالْعَيُونُ أَوْ سَكَانَ عَثْرِيَا، الْعُشْرُ وَمَا سَقَىٰ بِالنَّضْحِ نَصْفُ الْعُشْرِ» (صحیح البخاری، الزکوة، العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری، حدیث: ۱۲۸۳) ”اس پیداوار میں جسے آسمان (بارش) یا (قدرتی) چشمے سیراب کریں یا وہ زمین نمی والی ہو (نہر اور دریا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس میں اتنی نمی رہی ہو کہ اسے پانی دینے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے) عشر (دسواں حصہ) ہے اور جسے ڈول (یارہٹ وغیرہ) سے سیراب کیا جائے اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ یعنی پانچ فیصد) ہے۔“ زکوۃ صرف اس پیداوار سے ادا کی جائے گی جو ذخیرہ کی جاسکتی ہو۔ جیسے گندم، چاول، مکئی، جو وغیرہ۔ اس لیے سبزیوں پر زکوۃ نہیں، کیونکہ ان کا زیادہ دیر تک ذخیرہ ممکن نہیں۔ ⑤ امام صاحب نے جو مکڑی اور ترنج (مالٹے) کے بارے میں فرمایا ہے تو یہ زکوۃ و صدقات کی برکات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مال میں بے انتہا برکت ڈال دیتا ہے۔

(المعجم ۱۳) - باب زَكَاةِ الْعَسَلِ
(التحفة ۱۳)

۱۶۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ ۱۶۰۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

۱۶۰۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزکوة، باب زكوة النحل، ح: ۲۵۰۱ من حدیث أحمد بن أبي شعيب به، وانظر الحديثين الآتين.

۹- کتاب الزکوۃ

شہد میں زکوٰۃ کے حکام ومسائل

اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مُتَعان کا ایک آدمی ہلالِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شہد کا عشر لے کر آیا اور آپ سے درخواست کی کہ ”سَلْبَةُ“ وادی اس کے نام کر دی جائے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وہ اس کے نام کر دی۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما خلیفہ بنے تو حضرت سفیان بن وہب رضی اللہ عنہما نے تحریراً حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے میں پوچھا: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے لکھا: اگر یہ اپنے شہد کا وہی عشر دیتا رہے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتا تھا تو وادیِ سلبہ اسی کے نام رہنے دو۔ ورنہ یہ شہد کی کھیاں ہیں جو چاہے (ان کا شہد) کھائے۔

الْحَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْمِصْرِيِّ، عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ هِلَالٌ أَحَدُ بَنِي مُتَعَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعُشُورٍ نَحْلُ لَهُ وَكَانَ سَأَلُهُ أَنْ يَحْمِيَ وَادِيَا يُقَالُ لَهُ سَلْبَةُ، فَحَمَى لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ الْوَادِي، فَلَمَّا وَلَّى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ سُفْيَانُ بْنُ وَهْبٍ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ؟ فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنْ أَذَى إِلَيْكَ مَا كَانَ يُوَدِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ عُشُورٍ نَحْلِهِ فَاحْمِ لَهُ سَلْبَةَ، وَإِلَّا فَإِنَّمَا هُوَ ذُبَابٌ عَيْنٌ يَأْكُلُهُ مَنْ يَشَاءُ.



☀️ فائدہ: امام بخاری ترمذی اور ابوبکر بن المہذی رحمہ اللہ کے بیانات کے مطابق شہد میں زکوٰۃ واجب ہونے کی کوئی صحیح صریح حدیث نہیں ہے جبکہ زیر بحث مذکورہ بالا حدیث صحیح السند ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۳/ ۸۱۰) علامہ خطابی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ اپنی خوشی سے اس کی زکوٰۃ لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمائی اور اس کی درخواست پر وادیِ سلبہ اس کے نام لکھ دی۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے بھی یہی سمجھا کہ اولاً تو اس میں زکوٰۃ ہے نہیں تاہم چونکہ اس نے یہ وادی اپنے نام کر لی تھی تو اس کے بدلے اسے زکوٰۃ بھی دی جاوے۔ اگر یہ زکوٰۃ نہ دے تو یہ وادی اس کے لیے مخصوص نہ رہے گی بلکہ عام مسلمانوں کے لیے ہوگی جو چاہے اس سے استفادہ کرے۔ الغرض چونکہ یہ ”مال“ ہے اس لیے اس سے زکوٰۃ ادا کرنا ہی رائج اور احتیاط کا تقاضا ہے جیسے کہ ائمہ کرام ابو حنیفہ، احمد اور اہل حق رحمہ اللہ وغیرہم کا فتویٰ ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اور امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ایک قول یہی ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۶۰۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الصَّبِيِّ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ - وَنَسَبُهُ إِلَى

۱۶۰۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۳۲۴ عن أحمد بن عبدة، وابن ماجه، ح: ۱۸۲۴ من حديث عمرو بن شعيب به، وانظر الحديث الآتي.

شہد میں زکوٰۃ کے احکام و مسائل

۹۔ کتاب الزکوٰۃ

(شبابہ چھوٹی برادری کا نام ہے اور فہم بڑے قبیلے کا) اور حدیث مثل سابق بیان کی۔ (مغیرہ کے والد عبد الرحمن بن حارث نے) کہا: شہد کی ہر دس مشکوں میں سے ایک مشک دی جائے۔ اور (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عامل) سفیان بن عبد اللہ ثقفی نے ذکر کیا۔ اور کہا کہ ان کے نام دو وادیاں لکھ دی گئی تھیں (جبکہ عمرو بن حارث نے ایک وادی کا ذکر کیا ہے) عبد الرحمن نے مزید کہا: چنانچہ وہ لوگ وہی کچھ ادا کرتے رہے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے اور یہ وادیاں انہی کے نام رہیں۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ - حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ شَبَابَةَ - بَطْنٌ مِنْ فَهْمٍ - فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قَالَ: مِنْ كُلِّ عَشْرِ قَرَبٍ قَرَبَةٌ. وَقَالَ سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيُّ قَالَ: وَكَانَ يَحْمِي لَهُمْ وَادِيَيْنِ. زَادَ: فَأَدُّوا إِلَيْهِ مَا كَانُوا يُؤَدُّونَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَمَى لَهُمْ وَادِيَيْنَهُمْ.

فائدہ: یہ حدیث حسن درج کی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی مؤید ہے کہ شہد کی زکوٰۃ دینی چاہیے۔

۱۶۰۲۔ جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ فہم کا ایک گروہ..... اس کے بعد حدیث مغیرہ کی مانند بیان کیا: کہا: دس مشکوں میں سے ایک مشک (دیتے تھے) اور دونوں وادیاں انہی کے لیے مخصوص رہیں۔

۱۶۰۲ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَدِّي: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ بَطْنًا مِنْ فَهْمٍ بِمَعْنَى الْمُغِيرَةِ قَالَ: مِنْ عَشْرِ قَرَبٍ قَرَبَةٌ وَقَالَ: وَادِيَيْنِ لَهُمْ.

باب: ۱۴۔ درختوں پر انگوروں کا اندازہ لگانا

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي خَرْصِ

الْعِنَبِ (التحفة ۱۴)

۱۶۰۳۔ جناب زہری نے سعید بن مسیب سے انہوں نے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ”انگوروں کے کچے پھل کا

۱۶۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ السَّرِيِّ النَّاقِطُ: حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ مَنصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

۱۶۰۲۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۳۲۵ عن الربيع بن سليمان، وابن ماجه، ح: ۱۸۲۴ من حديث أسامة بن زيد به.

۱۶۰۳۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزکوٰۃ، باب ماجاء في الخرص، ح: ۶۴۴ عن الزهري به، وقال: "حسن غريب"، ورواه النسائي، ح: ۲۶۱۹، وابن ماجه، ح: ۱۸۱۹، وابن خزيمة، ح: ۲۳۱۷، وابن حبان، ح: ۷۹۹، ۸۰۰، وانظر الحديث الآتي لعلته.

۹- کتاب الزکوۃ

پھلوں کا درختوں پر اندازہ لگانے سے متعلق احکام و مسائل

اندازہ لگایا جائے جیسے کہ کھجوروں کا لگایا جاتا ہے۔ اور ان کی زکوۃ کشش کی صورت میں وصول کی جائے جیسے کہ کھجوروں میں خشک کھجور کی صورت میں لی جاتی ہے۔“

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أُسَيْدٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُخْرَصَ الْعِنَبُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ، وَتُؤْخَذَ زَكَاتُهُ زَبِيًّا، كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ النَّخْلِ تَمْرًا.

۱۶۰۴- محمد بن صالح التمار نے ابن شہاب سے ان کی سند سے مذکور بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۱۶۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحِ التَّمَارِ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید (ابن مسیب) نے حضرت عتّاب سے کچھ نہیں سنا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَعِيدٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَتَّابٍ شَيْئًا.

☀ فائدہ: چونکہ انور کھجوریں اور دیگر پھل آہستہ آہستہ تیار ہوتے اور استعمال میں آتے رہتے ہیں اس لیے ان کے عشر کے لیے یہ قاعدہ ہے کہ تجربہ کار اصحاب نظر سے اندازہ لگوا یا جاتا ہے جو درختوں پر لگے کچے پھل کو دیکھ کر بتاتے ہیں کہ تیار ہونے پر یہ پھل اندازاً اس مقدار کا ہوگا۔ اسے عربی میں [خرص] اور اردو میں ”اندازہ اور تخمینہ لگانا“ کہتے ہیں اور اس اندازہ کیے وزن میں سے تہائی یا چوتھائی چھوڑ کر باقی پر عشر لاگو کیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا دونوں روایات انفرادی طور پر ضعیف مگر دیگر شواہد سے قابل عمل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۲۸۰/۳، حدیث: ۸۰۵)



(المعجم ۱۵) - بَابُ فِي الْخَرْصِ باب: ۱۵- درختوں پر پھلوں کا اندازہ لگانا (التحفة ۱۵)

۱۶۰۵- جناب عبد الرحمن بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ ہماری مجلس میں آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا: ”جب تم درختوں پر پھلوں کا اندازہ لگاو تو تم ان کا پھل اتار سکتے ہو اور اندازہ کیے ہوئے پھل سے تیسرا حصہ چھوڑ دیا کرو۔“

۱۶۰۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ إِلَى مَجْلِسِنَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا خَرَصْتُمْ فَجُدُّوا

۱۶۰۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۱۶۰۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزکوۃ، باب ما جاء في الخرص، ح: ۶۴۳، والنسائي، ح: ۲۴۹۳ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۱۹، وابن حبان، ح: ۷۹۸، والحاكم، ح: ۴۰۲/۱.

۹- کتاب الزکوۃ پھلوں کا درختوں پر اندازہ لگانے سے متعلق احکام و مسائل

وَدَعُوا الثُّلُثَ، فَإِنْ لَمْ تَدْعُوا أَوْ تَجِدُوا اگر تم تیسرا حصہ نہ چھوڑو تو چوتھا حصہ چھوڑ دیا کرو۔
الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبْعَ».

قال أَبُو دَاوُدَ: الْخَارِصُ يَدْعُ الثُّلُثَ امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اندازہ کرنے والا
اپنے عمل کے تخمینے کے باعث تیسرا حصہ چھوڑ دے۔
لِلْجِرْفَةِ.

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ اور پھلوں کا اندازہ لگانے والا تیسرا یا چوتھا
حصہ اس لیے چھوڑے کیونکہ یہ سب نظر کا معاملہ ہوتا ہے اور اس میں کمی بیشی کا احتمال یقینی ہے، نیز کچھ پھل ضائع بھی
ہو جاتا ہے اور کچھ جانور وغیرہ کھا جاتے ہیں اور کچھ پھل مالک بھی غریبوں، مسکینوں وغیرہ کو دیتا ہے لہذا ثلث یا ربع
چھوڑنے میں ان سب کی تلافی ہو جائے گی۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ: مَتَى يُخْرَصُ باب: ۱۶- کھجوروں کا تخمینہ کب لگایا جائے؟
الْتَّمُرُ (التحفة ۱۶)

۱۶۰۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: ۱۶۰۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیر کے سلسلے میں
حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: ذکر کیا کہ نبی ﷺ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو
أُخْبِرْتُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ یہودیوں کی طرف بھیجا کرتے تھے اور وہ کھجوروں کے
عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: وَهِيَ تَذْكُرُ شَأْنَ خَيْبَرَ: پھلوں کا اندازہ لگایا کرتے تھے جبکہ وہ خوب تیار ہو جاتے
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ کھانے کے قابل ہونے سے پہلے پہلے یہ کام کیا جاتا۔
إِلَى يَهُودٍ فَيَخْرَصُ التَّخْلَ حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ

🌞 فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے مگر دیگر شواہد سے صحیح ثابت ہے۔ جیسے کہ آگے (کتاب البیوع، باب فی
الخرص، حدیث: ۳۳۱۵) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: خیر کا علاقہ فتح ہو جانے کے بعد وہاں کی زمینیں اور
باغات بطور مزارعت ان یہودیوں کے پاس ہی رہے اور حسب معاہدہ نصف آمدنی ان سے لی جاتی تھی اور حضرت
عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پھلوں کا اندازہ لگانے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ باب: ۱۷- صدقے اور زکوٰۃ میں ردی قسم
الْتَّمَرَةِ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ۱۷)

۱۶۰۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۶۳/۶، وابن خزيمة، ح: ۲۳۱۵ من حديث ابن جريج به *
مخبر ابن جريج مجهول، وله شواهد مرسله عند مالك في الموطأ: ۷۰۴، ۷۰۳/۲ وغيره، وانظر،
ح: ۳۴۱۴، ۳۴۱۵.

۱۶۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْجُعْرُورِ وَلَوْنِ الْحَبِيقِ أَنْ يُؤْخَذَ فِي الصَّدَقَةِ.

قَالَ الزُّهْرِيُّ: لَوْنَيْنِ مِنَ تَمْرِ الْمَدِينَةِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسْنَدُهُ أَيْضًا أَبُو الْوَلِيدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ.

۱۶۰۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْقَطَّانِ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي صَالِحُ ابْنِ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرْثَةَ، عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَبِيَدِهِ عَصَا وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قَنَا حَشَفًا فَطَعَنَ بِالْعَصَا فِي ذَلِكَ الْقِنْوِ وَقَالَ: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبِ مِنْهَا»، وَقَالَ: «إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۱۶۰۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۳۱۳ عن محمد بن يحيى الذهلي به، وحديث أبي الوليد أخرجه الدارقطني: ۱۳۱/۲، وانظر سنن النسائي، ح: ۲۴۹۴* الزهري نعنن، وحديث النسائي: ۲۴۹۴ يغني عنه.

۱۶۰۸- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزکوۃ، باب النهي أن يخرج في الصدقة شر ماله، ح: ۱۸۲۱ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۶۷، وابن حبان، ح: ۸۳۷، والحاكم: ۴/۴۲۵، ۴۲۶، ووافقه الذهبي.

زکوٰۃ فطر کے احکام و مسائل

🌞 **فائدہ:** سورۃ بقرہ میں آیا ہے کہ طیب اور عمدہ مال خرچ کیا جائے آگے فرمایا: وَلَا تَبْمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ [البقرہ: ۲۶۷] ”رؤی اور برے مال خرچ کرنے کا قصد نہ کرو؛ حالانکہ اگر تمہیں ملے تو تم نہ لو گے۔“ حدیث کے آخر میں بہت بڑی تنبیہ ہے کہ انسان جس قسم کی چیز دے گا قیامت کے روز اسی قسم سے پائے گا۔ اس لیے ایک مومن کو چاہیے کہ وہ اللہ کی راہ میں اچھی چیز ہی دینے کی کوشش کیا کرے تاہم ایسا کرنا بہتر ہی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کم رتبے والی چیز کا صدقہ جائز ہی نہیں یا اس کا ثواب ہی نہیں ہے۔ اللہ کی راہ میں اخلاص سے جو کچھ بھی دیا جائے وہ عند اللہ مقبول ہے۔

(المعجم ۱۸) - **باب زَكَاةِ الْفِطْرِ**

(التحفة ۱۸)

۱۶۰۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو فرض قرار دیا تاکہ روزے کے لیے لغو اور بیہودہ اقوال و افعال سے پاکیزگی ہو جائے اور مسکینوں کو طعام حاصل ہو۔ چنانچہ جس نے اسے نماز (عید) سے پہلے پہلے ادا کر دیا تو یہ ایسی زکوٰۃ ہے جو قبول کر لی گئی اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

۱۶۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الدَّمَشَقِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّمَرَقَنْدِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْحَوْلَانِيُّ: وَكَانَ شَيْخَ صَدَقٍ، وَكَانَ ابْنُ وَهْبٍ يَرْوِي عَنْهُ - حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ! قَالَ مُحَمَّدُ الصَّدَفِيُّ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

🌞 **نوٹ و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے نفس کے تزکیہ کی غرض سے غیر شعوری طور پر یا غلطی سے کسی بے احتیاطی کے ارتکاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مالی خرابی کی تطہیر کے لیے زکوٰۃ فرض کی اسی طرح روزے کے دوران میں سرزد ہونے والے کسی لغو کام یا نامناسب بات سے روزے کی تطہیر کے لیے زکوٰۃ الفطر کو فرض قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی ادائیگی کو نماز عید کی ادائیگی کے لیے نکلنے سے پہلے ضروری قرار دیا۔ اس ادائیگی کو آپ ﷺ نے خود اپنے الفاظ

۱۶۰۹- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزکوة، باب صدقة الفطر، ح: ۱۸۲۷ من حديث مروان بن محمد به، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ۴۰۹/۱، ووافقه الذهبي.

۹۔ کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ فطر کی ادائیگی کا وقت

میں زکوٰۃ الفطر قرار دیا اور بعد کی ادائیگی کو عام صدقات میں سے ایک صدقہ قرار دیا جس کے ذریعے سے اصل فریضہ ادا نہیں ہوتا۔

صحیح بخاری کی روایات میں بھی فطرانے کو زکوٰۃ الفطر اور فرض قرار دیا گیا ہے۔ احادیث نبویہ میں اس بات کی صراحت کر دی گئی کہ اس زکوٰۃ کے لیے کوئی نصاب مقرر نہیں۔ بلکہ ہر چھوٹے بڑے مرد و عورت اور آزاد یا غلام کی طرف سے اس کی ادائیگی فرض ہے۔ حتیٰ کہ ایک روز کے بچے کی طرف سے بھی فطرانہ دینا ضروری ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے یہ تصریح فرمادی کہ زکوٰۃ الفطر مسلمانوں میں سے ہر نفس پر فرض ہے اور کسی جگہ اشارتا بھی یہ نہیں فرمایا کہ ہر نفس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کے پاس دوسری زکوٰۃ (زکوٰۃ مال) کا نصاب نہ ہو۔ اس لیے صاحب نصاب ہونے کی شرط جو بعض لوگوں نے محض اپنی رائے سے لگائی ہے درست نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: داود ظاہری کے علاوہ باقی سب کا اس پر اتفاق ہے کہ غلام کی طرف سے اس کا آقا ادا کرے گا۔ جس طرح اس کا فرض ہے کہ غلام کے لیے نماز کی ادائیگی ممکن بنائے اسی طرح اس کا فرض ہے کہ اس کی طرف سے زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی ممکن بنائے بلکہ صحیح مسلم میں تو صراحت ہے کہ ”مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں“ تاہم غلام کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیا جائے، اسی طرح کم عمر بچوں کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ولی (والد یا کسی دوسرے سرپرست) کو ہے۔ (فتح الباری، کتاب الزکاۃ، باب فرض صدقۃ الفطر، ملخصاً) ⑤ صیام رمضان کے اختتام پر زکوٰۃ الفطر کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ جس کے دو مقصد اس حدیث میں بتلائے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ روزے کی حالت میں باوجود سعی و کوشش کے بہ تقاضائے بشریت اگر کچھ انسانی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا ارتکاب ہو گیا ہو تو اس سے اس کی تلافی ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ نادار اور مفلس لوگ خاص اہتمام کر کے اس ملی تہوار کی مسرتوں میں شریک ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس صدقے کے ذریعے سے ان سے تعاون کر گئے انہیں بھی اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ عید کا یہ اضافی خرچ اس طرح برداشت کر لیں اور زیر بار ہوئے بغیر عید کی مسرتوں میں شریک ہونے کے لیے کچھ نہ کچھ اہتمام کر سکیں۔

باب: ۱۹۔ صدقہ فطر کب دیا جائے؟

(المعجم ۱۹) - بَابُ: مَتَى تُؤَدَّى

(التحفة ۱۹)

۱۶۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ۱۶۱۰ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
التَّيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے ہمیں صدقہ فطر کے متعلق حکم فرمایا تھا
عُقْبَةُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَمَرَنَا کہ اسے لوگوں کے نماز عید کی طرف جانے سے پہلے پہلے

۱۶۱۰۔ تخریج: أخرجه مسلم، الزکوٰۃ، باب الأمر بإخراج زکوٰۃ الفطر قبل الصلوة، ح: ۹۸۶ من حدیث زہیر بن معاویہ، والبخاری، الزکوٰۃ، باب الصدقة قبل العید، ح: ۱۵۰۹ من حدیث موسی بن عقبہ بہ.

۹- کتاب الزکوۃ..... فطرانے کی مقدار سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ. قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُؤَدِّيَهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِالْيَوْمِ وَالْيَوْمَيْنِ.

اِدا کر دیا جائے۔ (نافع نے) کہا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عید سے ایک دو دن پہلے ہی ادا کر دیا کرتے تھے۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اس صدقہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے حکم سے جاری فرمایا تھا جو اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے جیسے کہ دیگر احادیث میں [فَرَضَ] کا لفظ آیا ہے۔ ② صدقہ فطر کا حق یہ ہے کہ نماز عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے اسے ادا کیا جائے۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ: كَمْ يُؤَدَّى فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ؟ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰- فطرانے کی مقدار

۱۶۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَقَرَأَهُ عَلَيَّ مَالِكٌ أَيْضًا، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ قَالَ فِيهِ فِيمَا قَرَأَهُ عَلَيَّ مَالِكٌ: زَكَاةُ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

۱۶۱۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں صدقہ فطر فرض فرمایا، اس طرح کہ ہر مسلمان آزاد غلام مرد اور عورت کی طرف سے کھجور یا جو کا ایک صاع دیا جائے۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① جناب عبداللہ بن مسلمہ کی یہ حدیث امام مالک رحمہ اللہ سے دو طرح سے حاصل ہوئی ہے۔ ایک بطور تخریج کہ امام صاحب نے طلبہ کی جماعت میں بیان فرمائی یا ان پر پڑھی گئی۔ اور دوسرے خاص عبداللہ بن مسلمہ کو پڑھ کر سنائی اور اس دوسری صورت میں [من رمضان] کی صراحت بھی کی۔ ② [صاع] غلہ ناپنے کا برتن ہوتا ہے جس میں چار ”مد“ ہوتے ہیں۔ اور ایک ”مد“ متوسط ہاتھوں والے انسان کے دونوں ہاتھ ملا کر بھرنے کی مقدار کو کہتے ہیں اور اس سلسلے میں معیار اہل مدینہ ہی کا ناپ ہے جیسے کہ حدیث میں ہے: [الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ] [سنن أبی داود، البیوع، حدیث: ۳۳۳۰] یعنی ”وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور کیل (کسی چیز کا بھر کر ماپ) اہل مدینہ کا۔“ اور یہ گندم چکا ہے کہ گندم کا ایک صاع کم و بیش ڈھائی کلو کے برابر ہوتا ہے۔

۱۶۱۱- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب زکوۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر، ح: ۹۸۴ عن عبد اللہ ابن مسلمة، والبخاری، الزکوۃ، باب صدقة الفطر علی العبد وغيره من المسلمین، ح: ۱۵۰۴ من حدیث مالک به، وهو فی الموطأ (یحیی): ۲۸۴ / ۱.

فطرانے کی مقدار سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع مقرر فرمایا۔ اور مذکورہ بالا روایت مالک کے ہم معنی بیان کیا۔ اور مزید کہا: چھوٹے اور بڑے کی طرف سے دیا جائے۔ اور حکم دیا کہ اسے لوگوں کے نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ العمری عن نافع کی روایت میں [علیٰ ثکلیٰ مسلم] اور سعید الجمحی بواسطہ عبید اللہ عن نافع کی روایت میں [مِنَ الْمُسْلِمِينَ] کے لفظ بیان ہوئے ہیں۔ مگر مشہور یہ ہے کہ عبید اللہ کی روایت میں [مِنَ الْمُسْلِمِينَ] کے لفظ نہیں ہیں۔

۱۶۱۳- حضرت عبداللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے صدقہ فطر فرض فرمایا ایک صاع جو یا کھجور کا جو ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام پر واجب ہے۔ موسیٰ بن اسماعیل نے ”مرد اور عورت“ کے لفظ بھی کہے۔

۱۶۱۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ السَّكَنِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا فَذَكَرَ بِمَعْنَى مَالِكٍ. زَادَ: وَالصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ». وَرَوَاهُ سَعِيدُ الْجُمَحِيِّ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ فِيهِ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمَشْهُورُ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ لَيْسَ فِيهِ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

۱۶۱۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَاهُم عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ زَادَ مُوسَى: وَالذَّكْرَ وَالْأُنْثَى.

۱۶۱۲- تخريج: أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب فرض صدقة الفطر، ح: ۱۵۰۳ عن يحيى بن محمد بن السكن به، ورواه مسلم، الزکوۃ، باب زکوۃ الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۹۸۴ من حديث نافع به.

۱۶۱۳- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۳۱۶/۱۴ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.



۹- کتاب الزکوۃ

فطرانے کی مقدار سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ایوب اور عبد اللہ العمری بھی نافع سے [ذَکَرُ أَوْ أُنْتِی] "مرد اور عورت" کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ فِيهِ أَيُّوبُ وَعَبْدُ اللَّهِ، يَعْني الْعُمَرِيُّ، فِي حَدِيثِهِمَا عَنْ نَافِعٍ: ذَكَرَ أَوْ أُنْتِی. أَيْضًا.

۱۶۱۴- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو کچھ بغیر چھلکے کے جو یا کشمش میں سے ایک ایک صاع صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے۔ جناب نافع کہتے ہیں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور گندم کی کثرت ہو گئی تو انہوں نے ان اشیاء کے ایک صاع کی بجائے گندم کا آدھا صاع مقرر کر دیا۔

۱۶۱۴- حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلتٍ أَوْ زَبِيبٍ. قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللَّهُ وَكَثُرَتِ الْحِنْطَةُ جَعَلَ عُمَرُ نِصْفَ صَاعٍ حِنْطَةً مِنْ تِلْكَ الْأَشْيَاءِ.

🌞 ملحوظہ: علامہ منذری نے اس حدیث کے راوی عبد العزیز بن ابی رواد کو ضعیف لکھا ہے نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر اس روایت میں وہم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) تاہم صحابہ کی ایک جماعت حضرت علی عثمان ابو ہریرہ جابر ابن عباس ابن الزبیر ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے گندم کا آدھا صاع دینا ثابت ہے۔ لیکن اس اختیار پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت نہیں بلکہ اختلاف رہا ہے اس لیے اسے حجت نہیں بنایا جاسکتا۔ (الروضة الندية) جیسے کہ مندرجہ ذیل دو احادیث میں حضرت عبد اللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کے عمل کا ذکر آ رہا ہے لہذا صحیح اور راجح یہی ہے کہ ایک صاع دیا جائے گندم ہو یا کچھ اور۔

۱۶۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ:

۱۶۱۵- جناب نافع نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر لوگ گندم کا آدھا صاع دینے لگے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بھجور دیا کرتے

۱۶۱۴- [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزکوۃ، باب السلت، ح: ۲۵۱۸ من حديث حسين بن علي الجعفي به، وقوله: "فلما كان عمر" خطأ، والصواب "فلما كان معاوية رضي الله عنه".

۱۶۱۵- أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك، ح: ۱۵۱۱ من حديث حماد بن زيد، ومسلم، الزکوۃ، باب زکوۃ الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۹۸۴ من حديث أيوب السختياني به.

۹- کتاب الزکوۃ

فطرانے کی مقدار سے متعلق احکام و مسائل

تھے مگر ایک سال اہل مدینہ کو کھجور کی تنگی آ گئی، تو انہوں نے جو دیے۔

فَعَدَلَ النَّاسُ بَعْدُ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُعْطِي التَّمْرَ، فَأَعْوَزَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ التَّمْرَ عَامًا فَأَعْطَى الشَّعِيرَ.

۱۶۱۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے تو ہم ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام کی طرف سے صدقہ فطر میں طعام پنیر، جو کھجور یا شمش (میں سے کسی ایک) کا ایک صاع دیا کرتے تھے۔ اور ہم یہ اسی طرح دیتے رہے حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج یا عمرے کے لیے آئے اور برسر منبر لوگوں کو خطبہ دیا۔ مجملہ اور باتوں کے انہوں نے لوگوں سے یہ بھی کہا: میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مد (آدھا صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے۔ چنانچہ لوگوں نے ان کی بات لے لی۔ اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو جب تک زندہ ہوں ایک صاع ہی دیتا رہوں گا۔

۱۶۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ، فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قَالَ: إِنِّي أَرَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمَرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أَخْرِجُهُ أَبَدًا مَا عِشْتُ.

امام ابوداؤد نے کہا: یہ روایت ابن علیہ اور عبدہ وغیرہ نے بسند ابن اسحق عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عثمان بن حکیم بن حزام عن عیاض عن ابی سعید اس کے ہم معنی روایت کی ہے۔ اور اس میں ایک آدمی نے ابن علیہ کی روایت میں [أَوْ صَاعًا مِنْ حِنْطَةٍ] "یا ایک صاع گندم کا" ذکر کیا

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ عُثَيْبٍ وَعَبْدُهُ وَغَيْرُهُمَا عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ، عَنْ عِيَّاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بِمَعْنَاهُ. وَذَكَرَ رَجُلٌ وَاحِدٌ فِيهِ عَنْ ابْنِ عُثَيْبٍ: أَوْ [صَاعًا]

۱۶۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب زکوۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر، ح: ۹۸۵ عن عبد الله ابن مسلمة، والبخاري، الزکوۃ، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح: ۱۵۰۵ من حديث عیاض بن عبد الله به، وذكر رجل واحد فيه "أو صاعًا من حنطة" غير محفوظ.



۴۔ کتاب الزکوٰۃ۔ مَنْ حِنْطَةٍ، وَلَيْسَ بِمَحْفُوظٍ۔
ہے، مگر یہ محفوظ نہیں ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء میں اختلاف ہو تو بلاشبہ وہی قول اور عمل حق اور رائج ہوگا جس پر دور رسالت میں عمل ہوتا رہا۔ صدقہ فطر کے معاملے میں کچھ صحابہ کرام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کرتے ہوئے آدھا صاع گندم دینا شروع کر دیا تھا مگر کچھ نے اسے قبول نہیں کیا۔ تو ان کی رائے حجت نہ ہوئی۔ ② لفظ ”طعام“ اگرچہ عام ہے مگر کچھ علماء اس طرف گئے ہیں کہ اس کا اطلاق ”گندم“ پر بالخصوص ہوتا ہے۔ (خطابی) اس لیے گندم سے صدقہ فطر دینا ہو تو بھی ایک صاع ہی دیا جائے۔ ③ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ نبی ﷺ نے مختلف قیمتوں کی حامل مختلف اجناس کی تعیین فرمائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی یہی اجناس دیتے تھے، کہیں بھی قیمت ادا کرنے کا ارشاد نہیں ہے، لہذا جنس کی صورت میں ادائیگی زیادہ افضل اور رائج ہے۔ تینوں ائمہ اسی طرف گئے ہیں۔ صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جواز قیمت کے قائل ہیں۔ اور امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بھی [باب العرض فی الزکاة] میں یہی ثابت کیا ہے کہ فرض زکوٰۃ میں بدل جائز ہے۔ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے کہا تھا کہ جو اور کم کی بجائے کپڑے پیش کر دو یہ تم پر آسان ہے اور یہ مدینہ میں اصحاب نبی ﷺ کے لیے مفید تر ہیں۔ (صحیح بخاری) کتاب الزکوٰۃ، باب (۳۳) علامہ شوکانی رضی اللہ عنہ السیل الجرار میں عذر کی بنا پر قیمت کی ادائیگی کو جائز بتاتے ہیں (اور مقصد اور فائدہ کی نظر سے قیمت کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا) رائج بہر حال جنس ہی ہے۔ (مرعاة المفاتیح، شرح مشکاة المصابیح، حدیث: ۱۸۳۳)

۱۶۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سَمَاعِلٌ، لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ الْحِنْطَةِ۔
۱۶۱۷۔ مسدد بواسطہ اسماعیل کی روایت میں ”گندم“ کا ذکر نہیں ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ ذَكَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَشْلَمَ، عَنْ عِيَّاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ، وَهُوَ وَهُمْ مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ أَوْ مِمَّنْ رَوَاهُ عَنْهُ۔
امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ معاویہ بن ہشام نے ثوری سے مروی اس حدیث میں ابوسعید سے ”گندم“ کا آدھا صاع“ ذکر کیا ہے مگر یہ معاویہ بن ہشام کا یا ان سے روایت کرنے والوں میں سے کسی کا وہم ہے۔

۱۶۱۸۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى: ۱۶۱۸۔ جناب عیاض کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

۱۶۱۷۔ تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وقوله: "نصف صاع من بر" غير محفوظ * الثوري نعن، والحديث السابق يعني عنه.

۱۶۱۸۔ تخریج: [شاذ] سنده ضعيف لشذوذه، انظر الحديثين السابقين.

۹۔ کتاب الزکوٰۃ

فطرانے کی مقدار سے متعلق احکام و مسائل

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ میں تو ہمیشہ ایک صاع ہی دیتا رہوں گا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں کھجور جو پنیر یا کشمش میں سے ایک صاع ہی دیا کرتے تھے۔ یہ روایت یحییٰ کی ہے۔ سفیان کی روایت میں [صَاعًا مِّنْ دَقِيقٍ] ”ایک صاع آٹے کا“ ذکر بھی ہے۔

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ سَمِعَ عِيَاضًا قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: لَا أُخْرِجُ أَبَدًا إِلَّا صَاعًا، إِنَّا كُنَّا نُخْرِجُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ أَقِطٍ أَوْ رَبِيبٍ هَذَا حَدِيثٌ يَحْيَى. زَادَ سُفْيَانُ: أَوْ صَاعًا مِّنْ دَقِيقٍ.

حامد نے کہا: علمائے حدیث نے اس اضافے پر انکار کیا تو سفیان نے اسے بیان کرنا چھوڑ دیا۔

قَالَ حَامِدٌ: فَأَنْكَرُوا عَلَيْهِ فَتَرَكَهُ سُفْيَانُ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اضافہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَهَذِهِ الزِّيَادَةُ وَهْمٌ مِّنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

باب: ۲۱۔ ان حضرات کی دلیل جو گندم

(المعجم ۲۱) - باب مَن رَوَى نِصْفَ

کا آدھا صاع بیان کرتے ہیں

صَاعٍ مِّنْ قَمْحٍ (التحفة ۲۱)

۱۶۱۹۔ جناب عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صعیر اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دو افراد چھوٹے بڑے آزاد غلام مرد اور عورت کی طرف سے ایک صاع گندم ہے۔ چنانچہ جو تم میں سے غنی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پاک کر دے گا اور جو فقیر ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ عطا فرمائے گا جو اس نے دیا۔“

۱۶۱۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ - قَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَوْ ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى. أَمَّا



۱۶۱۹۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۲/۵ من حديث حماد بن زيد به * الزهري مدلس وعنعن، وفيه علة أخرى.

غَنِيكُمْ فَيَزَكِّيهِ اللَّهُ تَعَالَى، وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ
فَيَرْزُقْهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِمَّا أَعْطَاهُ.

زَادَ سَلِيمَانُ فِي حَدِيثِهِ: «غَنِيٌّ أَوْ فَقِيرٌ». سليمان نے اپنی روایت میں ”غنی اور فقیر“ کا اضافہ کیا ہے۔ (یوں کہا: آزاد غلام، مرد عورت ”غنی اور فقیر“ کی طرف سے.....)

🌞 فائدہ: زکوۃ المال کی طرح رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ الفطر بنیادی غذائی اجناس سے ایک صاع کے برابر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وضاحت سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں آپ کے حکم پر ہم کھانے کی اشیاء میں سے ایک صاع زکوۃ الفطر ادا کرتے تھے۔ اور ہمارے کھانے کی اجناس جو نکشش پیر اور کھجور تھیں۔ (صحیح البخاری، صدقۃ الفطر، باب الصدقۃ قبل العید، حدیث: ۱۵۱۰) یعنی اس دور میں گندم عام نہ تھی۔ بعد میں جب گندم عام ہو گئی تو زکوۃ الفطر اس میں سے ادا کی جانے لگی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں نے قیمت کو بنیاد بنا کر گندم سے ایک صاع یا چار مد کی بجائے دو مد یا نصف صاع ادا کرنا شروع کر دیا۔ (صحیح البخاری، صدقۃ الفطر، باب صدقۃ الفطر صاعاً من تمر، حدیث: ۱۵۰۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ گندم میں آدھا صاع دینے کا طریقہ لوگوں میں اس وقت شروع ہوا جب [فلما جاء معاویۃ و جاء السمراء.....] حضرت معاویہ آئے اور سمراء یعنی شامی گندم آئی تو حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میری رائے میں اس گندم کا ایک مد (دوسری غذائی اجناس کے) دو مدوں کے برابر ہے۔“ (صحیح البخاری، صدقۃ الفطر، باب صاع من زبيب، حدیث: ۱۵۰۸) ابو داؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت (حدیث نمبر ۱۶۱۴) میں یہ کہا گیا ہے کہ گندم کے آدھے صاع کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقی اشیاء کے نصف صاع کے برابر قرار دیا تھا لیکن یہ روایت بعض علمائے جرح و تعدیل کے نزدیک تو سرے سے ضعیف ہے۔ (ضعیف ابی داؤد للألبانی، الزکوۃ، باب کم یودی فی صدقۃ الفطر) ورنہ اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام امام مسلم نے اس حدیث کے راوی عبدالعزیز بن ابی رواد کا وہم قرار دیا ہے۔ (فتح الباری، الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر صاعاً من تمر)

نصف صاع کی رائے حضرت ابو ہریرہ، جابر ابن عباس، ابن زبیر اور ان کی والدہ ماجدہ اسماء بنت ابی بکر کے علاوہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ لیکن اس پر صحابہ کا اجماع نہیں کیونکہ بعض دیگر صحابہ مثلاً حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس رائے کے مخالف ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جس طرح یہ مروی ہے کہ آپ نے قیمت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک وقت میں نصف صاع کی اجازت دی وہاں یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے بعد میں گندم کی ارزانی دیکھ کر دوبارہ پورا صاع ادا کرنے کا حکم دیا۔ (سنن أبی داؤد، الزکوۃ، حدیث: ۱۶۲۴)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کا یہ اختلاف بیان کرنے کے بعد یہ تبصرہ کرتے ہیں کہ ہر زمانے میں اگر قیمت کو بنیاد بنا کر زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی کا سلسلہ شروع ہو گیا تو اس کی مقدار کبھی منضبط نہیں رہ سکے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ (قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے) کسی وقت خود گندم کے بہت سے صاع مقرر کرنے پڑیں (فتح الباری، الزکاۃ، باب صاع من زبیب) اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ اگر کشش اور کجھور کی قیمت کو بنیاد بنائیں تو واقعی گندم اب منوں کے حساب سے دینی پڑے گی۔ اس لیے قیمتوں سے قطع نظر ہر علاقے کی بنیادی غذائی جنس سے ایک صاع زکوٰۃ الفطر کا طریقہ ہی قابل عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے دور کی مختلف بنیادی اجناس کے حوالے سے مقرر فرمایا۔ آپ نے جن اشیاء کا نام لیا وہ سو فیصد ہم قیمت نہ تھیں، لیکن آپ نے قیمتوں کے فرق کو ایک طرف رکھتے ہوئے رائج چیز کا نام لے کر ہر ایک میں صاع کی مقدار متعین فرمائی۔ دوسرے لفظوں میں رسالت مآب ﷺ نے بنیادی غذائی اجناس کی قیمتوں کو بنیاد بنانے کی بجائے مقدار کو بنیاد بنایا اور تمام اجناس میں یکساں مقدار مقرر فرمائی۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب روایات جمع کر دی ہیں جو آدھے صاع کا نقطہ نظر رکھنے والے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ان کی پوری سندیں بیان کر دی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔ اور آخری روایت میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قیمتوں کے حوالے سے گندم کی مقدار میں تبدیلی کا بھی ذکر آ گیا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ (المستدرک، الزکوٰۃ، حدیث: ۱۳۶۳) اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔ مثلاً امام حاکم سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بھی) ان کو کجھور کے پھل کا تخمینہ لگانے کے لیے بھیجا اور فرمایا: جب تم کسی اراضی میں پہنچو تو تخمینہ لگاؤ اور جتنی وہ کھالیں اتنی مقدار چھوڑ دو۔ امام حاکم نے اس شاہد کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔ (المستدرک، الزکوٰۃ، حدیث: ۱۳۶۵) مروان بن حکم نے بھی ان کو بھیجا تھا۔

یہ کا شکاروں کے لیے اسلام کی رحمت و شفقت کا بہترین مظاہرہ ہے کہ تخمینے کے بعد پیداوار تیار حالت میں گھر لے جانے سے پہلے جو کمی آ سکتی ہے، چاہے لوگوں کے کھانے ہی سے آئے، اس کو تخمینے سے نکال کر زکوٰۃ دی جائے۔ آج کل کھیتیں مختلف آفاتِ سماوی سے ضائع ہو جاتی ہیں یا ان کی پیداوار بہت کم ہو جاتی ہے، بیماریاں بکثرت فصلوں اور باغوں پر حملہ آور ہوتی ہیں، لہذا کسان اپنی فصل کو ان بیماریوں سے بچانے کے لیے (بہت زیادہ اخراجات) کا بار اٹھاتا ہے۔ نتیجتاً وہ اکثر مقروض ہو جاتا ہے اور بعض اوقات فصل کی تباہی اس پیمانے پر ہوتی ہے کہ اس کے بنیادی اخراجات اس کے ذمے بطور قرض واجب ہو جاتے ہیں۔

غالباً اسی لیے محدث العصر حافظ عبد اللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے تمام اخراجات نکال کر بقیہ مال کی زکوٰۃ دینے کا فتویٰ دیا ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث، حافظ محمد عبد اللہ روپڑی، جلد دوم، باب: زکوٰۃ)

۹۔ کتاب الزکوۃ - فطرانے کی مقدار سے متعلق احکام و مسائل

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس بات پر کوئی اختلاف مروی نہیں کہ اگر صاحب مال پر کوئی قرض ہے تو اسے نکال کر باقی مال پر زکوۃ ہوگی۔ بعد کے دور میں ربیعہ حماد بن ابی سلیمان اور شافعی رحمہ اللہ نے اپنے نئے قول کے مطابق یہ رائے دی کہ قرض ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار نہیں ہوگا۔ ساری موجودہ پیداوار پر زکوۃ ہوگی۔ لیکن اس دور کی بھی اکثریت مثلاً عطاء سلیمان بن یسار، میمون بن مہران، حسن، نخی، لیث، ثوری اور اسحاق رحمہم کا فتویٰ یہ ہے کہ اموال ظاہرہ ہوں یا باطنہ قرض نکال کر باقی مال اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوۃ دینی ہوگی۔

امام مالک، اوزاعی، ابو ثور اور فقہائے عراق رحمہم اموال باطنہ میں قرض نکال کر باقی مال کی زکوۃ کے قائل ہیں لیکن اموال ظاہرہ میں نہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اموال ظاہرہ خصوصاً کھیتی پر جو بھی خرچ ہوتا تھا اس کا تعلق پانی سے تھا اور رسول اللہ ﷺ نے خرچ کا اعتبار کرتے ہوئے عشر کی مقدار آدمی کردی۔ اب رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جوں کا توں قائم رہے گا۔ (ابن قدامہ، المغنی، کتاب الزکاة، مسئلہ: الدين يمنع زكوة الأموال الباطنة بشرطه)

خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسے کسی اختلاف کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی قرض کی مالیت علیحدہ کرنے کے بعد باقی مال پر ہوگی۔ (المغنی، باب زکوۃ الدين و الصدقة) اس سلسلے میں ابن قدامہ نے تو اصحاب مالک کے حوالے سے خود رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ (إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ أَلْفٌ دِرْهَمٍ وَ عَلَيْهِ أَلْفٌ دِرْهَمٍ فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ) ”جب کسی آدمی کے پاس ہزار درہم ہوں اور اس پر ہزار درہم ہی قرض ہو تو اس پر کوئی زکوۃ نہیں۔“ انہوں نے اس کو نص قرار دیا ہے لیکن انہوں نے اس حدیث کی باقاعدہ سند نقل نہیں کی۔ البتہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح ترین سند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”یہ تمہارا زکوۃ کا مہینہ ہے۔ تم میں سے جس پر کوئی قرض ہے وہ ادا کر دے تاکہ تمہارے مال خالص (قرض سے پاک) ہو جائیں اور ان سے زکوۃ ادا کرو۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی سند سے یہ روایت ”رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا“ تک اپنی صحیح میں بیان کی ہے۔ (صحیح البخاری، مع فتح الباری، الاعتصام بالسنة، باب ما ذکر النسبی رحمہ اللہ وحض علی اتفاق أهل العلم، نیز السنن الکبریٰ للبیہقی، الزکاة، باب الدين مع الصدقة)

یہ خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جو برسر منبر رسول اللہ ﷺ دیا گیا اور کسی ایک صحابی نے بھی ان سے اختلاف نہ کیا۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ اس کو بجا طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق رائے قرار دیتے ہیں۔ یہ ہر طرح کے قرض کو نکال کر باقی خالص مال سے زکوۃ کے وجوب پر قطعی دلیل ہے۔ بالخصوص اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اور اپنے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو لازم قرار دیا ہے۔ بعد کے عہد کے فقہاء اور علماء کے فتاویٰ اگر اس سے مختلف ہوں تو

۹- کتاب الزکوٰۃ..... فطرانے کی مقدار سے متعلق احکام و مسائل

وہ قابل التفات نہیں رہتے۔ جبکہ ان کی اکثریت بھی اس کی قائل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اگر کوئی اختلاف پایا جاتا ہے تو محض یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ کوئی انسان اگر قرض لے کر اہل و عیال پر بھی خرچ کرے اور کھیتی پر بھی تو سارا قرض نکال کر باقی مال پر زکوٰۃ ہوگی۔ جبکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اجتہاد یہ ہے کہ زکوٰۃ سے پہلے صرف اثنا قرض نکالا جائے گا جو اس نے کھیتی پر صرف کیا ہے۔ (المغنی: الدین يمنع زکوٰۃ الأموال.....)

یہ دونوں اس پر متفق ہیں کہ جو قرض کھیتی پر صرف ہوا وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔ کسی اور صحابی سے بھی اس سلسلے میں کوئی اختلاف منقول نہیں۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست دین حاصل کیا اور احکام شریعت کے عموم سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے اجتہاد کے مقابلے میں کسی دوسرے کے اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں خصوصاً ایسے اجتہاد کی جس سے کھیتی باڑی کرنے والے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔

بعض علماء نے قرض کی چھوٹ کے حوالے سے مزید دلائل دیتے ہوئے کہا ہے کہ زکوٰۃ لی ہی اغنیاء سے جاتی ہے اور پھر فقرہ کو دی جاتی ہے تو ایک ایسا آدمی جو قرض کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا اور صرف اس بنیاد پر کہ اس کی پیداوار ہوئی ہے چاہے وہ اس کے قرض سے کم ہو اس سے زکوٰۃ لی لی جائے، مصلحت پر زکوٰۃ کو الٹ دینے کے متراف ہے۔ (مفصل بحث المغنی لابن قدامہ، باب زکوٰۃ الدین والصدقة میں دیکھی جاسکتی ہے۔)



۱۶۲۰- جناب عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے صدقہ فطر کا حکم ارشاد فرمایا کہ ہر فرد کی طرف سے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دیا جائے۔ علی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ یاد و افراد کی طرف سے ایک صاع گندم کا دیا جائے..... اس حصے سے بعد کی روایت میں (علی بن حسن اور محمد بن یحییٰ نیشاپوری) دونوں متفق ہیں کہ چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے دیا جائے۔

۱۶۲۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّرَاجِدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ - هُوَ ابْنُ وَائِلٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَوْ قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى التَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ بَكْرِ الْكُوفِيِّ - قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: هُوَ بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ بْنِ دَاوُدَ - أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ [أَبِي] صُعَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۶۲۰- تخریج: [ضعیف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۴۱۰ عن محمد بن يحيى الذهلي به، وانظر الحديث السابق لعلته.

۹ کتاب الزکوۃ فطرانے کی مقدار سے متعلق احکام و مسائل

خَطِيئًا فَأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٍ تَمْرٍ أَوْ
صَاعٍ شَعِيرٍ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ. زَادَ عَلِيٌّ فِي
حَدِيثِهِ: أَوْ صَاعٍ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ
اتَّفَقَا: عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

🌞 فائدہ: سنن دارقطنی میں ہے: [أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ خَطِيئًا فَأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ عَنِ الصَّغِيرِ
وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ أَوْ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ أَوْ صَاعُ
قَمْحٍ] (کتاب زکوۃ الفطر: ۲/۱۳۷ حدیث: ۲۰۹۰) ”رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ
نے صدقہ فطر کا حکم دیا کہ ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام کی طرف سے کھجور یا جو کا ایک ایک صاع دیا جائے یا ایک
صاع گندم کا۔“

۱۶۲۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ
قَالَ: وَقَالَ ابْنُ شَهَابٍ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
ثَعْلَبَةَ - قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: قَالَ
الْعَدَوِيُّ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ
صَالِحٍ وَإِنَّمَا هُوَ الْعُدْرِيُّ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ النَّاسَ قَبْلَ الْفِطْرِ يَوْمَئِذٍ بِمَعْنَى
حَدِيثِ الْمُقْرِيِّ.

۱۶۲۱- ابن جریج کا بیان ہے کہ ابن شہاب نے
(راوی کا نام) ”عبداللہ بن ثعلبہ“ ہی روایت کیا ہے۔
اور احمد بن صالح نے اس کو [العدوی] کہا۔ امام ابوداؤد
کہتے ہیں کہ وہ درحقیقت [العدری] ہے۔ (روایت یہ
ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر سے دو دن پہلے
لوگوں کو خطبہ دیا..... اور (عبداللہ بن یزید کی) المقری
کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔

۱۶۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى:
حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حُمَيْدٌ: أَخْبَرَنَا
عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: خَطَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي
آخِرِ رَمَضَانَ عَلَى مِئْبَرِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ:
أَخْرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ، فَكَانَ النَّاسُ لَمْ

۱۶۲۲- جناب حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں بصرہ میں منبر پر
خطبہ دیا اور کہا: اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو۔ تو گویا
لوگوں کو ان کی بات سمجھ میں نہ آئی، تو انہوں نے کہا:
اہل مدینہ میں سے یہاں کون ہے؟ اٹھو اور اپنے

۱۶۲۱- تخریج: [إسناده ضعيف] وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۵۷۸۵ * الزهري وابن جريج عننا.

۱۶۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، العيدين، باب حث الإمام على الصدقة في الخطبة،
ح: ۱۵۸۱ من حديث حميد به، وقال النسائي: "الحسن لم يسمع من ابن عباس".

۹- کتاب الزکوۃ

زکوۃ جلدی دینے سے متعلق احکام و مسائل

بھائیوں کو سمجھاؤ، یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فرض فرمایا ہے کہ ہر آزاد غلام، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے کی طرف سے کھجور یا جو سے ایک صاع دیا جائے یا گندم کا آدھا صاع..... اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے ارزانی دیکھی، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت فرمائی ہے سو اگر تم ہر چیز سے ایک ایک صاع ہی دیا کرو (تو بہتر اور افضل ہے۔)

أَخْرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ، فَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا، فَقَالَ مَنْ هُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قَوْمُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلَّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ، فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ. فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيَّ رَأَى رُخْصَ السَّعْرِ قَالَ: قَدْ أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَلَوْ جَعَلْتُمُوهُ صَاعًا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ.

تمہید بیان کرتے ہیں کہ جناب حسن رضی اللہ عنہ رمضان کا صدقہ اسی شخص پر لازم سمجھتے تھے جس نے روزے رکھے ہوں۔

قَالَ حُمَيْدٌ: وَكَانَ الْحَسَنُ يَرَى صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى مَنْ صَامَ.



فائدہ: مذکورہ مختلف آثار ”گندم“ کی تخصیص کو ثابت کرتے ہیں مگر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت میں صراحت ہے کہ یہ سب نبی ﷺ کے بعد ہی ہوا ہے۔ (نیل الاوطار: ۲۰۶/۳) اور علمائے اہل حدیث کی ترجیح یہی ہے کہ گندم کا بھی ایک ہی صاع دینا چاہیے۔

باب: ۲۲- زکوۃ جلدی دینا

(المعجم ۲۲) - بَابُ: فِي تَعْجِيلِ

الرَّكَاتِ (التحفة ۲۲)

۱۶۲۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا تو ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس نے زکوۃ نہ دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن جمیل“

۱۶۲۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

۱۶۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب: في تقديم الزکوۃ ومنعها، ح: ۹۸۳ من حديث ورقاء، والبخاري، الزکوۃ، باب قول الله تعالى: ﴿وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله﴾، ح: ۱۴۶۸ من حديث أبي الزناد به، ورواه الترمذي، ح: ۳۷۶۱ من حديث شبابة به.

تو اس بات کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ فقیر تھا تو اللہ نے اس کو غنی کر دیا ہے۔ رہا خالد بن ولید تو تم اس پر ظلم کرتے ہو۔ اس نے تو اپنی زر ہیں اور دیگر سامان اللہ عزوجل کی راہ میں دے دیا ہے۔ اور رہے عباسؓ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں ان کی زکوٰۃ مجھ پر ہے بلکہ اسی قدر اور بھی۔“ پھر فرمایا: ”کیا تجھے معلوم نہیں کہ انسان کا چچا اسی کے باپ کے مثل ہوتا ہے۔“

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَمَنْعَ ابْنِ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا يَنْفَعُ ابْنَ جَمِيلٍ إِلَّا أَنْ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ، وَأَمَّا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا فَقَدْ احْتَبَسَ أَذْرَاعُهُ وَأَغْنَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا»، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا شَعْرَتُ أَنْ عَمَّ الرَّجُلِ صِنُّو الْأَبِ» أَوْ «صِنُّو أَبِيهِ».

 توضیح: ① ابن القصار مالکی اور بعض دیگر علماء سے قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ کی نفی صدقہ سے متعلق ہے، ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ممکن نہیں کہ وہ انکار کرتے، مگر محققین کا سیاق فرضی زکوٰۃ کے متعلق ہی ہے۔ ابن جمیل پر عتاب آ میر تعریض ہے۔ حضرت خالد پر زکوٰۃ لازم ہی نہ تھی کیونکہ وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں دے چکے تھے۔ اور حضرت عباس سے نبی ﷺ دو سال کی زکوٰۃ پیشگی لے چکے تھے جیسے کہ ابوداؤد طیالسی، مسند بزار اور سنن دارقطنی کی روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس میں یہی استدلال ہے کہ قبل از وقت زکوٰۃ نکالی جاسکتی ہے۔ (نبیل الأوطار: ۱۶۹/۳) ابن جمیل کے واقعہ سے یہ بھی استدلال ہے کہ اگر کوئی زکوٰۃ سے مانع ہو مگر مسلح انداز سے مقابلہ نہ کرے تو اس سے زکوٰۃ جبراً لی جائے گی اس سے بڑھ کر اس پر اور کوئی عتاب نہیں بخلاف اس کیفیت کے جو خلافت ابو بکر میں مانعین زکوٰۃ نے اختیار کی تھی کہ مسلح ہو کر حکومت اسلامیہ کے مقابلے میں آگئے تھے تو ان سے قتال کیا گیا۔ ⑤ چچا کا ادب و احترام ویسے ہی کرنا چاہیے جیسے کہ باپ کا ہوتا ہے کیونکہ وہ باپ کا بھائی ہے۔

۱۶۲۴- حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا صدقہ (زکوٰۃ) لازم ہونے سے پہلے اسے ادا کیا جاسکتا ہے؟ تو آپ نے انہیں اس کی رخصت دی۔ (راوی نے) ایک بار یوں روایت کیا:

۱۶۲۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ الْحَجَّاجِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ حُجْبَةَ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي

۱۶۲۴- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزکوٰۃ، باب ماجاء في تعجيل الزکوٰۃ، ح: ۶۷۸، وابن ماجه، ح: ۱۷۹۵، عن سعيد بن منصور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۳۱، والمحکم: ۲۳۲/۳، ووافقه الذهبي * الحكم بن عتيبة مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۹- کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی منتقلی سے متعلق احکام و مسائل

تَعْجِيلِ الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ تَحُلَّ، فَرَخَّصَ لَهُ [فَأَذِنَ لَهُ فِي ذَلِكَ].

فِي ذَلِكَ قَالَ مَرَّةً فَأَذِنَ لَهُ فِي ذَلِكَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کو ہشیم نے منصور بن زاذان سے انہوں نے حکم سے انہوں نے حسن بن مسلم سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے..... اور ہشیم کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَحَدِيثُ هُشَيْمٍ أَصَحُّ.

(المعجم ۲۳) - بَابُ: فِي الزَّكَاةِ هَلْ تُحْمَلُ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ (التحفة ۲۳)

باب: ۲۳- کیا ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں منتقل کی جاسکتی ہے؟

۱۶۲۵- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا أَبِي: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ زِيَادًا - أَوْ بَعْضَ الْأَمْرَاءِ - بَعَثَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ لِعِمْرَانَ: أَيْنَ الْمَالُ قَالَ: وَلِلْمَالِ أُرْسَلْتَنِي؟ أَخَذْنَاهَا مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَأْخُذُهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَضَعْنَاهَا حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۶۲۵- ابراہیم بن عطاء کے والد سے روایت ہے کہ زیاد نے یا کسی اور امیر نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو صدقات (زکوٰۃ) وصول کرنے کے لیے مقرر کیا۔ جب وہ واپس آئے تو امیر نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مال کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیا آپ نے مجھے مال (جمع کرنے) کے لیے بھیجا تھا؟ ہم نے زکوٰۃ وصول کی جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لیا کرتے تھے اور وہیں لگا دی جہاں رسول اللہ ﷺ کے دور میں لگایا کرتے تھے۔ (علاقے کے اغنیاء سے لے کر وہاں کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دی۔)



فائدہ: اصل بنیادی قاعدہ زکوٰۃ کے بارے میں یہی ہے کہ جس شہر سے لی جائے وہیں کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دی جائے۔ ہاں دوسرے شہر میں اگر زیادہ ضرورت مند ہوں تو اسے منتقل کرنا جائز ہے جیسے کہ دور نبوت میں اطراف و اکناف سے زکوٰۃ جمع ہوتی اور مرکز مدینہ میں لائی جاتی اور اہل مدینہ کو بھی دی جاتی تھی۔


(المعجم ۲۴) - بَابُ مَنْ يُعْطَى مِنَ الصَّدَقَةِ وَحَدَّ الْغَنَى (التحفة ۲۴)

باب: ۲۴- صدقہ کسے دیا جائے؟ اور غنی ہونے کی حد کیا ہے؟

۱۶۲۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزکوٰۃ، باب ماجاء في عمال الصدقة، ح: ۱۸۱۱ من حديث إبراهيم بن عطاء به.

۱۶۲۶- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مانگے، حالانکہ اس کے پاس بقدر کفایت موجود ہو، تو قیامت کے روز وہ آئے گا اور اس کا چہرہ زخمی ہوگا یا اس پر خراشیں ہوں گی یا نوچا ہوا ہوگا۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! غنی ہونے کی کیا مقدار ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا۔“ نیکی نے کہا: عبد اللہ بن عثمان نے سفیان سے کہا: مجھے تو ایسے یاد ہے کہ شعبہ حکیم بن جبیر سے روایت نہیں کرتا ہے تو سفیان نے جواب دیا کہ ہمیں یہ روایت زبید نے محمد بن عبد الرحمن بن یزید سے بیان کی ہے۔

۱۶۲۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُمُوشٌ أَوْ خُدُوشٌ أَوْ كُدُوحٌ فِي وَجْهِهِ»، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الْغِنَى؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ» قَالَ يَحْيَى: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ لِسُفْيَانَ: حِفْظِي أَنْ شُعْبَةَ لَا يَرْوِي عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ سُفْيَانُ فَقَدْ حَدَّثَنَاهُ زُبَيْدٌ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ.

 فوائد و مسائل: ① [خُمُوش اور خُدُوش] کے معنی ہیں ناخنوں سے یا کسی لوہے وغیرہ سے چہرہ چھیلنا اور زخمی کر لینا۔ [کُدُوح] کا مفہوم ہے وہ زخم اور آثار جو چھپنے پر نمایاں ہوں اور دانٹوں سے کاٹنے کو بھی [کدوح] کہتے ہیں۔ ② شرعی حق کے بغیر سوال کرنا اتنا بڑا عیب ہے کہ انسان میدان حشر میں تمام مخلوق کے سامنے ذلیل و رسوا ہو کر حاضر ہوگا۔ ③ ایک درہم موجودہ وزن کے اعتبار سے ۲.۹۷ یا ۳.۰۶ گرام چاندی کے مساوی ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے پچاس درہم تقریباً ۳۱۳ تولہ چاندی کے برابر ہوں گے۔ اس کی موجودہ قیمت ہر وقت معلوم کی جاسکتی ہے۔

۱۶۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَنَّهُ قَالَ: ۱۶۲۷- ہواسد کے ایک شخص سے مروی ہے اس نے کہا: میں اور میرے گھر والوں نے بقیع الغرقہ (موجودہ قبرستان مدینہ) کے پاس پڑاؤ کیا، تو میرے

۱۶۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزکوۃ، باب من سأل عن ظهر غنى، ح: ۱۸۴۰ عن الحسن ابن علي، وحسنه الترمذي، ح: ۶۵۰، وقول الثوري: "فقد حدثناه زبيد عن محمد بن عبد الرحمن بن يزيد" تدليس عجيب لأنه لم يذكر السند إلى آخره.

۱۶۲۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزکوۃ، باب إذا لم يكن له دراهم وكان له عدلها، ح: ۲۵۹۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۹۹/۲.

گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے کچھ مانگ لاؤ کہ اسے ہم کھا سکیں اور پھر وہ اپنی ضروریات گنوانے لگے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے ہاں ایک شخص کو پایا جو آپ سے کچھ مانگ رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے: ”میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو تمہیں دوں۔“ پھر وہ آدمی پشت پھیر کر چلا گیا اور وہ ناراض تھا اور کہہ رہا تھا: قسم میری عمر کی! آپ جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس لیے مجھ پر غصے ہو رہا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں اسے دوں؟ تم میں سے جب کوئی سوال کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس چالیس درہم یا اس کے مساوی کچھ ہو تو اس نے چمٹ کر (بے جا) مانگا ہے۔“ اس اسدی شخص نے بیان کیا: میں نے کہا: ہماری اونٹنی تو ایک اوقیہ سے بہت بہتر ہے..... اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے..... وہ کہتا ہے: چنانچہ میں لوٹ آیا اور آپ سے کچھ نہ مانگا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس جو اور کشمش آگئی تو آپ نے اس میں سے ہمیں بھی عنایت فرمایا..... یا اسی طرح سے کہا..... حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی کر دیا۔

نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَيْعِ الْعَرْقَدِ قَالَ لِي أَهْلِي: اذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ فَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مَنْ حَاجَتِهِمْ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ»، فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ: لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ؟ مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أَوْقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ الْخَافًا». قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ: لِلْقَحَّةِ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أَوْقِيَّةٍ وَالْأَوْقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا. قَالَ: فَارْجِعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ شَعِيرٌ وَرَبِيبٌ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ - أَوْ كَمَا قَالَ - حَتَّى أَغْنَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ كَمَا قَالَ مَالِكٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① امام ابو نعیم قاسم بن سلام اس حدیث کی روشنی میں غنی اور فقیر میں فرق کرتے ہیں کہ جس کے پاس چالیس درہم یا اس کے مساوی مال موجود ہو وہ فقیر نہیں ہے اور اسے صدقہ دینا جائز نہیں۔ بلاشبہ تقویٰ کا اعلیٰ معیار یہی ہے مگر احوال و ظروف کے پیش نظر اس مقدار میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے قصہ موسیٰ و خضر میں کشتی والوں کو ”مساکین“ سے تعبیر فرمایا ہے (سورہ کہف) لہذا جس آدمی کی آمدنی اس کے ضروری اخراجات کا

ساتھ نہ دے رہی ہو اسے اللہ سے ڈرتے ہوئے خود ہی سوچنا چاہیے کہ واقعی وہ مانگنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔ ⑤ یہ واقعہ دلیل ہے کہ ہوا سد کا یہ شخص فطری سلامتی کے ساتھ ساتھ برکات ایمان سے بہرہ ور تھا اور صحبت رسول ﷺ نے اس کا مزید ترکیہ کر دیا تھا کہ باوجود سخت حاجت مند ہونے کے نبی ﷺ کے چند جملے سن کر قنطاط ہو گیا اور سوال نہ کیا۔ بلاشبہ انہی فضائل کی بنا پر یہ حضرات صحبت رسول کے لائق تھے اور ہمارے سلف صالح لکھلاتے ہیں جن کی قرآن مجید نے جا بجا مدح کی ہے۔ ⑥ عمر اور زندگی کی قسم کھانا جائز نہیں۔ مذکورہ بالا شخص جس نے یہ قسم کھائی تھی، نیا نیا مسلمان ہوا تھا اور تعلیمات اسلام سے اچھی طرح واقف نہ تھا۔

۱۶۲۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں 'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مانگے، حالانکہ اس کے پاس ایک اوقیہ (چالیس درہم) کے مساوی موجود ہو تو اس کا سوال الحاف ہے۔" (بے جا اصرار ہے۔) میں نے کہا: میری یا قوتہ اوٹمی ایک اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔ ہشام کی روایت میں ہے: چالیس درہموں سے بہت بہتر ہے۔ چنانچہ میں لوٹ آیا اور آپ سے کچھ نہ مانگا۔ ہشام کی روایت میں اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا تھا۔

۱۶۲۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهَشَامُ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الرَّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيَمَةُ أُوقِيَةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ»، فَقُلْتُ: نَاقَتِي الْيَافُوتَةُ هِيَ خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَةٍ - قَالَ هِشَامُ: خَيْرٌ مِنْ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا - فَارْجَعْتُ فَلَمْ أَسْأَلْهُ شَيْئًا. زَادَ هِشَامُ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَتْ الْأُوقِيَةُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا.

فائدہ: الحاف مانگنے کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جب مانگنے والا بے جا اصرار کرے اور چمٹ کر مانگے۔ باوقار فقراء کی صفت قرآن مجید نے یہ بتائی ہے کہ ﴿يُخَسِّسُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا.....﴾ (البقرة: ۲۷۳) "بے خبر لوگ ان کو غنی سمجھتے ہیں، آپ ان کو ان کی علامات سے پہچانتے ہیں یہ لوگوں سے لپٹ کر (اصرار سے) سوال نہیں کرتے۔"

۱۶۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

۱۶۲۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزکوٰۃ، باب: من الملقح؟ ح: ۲۵۹۶ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۴۷، وابن حبان، ح: ۸۴۶.

۱۶۲۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۸۰/۴ من حديث ربيعة بن يزيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۹۱، ۲۵۴۵، وابن حبان، ح: ۸۴۴، ۸۴۵.

کہ عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے سوال کیا۔ تو جو کچھ انہوں نے مانگا، آپ نے انہیں دے دیئے کا حکم دیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انہیں اس کی ایک تحریر دے دو تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جو انہوں نے مانگا، لکھ دیا۔ چنانچہ اقرع نے وہ خط لیا، اپنی پگڑی میں لپیٹا اور چل دیا۔ مگر حضرت عیینہ وہ خط لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گیا جہاں آپ تشریف فرما تھے اور کہنے لگا: اے محمد! آپ کا کیا خیال ہے کہ صحیفہ متکلمس کی طرح میں یہ خط لے کر اپنی قوم کے پاس چلا جاؤں نہ معلوم اس میں کیا ہے؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تبلیغ کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی۔ (اس کی تفصیل فوائد میں درج ہے) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مانگتا ہے حالانکہ بقدر کفایت اس کے پاس موجود ہو تو وہ اپنے لیے آگ ہی کا اضافہ کرتا ہے۔“ نفیلی نے دوسری جگہ کہا: ”جہنم کے انگارے زیادہ کرتا ہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا (مقدار) ہے جو انسان کو کافی ہوتی ہے (اور سوال سے غنی بنا دیتی ہے؟) دوسری جگہ نفیلی کے الفاظ اس طرح تھے۔ غنا کی وہ کیا حد ہے جس کے ہوتے ہوئے سوال کرنا لائق نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جس کے پاس صبح و شام کا کھانا موجود ہو۔“ نفیلی کے الفاظ دوسری جگہ یہ تھے: ”جس کے پاس دن اور رات کے لیے پیٹ بھر کھانا موجود ہو۔“

(امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں) نفیلی نے ہمیں یہ روایت مختصر طور پر اسی طرح بیان کی تھی جو ذکر کی گئی ہے۔

التَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْكِينٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السُّلُولِيِّ: حَدَّثَنَا سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَسَأَلَاهُ فَأَمَرَ لَهُمَا بِمَا سَأَلَا وَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ فَكَتَبَ لَهُمَا بِمَا سَأَلَا. فَأَمَّا الْأَقْرَعُ فَأَخَذَ كِتَابَهُ فَلَفَّهُ فِي عِمَامَتِهِ وَانْطَلَقَ، وَأَمَّا عَيْنَةُ فَأَخَذَ كِتَابَهُ وَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ مَكَانَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَتَرَانِي حَامِلًا إِلَى قَوْمِي كِتَابًا لَا أَدْرِي مَا فِيهِ كَصَحِيفَةِ الْمُتَكَلِّمِ؟ فَأَخْبَرَ مُعَاوِيَةُ بِقَوْلِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فَإِنَّمَا يَسْتَكْبِرُ مِنَ النَّارِ» وَقَالَ التَّفِيلِيُّ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «مَنْ جَمُرِ جَهَنَّمَ». فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا يُغْنِيهِ؟ وَقَالَ التَّفِيلِيُّ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: وَمَا الْغِنَى الَّذِي لَا يَنْبَغِي مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ؟ قَالَ: «قَدَرٌ مَا يُغَدِّيهِ وَيُعَشِّيهِ». وَقَالَ التَّفِيلِيُّ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «أَنْ يَكُونَ لَهُ شَبَعٌ يَوْمٍ وَلَيْلَةً أَوْ لَيْلَةً وَيَوْمٌ»

وَكَانَ حَدَّثَنَا بِهِ مُخْتَصَرًا عَلَى هَذِهِ الْأَلْفَافِ الَّتِي ذُكِرَتْ.



🌞 فوائد و مسائل: [مُتَلَمَّس] (پہلی میم مضموم اور دوسری مشد مکسور ہے۔) کا قصہ یہ ہے کہ یہ ایک شاعر تھا اور اس نے عمرو بن ہند بادشاہ کی جھوٹی تھی۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے ایک خط لکھ کر دیا کہ میرے فلاں عامل کے پاس جاؤ، وہ تمہیں کچھ تحفے وغیرہ دے گا جب کہ اس میں حامل رقعہ کو قتل کر دینے کا حکم درج کرایا تھا۔ مگر اسے کوئی شبہ سا ہو گیا تو اس نے وہ خط کھول کر پڑھ لیا، جب اسے مندرجات کا علم ہوا تو خط پھاڑ دیا اور اپنی جان بچائی۔ اس واقعہ کو عرب لوگ [صحیفۃ المتلمس] سے تعبیر کرتے اور بطور ضرب المثل ذکر کرتے ہیں۔ ① کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کو [عَالِمٌ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ] باور کراتے ہیں جو کسی طرح بھی آپ ﷺ کی مدح نہیں ہے کیونکہ اسی واقعہ میں بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے سامنے مذکورہ قصے کی وضاحت کی۔ معلوم ہوا کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ② نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے [یا محمد] کہنا انتہائی سوء ادبی ہے۔ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ چونکہ جدید الاسلام تھے اور آداب نبوی سے مطلع نہ تھے اس لیے بدوی انداز میں خطاب کیا۔ ③ بلا ضرورت واقعی سوال کرنا دین و شرافت کی نظر سے بہت بُرا عیب اور درویشی میں اپنے لیے انگارے جمع کرنا ہے۔

۱۶۳۰- حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کا بیان

ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی..... اور لمبی حدیث بیان کی..... اور کہا: پھر ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے صدقہ میں سے کچھ دیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے صدقات کی تقسیم کا مسئلہ نبی یا کسی دوسرے کی پسند پر نہیں چھوڑا بلکہ اس کے بارے میں خود ہی فیصلہ فرمایا ہے۔ اور انہیں آٹھ قسم کے افراد میں تقسیم فرما دیا ہے۔ اگر تم ان میں سے ہو تو میں تمہیں تمہارا حق دیے دیتا ہوں۔“

۱۶۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ ابْنَ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيَّ: أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصَّدَائِيَّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَبَايَعْتُهُ وَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا [قَالَ]: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أُعْطِنِي مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيِّ وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتَّى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ أُعْطَيْتُكَ حَقَّكَ».

🌞 فائدہ: یہ روایت سناضعیف ہے، لیکن اس میں جو بات بیان ہوئی ہے وہ صحیح ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے صدقات کے مستحقین کا ذکر سورہ توبہ کی اس آیت میں کیا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

۱۶۳۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱۳۶/۲، ح: ۲۰۴۴ من حديث عبد الرحمن بن زياد الإفريقي به، وانظر، ح: ۵۱۴ لعلته.

حَکِیْمٌ) (التوبہ: ۶۰) اور اس مسئلے میں اہل علم کے دو معروف قول ہیں: ایک یہ کہ صدقہ کے مال کو آیت کریمہ میں مذکور آٹھوں اصناف میں تقسیم کرنا واجب ہے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ اور چند دیگر علماء سے مروی ہے۔ اور دوسرے قول کے مطابق امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اور ان سے قبل کئی ایک صحابہ کا کہنا ہے کہ کسی ایک یا چند لوگوں کو دے دینا بھی کافی اور صحیح ہے جیسے کہ امام المسلمین یا صاحب صدقہ کی ترجیح ہو اور یہی موقف رائج ہے۔ (تفسیر شوکانی)

۱۶۳۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَالْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَا يَعْطُونَ بِهِ يَفْعُطُونَهُ».

۱۶۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں جسے ایک کھجور دو کھجور اور ایک لقمہ یا دو لقمے پلاندیں بلکہ مسکین وہ ہے جو لوگوں سے مانگتا نہ ہو اور نہ لوگوں کو اس کے بارے میں اندازہ ہو کہ اسے دیں۔“



فوائد ومسائل: ① فقیر اور مسکین دونوں ہی نادر ہوتے ہیں مگر مسکین کی ٹوہ لگانی پڑتی ہے۔ ② مسکینی وہی محمود ہے جس میں سوال سے عفت اور صبر و قناعت پائی جائے۔ ③ اس حدیث اور دیگر احادیث میں یہ ارشاد ہے کہ ایسے مساکین سے تعاون زیادہ افضل ہے۔

۱۶۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو كَامِلٍ الْمَعْنَى قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مِثْلُهُ قَالَ: «وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الْمُتَعَفِّفُ. - زَادَ مُسَدَّدٌ

۱۶۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اور حدیث بیان کی) جیسے کہ اوپر گزری ہے (اور) فرمایا: ”لیکن مسکین تو وہ ہے جو (سوال کی عار سے) بچتا اور پاک ہو..... مسدّد نے اپنی روایت میں زیادہ کیا کہ اس کے پاس اس قدر نہ ہو جو کہ اس کی کفایت کرے..... اور وہ لوگوں سے مانگتا بھی نہ

۱۶۳۱- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۹۳ من حديث الأعمش به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۶۳، وللحديث شواهد كثيرة.

۱۶۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزکوٰۃ، باب تفسير المسكين، ح: ۲۵۷۴ من حديث معمر به، وللحديث شواهد كثيرة، قوله: "فذاك المحروم" من كلام الزهري كما قال المؤلف رحمه الله * الزهري عنعن، وحديث البخاري: ۱۴۷۶، ومسلم، ح: ۱۰۳۹ يغني عنه.

۹- کتاب الزکوۃ

۴۔ کہہ کے دیا جائے؟

ہو اور نہ لوگوں کو اس کی ضرورت کا علم ہو کہ وہ اس کو صدقہ دیں اسی قسم کا آدمی ”محروم“ کہلاتا ہے۔“ صدقہ دینے اپنی روایت میں: [الْمُتَعَفِّفُ الَّذِي لَا يَسْأَلُ] کا ذکر نہیں کیا۔

فِي حَدِيثِهِ: لَيْسَ لَهُ مَا يَسْتَعْنِي بِهِ - الَّذِي لَا يَسْأَلُ وَلَا يُعْلَمُ بِحَاجَتِهِ فَيَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ فَذَاكَ الْمَحْرُومُ. وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ: [الْمُتَعَفِّفُ الَّذِي لَا يَسْأَلُ].

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن ثور اور عبد الرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ”محروم“ کا بیان زہری کا کلام بتایا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ ابْنُ ثَوْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَجَعَلَا الْمَحْرُومَ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ أَصَحُّ.

🌞 فائدہ: [المحروم] کا ذکر سورۃ معارج میں آیا ہے: ﴿وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ۝ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ (المعارج: ۲۳-۲۵) ”اور (کا میاب مومنین وہ لوگ ہیں) جن کے مالوں میں ایک معلوم حق ہے۔ سوال کرنے والے کا اور محروم کا۔“ یعنی ایسا مسکین جو سوال تو نہیں کرتا لیکن صدقے کا مستحق ہوتا ہے۔

۱۶۳۳- عبید اللہ بن عدی بن خیار سے منقول ہے کہہا کہ مجھے دو آدمیوں نے بتایا کہ وہ دونوں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صدقہ تقسیم فرما رہے تھے۔ ان دونوں نے بھی آپ سے اس کا سوال کیا تو آپ نے ہمیں اوپر سے نیچے (سر سے پاؤں) تک دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ہم دونوں طاقت ور ہیں تو فرمایا: ”اگر تم چاہو تو میں تمہیں دیے دیتا ہوں مگر (حقیقت یہ ہے کہ) اس میں غنی اور طاقت ور کما کھا سکنے والے کا کوئی حصہ نہیں۔“

۱۶۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ الْخِيَارِ: أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ أَنَّهُمَا أَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَقْسِمُ الصَّدَقَةَ فَسَأَلَاهُ مِنْهَا فَرَفَعَ فِينَا الْبَصَرَ وَخَفَضَهُ فَرَأَانَا جُلْدَيْنِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتُمَا أُعْطِيْتُكُمَا وَلَا حَظَّ فِيهَا لِعَنِيٍّ وَلَا لِمَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① غنی اور طاقت ور کما سکنے والے شخص کو سوال کرنا حرام اور انہیں دینا ناجائز ہے۔ ② دعوت دین اور تفہیم اسلام میں انسان کے ضمیر کو جگانا اور جھنجھوڑنا ایک اہم اصول اور ضابطہ ہے۔ نبی ﷺ نے بھی ان سائلین سے اسی انداز میں پوچھا کہ اگر تم صدقہ لینے کی ذلت قبول کرتے ہو یا ناجائز مال لینے کے روادار ہو تو میں تمہیں دیے دیتا ہوں۔

۱۶۳۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزکوة، باب مسألة القوي المكتسب، ح: ۲۵۹۹ من حديث هشام بن عروة به.

۹- کتاب الزکوۃ

صدقہ کسے دیا جائے؟

۱۶۳۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”صدقہ کسی غنی کے لیے حلال نہیں ہے اور نہ کسی طاقت ور صحیح سالم کے لیے۔“

۱۶۳۴- حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مُوسَى الْأَنْبَارِيُّ الْخُتَلَبِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ رِيحَانَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيِّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سفیان نے سعد بن ابراہیم سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ ابراہیم (بن سعد) نے۔ اور شعبہ نے سعد سے یہ لفظ روایت کیے ہیں: [لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ] یعنی سَوِيٍّ کی جگہ قَوِيٍّ کہا، جبکہ نبی ﷺ سے بعض دیگر احادیث میں [لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ] اور بعض میں [لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ] آیا ہے۔ عطاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ملا تو ان کے لفظ تھے: [إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِقَوِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ كَمَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: «لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ» وَالْأَحَادِيثُ الْآخَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضُهَا: «لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ» وَبَعْضُهَا: «لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ» وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ زُهَيْرٍ: إِنَّهُ لَقِيَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو فَقَالَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِقَوِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ.



302

☀ فائدہ: [قوی] سے مراد جسمانی طاقت۔ [مِرَّة] سے مراد کمانے کی طاقت اور [سوی] سے مراد صحیح الاعضاء ہونا ہے۔ اور ایسے افراد کو بغیر شرعی استحقاق کے سوال کرنا حرام اور بغیر شرعی جواز کے صدقہ دینا ناجائز ہے۔

(المعجم ۲۵) - باب مَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُ الصَّدَقَةِ وَهُوَ غَنِيٌّ (التحفة ۲۵)

باب: ۲۵- ان لوگوں کا بیان جنہیں غنی ہوتے ہوئے بھی صدقہ لینا جائز ہے۔

۱۶۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ

۱۶۳۵- جناب عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ (تابعی) سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ صورتوں

۱۶۳۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزکوۃ، باب ماجاء من لا تحل له الصدقة، ح: ۶۵۲ من حديث سعد بن إبراهيم به، وقال: "حسن".

۱۶۳۵- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۱۵/۷ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحي): ۱/۲۶۸، ورواه الحاكم: ۴۰۸/۱.

۹ کتاب الزکوۃ

صدقہ کسے دیا جائے؟

کے علاوہ کسی غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ ① جو اللہ کی راہ میں غازی اور مجاہد ہو۔ ② یا صدقات کا تحصیلدار (وصول کرنے والا) ہو۔ ③ یا چٹی بھرنے والا ہو۔ ④ یا جو اپنے مال سے صدقہ کی چیز خرید لے۔ ⑤ یا وہ آدمی کہ کوئی مسکین اس کا ہمسایہ ہو اس مسکین کو صدقہ دیا گیا تو اس نے اس میں سے غنی کو ہدیہ دے دیا ہو۔“

يَسَارُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ لِعَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مُسْكِينٌ فَتَصَدَّقَ عَلَى الْمُسْكِينِ فَأَهْدَاهَا الْمُسْكِينُ لِلْغَنِيِّ».

☀ فائدہ: [عَارِم] کے معنی عام طور پر مقروض کے کیے جاتے ہیں، لیکن مطلقاً اس کا ترجمہ ”مقروض“ کرنا صحیح نہیں ہے۔ بعض جگہ یہ مقروض کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن یہاں اس کے معنی چٹی بھرنے والے کے ہیں۔ یعنی کوئی مال دار شخص فقہ و شر کے خاتمے اور دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ختم کرانے کے لیے ایک فریق کی طرف سے رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھائے اور پھر وہ رقم اسی کو ادا کرنی پڑ جائے، تو ایسے صاحب حیثیت شخص کو یہ چٹی (تاوان) والی رقم زکوٰۃ کے مال سے ادا کرنی جائز ہے۔ باقی رہا مسئلہ مقروض کا کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ تو اس کی توضیح یہ ہے کہ صلح کرانے والے نے اگر قرض لے کر دوسرے فریق کو رقم دی ہے تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے، تو یہ مقروض (صاحب حیثیت ہونے کے باوجود) اس غارم کی تعریف میں آتا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ اس کے علاوہ ایک وہ مقروض ہے جو اپنی ذاتی ضروریات کے لیے قرض لیتا ہے، لیکن تنگ دستی کی وجہ سے وہ قرض ادا نہیں کر سکتا، تو اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے، تاہم ایسا شخص فقراء میں شمار ہوگا اور مستحق زکوٰۃ ہوگا، زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کرنا صحیح ہوگا۔

۱۶۳۶- جناب عطاء بن یبیر حضرت ابوسعید خدری

۱۶۳۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن عیینہ نے زید سے اسی طرح روایت کیا جیسے کہ مالک نے کہا۔ اور ثوری نے زید سے روایت کرتے ہوئے کہا:

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ. وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الثَّبْتُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۶۳۶- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزکوۃ، باب من تحل له الصدقة، ح: ۱۸۴۱ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۷۱۵۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۷۴.

ایک آدمی کو زکوۃ سے کس قدر دیا جائے؟

[حَدَّثَنِي الثَّبْتُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ] یعنی ایک با اعتماد آدمی نے میرے سامنے نبی ﷺ کی حدیث بیان کی۔

۱۶۳۷- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ کسی غنی کے لیے حلال نہیں ہے۔ الا یہ کہ وہ اللہ کی راہ میں (مجاہد) ہو یا مسافر ہو یا کسی فقیر ہمسائے کو صدقہ دیا گیا تو وہ فقیر تمہیں ہدیہ دے دے یا آپ کی دعوت کر دے۔“

۱۶۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِي: حَدَّثَنَا الْفَرَّيَابِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْبَارِقِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيِّ إِلَّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ابْنِ السَّبِيلِ أَوْ جَارٍ فَقِيرٍ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ فَيُهْدِي لَكَ أَوْ يَدْعُوكَ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو فراس اور ابن ابی لیلیٰ نے عطیہ سے انہوں نے ابو سعید سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ فِرَاسٌ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.



باب ۲۶- ایک آدمی کو زکوۃ سے کس قدر دیا جائے؟

(المعجم ۲۶) - بَابُ: كَمْ يُعْطَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ مِنَ الزَّكَاةِ؟ (التحفة ۲۶)

۱۶۳۸- حضرت سہل بن ابی حمزہ انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے ان کو صدقہ کے اونٹوں سے دیت ادا کی تھی۔ یعنی اس انصاری کی دیت جو خیر میں قتل کر دیا گیا تھا۔

۱۶۳۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِي عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ وَرَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَنْمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَدَاهُ بِمِائَةِ مِنْ إِبِلٍ الصَّدَقَةَ يَعْني دِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي قُتِلَ بِخَيْرٍ.

۱۶۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۳۶۸ من حديث سفیان الثوري، وأحمد: ۳/ ۳۱ من حديث عطية العوفي به، وانظر، ح: ۴۵۲.

۱۶۳۸- تخریج: [إسناده صحيح] وهو متفق عليه كما سيأتي، ح: ۴۵۲۳.

۹۔ کتاب الزکوۃ کس صورت میں سوال کرنا جائز ہے؟

🌞 فائدہ: اس کی تفصیل آگے [باب القسامة] میں آئے گی کہ عبد اللہ بن اہل بنی خبیر میں قتل کر دیے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی دیت ادا فرمائی تھی۔ اس سے استدلال یہ ہے کہ امیر یا صاحب صدقہ کو رخصت ہے کہ مستحقین کو صدقہ کے مال سے اتنا دے سکتے ہیں کہ حقدار کا حق پورا ادا ہو جائے اور محتاج غنی ہو جائے۔

(المعجم . . .) - باب مَا تَجُوزُ فِيهِ کس صورت میں سوال کرنا جائز ہے؟
الْمَسْأَلَةُ (التحفة ۲۷)

۱۶۳۹- حضرت سرہ رحمہ اللہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”سوال کرنا اپنے آپ کو نوچنا ہے“ اس سے انسان اپنا چہرہ چھپاتا اور نوچتا ہے۔ چنانچہ جو چاہے اپنے چہرے کی آبرو باقی رکھے اور جو چاہے ضائع کر دے تاہم اگر کوئی حکمران سے سوال کرے یا بہت ہی لاچار ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔“

۱۶۳۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ التَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَسْأَلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ. إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ فِي أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا».

۱۶۴۰- حضرت قبيصہ بن مخارق ہلالی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں کسی کا ضامن بن گیا۔ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”قبیصہ! ٹھہرے رہو حتیٰ کہ ہمارے پاس کوئی صدقہ آجائے تو ہم اس میں سے تمہیں دینے کا حکم دیں۔“ پھر فرمایا: ”اے قبیصہ! سوال کرنا حلال نہیں سوائے تین میں سے ایک کے: کسی نے کوئی ضمانت لی ہو تو اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتیٰ کہ اپنی ضرورت پوری کر لے“ پھر رک جائے۔ دوسرا وہ آدمی کہ اس پر کوئی ایسی آفت یا مصیبت آپڑی جس نے اس کا مال تباہ کر دیا تو ایسے شخص

۱۶۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ رَبَاطٍ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ الْعَدَوِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقِ الْهَلَالِيِّ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَقِمْ يَا قَبِيصَةُ! حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَأَمُرُ لَكَ بِهَا»، ثُمَّ قَالَ: «يَا قَبِيصَةُ! إِنْ الْمَسْأَلَةُ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ ثَلَاثَةً: رَجُلٌ تَحْمِلُ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَا حَتَّى مَالَهُ

۱۶۳۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزکوۃ، باب مسألة الرجل ذا سلطان، ح: ۲۶۰۰ من حديث شعبة به، والترمذي، ح: ۶۸۱ وقال "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۸۴۲، ۸۴۳.
۱۶۴۰- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب من حل له المسألة، ح: ۱۰۴۴ من حديث حماد بن زيد به.

کس صورت میں سوال کرنا جائز ہے؟

کے لیے سوال کرنا حلال ہے حتیٰ کہ گزارے کے لائق اپنی ضروریات حاصل کر لے۔ اور تیسرا وہ آدمی جسے انتہائی احتیاج نے آلیا ہو حتیٰ کہ اس کی قوم کے تین عقل مند افراد کہہ دیں کہ فلاں از حد لاچار ہو گیا ہے تو اسے بھی سوال کرنا حلال ہے حتیٰ کہ گزاران حاصل کر لے اور پھر رک جائے۔ ان صورتوں کے علاوہ سوال کرنا اسے قبیضہ! حرام ہے! مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔“

فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ» أَوْ قَالَ: «سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُولَ ثَلَاثَةً مِنْ ذَوِي الْحِجَبِ مِنْ قَوْمِهِ: قَدْ أَصَابَتْ فَلَانًا الْفَاقَةُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ - أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - ثُمَّ يُمْسِكُ، وَمَا سِوَاهُِنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيضَةَ! سُحْتُ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا».



فوائد و توضیح: اس حدیث میں صرف تین قسم کے آدمیوں کو سوال کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور انہیں صدقہ لینا حلال ہے۔ ان میں سے ایک غنی اور دو فقیر ہیں۔ پھر فقیر ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک ظاہری اور دوسری مخفی۔ غنی انسان اس وقت مانگ سکتا ہے جب وہ کسی کا ضامن بن جائے اور اس کی توضیح یہ ہے کہ کسی قوم میں یا بعض افراد میں کوئی جان یا مال کی بنا پر عداوت پیدا ہو جائے اور ان کی صلح نہ ہو رہی ہو بلکہ مزید حالات بگڑنے اور پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہو تو کوئی بھلا انسان ان میں صلح کی پیش کش کر دے اور قرض یا دیت وغیرہ کی ادائیگی کا ضامن بن جائے تاکہ ان مسلمانوں کی آپس میں صلح ہو جائے اور پھوٹ نہ پڑے تو ایسے غنی کو دوسرے لوگوں سے تعاون لینے اور سوال کرنے کی اجازت ہے اور عام لوگوں کو بھی چاہیے کہ صدقات سے اس کے ساتھ تعاون کریں۔ (یہ وہی صورت ہے جو حدیث: ۱۶۳۵ کے فائدے میں ”غایم“ کی تشریح کرتے ہوئے بیان کی گئی ہے۔)

دوسری قسم کا وہ آدمی جس کا مال کسی عام ظاہری آفت سے مثلاً سیلاب آ جانے سے، آگ لگ جانے سے، سمندر میں غرق ہو جانے سے یا زلزلے وغیرہ سے ہلاک ہو جائے اور عام لوگوں کے علم میں ہو تو ایسے شخص سے دلیل اور گواہ طلب کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے ویسے ہی تعاون دیا جائے اور اس پر صدقات خرچ ہو سکتے ہیں۔

تیسری قسم کا وہ شخص ہے جو بظاہر مالدار اور غنی ہونے کی شہرت رکھتا ہو مگر اندر خانے کسی خسارے، گھائے، چوری، دھوکہ اور خیانت ہو جانے کا اس طرح شکار ہو جائے کہ فاقوں تک نوبت آگئی ہو تو ایسے شخص کے لیے اس کی قوم کے تین سمجھدار افراد گواہی دیں تو اسے سوال کرنا جائز ہے اور اس سے تعاون کرنا ضروری ہے اور اس کو صدقات دینے بھی جائز ہیں حتیٰ کہ وہ گزاران حاصل کر لے۔ علاوہ ازیں سوال کرنا حرام اور صدقہ دینا ناجائز ہے۔

تعمیر مساجد، دینی مدارس، جہاد اور دیگر فلاحی کام جو مسلمان معاشرے کی اہم ملی ضرورت ہیں اور حکومت ان کی ذمہ داری نہیں اٹھاتی یا بہت کم تعاون کرتی ہے تو کوئی ایک یا زیادہ افراد باوجود غنی ہونے کے لوگوں سے تعاون حاصل



۹۔ کتاب الزکوۃ کس صورت میں سوال کرنا جائز ہے؟

کر کے یہ لوازمات معاشرہ کو مہیا کریں تو ان کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ مذکورہ امور کے لیے لوگوں سے سوال کریں اور دوسروں پر بھی لازم ہے کہ ایسے امور میں ان سے تعاون کریں بشرطیکہ یہ لوگ اپنا با اعتماد ہونا ثابت رکھیں۔

۱۶۴۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نبی ﷺ کی خدمت میں آیا وہ کچھ مانگ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟“ کہنے لگا: کیوں نہیں؟ ایک کملی سی ہے اس کا ایک حصہ اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ دونوں میرے پاس لے آؤ۔“ چنانچہ وہ لے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ”کون یہ چیزیں خریدتا ہے؟“ ایک شخص نے کہا: میں انہیں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟“ آپ نے دو یا تین بار فرمایا۔ ایک (اور) شخص نے کہا: میں ان کے دو درہم دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دو درہم لے لیے اور وہ دونوں اس انصاری کو دے دیے اور اس سے فرمایا: ”ایک درہم کا طعام خریدو اور اپنے گھر والوں کو دے آؤ اور دوسرے سے کھاؤ اور خرید کر میرے پاس لے آؤ۔“ چنانچہ وہ لے آیا تو آپ نے اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ٹھونک دیا اور فرمایا: ”جاؤ! لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں نہ دیکھوں۔“ چنانچہ وہ شخص چلا گیا، لکڑیاں کاٹا اور فروخت کرتا رہا۔ پھر آیا اور اسے دس درہم ملے تھے۔ کچھ کا اس نے کپڑا خریدا

۱۶۴۱۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَخْضَرِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَنْفِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ: «أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟» قَالَ: بَلَى جِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضُهُ وَنَبْسُطُ بَعْضُهُ، وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ الْمَاءِ. قَالَ: «اِئْتِنِي بِهِمَا». قَالَ: فَأَتَاهُ بِهِمَا. فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِي هَذَيْنِ؟» قَالَ رَجُلٌ: أَنَا أَخَذَهُمَا بِدَرَاهِمٍ، قَالَ: «مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. قَالَ رَجُلٌ: «أَنَا أَخَذَهُمَا بِدَرَاهِمَيْنِ» فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدَّرَاهِمَيْنِ فَأَعْطَاهُمَا الْأَنْصَارِيَّ وَقَالَ: «اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَأَنْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قُدُومًا فَأْتِنِي بِهِ»، فَأَتَاهُ بِهِ فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُودًا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ: «اذهَبْ فَاحْتَطَبْ وَبِعْ وَلَا أَرَيْتَكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا». فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطَبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمٍ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا

۱۶۴۱۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيهقي، باب البيع فيمن يزيد، ح: ۴۵۱۲، وابن ماجه، ح: ۲۱۹۸ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۲۱۸ * أبو بكر الحنفی: "حسن الحديث" ولم يصح قول البخاري فيه "لا يصح حديثه".

مانگنے اور سوال کرنے کی برائی

اور کچھ سے کھانے پینے کی چیزیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اس سے بہتر ہے کہ مانگنے سے تیرے چہرے پر قیامت کے دن داغ ہوں۔ بلاشبہ مانگنا روانہ نہیں ہے سوائے تین آدمیوں کے: از حد فقیر محتاج خاک نشین کے یا بے چینی میں مبتلا قرض دار کے یا دیت میں پڑے خون والے کے (جس پر خون کی دیت لازم ہو۔“)

طَعَامًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ الْمَسْأَلَةَ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْطَعٍ، أَوْ لِذِي دَمٍ مُوجِعٍ».



فوائد و مسائل: ① حکومت اسلامیہ اور فاضلی تنظیموں کو چاہیے کہ ایسے پروگرام پیش کریں جن سے لوگ ہنرمند بنیں اور برسر روزگار ہوں۔ ② علماء کو چاہیے کہ محنت مزدوری کی فضیلت واضح کریں اور مانگنے کی ذلت اور رسوائی بتائیں۔ ③ پڑھے لکھے جوانوں کا ہر حال میں حکومت سے (White-Collar Job) اعلیٰ ملازمتوں پر اصرار کسی طرح روا نہیں۔ ④ باوقار محنت مزدوری میں کوئی عیب نہیں۔ ⑤ مربی حضرات کو بلند نگاہ اور دور اندیش ہونا چاہیے اللہ نے افراد کی طبیعتیں مختلف بنائی ہیں۔ بعض کے لیے محنت مزدوری اور غنا لازمی ہوتا ہے اور بعض قناعت پر راضی اور مطمئن ہوتے ہیں لہذا ہر ایک سے بہتر کام لیا جائے۔ مثلاً طلب علوم شرعیہ اور اس کی دعوت و اشاعت وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسب و محنت کی تلقین نہیں فرمائی تھی بخلاف اس شخص کے جو سوال کرنے آیا تھا۔ ⑥ نیلامی کی بیع جائز ہے۔



(المعجم ۲۷) - باب كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ
(التحفة ۲۸)

۱۶۴۲- جناب ابو مسلم خولانی سے مروی ہے کہ مجھے ایک حبیب (پیارے) اور امین شخص نے حدیث بیان کی۔ وہ میرے محبوب اور میرے نزدیک امین ہیں (یعنی) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سات یا آٹھ یا نو افراد تھے تو آپ نے فرمایا: ”کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟“ حالانکہ ابھی ہم تازہ تازہ بیعت کر چکے تھے۔ ہم نے کہا: ہم بیعت کر چکے ہیں مگر آپ نے

۱۶۴۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ: حَدَّثَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ - أَمَّا هُوَ إِلَيَّ فَحَبِيبٌ وَأَمَّا هُوَ عِنْدِي فَأَمِينٌ - عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً، فَقَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟» - وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةِ
- قُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا
وَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا فَبَايَعَنَا. فَقَالَ قَائِلٌ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَى مَا
نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا
تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَتُصَلُّوا الصَّلَوَاتِ
الْحَمْسَ وَتَسْمَعُوا وَتُطِيعُوا»، وَأَسَرَّ كَلِمَةً
خَفِيفَةً قَالَ: «وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا».
قَالَ: فَلَقَدْ كَانَ بَعْضُ أَوْلِيكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ
سَوْطُهُ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا أَنْ يُتَاوَلَهُ إِيَّاهُ.

اپنی بات تین بار دہرائی۔ تو ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیے
اور آپ سے بیعت کی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے
رسول! ہم (اس سے پہلے) آپ سے بیعت کر چکے ہیں
تو اب کس بات پر بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: ”(اس
بات پر کہ) اللہ ہی کی عبادت کرو گے، اس کے ساتھ کسی
چیز کو شریک نہیں کرو گے، پانچوں نمازیں ادا کرو گے اور
(احکام شریعت اور حکام کی بات) سنو گے اور مانو گے۔“
اور ایک بات آہستہ سے فرمائی: ”لوگوں سے کچھ نہیں
مانگو گے۔“ بیان کیا کہ پھر ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر
کسی کی کوئی چھڑی بھی گر جاتی تو وہ کسی اور کو یہ نہ کہتا تھا
کہ یہ اٹھا کر مجھے دے دو۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہشام کی حدیث کو
سعید کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ هِشَامٍ لَمْ
يُرَوِّهِ إِلَّا سَعِيدٌ.

🌅 فوائد و مسائل: ① بھیک مانگنا اور اس کو اپنی عادت بنا لینا عزت و وقار اخلاق اور شرع ہر اعتبار سے بہت بری
عادت ہے۔ عام ضرورت کی اشیاء میں بھی مانگ کر گزارا کرنا بہت بری اخلاقی گراؤ کی علامت ہے۔ ② صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کا پاس عہد بے مثل اور زریں کلمات سے لکھنے کے قابل ہے۔ ③ ”بیعت“ اس عہد معاہدے کو کہتے ہیں
جو دو افراد میں طے پا جاتا ہے۔ اسلام میں ایک بیعت اسلام ہے دوسری بیعت جہاد اور تیسری بیعت استیصال
و توبہ ہے۔ خیر القرون میں پہلی دو بیعتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ خلفائے راشدین اور ان کے بعد ایک زمانے تک صرف
یہی بیعتیں جاری رہی ہیں۔ تیسری صرف رسول اللہ ﷺ ہی سے خاص سمجھی گئی ہے مگر بعض صالحین اس تیسری بیعت
کے قائل و قائل ہیں جس کی شرعی اہمیت محل نظر ہے اور اہل بدعت نے جو اس میں غلو کیا ہے..... اللہ کی پناہ..... وہ
سراسر بدعت ہے۔ اور ”تصور شیخ“ وغیرہ کی جوائج نکالی گئی ہے، صریح شرک ہے۔ ④ حکام وقت کے خلاف خروج
کرنا گناہ ہے خواہ وہ کیسا ہی ظلم کیوں نہ کریں اللہ یہ کہ [کفر بواح] ”صریح کفر“ کا ارتکاب کریں۔ اس مسئلے کی تفصیل
کے لیے حاکم و محکم کے حقوق و فرائض اور روابط کا موضوع دیکھا جائے۔

۱۶۴۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: ۱۶۴۳- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ

۱۶۴۳- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۷۶/۵ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم على شرط
مسلم: ۴۱۲/۱، ووافقه الذهبي.

۹- کتاب الزکوۃ

سوال سے بچنے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ (غلام اور خادم) تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون ہے جو مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اس کیلئے جنت کی ضمانت دوں؟“ تو حضرت ثوبان نے کہا: میں چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہ مانگا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ ثُوبَانَ - قَالَ وَكَانَ ثُوبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ تَكْفَّلَ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَأَتَكْفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟» فَقَالَ ثُوبَانُ : أَنَا ، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا .

🌞 فائدہ: ”لوگوں سے نہ مانگنا“ اپنے وسیع تر معانی میں ”غیر اللہ سے نہ مانگنے“ کو بھی شامل ہے۔ جو عین توحید ہے اور داخلہ جنت کی ضمانت بھی۔ ادھر ہمارا معاشرہ ہے کہ غیر اللہ سے مانگنے کے لیے جگہ جگہ شرک کے دربار لگے ہیں..... جہاں سادہ لوح لوگوں کے ایمان کی پونجی داؤ پر لگتی ہے..... العیاذ باللہ..... اور پیشہ ورسوالیوں کو اپنے اس عمل کی برائی اور انجام بد کی خبر ہی نہیں [لاحول ولا قوۃ الا باللہ]

باب: ۲۸- سوال سے بچنے کی فضیلت

(المعجم ۲۸) - بَابُ: فِي الْإِسْتِعْفَافِ

(التحفة ۲۹)



۱۶۴۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے ان کو عنایت فرمایا۔ انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ نے اور دیا حتیٰ کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا جب سب ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ”میرے پاس جو مال بھی ہو گا وہ میں تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھوں گا۔ اور جو سوال سے بچے گا اللہ اسے بچائے گا“ جو غنا اختیار کرے گا اللہ اس کو غنی بنا دے گا۔ اور جو کوئی صبر کرے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا۔ اور صبر سے بڑھ کر کوئی ایسی نعمت وسیع نہیں ہے جو اللہ نے کسی کو دی ہو۔“

۱۶۴۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ : أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ : «مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدْخِرَهُ عَنْكُمْ ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرِ يَغْفِرْهُ اللَّهُ ، وَمَنْ يَسْتَعِزْ يَغْنِهِ اللَّهُ ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصْبِرْهُ اللَّهُ ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ» .

🌞 فائدہ: نیت اور عزم صادق کی برکات میں سے یہ ہے کہ اللہ عزوجل اسے بار آور کر دیتا ہے بشرطیکہ انسان

۱۶۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب الاستغفار عن المسألة، ح: ۱۴۶۹، ومسلم، الزکوۃ، باب فضل التعفف والصبر والقناعة... الخ، ح: ۱۰۵۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۹۷/۲.

شریعت کی راہ اختیار کرے۔ اس حدیث میں سوال کرنے کی ذلت سے بچنے کو ”عفت“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ لفظ اپنے معانی کے اعتبار سے بہت وسیع ہے۔ نکاح کے معاملے میں پاک و امن رہنے کو بھی ”عفت“ اور اس سے موصوف کو ”عفیف“ کہتے ہیں۔ یعنی اگر وسائل نکاح موجود نہ ہوں اور انسان عفیف رہنے کے لیے پر عزم ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ”عفیف“ بنا دے گا جو کہ غنا اور صبر کے معانی کو بھی مستلزم ہے۔ اور چاہیے کہ انسان اپنی ضروریات کو مختصر سے مختصر رکھنے کی کوشش کرے۔

۱۶۴۵- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے انتہائی شدید حاجت آ پڑے اور اس نے اسے لوگوں پر پیش کر دیا تو اس کی وہ حاجت دور نہ ہوگی۔ اور جس نے اسے اللہ پر پیش کیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بے پروا کر دے گا۔ یا تو جلد ہی موت آ جائے گی (اور دنیا کے بکھیروں سے جان چھوٹ جائے گی) یا جلد ہی غنی ہو جائے گا۔ (اور کسی کی احتیاج نہ رہے گی۔“)

۱۶۴۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

ابْنُ دَاوُدَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ - وَهَذَا حَدِيثُهُ - عَنْ بَشِيرِ بْنِ سَلْمَانَ، عَنْ سَيَّارِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدِّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللَّهِ أَوْشَكَ اللَّهُ لَهُ بِالْغِنَى إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أَوْ غِنًى عَاجِلٍ».

🌞 فائدہ: مومن کو اپنی ضروریات اور مشکلات اسی ذات کے سامنے پیش کرنی چاہئیں جو کسی کی محتاج نہیں اور ہر اعتبار سے الغنی اور المغنی ہے۔ لوگ کہاں تک کسی کی دستگیری کر سکتے ہیں؟ آج ایک حاجت ہے تو کل دوسری سامنے ہے اس لیے ہمیشہ صرف اللہ ہی سے سوال کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں زندگی کے ادنیٰ و اعلیٰ تمام امور سے متعلق دعائیں موجود ہیں۔ ان کو اپنا حرز جان اور دروایام بنا لینا چاہیے۔ عزیمت یہی ہے کہ انسان کسی سے کچھ نہ مانگے جیسے کہ تعلیم رسول ﷺ اور سیرت صحابہ کا اوپر ذکر آیا ہے۔ تاہم دنیا دار الاسباب ہے عام ضروریات کا لوگوں سے طلب کر لینا مباح ہے اور جو امور ظاہری اسباب سے بالا ہیں ان کا سوال صرف اللہ ہی سے کرنا چاہیے ان کا غیر اللہ سے سوال کرنا شرک ہے۔

۱۶۴۶- ابن الفراسی سے روایت ہے کہ فراسی رضی اللہ عنہ

۱۶۴۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۱۶۴۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ما جاء في الهم في الدنيا وجهها، ح: ۲۳۲۶ من حديث بشير بن سلمان به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه الحاكم ۴۰۸/۱، ووافقه الذهبي.

۱۶۴۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزکوۃ، سؤال الصالحين، ح: ۲۵۸۸ عن قتيبة به * مسلم بن مخشي وثقه ابن حبان وحده، وابن الفراسي لم أجد من وثقه.

۹- کتاب الزکوٰۃ

سوال سے بچنے کی فضیلت

نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں سوال کر لیا کروں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں“ اگر ضرور ہی مانگنا ہو تو صالح اور نیک بندوں سے سوال کر لیا کرو۔“

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِيٍّ عَنْ ابْنِ الْفَرَّاسِيِّ أَنَّ الْفَرَّاسِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَسْأَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا، وَإِنْ كُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ فَسَلِ الصَّالِحِينَ».

☀ فائدہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے تاہم اس اعتبار سے معتنا صحیح ہے کہ دنیا میں اسباب ظاہری کی حد تک انسانوں کو ایک دوسرے سے مانگنے کی ضرورت پیش آتی ہی رہتی ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ جب بھی ایسی ضرورت پیش آئے تو اس کا اظہار نیک لوگوں سے کیا کرو۔ کیونکہ صالح افراد کسی بھی ضرورت مند مسلمان کی خیر خواہی اور امکانی حد تک تعاون سے بخل نہیں ہوتے، ان کی آمدنی حلال اور ان کے تعاون دینے میں احسان دھرنے والی بات نہیں ہوتی۔ اس حدیث کا فوٹ شدہ افراد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ سوال صرف ان صالح بزرگوں سے ہو سکتا ہے جو حیات اور زندہ ہوں جو تحت الاسباب امور میں مدد کر سکتے ہیں۔ مثلاً عام تعاون، قرض، سفارش اور دعا کرنا وغیرہ..... اور ایسے صالحین جو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں ان سے مدد مانگنا اور دعا کرنا حرام اور شرک ہے کیونکہ ان سے مدد مانگنا ماوراء الاسباب ہے مثلاً شفا کے لیے روزی کے لیے، اولاد کے لیے، نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچانے وغیرہ کے لیے مدد مانگنا۔ قرآن کریم اور صحیح احادیث اس موضوع سے بھرے پڑے ہیں۔



۱۶۴۷- حضرت ابن ساعدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے صدقات کا تحصیلدار بنا کر بھیجا۔ جب میں اس کام سے فارغ ہو کر آیا اور جمع ہونے والے صدقات ان کو پیش کیے تو انہوں نے میرے بارے میں حکم دیا کہ اسے اس کا حق الخدمت دیا جائے۔ میں نے کہا (نہیں) میں نے یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ پر ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو تمہیں دیا جا رہا ہے وہ لے لو۔ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے

۱۶۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبْالَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنْهَا وَأَدَيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ، فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ وَأَجْرِي عَلَى اللَّهِ، قَالَ خُذْ مَا أُعْطِيتَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۱۶۴۷- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوٰۃ، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ۱۰۴۵ من حديث لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، أخرجه البخاري، الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين عليها، ح: ۷۱۶۳ من طريق آخر عن ابن الساعدي به.

زمانے میں (اسی قسم کا) کام کیا تھا تو آپ نے مجھے اس کا حق الخدمت دیا تھا۔ میں نے بھی تمہاری طرح کا جواب دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ”جب تمہیں کوئی چیز بن مانگے دی جائے تو (لے لو اور) کھاؤ اور صدقہ کرو۔“

فَعَمَلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ».

۱۶۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برسر منبر فرمایا جبکہ آپ صدقہ اور اس سے بچنے (کی فضیلت) اور سوال کرنے (کی مذمت) بیان کر رہے تھے فرمایا: ”اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہوتا ہے اور نیچے والا ہاتھ سوالی۔“

۱۶۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ مِنْهَا وَالْمَسْأَلَةَ: «الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُتَعَفِّفَةُ وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایوب پر جو نافع سے روایت کرتے ہیں اختلاف کیا گیا ہے۔ عبد الوارث نے کہا: اوپر والے ہاتھ سے مراد ”المتعففہ“ ہے یعنی جو سوال نہ کرے۔ جبکہ بواسطہ حماد بن زید ایوب سے روایت کرنے والے اکثر حضرات اوپر والے ہاتھ سے مراد ”المنفقہ“ یعنی خرچ کرنے والا بیان کرتے ہیں۔ حماد سے صرف ایک راوی (مسدد بن مسرہ) نے المتعففہ ذکر کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اخْتَلَفَ عَلَى أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. قَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ: «الْيَدُ الْعُلْيَا: الْمُتَعَفِّفَةُ» وَقَالَ أَكْثَرُهُمْ عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ: «الْيَدُ الْعُلْيَا: الْمُنْفِقَةُ» وَقَالَ وَاحِدٌ عَنْ حَمَادٍ: «الْمُتَعَفِّفَةُ».

☀ فائدہ: ”نیچے والے ہاتھ“ کو اعلیٰ اور افضل قرار دینا بعض صوفیاء کی خود ساختہ بات ہے۔ بقول ان کے اس کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ غنی پر اپنے مال کا حق (صدقہ) دینا واجب ہوتا ہے اور جب تک وہ دے نہ چکے اور کوئی لے نہ لے وہ اپنے اس حق لازم سے بری نہیں ہو سکتا، چونکہ لینے والا اس کا مال لے کر گویا احسان کرتا اور اسے اس کے حق

۱۶۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، الزکوٰۃ، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنى، ح: ۱۴۲۹ عن عبدالله بن مسلمة لقنعي، ومسلم، الزکوٰۃ، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى... الخ، ح: ۱۰۳۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۹۸/۲ قوله: المتعفف شاذ.

بنی ہاشم کو صدقہ لینا دینا کیسا ہے؟

واجب سے بری کرتا ہے اس لیے وہ افضل ہوا مگر بقول علامہ ابن قیم رحمہ اللہ یہ بات فطرت عرف اور شرع سب لحاظ سے باطل ہے۔ (۱) خود رسول اللہ ﷺ نے دینے والے ہاتھ کو افضل فرمایا ہے جو اس رائے کے باطل ہونے کی صریح دلیل ہے۔ (۲) آپ نے اسے نیچے والے ہاتھ کے بالمقابل خیر اور افضل فرمایا ہے اور بلاشبہ ”دینا“ افضل ہے نہ کہ ”لینا“ (۳) عرف و معنی کے اعتبار سے بھی دینے والے کا ہاتھ سائل کے مقابلے میں افضل ہوا کرتا ہے۔ (۴) ”عطا“ ایک صفت مدح ہے جو انسان کے غنا، کرم اور احسان کی دلیل ہے اس کے بالمقابل ”لینا“ ایک صفت نقص و عیب ہے جو فقر و حاجت مندی کا مظہر ہوتی ہے لہذا ان لوگوں کا یہ معنی کہ ”لینے والا ہاتھ افضل ہوتا ہے۔“ کسی طرح بھی معقول نہیں ہے۔

۱۶۴۹- حضرت مالک بن فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھ تین طرح کے ہیں: ایک ہاتھ اللہ کا ہے جو سب سے اوپر ہے۔ دوسرا دینے والے کا ہے جو اس کے بعد ہے اور سائل کا ہاتھ سب سے نیچے ہے لہذا جو زائد ہو وہ دے دو۔ اور اپنے نفس کے سامنے عاجز مت بنو (اس کا کہامت مانو۔)“

۱۶۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّعْرَاءِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَيْدِي ثَلَاثَةٌ: فَيْدُ اللَّهِ الْعُلْيَا، وَيَدُ الْمُعْطِي الَّتِي تَلِيهَا، وَيَدُ السَّائِلِ السُّفْلَى، فَأَعْطِ الْفَضْلَ، وَلَا تَعْجَزَ عَنْ نَفْسِكَ».

باب: ۲۹- بنی ہاشم کو صدقہ لینا دینا کیسا ہے؟

(المعجم ۲۹) - باب الصَّدَقَةِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ (التحفة ۳۰)

۱۶۵۰- ابن ابی رافع حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقات کے لیے مقرر کیا اس نے ابو رافع سے کہا: میرے ساتھ چلو تمہیں بھی اس سے حصہ ملے گا۔

۱۶۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى الصَّدَقَةِ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَقَالَ لِأَبِي

۱۶۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۹۸/۴ من حديث عبدة بن حميد به، وهو في مسند أحمد: ۴۷۳/۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۴۰، وابن حبان، ح: ۸۰۹، والحاكم: ۴۰۸/۱، ووافقه الذهبي.

۱۶۵۰- تخریج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الزکوۃ، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ وأهل بيته ومواليه، ح: ۶۵۷، والنسائي، ح: ۲۶۱۳ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۴۴، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۲۸۲، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۶۷۶۱، ومسلم، ح: ۱۰۶۹، وغيرهما.

۹- کتاب الزکوۃ

بنی ہاشم کو صدقہ لینا دینا کیسا ہے؟

رافع: اصْحَبْنِي فَإِنَّكَ تُصِيبُ مِنْهَا، قَالَ حَتَّىٰ آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلُهُ، فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَإِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ».

اس نے کہا: پہلے میں نبی ﷺ کے پاس سے ہواؤں اور آپ سے پوچھ لوں چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”قوم کا مولیٰ (آزاد شدہ غلام) انہی میں سے ہوتا ہے اور ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے صدقات حلال نہیں ہیں اور اس میں بنو ہاشم اور بنو مطلب آتے ہیں۔ آپ نے اپنے مولیٰ کو بھی اسی حکم میں شامل فرمایا ہے حتیٰ کہ انہیں ایسی ملازمت کی بھی اجازت نہیں دی جس میں صدقہ کا مال ملتا ہو خواہ بالواسطہ ہی سہی۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حلال و حرام کے معاملے میں از حد حساس تھے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اجازت لیے بغیر صدقات کے لیے عامل بننا پسند نہیں کیا۔

۱۶۵۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بِالتَّمْرَةِ الْعَائِرَةِ، فَمَا يَمْنَعُهُ مِنْ أَخْذِهَا إِلَّا مَخَافَةَ أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً.

۱۶۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کسی گری پڑی کھجور کے پاس سے گزرتے تو اس کو اٹھا لینے سے صرف اس لیے گریز کرتے کہ کہیں صدقہ کی نہ ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اصل ورع و تقویٰ یہی ہے کہ جب تک کوئی بات واضح اور حق نہ ہو اس پر اقدام کرنے سے گریز کیا جائے۔ بالخصوص مشکوک رزق سے بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ ② کھجور یا اسی طرح کی کوئی عام سی چیز گری پڑی ملے تو اسے اٹھایا اور استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے لفظ والا حکم نہیں ہے کہ پہلے اعلان کیا جائے اور اس کی تشہیر کی جائے۔ ہاں اگر قیمتی چیز ہو تو اعلان و تشہیر لازم ہے۔

۱۶۵۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ: «لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا».

۱۶۵۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (کسی راستے میں) ایک کھجور پائی تو فرمایا: ”اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہوگی تو میں اسے کھا لیتا۔“

۱۶۵۱- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد ۱۸۴/۳ من حديث حماد بن سلمة به، وانظر الحديث الآتي.

۱۶۵۲- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب تحريم الزکوۃ على رسول الله ﷺ وعلى آله... الخ، ح: ۱۰۷۱ من حديث قتادة به، ورواه البخاري، ح: ۲۰۵۵، ومسلم، ح: ۱۰۷۱ من حديث طلحة بن مصرف عن أنس به.

۹۔ کتاب الزکوٰۃ

بنی ہاشم کو صدقہ لینا دینا کیسا ہے؟

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ
 امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے ہشام نے قتادہ
 سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① طعام کی اہانت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر اسے اس کیفیت میں پایا جائے تو اٹھا لینا چاہیے.....
 اور اسے کھا لینا ہی اس کا صحیح استعمال ہے، مشکوک اشیاء سے پرہیز لازم ہے۔ ② امام ابو داود کے قول سے اس طرف
 اشارہ ہے کہ اس سے پہلے والی حدیث حماد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فہم ذکر ہوا ہے کہ نبی ﷺ صدقہ کے اندیشے سے
 کوئی بھجور نہ اٹھاتے تھے مگر ہشام اور خالد بن قیس کی روایت میں نبی ﷺ کا اپنا قول ذکر ہوا ہے۔ ہشام کی حدیث
 صحیح مسلم میں روایت ہوئی ہے۔ (صحیح مسلم، الزکوٰۃ، حدیث: ۱۰۷۱) (عون المعبود)

۱۶۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ
 الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ
 الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ
 كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
 قَالَ: بَعَثَنِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي إِبِلٍ
 أَعْطَاهَا إِيَّاهُ مِنَ الصَّدَقَةِ.

۱۶۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
 کہ میرے والد نے مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا،
 ان اونٹوں کے سلسلے میں جو آپ نے انہیں صدقہ سے
 دیے تھے۔

۱۶۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ
 وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 - هُوَ ابْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
 الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى
 ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ. زَادَ
 أَبِي: يُبْدِلُهَا لَهُ.

۱۶۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا کی
 مانند مروی ہے (ابو عبیدہ نے) یہ اضافہ کیا..... کہ میرے
 والد نے مجھے بھیجا کہ آپ ان اونٹوں کو بدل دیں۔

🌞 توضیح: علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ صدقہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے حرام تھا..... اور حدیث مختصر

۱۶۵۳۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۳۳۹ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان
 به، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ۱۹۳/۷۶۳، وأبي داود، ح: ۱۳۵۸، وابن خزيمة، ح: ۱۰۹۳
 وغيرهم، وأصل الحديث عند البخاري، ح: ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۳، ومسلم بغير هذا السياق * الأعمش وحبيب
 مدلسان وعنعنا.

۱۶۵۴۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۵۷/۱ من حديث الأعمش به، وانظر الحديث السابق * سالم
 هو ابن أبي الجعد.

۹- کتاب الزکوۃ کیا فقیر غنی کو صدقہ کے مال سے ہدیہ کر سکتا ہے

روایت ہونے کے باعث اس میں اس سبب کا ذکر نہیں آیا جس کی بنا پر انہیں یہ اونٹ دیے گئے تھے جو شاید یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے کچھ اونٹ ادھار لیے تھے اور جب واپس کیے تو وہ حقیقت میں صدقہ کے تھے۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ اس روایت کے دو معنی ہیں... ممکن ہے کہ یہ تحریم صدقہ سے پہلے کی بات ہو اور آل رسول ﷺ کے لیے حرم صدقہ بعد میں نازل ہوئی ہو۔ اور دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ شاید آپ نے حضرت عباس سے اونٹ مساکین کے لیے ادھار لیے تھے جو بعد میں آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے واپس کیے۔ (عون المعبود)

(المعجم ۳۰) - باب الْفَقِيرِ يُهْدِي
لِلْغَنِيِّ مِنَ الصَّدَقَةِ (التحفة ۳۱)
باب: ۳۰- فقیر صدقہ کے مال میں سے غنی کو ہدیہ دے تو جائز ہے

۱۶۵۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِلَحْمٍ قَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالُوا: شَيْءٌ تُصَدَّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ».

۱۶۵۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ کہنے لگے: بریرہ کو صدقہ دیا گیا تھا (یہ اسی میں سے ہے)۔ آپ نے فرمایا: ”وہ اس کے لیے صدقہ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ انسان کے فقر و مجبوری کے پیش نظر اللہ کی رضا اور آخرت کے ثواب کے لیے دیا جاتا ہے..... جبکہ ہدیہ..... دیے جانے والے کے اکرام اور اس سے قربت کی غرض سے دیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے لیے صدقہ حرام ہونے کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کی شان کے لائق نہیں تھا کہ آپ پر اللہ کے سوا کسی اور کا احسان باقی رہے اسی لیے آپ نے اپنے اوپر صدقہ حرام قرار دیا تھا جبکہ آپ ہدیہ قبول فرما لیتے اور صاحب ہدیہ کو اس کا بدلہ دے کر اس کے احسان سے بری الذمہ ہو جاتے تھے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقیر و مسکین صدقہ کا مالک بن جانے کے بعد اس میں کامل تصرف کا حق رکھتا ہے خواہ ہدیہ دے یا دوسروں کو صدقہ دے جائز ہے۔

(المعجم ۳۱) - باب مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرَثَهَا (التحفة ۳۲)
باب: ۳۱- کسی نے صدقہ دیا پھر اس کا وارث بن گیا (تو لے لے جائز ہے)

۱۶۵۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۶۵۵- تخریج: أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب: إذا تحولت الصدقة، ح: ۱۴۹۵، ومسلم، الزکوۃ، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ولبنی هاشم وبنی المطلب... الخ، ح: ۱۰۷۴ من حديث شعبه.

۱۶۵۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصوم، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ۱۱۴۹ من حديث عبد الله بن عطاء به.

٩- کتاب الزکوۃ


مال کے حقوق کا بیان

عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی بطور صدقہ دی تھی جب کہ والدہ اب فوت ہو گئی ہے اور وہ لونڈی اپنے ترکے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا اجر و ثواب ثابت ہو گیا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے لوٹ آئی۔“

فوائد و مسائل: ① والدین کی خدمت اولاد پر واجب ہے اور یہ کہ وہ مالی طور پر بھی ان کی کفالت کریں۔ مگر فرضی صدقات ان کو نہیں دیے جاسکتے۔ ② حدیث میں مذکور صورت 'صدقہ لومالینے کی معروف صورت نہیں ہے' جو منع ہے۔

(المعجم ۳۲) - باب : فِي حُقُوقِ
الْمَالِ (التحفة ۳۳)

۱۶۵۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الْمَاعُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَارِيَةً الدَّلُو وَالْقَدَرِ.


فوائد ومسائل: ① سورة الماعون میں ہے: ﴿قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَءَوْْنَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ ”ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں، دکھلاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیزیں نہیں دیتے۔“ یقیناً عام استعمال کی چیزیں لینا دینا معاشرتی زندگی کا لازمہ ہیں اور صحابہ کرام اسے مال کا شرعی حق سمجھتے تھے۔ ② کھلے دل سے عام چیزیں عاریتاً دے دینا عمدہ اخلاق و معاشرت کی دلیل ہے مگر اس میں یہ نہیں کہ کوئی مانگے مانگے ہی سے گزر بسر شروع کر دے۔ یہ سوچ اور عمل از حد پستی کا غماز ہے۔ ہاں کبھی کوئی ضرورت پڑے تو عیب نہیں۔

۱۶۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۱۶۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،

١٦٥٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٧٠١ عن قتيبة به، وزاد: "كل معروف صدقة".

١٦٥٨- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد، ح: ٢/ ٢٦٢، ٣٨٣ من حديث حماد بن سلمة به، ومسلم، الزكوة، «

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی صاحبِ خزانہ اس کا حق ادا نہ کرتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس مال کو اس طرح کر دے گا کہ جہنم کی آگ سے اسے تپایا جائے گا“ پھر اس سے اس (کے مالک) کی پیشانی، پہلو اور کمر کو داغا جائے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا اس روز کہ جس کی طوالت (لمبائی) تمہارے شمار سے پچاس ہزار سال ہے اس کے بعد وہ اپنی راہ دیکھے گا جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ اور جو کوئی بکریوں والا ان کا حق ادا نہ کرتا رہا تھا تو قیامت کے روز ان بکریوں کو لایا جائے گا اس سے زیادہ فربہ حالت میں جتنی کہ وہ پہلے تھیں اور اسے ایک صاف چٹیل میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا چنانچہ وہ بکریاں اسے اپنے سینگوں سے مارنا اور اپنے کھروں سے روندنا شروع کریں گی اور ان میں کوئی بھی مڑے ہوئے سینگوں والی یا بے سینگوں کے نہ ہوگی۔ جو نبی (ان کا ایک چکر پورا ہو گا اور) آخری بکری گزرے گی پہلے والی کو اس پر لوٹایا جائے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا اس دن کہ جس کی طوالت تمہارے حساب سے پچاس ہزار سال ہے اس کے بعد اپنی راہ دیکھے گا جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ اور جو کوئی اونٹوں والا ان کا حق ادا نہ کرتا رہا تھا تو قیامت کے روز انہیں لایا جائے گا اس سے زیادہ فربہ حالت میں جتنے کہ وہ اس سے پہلے تھے۔ اور مالک کو ایک صاف چٹیل میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا اور پھر وہ اسے اپنے پیروں سے روندنا شروع کر

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ صَاحِبٍ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ إِلَّا جَعَلَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جَبْهَتُهُ وَجَنْبُهُ وَظَهْرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعْدُونَ، ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبٍ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْفَرٌ مَا كَانَتْ فَيُطِخُ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ فَتَنْطِخُهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطْوُهُ بِأَظْلَافِهَا، لَيْسَ فِيهَا عَشْءٌ وَلَا جِلْدَاءٌ كُلَّمَا مَضَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعْدُونَ، ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبٍ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْفَرٌ مَا كَانَتْ فَيُطِخُ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ فَتَنْطِخُهُ بِأَخْفَافِهَا كُلَّمَا مَضَتْ [عَلَيْهِ] أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعْدُونَ، ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ».

دیں گے جو نبی (ان کا ایک چکر پورا ہو کر) آخری اونٹ گزرے گا، پہلے والے کو لوٹایا جائے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا اس دن کہ جس کی طوالت تمہارے شمار میں پچاس ہزار سال ہے پھر اس کے بعد وہ اپنی راہ دیکھے گا جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔“

☀ فائدہ: سونے چاندی کی اگر زکوۃ ادا نہ کی جائے تو وہ باعث وبال کثر بن جاتا ہے جس کا ذکر سورۃ توبہ میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَأُخْرُؤُهُمْ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ لَا تُفْسِكُمْ فَلَقُوا مَا كُنْتُمْ تُكْنِزُونَ﴾ (التوبہ: ۳۴-۳۵) ”اور جو لوگ سونا اور چاندی جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔ جس دن کہ اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں ان کے پہلو اور ان کی کمریں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہی ہے وہ جو تم اپنے لیے سنت سنت کر رکھتے تھے اب اس کے جوڑنے کا مزا چکھو۔“



۱۶۵۹- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی حدیث ابن ابی فدیک عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عن زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عن أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ فِي قِصَّةِ الْإِبِلِ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا قَالَ: «وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وَرَدِهَا».

☀ فائدہ: پانی پلانے کے دن حاجت مند آسرا لگائے آجاتے ہیں کہ اس دن دودھ دوہنے سے ان کو کچھ ملے گا۔ اس دن سے پہلے وہ لینا بخل اور کجی کی علامت اور فقراء کو محروم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے مذموم ہے۔ یعنی پانی پر لانے کے دن دودھ دوہ کر علاقے کے رہنے والے اور دیگر راہی مسافروں کو ہدیہ کرے۔ یہ عمل مستحب و مندوب ہے جیسے کہ درج ذیل روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے واضح کیا ہے۔

۱۶۵۹- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب إثم مانع الزکوۃ، ح: ۹۸۷/۲۵ من حدیث هشام بن سعد به، ورواه البخاری، ح: ۲۳۷۱ من حدیث زید بن أسلم به.

۱۶۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی (مذکورہ بالا) قصے کی مانند سنا۔ شاگرد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اونٹوں کا کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا: تو بہترین اونٹ دیدے (اللہ کی راہ میں) زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی عطیہ کر دے، کوئی سواری عاریتاً دے دے اور جفتی کے لیے زدے دے اور لوگوں کو دودھ پلا دے۔

۱۶۶۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي عُمَرَ الْغَدَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَحْوَ هَذِهِ الْقِصَّةِ فَقَالَ لَهُ يَعْني لِأَبِي هُرَيْرَةَ فَمَا حَقُّ الْإِبِلِ؟ قَالَ: تُعْطِي الْكَرِيمَةَ، وَتَمْنَحُ الْغَزِيرَةَ، وَتُفْقِرُ الظَّهَرَ، وَتُطْرِقُ الْفَحْلَ، وَتَسْقِي اللَّبَنَ.

۱۶۶۱- جناب عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا کیا حق ہے؟ تو مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا اور مزید کہا: ”اس کا ڈول عاریتاً دے دینا۔“

۱۶۶۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ عُيَيْنَةَ بْنَ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا حَقُّ الْإِبِلِ؟ فَذَكَرَ نَحْوَهُ زَادَ: «وَأَعَارَهُ دَلْوَهَا».

☀ فائدہ: ”ڈول عاریتاً“ دینے سے مراد معروف پانی کھینچنے کا برتن ہو سکتا ہے۔ یہ بھی خیر میں تعاون کی ایک صورت ہے۔ اور یہ سب کام مستحب، مندوب اور فضیلت و شرف والے ہیں۔

۱۶۶۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کھجوروں کا پھل توڑنے والے سب لوگوں کو حکم دیا تھا کہ جو کوئی دس وسق کھجور کاٹے وہ ایک خوشہ مساکین کے لیے مسجد میں لٹکا دیا کرے۔

۱۶۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَانِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ مِنْ

۱۶۶۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزکوة، باب التغليظ في حبس الزکوة، ح: ۲۴۴۴ من حديث قتادة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۳۲۲، والحاكم ۴۰۳/۱، ووافقه الذهبي.

۱۶۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوة، باب إثم مانع الزکوة، ح: ۹۸۸ من حديث ابن جريج به.

۱۶۶۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد ۳/۳۵۹، ۳۶۰ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۶۹ * محمد بن إسحاق صرح بالسماح.

كُلُّ جَادٍّ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ يَقْنُو يُعَلَّقُ
فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَسَاكِينِ .

☀ فائدہ: یہ امر ارشاد و استحباب تھا (وجوب کے لیے نہیں)۔ عشر اس کے علاوہ ہوتا تھا جو کہ واجب ہے۔

۱۶۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الْخَزَاعِيُّ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا :
حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ
فَجَعَلَ يَصْرِفُهَا يَمِينًا وَشِمَالًا ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ كَانَ عَنْدَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ
فَلْيُعْذِ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهَرَ لَهُ ، وَمَنْ كَانَ
عِنْدَهُ فَضْلٌ زَادَ فَلْيُعْذِ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ
لَهُ» حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ [مِنَّا] فِي
الْفَضْلِ .

۱۶۶۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ
ایک آدمی اپنی اونٹنی پر آیا اور اسے دائیں بائیں گھمانے
لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاس کوئی زائد
سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری
نہ ہو۔ اور جس کے پاس کھانے پینے کی کوئی زائد چیز ہو
وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔“
(آپ کے اس ارشاد سے) ہم نے یہ سمجھا کہ ہمارے
زائد اموال میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔

☀ فوائد و مسائل: ① یہ اونٹنی والا جو اسے گھم رہا تھا شاید تھک گئی تھی اور چلنے سے عاجز تھی۔ اس شخص نے یہ انداز
اختیار کیا تا کہ نبی ﷺ دیکھ لیں اور کوئی دوسری عنایت فرمادیں۔ ② انتہائی ضرورت اور تنگی کے احوال میں زائد مال
محتاجوں تک پہنچانا جیسے کہ خط میں ہوتا ہے واجب ہے اور عام حالات میں مستحب اور مندوب ہے۔ اسی قسم کے
ارشادات کی بنا پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو غنی اور اصحاب وسعت تھے مال جمع رکھنے پر
تکرار کیا کرتے تھے۔

۱۶۶۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
۱۶۶۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

۱۶۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، اللقطة، باب استحباب المواساة بفضول المال، ح: ۱۷۲۸ من حديث أبي
الأشهب به .

۱۶۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۴۰۸/۱، ۴۰۹ من حديث يحيى بن يعلى به، وصححه على شرط
الشيخين، ووافقه الذهبي * غيلان بن جامع رواه عن عثمان بن عمير أبي اليقظان عن جعفر بن إياس عن مجاهد عن
ابن عباس به، البيهقي: ۸۲/۴ * وأبو اليقظان ضعيف مدلس، فalcلة مدمرة .

جب یہ آیت کریمہ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ نازل ہوئی تو اس سے مسلمانوں کو بہت گرائی ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہاری مشکل دور کرتا ہوں چنانچہ وہ سب آئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کے اصحاب کو یہ آیت بہت بھاری محسوس ہو رہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زکوۃ فرض ہی اس لیے کی ہے کہ اس سے تمہارا بقیہ مال پاک ہو جائے۔ اور وراثت اس لیے فرض فرمائی ہے کہ تمہارے بعد والوں کو ملے۔“ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: [اللہ اکبر] پھر آپ نے اس سے فرمایا: ”کیا میں تجھے خبر نہ دوں کہ وہ کیا بہترین چیز ہے جو انسان خزانہ بناتا ہے؟“ فرمایا: ”وہ نیک صالحہ بیوی ہے“ جب اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دئے اسے کوئی بات کہے تو مان لے اور جب وہ غائب ہو تو اس (کے گھر مال اور اپنی عفت کی حفاظت کرے۔“

باب: ۳۳- سائل کا حق

۱۶۶۵- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سائل کا حق ہے خواہ وہ گھوڑے ہی پر سوار ہو کر آئے۔“

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا غِبْلَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَّاسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ [التوبة: ۳۴] قَالَ: كَبُرَ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ عُمَرُ: أَنَا أَفْرَحُ عَنْكُمْ، فَأَنْطَلَقُوا فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّهُ كَبُرَ عَلَى أَصْحَابِكَ هَذِهِ الْآيَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّا لِيُطَيَّبَ مَا بَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ وَإِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيثَ لِتَكُونَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ» قَالَ: فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرٍ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ؟ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ؛ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتَهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ».

(المعجم ۳۳) - باب حق السائل

(التحفة ۳۴)

۱۶۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا مُضْعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنُ شُرَحْبِيلَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِلسَّائِلِ

۱۶۶۵- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۰۱ من حديث سفیان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۶۸، وأورده الضياء المقدسي في المختارة كما في "ذيل القول المسدد" للشيخ محمد صيغة الله المدراسي، ص: ۸۶، ح: ۱۰ * يعلى بن أبي يحيى وثقه ابن خزيمة، وابن حبان، وجهله أبو حاتم وغيره، فهو حسن الحديث، وللحديث شواهد كثيرة، منها مرسل زيد بن أسلم، رواه مالك عنه (الموطأ: ۲/ ۹۹۶، الصدقة، باب: ۱).

حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ .

۱۶۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ : حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت کیا۔
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ شَيْخٍ - قَالَ : رَأَيْتُ شَفِيَّانَ عِنْدَهُ - عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ ، عَنْ أَبِيهَا ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ .

☀ فائدہ: ایک مسلمان جس نے اپنی آبرو کو داؤ پر لگاتے ہوئے سوال کرنے کی عار کو قبول کر لیا ہو تو اسے بیک لفظ جھٹلا دینا مناسب نہیں۔ ممکن ہے وہ کسی اعتبار سے مستحق ہو، مثلاً بہت زیادہ عیال رکھتا ہو یا قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو یا اپنے وطن سے دور اور مسافر ہو یا کسی کا ضامن ہو وغیرہ کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ اس لیے بلا وجہ اس کی تکذیب و تحقیر نہ کی جائے بلکہ جو مناسب ہو تعاون کر دیا جائے اور نصیحت کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جائے جیسے کہ گذشتہ احادیث (۱۶۳۴ تا ۱۶۶۶) میں گزرا ہے۔



۱۶۶۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَجْدٍ ، عَنْ جَدِّهِ أُمِّ بَجْدٍ - وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ ! إِنَّ الْمَسْكِينِ لَيَقُومُ عَلَى بَابِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنْ لَمْ تَجِدِي لَهُ شَيْئًا تُعْطِيْنَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظُلْفًا مُخْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ فِي يَدِهِ» .

۱۶۶۷- حضرت امّ نجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی آپ پر رحمتیں نازل ہوں مسکین میرے دروازے پر آکھڑا ہوتا ہے اور میرے پاس اسے دینے کو کچھ نہیں ہوتا جو میں اسے دوں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تمہیں اسے دینے کو کچھ نہ ملے اور تمہارے پاس بکری کا جلا ہوا گھر ہی ہو تو وہی اس کے ہاتھ میں دے دو۔“

☀ فائدہ: مقصد یہ ہے کہ سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دو۔ خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ مگر پیشہ ور عادی سائل کا یہ حکم نہیں۔ پیشہ ور

۱۶۶۶- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق .

۱۶۶۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الزکوۃ، باب ما جاء في حق السائل، ح: ۶۶۵، والنسائي، ح: ۲۵۷۵ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۷۳، وابن حبان، ح: ۸۲۴، والحاكم، ۴۱۷/۱، ووافقه الذهبي .

گدا گروں کو دینا پیشہ گداگری کی حوصلہ افزائی ہے جو جرم ہے۔ تاہم جس کا پیشہ رہنا یقینی نہ ہو تو اس کی حسب استطاعت امداد کرنی چاہیے۔

(المعجم ۳۴) - باب الصَّدَقَةِ عَلَى أَهْلِ
الذَّمَّةِ (التحفة ۳۵)

۱۶۶۸- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ قریش کے ساتھ معاہدہ حدیبیہ کے دنوں میں میری والدہ میرے پاس (مدینے میں) آئی جب کہ وہ (اسلام کو) ناپسند کرتی تھی اور مشرک تھی۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ میرے ہاں آئی ہے اور (اسلام کو) ناپسند کرتی ہے اور مشرک ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا معاملہ کرو۔“

۱۶۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: قَدِمْتُ عَلَى أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَهِيَ رَاغِمَةٌ مُشْرِكَةٌ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِمَةٌ مُشْرِكَةٌ أَفَأَصِلُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ فَصِلِي أُمَّكِ».

☀ فائدہ: رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک سے پیش آنا اسلامی تعلیم کا لازمی حصہ اور مسلمانوں کا شعار ہے مگر اللہ فی اللہ گہری اور راز دارانہ محبت مسلمانوں ہی سے خاص ہے۔ کافروں کو یا کافر عزیروں کو فرض زکوۃ یا واجب صدقات نہیں دیے جاسکتے الا یہ کہ مؤلفۃ القلوب کے ضمن میں آتے ہوں۔ نفل صدقات دیئے میں کوئی حرج نہیں۔ خاص طور پر والدین کا تو حق ہے کہ اولاد ان پر خرچ کرے۔ کافر ہونا ان کا اپنا معاملہ ہے جو اللہ کے ساتھ ہے۔ سورہ لقمان میں ہے: ﴿وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان: ۱۵) ”اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا مت مان اور دنیا کے امور میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔“

(المعجم ۳۵) - باب مَا لَا يَجُوزُ مَنَعُهُ
(التحفة ۳۶)

۱۶۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، الْهَبَةُ وَفَضْلُهَا... الخ، باب الهدية للمشرکین، ح: ۲۶۲۰، ومسلم، الزکوۃ، باب فضل النفقة والصدقة على الأقرین... الخ، ح: ۱۰۰۳ من حدیث هشام بن عروہ ب۔
۱۶۶۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۸۰ من حدیث کہمس بہ، وسیأتی: ۳۴۷۶ * سیار بن ۴۴

۹۔ کتاب الزکوۃ

مساجد میں سوال کرنا.....؟

میرے والد نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت چاہی۔ اور وہ آپ کی قمیص اور آپ کے درمیان داخل ہو گئے اور آپ کا جسم چومنے اور اس سے لپٹنے لگے۔ پھر کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”پانی۔“ پھر پوچھا: اے اللہ کے نبی! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ فرمایا: ”نمک۔“ پھر پوچھا: اے اللہ کے نبی! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو بھلائی بھی تم کو دہ تمہارے لیے خیر ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ مَنْظُورٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ، عَنْ أَبِيهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيِّ ﷺ، فَدَخَلَ بَيْتَهُ وَبَيَّنَ قَمِيصَهُ، فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ». قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ؟ قَالَ: «الْمِلْحُ». قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنَعُهُ؟ قَالَ: «أَنْ تَقْعَلَ الْخَيْرَ، خَيْرٌ لَكَ».



326

☀️ فائدہ: پانی اور نمک ایسی عام اور کثیر الاستعمال اشیاء ہیں کہ ان سے بخل انتہائی بری صفت ہے۔ بالخصوص پانی جب بلا مشقت قدرتی ذرائع سے حاصل ہو رہا ہو مثلاً تالاب، چشمہ، نہر اور کنواں، البتہ ایسے مواقع جہاں پانی کے حصول میں محنت اور مال خرچ ہوا ہو تو مالک کو اختیار ہے لیکن صدقہ کرنا یقیناً افضل اور شرف کی بات ہے۔

باب: ۳۶۔ مساجد میں سوال کرنا.....؟ (المعجم ۳۶) - باب الْمَسْأَلَةِ فِي

الْمَسَاجِدِ (التحفة ۳۷)

۱۶۷۰- حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”کیا تم میں کوئی ہے جس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو؟“ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں مسجد میں داخل ہو رہا تھا تو میں نے ایک سائل کو سوال کرتے ہوئے دیکھا، میں نے (اپنے صاحبزادے) عبدالرحمن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا

۱۶۷۰- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ

منظور وأبوه مستوران، وثقهما ابن حبان وحده.

۱۶۷۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم ۱/۴۱۲ من حديث عبدالله بن بكر به، وصححه على شرط مسنم، ووافقه الذهبي * مبارك بن فضالة مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شاهد عند مسنم، ح: ۱۰۲۸ بعد حديث: ۲۳۸۷.

۹۔ کتاب الزکوۃ - اللہ عزوجل کے چہرے کا واسطہ دے کر سوال کرنا

أَطْلَعَمَ الْيَوْمَ مَسْكِينًا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: **پایا، تو وہ میں نے اس سے لے کر اس سائل کو دے دیا۔**
 دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا أَنَا بِسَائِلٍ يَسْأَلُ
 فَوَجَدْتُ كِسْرَةً خُبِزٍ فِي يَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 فَأَخَذْتُهَا مِنْهُ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ .

🌞 **فائدہ:** یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔ اس لیے سائل والا تصحیح ہے نہ اس سے مسئلۃ الباب کا اثبات یا اس کی نفی ہی ہوتی ہے۔ تاہم دوسرے دلائل سے مسجد میں دینی ضرورت کے لیے یا ضرورت مندوں کے لیے سوال کرنا ثابت ہے، البتہ یہ روایت ایک دوسرے انداز سے صحیح مسلم میں آئی ہے۔ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: ”آج تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہے؟“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے (رکھا ہے)۔ آپ نے پوچھا: ”آج تم میں سے کسی نے جنازے میں شرکت کی ہے؟“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ”تم میں سے آج کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ نے پھر پوچھا: ”تم میں سے کسی نے آج کسی بیمار کی مزار پر سی کی ہے؟“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس میں بھی یہ خوبیاں جمع ہوں گی وہ ضرور جنتی ہے۔“ (صحیح مسلم، الزکاة، حدیث: ۱۰۲۸)

(المعجم ۳۷) - **باب كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ**
بَوَّجَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ (التحفة ۳۸)
 باب: ۳۷ - ”اللہ عزوجل“ کے چہرے
 کا واسطہ دے کر سوال کرنا مکروہ ہے

۱۶۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْقَلُورِيُّ: **۱۶۷۱ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ**
 حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ **ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے چہرے کا واسطہ دے کر صرف**
 سُلَيْمَانَ بْنِ مُعَاذِ التَّمِيمِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ **جنت ہی کا سوال کیا جاسکتا ہے۔“**
 الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ **جنت ہی کا سوال کیا جاسکتا ہے۔“**
 ﷺ: «لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا الْجَنَّةُ» .

🌞 **ملاحظہ:** اس حدیث کی سند محل نظر ہے تاہم معنی واضح ہیں کہ جنت کے مقابلے میں دنیا اللہ کے ہاں پر کاہ بلکہ مجھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ اور ”اللہ کا چہرہ اور اس کا نام“ اپنی عظمت اور جلالت شان میں بے مثل و بے مثال ہے تو اسے دنیا جیسی حقیر چیز کے حصول کے لیے واسطہ بنانا مناسب نہیں چاہیے کہ اس کے واسطے سے عظیم چیز ”جنت“ ہی کا سوال کیا جائے۔ مابعد آنے والی حدیث اس کے مقابلے میں صحیح ہے اور اس میں رخصت ہے کہ سائل ”اللہ کے

۱۶۷۱ - **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل ۱۱۰۷/۳ عن أبي العباس القلوري به، وقال: "سليمان ابن قرقم * سليمان ضعيف، ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وأخرج له مسلم، (ح: ۴۶/۱۴۸۰) بمتابعة.

۹- کتاب الزکوۃ اللہ عزوجل کے چہرے کا واسطہ دے کر سوال کرنا

واسطے سے کوئی سوال کر سکتا ہے۔ اور اس حدیث میں [وجہ اللہ اللہ کی خاص صفت کی بات ہے جس سے مراد اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہی ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کی تاویل جائز ہے نہ تمثیل و تشبیہ و تعطیل۔ (واللہ اعلم) نیز دیکھیے: تعلیق الشیخ علامہ البانی رحمہ اللہ مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: ۱۹۴۳۔

(المعجم ۳۸) - باب عَطِيَّةٍ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ
عَزَّوَجَلَّ (التحفة ۳۹)

باب: ۳۸- جو شخص اللہ عزوجل کے نام پر سوال کرے اس کو دینا چاہیے

۱۶۷۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا [تُكَافِئُونَهُ] فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنْكُمْ قَدْ كَفَّائْتُمُوهُ».

۱۶۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے اس کو امان دو۔ اور جو شخص اللہ کے نام سے سوال کرے اس کو دو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اس کی دعوت قبول کرو۔ اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے اس کا بدلہ دو۔ اگر بدلہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ پاؤ تو اس کے حق میں دعا کرو یہاں تک کہ تم سمجھ لو کہ اس (کے احسان) کا بدلہ دے دیا ہے۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① اللہ کے نام کا واسطہ دے کر مانگنا جائز ہے۔ ② ایسے سائل کو دینے کا حکم اس لیے تاکید ہے کہ اس نے رب تعالیٰ کا عظیم واسطہ پیش کیا ہے اور اس نام کی عظمت کا لحاظ کرنا چاہیے۔ ③ محسن کے احسان کا بدلہ دینا بھی لازمی امر اور حسن اخلاق کا حصہ ہے۔ اگر کوئی مال وغیرہ نہ ہو تو محسن کو کثرت سے دعائے خیر دینی چاہیے۔ جیسے کہ جامع ترمذی کی حدیث میں آتا ہے: ”جس شخص پر کوئی احسان کیا گیا اور اس نے جواب میں [جزاک اللہ خیراً] ”اللہ تمہیں بہترین بدلہ دے۔“ کہہ دیا تو اس نے اس کی مدح میں بہت مبالغہ کیا۔“ (جامع الترمذی، البر والصلۃ، حدیث: ۲۰۳۵) ایک عظیم دعا ہے بشرطیکہ ایمان و یقین سے دی جائے۔

(المعجم ۳۹) - باب الرَّجُلُ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ (التحفة ۴۰)

باب: ۳۹- اگر کوئی اپنا سارا ہی مال صدقہ کرنا چاہے؟

۱۶۷۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۱۶۷۳- حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان

۱۶۷۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزکوۃ، من سأل بالله عزوجل، ح: ۲۵۶۸ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۷۱، والحاكم: ۱/۴۱۲ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * الأعمش عن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۱۶۷۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ۱۶۶۶ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن

۹۔ کتاب الزکوۃ۔ اگر کوئی اپنا سارا ہی مال صدقہ کرنا چاہے؟

کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا اس کے پاس انڈے کے برابر سونا تھا کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ ایک کان سے ملا ہے آپ اسے لے لیجئے یہ صدقہ ہے میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا تو وہ آپ کی دائیں جانب سے آیا اور پہلے کی طرح کہا۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ تو وہ آپ کی بائیں جانب سے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ پھر وہ آپ کے پیچھے سے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے وہ سونا لے کر پھینک دیا۔ اگر وہ اسے لگتا تو اس سے اس کو چوٹ لگتی بلکہ وہ اسے زخمی کر دیتا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اپنا سب مال لے کر آ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے۔ پھر لوگوں سے مانگنے بیٹھ جاتا ہے۔ بہترین صدقہ وہی ہے جو اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد دیا جائے۔“

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ بِمِثْلِ بَيْضَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَصَبْتُ هَذِهِ مِنْ مَعْدِنٍ فَخُذْهَا فَهِيَ صَدَقَةٌ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهَا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قَبْلِ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قَبْلِ رُكْنِهِ الْأَيْسَرِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ، فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَذَقَهُ بِهَا، فَلَوْ أَصَابَتْهُ لَأَوْجَعَتْهُ أَوْ لَعَقَرَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَأْتِي أَحَدُكُمْ بِمَا يَمْلِكُ فَيَقُولُ هَذِهِ صَدَقَةٌ، ثُمَّ يَقْعُدُ يَسْتَكْفِ النَّاسَ؟، خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غَنَى».

🌞 **ملوظہ:** اس روایت کا صرف آخری جملہ صحیح اور ثابت ہے اور آئندہ حدیث: ۱۶۷۶ میں آ رہا ہے۔ اس لیے یہ واقعہ توجیح نہیں ہے۔ لیکن اس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب قول کا مفہوم و معنی دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

۱۶۷۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۶۷۴۔ ابْنُ الْأَثَلِخِ نے اپنی مذکورہ سند سے اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔ اس میں مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم سے اپنا مال لے جاؤ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔“ (نبی ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا۔)

❖ خزیمہ، ح: ۲۴۴۱، والحاکم علی شرط مسلم: ۱/۴۱۳، ووافقه الذہبی ❖ ابن إسحاق عن عن وزعم الحافظ في "النكت على ابن الصلاح" (۱/۳۶۰) بأنه رآه، صرح بالسمع في مسند أبي يعلى، والله أعلم، ولو ثبت فالحديث حسن، وحديث "خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى" صحيح كما سبأتي، ح: ۱۶۷۶.

۱۶۷۴۔ **تخریج:** [ضعیف] انظر الحديث السابق، ورواه ابن خزيمة، ح: ۲۴۴۱ من حديث عبد الله بن إدريس به.

اگر کوئی اپنا سارا ہی مال صدقہ کرنا چاہے؟

☀️ فائدہ: ایسا صدقہ یا کوئی نیکی جو جذبات میں آ کر کی جائے مگر اس کے ظاہری اثرات اس کے کرنے والے کی برداشت سے باہر ہوں کہ بعد میں اس پر افسوس کرنے لگے یا وہ نیکی ہی اسے بری لگنے لگے تو یہ بہت بری کیفیت ہے۔ انسان کو پہلے سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے بالخصوص صدقات کے معاملے میں۔ اور کچھ نام نہاد صوفیاء میں یہ بات موجود ہے کہ پہلے اپنا سب کچھ لنگر میں دے دیتے ہیں پھر لوگوں سے بھرتا شروع کر دیتے ہیں..... وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مگر ایسے مخلصین جو اللہ پر کامل توکل رکھتے ہوں انہیں کسی ملال کا اندیشہ نہ ہو تو ان کے لیے اپنا تمام مال صدقہ کر دینے کی رخصت بھی ہے جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

۱۶۷۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ: سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ، فَأَمَرَ النَّبِيَّ ﷺ النَّاسَ أَنْ يَطْرَحُوا تِيَابًا، فَطَرَحُوا، فَأَمَرَ لَهُ مِنْهَا بِثَوْبَيْنِ، ثُمَّ حَثَّ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَجَاءَ فَطَرَحَ أَحَدَ الثَّوْبَيْنِ، فَصَاحَ بِهِ، وَقَالَ: «خُذْ ثَوْبَكَ».

۱۶۷۵- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا تو نبی ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ کپڑے دو (صدقہ کے طور پر) اور اس (آنے والے) کے بارے میں فرمایا کہ اسے دو کپڑے دے دو۔ آپ نے پھر (دوبارہ) صدقے کی ترغیب دی تو اس شخص نے بھی اپنا ایک کپڑا پھینک دیا۔ آپ نے اسے ڈانٹ کر فرمایا: ”اپنا کپڑا اٹھا لو۔“



☀️ فائدہ: اس کی وضاحت درج ذیل حدیث میں ہے۔

۱۶۷۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ خَيْرَ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غَنًى، أَوْ تَصَدَّقَ بِهِ عَنْ ظَهْرِ غَنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

۱۶۷۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ بہترین صدقہ وہ ہے جو غنا (لوگوں سے بے نیازی) کو باقی رہنے دے یا یہ کہ اس کیفیت میں صدقہ کیا جائے کہ خود محتاج اور ضرورت مند نہ ہو (بلکہ غنی ہو) اور ان سے شروع کرو جن کی کفالت کے تم ذمہ دار ہو۔“

۱۶۷۵- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الركنتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ۵۱۱، والنسائي، ح: ۲۵۳۷ من حديث محمد بن عجلان به، وهو صرح بالسماع عند الحميدي، ح: ۷۴۱.

۱۶۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، النفقات، باب وجوب النفقة على الأهل والعيال، ح: ۵۳۵۵ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في نسخة وكيع عن الأعمش: (۱۲).

۹۔ کتاب الزکوۃ

سارا مال صدقہ کر دینے کی رخصت

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد اگر انسان خود ہی اپنی بنیادی ضروریات کے پورا کرنے کے لیے دوسروں کا محتاج ہو جائے تو ایسا صدقہ ناپسندیدہ ہے۔ اس لیے بہترین صدقہ اسے قرار دیا گیا ہے کہ وہ دینے کے بعد انسان دوسروں کا محتاج نہ ہو۔

(المعجم ۴۰) - **باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ**
(التحفة ۴۱)

۱۶۷۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزَيْدُ ابْنُ خَالِدٍ بْنُ مَوْهَبِ الرَّمْلِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جُهْدُ الْمُقِلِّ، وَابْتِدَاءُ بِمَنْ تَعُولُ».

۱۶۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کم مال والے کا محنت مشقت کر کے دینا۔ اور شروع ان سے کرو جن کی کفالت کے تم ذمہ دار ہو۔“

فائدہ: جو شخص خود کفالت کی حالت میں ہو کہ تازہ مزدوری کر کے لائے اور پھر اسی میں سے صدقہ بھی کرے تو یہ اس کے ”اللہ والا“ ہونے کی عظیم دلیل ہے۔ ایسا شخص یقیناً کامل متوکل علی اللہ اور جنت کا حریص ہے۔ ایسا صدقہ اپنی ظاہری برکات بھی لاتا ہے مگر ساتھ ہی اس میں یہ تعلیم بھی ہے کہ اپنے زیر کفالت افراد سے شروع کیا جائے ان پر خرچ کرنے کا ہر اثواب ہے۔

۱۶۷۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ - وَهَذَا حَدِيثُهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ] يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ

۱۶۷۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر میرے پاس مال بھی تھا۔ چنانچہ میں نے (دل میں) کہا: اگر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لینا چاہوں تو آج لے سکتا ہوں۔ چنانچہ میں اپنا آدھا مال (آپ کی خدمت میں) لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

۱۶۷۷- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۳۵۸ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۴۴۴، ۲۴۵۱، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۴۱۴، ووافقه الذهبي.

۱۶۷۸- [تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب رجاء ﷺ أن يكون أبو بكر ممن يدعى من جميع أبواب الجنة، ح: ۳۶۷۵ من حديث الفضل بن دكين به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/۴۱۴، ووافقه الذهبي.

پوچھا: ”تم نے اپنے گھروالوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟“ میں نے کہا: اسی قدر (چھوڑ آیا ہوں) اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا کل مال (آپ کے پاس) لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”تم نے اپنے گھروالوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟“ کہا: میں نے ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ تب مجھے کہنا پڑا: میں کسی شے میں کبھی بھی ان سے نہیں بڑھ سکتا۔

ﷺ یَوْمًا أَنْ تَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذَلِكَ مَا لَا عِنْدِي، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبَقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَمِعْتُهُ يَوْمًا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» فَقُلْتُ: مِثْلَهُ. قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. قُلْتُ: لَا أَسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① جو حضرات متوکل اور دل کے غنی ہوں کہ کل مال صدقہ کرنے کی وجہ سے آنے والے فقر کو بخوشی قبول اور برداشت کر سکتے ہوں ان کو ایسے عمل کی رخصت ہے ورنہ عام لوگوں کے لیے وہی حکم ہے جو حدیث ۱۶۷۶ اور اس کے فائدے میں بیان ہوا ہے۔ نیز اس حدیث میں صاحبین کی فضیلت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا بیان ہے۔ ② یہ حدیث نیکی کے کاموں میں مسابقت اور مقابلہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔



باب: ۴۱- پانی پلانے کی فضیلت

(المعجم ۴۱) - بَابُ فِي فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ (التحفة ۴۲)

۱۶۷۹- حضرت سعد (بن عبادہ) رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک کون سا صدقہ زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانی۔“

۱۶۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعْدًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْجَبُ إِلَيْكَ؟ قَالَ: «الْمَاءُ».

۱۶۸۰- محمد بن عبد الرحیم اپنی سند سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔

۱۶۸۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزْرَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

۱۶۷۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ذكر الاختلاف على سفيان، ح: ۳۶۹۵، ۳۶۹۴، وابن ماجه، ح: ۳۶۸۴ من حديث قتادة به، وصححه ابن حبان، ح: ۸۵۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۴۱۴، وقال الذهبي: "لا، فإنه غير متصل" يعني سعيد بن المسيب لم يدرك سعد بن عبادة، وللحديث شواهد ضعيفة.

۱۶۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

وَالْحَسَنَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۱۶۸۱- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (میری والدہ) ام سعد فوت ہو گئی ہیں تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ (جو میں ان کی طرف سے کروں) آپ نے فرمایا: ”پانی۔“ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ (میری والدہ) ام سعد کی طرف سے ہے۔

۱۶۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ». قَالَ: فَحَفَرَ بَيْتًا وَقَالَ: هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ.

☀ فائدہ: مرنے والے کی طرف سے مذکورہ بالا انداز میں مالی صدقہ ایصالِ ثواب کی شاندار شروع مثال ہے۔ خود ساختہ رسوں، ریتوں اور بدعات نے صاف ستھرے پاکیزہ دین کو دھندلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ احادیث پانی کے صدقہ کی فضیلت بھی واضح کرتی ہیں کہ انسانوں، جانوروں، مسافروں اور نمازیوں وغیرہ کے لیے ضرورت کی جگہ پر اس کا اہتمام بڑے اجر کا کام ہے۔

۱۶۸۲- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے جبکہ وہ ننگا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی سبز پوشاک پہنائے گا۔ اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کھلایا جبکہ وہ بھوکا ہو تو اللہ اسے جنت کے پھلوں سے کھلائے گا۔ اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو پلایا جبکہ وہ پیاسا ہو تو اللہ اسے جنت کی خالص شراب سے پلائے گا۔“

۱۶۸۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْكَابَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ - الَّذِي كَانَ يَنْزِلُ فِي بَنِي دَالَانَ - عَنْ نُبَيْجٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ، كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلَى جُوعٍ، أَطْعَمَهُ اللَّهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقَى مُسْلِمًا عَلَى ظَمٍ، سَقَاهُ اللَّهُ عَرْوَجًا مِنَ الرَّحِيقِ الْمَخْتُومِ».

۱۶۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

۱۶۸۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۸۵/۴ من حديث أبي داود به * أبو خالد الدالاني مدلس وعنعن، وللحديث شاهد باطل وضعيف جدًا عند الترمذي، ح: ۲۴۴۹.

(المعجم ۴۲) - بَابُ: فِي الْمَنِيحَةِ

(التحفة ۴۳)

۱۶۸۳- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَيْسَى - وَهَذَا حَدِيثٌ مُسَدَّدٌ وَهُوَ أَتَمُّ - عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةٍ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَغْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ مَا يَعْمَلُ رَجُلٌ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصَدِيقَ مَوْعُودِهَا، إِلَّا أَذْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ».



قَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي حَدِيثِ مُسَدَّدٍ: قَالَ حَسَّانُ: فَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيحَةِ الْعَنْزِ: مِنْ رَدِّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَنَحْوِهِ، فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَةَ عَشَرَ خَصْلَةً.

دودھ کے لیے جانور ہدیہ کرنے کی فضیلت

دودھ کے لیے جانور ہدیہ کرنے کی فضیلت

۱۶۸۳- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چالیس خصلتوں میں سے سب سے اعلیٰ خصلت ”دودھ کی بکری“ ہدیہ کرنا ہے جو کوئی بندہ ان کے ثواب کی امید اور ان پر کیے گئے وعدے کی تصدیق کی بنا پر کسی ایک پر بھی عمل کر لے تو اللہ اسے اس کے سبب جنت میں داخل فرمائے گا۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسدد کی روایت میں حسان بن عطیہ نے کہا: ہم نے دودھ کی بکری کے ہدیہ کے علاوہ (دیگر اعمال مثلاً) سلام اور چھینک کا جواب دینا اور راستے سے اذیت والی چیز دور کرنا وغیرہ شمار کرنے کی کوشش کی مگر پندرہ خصلتوں تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ (معلوم نہیں وہ کون کون سی ہیں۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① [الْمَنِيحَةُ] یا [الْمَنِيحَةُ] اس جانور یا چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کو بطور عطیہ دی جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ جانور یا چیز کلی طور پر کسی کو دے دینا اور خود اس کی ملکیت سے دستبردار ہو جانا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ چیز اپنی ہی ملکیت میں رکھنا اور عارضی طور پر کسی کو استفادے کے لیے دے دینا اور پھر بعد میں واپس لے لینا۔ عطیہ [مَنِيحَةُ] کی یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اسی سے [منحة الورق] ہے چاندی یعنی روپیہ پیسہ بطور قرض دینا۔ [منحة اللبن] دودھ ہدیہ کرنا۔ یعنی اونٹنی، بکری یا گائے بھینس دودھ کے دنوں میں استفادے کے لیے دے دینا بڑی فضیلت کا کام ہے۔ ایسے ہی پھل کے دنوں میں کوئی پھل دار درخت کسی ضرورت مند کو دے

۹- کتاب الزکوۃ کیا بیوی اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے؟

دینا یا کاشت کے لیے زمین دے دینا۔ استفادے کے بعد یہ چیز اصل مالک کو لوٹ آتی ہے۔ ⑤ حدیث میں مذکور خصائل کے علاوہ ایمان کی شاخصیں جمعہ کے روز ساعت قبولیت اور لیلۃ القدر وغیرہ کو مخفی رکھا گیا ہے۔ حکمت یہ ہے کہ مسلمان ان کی طلب و تلاش میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے رہیں، کہیں ان مخصوص اعمال ہی میں محصور ہو کر نہ رہ جائیں۔

(المعجم ۴۳) - باب أَجْرُ الْخَازِنِ
(التحفة ۴۴)

۱۶۸۴- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ امانت دار خزانچی جو مالک کے حکم کے مطابق دل کی خوشی سے پورا پورا دے یہاں تک کہ جس کے متعلق کہا گیا ہے اسے دے دے وہ دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ (ایک اصل مالک جس نے دینے کا حکم دیا اور دوسرا یہ جس نے ادا کیا۔)

۱۶۸۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْخَازِنَ الْأَمِينَ الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُؤَفَّرًا طَيِّبَةً بِه نَفْسُهُ حَتَّى يَدْفَعَهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ».

🌞 فائدہ: ایسے خازن کے لیے مسلمان ہونے کے علاوہ چار شرطیں ذکر کی گئی ہیں۔ مالک کی اجازت، خوشی سے دینا، پورا پورا دینا اور اسے دینا جس کے بارے میں حکم دیا گیا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے والے کو اصل مالک کی ہدایات پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے، بغیر معقول عذر کے ان میں تبدیلی نہیں کرنی چاہیے۔

(المعجم ۴۴) - باب الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا (التحفة ۴۵)

۱۶۸۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ ۱۶۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیوی جب اپنے شوہر

۱۶۸۴- تخریج: أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد، ح: ۱۴۳۸، ومسلم، الزکوۃ، باب أجر الخازن الأمين... الخ، ح: ۱۰۲۳ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

۱۶۸۵- تخریج: أخرجه البخاري، الزکوۃ، باب من أمر خادمه بالصدقة ولم يناول بنفسه، ح: ۱۴۲۵، ومسلم، الزکوۃ، باب أجر الخازن الأمين... الخ، ح: ۱۰۲۴ من حديث منصور به.

۹- کتاب الزکوۃ

کیا بیوی اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے؟

مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرٌ مَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرٌ مَا اكْتَسَبَ وَلِخَازِنِهِ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجَرَ بَعْضٍ».

☀ فائدہ: شوہر کی صریح اجازت نہ بھی ہو تو اس کے مزاج، ذوق، عادت اور عرف سے سمجھی جاسکتی ہے۔ اور اس کے برعکس جہاں شوہر دینا چاہتا ہو مگر بیوی بخیل ہو..... اس کا حال خود سمجھا جاسکتا ہے۔

۱۶۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ حَيَّةٍ، عَنْ سَعْدِ قَالَ: لَمَّا بَايَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيلَةٌ كَانَتْهَا مِنْ نِسَاءٍ مُضَرٍّ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّا كُلُّ عَلِيٍّ أَبَانًا وَأَبْنَانًا. قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَأُرَى فِيهِ: وَأَزْوَاجُنَا فَمَا يَجِلُّ لَنَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ؟ قَالَ: «الرَّطْبُ تَأْكُلْنَهُ وَتُهْدِيَنَهُ».

قال أَبُو دَاوُدَ: الرَّطْبُ الْخُبْزُ وَالْبَقْلُ وَالرَّطْبُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَّا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ يُونُسَ.

۱۶۸۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو هَرِيرَةَ عَنْ مَرْوَةَ

۱۶۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ۱۴۷ من حديث عبد السلام بن حرب به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱۳۴/۴، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، رواية زياد بن جبير عن سعد مرسلة كما قال أبو زرعة وغيره.

۱۶۸۷- تخریج: أخرجه البخاري، النفقات، باب نفقة المرأة إذا غاب عنها زوجها، ح: ۵۳۶۰، ومسلم، ۴۴

کیا بیوی اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے؟

۹- کتاب الزکوۃ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کے کہے بغیر صدقہ دے تو اسے اس کے شوہر کا آدھا ثواب ہے۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① گھر کے مالیات کی ترتیب و تسبیح کہ آمد و خرچ کا توازن برقرار رہے شوہر کے واجبات میں سے ہے اس لیے عرف و عادت سے بڑھ کر صدقہ کرنے کے لیے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ صدقہ کر دینے کے بعد اگر شوہر راضی ہو تو بیوی کے لیے نصف اجر ہے۔ ② عرف و عادت سے مراد عیسایوں کو معمول کا سالن کھانا پہنچانا یا مسائل کو دینا ہے یا بعض اتفاقی امور ہیں۔

۱۶۸۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (سے پوچھا گیا کہ) کیا عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ دے (یا نہ دے)؟ انہوں نے کہا: نہیں! اپنے حصے کے خرچ سے دے سکتی ہے (جو شوہر نے اسے دیا ہو۔) اور اجر ان دونوں کے مابین ہوگا۔ اور اس کے لیے حلال نہیں کہ شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کرے۔

۱۶۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّارٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: فِي الْمَرْأَةِ تَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ قُوَّتِهَا وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا وَلَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَصَدَّقَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ گویا سابقہ حدیث ہمام کی تضعیف ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يُضَعِّفُ حَدِيثَ هَمَّامٍ.

🌞 فائدہ: صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا یہ آخری مقولہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے بلکہ کچھ میں ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا حدیث ہمام بن منہ بالکل عمدہ صحیح حدیث ہے۔ اسے امام بخاری و امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری، النفقات، حدیث: ۵۳۲۰، وصحیح مسلم، الزکاة، حدیث: ۱۰۲۶) اس حدیث کے ہوتے ہوئے ان کا اپنا فتویٰ (موقوف روایت) مرفوع صحیح حدیث کو کیونکر ضعیف کر سکتا ہے۔ ویسے مذکورہ حدیث اور

«الزکوۃ، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح: ۱۰۲۶ من حدیث عبدالرزاق بہ، وهو فی مصنفہ، ح: ۷۸۸۶، وصحفة ہمام بن منہ، ح: ۷۶».

۱۶۸۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱۹۳/۴ من حدیث أبي داود به * والحديث لا يدل على ضعف حدیث ہمام، لأن قوله: "والأجر بينهما" يدل على أن النصف له والنصف لهما، وهذا إن كان من غير أمره، وأما إن كان بأمره فالأجر لهما سواء.

ان کے اس فتویٰ میں توفیق و تطبیق بھی ممکن ہے کہ بیوی کو شوہر کی صریح اجازت کے بغیر عرف سے بڑھ کر صدقہ کرنا حلال نہیں کیونکہ اس سے گھر کی اخراجات کا نظام متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے ”اس پر گناہ ہوگا۔“ اور مرفوع روایت کے مطابق..... عدم اجازت کی صورت میں ”آدھا ملے گا“ بشرطیکہ معروف حد کے اندر اندر رہو۔

(المعجم ۴۵) - **بَابُ: فِي صَلَۃِ الرَّحِمِ**
(التحفة ۴۶)

باب: ۴۵- رشتے نالتے والوں کے ساتھ
میل جول اور حسن سلوک

۱۶۸۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا رب ہم سے ہمارے مال مانگتا ہے تو آپ گواہ رہیں کہ میں نے اپنی اریحاء والی زمین اللہ کے لیے دی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اپنے قربات داروں میں تقسیم کر دو۔“ چنانچہ انہوں نے اسے حسان بن ثابت اور ابی بن کعب میں تقسیم کر دیا۔

۱۶۸۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ - هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ۹۲] قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُرَى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فَإِنِّي أَشْهَدُكَ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي بَأَرِيحَاءَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلْهَا فِي قَرَابَتِكَ»، فَتَقَسَّمَهَا بَيْنَ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ.



امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے انصاری محمد بن عبد اللہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا نسب یوں ہے: ابو طلحہ: زید بن ہبل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار۔ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا نسب اس طرح ہے: حسان بن ثابت بن منذر بن حرام۔ ابو طلحہ اور حسان دونوں تیسرے باپ یعنی (پردادا) حرام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور ابی بن کعب کا نسب یہ ہے: ابی بن کعب بن قیس بن عتیک بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار۔ عمرو (بن مالک) ان

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي عَنِ الْأَنْصَارِيِّ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَبُو طَلْحَةَ: زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ مَنَاةَ بْنِ عَدِيٍّ ابْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ، وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامِ، يَجْتَمِعَانِ إِلَى حَرَامٍ وَهُوَ الْأَبُ الثَّلَاثُ، وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَتِيكَ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ

۱۶۸۹- تخریج: أخرجه مسلم، الزکوۃ، باب فضل الصدقة على الأقربين... الخ، ح: ۹۹۸ من حديث حماد بن سلمة به، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ۱۴۶۱، ۴۵۵۵.

۹- کتاب الزکوۃ

صلہ رحمی سے متعلق احکام و مسائل

النَّجَّارِ، فَعَمَّرُوا يَجْمَعُ حَسَنًا وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيًّا، قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: بَيْنَ أَبِي وَأَبِي طَلْحَةَ سِتَّةُ آبَاءَ.

تینوں کو جمع کرتا ہے۔ یعنی حسان، ابو طلحہ اور ابی کو۔ انصاری نے وضاحت کی کہ ابی اور ابو طلحہ میں چھ بپ میں جا کر رشتہ جڑتا ہے۔

☀️ فائدہ: کہاں یہ جاہلیت کہ چچا تائے کی اولاد آپس میں حریف گردانے جاتے ہوں اور کہاں یہ محبت والفت کہ پردادا بلکہ چھ بپ کی اولاد سے اس قدر حسن سلوک..... کہ قیمتی زمین ان کے نام لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال میں سچ فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ وَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (الأنفال: ۶۲-۶۳)

۱۶۹۰- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ فَأَعْتَقْتُهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «أَجْرَكَ اللَّهُ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَعْطَيْتَهَا أَخْوَالَكَ كَانَ أَكْبَرَ لَكَ». ۱۶۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّدَقَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عِنْدِي دِينَارٌ. قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى نَفْسِكَ». قَالَ: عِنْدِي آخَرُ قَالَ: «تَصَدَّقْ

۱۶۹۰- ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی میں نے اسے آزاد کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تجھے جزا دے گا تاہم تو اگر اسے اپنے ماموں کو دے دیتی تو تیرے لیے زیادہ ثواب ہوتا۔“

۱۶۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے آپ نے فرمایا: ”اپنی جان پر صدقہ کر۔“ کہنے لگا: میرے پاس دوسرا ہے۔ فرمایا: ”اپنے بچے پر صدقہ کر۔“ کہنے لگا: میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: ”اپنی بیوی پر صدقہ

۱۶۹۰- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، في الكبرى، ح: ۴۹۳۲ عن هناد بن السري به، وللحديث شاهد عند البخاري، ح: ۲۵۹۲، ومسلم، ح: ۹۹۹.

۱۶۹۱- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الزکوۃ، باب تفسير ذلك، ح: ۲۵۳۶ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ۲/ ۴۷۱، ۲۵۱، وصححه ابن حبان، ح: ۸۲۸، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۴۱۵، ووافقه الذهبي.

۹- کتاب الزکوۃ

صلہ رحمی سے متعلق احکام و مسائل

بِهٖ عَلٰی وَلَدِكَ. قال: عِنْدِي آخَرُ. قال: كَرِهَ لَفْظَ [زَوْجَتِكَ] يَا [زَوْجَكَ] فرمایا: کہنے لگا: «تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰی زَوْجَتِكَ»، اَوْ قال: كَرِهَ لَفْظَ [زَوْجَكَ]. قال: عِنْدِي آخَرُ. قال: كَرِهَ لَفْظَ [زَوْجَتِكَ] عِنْدِي آخَرُ. قال: «أَنْتَ أَبْصَرُ».

میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: «اپنے خادم پر صدقہ کر»۔ کہنے لگا میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: «تو اس کے متعلق بہتر جانتا ہے»۔ (کہ کہاں اور کس پر خرچ کرنا ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① اپنے آپ پر اور اپنے عزیزوں پر خرچ کرنے کو نبی ﷺ نے ”صدقہ“ سے تعبیر فرمایا ہے یعنی حسن نیت کی بنا پر ان لازمی اخراجات پر بھی انسان اللہ کے ہاں صدقے کا سا ثواب پاتا ہے۔ ② اور اس ترتیب میں ”اپنی جان“ کو اولیت اور اہمیت دی گئی ہے کیونکہ انسان کی اپنی صحت عمدہ اور قوی بحال ہوں گے تو دوسروں کے لیے بھی کوئی محنت مشقت کر سکے گا۔ ③ اہل خانہ کو بھی اشارہ ہے کہ کسب و مشقت کی بنا پر شوہر اور باپ کو اولیت اور اولویت حاصل ہے۔ ④ اور یہی حکم اس خاتون کا بھی ہوگا جس کے کندھوں پر گھر کا یا بچوں کا خرچہ آن پڑا ہو۔

۱۶۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبِ بْنِ جَابِرِ الْخِثْوَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُفِيَ بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَتَّقُوتُ».

۱۶۹۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان کے گناہ گار ہونے کیلئے یہی (عمل) کافی ہے کہ جن کے رزق و اخراجات کا یہ ذمہ دار ہو انہیں ضائع کر دے۔“



🌞 فائدہ: یعنی اپنے بیوی بچے جن کے اخراجات اس کے ذمے ہیں یا وہ افراد جو اس کے زیر کفالت ہوں مثلاً والدین یا دیگر عزیز یا نوکر خادم اور اس کے زیر انتظام ادارے کے ملازمین جنہیں یہ تنخواہ دیتا ہو اس قسم کے متعلقین کو ان کے مالی حقوق نہ دینا یا کم دینا یا بلاوجہ تاخیر کر کے دینا یا ان کو چھوڑ کر دوسروں پر صدقہ کرتے پھرنا اور ان کا خیال نہ رکھنا انہیں ضائع کرنے کے مترادف ہے اور گناہ ہے۔ انسانوں کے علاوہ زیر ملکیت جانوروں اور پرندوں کے حقوق مارنے پر بھی یہی وعید ہے۔ اس معنی و مفہوم کے ساتھ ساتھ اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان جس کی طرف سے اس کو رزق و خرچ مل رہا ہو اس کو ضائع کر دے..... یعنی اگر وہ خدمت کا حقدار ہے تو اس کی خدمت نہ کرے مثلاً بیوی کے لیے شوہر اور اولاد کے لیے باپ..... یا اس کا احسان مند نہ ہو مثلاً بھائی کے لیے بھائی۔ یا خواہ مخواہ اس میں عیب جوئی کرتے رہنا، کوئی تقصیر ہو جائے تو درگزر نہ کرنا وغیرہ کہ ان اسباب سے انسان کا وسیلہ رزق

۱۶۹۲- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۹۱۷۷ من حديث سفیان الثوري به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۴۲۲۶، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۴۱۵، ۵۰۰/ ۵۰۱، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق السبيعي صرح بالسماع عند الطيالسي، ح: ۲۲۸۱، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۹۹۶ عن عبد الله بن عمرو به.

قسم ہو جائے یا الفت و مودت اور صلہ رحمی کے روابط ختم ہو جائیں اور اسے ضائع کر بیٹھے تو یہ گناہ کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ فِذَاهُ اَبِي وَ اُمِّي کے اس قسم کے ارشادات آپ کے ”صاحبِ جوامع الکلم“ ہونے کی دلیل ہیں۔ [اللَّهُمَّ صَلِّ وَ بَارِكْ وَ سَلِّمْ عَلَيْهِ]

۱۶۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَ يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ - وَ هَذَا حَدِيثُهُ - قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ فِي رِزْقِهِ وَيُسَأَّ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ».

۱۶۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اس کا رزق فراخ اور عمر طویل ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے عزیز و اقارب سے میل ملاپ رکھے۔“

☀ فائدہ: اللہ عز و جل کا علم اٹل ہے اور اس نے ہر ہر انسان کی عمر اور تقدیر بھی لکھی ہوئی ہے مگر جیسا کہ علماء نے لکھا ہے کہ تقدیر کے دو پہلو ہیں۔ ایک وہ علم جو قطعی ہے اسے ”تقدیر مبرم“ کہتے ہیں اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ دوسرا وہ جس میں اللہ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں کے ساتھ مشروط (معلق) رکھا ہے۔ اس میں تبدیلی کی گنجائش ہوتی ہے مثلاً فرشتوں کو بتایا جاتا ہے کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہے لیکن اگر وہ صلہ رحمی جیسے اعمال حسنہ کرے تو اس کی عمر میں اتنا مزید اضافہ کر دیا جائے۔ مثلاً اس کی عمر نوے سال کر دی جائے۔ اسے تقدیر معلق کہتے ہیں اور یہ بھی پہلے ہی سے اللہ کے علم میں ہوتی ہے۔ اور اگر بندہ یہ اعمال نہ کرے تو اضافہ نہیں کیا جاتا اور یہ بھی رب تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے۔

۱۶۹۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالََا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : أَنَا الرَّحْمَنُ وَ هِيَ الرَّحْمُ شَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنْ اسْمِي، مَنْ وَصَلَهَا

۱۶۹۴- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں رحمن ہوں (بے انتہا رحم کرنے والا) اور یہ قرابت داریاں جسے کہ [رَحِمَ] کہتے ہیں اس کا لفظ میں نے اپنے نام سے نکالا ہے تو جو اپنے عزیز قرابت داروں سے میل جول رکھتا ہے (صلہ رحمی

۱۶۹۳- تخریج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، ح: ۲۵۵۷ من حديث عبد الله بن وهب، والبخاري، البيهقي، باب من أحب البسط في الرزق، ح: ۲۰۶۷ من حديث يونس بن يزيد به.

۱۶۹۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في قطيعة الرحم، ح: ۱۹۰۷ من حديث سفیان بن عیینة به، وقال: "صحیح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۸/ ۳۴۷، ۳۴۸، وانظر الحديث الآتي.

۹- کتاب الزکوۃ

وَصَلَّتهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَّهٗ» .

صلہ رحمی سے متعلق احکام و مسائل
کرتا ہے) میں اس سے جڑتا ہوں اور جو اس کو کاٹتا اور
توڑتا ہے میں اس سے کٹ جاتا ہوں۔“

۱۶۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ
الْعَسْقَلَانِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا
مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ، أَنَّ
الرَّدَّادَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عَوْفٍ ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ .

۱۶۹۵- محمد بن متوکل عسقلانی کی سند سے مروی
ہے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے
سنا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

۱۶۹۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ
مُطْعِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ :
« لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ » .

۱۶۹۶- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ
نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”قطع
رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

۱۶۹۷- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرِو
وَفِطْرِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرِو - قَالَ سُفْيَانُ ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ سَلِيمَانُ
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَرَفَعَهُ فِطْرٌ وَالْحَسَنُ -
قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « لَيْسَ الْوَاصِلُ
بِالْمُكَافِيءِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا
قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَّتْهَا » .

۱۶۹۷- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدلے میں میل ملاپ کرنے
والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا
وہ ہے جو توڑے جانے والے رشتے کو جوڑے۔“



☀ فائدہ: محض اولے بدلے میں اجر نہیں۔ لیکن اگر اللہ فی اللہ بدلہ دے تو ان شاء اللہ ماجور اور فضیلت کا کام ہے۔

۱۶۹۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۹۴ عن عبد الرزاق به، وهو في المصنف، ح: ۲۰۲۳۴، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۲۳، وللحديث شواهد.

۱۶۹۶- تخریج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، ح: ۲۵۵۶ من حديث سفیان بن عيينة، والبخاري، الأدب، باب إثم القاطع، ح: ۵۹۸۴ من حديث الزهري به.

۱۶۹۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: ليس الواصل بالمكافئ، ح: ۵۹۹۱ عن محمد بن كثير العبدی به.

﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ (الرحمن: ۶۰) اور صلہ رحمی پر جس اجر و فضیلت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اس صورت میں ہے کہ بندہ جب بنیادی طور پر اللہ پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل سے موصوف ہو۔

(المعجم ۴۶) - بَابُ فِي الشُّحِّ باب: ۴۶- حرص و بخل کی مذمت

(التحفة ۴۷)

۱۶۹۸- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «يَاكُمْ وَالشُّحُّ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخَلُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا، وَأَمَرَهُمْ بِالْفُجُورِ فَفَجَرُوا».

۱۶۹۸- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ”اپنے آپ کو حرص و بخل سے بچاؤ تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ (حرص نے) ان کو حکم دیا تو وہ بخل کرنے لگے، قطع رحمی کا حکم دیا تو قربت توڑ لی اور بدکاری کا حکم دیا تو بدکاری کرنے لگے۔“

☀️ فائدہ: عربی لغت میں [شُح] اس مرکب صفت کو کہتے ہیں جس میں حرص اور بخل دونوں جمع ہوں۔ اور یہ محض بخل سے زیادہ مذموم ہے کہ خرچ کے مقام پر خرچ نہ کرے بلکہ لینے کا حریص بنارہے اور پھر عزیز تعلق داروں میں یہ کیفیت اور بھی قابل مذمت ہے۔

۱۶۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: حَدَّثَنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ بَيْتَهُ، أَفَأَعْطِي مِنْهُ؟ قَالَ: «أَعْطِي وَلَا تُؤْكِي فَيُؤْكِي عَلَيْكَ».

۱۶۹۹- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بس وہی ہوتا ہے جو (میرے شوہر) زبیر گھر میں لے آئیں۔ تو کیا میں اس سے دے دیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”(اسماء!) دو اور باندھ باندھ کر مت رکھو! ورنہ تم پر بھی (تمہارا رزق) باندھ دیا جائے گا۔“

۱۶۹۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۵۹/۲ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۸۰، والحاكم: ۴۱۵/۱، ووافقه الذهبي.

۱۶۹۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في السخاء، ح: ۱۹۶۰ من حديث أيوب السخيتاني به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه البخاري، ح: ۱۴۳۳، ومسلم، ح: ۱۰۲۹ من حديث أسماء به، وانظر الحديث الآتي.

☀ فائدہ: یعنی گھر میں سے عام معمولات کے مطابق جیسے کہ خواتین گھر کی امین ہوتی اور اس کا انتظام چلاتی ہیں جو تھوڑا بہت میسر ہو صدقہ کر دیا کرو..... اس کی بہت برکات ہیں جبکہ بخلی ایک نحوست ہے۔ ”باندھ باندھ کر مت رکھو“ کا مطلب یہی ہے کہ نکل سے کام مت لو۔

۱۷۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتْ عِدَّةً مِنْ مَسَاكِينَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ غَيْرُهُ: أَوْ عِدَّةً مِنْ صَدَقَةٍ - فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْطِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصَى عَلَيْكَ».

۱۷۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کئی مساکین کو شمار کیا..... یا کئی صدقات گنوائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”(عائشہ!) دو اور گنوئیں ورنہ تمہیں بھی گن گن کر دیا جائے گا۔“

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

نعرہ: [لُقْطَه] (لام کے ضمہ اور قاف پر فتح یا سکون کے ساتھ) ”ہر محترم اور قابل حفاظت مال جو کسی ایسی جگہ پڑا ہو اے جہاں اس کا مالک معلوم نہ ہو اور چھوڑ دینے پر اس کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو“ لُقْطَه کہلاتا ہے۔ ”اگر یہ حیوان کی جنس سے ہو تو اسے [ضالہ] سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکم: ایسا مال بطور امانت اپنی تحویل میں لے لینا مستحب ہے جبکہ کچھ فقہاء واجب کہتے ہیں۔ لیکن اگر ضائع ہو جانے کا اندیشہ غالب ہو تو اسے تحویل میں لینا واجب ہے۔ اگر اس کا بحفاظت رکھنا ممکن ہو تو حفاظت سے رکھ کر اعلان کرے اگر وہ چیز بچ نہ سکتی ہو تو خرچ کر لے اور مالک کے ملنے پر اس کی قیمت ادا کر دے۔ آگے حدیث نمبر: ۱۷۱۱ اور ۱۷۱۳ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے مالک ملنے والی بکری کو ریوڑ میں شامل کرنے کا حکم دیا کیونکہ جسے ملی تھی اس کا ریوڑ تھا اور حدیث نمبر ۱۷۱۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”وہ تمہاری ہے۔“ صحیح بخاری کی روایت میں ہے: ”اسے لے لو وہ تمہاری ہے یا تمہارے کسی بھائی کی یا پھر بھیڑیے کی۔“ آپ نے بھیڑیے اور اس آدمی کو جسے ملی تھی، دونوں کی ایک جیسی حالت کی طرف

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

اشارہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آدمی کا ریوڑ نہ تھا اس لیے اس سے فرمایا: لے لو۔ ایسی چیزیں جو جلد خراب ہو جاتی ہیں Perishables ان کا کھالینا جائز ہے اور صحیح ترین قول کے مطابق ان کی واپسی کی بھی ضرورت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری، کتاب اللقطة: باب اذا وجد خشبة فی البحر او سوطا او نحوه) اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ اس کے دل میں اس کا مالک بن بیٹھنے کی حرص و طمع پیدا ہو سکتی ہے تو ایسی حالت میں تحویل میں لینا حرام ہے۔ یہ مال اٹھانے والے کے پاس امانت رہتا ہے۔ اور اس پر واجب ہے کہ ایسے مجمع عام میں جہاں اس کا مالک ملنے کا امکان زیادہ ہو، اعلان کرے۔ اعلان کرنے کی مدت متفقہ طور پر کم از کم ایک سال ہے۔ اگر اس کا مالک مل جائے اور خاص علامات جیسے نقدی یا دیگر قیمتی اشیاء کی صورت میں برتن، تھیلی، سر بند، عدد وزن یا ناپ وغیرہ بتا دے تو اسے واپس کرنا لازم ہے۔ اگر مالک نہ ملے تو اس مدت کے بعد اپنے استعمال میں لے آئے یا صدقہ کر دے اسے اختیار ہے۔ (مُلخص از فقہ السنۃ للسید سابق) اگر خرچ کر دینے کے بعد مالک آ گیا اور اس نے ٹھیک ٹھیک علامات بتادیں تو اسی قدر مال مالک کے حوالے کرنا ضروری ہوگا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۰) - كِتَابُ اللَّقْطَةِ (التحفة ۴)

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱: گری پڑی چیز اٹھائے تو اس کا اعلان کرنے کا حکم

(المعجم ۱) [- باب التَّعْرِيفِ بِاللَّقْطَةِ]
(التحفة ...)

۱۷۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا، فَقَالَ لِي: اطْرَحْهُ، فَقُلْتُ: لَا وَلَكِنْ إِنْ وَجَدْتُ صَاحِبَهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ، قَالَ: فَحَجَجْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى الْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ، فَقَالَ: وَجَدْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «عَرَفُهَا حَوْلًا»، فَعَرَفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: «عَرَفُهَا حَوْلًا»، فَعَرَفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ: «عَرَفُهَا حَوْلًا»، فَعَرَفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا، فَقَالَ: «أَحْفَظْ عَدَدَهَا، وَوَعَاءَهَا،

۱۷۰۱- حضرت سويد بن غفله رضي الله عنه کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا مجھے ایک چابک ملا (جو میں نے اٹھالیا) تو ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اسے پھینک دے۔ میں نے کہا: نہیں۔ اگر اس کا مالک مجھے مل گیا تو (اسے دوں گا) ورنہ اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ پھر میں حج کے لیے گیا اور مدینہ بھی آیا تو میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا انہوں نے کہا: مجھے ایک تھیلی ملی تھی جس میں سو دینار تھے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔“ چنانچہ میں ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہا۔ پھر آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سال (اور) اعلان کرو۔“ میں نے ایک سال اور اس کا اعلان کیا۔ پھر آپ کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا:

۱۷۰۱- أَخْبَرَهُ رَبُّ اللَّقْطَةِ بِالْعَلَامَةِ دَفْعَ إِلَيْهِ، ح: ۲۴۲۶، وَمُسْلِمٌ، اللَّقْطَةُ، بَابُ مَعْرِفَةِ الْعَفَاصِ وَالْوَكَاءِ وَحُكْمِ ضَالَّةِ الْغَنَمِ وَالْإِبِلِ، ح: ۱۷۲۳ مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ بِهِ.

۱۷۰۱- تخريج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب: إذا أخبر رب اللقطة بالعلامة دفع إليه، ح: ۲۴۲۶، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاس والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ۱۷۲۳ من حديث شعبة به.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

”ایک سال (اور) اعلان کرو۔“ میں نے ایک سال مزید اس کا اعلان کیا۔ پھر میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جو اسے جانتا ہو۔ تو آپ نے فرمایا: ”ان کی گنتی کو یاد رکھو اس کی تھیلی اور سر بند بھی۔ اگر اس کا مالک آجائے تو بہتر ورنہ ان سے فائدہ اٹھاؤ۔“ (سلمہ بن کہیل نے) کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ”اعلان کرنے کا حکم“ تین بار دیا یا ایک بار۔

وَوَكَاءَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا» وَقَالَ: وَلَا أَذْرِي أَثْلَاثًا قَالَ: «عَرَفْهَا» أَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً.

۱۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: «عَرَفْهَا حَوْلًا»، قَالَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: فَلَا أَذْرِي قَالَ لَهُ ذَلِكَ فِي سَنَةٍ أَوْ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ.

۱۷۰۳۔ شعبہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا (اس میں ہے آپ ﷺ نے) فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو“ آپ نے یہ بات تین دفعہ کہی۔ (سلمہ بن کہیل نے) کہا مجھے نہیں معلوم کہ اس کا مفہوم ایک سال میں تین بار اعلان کرنا تھا یا تین سال تک اعلان کرنا۔

فائدہ: راویوں کے اختلاف کی وجہ سے اعلان کرنے کی مدت میں بھی علماء کے درمیان اختلاف ہے، تاہم کم از کم ایک سال تک اعلان کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔

۱۷۰۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهِيلٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ فِي التَّعْرِيفِ: «قَالَ عَامِينَ أَوْ ثَلَاثَةً»، وَقَالَ: «اعْرِفْ عَدَدَهَا، وَوَعَاءَهَا وَوَكَاءَهَا»، زَادَ: «فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَعَرَفَ عَدَدَهَا، وَوَكَاءَهَا فَادْفَعَهَا إِلَيْهِ».

۱۷۰۳۔ سلمہ بن کہیل نے اپنی سند سے اسی کے ہم معنی بیان کیا اور اعلان کے بارے میں کہا: ”دو سال یا تین سال۔“ اور فرمایا: ”اس کی گنتی کر لو اس کی تھیلی اور اس کا سر بند خوب یاد رکھو۔“ مزید کہا: ”پھر اگر اس کا مالک آجائے اور اس کی گنتی بتا دے اور تھیلی کا سر بند بھی تو اس کے حوالے کر دینا۔“

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ یعنی ”اگر وہ ان کی گنتی بتا دے“ صرف حماد کی روایت میں ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَيْسَ يَقُولُ هَذِهِ الْكَلِمَةَ إِلَّا حَمَّادٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي «فَعَرَفَ

۱۷۰۲۔ تخریج: متفق علیہ من حدیث شعبہ بہ، وانظر الحديث السابق.

۱۷۰۳۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أبو عوانة: ۴/ ۳۱ من حدیث موسی بن إسماعیل عن حماد بن سلمة به.

گری پڑی گشتہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۰- کتاب اللقطة

عَدَدَهَا» .

۱۷۰۴- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پھر اس کا سر بند (بندھن) اور تھیلی (یا برتن جس میں وہ ہو) خوب یاد کر لو۔ اور اسے اپنے استعمال میں لے آؤ۔ اگر اس کا مالک آجائے تو اسے دے دو۔“ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گم شدہ بکری (کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟) آپ نے فرمایا: ”اسے لے لو۔ یہ تمہارے لیے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے۔“ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اور گشتہ اونٹ؟ اس پر آپ غصے میں آگئے حتیٰ کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے یا کہا کہ چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا: ”تمہیں اس سے کیا غرض؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا (پاؤں) ہے اور مشکیزہ ہے۔ (اس کے پیٹ میں پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش اور صلاحیت ہے) یہاں تک کہ اس کا مالک آجائے گا۔“

۱۷۰۵- جناب مالک نے اس حدیث کو اسی سند

سے اسی کے ہم معنی روایت کیا۔ اور مزید کہا: ”(اس کے

۱۷۰۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَغِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ اللَّقْطَةِ، فَقَالَ: «عَرَفَهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وَكَاءَهَا، وَعِفَّا صَهَا، ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَضَالَةُ الْغَنَمِ؟ فَقَالَ: «خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذَّبِّ»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَضَالَةُ الْإِبِلِ؟، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجَنَّتَاهُ، أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ: «مَالِكَ وَلَهَا؟، مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا رَبُّهَا».

۱۷۰۵- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا

ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ بِإِسْنَادِهِ

۱۷۰۴- تخریج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب إذا جاء صاحب اللقطة بعد سنة ردّها عليه لأنها وديعة عنده،

ح: ۲۴۳۶، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ۱۷۲۲ عن قتبية به.

۱۷۰۵- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق. وهو في الموطأ: ۷۵۷/۲ (يحيى، ح: ۱۵۲۰ بتحقيق) ومن

طريقه أخرجه البخاري، ح: ۲۴۲۹، ومسلم، ح: ۱۷۲۲.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

ساتھ) اس کا مشکیزہ ہے وہ پانی پر پہنچ کر پانی پی لے گا اور جھاڑیاں کھا کر گزرا کر لے گا۔“ اور گمشدہ بکری کے سلسلے میں [خُذْهَا] ”اسے لے لو“ کے لفظ روایت نہیں کیے اور گری پڑی چیز [لَقَطَةً] کے بارے میں فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پھر اگر اس کا مالک آجائے (تو بہتر) ورنہ تم جانو (یعنی اس کے مالک بن جاؤ۔)“ اور ”خرچ کر لینے۔“ کا ذکر نہیں کیا۔

وَمَعْنَاهُ، رَأَى: «سَقَاؤُهَا تَرَدُّ الْمَاءِ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ»، وَلَمْ يَقُلْ: «خُذْهَا» فِي ضَالَّةِ الشَّاءِ، وَقَالَ فِي اللَّقْطَةِ: «عَرَفَهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنُكَ بِهَا» وَلَمْ يَذْكُرْ «اسْتَنْفِقْ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: اسے ثوری، سلیمان بن بلال اور متاد بن سلمہ نے ربیعہ سے اسی کے مثل روایت کیا اور انہوں نے [خُذْهَا] کا لفظ نہیں کہا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ رَبِيعَةَ مِثْلَهُ، لَمْ يَقُولُوا: «خُذْهَا».



🌞 نوآمد و مسائل: ① بکری جیسا ضعیف جانور جو زیادہ بھوک پیاس برداشت نہیں کر سکتا اور دردوں وغیرہ سے دفاع نہیں کر سکتا اگر اسے قبضے میں نہ لیا جائے تو ضائع ہو جائے گا لہذا یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ اسے چھوڑا جائے مگر ادلت کا معاملہ اس سے مختلف ہے اس لیے جائز نہیں کہ انسان اس کو اپنے قبضے میں لے لے۔ الایہ کہ اندیشہ ہو کہ فاسق یا چور کو وغیرہ اڑالے جائیں گے یا یہ از خود دشمنوں کے علاقے میں چلا جائے گا تو محفوظ کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ بشرطیکہ ظن غالب یہ ہو کہ یہ جانور کسی مسلمان ہی کا ہے۔ واللہ اعلم۔ ② اس روایت میں راویوں نے [خُذْهَا] ”اسے لے لو“ اور [اسْتَنْفِقْ] ”اس سے فائدہ اٹھاؤ“ کے الفاظ بیان نہیں کیے جبکہ یہ الفاظ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، اللقطة، باب ضالة الغنم، حدیث: ۲۳۳۸)

۱۷۰۶۔ حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی اشیاء کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ اگر اس کا طلب کرنے والا آجائے تو اس کو دے دو ورنہ اس کی تھیلی (یا برتن) اور اس کا سر بند یاد رکھو پھر اسے کھا لو (اپنے استعمال میں لے آؤ) اس کے

۱۷۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَعْنِي، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ يَغْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَبَّلَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ: «عَرَفَهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ بِأَعْيَبِهَا».

www.KitaboSunnat.com

۱۷۰۶۔ تخریج: أخرجه مسلم، اللقطة، باب معرفة العفاس والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ۷/۱۷۲۲ من حديث الضحاک بن عثمان به.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

فَادَّهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ كُلِّهَا ، فَإِنْ جَاءَ بِاِغْيَاهَا فَادَّهَا إِلَيْهِ» .

🌞 فائدہ: یہ حکم گری پڑی چیز اٹھانے کے علاوہ بکری جیسے جانور کے بارے میں بھی ہے کہ اگر اسے کھالیا گیا ہو تو اس کا مالک آنے پر اس کی قیمت یا بدل دینا واجب ہے۔

۱۷۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ :

۱۷۰۷- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ اور ربیعہ کی حدیث کے مانند ذکر کیا۔ (سابقہ حدیث: ۱۷۰۳) کہا کہ آپ سے گری پڑی چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پس اگر اس کا مالک آجائے تو اس کے سپرد کر دو۔ نہیں تو اس کا بندھن اور برتن خوب یاد کر لو اور اسے اپنے مال میں شامل کر لو۔ پھر اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو دے دو۔“

حَدَّثَنِي أَبِي : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ أَبِيهِ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُتَّبِعِثِ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ، أَنَّهُ قَالَ : سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ رَبِيعَةَ ، قَالَ : وَسُئِلَ عَنِ اللَّقْطَةِ فَقَالَ : «تُعْرِفُهَا حَوْلًا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا دَفَعْتُهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا عَرَفْتُ وَكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ أَقْبَضَهَا فِي مَالِكَ فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادْفَعْتُهَا إِلَيْهِ» .

۱۷۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :

۱۷۰۸- یحییٰ بن سعید اور ربیعہ سے قتیبہ کی سند سے اسی کے ہم معنی مروی ہے۔ اس میں اضافہ ہے: ”اگر اس کا متلاشی آجائے اور اس کی تھیلی (یا برتن) اور اس کی گنتی (وغیرہ علامات) بتا دے تو وہ چیز اس کے سپرد کر دو۔“ اور حماد نے بھی عبید اللہ بن عمرو سے انہوں نے عمرو بن شعیب سے انہوں (عمرو) نے اپنے والد (شعیب) سے انہوں نے اپنے واوا (عبد اللہ بن عمرو بن عاص) سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔

عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَرَبِيعَةَ بِإِسْنَادٍ قُتَيْبَةَ وَمَعْنَاهُ ، زَادَ فِيهِ : «إِنْ جَاءَ بِاِغْيَاهَا فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَعَدَّهَا فَادْفَعْتُهَا إِلَيْهِ» وَقَالَ حَمَّادٌ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : مِثْلُهُ .

۱۷۰۷- تخریج : [صحیح] أخرجه النسائي في الكبرى ، ح : ۵۸۱۷ عن أحمد بن حفص به ، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان : ۴ ، وانظر ، ح : ۱۷۰۴ .
 ۱۷۰۸- تخریج : أخرجه مسلم ، ح : ۶ / ۱۷۲۲ من حديث حماد بن سلمة به ، وانظر الحديث السابق : ۱۷۰۴ .

گری پڑی گندہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ کا یہ اضافہ جو انہوں نے سلمہ بن کہیل، یحییٰ بن سعید، عبید اللہ بن عمر اور ربیعہ کی روایت میں ذکر کیا ہے یعنی ”اگر اس کا مالک آجائے اور اس چیز کی تھیلی (یا برتن) اور اس کا سر بند (علامات) بتادے تو اسے اس کے حوالے کر دو۔“ (اس سند کے ساتھ) یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ یعنی [فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا] اور عقبہ بن سوید کی حدیث جو ان کے والد سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ”ایک سال تک اعلان کرو۔“ نیز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ”ایک سال تک اعلان کرو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ الَّتِي زَادَ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ فِي حَدِيثِ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَرَبِيعَةَ: «إِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا فَادْفَعَهَا إِلَيْهِ» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، «فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا». وَحَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا قَالَ: «عَرَفَهَا سَنَةً» وَحَدِيثُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَرَفَهَا سَنَةً».



🌞 ملحوظہ: امام ابو داود رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ زید بن خالد جی رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں حماد بن سلمہ کا مذکورہ بالا اضافہ محفوظ نہیں و ہم ہے، سفیان ثوری اور زید بن ابی اسیہ اس اضافے میں ان کے متابع ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں وارد ہے۔ (منذری) (صحیح مسلم، اللقطة، حدیث: ۱۷۳۳) امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی روایت انہی الفاظ کے ساتھ دوسری سند سے بیان فرمائی ہے۔ (کتاب فی اللقطة: باب اذا لم يوجد صاحب اللقطة بعد سنة فہی لمن وجدھا) علاوہ ازیں اسی معنی پر مشتمل الفاظ ابو داود کی کتاب اللقطة میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں موجود اور محفوظ ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔

۱۷۰۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، الْمَعْنَى، عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ لُقْطَةً فَلْيُشْهَدْ ذَا

۱۷۰۹ - حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے کوئی گری پڑی چیز ملے تو اسے چاہیے کہ ایک یا دو عادل گواہ بنالے۔ اور چھپائے نہیں اور نہ غائب کرے پھر اگر اس کے مالک کو پائے تو اسے لوٹا دے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرما دیتا ہے۔“

۱۷۰۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللقطة، باب اللقطة، ح: ۲۵۰۵ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۶۹.

گری پڑی گشده چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۰۔ کتاب اللقطة

عَذْلٍ أَوْ ذَوِي عَذْلٍ وَلَا يَكْتُمُ وَلَا يُعَيِّبُ،
فَإِنْ وَجَدَ صَاحِبَهَا فَلْيَرُدَّهَا عَلَيْهِ وَإِلَّا فَهُوَ
مَالُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ.

🌞 فائدہ: گواہ بنانا نہ تو واجب ہے اور نہ ہر وقت ممکن ہی۔ لیکن یہ انتہائی پسندیدہ صورت ہے تاکہ انسان شیطانی
اُکسات سے محفوظ ہو جائے اور اُس کے دل میں اس کے مالک بن جانے کا وسوسہ پیدا نہ ہو۔ اس کے ذریعے سے
کئی دوسری باتوں سے بھی بچا جاسکتا ہے جیسے اس کے ورثاء اس کو ادا کرنے سے انکار نہ کر سکیں یا کوئی شخص مال کی
مقدار کے بارے میں اس پر تہمت نہ لگا سکے۔

۱۷۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ (درختوں
پر) لٹکتے پھل کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کسی
ضرورت مند نے اسے اپنے منہ سے کھا لیا ہو اپنے پلو
میں کچھ نہ باندھا ہو تو اس پر کچھ نہیں۔ لیکن جو وہاں سے
کچھ لے کر نکلے تو اس پر دو گنا جرمانہ ہے اور سزا۔ اور
جس نے اسے اس کے مخزن میں آجائے کے بعد چرایا تو
اگر وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہوا تو اس پر ہاتھ کئے
گا۔“ اور گشده بکری اور اونٹ کے بارے میں ویسے ہی
بیان کیا جیسے کہ دوسرے راویوں نے ذکر کیا ہے۔ اور
گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ”جو
تمہیں آباد راستوں اور بستوں میں سے ملے تو اس کا
ایک سال تک اعلان کرو۔ پس اگر اس کا ڈھونڈنے والا
آجائے تو اس کے حوالے کر دو ورنہ وہ تمہاری ہے۔ اور
جو کسی اجاڑ ویران جگہ سے ملے تو اس میں اور ایسے ہی
کوئی دفتین ملے تو اس میں خمس ہے۔“ (پانچواں حصہ
زکوٰۃ ہے۔)

۱۷۱۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
اللِّثُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ
شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ:
أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعْلَقِ؟ فَقَالَ: «مَنْ
أَصَابَ فِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ حُبْنَةً
فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ
غَرَامَةٌ مِثْلِيهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا
بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِيرُ فَلَبَّغَ ثَمَرُ الْمَجْنُونِ
فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ» وَذَكَرَ فِي ضَالَّةِ الْغَنَمِ وَالْإِبِلِ
كَمَا ذَكَرَ غَيْرُهُ. قَالَ: وَسُئِلَ عَنِ اللَّقْطَةِ
فَقَالَ: «مَا كَانَ مِنْهَا فِي طَرِيقِ الْمَيْتَاءِ أَوْ
الْقَرْيَةِ الْجَامِعَةِ فَعَرَفْتُهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ
طَالِبُهَا فَادْفَعُهَا إِلَيْهِ، فَإِنْ لَمْ يَأْتِ فَهِيَ
لَكَ، وَمَا كَانَ فِي الْخَرَابِ» يَعْنِي «فَقِيهَا
وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ».

۱۷۱۰۔ تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيهقي، باب ما جاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ۱۲۸۶،
والنسائي، ح: ۴۹۶۱ عن قتيبة به مختصراً، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۲۷، وقال الترمذي: "حسن".

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: ۱۷۱۱- عمرو بن شعیب نے اپنی اسی (مذکورہ بالا) سند سے اس حدیث کو روایت کیا اور گم شدہ بکری کے بارے میں اس کے لفظ ہیں [فَاجْمَعُهَا] ”یعنی اسے اپنی بکریوں کے ساتھ ملا لو۔“ قَالَ فِي ضَالَّةِ الشَّاءِ قَالَ: «فَاجْمَعُهَا».

☀ فائدہ: یعنی اس کی حفاظت کرتے اور اعلان کرتے رہو جب مال کمل جائے تو اس کے حوالے کر دو۔

۱۷۱۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ بِهَذَا بِإِسْنَادِهِ: وَقَالَ فِي ضَالَّةِ الْغَنَمِ: «لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذَّنْبِ، خُذْهَا قَطًّا». وَكَذَا قَالَ فِيهِ أَيُّوبُ وَيَعْقُوبُ ابْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «فَخُذْهَا».

۱۷۱۲- عمرو بن شعیب نے اسی سند سے روایت کیا۔ اور گمشدہ بکری کے سلسلے میں کہا: ”یہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لیے یا بھئیے کے لیے“ اسے لے لے اور بس۔“ اور اسی طرح اس روایت میں ایوب اور یعقوب بن عطاء نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے نبی ﷺ سے [فَخُذْهَا] کا لفظ بیان کیا ہے۔

☀ فائدہ: محدث یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب کے تین تلامذہ عبید اللہ بن اخنس، ایوب اور یعقوب بن عطاء صرف لفظ [فَخُذْهَا] بیان کرتے ہیں۔ اس پر مزید کوئی اضافہ نہیں کرتے جیسے کہ مندرجہ ذیل روایت میں ابن اخطب نے [فَاجْمَعُهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا بِأَغْيَهَا] ایک مفصل جملہ ذکر کیا ہے۔ (عون المعبود)

۱۷۱۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا: قَالَ فِي ضَالَّةِ الشَّاءِ: «فَاجْمَعُهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا بِأَغْيَهَا».

۱۷۱۳- ابن اخطب، عمرو بن شعیب سے وہ (عمرو) اپنے والد سے وہ اپنے دادا (عبد اللہ بن عمرو بن عاص) سے وہ نبی ﷺ سے یہی روایت کرتے ہیں تو ان کے لفظ ہیں: [فَاجْمَعُهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا بِأَغْيَهَا] ”اس کو اپنے مال کے ساتھ ملا لے حتیٰ کہ اس کا متلاشی آجائے۔“

۱۷۱۱- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۵۹۶ من حديث أبي أسامة به.

۱۷۱۲- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، ورواه النسائي، قطع السارق، باب الثمر المعلق يسرق، ح: ۴۹۶۰ من حديث أبي عوانة به.

۱۷۱۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۰۳ عن عبد الله بن إدريس به.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۱۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک دینار ملا۔ وہ اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے، حضرت فاطمہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ اللہ عزوجل کا رزق ہے۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ نے اس سے کھالیا۔ اس کے بعد آپ کے پاس ایک عورت آئی جو ایک دینار ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”علی! وہ دینار ادا کر دو۔“

۱۷۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ حَدَّثَهُ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَجَدَ دِينَارًا فَأَتَى بِهِ فَاطِمَةَ، فَسَأَلَتْ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «هُوَ رِزْقُ اللَّهِ»، فَأَكَلَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَكَلَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَشُدُّ الدِّينَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! أَدِّ الدِّينَارَ».

۱۷۱۵- بلال بن بکری عیسیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں ایک دینار ملا تو انہوں نے اس سے آخریدا آٹے والے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا تو اس نے دینار ان کو واپس کر دیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ لے لیا اور اس میں سے دو قیراط کاٹ کر ان کا گوشت خریدا۔

۱۷۱۵- حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بَلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهُ التَّقَطَ دِينَارًا فَاشْتَرَى بِهِ دَقِيقًا، فَعَرَفَهُ صَاحِبُ الدَّقِيقِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الدِّينَارَ، فَأَخَذَهُ عَلِيٌّ فَقَطَعَ مِنْهُ قِيرَاطَيْنِ فَاشْتَرَى بِهِ لَحْمًا.

۱۷۱۶- جناب سہل بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں (گھر میں) آئے تو (دیکھا کہ) حسن اور حضرت حسین رورہے ہیں۔ پوچھا یہ کیوں رورہے ہیں؟ کہا کہ بھوک کی وجہ سے رورہے ہیں۔ پس علی (گھر سے) نکل آئے تو (اتفاق سے)

۱۷۱۶- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ النَّيْسَبِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَحُسَيْنَ يَبْكِيَانِ،

۱۷۱۴- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۹۴/۶ من حديث ابن وهب به، وللحديث شواهد.

۱۷۱۵- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۹۴/۶ من حديث أبي داود به.

۱۷۱۶- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۹۴/۶ من حديث أبي داود به.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

بازار میں انہیں ایک دینار پڑا مل گیا تو وہ حضرت فاطمہ ؓ کے پاس آئے اور بتایا (کہ اس طرح سے ملا ہے۔) انہوں نے کہا: فلاں یہودی کے پاس جائیں اور ہمارے لیے آٹا لے آئیں۔ چنانچہ وہ یہودی کے پاس آئے اور اس سے آٹا خریدا۔ یہودی نے کہا: بھلا آپ اس شخص کے داماد ہیں جو اپنے آپ کو رسول اللہ کہتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! تو اس نے کہا: دینار اپنے پاس رکھیں اور آٹا لے جائیں۔ حضرت علی ؓ وہاں سے چلے اور حضرت فاطمہ کے پاس (آٹا) لے آئے اور ساری بات بتائی۔ انہوں نے کہا: فلاں قصاب کے پاس جائیں اور ایک درہم کا گوشت لے آئیں۔ چنانچہ وہ گئے اپنا دینار اس کے پاس رہن رکھا اور ایک درہم کا گوشت لے آئے۔ حضرت فاطمہ ؓ نے آٹا گوندھا، ہنڈیا چولہے پر رکھی، روٹی پکائی اور اپنے والد ﷺ کو بلا بھیجا۔ وہ ان کے ہاں تشریف لے آئے۔ تو حضرت فاطمہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو بتاؤں اگر آپ اسے حلال فرمائیں تو ہم اسے کھائیں گے اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیں گے اور اس کا حال اس طرح سے ہے۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: ”اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔“ چنانچہ سب نے کھا لیا۔ ابھی وہ اپنی جگہ (دستر خوان ہی) پر بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر اپنا گمشدہ دینار ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اسے بلایا گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: مجھ سے بازار میں (کہیں) گرا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! اس قصاب کے

فَقَالَ: مَا يُبْكِيهِمَا؟ قَالَتْ: الْجُوعُ، فَخَرَجَ عَلَيَّ فَوَجَدَ دِينَارًا بِالسُّوقِ، فَجَاءَ إِلَيَّ فَاطِمَةُ وَأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: اذْهَبْ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ فَخُذْ لَنَا دَقِيقًا فَجَاءَ الْيَهُودِيُّ فَاشْتَرَى بِهِ دَقِيقًا، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: أَنْتَ خَتَنُ هَذَا الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَخُذْ دِينَارَكَ وَلَكَ الدَّقِيقُ، فَخَرَجَ عَلَيَّ حَتَّى جَاءَ بِهِ فَاطِمَةُ فَأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: اذْهَبْ إِلَى فُلَانِ الْجَزَّارِ فَخُذْ لَنَا بِدِرْهَمٍ لَحْمًا، فَذَهَبَ فَرَهَنَ الدِّينَارَ بِدِرْهَمٍ لَحْمٍ فَجَاءَ بِهِ، فَعَجَنْتُ وَنَصَبْتُ وَخَبَزْتُ وَأَرْسَلْتُ إِلَيَّ أَبِيهَا، فَجَاءَهُمْ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَذْكُرُ لَكَ، فَإِنْ رَأَيْتَهُ لَنَا حَلَالًا أَكَلْنَاهُ وَأَكَلْتُ مَعَنَا: مِنْ شَأْنِهِ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: «كُلُوا بِسْمِ اللَّهِ»، فَأَكَلُوا، فَبَيْنَا هُمْ مَكَانَهُمْ إِذْ غُلَامٌ يَنْشُدُ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ الدِّينَارَ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَعِي لَهُ، فَسَأَلُهُ؟، فَقَالَ: سَقَطَ مِنِّي فِي السُّوقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَلِيُّ اذْهَبْ إِلَى الْجَزَّارِ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَكَ: أَرْسِلْ إِلَيَّ بِالدِّينَارِ وَدِرْهَمُكَ عَلَيَّ»، فَأَرْسَلَ بِهِ، فَدَفَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِ.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل
پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے
ہیں: وہ دینار میرے ہاں بھیج دو اور تمہارا درہم میرے
ذمے ہے۔“ چنانچہ اس نے دینار بھیج دیا۔ پھر رسول اللہ
ﷺ نے اسے اس غلام کے حوالے کر دیا۔

۱۷۱۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چھڑی 'ری'
کوڑا اور اس قسم کی چیزیں اٹھالینے کی رخصت دی تھی کہ
انسان ان سے فائدہ اٹھالے۔

۱۷۱۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ
عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ،
أَنَّهُ حَدَّثَهُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْعَصَا وَالْحَبْلِ
وَالسَّوْطِ وَأَشْبَاهِهِ يُلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ التَّعَمَّانُ بْنُ عَبْدِ
السَّلَامِ عَنِ الْمُغِيرَةِ أَبِي سَلَمَةَ بِإِسْنَادِهِ
وَرَوَاهُ شَبَابَةُ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ
أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانُوا لَمْ
يَذْكُرُوا النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے نعمان بن عبد
السلام نے مغیرہ (بن مسلم) ابوسلمہ سے اپنی سند سے
روایت کیا ہے۔ اور شبابہ نے مغیرہ بن مسلم سے انہوں
نے ابوالزبیر سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے۔ (کہا کہ وہ لوگ چھڑی، کوڑا وغیرہ اٹھالینے میں کوئی
حرج نہ سمجھتے تھے) اور نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ (موقوف
بیان کیا ہے۔)

☀ فائدہ: ابوالزبیر کی سے دو حضرات روایت کرتے ہیں۔ ایک مغیرہ بن زیاد ان سے یہی متن امام ابوداؤد نے ذکر
فرمایا ہے۔ دوسرے مغیرہ بن مسلم ابوسلمہ کی بیان کردہ روایت میں رسول اللہ ﷺ کی بجائے صحابی کے حوالے سے
یہی بات کہی گئی ہے۔ (عون المعبود) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب قائم کیا ہے:
”باب إذا وجد خشبة في البحر أو سوطاً أو نحوه“ یعنی جب کوئی شخص سمندر میں بہتی ہوئی لکڑی پائے یا
چابک یا اس جیسی (کوئی انتہائی کم قیمت) چیز اسے مل جائے۔ اور نیچے وہ حدیث لائے ہیں جس سے سمندر میں بہتی
ہوئی لکڑی کو ایندھن کے طور پر لے جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ

۱۷۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹۵/۶ من حديث أبي داود به * أبو الزبير لم يصرح بالسماع،
وله علة عند ابن عدي: ۲۳۵۳/۶.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

نے اس حدیث سے استنباط کر کے چابک کو شامل کیا ہے۔ (فتح الباری، کتاب اللقطة، باب مذکور) اس سے ثابت ہوا کہ امام ابو داود رحمہ اللہ کی بیان کردہ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں جو حکم بیان کیا گیا وہ دیگر دلائل کی وجہ سے صحیح ہے۔

۱۷۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَحْسَبُهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «ضَالَّةُ الْإِبِلِ الْمَكْتُومَةُ غَرَامَتُهَا وَمِثْلُهَا مَعَهَا».

۱۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”گمشدہ اونٹ پکڑنے والا اگر چھپالے تو اس پر جرمانہ ہے اور (مزید) اس کے ساتھ اس کا مثل بھی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① گمشدہ قیمتی چیز اٹھا کر چھپالینا حرام اور گناہ کا کام ہے۔ ② اس حدیث کی روشنی میں ایسے مجرم پر دو گنا جرمانہ ہے۔



۱۷۱۹۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ حَالِدٍ بن مَوْهَبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُقْطَةِ الْحَاجِّ. قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ ابْنُ وَهَبٍ: يَعْنِي فِي لُقْطَةِ الْحَاجِّ: «يَتْرُكُهَا حَتَّى يَجِدَهَا صَاحِبُهَا».

۱۷۱۹۔ حضرت عبد الرحمن بن عثمان تمیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کی گری پڑی چیزیں اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔ احمد نے روایت کیا کہ ابن وہب نے کہا: ”حاجی کی چیز پڑی رہنے دی جائے حتیٰ کہ اس کا مالک اسے پالے۔“

قال ابن مَوْهَبٍ عَنْ عَمْرُو. ابن مَوْهَب نے (اپنی سند میں) عَنْ عَمْرُو کہا ہے۔ (أَخْبَرَنِي عَمْرُو نہیں کہا۔)

🌞 فائدہ: رائج یہی ہے کہ حاجیوں کی گری پڑی اشیاء نہ اٹھائی جائیں تاکہ اس شہر کی حرمت اپنے وسیع تر معانی میں

۱۷۱۸۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۹۱/۶ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۱۸۵۹۹، وللحديث شواهد، وقع الشك في السند بين عكرمة وأبي هريرة، وعمر بن مسلم وهو غير الجندي، والله أعلم.

۱۷۱۹۔ تخریج: أخرجه مسلم، اللقطة، باب في لقطة الحاج، ح: ۱۷۲۴ من حديث ابن وهب به.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

قائم اور ثابت رہے تاہم اگر ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو رخصت ہے کہ اٹھائی جائے۔ جیسے کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع احادیث میں آیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری 'اللقطة' حدیث: ۲۳۳۳، ۲۳۳۴ و صحیح مسلم 'اللقطة' حدیث: ۱۷۲۳) اور خوب کثرت سے اعلان کرنا چاہیے۔ ممکن ہے یہ چیز کسی آفاقی حاجی کی ہو۔ نہ معلوم اسے دوبارہ یہاں آنا میسر بھی آتا ہے یا نہیں۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ چونکہ حجاج بڑی جلدی اپنے علاقوں کو واپس چلے جاتے ہیں اس لیے پورے سال تک اس کا اعلان ممکن نہیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ چیز نہ اٹھائی جائے اور اگر اٹھائی جائے تو بہت جلد اور بار بار اعلان کیا جائے۔

۱۷۲۰- ۱۷۲۰- منذر بن جریر کہتے ہیں کہ (میں اپنے والد)

جریر (بن عبد اللہ البجلي رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بوازق مقام میں تھا کہ چرواہا گائیں لے کر آیا۔ اور ان میں ایک گائے ان کی نہیں تھی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بس گایوں کے ساتھ مل گئی ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کس کی ہے۔ تو حضرت جریر نے کہا: اسے علیحدہ کر دو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”گم شدہ چیز کو کوئی [ضال] ”گمراہ انسان“ ہی لیتا ہے۔

۱۷۲۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ:

أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ جَرِيرٍ بِالْبَوَازِجِ فَجَاءَ الرَّاعِي بِالْبَقَرِ وَفِيهَا بَقَرَةٌ لَيْسَتْ مِنْهَا، فَقَالَ لَهُ جَرِيرٌ: مَا هَذِهِ؟ قَالَ: لَحِقَّتْ بِالْبَقَرِ لَا نَذْرِي لِمَنْ هِيَ، فَقَالَ جَرِيرٌ: أَخْرِجُوهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَأْوِي الضَّالَّةُ إِلَّا ضَالٌّ».

🌞 فوائد و مسائل: ① گمشدہ چیز اپنے قبضے میں لے کر چھپا لینے والا یا مالک بن بیٹھنے والا ضال اور گمراہ انسان ہے جبکہ اعلان کرنے والا ایسا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا خیال ہو کہ گائے اونٹ کی طرح ہے یہ جانور کھاپی کر گزارہ کر سکتا ہے اور چھوٹے موٹے درندے بھی اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتے تو اس لیے اس کا چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔ اس کا مالک اس کو خود ہی ڈھونڈ لے گا۔ ② ”بوازق الانبار“ بغداد کی بالائی جانب ایک علاقہ ہے جسے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا اور یہاں ان کے موالی رہتے تھے۔





حج و عمرہ کی اہمیت و فضیلت

[نُسُك] (نون اور سین دونوں کے ضمہ کے ساتھ) کے معنی ہیں ”وہ عبادت جو خاص اللہ عزوجل کا حق ہو۔“ [مَنْسِك] (میم کے فتح اور سین کے فتح یا کسرہ کے ساتھ) کا مفہوم ہے ”مقام عبادت“ اور مصدری معنی میں بھی آتا ہے۔ [مناسك] اس کی جمع ہے۔

نعرہ: ”حج“ کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کے ہیں، مگر اصطلاح شریعت میں معروف و معلوم آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ الحرام کا قصد حج کہلاتا ہے۔ ”عمرہ“ (بمعنی عبادت) میں بھی بیت اللہ کی زیارت ہوتی ہے، مگر حج ماہ ذوالحجہ کی تاریخوں کے ساتھ خاص ہے اور طواف و سعی کے علاوہ وقوف عرفہ اور دیگر اعمال اس میں شامل ہیں، جبکہ عمرہ میں صرف طواف اور سعی ہوتی ہے اور سال کے تمام دنوں میں اسے ادا کیا جاسکتا ہے۔

حکم: حج اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اس کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت (مالدار) عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت پر اسی طرح فرض ہے جس طرح پانچوں وقت کی نمازیں، رمضان کے روزے اور صاحب

نصاب شخص پر زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔ ان سب کی فرضیت میں کوئی فرق نہیں۔ لہذا جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا بلکہ اسے وقت اور پیسے کا ضیاع سمجھتا یا اس کا مذاق اڑاتا ہے جیسا کہ آج کل کے بعض متجددین، منکرین حدیث اور مادہ پرستوں کا نقطہ نظر ہے تو ایسا شخص کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ اور اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود محض سستی اور کاہلی یا اس قسم کے کسی اور عذر رنگ کی وجہ سے حج نہیں کرتا تو ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں، البتہ فاسق و فاجر اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ضرور ہے۔

حج کی اہمیت اس بات سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اس کی فرضیت کو بیان کیا ہے اور ایک بڑی سورت کا نام سورۃ الحج رکھا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ارادہ کرتا ہوں کہ شہروں میں اپنے اعمال (اہل کار) بھیجوں، وہ جا کر جائزہ لیں اور ہر اس شخص پر جو استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا، جزیہ مقرر کر دیں کیونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ (تلخیص الحبیبر: ۲۲۳/۲)

اسی طرح السنن الکبریٰ بیہقی میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قین بار فرمایا: جو شخص وسعت اور پر امن راستے کے باوجود حج نہیں کرتا اور مر جاتا ہے تو اس کے لیے برابر ہے چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور اگر استطاعت کے ہوتے ہوئے میں نے حج نہ کیا ہو تو مجھے حج کرنا، چھ یا سات غزوات میں شرکت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۳۲/۲)

لہذا ہمیں حج کی فرضیت و اہمیت اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ اکثر وہ مسلمان جو سرمایہ دار، زمین دار اور بینک بیلنس رکھتے ہیں لیکن اسلام کے اس عظیم رکن کی ادائیگی میں بلا وجہ تاخیر کے مرتکب ہو رہے ہیں، انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور فوراً توبہ کریں اور پہلی فرصت میں اس فرض کو ادا کریں۔

نبی اکرم ﷺ نے حج کی فضیلت کی بابت فرمایا: ”حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔“ (صحیح البخاری، العمرة، حدیث: ۱۷۷۳) حج مبرور وہ حج ہے جو مسنون طریقہ اور شرعی تقاضوں کے عین مطابق کیا گیا ہو اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی گئی ہو۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے



۱۶- کتاب المناسک حج و عمرہ کی اہمیت و فضیلت

اللہ کے لیے حج کیا اس دوران میں اس نے کوئی فحش گوئی کی نہ کوئی برا کام تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف واپس لوٹے گا جس طرح وہ اس وقت تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔“ (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۵۲۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کے عظیم اجر و ثواب کا مستحق صرف وہ شخص ہے جس نے دوران حج میں زبان سے کوئی بے ہودہ بات کی نہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء آنکھوں کانوں وغیرہ سے کوئی برا کام کیا۔

عمرہ کی لغوی تعریف: حج کی طرح عمرہ بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔ لغت میں اس کے معنی ”ارادہ اور زیارت“ کے ہیں کیونکہ اس میں بیت اللہ کا ارادہ اور زیارت کی جاتی ہے۔ مگر اصطلاح شریعت میں میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنا اور سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا عمرہ کہلاتا ہے۔ اسلام میں عمرہ کی بھی بڑی اہمیت و فضیلت ہے اکثر علماء کے نزدیک گویہ فرض یا واجب نہیں مگر جب اس کا احرام باندھ لیا جائے تو حج کی طرح اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نیل الاوطار: ۳/۳۱۴، ۳۱۵) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا: ﴿وَاتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ (البقرہ: ۱۹۶) ”اللہ کے لیے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔“ (صحیح البخاری، العمرہ، حدیث: ۱۷۷۳) عام دنوں کی نسبت رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔“ (صحیح البخاری، جزاء الصيد، حدیث: ۱۸۶۳)

حج اور عمرہ سے متعلق مفصل احکام و مسائل اردو میں کتاب ”مسنون حج اور عمرہ“ (مطبوعہ دارالسلام) میں ملاحظہ فرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۱) - كِتَابُ الْمَنَاسِكِ (التحفة ۵)

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

باب ۱: حج فرض ہے

(المعجم ۱) - باب فَرَضِ الْحَجِّ

(التحفة ۱)



۱۷۲۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا حج ہر سال ہے یا ایک ہی بار؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں! ایک ہی بار ہے اور جو اس سے زیادہ کرے تو وہ نفل ہے۔“

۱۷۲۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْحَجُّ فِي كُلِّ سَنَةٍ أَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً؟ قَالَ: «بَلْ مَرَّةً وَاحِدَةً، فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ راوی حدیث (ابو سنان) یہ ابو سنان الدؤلی ہیں۔ عبد الجلیل بن حمید اور سلیمان بن کثیر سبھی زہری سے (ابو سنان) ذکر کرتے ہیں۔ صرف عقیل ”سنان“ کہتے ہیں۔ (ابو سنان نہیں کہتے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ أَبُو سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ، كَذَا قَالَ عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ، وَسَلِّمَانُ بْنُ كَثِيرٍ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ عَقِيلٌ عَنْ سِنَانٍ.

۱۷۲۱- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب وجوب الحج، ح: ۲۶۲۱ من حديث الزهري به، وعبد الجليل أيضًا، وصححه الحاكم ۱/ ۴۴۱، ووافقه الذهبي، وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۳۳۷.

۱۷۲۲- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْعَزِيزُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ
ابْنِ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ فِي
حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «هَذِهِ ثُمَّ ظُهُورُ الْحُضَرِ».

۱۷۲۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ
لَا مَرَأَةً مُسْلِمَةً تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا
رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا».

فائدہ: یہ دلیل ہے کہ حج ایک ہی بار فرض ہے۔ علاوہ ازیں نفل ہے۔ تاہم حج و عمرہ بار بار کرنے کی ترغیب بھی
آئی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے ”حج اور عمرہ بار بار کرو بلاشبہ یہ فقیری اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے
سونے اور چاندی کا میل کچل دور کر دیتی ہے اور پاک صاف حج کا ثواب جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ (جامع
ترمذی، المناسک حدیث: ۸۱۰۰ و سنن نسائی حدیث: ۲۶۳۱)

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ تَحُجُّ
بِغَيْرِ مَحْرَمٍ (التحفة ۲)

۱۷۲۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ
الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ
لَا مَرَأَةً مُسْلِمَةً تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا
رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا».

۱۷۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان خاتون کو اپنے
کسی محرم کی معیت کے بغیر ایک رات کا سفر بھی حلال
نہیں ہے۔“

فوائد و مسائل: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ کوئی عورت ایک رات کا سفر بھی محرم کے بغیر نہیں کر سکتی
خواہ یہ حج جیسا مبارک سفر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر بالفرض کسی خاتون کو کوئی سا بھی محرم میسر نہ ہو تو وہ حج کے لیے ”لازمی
استطاعت“ سے خارج ہے اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے (نیل الاوطار ۳: ۳۲۳) تاہم بعض
علماء مخصوص حالات میں مخصوص شرائط کے ساتھ عورت کو محرم کے بغیر حج کی اجازت دیتے ہیں۔ مثلاً عمر رسیدہ خاتون
جس کی جوانی ڈھل چکی ہو وہ ایسے قابل اعتماد قافلے کے ساتھ سفر حج اختیار کر سکتی ہے جس میں قابل اعتماد خواتین بھی

۱۷۲۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۱۸/۵ من حديث عبدالعزيز الدراودي به، وصححه الحافظ في
الفتح: ۷۴۰/۴.

۱۷۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى الحج وغيره، ح: ۱۳۳۹ عن قتبية به.

ہوں۔ ⑤ محرم وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لیے عورت کا نکاح کرنا حرام ہو جیسے باپ، دادا، چچا، تایا، ماموں، بھانجا، بھتیجا، بیٹا، سر وغیرہ۔

۱۷۲۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ وَالتَّفَيْلِيُّ عَنْ مَالِكٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ - قَالَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ ثُمَّ اتَّفَقُوا - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : « لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً . فَذَكَرَ مَعْنَاهُ . قَالَ التَّفَيْلِيُّ : حَدَّثَنَا مَالِكٌ .

۱۷۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کیلئے حلال نہیں کہ ایک دن اور رات کا سفر کرے۔“ اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔ (یعنی اس کا محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے)

نفیلی نے [عَنْ مَالِكٍ] کی بجائے تحدیث کی صراحت کرتے ہوئے [حَدَّثَنَا مَالِكٌ] کہا ہے۔
امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ نفیلی اور قعنبی نے (سند میں سعید بن ابی سعید کے بعد) [عن ابیه] نہیں کہا۔ نیز ابن وہب اور عثمان بن عمر بھی جناب مالک سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے کہ قعنبی نے کہا ہے۔ (عن ابیه کے بغیر۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَلَمْ يَذْكُرِ التَّفَيْلِيُّ وَالْقَعْنَبِيُّ : عَنْ أَبِيهِ ، رَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَالِكٍ كَمَا قَالَ الْقَعْنَبِيُّ .

🌞 توضیح: جناب سعید مقبری کو اپنے والد کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی سماع حاصل ہے۔ اس لیے دونوں ہی سندیں صحیح ہیں۔ (نووی)

۱۷۲۵- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى عَنْ جَرِيرٍ ، عَنْ سُهَيْلٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ

۱۷۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا، مگر [بَرِيدًا] کا لفظ کہا۔ (یعنی کسی مسلمان

۱۷۲۴- تخریج: أخرجه مسلم أيضًا، ح: ۱۳۳۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۷۸/۲، وعلقه البخاري، التفسير، باب: في كم يقصر الصلوة؟، ح: ۱۰۸۸ .

۱۷۲۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۵۲۶ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وانظر الحديث السابق .

۱۱- کتاب المناسک اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل
 اللہ ﷻ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: عورت کو اپنے محرم کے بغیر ایک برید کا سفر بھی حلال
 نہیں۔) (بریداً)۔

☀ توضیح: یہ برید والی روایت بعض ائمہ کے نزدیک شاذ ہے۔ اور ایک [برید] چار فرسخ کا اور ایک فرسخ تین میل کا
 ہوتا ہے۔ (برید بارہ میل کا ہوا) جو کہ بعض علماء کے نزدیک آدھے دن کی مسافت ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ان ائمہ
 کے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے مختصر سفر کرنا جائز ہوگا جب کہ دوسرے ائمہ کے نزدیک مطلقاً عورت کا بغیر محرم کے
 سفر کرنا ناجائز ہوگا۔

۱۷۲۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
 وَهَنَادٌ، أَنَّ أَبَا مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعًا حَدَّثَاهُمَا عَنْ
 الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ
 لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ
 سَفَرًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا
 أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ ابْنُهَا أَوْ ذُو
 مَحْرَمٍ مِثْلُهَا»۔

۱۷۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي
 نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا
 تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ»۔

۱۷۲۷- أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، الْحَجَّ، بَابُ سَفَرِ الْمَرْأَةِ مَعَ مَحْرَمٍ إِلَى حِجٍّ وَغَيْرِهِ، ح: ۱۳۴۰ مِنْ حَدِيثِ أَبِي
 مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرِ بِهِ۔

۱۷۲۷- أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ، التَّقْصِيرُ، بَابُ: فِي كَيْفِ يَقْصُرُ الصَّلَاةُ؟، ح: ۱۰۸۷، وَمُسْلِمٌ، الْحَجَّ،
 ح: ۱۳۳۸ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ بِهِ۔

☀ فائدہ: مذکورہ بالا یادگیر احادیث میں وقت یا مسافت کی تحدید کا ذکر ایک اتفاقی بیان ہے جو مختلف اوقات میں
 مختلف سائلین کو بتایا گیا۔ اور ان سب کا مفہوم واضح ہے کہ مسلمان متقی خاتون کو اپنے محرم کی معیت کے بغیر سفر کرنا
 حرام ہے۔ دور حاضر کے احوال و ظروف کیسے بھی ہوں شریعت کا قانون اٹل ہے۔ مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے
 آپ کو اس شریعت کا پابند بنائے نہ کہ حیل و حجت سے شریعت کو بدلنے کی کوشش کرے۔ واللہ المستعان۔

۱۷۲۶- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح: ۱۳۴۰ من حديث أبي
 معاوية الضرير به۔

۱۷۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: في كم يقصر الصلوة؟، ح: ۱۰۸۷، ومسلم، الحج،
 ح: ۱۳۳۸ من حديث يحيى بن سعيد القطان به۔

۱۷۲۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُرِدُّ مَوْلَاةَ لَهُ يُقَالُ لَهَا: صَفِيَّةُ، تُسَافِرُ مَعَهُ إِلَى مَكَّةَ.

۱۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی لونڈی کو اپنے ساتھ بٹھا کر لے جاتے تھے۔ اس کا نام صفیہ تھا۔ وہ ان کے ساتھ مکہ کا سفر کرتی تھی۔

☀ فائدہ: مالک لونڈی کے لیے خاوند کے حکم میں ہوتا ہے۔

(المعجم ۳) - بَابُ: لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ (التحفة ۳)

باب: ۳- اسلام میں [صَرُورَةَ] نہیں ہے

۱۷۲۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَبَّانَ الْأَحْمَرَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ، يَعْنِي ابْنَ أَبِي خَوَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ».

۱۷۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں ”صَرُورَةَ“ نہیں ہے۔“ (کوئی شخص باوجود استطاعت کے حج کرنے سے اعراض کر لے۔)

☀ ملاحظہ: ”عمر بن عطاء یعنی ابن ابی خوار“ ضعیف“ راوی ہے کئی ایک نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ [صَرُورَةَ] (صاد کے فقرے کے ساتھ) کے ایک معنی تو یہی ہیں جو ذکر ہوئے دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہیں کہ کوئی راہبوں کے سے انداز میں زندگی گزارے اور نکاح نہ کرے۔ یہ اسلام میں نہیں ہے۔

(المعجم . . .) - بَابُ التَّزَوُّدِ فِي الْحَجِّ باب: حج میں زاد راہ لے کر جانے کی تاکید (التحفة ۴)

۱۷۳۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَاتِ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ مَرْوَى

۱۷۲۸- تخريج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲۲۶/۵ من حديث أبي داود به: سفیان الثوري، تابعه عقبه بن خالد.

۱۷۲۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۱۲/۱ من حديث ابن جريج به، حقق أحمد، وابن معين وغيرهما بأن في السند: "عمر بن عطاء بن وراز" وهو ضعيف، وجاء عند الطبراني في الكبير: ۱۱/۲۳۵، ح: ۱۱۵۹۵ "ابن أبي الخوار" وروى الطحاوي في مشكل الآثار: ۱۱۱/۲، ۱۱۲، ح: ۱۶۳۵، ۱۶۳۷ بإسناد صحيح عن ابن عباس قال: "لا ضرورة في الإسلام".

۱۷۳۰- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: "وتزودوا فإن خير الزاد التقوى"، ح: ۱۵۲۳ من حديث شبابة به.

۱۱- کتاب المناسک اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

يَعْنِي أَبَا مَسْعُودٍ الرَّازِيَّ، وَمُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيَّ، وَهَذَا لَفْظُهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوا يَحُجُّونَ وَلَا يَتَزَوَّدُونَ - قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ أَوْ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يَحُجُّونَ وَلَا يَتَزَوَّدُونَ - وَيَقُولُونَ: نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾ [البقرة: ۱۹۷] .

لوگ حج کو آتے مگر زاد راہ ساتھ نہ لاتے تھے..... ابو مسعود نے کہا کہ اہل یمن یا کچھ اہل یمن حج کے لیے آتے مگر زاد راہ ساتھ نہ لاتے..... اور کہتے کہ ہم متوکل لوگ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾ (یعنی اخراجات سفر) ساتھ لے کر چلو اس لیے کہ بہترین توشہ تقویٰ (سوال سے بچنا) ہے۔“

☀ فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ سفر حج میں کھانے پینے اور اقامت کے علاوہ دیگر تمام لوازم کے اخراجات لے کر آیا کرو۔ ان کے بغیر نکل کھڑے ہونا اور پھر لوگوں کی طرف دیکھنا یا سوال کرتے پھرتا اور اس کا نام توکل رکھنا بالکل غلط ہے۔ توکل کے مفہوم میں یہ ہے کہ مشروع اسباب اختیار کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کیا جائے۔ تاہم کچھ احادیث سے یہ معنی ضرور ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس انداز میں اسباب ترک کر دیتا ہے کہ اسباب یا مخلوق کی طرف اس کی نظر قطعانہ جائے تو اسے بھی متوکل کہا گیا ہے مگر یہ از حد مشکل مقام ہے۔

(المعجم ۴) - باب التَّجَارَةِ فِي الْحَجِّ باب: ۴- دوران حج میں تجارت جائز ہے (التحفة ۵)

۱۷۳۱- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾ [البقرة: ۱۹۸] قَالَ: كَانُوا لَا يَتَجَرَّوْنَ بِحِسْبَى فَأَمَرُوا بِالتَّجَارَةِ إِذَا أَفَاضُوا مِنْ عَرَفَاتٍ.

۱۷۳۱- جناب مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ﴾ ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ پڑھی اور فرمایا: کچھ لوگ منیٰ میں تجارت نہ کرتے تھے تو انہیں حکم دیا گیا کہ جب عرفات سے واپس لوٹیں تو تجارت کر سکتے ہیں۔

۱۷۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ۱۶۵/۲ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف، وحديث البخاري، ح: ۱۷۷۰ يعني عنه.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس آیت کریمہ میں وضاحت ہے کہ احرام باندھ لینے کے بعد تجارت جیسے مشغلہ میں مشغول ہونا کہ فرائض اور واجبات بھی ادا ہوتے رہیں کوئی حرج یا عیب کی بات نہیں۔ ② اس مباح انداز سے زادراہ حاصل کرنا عین حلال ہے۔

(المعجم ۵) بَابُ (التحفة ۶) باب: ۵.....

۱۷۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ مُحَمَّدُ بْنُ حَزَازٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مِهْرَانَ أَبِي صَفْوَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ».

۱۷۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو حج کرنا چاہے تو چاہیے کہ جلد ہی کر لے۔“

☀️ فائدہ: بیہقی کی روایت میں اضافہ ہے کہ ”نہ معلوم اسے کوئی بیماری آ لے یا کوئی عارضہ پیش آ جائے۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: ۳۴۰/۳) بہر حال اس حدیث میں دلیل ہے کہ ”استطاعت“ حاصل ہوتے ہی حج فوراً فرض ہو جاتا ہے۔ زندگی کا کیا اعتبار! نیز قیامت سے پہلے بیت اللہ کا حج موقوف ہو جائے گا اس لیے امن وامان کے حالات کو غنیمت جانتا چاہیے۔ اور معقول عذر شرعی کے بغیر اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ ایک حدیث میں یہ گنجائش ملتی ہے کہ صاحب استطاعت اور صحت مند زیادہ سے زیادہ چار سال تک تاخیر کر سکتا ہے پانچویں سال اسے یہ فریضہ ضرور ادا کر لینا چاہیے۔ (صحیح الترغیب: ۳۲/۳، رقم: ۱۱۶۶)



(المعجم ۶) - بَابُ الْكُرِّيِّ (التحفة ۷) باب: ۶- (سفر حج میں) کرائے پر سواری چلانا

۱۷۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ التَّيْمِيُّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا أُكْرِي فِي هَذَا الْوَجْهِ وَكَانَ نَاسٌ يَقُولُونَ [لي]: إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ،

۱۷۳۳- جناب ابوامامہ تمیمی بیان کرتے ہیں کہ میں سفر میں کرائے کی سواریاں چلایا کرتا تھا تو بعض لوگوں نے مجھ سے کہا: ”تیرا حج نہیں ہے۔“ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے پوچھا کہ اے ابو عبد الرحمن! میں سفر حج میں کرائے پر سواریاں چلاتا ہوں اور کچھ لوگ

۱۷۳۲- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/۲۲۵ عن أبي معاوية الضرب به، وصرح بالسماع من الحسن بن عمرو، وللحديث شواهد.

۱۷۳۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۳۰۵۱ من حديث العلاء بن المسيب به، وصححه الحاكم: ۱/۴۴۹، ووافقه الذهبي.

مجھے کہتے ہیں کہ تیرا حج نہیں ہے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: کیا تم احرام نہیں باندھتے ہو اور تلبیہ نہیں پڑھتے ہو؟ کیا بیت اللہ کا طواف نہیں کرتے ہو؟ عرفات سے نہیں لوٹتے ہو؟ اور جمرات کو نکٹریاں نہیں مارتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (سب کچھ کرتا ہوں) انہوں نے فرمایا: بلاشبہ تیرا حج (صحیح) ہے۔ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا اور اس نے بالکل یہی سوال کیا تھا جیسے کہ تم نے مجھ سے کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے اور اس کو جواب نہیں دیا تھا حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ ”تم پر کوئی گناہ (اور حرج) نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا بھیجا اور اس پر یہ آیت پڑھی اور فرمایا: تیرا حج (صحیح) ہے۔

فَلَقِيْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! إِنِّي رَجُلٌ أَكْرِي فِي هَذَا الْوَجْهِ وَإِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ [لي] إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ! فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَلَيْسَ تُحْرِمُ وَتُكَلِّبِي، وَتَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَتُفِيضُ مِنْ عَرَفَاتٍ، وَتَرْمِي الْجِمَارَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَإِنَّ لَكَ حَجًّا، جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مِثْلِ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ؟، فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَرَأَ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ وَقَالَ: «لَكَ حَجٌّ».

۱۷۳۴- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ پہلے (قبل از اسلام) حج کے دنوں میں منیٰ عرفات، سوق ذی الحجاز اور ایام حج میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ (اسلام لانے کے بعد) انہوں نے احرام باندھے ہوئے خرید و فروخت میں حرج سمجھا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ﴾ ”تم پر کوئی حرج یا گناہ نہیں کہ “ایام حج“ میں اللہ کا فضل تلاش کرو۔“

۱۷۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّاسَ فِي أَوَّلِ الْحَجِّ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ بِمَنَى وَعَرَفَةَ وَسُوقِ ذِي الْمَجَازِ وَمَوَاسِمِ الْحَجِّ، فَخَافُوا النَّبَيْعَ وَهُمْ حُرْمٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ﴾ قَالَ:

۱۷۳۴- تخریج: [صحیح] أخرجه الحاكم: ۴۴۹/۱ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۰۵۴، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند البخاري، ح: ۱۷۷۰.

۱۱- کتاب المناسک

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

فَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرُؤُهَا فِي الْمُضْحَفِ .
عبد بن عمیر نے بیان کیا کہ وہ [فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ] کے اضافہ کے ساتھ مصحف میں پڑھا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سوق ذی الحجاز عرفات کے قریب ایک منڈی کا نام تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ منی کے قریب لگتی تھی۔ ② مذکورہ قسم کی قراءت ”شاذ“ کہلاتی ہے جو تفسیر و توضیح کا فائدہ دیتی ہے۔ اصل صحیح قراءت وہی ہے جو تواتر سے ثابت ہے۔ ③ احرام باندھ لینے کے بعد امور تجارت میں مشغول ہونا حج کیلئے کوئی باعث نقص نہیں ہے۔

۱۷۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ :
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُذَيْلٍ : أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي
ذُئْبٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ - قَالَ أَحْمَدُ بْنُ
صَالِحٍ كَلَامًا مَعْنَاهُ : أَنَّهُ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ
- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ النَّاسَ فِي
أَوَّلِ مَا كَانَ الْحَجُّ كَانُوا يَبِيعُونَ ، فَذَكَرَ
مَعْنَاهُ إِلَى قَوْلِهِ مَوَاسِمِ الْحَجِّ .

۱۷۳۵- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ پہلے زمانے میں حج کے دوران میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا..... [مَوَاسِمِ الْحَجِّ] تک۔

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي الصَّبِيِّ يَحُجُّ
(التحفة ۸)

باب: ۷- چھوٹا بچہ حج کرے

۱۷۳۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ :
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
عُقَبَةَ ، عَنْ كُرَيْبٍ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالرُّوحَاءِ فَلَقِيَ رَكْبًا
فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ : «مَنِ الْقَوْمُ؟» فَقَالُوا :
الْمُسْلِمُونَ ، فَقَالُوا : فَمَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا :
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَفَزَعَتْ امْرَأَةٌ فَأَخَذَتْ
بِعِضِدِ صَبِيٍّ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ مِحْفَتِهَا ،

۱۷۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام روعاء پر تھے کہ آپ کو ایک قافلہ والے ملے۔ آپ نے انہیں سلام کہا اور پوچھا: کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا: آپ کون لوگ ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو ایک عورت نے جلدی سے اپنے بچے کو بازو سے پکڑا اور اپنے ہودج سے باہر نکالا اور بولی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کے لیے حج ہے؟

۱۷۳۵- تخریج: [صحیح] رواہ ابن ابی داود فی المصاحف، ص: ۸۴، وانظر الحديث السابق .

۱۷۳۶- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب صفة حج الصبي وأجر من حج به، ح: ۱۳۳۶ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في المسند: ۱/۲۱۹ .

۱- کتاب المناسک اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ لِهَذَا حَجٌّ؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! اور تیرے لیے اجر ہے۔“
قَالَ: «نَعَمْ وَلَكَ أَجْرٌ».

🌞 فائدہ: چھوٹے بچے اگر والدین یا سرپرستوں کے ساتھ ہوں تو انہیں بھی اعمال حج میں شریک کیا جائے۔ جہاں تک وہ از خود ساتھ دے سکیں بہتر ہے باقی والدین کروائیں۔ طواف اور سعی میں اٹھائیں۔ عرفات مزدلفہ میں ساتھ رکھیں۔ ان کی طرف سے کنکریاں ماریں وغیرہ۔ ان کا ثواب والدین کے لیے ہے اور یہ کتنی بڑی نعمت اور فضیلت ہے کہ کم خرچ اور معمولی مشقت سے مزید حج کا ثواب مل جائے۔ ایک بچہ ہو تو ایک حج، دو ہوں تو دو حج کا ثواب ملے گا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ تاہم بلوغت کے بعد انہیں اپنا حج اسلام کرنا ہوگا۔

(المعجم ۸) - بَابُ فِي الْمَوَاقِيتِ باب: ۸- مواقیت کا بیان (یعنی وہ مقامات جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے)
(التحفة ۹)

۱۷۳۷- حَدَّثَنَا [عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ] الْقُنَيْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَقَّتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ، وَبَلَغَنِي أَنَّهُ وَقَّتْ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ.

۱۷۳۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَا: وَقَّتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، بِمَعْنَاهُ، وَقَالَ أَحَدُهُمَا: وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ، وَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَلْمَلَمَ،

۱۷۳۷- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلون قبل ذي الحليفة، ح: ۱۵۲۵، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ۱۱۸۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بهي): ۳۳۰/۱.

۱۷۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل الشام، ح: ۱۵۲۶، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ۱۱۸۱ من حديث حماد بن زيد به.

قَالَ: «فَهُنَّ لَهُمْ، وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ، مِنْ غَيْرِ أَهْلِيهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذَلِكَ». قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: مِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ. قَالَ: وَكَذَلِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يَهْلُونَ مِنْهَا.

اہل یمن کے لیے [يَكْمَلُم] اور دوسرے نے کہا [أَلْمَلَم]۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مقامات ان (مذکورہ) جگہوں کے رہنے والوں کے لیے ہیں اور دوسری جگہوں کے ان لوگوں کے لیے بھی جو یہاں سے گزریں جو کہ حج اور عمرہ کی نیت رکھتے ہوں اور جو ان سے ورے (مکہ کی جانب) مقیم ہوں۔“ ابن طاووس نے کہا..... وہ وہیں سے احرام باندھیں جہاں سے وہ سفر شروع کریں حتیٰ کہ اہل مکہ اپنے شہر اور گھر ہی سے احرام باندھ کر نکلیں۔

☀ فائدہ: ان مقامات سے احرام باندھنا انہی لوگوں پر واجب ہے جو حج یا عمرہ کی نیت رکھتے ہوں دوسروں کے لیے نہیں ہے۔ يَكْمَلُم: بیت اللہ کے جنوب میں ایک مقام ہے جو یمن، چین، بنگلہ دیش، افغانستان، ہندوستان اور پاکستان کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے ۹۲ کلومیٹر پر واقع ہے۔ ذوالحلیفہ: مدینہ منورہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اس کا موجودہ نام آبار علی ہے۔ مدینہ سے قریب تر اور مکہ سے تقریباً ساڑھے چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جحفہ: شام، ترکی اور مصر کی جانب سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ”رابع“ نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مغرب میں ۸۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ذات العرق: عراق وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ”الضریبہ“ نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ جسے خریبات بھی کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مشرق میں ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ قرن المنازل: اہل نجد اور عرفات کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ”لسل“ نامی جگہ سے احرام باندھا جاتا ہے جو مکہ سے ۹۴ کلومیٹر دور ہے۔

۱۷۳۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بَهْرَامٍ
الْمَدَائِنِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍاءَ عَنْ
أَفْلَحَ يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ
مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عَرَقٍ.

۱۷۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کے لیے ”ذات عرق“ کا مقام متعین فرمایا تھا۔ (احرام کے لیے۔)

۱۷۳۹۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ميقات أهل مصر، ح: ۲۶۵۴ من حديث هشام بن بهرام به، وصححه أبو نعيم في حلية الأولياء: ۹۴/۴، وانظر، ح: ۱۷۴۲.

۱۷۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مشرق کے لیے مقام ”عقیق“ مقرر فرمایا تھا۔

۱۷۴۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَبْلٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعُقَيْقَ.

🌞 توضیح: اہل مشرق سے مراد مکہ سے مشرقی جانب کے علاقے ہیں یعنی عراق اور اس کے اطراف۔ اور ”عقیق“ نامی وادی ایک تو مدینہ کے قریب ہے دوسری یہی ہے جو ذات عرق کے قریب اور اس کے مقابل میں ہے اور یہاں یہی

دوسری مراد ہے۔ (مرعاة المفاتیح، حدیث: ۲۵۵۴)

۱۷۴۱- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرے کا احرام باندھا، اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یا فرمایا: اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“ عبد اللہ (ابن عبد الرحمن بن یحس) کو شک ہوا ہے کہ معلوم نہیں آپ ﷺ نے دونوں سے کوئی بات کہی تھی۔

۱۷۴۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُذَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَحْنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْأَحْنَسِيِّ، عَنْ جَدِّهِ حُكَيْمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَهَلَ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ» أَوْ «وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ»: شَكََّ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُهُمَا قَالَ.

امام ابو داود فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ وکیع پر رحمت فرمائے، انہوں نے بیت المقدس سے مکہ کے لیے احرام باندھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَرْحَمُ اللَّهُ وَكِيعًا، أَحْرَمَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ يَغْنِي إِلَى مَكَّةَ.

۱۷۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في مواقيت الاحرام لأهل الآفاق، ح: ۸۳۲ من حديث وكيع به، وقال: "حسن" * يزيد بن أبي زياد ضعيف مشهور ومذلس ومختلط ومبتدع.

۱۷۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من أهل بعمره من بيت المقدس، ح: ۳۰۰۲ من حديث يحيى بن أبي سفیان به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۰۲۱ * حكيمة وثقها ابن حبان وحده، والحديث ضعفه البخاري وغيره وهو الراجح.

۱۱- کتاب المناسک

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

☀️ ملحوظ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی روایت کی سند اور متن میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ (منذری وغیرہ)۔ اگرچہ کئی ایک صحابہ و تابعین سے قبل از میقات احرام باندھنا ثابت ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان سے کہ ”آپ نے یہ یہ منازل متعین فرمائے تھے۔“ یہی ثابت ہے کہ ان مقامات سے احرام باندھنا ہی سنت نبویہ اور افضل عمل ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: مرعاة الفقاہ، حدیث نمبر: ۲۵۴۰)

۱۷۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

عَمْرٍو بْنُ أَبِي الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا عُثْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنِي زُرَّارَةُ بْنُ كُرَيْمٍ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ عَمْرِو السَّهْمِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِمِنَى أَوْ بِعَرَفَاتٍ، وَقَدْ أَطَافَ بِهِ النَّاسُ، قَالَ: فَتَجِيءُ الْأَعْرَابُ فَإِذَا رَأَوْا وَجْهَهُ قَالُوا: هَذَا وَجْهَ مُبَارَكٍ. قَالَ: وَوَقْتُ ذَاتِ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ.

(المعجم ۹) - باب الحائضِ تُهَلُّ

بِالْحَجِّ (التحفة ۱۰)

۱۷۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ عَزَّازٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَفِستُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهَلَّ.

۱۷۴۲- جناب حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ منیٰ یا عرفات میں تھے۔ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ بدوی لوگ آپ ﷺ کے پاس آتے تھے جب آپ کا چہرہ انور دیکھتے تو کہتے: ”یہ تو مبارک چہرہ ہے۔“ حارث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اہل عراق کے لیے مقام ”ذاتِ عرق“ کو میقات مقرر فرمایا۔

باب: ۹- حائضہ خاتون حج کے لیے

احرام باندھے

۱۷۴۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے شجرہ کے مقام پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اسے چاہیے کہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔“

۱۷۴۲- تخریج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳/ ۲۶۱، ۲۶۲، ح: ۳۳۵۱ من حديث أبي معمر به مطولاً، وله شاهد تقدم، ح: ۱۷۳۹.

۱۷۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب إحرام النساء واستجاب اغتسالها للإحرام وكذا الحائض، ح: ۱۲۰۹ عن عثمان بن أبي شيبة به.

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

۱- کتاب المناسک

🌞 فائدہ: مقام شجرہ سے مراد ذوالخلفہ یا البیداء ہے جو اہل مدینہ کی میقات ہے۔

۱۷۴۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”حیض اور نفاس والی عورتیں جب میقات پر پہنچیں تو غسل کر کے احرام باندھ لیں اور حج کے تمام اعمال سرانجام دیں سوائے بیت اللہ کے طواف کے۔“

۱۷۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْحَائِضُ وَالنَّفْسَاءُ إِذَا أَتَا عَلَى الْوَقْتِ تَغْتَسِلَانِ وَتُحْرِمَانِ وَتَقْضِيَانِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوْفِ بِالْبَيْتِ».

ابو معمر کی روایت میں ہے ”حتی کہ وہ پاک ہو جائیں۔“ محمد بن عیسیٰ کی روایت میں عکرمہ اور مجاہد کا ذکر نہیں ہے بلکہ (اس کی سند) ”عطاء عن ابن عباس“ ہے ایسے ہی ابن عیسیٰ کی روایت میں [كُلُّهَا] کا لفظ نہیں آیا بلکہ یوں کہا [الْمَنَاسِكَ إِلَّا الطَّوْفَ بِالْبَيْتِ]

قَالَ أَبُو مَعْمَرٍ فِي حَدِيثِهِ: «حَتَّى تَطْهُرَا». وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ عِيسَى: عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدًا. قَالَ: عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ عِيسَى: «كُلُّهَا» قَالَ: «الْمَنَاسِكَ إِلَّا الطَّوْفَ بِالْبَيْتِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① حیض و نفاس والی عورتیں حج و عمرہ کے لیے غسل کر کے احرام باندھیں تبلیہ پکاریں اور تسبیحات استغفار اور اذکار میں مشغول رہیں۔ سوائے بیت اللہ کے طواف کے ان پر اور کوئی پابندی نہیں۔ ② ایسے ہی کسی کو احکام ہو جائے تو اس کے احرام میں کوئی خلل نہیں آتا۔

باب: ۱۰- احرام کے وقت خوشبو لگانا

(المعجم ۱۰) - باب الطيب عند الإحرام (التحفة ۱۱)

۱۷۴۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت

۱۷۴۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ

۱۷۴۴- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء من تقضي الحائض من المناسك، ح: ۹۴۵ من حديث مروان بن شجاع به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد * خفيف ضعيف. ۱۷۴۵- [تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام... الخ، ح: ۱۵۳۹، ومسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبل الإحرام في البدن... الخ، ح: ۱۱۸۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۲۸.

۱۱- کتاب المناسک

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

احرام سے پہلے خوشبو لگایا کرتی تھی اور ایسے ہی احرام کھولنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَطِيبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلَا خَلَالَهُ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

۱۷۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ گویا میں کستوری کی اس چمک کو دیکھ رہی ہوں جو رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں لگی ہوتی جب کہ آپ احرام میں ہوتے۔

۱۷۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَرَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصِ الْمِسْكِ فِي مَفْرَقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

فوائد و مسائل: ① اثنائے احرام خوشبو استعمال نہیں کی جاسکتی البتہ احرام کی تیاری کے وقت غسل کرتے اور لباس بدلتے ہوئے احرام سے پہلے پہلے خوشبو لگالینا سنت ہے۔ ایسے ہی دس ذوالحج کو طواف افاضہ کے موقع پر۔ ② اس خوشبو کا رنگ اور اثر حالت احرام میں باقی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ③ محرم کو چاہیے کہ حالت احرام میں غسل کیلئے ایسا صابن استعمال کرے جس میں عطریات شامل نہ ہوں۔



(المعجم ۱۱) - باب التَّلْبِيدِ
(التحفة ۱۲)

باب: ۱۱- احرام کے لیے بالوں کو کسی چیز سے جمالینے کا بیان

۱۷۴۷- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ پکارتے ہوئے سنا جب کہ آپ اپنے سر کے بال جمائے ہوئے تھے۔

۱۷۴۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُهْلُ مُلْبِدًا.

۱۷۴۶- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن... الخ، ح: ۱۱۹۰ من حديث الحسن بن عبيد الله به.

۱۷۴۷- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل ملبدًا، ح: ۱۵۴۰، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ۱۱۸۴ من حديث عبد الله بن وهب به موطأ.

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

۱۶- کتاب المناسک -

☀ فائدہ: بال جب لمبے ہوں تو انہیں سنبھالنا ایک مسئلہ ہوتا ہے لہذا احرام کی حالت میں انہیں زیادہ پراگندہ ہونے یا بہت زیادہ گردوغبار وغیرہ سے بچانے کے لیے کسی مناسب چیز سے چپکا لیا جائے تو یہ سنت ہے اور اس کو ”تلبید“ کہتے ہیں۔

۱۷۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے غسل کے ساتھ اپنے بال
إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبَّدَ رَأْسَهُ بِالْعَسَلِ . چپکائے ہوئے تھے۔

☀ توضیح: [عسل] عین اور سین غیر منقوط کے فتح کے ساتھ معروف معنی شہد ہے مگر ایک قسم کی گوند کو بھی [عسل] کہا جاتا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔ [الْعَرَبُ تُسَمِّي صَمْعَ الْعُرْفِطِ عَسَلًا لِحَلَاوَتِهِ] اہل عرب عرفط کی گوند کو بھی عسل کہتے ہیں کیونکہ اس میں مٹھاس ہوتی ہے۔ ”اگر یہ کلمہ عین منقوط کے کسرہ اور سین کے سکون کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں۔ ”ہر وہ چیز جس سے انسان بالعموم غسل کرتا ہے۔ شارحین اس سے مراد ”خطمی“ لیتے ہیں۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ فِي الْهَدْيِ باب: ۱۲- [هَدَى] ”قربانی“ کا بیان
(التحفة ۱۳)

☀ فائدہ: [هَدَى] ہاء کے فتح، دال کے سکون کے ساتھ یا ہاء کے فتح دال کے کسرہ اور یاء کی شد کے ساتھ وہ جانور (اونٹ، گائے یا بکری) جو اللہ کے تقرب کے لیے حرم کی طرف ہدیہ بھیجا جائے اور وہاں قربان کیا جائے [هَدَى] کہلاتا ہے۔

۱۷۴۹- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنِ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: ح: رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال قربانی کے جانور (ساتھ) لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ان قربانیوں میں ایک اونٹ وہ بھی تھا جو ابو جہل کا تھا..... اس کی ناک میں چاندی کا جھلا پڑا ہوا تھا..... ابن منہال نے کہا: سونے کا

۱۷۴۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۶/۵ من حديث عبد الله بن عمر به، وصححه الذهبي على شرط مسلم في تلخيص المستدرک ۴۵۰/۱ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن.

۱۷۴۹- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۶۱/۱ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، والحاكم على شرط مسلم: ۴۶۷/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند مالك (يحيى): ۳۷۷/۱، وابن ماجه، (ح: ۳۱۰۰، ۳۱۰۱) وغيرهما.

مُجَاهِدٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهْدَى عَامَ الْحَدِيثِ فِي هَدَايَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَمَلًا كَانَ لِأَبِي جَهْلٍ فِي رَأْسِهِ بُرَّةٌ فِضَّةٌ. قَالَ ابْنُ مِنْهَالٍ: بُرَّةٌ مِنْ ذَهَبٍ، زَادَ الثَّقَلِيُّ: يَغِیْظُ بِذَلِكَ الْمُشْرِكِينَ.

چھلپڑا ہوا تھا۔ ثقیلی نے اضافہ کیا کہ آپ اسے مشرکوں کو جلانے کے لیے لے گئے تھے۔ (کہ ان کے سردار کا اونٹ محمد ﷺ کے قبضے میں ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① جانوروں کی تکلیف وغیرہ میں تھوڑی بہت چاندی کا استعمال مباح ہے۔ ② اسلام اور مسلمانوں کا اظہار و غلبہ اور کفر و کفار کو زیر کرنا اور انہیں ذلیل رکھنا دین حق کا مطلوب و مقصود ہے۔ اس سے کفار جلتے اور مسلمانوں کے سینے ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ابو جہل کے اونٹ کو بطور خاص قربانی کے لیے لے جانا اسی مقصد سے تھا۔ اور یہ مضمون سورہ توبہ کی آیات ۱۳ اور ۱۵ میں بھی آیا ہے فرمایا: ﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِيهِمْ وَيُنْصِرُكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ۚ وَيُذْهِبَ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ.....﴾ ”(لو ان سے عذاب دے گا اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں اور رسوا کرے گا انہیں اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور ٹھنڈے کرے گا دل اہل ایمان کے اور نکالے گا ان کے دلوں کی بھڑاس۔“

(المعجم ۱۳) - بَابٌ: فِي هَدْيِ الْبَقَرِ
(التحفة ۱۴)

۱۷۵۰- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَحَرَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَقَرَةً وَاحِدَةً.

۱۷۵۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں آل محمد کی طرف سے ایک گائے ذبح کی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں ”آل محمد“ سے مراد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات ہیں۔ ② بیوی بچوں کی طرف سے شوہر قربانی کرے تو جائز ہے۔ ③ ان کی تعداد کتنی ہی ہو سب کی طرف سے ایک قربانی کافی ہوتی ہے۔ جبکہ بچے باپ کے ساتھ رہ رہے ہوں۔

۱۷۵۰- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأصباحی، باب عن کم تجزيء البدنة والبقرة، ح: ۳۱۳۵ عن ابن السرح به، وللحديث شاهد عند النسائي في الكبرى، ح: ۴۱۲۹، وسنده حسن.

۱۱- کتاب المناسک اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

۱۷۵۱- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَبَحَ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِسَائِهِ بَقْرَةً بَيْنَهُنَّ.

۱۷۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے جنہوں نے عمرہ کیا تھا ایک گائے ذبح کی تھی۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي الْأَشْعَارِ (التحفة ۱۵)

۱۷۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ - قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِبَدَنَةٍ فَأَشْعَرَهَا مِنْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ ثُمَّ سَلَّتِ الدَّمَ عَنْهَا وَقَلَدَهَا بِتَعْلَيْنِ، ثُمَّ أَتَى بِرَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا قَعَدَ عَلَيْهَا وَاسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَ بِالْحَجِّ.

۱۷۵۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ مقام پر پڑھی۔ پھر آپ نے اپنی قربانی کی اونٹنی طلب کی اور اس کے کوہان کی دائیں جانب چیر لگایا اور اس کا خون وہیں چڑھ دیا اور اس کے گلے میں دو جوتوں کا ہار بھی ڈال دیا۔ پھر آپ کی سواری لائی گئی۔ جب آپ اس پر بیٹھ گئے اور وہ آپ کو لے کر بیداء میدان کے قریب پہنچی تو آپ نے حج کا تلبیہ پکارا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حرم کی طرف بھیجے جانے والے اونٹوں کے کوہانوں کی دائیں طرف معمولی سا چیر لگا کر اس کا خون اس پر چڑھ دینا [اشعار] کہلاتا ہے۔ اور یہ علامت ہوتی ہے کہ یہ جانور اللہ کے لیے ہڈی ہے اور حرم کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔ یہ عمل سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے مگر بکریوں کو [اشعار] نہیں کیا جاتا۔ کچھ علماء گایوں میں بھی اشعار کے قائل ہیں۔ اس کے ساتھ قربانی کے جانوروں کے گلوں میں جوتوں کے ہار ڈالنا بھی مسنون عمل ہے اور اسے ”تقلید“ کہتے ہیں۔ یہ اعمال قدیم زمانے سے چلے آ رہے تھے جنہیں نبی ﷺ نے بحال رکھا۔ ② بیداء ذوالحلیفہ کا وہ بالائی میدان ہے جو جانب جنوب میں تھا جس سے ہو کر مکہ کی راہ پر جاتے تھے۔

۱۷۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأصباحي، باب عن كم تجزيه البدنة والبقرة، ح: ۳۱۳۳ من حديث الوليد بن مسلم به، وصححه ابن حبان، ح: ۹۷۷، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۴۶۷، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير عن عمن، وحديث البخاري: ۱۷۰۹، ومسلم، ح: ۱۳۱۹ يغني عنه.

۱۷۵۲- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب تقليد الهدي وإشعاره عند الإحرام، ح: ۱۲۴۳ من حديث شعبة به.

اعمال حج اور اس کے احکام و مسائل

۱۷۵۳- شعبہ نے یہ حدیث ابوالولید کے ہم معنی روایت کی، کہا کہ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے خون چڑا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمام کی روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی انگلی سے خون چڑا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایت اہل بصرہ کے تفردات میں سے ہے۔

۱۷۵۴- مسور بن مخرمہ اور مروان (بن حکم) بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نکلے جب آپ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے قربانی کو قلاہ پہنایا، اس کا اشعار کیا اور احرام باندھا۔

۱۷۵۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریاں بطور ہدی (حرم کی طرف) بھجوائیں اور ان کی گزروں میں قلاہ ڈالے۔

۱۷۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَى أَبِي الْوَلِيدِ. قَالَ: ثُمَّ سَلَتْ الدَّمَ بِيَدِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هَمَامٌ قَالَ: سَلَتْ الدَّمَ عَنْهَا بِإِصْبَعِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مِنْ سُنَنِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ الَّذِي تَفَرَّدُوا بِهِ.

۱۷۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ أَنَّهُمَا قَالَا: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْحَدِيثِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحَلِيفَةِ قَلَدَ الْهَدْيِ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ.

۱۷۵۵- حَدَّثَنَا هَنَادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهْدَى غَنَمًا مُقَلَّدَةً.

☀️ فائدہ: حرم کو بھیجا جانے والا اصل مسنون و مشروع ہدیہ ”قربانی“ ہے۔ اب بعض لاعلم اور جاہل لوگ کبوتروں کے لیے دانے بھجواتے ہیں یہ کوئی شرعی عمل نہیں ہے۔

۱۷۵۳- تخريج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۲۳۲/۵ من حديث أبي داود به.

۱۷۵۴- تخريج: [صحیح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب إشعار الهدي، ح: ۲۷۷۲ من حديث الزهري به، وعلقه البخاري، ح: ۱۶۹۹.

۱۷۵۵- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ۱۷۰۱، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه... الخ، ح: ۱۳۲۱ من حديث الأعمش به.

(المعجم ۱۵) - باب تبديل الهدي

باب: ۱۵- قربانی کا جانور تبدیل کرنا کیسا ہے؟

(التحفة ۱۶)

۱۷۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمْلِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ خَالَ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، رَوَى عَنْهُ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَهْمِ بْنِ الْجَارُودِ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَهْدَى عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ بُخْتِيًّا فَأَعْطِيَهَا ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَهْدَيْتُ بُخْتِيًّا فَأَعْطِيَتْ بِهَا ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ فَأَبِيعُهَا وَأَشْتَرِي بِثَمَنِهَا بُدْنًا؟ قَالَ: «لَا أَنْحَرُهَا إِلَّاهَا».

۱۷۵۶- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک بختی اونٹ بطور ہدی (حرم کی طرف) بھجوا یا۔ انہیں اس کے تین سو دینار پیش کیے گئے..... تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عمدہ اونٹ ہدی کیا ہے اور مجھے اس کے تین سو دینار دیے جا رہے ہیں تو کیا میں اسے بیچ کر اس کی قیمت کے دوسرے اونٹ لے لوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، اسے ہی نحر (ذبح) کرو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لِأَنَّهُ كَانَ أَشْعَرَهَا.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس لیے تھا کہ وہ اسے اشعار کر چکے تھے۔

☀ فائدہ: جب قربانی یا ہدی کے لیے جانور خاص کر دیا گیا ہو تو اسے تبدیل کرنا درست نہیں ہے۔

(المعجم ۱۶) - باب مَنْ بَعَثَ بِهَدْيِهِ

باب: ۱۶- جو شخص ہدی (قربانی حرم کی طرف) بھیج دے اور خود نہ جائے (تو اس کا کیا حکم ہے؟)

(وأقام التحفة ۱۷)

۱۷۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۱۷۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں

۱۷۵۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۴۵/۲ عن محمد بن سلمة به، وشك ابن خزيمة في صحته، ح: ۲۹۱۱ * جهم أو شهم وثقه ابن حبان وحده، وجهله ابن خزيمة وغيره وهو الراجح.

۱۷۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب إشعار البدن، ح: ۱۶۹۹، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه... الخ، ح: ۱۳۲۱ من حديث أفلح بن حميد به.

الْقَنْبِي: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَلْتُ فَلَائِدَ بُذْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ فَمَا حَرَّمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا.

نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے اونٹ کے ہار کی رسیاں اپنے ہاتھوں سے بیٹیں پھر آپ نے ان کا اشعار کیا اور ان کے گلے میں قلاودہ ڈالا پھر اسے بیت اللہ کی جانب روانہ کر دیا اور خود مدینہ میں مقیم رہے تو جو چیزیں آپ کے لیے حلال تھیں (اسی طرح حلال ہی رہیں) کچھ بھی حرام نہ ہوا۔

☀ فائدہ: کوئی شخص حرم کی طرف قربانی بھیجے اور خود نہ جائے تو وہ حلال ہی رہتا ہے۔ احرام کے کوئی احکام اس پر عائد نہیں ہوتے۔

۱۷۵۸- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ الْأُمْدَانِيُّ وَفُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلَ فَلَائِدَ هَدِيَّةٍ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

۱۷۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے ہدی بھیجا کرتے تھے۔ میں ان کے قلاودوں کی رسیاں بٹا کرتی تھی اور پھر آپ کسی چیز سے اجتناب نہ کرتے جس سے کہ محرم اجتناب کرتا ہے۔

۱۷۵۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ - زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا جَمِيعًا وَلَمْ يَحْفَظْ حَدِيثَ هَذَا مِنْ حَدِيثِ هَذَا وَلَا حَدِيثَ هَذَا مِنْ حَدِيثِ هَذَا - قَالَا: قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْهَدْيِ فَأَنَا فَتَلْتُ فَلَائِدَهَا

۱۷۵۹- ام المؤمنین (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی بھجوائی اور میں نے اون سے جو ہمارے ہاں تھی اس کے قلاودوں کی رسیاں بیٹیں پھر آپ ہمارے ہاں اسی طرح حلال ہی رہے۔ اپنے اہل کے پاس آتے جیسے کہ کوئی عام آدمی آتا ہے۔

۱۷۵۸- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، ح: ۱۳۲۱ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، ح: ۱۶۹۸ من حديث الليث بن سعد به.
۱۷۵۹- تخریج: متفق عليه من حديث القاسم بن محمد به، انظر، ح: ۱۷۵۷.

يَبْدِي مِنْ عَيْنِ كَانَ عِنْدَنَا، ثُمَّ أَصْبَحَ فِينَا
حَلَا لَا يَأْتِي مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

🌞 فائدہ: دراصل ان احادیث میں اصحاب رائے کے اس قول کا جواب ہے کہ جب انسان ہدی بھیج دے اور اسے قلاہ بھی پہنا دے تو اس پر احرام واجب ہو جاتا ہے مگر حق یہی ہے جو ذکر ہوا کہ جب تک کوئی شخص عملاً احرام نہ باندھے، محرم نہیں ہوتا اور نہ اس طرح احرام ہی واجب ہوتا ہے۔

(المعجم ۱۷) - بَابُ: فِي رُكُوبِ
الْبَدَنِ (التحفة ۱۸)

۱۷۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی قربانی کا اونٹ ہانکے جا رہا تھا (اور خود پیدل چل رہا تھا) تو آپ نے اس سے فرمایا: ”اس پر سوار ہو جاؤ۔“ اس نے کہا: یہ قربانی کے لیے ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس پر سوار ہو جاؤ..... تم پر افسوس!“ آپ نے یہ (افسوس کا لفظ) دوسری یا تیسری بار میں فرمایا۔

۱۷۶۰- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا
يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا
بَدَنَةٌ قَالَ: «ارْكَبْهَا وَيْلَكَ» فِي الثَّانِيَةِ أَوْ
فِي الثَّالِثَةِ.

🌞 فائدہ: ”تم پر افسوس“ کلمہ تو بیخ کنی کی وجہ اس شخص کی کم فہمی تھی کہ نبی ﷺ دیکھ رہے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ یہ قربانی کا جانور ہے، پھر بھی وہ انکار اور اصرار کرتا رہا۔ اسے چاہیے تھا کہ ارشاد نبوی کی بلا چون و چرا قبول کرتا۔

۱۷۶۱- جناب ابو الزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانور پر سواری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ”جب تم مجبور ہو جاؤ تو (احسان کے ساتھ اور) معروف انداز سے اس پر سواری

۱۷۶۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ
قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ»

۱۷۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح: ۱۶۸۹، ومسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ۱۳۲۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۷۷.

۱۷۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ۱۳۲۴ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في مسند أحمد: ۳/ ۳۱۷.

إِذَا أُلْحِجَّتْ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا» .
 کر جتنی کہ تمہیں کوئی اور سواری مل جائے۔“

☀️ فائدہ: یعنی بوقت ضرورت انسان ہدی اور قربانی کے جانور پر سواری کر لے تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۱۸) - باب الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ
 قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ (التحفة ۱۹)
 باب: ۱۸- قربانی کا جانور منزل پر پہنچنے
 سے پہلے ہی تھک کر (سفر سے لاچار ہو
 کر اور) گر پڑے تو؟

۱۷۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:
 أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
 نَاجِيَةَ الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ
 مَعَهُ بِهَدْيٍ فَقَالَ: «إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ
 فَأَنْحَرُهُ ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَهُ فِي دَمِهِ ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهُ
 وَبَيْنَ النَّاسِ» .

۱۷۶۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
 وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح: وَحَدَّثَنَا
 مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ - وَهَذَا
 حَدِيثُ مُسَدَّدٍ - عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ
 مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:
 بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَانًا الْأَسْلَمِيِّ وَبَعَثَ
 مَعَهُ بِشَمَانٍ عَشْرَةَ بَدَنَةً، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ
 أَرْحِفَ عَلَيَّ مِنْهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: «تَنْحَرُهَا
 ثُمَّ تَصْبُغُ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبُهَا عَلَى



۱۷۶۲- تخريج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء إذا عطب الهدي ما يصنع به؟، ح: ۹۱۰، وابن
 ماجه، ح: ۳۱۰۶ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۵۷۷، وابن حبان، ح: ۹۷۶، والحاكم
 على شرط الشيخين ۱/ ۴۴۷، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".
 ۱۷۶۳- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالهدي إذا عطب في الطريق، ح: ۱۳۲۵ من حديث أبي
 التياح به.

صَفَحَتِهَا وَلَا تَأْكُلُ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ - أَوْ قَالَ: «مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ جملہ [وَلَا تَأْكُلُ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ] منفرد ہے اور عبد الوارث کی روایت میں [ثُمَّ اضْرِبْهَا] کی بجائے [اجْعَلْهُ عَلَى صَفْحَتِهَا] آیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ قَوْلُهُ: «وَلَا تَأْكُلُ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ». وَقَالَ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ: «اجْعَلْهُ عَلَى صَفْحَتِهَا» مَكَانَ: «اضْرِبْهَا».

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ (موسیٰ بن اسماعیل المقرئ) سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب تم نے حدیث کی سند اور اس کے معنی صحیح اور درست طور پر بیان کر دیے تو کافی ہے (الفاظ بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، یعنی روایت بالمعنی جائز ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: إِذَا أَقَمْتَ الْإِسْنَادَ وَالْمَعْنَى: كَفَاكَ.

فوائد و مسائل: ① ہدی کا جانور راستے میں لاچار ہو جائے یا ہلاک ہونے لگے تو اس کو وہیں نحر یا ذبح کر دیا جائے اس کے پائے اور کوبان پر خون سے نشان لگانا اس لیے ہے کہ عام لوگوں کو خبر رہے کہ ہدی کا جانور تھا۔ ہدی لے جانے والے خود اس سے کچھ نہ کھائیں۔ ② بالمعنی روایت کرنے اور اس کے جائز ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک تو سند صحیح ہو دوسری یہ کہ وہ حدیث بھی صحیح المعنی ہو۔

۱۷۶۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے اونٹ نحر کیے تو تیس اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے اور باقی کے متعلق مجھے حکم فرمایا اور میں نے انہیں نحر کیا۔

۱۷۶۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَيَعْلَى ابْنَا عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُدْنَهُ فَنَحَرَ ثَلَاثِينَ بَيْدِهِ وَأَمْرَيْنِ فَتَحَرَّتْ سَائِرُهَا.

۱۷۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۵۹، ۱۶۰ عن محمد بن عبيد به * محمد بن إسحاق عن عنعن، وفيه علة أخرى.

☀️ ملحوظ: صحیح روایت یہ ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے تھے اور باقی حضرت

علی رضی اللہ عنہ۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۱۸)

باب: ۱۹۔

(المعجم ۱۹) [بَابُ] (التحفة . . .)

۱۷۶۵۔ حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سب سے بڑھ کر عظمت والا دن یوم النحر (دس ذوالحجہ) اس کے بعد یوم النحر (۱۱ ذوالحجہ) ہے۔“

عیسیٰ نے ثور سے نقل کیا کہ یہ دوسرا دن ہوتا ہے۔ اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پانچ یا چھ اونٹیاں لائی گئیں تو وہ آپ کے قریب ہونے لگیں کہ آپ اسی سے ابتدا کریں۔ جب وہ سب (نحر ہو گئیں اور) پہلوؤں کے بل گر پڑیں تو آپ نے آہستہ سے کچھ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے (ساتھ والوں سے) پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو بتایا کہ ”جو چاہے (گوشت) کاٹ لے جائے۔“

۱۷۶۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى؛ [ح]: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَيْسَى - وَهَذَا لَفْظُ إِبْرَاهِيمَ - عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ لُحَيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ الْقَرِّ». قَالَ عَيْسَى: قَالَ ثَوْرٌ: وَهُوَ الْيَوْمُ الثَّانِي. وَقَالَ: وَقُرْبَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَدَنَاتٍ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ فَطَفِقَ يَزْدَلِفَنَ إِلَيْهِ بِأَيْتِهِنَّ يَبْدَأُ، فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا قَالَ: فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِيَةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا، فَقُلْتُ: مَا قَالَ؟ قَالَ: «مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ».

☀️ فوائد ومسائل: ① جانوروں کو بھی نبی ﷺ کی جلالت شان کا علم تھا اور وہ آپ کے ہاتھ سے نحر ہونے کو باعث شرف جانتے تھے۔ ② غیر معین کو بدیہ کرنا بھی جائز ہے۔ ③ صحیح احادیث میں جمعہ کو [خَيْرُ يَوْمٍ] یعنی ”بہترین دن“ قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۵۳) اور اس حدیث میں یوم النحر کو اعظم الايام کہا گیا ہے۔ ان احادیث میں جمع و تطبیق یوں ہے کہ ہفتے کے ایام میں جمعہ کا دن اور سال کے دنوں میں دسویں ذوالحجہ کا دن افضل ہے۔ اگر یوم النحر یوم الجمعہ کو ہو تو دو فضیلتیں جمع ہو گئیں؛ اگر الگ الگ ہوں تو فضیلت یوم النحر کو ہوگی۔ جیسے کہ اس حدیث میں آیا ہے۔ (عون المعبود)

۱۷۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: ۱۷۶۶۔ حضرت عَزْرَةَ بن حارث کندی رضی اللہ عنہ کہتے

۱۷۶۵۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۳۵۰ من حديث ثور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۶۶، ۲۹۱۷، ۲۹۶۶، وابن حبان، ح: ۱۰۴۴، والحاكم، ۴/۲۲۱، ووافقه الذهبي، وحسنه البيهقي، ۷/۲۸۸. ۱۷۶۶۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۸/۲۶۲، ۲۶۷، ح: ۶۵۵ من حديث عبد الرحمن

ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ قربانی کی اونٹنیاں لائی گئیں۔ آپ نے فرمایا: ”ابو الحسن (علی) کو بلاؤ۔“ چنانچہ انہیں آپ کے لیے بلایا گیا تو آپ نے ان سے فرمایا: ”برچھ کو نیچے سے پکڑو۔“ اور خود آپ نے اس کے اوپر سے پکڑا پھر آپ دونوں نے اسے (اونٹنیوں کے نحر کرنے میں) چلایا۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو اپنے فخر پر سوار ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَزْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَتَيْتُ بِالْبُذْنِ فَقَالَ: «ادْعُوا لِي أَبَا حَسَنِ»، فَدُعِيَ لَهُ عَلِيٌّ، فَقَالَ لَهُ: «خُذْ بِأَسْفَلِ الْحَرَبَةِ»، وَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَعْلَاهَا، ثُمَّ طَعَنَّا بِهَا الْبُذْنَ، فَلَمَّا فَرَغَ رَكِبَ بَغْلَتَهُ وَأَرْدَفَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

باب: ۲۰- اونٹوں کو کس طرح ”نحر“ کیا جائے؟

(المعجم ۲۰) - بَابُ: كَيْفَ تُنْحَرُ

الْبُذْنُ (التحفة ۲۰)

۱۷۶۷- جناب ابو خالد احمد ابن جریج سے وہ ابو الزبیر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں..... اور (ابن جریج نے کہا): مجھے عبدالرحمن بن سابط نے خبر دی..... کہ ”نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ اونٹ کو ”نحر“ کیا کرتے تھے جبکہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔

۱۷۶۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَابِطٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يَنْحَرُونَ الْبُذْنَ مَعْقُولَةً الْيُسْرَى قَائِمَةً عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ قَوَائِمِهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① جانور کو ذبح کرنے کے لیے اگر اس کے حلق پر چھری چلائی جائے تو اسے اصطلاحاً ”ذبح کرنا“ کہتے ہیں اور اگر لبہ (حلق کے نیچے ہنسی کے قریب نرم جگہ) پر چلائی جائے تو اسے ”نحر کرنا“ کہتے ہیں۔ اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور بکری کو ذبح کرنا۔ گائے کے لیے دونوں لفظ استعمال ہوئے ہیں مگر اس کے معنی بالعموم ذبح کرنا

❖ بن مہدی بہ * عبد اللہ بن الحارث مستور، لم یوثقہ غیر ابن حبان، وجہلہ ابن القطان.

۱۷۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵/۲۳۷، ۲۳۸ من حديث أبي داود به، وقال ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۶۷۸ "رواه أبو داود بإسناد جيد" وللحديث شواهد * ابن جريج وأبو الزبير عننا، وحديث ابن سابط مرسل.

ہی کیے جاتے ہیں جیسے کہ پیچھے احادیث ۱۷۵۰ اور ۱۷۵۱ میں گزرا ہے۔ ۵) اس میں اونٹ کے نحر کرنے کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ اونٹ کو اس کے مطابق ہی نحر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۷۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: ۱۷۶۸- جناب زیاد بن جبیر کہتے ہیں کہ میں منیٰ
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ: أَخْبَرَنِي
زِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ
بِمَنَى فَمَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَهُ وَهِيَ
بَارِكَةٌ فَقَالَ: أَبْعَثَهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ
مُحَمَّدٍ ﷺ.

میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنی اونٹنی کو نحر کرنا چاہ رہا تھا جبکہ وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”اے کھڑی کرو (ایک) پاؤں بندھا ہوا ہو یہی محمد ﷺ کی سنت ہے۔“

☀ فائدہ: فرامین رسول ﷺ اور آپ کے افعال کی اتباع کامل ہی کا نام ”دین“ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتیں یہی بتاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس کے داعی رہے اور قیامت تک کے لیے یہی اہل اصول ہے۔ صریح نصوص کے ہوتے ہوئے ”رائے خیال رجحان اور فتویٰ“ کا کیا مقام!؟

۱۷۶۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: ۱۷۶۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ
الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ
قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى
بُذْنِهِ وَأَقْسِمَ جُلُودَهَا وَجَلَالُهَا، وَأَمَرَنِي
أَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَارَ مِنْهَا شَيْئًا وَقَالَ:
«نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عَيْنِنَا».

ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کے اونٹوں کے پاس کھڑا ہو جاؤں (جبکہ وہ نحر کیے جا رہے تھے) اور ان کے چمڑے اور جھول تقسیم کر دوں۔ قصاب کو ان میں سے کوئی شے نہ دوں۔ انہوں نے بتایا کہ قصاب کی مزدوری ہم اپنے پاس سے دیا کرتے تھے۔

باب: ۲۱- احرام باندھنے کا وقت

(المعجم ۲۱) - باب وَقْتُ الْإِحْرَامِ

(التحفة ۲۱)

☀ فائدہ: [احرام] کے لغوی معنی ہیں ”حرمت میں داخل ہونا“ اور اصطلاحاً: حج یا عمرہ کی عبادت میں شروع ہونے

۱۷۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب نحر الإبل مقيدة، ح: ۱۷۱۳، ومسلم، الحج، باب استحباب نحر الإبل قياماً معقولة، ح: ۱۳۲۰ من حديث يونس به.

۱۷۶۹- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب لا يعطي الجزار من الهدى شيئاً، ح: ۱۷۱۶م، ومسلم، الحج، باب الصدقة بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها . . . الخ، ح: ۱۳۱۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

کی نیت کو احرام کہتے ہیں۔ اس کے آداب میں سے یہ ہے کہ انسان پہلے عام طہارت و نظافت کا اہتمام کرے یعنی ناخن اور مونچھیں وغیرہ کاٹ لے، بغلوں اور زیر ناف کے بال صاف کر لے، اگر صفائی و ستھرائی کو دیر ہوگئی ہو تو غسل کرے کیونکہ یہ مسنون عمل ہے اور اگر ایک دن پہلے غسل وغیرہ کیا ہو تو پھر تجدید غسل کی ضرورت نہیں پھر صرف وضو ہی کر لے۔ اس کے بعد مرد اپنے عام سلعے ہوئے کپڑوں کی بجائے صرف دو چادریں پہن لے۔ ایک بطور ازار (زیریں جسم کے لیے) اور دوسری کندھوں پر ڈالنے کے لیے۔ اس وقت خوشبو کا استعمال بھی سنت ہے۔ جوتا ایسا ہونا چاہیے جس میں ٹخنے ننگے ہوں۔ اس موقع پر دو رکعت پڑھنے کی کوئی واضح دلیل نہیں اس لیے یہ ضروری نہیں تاہم فرض نماز کے بعد احرام باندھنا مستحب ہے۔ پھر یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کرے: [اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ حَاحَ] یا [اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً] اور اس کلمہ کا ورد شروع کر دے۔ [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ] اس کے بعد مرد اپنا سر نہیں ڈھانپ سکتا، سلا ہو لباس، قمیص، شلوار، پاجامہ موزہ اور دستانے نہیں پہن سکتا۔ خوشبو نہیں لگا سکتا۔ بال یا ناخن نہیں کاٹ سکتا۔ زَوْجِین (میاں بیوی) مباشرت (ہم بستری) نہیں کر سکتے، خشکی کا شکار کرنا بھی منع ہوتا ہے۔

خواتین کا لباس احرام وہی عام ہی ہوتا ہے جو وہ استعمال کرتی ہیں، صرف دستانے نہیں پہن سکتیں اور نقاب بھی نہ لیں لیکن جب اجانب (غیر محرم) سامنے آئیں تو پھر اس صورت میں پردہ واجب ہے۔

۱۷۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي خُصَيْفُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَزَرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ! عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي إِهْلَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَوْجَبَ؟! فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ النَّاسَ بِذَلِكَ، إِنَّهَا إِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَاجَةً وَاحِدَةً، فَمِنْ هُنَاكَ اخْتَلَفُوا، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَاجًا، فَلَمَّا صَلَّى فِي

۱۷۷۰- حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو العباس! مجھے تعجب ہے کہ اصحاب رسول، رسول اللہ ﷺ کے احرام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ آپ نے کس وقت احرام باندھا تھا۔ انہوں نے کہا: میں اس بارے میں سب سے زیادہ باخبر ہوں۔ دراصل آپ نے چونکہ ایک ہی حج کیا ہے تو اس وجہ سے اختلاف ہوا ہے۔ آپ حج کی نیت سے روانہ ہوئے۔ جب آپ نے اپنی مسجد میں یعنی ذوالخلیفہ میں دو رکعتیں پڑھ لیں تو آپ نے اپنی مجلس میں نیت فرمائی اور ان دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد حج کا تلبیہ کہا۔ پس کچھ لوگوں

مَسْجِدِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ أَوْجَبَ فِي مَجْلِسِهِ، فَأَهْلَ بِالْحَجِّ حِينَ فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ، فَسَمِعَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهُ عَنْهُ ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ أَهْلًا، وَأَذَرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ، وَذَلِكَ أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا كَانُوا يَأْتُونَ أَرْسَالًا فَسَمِعُوهُ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ يُهَلُّ فَقَالُوا: إِنَّمَا أَهْلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَهْلًا، وَأَذَرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوا: إِنَّمَا أَهْلَ حِينَ عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ، [قَالَ سَعِيدٌ:] وَائِمُ اللَّهِ! لَقَدْ أَوْجَبَ فِي مُصَلَّاهُ، وَأَهْلَ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ، وَأَهْلَ حِينَ عَلَا عَلَى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ. قَالَ سَعِيدٌ: فَمَنْ أَخَذَ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْلَ فِي مُصَلَّاهُ إِذَا فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ.



توضیح: [أَهْلَ] کے معنی ہیں (اپنی آواز بلند کی) یعنی [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ] بآواز بلند پکارا۔ اور احرام کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ خیال رہے یہ حدیث ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے بھی اسے ”الضعیف“ میں درج کیا ہے۔ لیکن علامہ احمد شاہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ① اس روایت میں ذوالحلیفہ میں جو دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے جس کے بعد آپ نے حج کے لیے تلبیہ پکارا اس سے مراد نمازِ ظہر کی دو رکعت (نمازِ قصر) ہے جیسا کہ صحیح مسلم (حدیث: ۱۲۴۳) اور سنن نسائی (حدیث: ۲۵۵۶) میں صراحت ہے۔ اس لیے اس کے آخر میں حضرت سعید بن جبیر کے قول سے احرام کے وقت دو رکعت پڑھنے کا اثبات مترشح ہو رہا ہے وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ سے اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں۔

۱۷۷۱- حَدَّثَنَا الْقُعَيْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، ۱۷۷۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تم لوگ

اس میدان بیداء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق غلط کہتے ہو۔ آپ نے تو مسجد ہی کے پاس تلبیہ پکارنا شروع کر دیا تھا..... یعنی ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: بَيَّدَاؤُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهَا مَا أَهَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ: يَعْني مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد اس بات کی نفی کرنا ہے جو بعض نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ بیداء کے مقام پر پکارا تھا بلکہ آپ نے اس کا آغاز مسجد ذوالحلیفہ ہی سے کر دیا تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ کے دور میں ذوالحلیفہ کے مقام پر کوئی باقاعدہ مسجد نہ تھی۔ احادیث میں لغوی معنی مراد ہیں۔ یعنی جس جگہ آپ نے نماز پڑھی یہاں اس وقت ایک درخت بھی تھا۔ باقاعدہ تعمیر بعد کے کسی دور میں ہوئی ہے۔

۱۷۷۲- حضرت عبید بن جریج کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! میں آپ کو چار کام کرتے دیکھتا ہوں آپ کا کوئی ساتھی یہ نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا: اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ (دوران طواف میں) بیت اللہ کے صرف دو کونوں [يَمَانَيْنِ] (حجر اسود اور رکن یمانی) کو ہاتھ لگاتے ہیں اور آپ کو دیکھا ہے کہ آپ ایسے چڑے کی جوتی پہنتے ہیں جس پر بال نہیں ہوتے۔ اور آپ کو دیکھا ہے کہ زرد رنگ استعمال کرتے ہیں۔ (کپڑوں میں یا بالوں میں بطور خضاب کے) اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ مکہ میں ہوں تو لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ

۱۷۷۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا، قَالَ: مَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النَّعَالَ السَّبْيِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبِغُ بِالضُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهْلَ النَّاسِ إِذْ رَأَوْا الْهَيْلَالَ، وَلَمْ تُهَلِّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ! فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمَسُّ

باب أمر أهل المدينة بالإحرام من عند مسجد ذي الحليفة، ح: ۱۱۸۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۳۳/۱.

۱۷۷۲- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في التعلين ولا يمسح على التعلين، ح: ۱۶۶، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبث به راحلته... الخ، ح: ۱۱۸۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۳۳/۱.

لیتے ہیں مگر آپ آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا: جہاں تک (دوران طواف میں) ارکان کو چھونے کا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ صرف دونوں یمانی ارکان ہی کو چھوتے تھے۔ (حجر اسود اور رکن یمانی کو) اور بے بال چڑے کے جوتے..... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کا جوتا ایسے چڑے کا ہوتا تھا جس پر بال نہ ہوتے تھے اور آپ اس میں وضو (بھی) کر لیا کرتے تھے تو میں ایسے ہی جوتے پہننا پسند کرتا ہوں۔ اور رہا زور رنگ..... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس سے رنگتے تھے لہذا میں بھی اس سے رنگنا پسند کرتا ہوں۔ رہا احرام اور تلبیہ..... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ اپنی سواری کے کھڑی ہونے سے پہلے تلبیہ پکارتے ہوں۔

🌞 فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے ہر عمل کو سنت رسول ﷺ کے تابع رکھا ہوا تھا۔ اور یہی دین و شریعت ہے۔ اور آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھنے کا عمل اور ان کا جواب اس قیاس و اجتہاد پر مبنی ہے کہ نبی ﷺ میقات میں سفر حج شروع کرنے سے پہلے احرام یا تلبیہ نہ پکارتے تھے بلکہ بالکل آخری وقت میں کہتے جب اس سے چارہ نہ ہوتا۔

۱۷۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور یہیں رات گزاری حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ پھر جب آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ نے تلبیہ پکارا۔

۱۷۷۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنِّدِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتَّى

۱۷۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب من بات بذي الحليفة حتى أصبح، ح: ۱۵۴۶ من حديث ابن جريج به، ورواه مسلم، ح: ۶۹۰ من طريق آخر عن أنس به.

أَصْبَحَ، فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَاسْتَوَتْ بِهِ أَهْلٌ.

🌞 فائدہ: قصر نماز سفر شروع ہونے کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے اور ذوالحلیفہ آپ کے سفر کی پہلی منزل تھی اور یہی اہل مدینہ کی میقاتِ احرام ہے اور نبی ﷺ نے ہمیں دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد احرام باندھا اور تلبیہ پکارنا شروع کیا۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔ اگلی روایت میں اس کی مزید وضاحت ہے۔

۱۷۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ :

۱۷۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ :

۱۷۷۶- تَخْرِيجُ : [إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ] أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ، مَنْاسِكُ الْحَجِّ، بَابُ الْبَيْدَاءِ، ح : ۲۶۶۳ مِنْ حَدِيثِ أَشْعَثَ بِهِ، وَهُوَ فِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ : ۲۰۷/۳، وَلِلْحَدِيثِ شَوَاهِدٌ * الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ عَنْ عَنَنْ .

۱۷۷۷- تَخْرِيجُ : [إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ] أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى، ح : ۸۱۸، وَابْنُ أَبِي عَرَبٍ : ۳۹، ۳۸/۵ مِنْ حَدِيثِ وَهْبِ بْنِ جَرِيرٍ بِهِ * مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ مَدْلَسٌ وَلَمْ يَصِرْ بِالسَّمَاعِ .

باب ۲۲- حج میں شرط کرنا

(المعجم ۲۲) - باب الإِشْرَاطِ فِي

الْحَجِّ (التحفة ۲۲)

۱۷۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۱۷۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (امّ حکیم) ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں تو (کیا) شرط کر لوں؟ فرمایا: ”ہاں!“ کہنے لگیں: تو کیسے کہوں؟ فرمایا: ”کہو: لَبَّيْكَ! اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ..... میں راستے میں وہیں حلال ہو جاؤں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔“

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ضَبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ [أ]أَشْتَرُطُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَتْ: فَكَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: لَبَّيْكَ! اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! وَمَجْلِي مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ حَبَسْتَنِي».

🌞 فوائد و مسائل: ① سیدہ ضباعہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی پچازاد بہن ہیں اور ان کی کنیت ام حکیم ہے۔ ② اگر انسان کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو جو سفر اور اعمال حج کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہو تو مندرجہ بالا انداز میں شرط کر کے احرام باندھ سکتا ہے اور جہاں رکاوٹ ہو جائے حلال ہو سکتا ہے اور دوبارہ اس حج یا عمرے کی قضا لازم نہ ہوگی۔ تاہم صاحب استطاعت کے لیے قضا ضروری ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ③ سیدہ ضباعہ بنت الزبیر رضی اللہ عنہما نے یہ شرط تو لگائی تھی مگر رکاوٹ پیش نہ آئی تھی اور انہوں نے حج پورا کر لیا تھا۔

(المعجم ۲۳) - بَابُ: فِي إِفْرَادِ الْحَجِّ (التحفة ۲۳)

۱۷۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۱۷۷۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا تھا۔

الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حج کے لیے احرام اور نیت کے تین انداز مشروع ہیں: ایک یہ کہ انسان احرام باندھتے ہوئے

۱۷۷۶- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذی، الحج، باب ماجاء في الإشتراط في الحج، ح: ۹۴۱ من حدیث عباد بن العوام به، وقال: "حسن صحیح"، وهو في مسند أحمد: ۶/۳۶۰، ورواه مسلم، ح: ۱۲۰۸ من حدیث عكرمة عن ابن عباس به.

۱۷۷۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام... الخ، ح: ۱۲۲/۱۲۱۱ من حدیث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۳۳۵.

صرف اور صرف حج کی نیت کرے۔ اس صورت میں انسان اعمال حج مکمل ہونے تک احرام ہی میں رہتا ہے۔ اسے ”حج افراد“ (ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں، یعنی مفرد حج۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی اکٹھی نیت ہو۔ اس صورت میں حاجی پہلے عمرہ کرتا ہے اس کے بعد احرام کی حالت میں رہتا ہے یہاں تک کہ حج کے اعمال پورے کر لے۔ اس کو ”حج قرآن“ (قاف کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں، یعنی حج اور عمرے کو ملا کر ادا کیا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ حاجی پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھے۔ مکہ پہنچ کر عمرہ کے اعمال مکمل کر کے حلال ہو جائے اور پھر ۸ ذوالحجہ کو دوبارہ حج کے لیے احرام باندھے اور حج کے اعمال پورے کرے۔ اس نوعیت کو ”حج تمتع“ کہتے ہیں، یعنی ایک ہی سفر میں حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ بھی حاصل کر لیا۔ سب سے افضل حج تمتع ہی ہے۔ اگر قربانی ساتھ لے کر جائے تو قرآن ہوگا۔ اور حج افراد بھی ہر طرح سے جائز ہے۔ (قربانی سمیت یا قربانی کے بغیر) رسول اللہ ﷺ کا حج قرآن تھا جبکہ صحابہ میں افراد والے بھی تھے اور تمتع والے بھی۔ ⑤ اس معنی کی احادیث میں نبی ﷺ کے ابتدائے عمل کا بیان ہے۔ قرآن کی نیت آپ نے بعد میں فرمائی تھی۔ کچھ محدثین اس طرح کہتے ہیں کہ آپ شروع ہی سے ”قارن“ تھے۔ مگر چونکہ [قارن] کو اجازت ہوتی ہے کہ کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ] کسی وقت [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ] اور کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ] کہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کی زبان سے جو سنایا کیا۔ اس میں تعارض والی کوئی بات نہیں۔ (مرعاة المفاتیح - شرح حدیث: ۲۵۶۹)

۱۷۷۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ سَلَمَةَ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُوسَى : حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُؤَافِينَ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ ، فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَالَ : «مَنْ شَاءَ أَنْ يُهْلَ بِحَجٍّ فَلْيُهْلْ ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُهْلَ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلَ بِعُمْرَةٍ» قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِ وَهْبٍ : «فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلُتُ بِعُمْرَةٍ» .

۱۷۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ذوالحجہ کا چاند آنے پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ذوالحلیفہ مقام پر آئے تو آپ نے فرمایا: ”جو حج کا احرام باندھنا چاہتا ہے باندھ لے اور جو چاہے عمرے کی نیت کر لے۔“..... موسیٰ بن اسماعیل نے وہیب کی روایت میں بیان کیا کہ..... (آپ نے فرمایا:) ”میں نے اگر قربانی ساتھ نہ لی ہوتی تو عمرے کا احرام باندھتا۔“ اور حماد بن سلمہ کی روایت میں کہا:..... ”اور میں حج کا احرام باندھ رہا ہوں کیونکہ میرے ساتھ قربانی ہے۔“ آگے روایت بیان کرنے میں سب راوی متفق ہیں۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) میں ان افراد میں سے تھی جنہوں

۱۷۷۸- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، مناسک الحج، باب أفراد الحج، ح: ۲۷۱۸ من حدیث حماد بن زید، ورواه البخاري، ح: ۳۱۷، ومسلم، ح: ۱۱۷-۱۱۵/۱۲۱۱ من حدیث هشام بن عروة به مطولاً.

نے عمرے کا احرام باندھا، پھر راستے میں ایک جگہ مجھے حیض شروع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا: میں چاہتی ہوں کہ اس سال نہ آئی ہوتی (تو اچھا تھا)۔ آپ نے فرمایا: ”اپنا عمرہ چھوڑ دو اپنے بال کھول لو اور کنگھی کر لو۔“ موسیٰ نے کہا: ”اور حج کی نیت کر لو.....“ اور سلیمان نے کہا..... ”اور اسی طرح کرو جیسے کہ مسلمان اپنے حج میں کرتے ہیں۔“ الغرض جب (حج سے) واپسی کی رات آئی تو رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمن (ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ) یعنی عائشہ کے بھائی کو حکم دیا، تو وہ انہیں تنہا لے گئے..... موسیٰ نے مزید کہا..... پس انہوں نے عمرے کا احرام باندھا۔ یعنی اپنے پہلے عمرے کے بدلے پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ الغرض اللہ نے ان کا عمرہ اور حج پورا کر دیا۔ ہشام کہتے ہیں..... اس صورت میں کوئی ہدی (فدیہ وغیرہ) نہ ہوا۔

وَقَالَ فِي حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ: «وَأَمَّا أَنَا فَأَهْلُ بِالْحَجِّ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ»، ثُمَّ اتَّفَقُوا، فَكُنْتُ فِيمَنْ أَهْلًا بِعُمْرَةٍ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: «مَا يُبْكِيكَ؟» قُلْتُ: وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ، قَالَ: «ارْفُضِي عُمْرَتَكَ وَانْقُضِي رَأْسَكَ وَامْتَشِطِي». قَالَ مُوسَى: «وَأَهْلِي بِالْحَجِّ»، وَقَالَ سُلَيْمَانُ: «وَاصْنَعِي مَا يَصْنَعُ الْمُسْلِمُونَ فِي حَجَّتِهِمْ»، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةَ الصُّدْرِ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَذَهَبَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ. زَادَ مُوسَى: فَأَهْلَتْ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِهَا وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ، فَقَضَى اللَّهُ عُمْرَتَهَا وَحَجَّهَا. قَالَ هِشَامٌ: وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ هَدْيِي.



امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ موسیٰ نے حماد بن سلمہ کی روایت میں مزید کہا: پھر جب بطحاء کی رات آئی (یعنی منیٰ میں اقامت کی رات) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پاک ہو گئی تھیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ مُوسَى فِي حَدِيثِ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ: فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْبُطْحَاءِ طَهَّرَتْ عَائِشَةُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض کی کیفیت مکہ کے قریب وادی سرف میں لاحق ہوئی۔ ② ایسی صورت میں عورت کو عمرے کی نیت کو حج میں بدل لینا چاہیے۔

۱۷۷۹- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

۱۷۷۹- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقرآن والأفراد بالحج... الخ، ح: ۱۵۶۲، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام... الخ، ح: ۱۱۸/۱۲۱۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۱/۳۳۵.

حج افراد کے احکام و مسائل

ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا، بعض نے حج اور عمرے کا اور بعض نے صرف حج کا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ تو جنہوں نے حج یا حج اور عمرے کا احرام باندھا تھا وہ قربانی کے دن (یوم النحر، ۱۰ ذوالحجہ) تک حلال نہ ہوئے۔

مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ، وَأَمَّا مَنْ أَهَلَ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

۱۷۸۰- مالک نے ابوالاسود سے اپنی سند سے اسی کے مثل بیان کیا اور یہ مزید کہا: اور جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا وہ حلال ہو گئے۔

۱۷۸۰- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. زَادَ: فَأَمَّا مَنْ أَهَلَ بِعُمْرَةٍ فَأَحَلَّ.

۱۷۸۱- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”جس کے ساتھ ہدی ہے وہ عمرے کے ساتھ حج کا تلبیہ بھی کہے اور وہ حلال نہیں ہوگا حتیٰ کہ ان دونوں سے فارغ ہو۔“ سو میں مکہ آئی تو حیض کی کیفیت میں تھی۔ میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ صفا مروہ کی سعی کی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ”اپنا سر کھول لو کنگھی کر لو اور حج کا احرام

۱۷۸۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَهْلُ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا». فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ،

۱۷۸۰- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق.

۱۷۸۱- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب: كيف تهل الحائض والنساء؟، ح: ۱۵۵۶ عن القعنبی به، ومسلم، الحج، باب بیان وجوه الاحرام... الخ، ح: ۱۲۱۱ عن مالک به، وهو في الموطأ (يحيى) ۱/۴۱۱ مختصراً، (رواية أبي مصعب الزهري، ح: ۱۳۰۳، ورواية عبد الرحمن بن القاسم، ح: ۳۸).

فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «انْقُضِي رَأْسَكَ وَامْتَشِطِي وَأَهْلِي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ». قَالَتْ: فَفَعَلْتُ. فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ، فَقَالَ: «هَذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكَ». قَالَتْ: فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ، وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَمَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرُوا طَوَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَطَوَافَ الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ.



فائدہ: [قارن] کو رخصت ہے کہ دسویں تاریخ کے طواف (زیارہ افاضہ) کے بعد صفا مروہ کی سعی نہ کرے بلکہ طواف قدم کے ساتھ کی جانے والی سعی پر کفایت کر لے تو مباح ہے۔ [تَمَتُّع] والا دو طواف اور دو سعی کرنے کا پابند ہے۔ یعنی ایک بار عمرے کے لیے اور دوسری بار حج کے لیے۔

۱۷۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ

جج افراد کے احکام و مسائل

باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔“ فرماتی ہیں: چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ پھر جب ہم نے حج پورا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم بھیجا اور میں نے عمرہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا: ”یہ تیرے اس عمرے کے بدلے ہے۔“ وہ بیان کرتی ہیں کہ (مکہ پہنچنے کے بعد) جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور پھر حلال ہو گئے۔ ان لوگوں نے منیٰ سے واپسی کے بعد حج کے لیے ایک اور طواف کیا (طواف افاضہ زیارہ) مگر جن لوگوں نے حج اور عمرے کا اکٹھے احرام باندھا تھا (حج قرآن کا) تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ اسے ابراہیم بن سعد اور معمر نے ابن شہاب سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔ ان لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھنے والوں یا حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنے والوں کے طواف کا ذکر نہیں کیا۔

۱۷۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے حج کا تلبیہ کہا حتیٰ کہ جب ہم مقام سرف پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا: ”عائشہ! کیوں رو

رہی ہو؟“ میں نے کہا: مجھے حیض آ گیا ہے۔ کاش! میں حج کے لیے نہ آئی ہوتی۔ آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔“ تب آپ نے فرمایا: ”حج کے تمام اعمال پورے کرو صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔“ چنانچہ جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے اس احرام کو عمرے کا بنانا چاہے بنائے سوائے اس کے جس کے پاس قربانی ہو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن اپنی ازواج کی طرف سے گائیں ذبح کیں اور جب بطحاء کی رات آئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا پاک ہو گئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ والی حج اور عمرہ کر کے جائیں گی اور میں صرف حج کے ساتھ لوٹوں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا وہ اسے متعیم لے گئے اور اس (عائشہ) نے عمرے کا تلبیہ کہا۔

حِصْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أُبْكِي فَقَالَ: «مَا يُبْكِيكَ يَا عَائِشَةُ؟» فَقُلْتُ: حِصْتُ، لَيْتَنِي لَمْ أَكُنْ حَاجِجَةً، فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ! إِنَّمَا ذَلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ»، فَقَالَ: «اُنْشِكِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ»، فَلَمَّا دَخَلْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ». قَالَتْ: وَذَبَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَرَّ يَوْمَ النَّحْرِ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْبُطْحَاءِ وَطَهَّرْتُ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا] قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَرْجِعُ صَوَاحِبِي بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِالْحَجِّ؟، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَذَهَبَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَلَبَّتْ بِالْعُمْرَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① جس نے حج کا احرام باندھا ہو اور قربانی ساتھ نہ ہو تو اسے جائز ہے کہ اپنے احرام کو عمرے کا احرام بنا لے۔ ② جو شخص مکہ میں ہوتے ہوئے عمرہ کرنا چاہے اسے قریب ترین میقات پر جا کر احرام باندھ کر آنا لازم ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تو ایک طبعی عارضہ لاحق ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان کا عمرہ رہ گیا تھا جس کا ان کو قلق تھا اس کا ازالہ ان کو متعیم سے احرام بندھا کر کر دیا گیا یوں ان کا عمرہ بھی ہو گیا۔ یہ خصوصی رعایت صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے تھی جس سے وہ عورتیں تو فائدہ اٹھا سکتی ہیں جو حضرت عائشہ کی طرح وہاں جا کر حائضہ ہو جائیں۔ لیکن عام لوگ جو مزید عمرہ کرنا چاہیں وہ متعیم (مسجد عائشہ) جا کر وہاں سے احرام باندھ کر آ کر عمرہ نہیں کر سکتے (جیسا کہ اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں) البتہ وہ ذوالحلیفہ قرن المنازل یا کسی بھی میقات سے احرام باندھ کر آئیں تو دوبارہ عمرہ کرنا صحیح ہوگا۔

۱۷۸۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم

۱۷۸۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والفران والإفراد بالحج... الخ، ح: ۱۵۶۱ عن عثمان بن أبي

۱۱- کتاب المناسک

حج افراد کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے ہم صرف حج سمجھ رہے تھے۔ مگر جب ہم مکہ پہنچے اور بیت اللہ کا طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص قربانی ساتھ نہیں لایا وہ حلال ہو جائے۔ چنانچہ وہ لوگ جو قربانیاں ساتھ نہیں لائے تھے حلال ہو گئے۔

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقٍ الْهَدْيِ أَنْ يُحِلَّ، فَأَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقٍ الْهَدْيِ.

۱۷۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر مجھے اس بات کی خبر پہلے ہوتی جس کی بعد میں ہوئی ہے تو میں قربانی ساتھ لے کر نہ آتا۔“

۱۷۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَّا سُفْتُ الْهَدْيِ».

محمد بن یحییٰ نے کہا: میرا خیال ہے کہ شیخ نے یہ بھی کہا: ”اور میں عمرے کے بعد حلال ہونے والوں کے ساتھ حلال ہو جاتا۔“ کہا: آپ کا ارادہ تھا کہ سب لوگ ایک ہی حال پر ہوں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: أَحْسَبُهُ قَالَ: «وَلَحَلْتُ مَعَ الَّذِينَ أَحَلُّوا مِنَ الْعُمْرَةِ». قَالَ: أَرَادَ أَنْ يَكُونَ أَمْرُ النَّاسِ وَاحِدًا.

فائدہ: دراصل جاہلیت میں لوگ حج کے ساتھ یا حج کے مہینوں میں عمرہ گناہ کا کام سمجھتے تھے تو اس پرانی روش کے بدلنے کے لیے یہ تاکید حکم دیا گیا تھا۔

۱۷۸۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حج (حج افراد) کی نیت سے چلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا حتیٰ کہ جب مقام سرف میں پہنچیں تو انہیں حیض آ گیا۔

۱۷۸۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مُهْلِينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ مُهْلَةً بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا

«شبهة، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام... الخ، ح: ۱۲۸/۱۲۱۱ من حديث جرير بن عبد الحميد به. ۱۷۸۴- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۲۴۷/۶ عن عثمان بن عمر به، ورواه البخاري، ح: ۷۲۲۹ من حديث الزهري به.

۱۷۸۵- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام... الخ، ح: ۱۲۱۳ عن قتبية به.

پھر جب ہم مکہ آئے اور کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے جس جس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا: حلال ہونا کیسا؟ آپ نے فرمایا: ”پوری طرح سے حلال ہونا.....“ چنانچہ ہم اپنی ازواج سے ہم بستر بھی ہوئے، خوشبوئیں لگائیں اور اپنے عام کپڑے پہن لیے۔ حالانکہ ہمارے اور عرفہ جانے کے درمیان صرف چار راتیں باقی تھیں۔ پھر ہم نے آٹھویں تاریخ کو احرام باندھا، رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے تو دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ آپ نے پوچھا: ”تمہیں کیا ہوا ہے؟“ کہنے لگیں کہ مجھے حیض آ گیا ہے۔ لوگ حلال ہوئے، میں حلال نہیں ہوئی، اور نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور اب وہ حج کے لیے جارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ معاملہ تو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے۔ تم غسل کر لو اور حج کے لیے احرام باندھ لو۔“ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اور حج کے تمام مقامات پر ٹھہریں حتیٰ کہ جب پاک ہو گئیں تو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی۔ پھر آپ نے فرمایا: ”تم اپنے حج اور عمرے سب سے حلال ہو گئی ہو۔“ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرے دل میں حسرت ہے کہ میں نے جب حج کیا تو (ابتداء میں) طواف نہیں کر سکی۔ آپ نے فرمایا: ”اے عبدالرحمن! ان کو لے جاؤ اور تتعیم سے عمرہ کرا لاؤ۔“ اور یہ ہصبہ کی رات تھی۔ (یعنی ایام تشریق کے بعد جس رات مدینہ کی طرف واپسی کے لیے بظہاء میں پڑاؤ ڈالا گیا تھا۔)

كَانَتْ بِسَرِفٍ عَرَكْتُ حَتَّى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ، قَالَ: فَقُلْنَا: حِلُّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْحِلُّ كُلُّهُ»، فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ، ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ: «مَا شَأْنُكَ؟» قَالَتْ: شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أَحِلِّ وَلَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ. قَالَ: «إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهْلِي بِالْحَجِّ»، فَفَعَلْتُ وَوَقَفْتُ الْمَوَاقِفَ حَتَّى إِذَا طَهَّرْتُ طَافْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ قَالَ: «قَدْ حَلَلْتُ مِنْ حَجِّكَ وَعُمْرَتِكَ جَمِيعًا». قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي إِنِّي لَمْ أَطْفِ بِالْبَيْتِ حِينَ حَجَجْتُ، قَالَ: «فَاذْهَبِي بِهَا يَاعَبْدَ الرَّحْمَنِ! فَاغْمِزْهَا مِنَ الثَّنِيمِ»، وَذَلِكَ لَيْلَةُ الْحَضْبَةِ.

۱۷۸۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ [وَمُسَدَّدٌ قَالَا]: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ، بِنَعُصٍ هَذِهِ الْقِصَّةِ. قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ: «وَأَهْلِي بِالْحَجِّ ثُمَّ حُجِّي وَاصْنَعِي مَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي».

۱۷۸۷- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ مَرْيَدٌ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَا يُخَالِطُهُ شَيْءٌ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِارْتِجَافِ لَيْالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَطُفْنَا وَسَعَيْنَا، ثُمَّ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ: «لَوْ لَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ»، ثُمَّ قَامَ سَرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ مُتَعَتْنَا هَذِهِ، أَلْعَامِنَا هَذَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَلْ هِيَ لِلْأَبَدِ».

قال الْأَوْزَاعِيُّ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ يُحَدِّثُ بِهَذَا فَلَمْ أَحْفَظْهُ حَتَّى

۱۷۸۶- ابوالزبیر کہتے ہیں کہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے۔ اور اس قصے کا کچھ حصہ بیان کیا..... اور [أَهْلِي بِالْحَجِّ] ”حج کے لیے احرام باندھ لو“ کے بعد یہ فرمایا: ”پھر حج کرو اور وہ سب کچھ کرو جیسے حاجی کرتا ہے۔ صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور نماز نہ پڑھنا۔“

۱۷۸۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا۔ اس میں کسی چیز کا اختلاط نہ تھا۔ پھر ذوالحجہ کی چار راتیں گزر جانے کے بعد ہم مکہ پہنچے۔ ہم نے طواف اور سعی کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دے دیا اور فرمایا: ”اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔“ پھر حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارا یہ تمتع (حج کے ساتھ عمرہ کرنا) اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔“

اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کو یہ حدیث بیان کرتے سنا مگر میں یاد نہ رکھ سکا حتیٰ کہ ابن

۱۷۸۶- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۲۱۳ ب من حديث ابن جريج به، وانظر الحديث السابق.

۱۷۸۷- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: نهى النبي ﷺ على التحريم إلا ما تعرف بإباحته... الخ، ح: ۷۳۶۷، ومسلم، ح: ۱۲۱۶ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وانظر الحديث السابق.

حج افراد کے احکام و مسائل

۱۱- کتاب المناسک

لَقِيتُ ابْنَ جُرَيْجٍ فَأُثْبِتَهُ لِي . جریج سے ملا تو انہوں نے مجھے یاد کرائی۔

🌞 فائدہ: حج کے دنوں میں یا حج کے ساتھ ہی عمرہ بغیر کسی اشکال کے جائز ہے جبکہ ایام جاہلیت میں اسے بہت بڑا

گناہ سمجھا جاتا تھا۔

۱۷۸۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :

۱۷۸۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ (مکہ) پہنچے جبکہ ذی الحجہ کی چار راتیں گزر چکی تھیں۔ جب انہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے عمرہ بنا لو سوائے اس کے جس کے ساتھ قربانی ہو۔“ سو جب آٹھویں تاریخ آئی تو ان لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور پھر قربانی والے دن (دس ذوالحجہ کو) یہ لوگ مکہ آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا مگر صفا مروہ کی سعی نہیں کی۔

۱۷۸۸- حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي رِبَاحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَمَّا طَافُوا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْعَلُوهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ» فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ أَهْلُوا بِالْحَجِّ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ قَدِمُوا فَطَافُوا بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

۱۷۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ :

۱۷۸۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا۔ اس دن نبی ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے پاس قربانی نہ تھی۔ اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور وہ اپنے ساتھ قربانیاں لائے تھے۔ پس انہوں نے اس طرح نیت کی تھی: میں اسی طرح احرام باندھتا ہوں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ اور آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تھا کہ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام بنالیں، طواف کریں (صفا مروہ کی سعی بھی کریں) پھر

۱۷۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ يَعْنِي الْمُعَلَّمُ عَنْ عَطَاءٍ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهَلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ هَدْيٌ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَطَلْحَةُ، وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ: أَهَلْتُ بِمَا أَهَلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ

۱۷۸۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۶۲، والنسائي في الكبرى، ح: ۴۱۷۱ من حديث حماد بن سلمة به.

۱۷۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت ... الخ، ح: ۱۶۵۱ من حديث عبد الوهاب الثقفي به، وهو في مسند أحمد: ۳/ ۳۰۵.

حج افراد کے احکام و مسائل

بال کٹوا کر حلال ہو جائیں، سوائے اس کے جس کے ساتھ قربانی ہو۔ کچھ لوگوں نے کہا: تو کیا ہم مٹی کو اس حالت میں جائیں گے کہ ہمارے اعضائے تناسل مٹی ٹپکا رہے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”اگر مجھے یہ بات پہلے معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں (بھی) حلال ہو جاتا۔“

يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً: يَطُوفُوا ثُمَّ يَقْصِرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالُوا: أَنْتَ طَلِقَ إِلَى مِنَى وَذُكُورُنَا تَقْطُرُ؟! فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ، وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَخْلَلْتُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوب سمجھتے تھے کہ دین و شریعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کا نام ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احرام کی نیت میں یہ کہا کہ میرا احرام اور میری نیت وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ ② اور دوسری بات (کہ ہم مٹی کو اس حالت میں جائیں) کہنے کی وجہ یہ تھی کہ عبادت چونکہ انسان سے زہد و رغبت الی اللہ کا تقاضا کرتی ہے اور اعمال حج شروع ہونے میں دو دن باقی تھے تو انہیں کامل حلت، کچھ عجیب سی لگی۔ نیز رسول اللہ ﷺ خود بھی تو حلال نہیں ہوئے تھے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کے شائق تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی مجبوری کی وضاحت کر کے صحابہ کرام کا اشکال دور فرما دیا۔



۱۷۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”یہ عمرہ ہے، ہم نے اس کا فائدہ حاصل کیا ہے سو جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ حلال ہو جائے پوری طرح حلال ہونا۔ اور قیامت تک کے لیے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔“

۱۷۹۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ، وَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

امام ابو داود کہتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔ یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُنْكَرٌ إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ابو داود رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا حدیث کو ”منکر“ کہنا صحیح نہیں

۱۷۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح: ۱۲۴۱ من حديث محمد بن جعفر به، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ۱۸۸۶.

حج افراد کے احکام و مسائل

۱۱- کتاب المناسک

کیونکہ یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ یہ جرح دراصل اگلی حدیث (۱۷۹۱) پر ہے۔ (عون المعبود) ۵ چونکہ قبل از اسلام لوگ ایام حج میں عمرہ کرنا کبیرہ گناہ سمجھتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی ممانعت کرتے ہوئے شریعت اسلام کی بات تاکید کے ساتھ نافذ فرمائی۔

۱۷۹۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب آدمی نے حج کا احرام باندھا پھر مکہ آیا بیت اللہ کا طواف کیا اور صفامروہ کی سعی کر لی تو وہ حلال ہو گیا اور یہ عمرہ ہو گا۔“

۱۷۹۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا النَّهَّاسُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَهَلَ الرَّجُلُ بِالْحَجِّ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ حَلََّ وَهِيَ عُمْرَةٌ».

امام ابوداؤد کہتے ہیں: اس حدیث کو ابن جریج نے ایک شخص کے واسطے سے عطاء سے یوں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب صرف حج کا تلبیہ کہتے ہوئے (مکے میں) داخل ہوئے۔ پس نبی ﷺ نے اس کو عمرہ بنا دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَطَاءٍ: دَخَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مُهْلِينَ بِالْحَجِّ خَالِصًا، فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ عُمْرَةً.

۱۷۹۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حج کا تلبیہ کہا۔ جب مکہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف اور صفامروہ کی سعی کر لی..... ابن شوکر نے کہا..... اور آپ نے اپنے بال نہیں کتروائے..... پھر ابن شوکر اور احمد بن منیع دونوں نے کہا..... اور آپ اپنی قربانی کی وجہ سے حلال نہیں ہوئے۔ (لیکن) جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہیں تھی انہیں حکم دیا کہ طواف اور سعی کے بعد بال کترا کر حلال ہو جائیں۔ ابن منیع کی

۱۷۹۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ شَوْكِرٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، قَالَ ابْنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْمَعْنَى عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحَجِّ، فَلَمَّا قَدِمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَقَالَ ابْنُ شَوْكِرٍ: وَلَمْ يُقَصِّرْ - [ثُمَّ] اتَّفَقَا - وَلَمْ يَحْلَ مِنْ أَجْلِ الْهَدْيِ،

۱۷۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] * نهاس يروي عن عطاء عن ابن عباس أشياء منكورة كما قال يحيى القطان (الكامل لابن عدي ۷/ ۲۵۲۲).

۱۷۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۴۱-۳۳۸ عن هشيم به، انظر، ح: ۱۷۴۰ لحال يزيد بن أبي زياد الشيعي.

روایت میں اضافہ ہے: یا بال منذوا کر حلال ہو جائیں۔

وَأَمَرَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيِ أَنْ يَطُوفَ
وَأَنْ يَسْعَى وَيُقَصِّرَ ثُمَّ يَحِلَّ. زَادَ ابْنُ مَيْعٍ
فِي حَدِيثِهِ: أَوْ يَخْلِقَ ثُمَّ يَحِلَّ.

۱۷۹۳- سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ
کے صحابہ میں سے ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
کے پاس آیا اور گواہی دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ
سے آپ کے مرض الموت میں سنا ہے کہ آپ حج سے
پہلے عمرہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔

۱۷۹۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ:
أَخْبَرَنِي أَبُو عِيْسَى الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ
ﷺ أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَشَهِدَ عِنْدَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي
مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ يَنْهَى عَنِ الْعُمْرَةِ
قَبْلَ الْحَجِّ.



🌞 ملحوظہ: امام منذری کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب کا حضرت عمر سے سماع صحیح ثابت نہیں ہے۔ (عون) اس لیے یہ
روایت صحیح نہیں۔ لیکن ہمارے محقق شیخ زبیر علی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے اس میں نبی احتباب کے
لیے ہوگی اور اس سے مطلب یہ ہوگا کہ استطاعت ہونے پر پہلے حج کیا جائے کیونکہ وہ بڑا فریضہ ہے اور زیادہ اہم
ہے۔ ورنہ خود نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے حج سے پہلے دو عمرے کیے تھے۔

۱۷۹۴- حَدَّثَنَا مُوسَى أَبُو سَلَمَةَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي شَيْخٍ
الْهَنْدَايِيِّ خِيَوَانَ بْنِ خَلْدَةَ يَمِّنُ قَرَأَ عَلَى
أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ أَنَّ
مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ
۱۷۹۳- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے
اصحاب نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے فلاں فلاں کام سے منع فرمایا ہے اور
چیتے کی کھال پر سوار ہونے (بیٹھنے) سے بھی منع فرمایا
ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: آپ لوگ یہ

۱۷۹۳- تخریج: [حسن] * سعید عن عمر قوي، انظر الحديث الآتي: ۳۲۷۲، والموطأ بتحقيق، ح: ۵۹۰،
والحديث يدل على نهى القرآن وهذا للاستحباب. والله أعلم.

۱۷۹۴- تخریج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنمن وتابعه بهيس بن فهدان عند الطبراني: ۱۹ / ۳۵۴ ببعضه * وفيه
محمد بن صالح بن الوليد النرسي لم أجد من وثقه، والحديث السابق يغني عنه.

۱۱- کتاب المناسک..... حج قرآن کے احکام و مسائل

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ كَذَا وَكَذَا وَعَنْ رُكُوبِ جُلُودِ الثُّمُورِ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: فَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقَرَّنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ؟ فَقَالُوا: أَمَّا هَذَا فَلَا، فَقَالَ: أَمَّا إِنَّهَا مَعَهُنَّ وَلَكِنَّكُمْ نَسِيتُمْ.

بھی جانتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حج اور عمرے کو ملانے سے بھی منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، یہ بات ہم نہیں جانتے۔ معاویہ نے کہا: یہ ہے تو ان (ممنوعہ چیزوں) ہی کے ساتھ مگر آپ لوگ بھول رہے ہیں۔“

🌞 ملحوظہ: یہ روایت باعتبار سند محل نظر ہے۔ تاہم اگر صحیح بھی ہو تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرہ ملانے کے مسئلے میں وہم ہوا ہے یا ”متعہ“ سے اشتباہ ہوا ہے۔ انہوں نے ”متعہ النساء“ کے ساتھ ساتھ ”متعہ الحج“ کو بھی ممنوع سمجھ لیا ہے جیسے کہ نبی ﷺ کے بال کتر و انے (تقصیر) کے بارے میں انہیں اشتباہ ہوا ہے کہ اسے حجۃ الوداع میں بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ آپ کے عمرے کا واقعہ ہے۔ (افادات از ابن القیم)

(المعجم ۲۴) - بَابُ فِي الْإِقْرَانِ
(التحفة ۲۴)

🌞 فائدہ: احرام باندھتے ہوئے انسان عمرے اور حج دونوں کی نیت کر لے، مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ کرے مگر اس سے حلال نہ ہو بلکہ اسی احرام میں رہتے ہوئے حج کے اعمال مکمل کرے اور آخر میں دونوں سے حلال ہو تو اسے حج قرآن (قاف کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں۔ لغوی معنی اس کے ”ملانا“ ہیں، یعنی ایک ہی سفر میں عمرے اور حج کو جمع کر لیا۔ اس صورت میں قربانی واجب ہے۔

۱۷۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُمْ سَمِعُوهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُبَلِّي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا، يَقُولُ: «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا [مَعًا]، لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا».

۱۷۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ حج اور عمرے کا تلبیہ اکٹھے پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے: «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا، لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا»

🌞 فائدہ: عبادات میں سے حج اور عمرہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کی نیت پکار کر رکھی جاتی ہے۔ باقی کسی عبادت میں لفظی نیت ثابت نہیں ہے۔

۱۷۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب إهلال النبي ﷺ وهدیه، ح: ۱۲۵۱ من حدیث هشیم به.

۱۷۹۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر رات گزاری حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ پھر آپ (ظہر کے بعد) اپنی سواری پر سوار ہوئے حتیٰ کہ جب وہ آپ کو لے کر میدان بیداء میں سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے اللہ کی حمد، تسبیح اور تکبیر پکاری۔ پھر حج اور عمرے کا تلبیہ کیا۔ اور لوگوں نے بھی ان دونوں کا تلبیہ کیا۔ پھر جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو وہ حلال ہو گئے۔ (ان لوگوں کو جن کے پاس قربانیاں نہیں تھیں) حتیٰ کہ جب آٹھویں تاریخ آئی تو انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹنیاں نخرکیں اس حال میں کہ وہ کھڑی ہوئی تھیں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس روایت میں اس بات میں منفرد ہیں کہ انہوں نے ”اللہ کی حمد، تسبیح اور تکبیر کبی“ پھر حج کا تلبیہ کیا۔“

🌞 فائدہ: ان احادیث کے بیانات میں تعارض نہیں بلکہ تنوع ہے۔ حضرات صحابہ سامعین و ناظرین کو جو معلوم ہوا انہوں نے وہی بیان کر دیا۔ گذشتہ احادیث میں ہے کہ آپ نے نماز ظہر کے بعد اپنے مصلے ہی پر تلبیہ کیا، پھر سواری پر بیٹھ کر کہا، پھر بیداء کی بلندی پر چڑھتے ہوئے کہا اور یہ سب برحق ہیں اور اس اثنا میں تسبیح و تکبیر بلاشبہ جائز بلکہ مطلوب عمل ہے۔

۱۷۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ أَمَرَهُ رَسُولُ

۱۷۹۶- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب التعميد والتكبير قبل الإهلال عند الركوب على الدابة، ح: ۱۵۵۱ عن موسى بن إسماعيل به.

۱۷۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب القران، ح: ۲۷۲۶ و ۲۷۴۶ من حديث يحيى بن معين به، وللحديث شواهد كثيرة، أبو إسحاق عن.



جب یمن سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ سے ملے تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پایا کہ انہوں نے رنگین کپڑے پہنے ہیں اور اپنی منزل کو بھی انہوں نے معطر کر رکھا ہے۔ (حضرت علی کو تعجب ہوا) تو وہ بولیں: آپ حیران کیوں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا ہے اور وہ حلال ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ سے کہا: میں نے نبی ﷺ والے احرام کی نیت کر رکھی ہے۔ کہتے ہیں: چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: ”تم نے (نیت) کیسے کی ہے؟“ میں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے احرام والی نیت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں اپنی قربانی ساتھ لایا ہوں اور قرآن کی نیت کی ہے۔“ وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ سرسٹھ (۶۷) یا چھیا سٹھ اونٹ نخر کرو اور تینتیس یا چونتیس اونٹ اپنے لیے لے لو اور ہر قربانی میں سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا میرے لیے لاؤ۔“

اللہ ﷺ عَلَی الْيَمَنِ، قَالَ: فَأَصَبْتُ مَعَهُ أَوَاقًا قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيَّ مِنَ الْيَمَنِ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَجَدْتُ فَاطِمَةَ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا] قَدْ لَبَسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَقَدْ نَضَحَتِ الْبَيْتَ بِنَضُوحٍ فَقَالَتْ: مَا لَكَ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَحْلُوا. قَالَ: قُلْتُ لَهَا: إِنِّي أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: «كَيْفَ صَنَعْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «فَإِنِّي قَدْ سَقَيْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ». قَالَ: فَقَالَ لِي: «انْحَرِ مِنَ الْبُذْنِ سَبْعًا وَسِتِّينَ أَوْ سِتًّا وَسِتِّينَ، وَأَمْسِكْ لِنَفْسِكَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَأَمْسِكْ لِي مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ مِنْهَا بَضْعَةً».

فوائد و مسائل: ① دین میں حجت رسول اللہ ﷺ ہی کا قول و فعل ہے کسی اور کا نہیں، خواہ اس کا رشتہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کتنا ہی قربت کا کیوں نہ ہو۔ جیسے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بارے میں واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہی سے حلال ہوئی ہوں، مگر ان کے شوہر رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں حلال نہیں ہو سکے۔ ② قربانیوں کے سلسلے میں صحیح تریہ ہے کہ تریہ قربانیاں نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کیں اور بقیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اور انہوں نے کیں۔ (صحیح مسلم، باب حجۃ النبی ﷺ، حدیث: ۱۲۱۸)

۱۷۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۹۸- ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ جناب ضحیٰ بن حدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ، معبد نے کہا کہ میں نے حج اور عمرے دونوں کا اکٹھے ہی

۱۷۹۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب القران، ح: ۲۷۲۰ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وصححه ابن حبان، ح: ۹۸۵، ۹۸۶، والدارقطني، العلل الواردة: ۱۶۶/۲.

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصَّبِيُّ بْنُ مَعْبُدٍ: أَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَقَالَ عُمَرُ: هُدَيْتَ لِسَنَةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

تلبیہ کہا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں اپنے نبی ﷺ کے طریقے کی ہدایت ملی ہے۔

۱۷۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ أَعْيَنَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصَّبِيُّ ابْنُ مَعْبُدٍ: كُنْتُ رَجُلًا أَغْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمْتُ، فَأَتَيْتُ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ: هُدَيْمُ بْنُ ثُرْمَلَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا هَئَا! إِنِّي حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ فَكَيْفَ لِي بِأَنْ أَجْمَعَهُمَا؟ قَالَ: أَجْمَعُهُمَا وَادْبَعْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَلَمَّا أَتَيْتُ الْعُذَيْبَ لَقَيْتِي سَلْمَانَ بْنَ رِبْعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَأَنَا أَهْلُ بِهِمَا [جَمِيعًا]، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا هَذَا بِأَفْقَهُ مِنْ بَعِيرِهِ! قَالَ: فَكَأَنَّمَا أُلْقِيَ عَلَيَّ جَبَلٌ حَتَّى أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا أَغْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا وَإِنِّي أَسْلَمْتُ وَأَنَا حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ، وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُ

۱۷۹۹- ابو وائل کہتے ہیں کہ جناب صبی بن معبد نے کہا کہ میں ایک بدوی نصرانی آدمی تھا، مسلمان ہو گیا۔ پھر میں اپنے قبیلے کے ایک آدمی کے پاس آیا جس کا نام ہدیم بن ثرملہ تھا۔ میں نے اس سے کہا: ارے میاں! میں جہاد کا حریص ہوں مگر حج اور عمرہ بھی مجھ پر لازم ہو چکے ہیں تو اگر میں ان دونوں (حج اور عمرے) کو جمع کر لوں تو کیسا رہے گا؟ اس نے کہا: ان دونوں کو جمع کر لو اور جو میسر ہو قربانی کر لو۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کی نیت سے تلبیہ کہا (اور احرام باندھا) جب میں عذیب مقام پر پہنچا تو مجھے سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان ملے اور میں حج اور عمرے دونوں کا تلبیہ پکار رہا تھا۔ تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یہ اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ دار نہیں ہے! (بیوقوف ہے کہ حج اور عمرے کا اکٹھے تلبیہ پکار رہا ہے) صُحی بیان کرتے ہیں کہ ان کی اس بات سے گویا مجھ پر پہاڑ ٹوٹ پڑا حتیٰ کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! میں ایک بدوی نصرانی آدمی تھا اور مسلمان ہو گیا ہوں، جہاد پر جانے کا حریص ہوں مگر میں نے دیکھا کہ حج اور عمرہ بھی مجھ پر واجب ہو چکا ہے تو میں اپنی قوم کے ایک آدمی کے پاس آیا اس نے مجھے کہا کہ حج اور

۱۶- کتاب المناسک — حج قرآن کے احکام و مسائل

رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَقَالَ لِي: أَجْمَعُهُمَا
وَأَذْبَحَ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَإِنِّي
أَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَقَالَ لِي عُمَرُ: هُدَيْتَ
لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

عمرے کو اکٹھا کر لو اور جو میسر ہو قربانی کر لو۔ چنانچہ میں
نے ان دونوں کا اکٹھے تلبیہ پکا رہا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ
نے مجھے فرمایا: تمہیں تمہارے نبی ﷺ کے طریقے کی
ہدایت ملی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھنا عین سنت ہے اور اس میں قربانی واجب ہے۔ ② علم کے
بغیر فتویٰ دینا بہت بری بات ہے۔ اکثر اوقات اس کے برے نتائج سامنے آتے ہیں۔ اشتباہ کے مواقع پر راسخ
علمائے دین سے رابطہ کرنا چاہیے۔ ③ ”ایمان“ جب دل میں رچ بس جاتا ہے تو اس کے اثرات اعمال خیر کی
صورت میں ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اعمال میں کمی یا سستی اصل ایمان میں کمی کی علامت ہوتی ہے۔ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

۱۸۰۰- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا
مُسْكِينٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي
كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: «أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي
عَزَّ وَجَلَّ»، قَالَ وَهُوَ بِالْعَقِيقِ، «فَقَالَ:
صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقَالَ: عُمْرَةٌ
فِي حَجَّةٍ».

۱۸۰۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں
نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ آپ وادی عقیق میں تھے
آپ فرما رہے تھے: ”آج رات میرے پاس میرے
رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے
کہا ہے: اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور اس نے کہا
کہ عمرہ حج میں داخل ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ
وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ
عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ: «وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ولید
بن مسلم اور عمر بن عبد الواحد نے اوزاعی سے بیان کیا تو
صرف اسی قدر کہا: [وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ] (کہہ دو
کہ عمرہ حج میں داخل ہے۔ اور لفظ [قَالَ] کی بجائے
[قُلْ] کہا۔)

۱۸۰۰- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب قول النبي ﷺ "العقيق واد مبارك"، ح: ۱۵۳۴ من حديث
الأوزاعي به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی علی بن مبارک نے یحییٰ بن ابی کثیر سے (بصیغہ امر) [قُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ] بیان کیا ہے۔

☀️ فائدہ: ”وادی عقیق“ مدینہ کے قریب چار میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ذوالحلیفہ سے ہو کر گزرتی ہے۔

۱۸۰۱- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِعُسْفَانَ قَالَ لَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ الْمُدَلِّجِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اقْضِ لَنَا قَضَاءَ قَوْمٍ كَأَنَّمَا وُلِدُوا الْيَوْمَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَدْخَلَ عَلَيْكُمْ فِي حَجَّتِكُمْ هَذَا عُمْرَةً، فَإِذَا قَدِمْتُمْ، فَمَنْ تَطَوَّفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ حَلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ».

۱۸۰۱- جناب ربیع بن سبرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب ہم مقام عسفان میں تھے تو سُرَاقَةُ بن مالک المدلجی نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں خوب واضح فرما دیجیے اور ہمیں ایسی قوم سمجھیے جو گویا آج ہی پیدا ہوئے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس حج میں عمرے کو داخل کر دیا ہے سو جب تم مکہ پہنچو تو جس نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لی پس وہ حلال ہو گیا الا یہ کہ اس کے ساتھ قربانی ہو۔“

☀️ فائدہ: یعنی حج کے احرام کے ساتھ عمرہ بھی کیا جاسکتا ہے یعنی بصورت قرآن یا تمتع۔ جبکہ قبل از اسلام ایام حج میں عمرے کو کبیرہ گناہ تصور کیا جاتا تھا۔

۱۸۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - الْمَعْنَى - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ،

۱۸۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ میں نے مروہ پر ایک تیر کے پھل سے نبی ﷺ کے بال کاٹے تھے..... یا..... میں نے دیکھا کہ مروہ پر تیر کے پھل سے آپ کے بال کاٹے گئے۔ ابو بکر بن خلداد نے [أَخْبَرَهُ] کا لفظ

۱۸۰۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۰۴، والدارمي، ح: ۱۸۶۴ من حديث عبد العزيز بن عمر به.

۱۸۰۲- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ح: ۱۷۳۰، ومسلم، الحج، باب التفسير في العمرة، ح: ۱۲۴۶ من حديث ابن جريج به.

استعمال نہیں کیا (بلکہ یوں کہا: اِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ.....)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ: قَصَرْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَشْقَصٍ عَلَى الْمَرْوَةِ، أَوْ رَأَيْتُهُ يُقَصِّرُ عَنْهُ عَلَى الْمَرْوَةِ بِمَشْقَصٍ. قَالَ ابْنُ خَلَّادٍ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَذْكُرْ: أَخْبَرَهُ.

۱۸۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے مروہ پر ایک بدوی کے تیر (کے پھل) سے رسول اللہ ﷺ کے بال کاٹے تھے۔

۱۸۰۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ - الْمَعْنَى - [قَالُوا]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَهُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنِّي قَصَرْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَشْقَصٍ أَغْرَابِيٍّ عَلَى الْمَرْوَةِ.

حسن بن علی کی روایت میں اضافہ ہے: ”حج کے موقع پر“

زَادَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: بِحَجَّتِهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خدمت حج کے موقع پر نہیں بلکہ عمرہ بھرانہ کے موقع پر سرانجام دی تھی۔ جیسے کہ سنن نسائی کی روایت میں [فی عُمْرَتِهِ] کی صراحت ہے۔ (سنن نسائی مناسک الحج، حدیث: ۲۹۹۰) اور ”حج کے موقع پر“ کی تعبیر یا تو مجاز ہے یا وہم۔ واللہ اعلم۔ ② عمرے میں صفامروہ کی سعی کے بعد آدمی بال کتر واکر حلال ہوتا ہے۔ جبکہ عورتوں کو ایک پور برابر بال کاٹنا کافی ہوتے ہیں۔

۱۸۰۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۱۸۰۴- حَدَّثَنَا [عُبَيْدُ اللَّهِ] بْنُ مُعَاذٍ: أَخْبَرَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرَظِيِّ: سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَهْلَ النَّبِيِّ ﷺ بِعُمْرَةٍ، وَأَهْلَ أَصْحَابِهِ بِحَجٍّ.

نبی ﷺ نے عمرے کا تلبیہ پکارا اور آپ کے اصحاب نے حج کا۔

🌞 فائدہ: حج قرآن کیلئے تلبیہ میں یہ جائز ہے کہ کسی وقت [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ] اور کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ] کہے۔

۱۸۰۳- تخریج: [إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ] انظر الحديث السابق.

۱۸۰۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب في متعة الحج، ح: ۱۲۳۸ عن ابن معاذ به.

۱۸۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا۔ (تمتع کا لغوی معنی، استفادہ ہے۔) آپ نے ذوالحلیفہ سے قربانی لی اور اپنے ساتھ لے گئے۔ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا تلبیہ کہا اور پھر حج کا۔ اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا۔ لوگوں میں سے کچھ تو وہ تھے جو قربانیاں اپنے ساتھ لے گئے اور کچھ وہ تھے جو نہ لے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ پہنچے تو لوگوں سے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص قربانی لایا ہے اس کے لیے حرام ہونے والی کوئی شے حلال نہیں حتیٰ کہ اپنا حج مکمل کر لے۔ لیکن جو قربانی نہیں لایا ہے تو اسے چاہیے کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مرہ کی سعی کرے اور اس کے بعد اپنے بال کترا کر حلال ہو جائے۔ پھر اس کے بعد حج کا احرام باندھے اور قربانی دے۔ اور جو قربانی کی استطاعت نہ پائے تو وہ حج کے دنوں میں تین دن روزے رکھے اور مزید سات دن اپنے اہل میں واپس لوٹ کر رکھے۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ پہنچنے پر طواف کیا اور سب سے پہلے رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیا۔ پھر طواف کے سات چکروں میں سے (پہلے) تین چکروں میں آہستہ آہستہ دوڑے اور باقی چار میں (عام رفتار سے) چلے۔ طواف کے بعد آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیرا۔ پھر آپ صفا کی طرف

۱۸۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ ابْنُ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي أَبِي [عَنْ جَدِّي]، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَأَهْدَى وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَهْلًا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهْلًا بِالْحَجِّ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَهُ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيَقْصِرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيَهْلَ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ». وَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَوَّلَ شَيْءٌ ثُمَّ حَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشَى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْصَرَفَ فَاتَى الصَّفَا فَطَافَ



۱۸۰۵- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب وجوب الدم على المتمتع... الخ، ح: ۱۲۲۷ عن عبد الملك بن شعيب، والبخاري، الحج، باب من ساق البدن معه، ح: ۱۶۹۱ من حديث الليث بن سعد به.

بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَخْلُلْ مِنْ شَيْءٍ، حَرَّمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَذِيهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرَّمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ النَّاسُ مِثْلَ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَى الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ.

آئے اور صفامروہ پر سات چکر لگائے۔ پھر آپ پر حرام ہونے والی چیزوں میں سے کوئی بھی چیز حلال نہ ہوئی۔ (اسی طرح احرام ہی میں رہے) حتیٰ کہ اپنا حج مکمل کیا۔ دسویں تاریخ کو قربانی کی اور طواف افاضہ کیا، پھر آپ کے لیے تمام چیزیں حلال ہو گئیں جو بحالت احرام حرام تھیں۔ اور دیگر لوگوں نے بھی جو قربانیاں اپنے ساتھ لائے تھے اسی طرح کیا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

🌞 **نوائد و مسائل:** ① حج کے لیے قرآن (قاف کے کسرہ کے ساتھ) اور تمتع کی اصطلاحات شروع میں اس طرح مشہور و معروف نہ تھیں جس طرح کہ بعد میں ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ احادیث میں قرآن کے لیے ”تمتع“ کا لفظ بھی آیا ہے جیسے کہ مندرجہ بالا حدیث میں وارد ہوا ہے۔ یہاں یہ لغوی معنی میں ہے۔ یعنی ”فائدہ حاصل کرنا“۔ چونکہ انہوں نے اپنے سفر حج میں عمرے کا فائدہ بھی حاصل کر لیا تھا اس لیے یہاں اسے لغوی طور پر تمتع سے تعبیر کر دیا ہے۔ ورنہ موجودہ اصطلاح کے اعتبار سے یہ حج تمتع نہیں ہے حج قرآن ہے۔ ② مکہ پہنچ کر سب سے پہلا کام بیت اللہ کا طواف ہوتا ہے۔ اس طواف کو ”طواف قدم“ کہتے ہیں۔ ③ طواف کی ابتدا حجر اسود سے اور اس کے استلام سے ہوتی ہے اور اسی پر انتہا بھی۔ استلام کے معنی ہیں ”ہاتھ لگانا یا چومنا“ ایک مکمل طواف میں سات چکر پورے کیے جاتے ہیں اور اس پہلے طواف (طواف قدم) کے پہلے تین چکروں میں آہستہ آہستہ دوڑنا مسنون ہے۔ اسے [رَمَلَ] یا [خَبَب] کہتے ہیں۔ مگر عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بعد والے کسی طواف میں رَمَلَ نہیں کیا جاتا۔ ④ طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مسنون ہے۔ مستحب یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھی جائیں۔ ان کے بعد دوبارہ حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا بھی مسنون مکمل ہے جو صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ خیال رہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے دھکم پیل ایک فیچ اور ناجائز حرکت ہے اور خواتین کے اندر گھسنا حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کے لیے حرام ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ دھکم پیل کریں یا ان کے اندر گھسیں۔ چاہے کہ باوقار انداز سے اپنی باری کا انتظار کیا جائے یا پھر صرف ہاتھ لگا کر یا اشارہ کر کے آگے گزر جائے۔ ⑤ حج تمتع یا قرآن والے کے لیے قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھے۔ تین روزے ایام حج میں اور باقی سات اپنے اہل میں واپس آ کر۔ ایام حج سے مراد ۹ ذوالحجہ (یوم عرفات) سے پہلے یا پھر ایام تشریق ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر) ⑥ حج تمتع والا یا عمرے والا بیت اللہ کے طواف اور صفامروہ کی سعی کے بعد حجامت ہوا کر کامل طور پر حلال ہو جاتا ہے جبکہ حج افراد یا قرآن والا دسویں ذوالحجہ کو قربانی کرنے اور حجامت بنوانے کے بعد لباس تبدیل کر سکتا ہے اور خوشبو لگا سکتا ہے۔ مگر بیوی سے قربت نہیں کر سکتا۔ ہاں بیت اللہ کے طواف (طواف افاضہ یا طواف زیارہ) کے بعد وہ کامل طور پر حلال ہو

جاتا ہے۔ ⑤ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کے الفاظ ”ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا تلبیہ کہا“ پھر حج کا“ کو شاذ قرار دیا ہے۔ گویا صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے پہلے حج کا تلبیہ کہا اور آگے جا کر حج کے ساتھ عمرے کو بھی ملا لیا۔ ایسا ابتدا میں نہیں ہوا بلکہ آگے جا کر ہوا۔ اس طرح دوسری روایات کے ساتھ مطابقت ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: زاد المعاد فتح الباری، عون المعبود وغیرہ۔)

۱۸۰۶- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ فَقَالَ: «إِنِّي لَبَذْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَذِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ الْهَذِي».

۱۸۰۶- ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں کا کیا حال ہے کہ حلال ہو گئے ہیں جبکہ آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: ”میں نے اپنے سر کے بال چپکا رکھے ہیں اور اپنی قربانی کو قلابہ پہنایا ہوا ہے سو میں اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک کہ قربانی نحر نہ کر لوں۔“

فائدہ: چونکہ ازواج محترمت کی قربانیاں ان کے ساتھ نہیں تھیں اس لیے وہ حلال ہو گئیں۔ اور رسول اللہ ﷺ محرم ہی رہے۔ (صحیح بخاری، الحج، حدیث: ۱۵۶۱)

باب:..... اگر انسان پہلے حج کا تلبیہ کہے پھر اسے عمرہ بنا دے تو؟

(المعجم . . .) - باب الرَّجُلِ يَهْلُ بِالْحَجِّ ثُمَّ يَجْعَلُهَا عُمْرَةً (التحفة ۲۵)

۱۸۰۷- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ يَعْنَى ابْنَ السَّرِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ الْأَسْوَدِ: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُولُ فِي مَنْ حَجَّ ثُمَّ فَسَخَهَا بِعُمْرَةٍ لَمْ

۱۸۰۷- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں کہا کرتے تھے جو حج کی نیت کرے پھر اسے فسخ کر کے عمرہ بنا دے یہ صرف ان لوگوں کے لیے تھا جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے۔

۱۸۰۶- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقرآن والإفراد . . . الخ، ح: ۱۵۶۶، ومسلم، الحج، باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد، ح: ۱۲۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (بحی): ۱/ ۳۹۴.

۱۸۰۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۲/ ۵ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لعننه ابن إسحاق، ولأصل الحديث شواهد عند مسلم، ح: ۱۲۲۴، والحميدي، ح: ۱۲۳، ۱۳۴، وغيرهما.

يَكُنْ ذَلِكَ إِلَّا لِلرَّكْبِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

☀ فائدہ: یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا اور نہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ انسان پہلے حج کی نیت سے احرام باندھے اور پھر اسے عمرے میں تبدیل کر لے۔ صحابہ کی ایک کثیر تعداد اس کی قائل ہے۔

۱۸۰۸- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ
الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ
أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالٍ
ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَسَخُّ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَوْ
لِمَنْ بَعْدَنَا؟ قَالَ: «بَلْ لَكُمْ خَاصَّةً».

☀ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے قابل استدلال نہیں۔

باب: ۲۵- انسان کسی دوسرے کی طرف
سے حج کرے

(المعجم ۲۵) - باب الرَّجُلِ يَحُجُّ عَنْ
غَيْرِهِ (التحفة ۲۶)

۱۸۰۹- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ (ان کے بھائی) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھے
ہوئے تھے کہ قبیلہ نضیم کی ایک عورت آپ سے کچھ
پوچھنے کو آئی تو فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ انہیں دیکھنے
لگی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری
طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے پوچھا: اے اللہ کے

۱۸۰۹- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ
ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ
امْرَأَةٌ مِنْ خَتَمِ تَسْتَفِيهِ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ
يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشَّقِّ

۱۸۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من قال: كان فسخ الحج لهم خاصة،
ح: ۲۹۸۴، والنسائي، ح: ۲۸۱۰ من حديث عبد العزيز الدراوردي به * الحارث بن بلال مستور، والحديث ضعفه
أحمد وغيره.

۱۸۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الحج وفضله... الخ، ح: ۱۵۱۳، ومسلم، الحج، باب
الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما أو للموت، ح: ۱۳۳۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۵۹/۱.

الْآخِرِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ: «نَعَمْ» وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

رسول! اللہ کا فریضہ حج اس کے بندوں میں میرے والد کو اس حالت میں پہنچا ہے کہ وہ سواری پر کھٹنے کی سکت بھی نہیں رکھتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جہاں کہیں کوئی خلاف شریعت عمل (منکر) نظر آئے تو مسلمان کو چاہیے کہ بالفعل اس کو روکنے کی کوشش کرے جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل بن ابی سلمہ کا چہرہ پھیر کر انہیں غلط نظر سے منع فرمایا۔ ② جب کوئی شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ شفا یابی بظاہر مشکل معلوم ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج بدل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر شفا یابی کی امید ہو تو انتظار کیا جائے۔ ③ جب کوئی شخص از خود کسی کی طرف سے نائب بن جائے تو اس پر تکمیل حج لازم ہے۔ ④ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت بوقت ضرورت غیر محرم مردوں کے ساتھ بات چیت کر سکتی ہے۔ ⑤ یہ حدیث [عَصَ بصر] ”گاہ نیچی رکھنے“ کے وجوب اور اجنبی عورت کی طرف دیکھنے کی حرمت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ⑥ عورت اپنے باپ کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ پہلے وہ اپنا حج کر چکی ہو۔ ⑦ ایک سواری پر دو آدمی بھی سوار ہو سکتے ہیں۔



۱۸۱۰- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ، بِمَعْنَاهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عُمَرُو ابْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ - قَالَ حَفْصُ فِي حَدِيثِهِ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ - أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَا الظَّنَّ قَالَ: «أَحُجُّ عَنْ أَبِيكَ وَأَعْتَمِرُ».

۱۸۱۰- بنو عامر کے ایک شخص ابورزین نے بیان کیا کہ انہوں نے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں اور حج عمرے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ سواری پر سوار ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے باپ کی طرف سے حج کرو اور عمرہ (بھی)۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ماں باپ سفر وغیرہ سے عاجز ہوں اور حج ان پر فرض ہوتا ہو تو اولاد کو چاہیے کہ ان کی طرف

۱۸۱۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب منه، ح: ۹۳۰، والنسائي، ح: ۲۶۲۲، وابن ماجه، ح: ۲۹۰۶ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۰۴۰، وابن حبان، ح: ۹۶۱، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۴۸۱، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۱۱- کتاب المناسک تلبیہ کے احکام و مسائل

سے حج بدل کرے۔ ⑤ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ حج کی طرح عمرہ بھی واجب ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ عمرہ کے واجب ہونے میں اس سے بڑھ کر عمدہ اور صحیح حدیث کوئی اور نہیں ہے۔

۱۸۱۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالْقَانِيُّ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالَ إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَبَّيْكَ عَنْ شُرْمَةَ، قَالَ: «مَنْ شُرْمَةُ؟» قَالَ: أَخِي - أَوْ قَرِيبٌ لِي - قَالَ: «حَجَّجْتَ عَنْ نَفْسِكَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «حُجَّجْتَ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّجْتَ عَنْ شُرْمَةَ».

۱۸۱۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا [لبيك عن شُرْمَةَ] ”میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں۔“ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”شبرمہ کون ہے؟“ اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے یا قریبی ہے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا تم نے اپنی طرف سے حج کر لیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”(پہلے) اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے کرنا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [شُرْمَةُ] شین اور راء کے ضم کے ساتھ جب کہ باء ساکن اور میم مفتوح ہے۔ ⑤ حج بدل میں حاجی پہلے اپنا حج کر چکا ہو تو پھر وہ دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ: كَيْفَ التَّلْبِيَةِ (التحفة ۲۷)

۱۸۱۲- حَدَّثَنَا الْقَعْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ». قَالَ:

۱۸۱۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ اس طرح تھے..... [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ] ”حاضر ہوں میں اے اللہ! حاضر ہوں۔ حاضر ہوں، تیرا

۱۸۱۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الحج عن الميت، ح: ۲۹۰۳ من حديث عبدة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۰۳۹، وابن حبان، ح: ۹۶۲، والبيهقي: ۳۳۶/۴، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۰۵۶ * قتادة عنن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۱۸۱۲- تخریج: أخرجه البخاري، المعجم، باب التلبية، ح: ۱۵۴۹، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ۱۱۸۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۳۳۱، ۳۳۲.

وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِي تَلْبِيَّتِهِ:
لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ
بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام
تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں اور ملک بھی تیرا ہی ہے تیرا
کوئی شریک نہیں۔“ نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے تلبیہ میں اضافہ کرتے ہوئے یوں کہا
کرتے تھے: [لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! وَسَعْدَيْكَ
وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] ”میں
حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اور بہت
سعادت مند ہوں۔ خیر اور بھلائی سب تیرے ہاتھوں
میں ہے۔ ہماری سب نعمتیں اور سوال تیری طرف ہیں
اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہیں۔“

۱۸۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ:
حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
أَهْلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ التَّلْبِيَةَ مِثْلَ
حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَالنَّاسُ يَزِيدُونَ ذَا
الْمَعَارِجِ وَنَحْوَهُ مِنَ الْكَلَامِ وَالنَّبِيُّ ﷺ
يَسْمَعُ فَلَا يَقُولُ لَهُمْ شَيْئًا.

۱۸۱۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا۔ اور
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی مانند تلبیہ کے الفاظ
بیان کیے۔ کہا کہ لوگ [ذَا الْمَعَارِجِ!] اور اس طرح کے
الفاظ زیادہ کرتے تھے۔ نبی ﷺ انہیں سنتے اور انہیں
کچھ نہ کہتے تھے۔ ((ذَا الْمَعَارِجِ!)) یعنی اے اللہ
بلندیوں والے اور انعامات کے مالک!



🌞 فوائد و مسائل: ① حج اور عمرہ میں تلبیہ کہنا سنت مؤکدہ ہے اگر کوئی اسے ترک کر دے گا تو سنت کے اجر و ثواب
سے محروم رہے گا۔ جبکہ بعض ائمہ اسے واجب کہتے ہیں۔ اسی لیے اس کے ترک پر ان کے نزدیک دم (قربانی)
واجب ہے۔ تاہم یہ دوسرا موقف صحیح نہیں لگتا، اس لیے کہ ترک تلبیہ سے کسی رکن کا ترک لازم نہیں آتا، اس لیے
ارکان حج کی ادائیگی تلبیہ کے قائم مقام ہو جائے گی۔ تلبیہ کے الفاظ میں افضل یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے
الفاظ ہی پر اکتفا و قصار کیا جائے کیونکہ آپ نے انہی پر مداومت اختیار فرمائی ہے۔ تاہم اگر کوئی (صحیح المعنی الفاظ
کا) اضافہ کرے تو بھی مباح ہے کیونکہ نبی ﷺ نے بعض صحابہ کو مختلف الفاظ سے تلبیہ پکارتے سنا تو آپ خاموش

۱۸۱۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التلبية، ح: ۲۹۱۹ من حديث جعفر بن
محمد به، وهو في مسند أحمد: ۳/ ۳۲۰، ۳۲۱. وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۲۶.

تلبیہ کے احکام و مسائل

رہے اور انکار نہیں فرمایا۔ (عون المعبود) ① یہ جلیل الشان کلمہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کی تمام انواع پر مشتمل ہے۔
یعنی توحید الوہیت، توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات۔ اور بندہ اس کے تکرار سے اپنی عبدیت کا اظہار کرتا ہے۔

۱۸۱۴- جناب خلاّد بن سائب انصاری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ اور دوسرے ساتھ والوں کو حکم دوں کہ تلبیہ کہنے میں اپنی آوازیں اونچی رکھیں۔“ راوی کہتا ہے کہ آپ کے الفاظ [بِالْأَهْلَالِ] تھے یا [بِالتَّلْبِيَةِ] (معنی ایک ہی ہیں)۔

۱۸۱۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ خَلَادِ بْنِ السَّائِبِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَنِي أَنْ أُمَرَ أَصْحَابِي وَمَنْ مَعِيَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْأَهْلَالِ» أَوْ قَالَ: «بِالتَّلْبِيَةِ» يُرِيدُ أَحَدَهُمَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وحی قرآن کے بغیر بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور اس وقت ”الحکمۃ“ کی وحی ہوتی، لہذا حدیث رسول ﷺ بھی وحی [مُنَزَّلٌ مِنَ اللَّهِ] اور واجب الاتباع ہے۔ ② عام محدثین نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ تلبیہ کہنے میں آواز اونچی رکھنا مستحب ہے مگر عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(المعجم ۲۷) - بَابٌ: مَتَى يَقْطَعُ
بَاب: ۲۷- حاجی تلبیہ کہنا کب موقوف کرے؟
التَّلْبِيَةُ؟ (التحفة ۲۸)

۱۸۱۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: ۱۸۱۵- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ کہ رسول اللہ ﷺ (دسویں ذوالحجہ کو) حجرہ عقبہ کو نکلیا

۱۸۱۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في رفع الصوت بالتلبية، ح: ۸۲۹، والنسائي، ح: ۲۷۵۴، وابن ماجه، ح: ۲۹۲۲ من حديث عبد الله بن أبي بكر به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۳۴، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۲۷، ۳۶۵، وابن حبان، ح: ۹۷۴.

۱۸۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية والتكبير غداة النحر حتى يرمي الجمره... الخ، ح: ۱۶۸۵، ومسلم، الحج، باب استحباب إداعة الحاج التلبية حين يشرع... الخ، ح: ۱۲۸۰ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ۱/ ۲۱۳.

عَطَاءٌ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَبَّى حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعُقَبَةِ.

☀️ فائدہ: تلبیہ احرام باندھنے کے وقت سے شروع ہو کر دسویں تاریخ کی صبح جمرہ عقبہ کو نکریاں مارنے تک ہی ہے جیسے کہ صحیحین کی روایت میں ہے: ”آپ ﷺ تلبیہ کہتے رہے حتیٰ کہ جمرہ کے پاس پہنچ گئے۔“ (صحیح البخاری)

الحج، حدیث: ۱۵۴۳/۱۵۴۴ وصحیح مسلم، الحج، حدیث: (۱۲۸۱)

۱۸۱۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ عُرْفَاتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَنَى إِلَى عَرَفَاتٍ مِمَّا الْمَلْبِي وَمِمَّا الْمُكْبِرُ.

☀️ فائدہ: تلبیہ کے ساتھ ساتھ تکبیر و تسبیح اور بعض مناسب دعائیں بھی مباح ہیں۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ: مَتَى يَقْطَعُ الْمُعْتَمِرُ التَّلْبِيَةَ؟ (التحفة ۲۹)

۱۸۱۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْلَى الْمُعْتَمِرُ حَتَّى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ».

قال أبو داود: رواه عبد الملك بن

۱۸۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ۱۲۸۴ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسنده: ۲۲/۲.

۱۸۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء متى يقطع التلبية في العمرة، ح: ۹۱۹ من حديث هشيم به، وقال: "صحيح"، وقال البيهقي: ۱۰۵/۵ "رفعه خطأ وكان ابن أبي ليلى هذا كثير الوهم، وخاصة إذا روى عن عطاء فيخطئ كثيرا"، ضعفه أهل النقل مع كبر محله، وانظر، ح: ۷۵۲.

۱۱- کتاب المناسک احرام اور محرم سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي سُلَيْمَانَ وَهَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا .
ابن ابی سلیمان اور ہمام نے عطاء سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کیا ہے۔

☀️ ملحوظ: یہ روایت مرفوع نہیں موقوف ہی صحیح ہے اور حکم اور عمل اسی پر ہے کہ عمرہ میں حجر اسود کا استلام کرنے تک تلبیہ ہے اس کے بعد نہیں۔

(المعجم ۲۹) - باب الْمُحْرَمِ يُؤَدِّبُ
بَاب: ۲۹- مُحْرَمُ اپنے غلام کو سزا دے.....؟
غَلَامُهُ (التحفة ۳۰)

۱۸۱۸- حَدَّثَنَا ابْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَادٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُجَّاجًا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَرَجِ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَزَلْنَا، فَجَلَسْتُ عَائِشَةَ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي وَكَانَتْ زِمَالَةُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَزِمَالَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاحِدَةً مَعَ غُلَامٍ لِأَبِي بَكْرٍ فَجَلَسَ أَبُو بَكْرٍ يَنْتَظِرُ أَنْ يَطْلُعَ عَلَيْهِ فَطُلِعَ وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيرُهُ قَالَ: أَيْنَ بَعِيرُكَ؟ قَالَ: أَضَلَّتْهُ الْبَارِحَةُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَعِيرٌ وَاحِدٌ تُضِلُّهُ؟ قَالَ: فَطَفِقَ [أَبُو بَكْرٍ] يَضْرِبُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ وَيَقُولُ: «انْظُرُوا إِلَى هَذَا

۱۸۱۸- دختر ابوبکر رضی اللہ عنہما حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کے لیے نکلے۔ جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا اور ہم بھی اتر پڑے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھیں اور میں اپنے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے سامان سفر کا جانور ایک ہی تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کی تحویل میں تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آجائے۔ چنانچہ جب وہ آیا تو وہ اونٹ اس کے ساتھ نہیں تھا۔ انہوں نے پوچھا: وہ تیرا اونٹ کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہ آج رات گم ہو گیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف ایک اونٹ اور وہ بھی تو نے گم کر دیا؟ اور پھر اسے مارنے لگے اور رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے اور فرمانے لگے: ”دیکھو اس محرم کو کیا کر رہا ہے؟“ ابن ابی رزمہ کے الفاظ ہیں [فَمَا يَرِيْدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ..... الخ] یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس سے زیادہ نہ کہا کہ ”دیکھو اس محرم کو کیا کر رہا ہے!“ اور مسکراتے رہے۔

۱۸۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التوفى في الإحرام، ح: ۲۹۳۳ من حديث عبدالله بن إدريس به، وهو في مسند أحمد: ۶/ ۳۴۴ * ابن إسحاق مدلس ولم أجد تصريح سماعه.

المُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ؟» قَالَ ابْنُ أَبِي رَزْمَةَ:
فَمَا يَزِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَنْ يَقُولَ:
«انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ؟»
وَيَتَبَسَّمُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① احرام کی حالت میں غلط طور پر جھگڑا کرنا ناجائز ہے اور حج کے عمل کو ناقص کر دیتا ہے البتہ کسی ماتحت کو اس کی نامعقولیت پر تادیب کرنے اور سزا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اس سے بھی پرہیز ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ ② عرج: حیم کے فتح اور راء کے سکون کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے راستے پر تقریباً ۹۰ میل کی مسافت پر ایک بستی ہے۔

(المعجم ۳۰) - باب الرَّجُلِ يُحْرِمُ فِي ثِيَابِهِ (التحفة ۳۱)

باب: ۳۰- کوئی اگر اپنے عام کپڑوں میں احرام باندھے تو؟

۱۸۱۹- جناب صفوان اپنے والد یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مقام جعرانہ میں تھے اور اس آدمی پر خلوق خوشبو کا اثر تھا (جو کہ زعفران وغیرہ سے بنی ہوئی ہے) یا کہا کہ زرد رنگ کی خوشبو تھی۔ اور وہ جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کیسے کروں؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو دریافت کیا: ”وہ عمرے کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟“ آپ نے اس سے فرمایا: ”خلوق خوشبو دھو ڈالو۔“ یا فرمایا: ”زرد رنگ دھو ڈالو“ اتار دو اور اپنے عمرے میں وہی کچھ کرو جو تم اپنے حج میں کرتے ہو۔“

۱۸۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً: أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ أَثَرُ خُلُقٍ - أَوْ قَالَ: صُفْرَةٍ - وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيَ، فَلَمَّا شَرَّيَ عَنْهُ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ؟» قَالَ: «اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرُ الْخُلُقِ» أَوْ قَالَ: «أَثَرُ الصُّفْرَةِ - وَاخْلَعْ الْجُبَّةَ عَنْكَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا صَنَعْتَ فِي حَجَّتِكَ».



۱۰- کتاب المناسک اہرام اور محرم سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① ”بعرانہ“ جیم کے کسرہ اور عین کے سکون کے ساتھ یا جیم اور عین دونوں کے کسرہ اور ”راء“ مشدّد کے ساتھ۔ مکہ سے مدینہ آنے والے راستے سے دائیں جانب کچھ دور ہٹ کر ایک منزل کا نام ہے۔ یہاں آپ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تھا اور یہیں سے اہرام باندھ کر ایک عمرہ کیا تھا۔ ② اہرام باندھتے وقت خوشبو لگانا جائز ہے خواہ بعد ازاں اس کا اثر بھی باقی رہے۔ مگر زعفران اور زرد رنگ کی خوشبو عام حالات میں بھی ممنوع ہے تو اہرام میں زیادہ ہی منع ہے۔ ③ مرد کے لیے سلعے ہوئے لباس میں اہرام نہیں صرف دو چادریں ہونی چاہئیں۔ بھولے سے اگر پہن لیے ہوں تو فوراً اتار دے۔ اور اگر چادر میسر نہ ہو تو شلوار ہی میں اہرام کی نیت کر لے۔ ④ لباس اتارتے ہوئے یا اتفاقاً سر پر کپڑا پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ حج اور عمرے کے احکام کے احکام ایک ہی ہیں۔ مزید یہ بھی ثابت ہوا کہ منوعات سے چننا بھی ایک ”عمل“ ہوتا ہے۔ ⑥ شریعت سراسر منزل من اللہ اور وحی شدہ ہے۔ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (سورۃ النجم: ۳۳)

۱۸۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ یہ قصہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”اپنا جب اتار دو۔“ چنانچہ اس نے اسے اپنے سر کی طرف سے اتار دیا۔ اور حدیث بیان کی۔

۱۸۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ وَهَشِيمٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ: فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اخْلَعْ جُبَّتَكَ»، فَخَلَعَهَا مِنْ رَأْسِهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

🌞 ملحوظ: شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے البتہ [من رأیہ] ”اس نے اسے اپنے سر کی طرف سے اتارا“ کے الفاظ منکر ہیں۔

۱۸۲۱- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الهمداني الرَّمْلِيُّ: حضرت یعلیٰ ابن امیہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر روایت کی۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اسے اتار دو (جبہ کو) اور غسل کر دو بار یا تین بار۔ اور حدیث بیان کی۔

۱۸۲۱- حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَطَاءٍ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ ابْنِ يَعْلَى ابْنِ مُنِيَّةٍ، عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ فِيهِ: فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَنْزِعَهَا نَزْعًا

۱۸۲۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۵/ ۵۷ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * عطاء عن يعلى منقطع، والحجاج بن أرطاة ضعيف، والحديث السابق: ۱۸۱۹ يغني عنه.

۱۸۲۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۵/ ۵۷ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۱۸۱۹.

وَيَعْتَسِلَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَسَاقَ الْحَدِيثِ .

☀️ فوائد و مسائل: ① راوی حدیث وہی یعلیٰ علیہ السلام ہیں جن کی روایات اوپر آئی ہیں۔ ان کے والد کا نام امیہ اور والدہ کا نام ثمیہ ہے۔ ② شریعت کا حکم جان لینے کے بعد اس میں پس و پیش کا کوئی مطلب نہیں۔ ③ بھولے سے مذکورہ غلطیوں پر فدیہ لازم نہیں آتا۔

۱۸۲۲- جناب صفوان اپنے والد یعلیٰ بن امیہ علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ بھرانہ مقام پر ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس کی ڈاڑھی اور سر میں زرد رنگ کی خوشبو لگی ہوئی تھی۔ اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

۱۸۲۲- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَقَدْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَهُوَ مُصَفَّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثِ .



باب: ۳۱- مُحْرَمٌ كَلْبَاسِ كَابِيَانِ

(المعجم ۳۱) - بَاب مَا يَلْبَسُ الْمُحْرَمُ
(التحفة ۳۲)

۱۸۲۳- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر علیہ السلام) سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ محرم کون سے کپڑے نہ پہنے؟ آپ نے فرمایا: ”قیص“ ٹوپی دار کرتا، شلوار، پگڑی یا ایسا کپڑا جس کو ورس یا زعفران لگا ہونہ پہنے اور موزے بھی نہ پہنے، ایہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں۔ جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے مگر انہیں کاٹ لے حتیٰ کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔“

۱۸۲۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَتْرُكُ الْمُحْرَمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ: «لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرَسٌّ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدِ

۱۸۲۲- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ۹/۱۱۸۰ عن عقبه ابن مكرم به .

۱۸۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، اللباس، باب العمام، ح: ۵۸۰۶، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ۱۱۷۷ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في مسند أحمد: ۸/۲ .

نے نافع سے اسی طرح روایت کی ہے جیسے کہ لیث نے روایت کی ہے۔ مگر اس کو موسیٰ بن طارق نے موسیٰ بن عقبہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی عبید اللہ بن عمر مالک اور ایوب نے بھی موقوف روایت کیا ہے جبکہ ابراہیم بن سعید مدنی نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ ”احرام والی نقاب لگائے نہ دستانے پہنے۔“

أَيُّوبُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ عَلَى مَا قَالَ اللَّيْثُ، وَرَوَاهُ مُوسَى بْنُ طَارِقٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مَوْفُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَمَالِكٌ وَأَيُّوبُ مَوْفُوفًا وَإِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعِيدٍ [الْمَدَنِيُّ]. عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «الْمُحْرِمَةُ لَا تَتَّقِبُ وَلَا تَلْبَسُ الْقَفَازِينَ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن سعید مدنی اہل مدینہ میں سے صرف ایک شیخ (عالم) ہیں کوئی زیادہ صاحب حدیث نہیں ہیں۔ (ان کی روایت آگے آ رہی ہے: ۱۸۲۶)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ [الْمَدَنِيُّ] شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَيْسَ لَهُ كَبِيرٌ حَدِيثٌ.



☀️ فائدہ: حدیث میں محرم عورت کو نقاب ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس نقاب سے ایک خاص نقاب مراد ہے جو کہ ناک پر یا آنکھ کے نیچے باندھا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ نقاب نہیں ہے جو آج کل معروف ہے اور جسے چہرے کے پردے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس سے موجودہ نقاب مراد لے کر محرم عورت کو چہرہ ڈھانپنے سے منع کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ جس نقاب سے منع کیا گیا ہے اس کا تعلق حجاب یا چہرے کے پردے سے نہیں یہ پردہ تو احرام کی حالت میں ہو یا غیر احرام کی ہر وقت ضروری ہے۔ محرم عورت کو ایک مخصوص قسم کے نقاب سے روکا گیا ہے جو کہ صرف ناک یا آنکھ کے نیچے باندھا جاتا ہے۔ جس سے منع کر دیا گیا۔ اس ممانعت کا تعلق حجاب والے نقاب سے نہیں۔ اس لیے اس کا تو حکم حالت احرام میں بھی ہے۔ جیسا کہ موطا امام مالک میں روایت ہے فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہرے ڈھانپا کرتی تھیں اور اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔ (موطا امام مالک: ۳۲۸/۱) نیز مستدرک حاکم میں بھی انہی سے روایت ہے کہ ہم مردوں سے اپنے چہروں کا پردہ کرتی تھیں۔ (مستدرک حاکم: ۳۵۴/۱) علاوہ ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ محرم عورت نہ نقاب ڈالے اور نہ گھونگھٹ نکالے البتہ سر کی طرف سے چہرے پر کپڑا لٹکا لے۔ (السنن الکبری للبیہقی: ۴۷۱/۵) ان تمام موقوف روایات سے معلوم ہوا کہ آپ نے خاص قسم کے نقاب سے منع کیا ہے نہ کہ بالکل ہی پردہ کرنے سے منع کیا ہے۔ اس لیے ہر خاتون کو چاہیے کہ وہ اس معاملے میں اپنے رب سے ڈرے اور فیشن ایبل اور ایسے تمام نقابوں سے بچے جو بے حجابی کو فروغ دیتے ہوں۔

۱۸۲۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”احرام والی عورت نہ نقاب لگائے اور نہ دستانہ پہنے۔“

۱۸۲۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ [الْمَدَنِيُّ] عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمُحْرِمَةُ لَا تَتَّقِبُ وَلَا تَلْبَسُ الْقَفَّازِينَ».

۱۸۲۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے عورتوں کو احرام میں دستانہ پہننے اور نقاب لگانے سے منع فرمایا ہے۔ اور ایسے لباس سے بھی جسے درس (ایک رنگ دار بوٹی) اور زعفران لگی ہو۔ ان کے علاوہ جو لباس اور رنگ چاہے پہن لے (یعنی) عصف (زرد) رنگ ہو یا ریشم یا زیور یا شلوار یا قمیص یا موزہ۔

۱۸۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: فَإِنَّ نَافِعًا مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، نَهَى النِّسَاءَ فِي إِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقَفَّازِينَ وَالنَّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرُسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلَتَلْبَسَنَّ بَعْدَ ذَلِكَ مَا أَحَبَّتْ مِنَ أَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعْضِفًا أَوْ خَزَا أَوْ حُلِيًّا أَوْ سَرَاوِيلَ أَوْ قَمِيصًا أَوْ خُفًّا.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عبیدہ

بن سلیمان اور محمد بن سلمہ محمد بن اسحاق سے اور وہ نافع سے روایت کرتے ہیں مگر صرف اس حصے تک (یعنی) [وَمَا مَسَّ الْوَرُسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ] بعد والا حصہ یہ دونوں روایت نہیں کرتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا عَنِ ابْنِ

إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ عَبْدُهُ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ إِلَى قَوْلِهِ: وَمَا مَسَّ الْوَرُسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ.

🌞 فائدہ: امام ابوداؤد بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اس روایت کے آخر میں مذکور تفصیل ذکر کرنے میں یعقوب کے والد

”ابراہیم بن سعد“ منفرد ہیں اور گویا یہ آخری حصہ حدیث میں درج ہے (بذل المجود) جبکہ عصف (زرد) رنگ کا استعمال اور موزوں کا پہننا (بلا عذر) صحیح تراحدیث میں منع آیا ہے۔

۱۸۲۶- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۵/ ۴۷ من حديث أبي داود به * إبراهيم بن سعيد المدني مجهول الحال، والحديث السابق شاهده.

۱۸۲۷- تخريج: [إسناده حسن] رواه أحمد كما في تغليق التعليق: ۳/ ۱۲۹، وله طريق آخر في المسند المطبوع: ۲/ ۲۲، وعلقه البخاري، ح: ۱۸۳۸، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۴۸۶.

احرام اور محرم سے متعلق احکام و مسائل

۱۸۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہیں سردی لگی تو انہوں نے کہا: اے نافع! مجھ پر کوئی کپڑا ڈال دو۔ چنانچہ میں (نافع) نے ان پر ایک برنس (ایک قمیص جس کا ایک حصہ بطور ٹوپی استعمال ہوتا ہے) ڈال دی۔ تو وہ بولے: مجھ پر یہ ڈال رہا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

۱۸۲۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ وَجَدَ الْفُرَّ فَقَالَ: أَلَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبًا يَا نَافِعُ! فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ بُرْنَسًا، فَقَالَ: تُلْقِي عَلَيَّ هَذَا وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهُ الْمُحْرِمُ؟

☀ فائدہ: برنس باقاعدہ پہننا منع ہے ویسے اوڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں مگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تقویٰ اور جذبہ اتباع رسول ﷺ اس قدر شدید تھا کہ انہوں نے اسے عام صورت میں بھی اوڑھنے سے گریز کا اظہار فرمایا۔

۱۸۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: ”جسے تہبند نہ ملے وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔“

۱۸۲۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ، وَالْخُفُّ لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: یہ اہل مکہ کی روایت ہے اور اس کا محور اہل بصرہ میں سے جابر بن زید رحمہ اللہ ہیں۔ اس روایت میں انفرادیت یہ ہے کہ اس میں ”سراویل“ (شلوار) کا ذکر ہے اور موزوں کے بارے میں کاٹنے کی ہدایت نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثُ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَرَّجَعُهُ إِلَى الْبَصْرَةِ إِلَى جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَالَّذِي تَقَرَّدَ بِهِ مِنْهُ ذِكْرُ السَّرَاوِيلِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْقَطْعَ فِي الْخُفِّ.

☀ فائدہ: عذر کی صورت میں شلوار اور موزہ پہننا جائز ہے اور اس میں کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہیں آتا۔ موزوں سے متعلق بحث حدیث ۱۸۲۳ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

۱۸۲۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۴۱/۲، والحميدي، ح: ۶۹۶ (بتحقيق) من حديث أيوب السخيتاني به.

۱۸۲۹- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح... الخ، ح: ۱۱۷۸ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين، ح: ۱۸۴۱ من حديث عمرو بن دينار به.

احرام اور محرم سے متعلق احکام و مسائل

۱۸۳۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں مکہ کو جاتیں تو احرام کے وقت اپنی پیشانیوں پر خوشبودار مرکب خوشبو کا ضما کر لیا کرتی تھیں۔ جب پسینہ آتا تو وہ ہمارے چہروں پر بہہ آتا تھا، نبی ﷺ اسے دیکھتے تو اس سے منع نہ فرماتے تھے۔

۱۸۳۰- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ جُنَيْدٍ الدَّامِغَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا] حَدَّثَتْهَا قَالَتْ: كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَكَّةَ فَتُضَمَّدُ جَبَاهُنَا بِالسُّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، فَإِذَا عَرَقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلَى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَا يَنْهَاهَا.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① احرام کے بعد کسی قسم کی خوشبو لگانا جائز نہیں البتہ احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا منسوخ ہے۔ اگر اس کا اثر بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس حدیث سے عورتوں کو پاؤں و ڈھنگ کی چیزوں کے لگانے کی بھی رخصت ثابت ہوتی ہے۔

۱۸۳۱- جناب سالم بن عبد اللہ اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ احرام والی عورت کو کہا کرتے تھے کہ اپنے موزے کاٹ لے۔ پھر (ان کی زوجہ) صفیہ بنت ابی عبید نے انہیں بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو موزے پہننے کی رخصت دی ہے۔ تو وہ اپنی بات سے رک گئے۔

۱۸۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: ذَكَرْتُ لِابْنِ شِهَابٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَصْنَعُ ذَلِكَ يَعْنِي يَقْطَعُ الْخُفَيْنِ لِلْمَرْأَةِ الْمُحْرَمَةِ، ثُمَّ حَدَّثَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَدْ كَانَ رَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُفَيْنِ فَتَرَكَ ذَلِكَ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① یہ رخصت عورتوں کے علاوہ مردوں کو بھی حاصل ہے مگر بحالت عذر۔ ② محبت رسول کے لیے ممکن ہی نہیں کہ اسے نبی ﷺ کی طرف سے کوئی ہدایت ملے اور پھر وہ اپنی رائے پر اصرار کرے۔

۱۸۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶/ ۷۹ من حديث عمر بن سويد به بألفاظ مختلفة.

۱۸۳۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۹، ۶/ ۳۵ عن محمد بن أبي عدي به، وصححه ابن خزيمة،

ح: ۲۶۸۶.

(المعجم ۳۲) - باب الْمُحْرِمِ يَحْمِلُ

(السَّلَاحُ) (التحفة ۳۳)

۱۸۳۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: لَمَّا صَلَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَّةِ صَلَّحَهُمْ عَلَى أَنْ لَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلْبَانِ السَّلَاحِ فَسَأَلْتُهُ مَا جُلْبَانُ السَّلَاحِ؟ قَالَ: الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ.

۱۸۳۲- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والوں سے صلح کی تھی تو اس بات پر صلح کی تھی کہ یہ لوگ (مسلمان) مکہ میں اس حالت میں داخل ہوں گے کہ ان کے ہتھیار ان کے میانوں میں ہوں گے۔ (غالباً) شعبہ نے ابواسحق سے پوچھا کہ ”جُلْبَانُ السَّلَاحِ“ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا چڑے کا وہ تھیلا جس میں ہتھیار رکھا جاتا ہے۔



☀ فائدہ: اللہ عزوجل محدثین کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے، کس خوبصورت انداز میں ایک تاریخی واقعہ سے فقہی مسئلہ استنباط کیا ہے کہ محرم کے لیے جائز ہے کہ اپنے ساتھ اپنا ہتھیار رکھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی ان کے ”فقہ“ ہونے کی! کتب احادیث کا تمام ذخیرہ اس طائفہ منصورہ کے ”فقہ“ ہونے کی بین دلیل ہے۔

(المعجم ۳۳) - بَابُ: فِي الْمُحْرِمَةِ

(تُغَطِّي وَجْهَهَا) (التحفة ۳۴)

۱۸۳۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْدٍ عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُحْرِمَاتٍ فَإِذَا حَادَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ.

۱۸۳۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام سے ہوتی تھیں اور قافلے والے ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم اپنے پردے کی چادر کو سر سے چہرے پر لٹکا لیتیں۔ جب وہ گزر جاتے تو چہرہ کھول لیتی تھیں۔

۱۸۳۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصلح، باب: كيف يكتب: هذا ما صلح فلان بن فلان... الخ، ح: ۲۶۹۸، ومسلم، الجهاد والسير، باب صلح الحديبية، ح: ۱۷۸۳ من حديث شعبه به، وهو في مسند أحمد: ۲۹۱/۴. ۱۸۳۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المحرمة تسدل الثوب على وجهها، ح: ۲۹۳۵ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو في مسند أحمد: ۳۰/۶ * يزيد ضعيف، تقدم، ح: ۱۴۷۴ وغيره.

احرام اور محرم سے متعلق احکام و مسائل

۱۱- کتاب المناسک

🌞 **فائدہ:** یہ سند اگرچہ قدرے ضعیف ہے مگر دیگر آثار سے مسئلہ اسی طرح ہے کہ عورت حالت احرام میں بھی اجنبیوں سے پردہ کرے۔ موطا امام مالک میں ہے: ”فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہرے ڈھانپا کرتی تھیں اور اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ بھی ہمارے ساتھ ہوتی تھیں“ (باب تخمیر المحرم وجہہ) نیز (ارواء الغلیل حدیث: ۱۰۲۳) مگر موجودہ صورت حال پردے کے معاملے میں انتہائی پریشان کن ہے کہ حیا و شرم گویا اٹھتی جا رہی ہے۔ الا ماشاء اللہ! مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۸۲۵ کے فوائد و مسائل ملاحظہ ہوں۔

باب: ۳۴- مُحْرَمٌ كُوسَايَةَ كَرْنَا

(المعجم ۳۴) - **بَابُ فِي الْمُحْرَمِ**

يُظَلِّلُ (التحفة ۳۵)

۱۸۳۳- حضرت ام الحسینؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کی معیت میں حجۃ الوداع کیا۔ چنانچہ میں نے حضرت اسامہ اور بلالؓ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے آپ پر کپڑا بلند کیے ہوئے تھا (اور ان کی یہ خدمت اسی طرح رہی) حتیٰ کہ آپ نے حجرۃ عقبہ کو نکل کر یاں مار لیں۔

۱۸۳۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ حَصِينٍ، عَنْ أُمِّ الْحُسَيْنِ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالَ وَأَحَدَهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ تَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعُقْبَةِ.

🌞 **فائدہ:** محرم خود کسی سایہ میں بیٹھے چھتری استعمال کرے یا کوئی دوسرا اس کو سایہ کر دے سب صورتیں جائز ہیں۔ ہاں پگڑی، ٹوپی یا رد مال وغیرہ نہیں باندھ سکتا۔

باب: ۳۵- مُحْرَمٌ كَامِيَتُكَ لُكْوَانَا

(المعجم ۳۵) - **بَابُ الْمُحْرَمِ يَحْتَجِمُ**

(التحفة ۳۶)

۱۸۳۵- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی تھی۔

۱۸۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ

۱۸۳۴- **تخریج:** أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راکباً... الخ، ح: ۱۲۹۸ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسنده: ۴۰۲/۶.

۱۸۳۵- **تخریج:** أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، ح: ۱۸۳۵، ومسلم، الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، ح: ۱۲۰۲ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ۲۲۱/۱.

عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۸۳۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ دَاءٍ كَانَ بِهِ.

۱۸۳۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اخْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قَالَ:

ابْنُ أَبِي عُرْوَةَ أَرْسَلَهُ، يَعْنِي عَنْ قَتَادَةَ.

۱۸۳۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام اپنے پاؤں کی پشت پر ایک تکلیف کی وجہ سے سینگی لگوائی۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابن ابی عروہ نے اس روایت کو قتادہ سے مرسل بیان کیا۔ (یعنی جناب انس کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① سینگی لگوانا اور فصد کھلوانا اس دور کا معروف طریقہ علاج تھا اور مذکورہ بالا احادیث میں دو

مختلف واقعات کا بیان آیا ہے۔ ② اب بھی بوقت ضرورت اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں بالوں کی جگہ سے بال کاٹے جاتے ہیں جلد پر چیرا لگایا جاتا ہے۔ پس اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم کئی ایک فقہاء بال کاٹنے کی بنا پر فدیہ کے قائل ہیں نیز دانت نکھوانے یا کسی عمل جراحی کی صورت میں کوئی فدیہ لازم نہیں آتا۔ ③ بیماری میں علاج کرنا سنت رسول ہے۔

۱۸۳۶- تخریج: أخرجه البخاري، الطب، باب الحجامة من الشقيقة والصداع، ح: ۵۷۰۰ من حديث هشام به.

۱۸۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب حجامه المحرم على ظهر القدم، ح: ۲۸۵۲ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ۱۶۴/۳ * قتادة عنمن وله شاهد ضعيف يأتي، ح: ۳۸۶۳.

۱- کتاب المناسک اہرام اور محرم سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۳۶) - بَابُ: يَكْتَحِلُ الْمُحْرِمُ

(التحفة ۳۷)

۱۸۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: اشْتَكَيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْمَرٍ عَيْنَيْهِ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سُفْيَانُ وَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤَسِّمِ: مَا يَصْنَعُ بِهِمَا قَالَ: أَضْمَدُهُمَا بِالضَّبْرِ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُثْمَانَ يُحَدِّثُ ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۸۳۸- جناب نبیہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبید اللہ بن معمر کی آنکھیں خراب ہو گئیں تو انہوں نے جناب ابان بن عثمان سے پوچھا کہ کیا کیا جائے؟ سفیان نے بتایا کہ یہ ان دنوں امیر حج تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایلو اکالیپ کر لے۔ بے شک میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا تھا وہ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے۔

۱۸۳۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَلِيَّةٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۱۸۳۹- عثمان بن ابی شیبہ نے اسے ہمیں اسماعیل بن ابراہیم سے انہوں نے نافع سے انہوں نے نبیہ بن وہب سے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

🌞 فائدہ: آنکھ میں دوا ڈالنے یا اس پر غماز کرنے سے احرام میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ اسی طرح سادہ سرمہ ڈالنا بھی جائز ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ الْمُحْرِمِ يَغْتَسِلُ

(التحفة ۳۸)

۱۸۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

۱۸۴۰- عبد اللہ بن مسلمان بن حنین سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما ایواء مقام میں

۱۸۳۸- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز مداواة المحرم عينه، ح: ۱۲۰۴ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في مسند أحمد: ۶۸/۱.

۱۸۳۹- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

۱۸۴۰- تخریج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم، ح: ۱۸۴۰، ومسلم، الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، ح: ۱۲۰۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۲۳/۱.

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَحْرَمَةَ اخْتَلَفَا
بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ
رَأْسَهُ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ
رَأْسَهُ، فَأَرْسَلَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى
أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدَهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ
الْقَرْيَتَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ. قَالَ: فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ حُنَيْنٍ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ: فَوَضَعَ أَبُو
أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فطَاطَأَهُ حَتَّى بَدَأَ لِي
رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اصْصُبْ
قَالَ: فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَكَ أَبُو أَيُّوبَ
رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا
رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ﷺ.

تھے کہ ان میں ایک مسئلے میں اختلاف ہو گیا۔ ابن
عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے۔ مسور رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ محرم اپنا سر نہیں دھو سکتا۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
اس کو (عبداللہ بن حنین کو) حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے
ہاں بھیج دیا تو اس نے ان کو پایا کہ وہ کنویں کی چرخی کی دو
لکڑیوں کے پاس بیٹھے غسل کر رہے تھے اور ایک کپڑے
سے پردہ کیے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو
سلام کیا تو انہوں نے پوچھا: کون ہو؟ میں نے کہا: میں
عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے
بھیجا ہے کہ آپ سے دریافت کروں کہ رسول اللہ ﷺ
حالات احرام میں اپنا سر کیسے دھویا کرتے تھے؟ تو انہوں
نے (ابویوب رضی اللہ عنہ نے) اپنا ہاتھ (پردے والے)
کپڑے پر رکھ کر اسے کچھ نیچا کیا حتیٰ کہ مجھے ان کا سر نظر
آنے لگا۔ پھر انہوں نے ایک شخص سے جو ان پر پانی
ڈال رہا تھا کہا کہ پانی ڈالو۔ چنانچہ اس نے ان کے سر
پر پانی ڈالا تو حضرت ابویوب نے اپنے سر کو دونوں
ہاتھوں سے حرکت دی اور اپنے ہاتھوں کو آگے پیچھے کیا:
پھر کہا: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اسی طرح
کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ محرم نہا سکتا ہے اور اپنا سر بھی دھو سکتا ہے، یعنی حالت احرام
میں غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں، خواہ غسل واجب ہو یا ویسے ہی راحت کے لیے۔ اور سر کے بالوں کو ملتے ہوئے جو
بال فطری انداز میں گر جائیں ان کا کوئی حرج نہیں۔ ② تحقیق مسائل میں پختہ کار اور قابل اعتماد علماء کی طرف رجوع
کرنا چاہیے۔ ﴿فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ کے یہی معنی ہیں۔ مگر ان پر بھی لازم ہے کہ
﴿بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ﴾ کی بنیاد پر باللائق حق کو واضح کریں۔ (دیکھیے، تفسیر آیت مذکورہ سورۃ النحل آیت: ۴۳-۴۴)
③ خبر واحد جہت ہے، نیز اہل حق کا شیوہ ہے کہ وہ اختلاف کے وقت نص (قرآن اور حدیث) کی طرف رجوع

۱- کتاب المناسک اہرام اور محرم سے متعلق احکام و مسائل

کرتے ہیں۔ ⑤ صحیح حدیث معلوم ہو جانے کے بعد اجتہاد اور قیاس کو ترک کرنا فرض ہے۔ ⑥ وضو اور غسل کرنے والے کو سلام کہا جاسکتا ہے۔ ⑦ نہانے میں دوسرے شخص سے مدد لی جاسکتی ہے۔ ⑧ نہانے اور وضو کرنے کے دوران میں بوقت ضرورت بات چیت کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۸) - باب الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ
(التحفة ۳۹)

۱۸۴۱- جناب عمر بن عبید اللہ نے جناب ابان بن عثمان بن عفان سے کہلا بھیجا جبکہ ابان ان دنوں امیر حج تھے اور یہ دنوں احرام کی حالت میں تھے کہ میرا پر و گرام ہے کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی صاحبزادی سے کر دوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس میں تشریف لائیں۔ تو جناب ابان نے اس سے انکار کر دیا اور کہا: میں نے اپنے والد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”محرم اپنا نکاح کرے نہ کسی دوسرے کا۔“

۱۸۴۱- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَسْأَلُهُ، وَأَبَانُ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْحَاجِّ وَهُمَا مُحْرِمَانِ إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُنْكَحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ، ابْنَةَ شَيْبَةَ ابْنِ جُبَيْرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ ذَلِكَ؟ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ أَبَانُ وَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ أَبِي، عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ».

۱۸۴۲- جناب ابان بن عثمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اور مزید کہا: ”اور نہ شادی کا پیغام دے۔“

۱۸۴۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ. وَيَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ مِثْلَهُ. زَادَ: «وَلَا يَخْطُبُ».

۱۸۴۱- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب تحریم نکاح المحرم وکراهة خطبته، ح: ۱۴۰۹ من حدیث مالک به، وهو فی الموطأ (یحیی): ۳۴۹، ۳۴۸/۱.

۱۸۴۲- تخریج: [صحیح] انظر الحدیث السابق.

۱۸۴۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے یزید بن اصم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔

أَخِي مَيْمُونَةُ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: «تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ.

🌞 فائدہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (بنت حارث الصماليہ) کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا نکاح سات ہجری میں عمرہ القضاء کے موقع پر ہوا تھا۔ ان کے پہلے شوہر کا نام ابوہم بن عبد العزی تھا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس نکاح کا پیغام بھیجا، انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا تو انہوں نے نکاح کر دیا۔ (الاصابہ)

۱۸۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۸۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ حالت احرام میں تھے۔

۱۸۴۵- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: وَهَمَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي تَزْوِيجِ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۸۴۵- جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت میمونہ کے نکاح کے معاملے میں وہم ہوا ہے کہ وہ احرام میں تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: یہ آخری روایت اگرچہ سنداً منقطع ہے مگر مبنی برحقیقت ہے کہ حضرت ابن عباس کو وہم ہوا ہے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا صاحب واقعہ ہیں ان کا اپنا بیان ہے کہ ”ہم دونوں حلال تھے۔“ اور اس وہم کی بنیاد غالباً یہ ہے کہ چونکہ احرام سے فارغ ہوتے ہی یہ کام ہو گیا تھا اور حضرت ابن عباس ویسے بھی صغیر السن تھے اس لیے انہوں نے سمجھا کہ احرام ہی میں یہ نکاح ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۸۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب تحريم نكاح المحرم وكرهه خطبته، ح: ۱۴۱۱ من حديث يزيد بن الأصم به.

۱۸۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب عمرة القضاء، ح: ۴۲۵۸ من حديث أيوب السخيتاني به.

۱۸۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲/۷: ۲۱۲ من حديث أبي داود به * رجل لم أعرفه * وسفيان الثوري مدلس وعنعن.

(المعجم ۳۹) - باب مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ

مِنَ الدَّوَابِّ (التحفة ۴۰)

باب: ۳۹- محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے

۱۸۴۶- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانچ جانوروں کے قتل میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ حرم میں مارے یا اس سے باہر جل میں (اور حالت احرام میں مارے یا حلال ہوتے ہوئے) یعنی بچھو، چوہا، چیل اور کاٹنے والا کتا۔“

۱۸۴۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَمَّا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ؟ فَقَالَ: «خَمْسٌ، لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْعَقْرَبُ، وَالْغَرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْحِدَاةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

🌞 فائدہ: ”بچھو“ پر اس جنس کے دیگر موذی جانور بھی قیاس کیے جاسکتے ہیں مثلاً، ”کنکھجورا“ اور بھڑ وغیرہ اور ”کاٹنے والے کتے“ پر اس جنس کے دیگر جانور مثلاً شیر، چیتا، رچھ اور بھیڑیا وغیرہ۔

۱۸۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ قسم کے جانوروں کو حرم میں قتل کرنا حلال ہے، یعنی سانپ، بچھو، چیل، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔“

۱۸۴۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ قَتْلُهُنَّ حَلَالٌ فِي الْحَرَمِ: الْحَيَّةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْحِدَاةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

۱۸۴۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۱۸۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۱۸۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ۱۱۹۹ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في مسند أحمد: ۸/۲.
۱۸۴۷- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۵/۲۱۰ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۶۷، وللحديث شواهد كثيرة جداً.

۱۸۴۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ۸۳۸ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد: ۳/۳، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۰۸۹ من طريق يزيد به، وهو ضعيف تقدم مراراً، انظر، ح: ۱۴۷۴.

۱۱- کتاب المناسک

احرام اور محرم سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْدٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ سَأَلَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَ عَمَّا يَقْتُلُ الْمُحْرِمَ؟ قَالَ: «الْحَيَّةُ، وَالْعُقْرُبُ، وَالْفُؤَيْسِقَةُ، وَبَرَمِي الْعُرَابِ وَلَا يَقْتُلُهُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْجَذَاءُ، وَالسَّبُعُ الْعَادِي».

کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”سانپ، بچھو، چوہا، کوئے کو پتھر مارے قتل نہ کرے، کائے والا کتا، چیل اور ہر حملہ آور درندہ۔“

(المعجم ۴۰) - باب لَحْمِ الصَّيْدِ
(لِلْمُحْرِمِ) (التحفة ۴۱)

باب: ۴۰- محرم کے لیے شکار کے گوشت کا مسئلہ

🌞 فائدہ: بحالت احرام خشکی کا شکار کرنا یا شکاری سے تعاون کرنا حرام ہے حتیٰ کہ اس کو اشارہ کرنا بھی جائز نہیں۔ ایسے ہی اگر معلوم ہو کہ شکاری نے محرمین ہی کے لیے شکار کیا ہے تو انہیں اس کا قبول کرنا یا کھانا بھی جائز نہیں۔ لیکن اگر ان کی غرض سے شکار نہ کیا گیا ہو تو اس کا قبول کر لینا اور کھالینا جائز ہے۔ اور سمندری شکار میں کسی طرح کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ محرم از خود شکار کرے یا کسی سے تعاون کرنے بلاشبہ جائز ہے۔ قرآن مجید کی سورہ مائدہ کی پہلی اور دوسری آیت کے علاوہ آیت نمبر ۹۵ اور ۹۶ میں بھی یہ مسئلہ ذکر ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلنَّسَاءِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ (المائدہ: ۹۶) ”تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں تمہارا فائدہ ہے اور مسافروں کا بھلا۔ اور خشکی کا شکار تم پر حرام ہے جب تک کہ تم احرام میں ہو۔“

۱۸۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيهِ - وَكَانَ الْحَارِثُ خَلِيفَةَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الطَّائِفِ - فَصَنَعَ لِعُثْمَانَ طَعَامًا فِيهِ مِنَ الْحَجَلِ

۱۸۴۹- اُحْلَقَ بِنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَارِثٍ اِپْنِ الْوَالِدِ سَے بِيَانِ كَرْتِے ہيں كِه جَنَابِ حَارِثِ حَضَرَتِ عُثْمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ كِي جَانِبِ سَے طَائِفِ كَے گُورنر تھتے۔ اُنہوں نے حَضَرَتِ عُثْمَانِ كَے ليے كھانے كا اہتمام كيا اور اس ميں چكوروں، جُنكلى چڑيوں اور تيل گائے كا گوشت تيار كرايا۔ اور حَضَرَتِ عَلِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ كو بھي بلوا بھيجا۔ قاصد جب ان كے پاس

۱۸۴۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۹۴/۵ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * حميد الطويل مدلس وعنعن.

پہنچا تو وہ اپنے اونٹوں کے لیے پتے جھاڑ رہے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے ہاتھ (پتوں کے گرد غبار سے) جھاڑتے ہوئے تشریف لائے۔ صاحب ضیافت نے ان سے کہا: کھائیے! تو انہوں نے جواب دیا: یہ کھانا ایسے لوگوں کو دے دیں جو احرام میں نہ ہوں، ہم تو احرام میں ہیں۔ تب انہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ قبیلہ اشجع میں سے کون یہاں ہے، کیا تم جانتے ہو کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو حالت احرام میں نیل گائے (حمار وحشی) کا گوشت ہدیہ کیا تھا تو آپ نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا تھا؟ ان لوگوں نے کہا: ہاں (یہ بات حق اور سچ ہے۔)

وَالْيَعَاقِبِ وَلَحْمِ الْوَحْشِ، فَبَعَثَ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَاءَهُ الرَّسُولُ وَهُوَ يَخْطُ لِأَبَاعِرَ لَهُ فَجَاءَ وَهُوَ يَنْقُضُ الْخَبْطَ عَنْ يَدِهِ. فَقَالُوا لَهُ: كُلْ فَقَالَ: أَطْعِمُوهُ قَوْمًا حَلَالًا فَإِنَّا حُرْمٌ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أُنْشُدُ اللَّهَ! مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنْ أَشْجَعٍ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهْدَى إِلَيْهِ رَجُلٌ حِمَارَ وَحْشٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بالخصوص خلفائے اربعہ میں انتہائی اخوت و مودت کے تعلقات تھے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق بات بتانے اور کہنے میں کوئی بھی چیز مانع نہ ہوئی نہ تعلق خاطر اور نہ دوسروں کے مناصب حکومت۔ ③ قناعت کی جو تعلیم و تربیت رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو دی تھی وہ تمام عمر اسی پر کاربند رہے۔ ④ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی اپنے خادم تھے۔ ⑤ شکار جب اس نیت سے کیا گیا ہو کہ محرمین کی ضیافت کی جائے گی تو انہیں اس کا قبول کرنا جائز نہیں۔

۱۸۵۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا: اے زید بن ارقم! کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شکار کا عضو ہدیہ دیا گیا تھا تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا تھا اور فرمایا تھا: ”ہم احرام میں ہیں؟“ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں!

۱۸۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ! هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهْدَى إِلَيْهِ عُضْوُ صَيْدٍ فَلَمْ يَقْبَلْهُ وَقَالَ: «إِنَّا حُرْمٌ؟» قَالَ: نَعَمْ.

۱۸۵۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں

۱۸۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۱۸۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما لا يجوز للمحرم أكله من الصيد، ح: ۲۸۲۳ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ۹۸۱. ۱۸۵۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في أكل الصيد للمحرم، ح: ۸۶۶، ۸۶۷.

۱۱- کتاب المناسک

احرام اور محرم سے متعلق احکام ومسائل

يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكََنْدَرَانِيَّ الْقَارِيَّ عَنْ
عَمْرِو، عَنْ الْمُطَّلِبِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: «صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ مَا لَمْ
تَصِيدُوهُ أَوْ يُصَادْ لَكُمْ».

قال أَبُو دَاوُدَ: إِذَا تَنَازَعَ الْخَبْرَانِ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ يُنْظَرُ بِمَا أَخَذَ بِهِ أَصْحَابُهُ.
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سے
دو حدیثیں ایک دوسری کے برخلاف ملیں تو وہ حدیث لی
جائے جس پر آپ کے صحابہ نے عمل کیا ہو۔



فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سنداً صحیح نہیں مگر معناً درست ہے اور مسئلہ یہی ہے۔ جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے۔

(کتاب جزاء الصيد، احادیث: ۱۸۲۱ تا ۱۸۲۵) اور اگلی حدیث میں بھی مروی ہے۔ ② امام ابو داود کا بیان کہ ”جب
دو حدیثیں ایک دوسری کے برخلاف ملیں الخ“ معلوم ہونا چاہیے کہ صحیح الاسناد احادیث میں جہاں تعارض محسوس ہوتا
ہے ان میں یقیناً پہلے کا قول و عمل منسوخ اور بعد والا ناسخ ہوتا ہے۔ اور تواریخ کا علم نہ ہو سکے تو دیگر وجوہ ترجیحات کے
ذریعے سے ایک کو رائج اور دوسرے کو مرجوح قرار دیا جائے گا۔ اس قسم کی تحقیقات علمائے راخنین اور ان کی موثوق
تالیفات ہی سے مل سکتی ہیں۔ اس موضوع پر علمائے محدثین نے بہت محنت کی ہے مثلاً: ③ ”کتاب الاعتبار فی
الناسخ والمنسوخ“ (للحارثی رحمہ اللہ) ④ ”الناسخ والمنسوخ“ (امام احمد رحمہ اللہ) ⑤ ”تجريد الاحادیث
المنسوخة“ (ابن الجوزی رحمہ اللہ) بظاہر مختلف المعانی احادیث کے سلسلے میں یہ کتب قابلِ مراجعہ ہیں: ⑥ ”اختلاف
الحديث“ (امام شافعی رحمہ اللہ) ⑦ ”تاویل مختلف الحديث“ (ابن نجیم عبد اللہ بن مسلم رحمہ اللہ) اور ⑧ ”مشکل
الآثار“ (ابو جعفر احمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ) ⑨ امام الائمہ ابوبکر بن نزیمہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو دو صحیح
حدیثوں میں تعارض اور تضاد محسوس ہوتا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے ہم ان میں تطبیق دے دیں گے۔ اللہ اکبر! یہ ہیں
ہمارے اسلاف محدثین رحمہم اللہ۔



۱۸۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ
۱۸۵۲ - حضرت ابوقتاہدہ انصاری رحمہ اللہ سے مروی

والنسائي، ح: ۲۸۳۰ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۶۴۱، وابن حبان، ح: ۹۸۰، والحاكم على شرط
الشيخين: ۱/ ۴۵۲، ۴۷۲، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "المطلب لا تعرف له سماعاً من جابر" وعنن وهو "لم
يسمع من جابر" قاله أبو حاتم الرازي، المراسيل، ص: ۲۱۰.

۱۸۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما قيل في الرماح، ح: ۲۹۱۴، ومسلم، الحج، باب
تحريم الصيد المأكول البري... الخ، ح: ۵۷/ ۱۱۹۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۵۰.

ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے حتیٰ کہ مکہ کے راستے میں ایک جگہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے جو کہ احرام میں تھے جب کہ یہ بغیر احرام کے تھے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک نیل گائے کو دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور ساتھیوں سے کہا: مجھے میرا کوڑا پکڑا دو۔ انہوں نے کوڑا دینے سے انکار کر دیا۔ پھر بھالا مانگا تو انہوں نے اس (کے دینے) سے بھی انکار کر دیا۔ آخر خود ہی اٹھایا اور اس نیل گائے کے پیچھے بھاگ گئے اور اسے مار لائے۔ تو کچھ اصحاب رسول ﷺ نے اس کا گوشت کھایا اور کچھ نے انکار کر دیا۔ پھر جب یہ حضرات رسول اللہ ﷺ سے جا ملے تو آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو رزق ہے جو اللہ نے تمہیں کھلایا ہے۔“

مَالِک، عن أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّيْمِيِّ، عن نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عن أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى جِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ. قَالَ: فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَازِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا، فَأَخَذَهُ، ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْجِمَارِ فَقَتَلَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ، فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ تَعَالَى».

🌞 فوائد و مسائل: ① احرام کی حالت میں کسی شکاری کو شکار کا اشارہ دینا یا اس سے کسی طرح کا تعاون کرنا بھی ناجائز ہے۔ ② جب کوئی شکاری صرف اپنے لیے شکار کرے تو محرمین کو اس سے کھالینا جائز ہے۔ ③ صحیح احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا بقیہ گوشت تناول فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم 'الحج' حدیث: ۱۱۹۶/۱۱۹۷)

(المعجم ۴۱) - باب الْجَرَادِ لِلْمُحْرِمِ
(التحفة ۴۲)

۱۸۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی

ﷺ نے فرمایا: ”مڈی سمندر کے شکار (کی قسم) میں سے ہے۔“

۱۸۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ جَابَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ».

۱۸۵۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۰۷/۵ من حديث أبي داود به * ميمون بن جابان وثقه العجلي، وابن حبان، والذهبي في الكاشف، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

فدیے کے احکام و مسائل

۱۸۵۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک ٹڈی ڈل گیا تو ہمارا ایک آدمی جو احرام میں تھا ان کو اپنے کوڑے سے مارنے لگا اسے کہا گیا کہ یہ کام درست نہیں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”یہ تو سمندر کے شکار میں سے ہے۔“

۱۸۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ حَبِيبِ الْمُعَلَّمِ، عَنْ أَبِي الْمُهْزَمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَصَبْنَا صِرْمًا مِنْ جَرَادٍ فَكَانَ رَجُلٌ يَضْرِبُ بِسَوْطِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ هَذَا لَا يَصْلُحُ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ».

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (اس حدیث کا راوی) ابو ہزیم ضعیف ہے اور یہ دونوں حدیثیں وہم ہیں۔

سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ: أَبُو الْمُهْزَمِ ضَعِيفٌ، وَالْحَدِيثَانِ جَمِيعًا وَهْمٌ.

۱۸۵۵- جناب کعب (احبار رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ ٹڈی سمندر کے شکار میں سے ہے۔

۱۸۵۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ جَابَانَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ كَعْبٍ قَالَ: «الْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ».

🌞 ملحوظہ: ان میں سے پہلی روایت اور کعب احبار کے قول کو ہمارے فاضل محقق نے ”حسن“ قرار دیا ہے۔ لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک یہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔ ميمون بن جابان کی توثیق مختلف فیہ ہے۔ اس لیے ان کا ضعیف ہونا ہی رائج ہے۔ خیال رہے کہ مشہور یہ ہے جیسا کہ موطا امام مالک میں کعب احبار رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ ”ٹڈی دراصل پھلیوں کی چھینک سے پیدا ہوتی ہے اور سال میں دو دفعہ ایسا ہوتا ہے۔“ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات تسلیم نہیں کی۔ اور رائج یہی ہے کہ یہ زمین کا بری جانور ہے اور اس کے شکار میں فدیہ ہے۔

(المعجم ۴۲) - بَابُ فِي الْفِدْيَةِ (التحفة ۴۳)

۱۸۵۶- حضرت کعب بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۸۵۶- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ

۱۸۵۴- تخریج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في صيد البحر للمحرم، ح: ۸۵۰، وابن ماجه، ح: ۳۲۲۲ من حديث أبي المهزم به، وقال الترمذي: "غريب" * أبو المهزم متروك كما في التقريب وغيره.

۱۸۵۵- تخریج: [إسناده حسن] * حماد هو ابن سلمة، وانظر، ح: ۱۸۵۳ لحال ميمون بن جابان.

۱۸۵۶- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا كان به أذى... الخ، ح: ۸۴/۱۲۰۱

فدیے کے احکام و مسائل

کہ حدیبیہ کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ”تمہارے سر کی جوؤں نے تمہیں ایذا دے رکھی ہے؟“ انہوں نے کہا: ہاں! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”سر منڈا لو اور پھر ایک بکری قربانی کر دو یا تین دن روزے رکھو یا تین صاع کھجور چھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔“

خَالِدِ الطَّحَّانِ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِهِ رَمَنَ الْحَدْيِيَّةِ فَقَالَ: «قَدْ آذَاكَ هَوَامُ رَأْسِكَ؟» قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اخْلِقْ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسْكَأَ، أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ أَصْعٍ مِنْ تَمْرٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينٍ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اعمال حج میں کسی قصیر پر مشروع قربانی، صدقہ یا روزہ رکھنا ”فدیہ“ کہلاتا ہے، بمعنی عوض یا بدل۔ ② ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد تقریباً ۹ چھٹانک کا۔ تین صاع چھ مسکینوں پر تقسیم کریں گے تو ہر مسکین کو دو مد (۱۸ چھٹانک) ملیں گے۔ پس یہی فدیہ کا حساب ہوا۔

۱۸۵۷- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”چاہو تو قربانی دے دو چاہو تو تین دن روزے رکھ لو اور اگر چاہو تو تین صاع کھجور چھ مسکینوں کو کھلا دو۔“

۱۸۵۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «إِنْ شِئْتَ فَأَنْسُكَ نَسِيكَةً، وَإِنْ شِئْتَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَإِنْ شِئْتَ فَأَطْعِمْ ثَلَاثَةَ أَصْعٍ مِنْ تَمْرٍ لِسِتَّةِ مَسَاكِينٍ».

۱۸۵۸- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حدیبیہ کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور قصہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا: ”کیا

۱۸۵۸- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ

❖ من حدیث خالد الطحان، والبخاری، المحصر، باب قول الله تعالى: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ... الخ﴾، ح: ۱۸۱۴ من حدیث عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بہ۔

۱۸۵۷- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ۴/۲۴۳ من حدیث حماد بن سلمة بہ۔

۱۸۵۸- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۲۴۳ من حدیث داود بن ابی هند بہ، وانظر الحديثين السابقين۔

فدیے کے احکام و مسائل

تمہارے پاس خون (فدیے کا جانور) ہے؟“ انہوں نے کہا! نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو تین دن روزے رکھو یا تین صاع کھجور چھ مسکینوں میں صدقہ کر دو۔ ہر دو مسکینوں کو ایک صاع دو۔“

المُثَنَّى، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَذَكَرَ الْقِصَّةَ: قَالَ: «أَمَعَكَ دَمٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِثَلَاثَةِ أَصْعَ مِنْ تَمَرٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ بَيْنَ كُلِّ مَسْكِينَيْنِ صَاعٌ».

۱۸۵۹- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور ان کی حالت یہ تھی کہ سر میں اذیت تھی (یعنی جوئیں پڑ گئی تھیں) تو انہوں نے اپنا سر منڈوا لیا تھا۔ پس نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ ایک گائے قربانی کریں۔

۱۸۵۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَخْبَرَهُ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَكَانَ قَدْ أَصَابَهُ فِي رَأْسِهِ أَذًى فَحَلَقَ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُهْدِيَ هَدِيًّا بَقَرَةً.

☀ فائدہ: اس میں ”بَقَرَةً“ (ایک گائے) کا لفظ غیر محفوظ ہے۔

۱۸۶۰- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے سر میں جوئیں پڑ گئیں۔ جبکہ میں حدیبیہ کے سال (اس سفر میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اور (سر کی اذیت اتنی شدید تھی کہ) مجھے اپنی نظر کا اندیشہ لگ گیا تھا۔ پس اللہ عزوجل نے میرے بارے میں یہ آیت اتاری: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ.....﴾ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور فرمایا: ”اپنا سر منڈا دو۔ تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو ایک ٹوکرا کشمش کا کھلا دو یا ایک بکری قربانی کر دو۔“

۱۸۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبَانُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَصَابَنِي هَوَامٌ فِي رَأْسِي وَأَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ حَتَّى تَخَوَّفْتُ عَلَى بَصَرِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِيَّ: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ

۱۸۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۱۸۵۶ وقوله: "هديا بقرة" غير محفوظ والله أعلم * رجل من الأنصار مجهول.

۱۸۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲/ ۲۳۴، ۲۳۵ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * الحكم بن عتيبة مدلس وعنعن.

رَأْسِهِ ﴿الآيَةُ [البقرة: ۱۹۶]، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: «اَحْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ فَرَقًا مِنْ زَيْبٍ أَوْ انْسُكْ شَاةً»، فَحَلَقْتُ رَأْسِي ثُمَّ نَسَكْتُ.

🌞 **ملاحظہ:** علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ”زبیب“ یعنی کشش کا ذکر منکر ہے۔ صحیح بات ”کھجور“ ہی ہے۔ ”فرق“ تین صاع کا برتن یا ٹوکری ہوتی ہے۔

۱۸۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ. زَادَ: «أَيُّ ذَلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ».

۱۸۶۱- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں مروی ہے کہ (آپ نے فرمایا: ”ان (تین کاموں) میں سے جو بھی کرو گے تم سے کفایت کرے گا۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① قوم کے سربراہ اور کسی انجمن و جمعیت کے سربراہ کے لیے لازمی ہے کہ اپنے ساتھیوں کے شخصی احوال پر بھی نگاہ رکھے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز یہی ہے زینتِ سفر میرِ کارواں کے لیے

⑤ اس باب کی احادیث سورہ بقرہ کی آیت کریمہ (۱۹۶) ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ کی تفسیر ہیں۔ ”اور جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو فدیہ دے۔ یعنی روزے رکھے یا صدقہ کرے یا قربانی کرے۔“

(المعجم ۴۳) - باب الإحصار (التحفة ۴۴)

باب ۴۳- اگر کوئی حج سے روک دیا جائے تو

۱۸۶۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۱۸۶۲- حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ بیان

۱۸۶۱- تخریج: [صحیح] وهو في الموطأ (یحیی): ۱/ ۴۱۷.

۱۸۶۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المحصر، ح: ۳۰۷۷، والنسائي، ۴۱۰.

۱۱- کتاب المناسک

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو وہ حلال ہو گیا۔ (یعنی اس کے لیے حلال ہو جانا مباح ہے) اور آئندہ کے لیے اس پر حج ہے۔“

عن حَجَّاجِ الصَّوَّافِ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ عَمْرِو الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ».

جناب عکرمہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا ان دونوں نے (حجاج کی روایت کی) تصدیق کی۔

قال عِكْرِمَةُ: فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَا: صَدَقَ.

☀ فائدہ: ”آئندہ حج کے لیے آنا“ فرض کی قضا تو فرض ہے۔ اگر یہ حج نفل ہو تو بھی رائج یہی ہے کہ دوبارہ آئے۔ اور یہی حکم عمرہ کا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ احکام ”استطاعت اور وسائل“ ہی پر مبنی ہیں۔

۱۸۶۳- حضرت حجاج بن عمرو نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے یا بیمار پڑ جائے۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۱۸۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَوَّكِلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَسَلَمَةُ قَالََا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ أَوْ مَرِضَ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

(امام ابوداؤد کے شیخ) جناب سلمہ بن شیبہ نے اپنی سند میں ”أَنْبَأَنَا“ (یعنی ہم کو خبر دی) کا کلمہ استعمال کیا۔ (اس طرح انہوں نے اپنے شیخ سے سماع کی تصریح کر دی۔)

قال سَلَمَةُ بْنُ شَيْبٍ: قال: أنبأنا مَعْمَرٌ.

☀ فائدہ: اس روایت میں ”بیماری“ کو ایک مستقل عذر شمار کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بیماری کی نوعیت کے اعتبار سے اگر محرم کے لیے اعمال حج جاری رکھنا ممکن نہ ہوں تو حلال ہو سکتا ہے۔

◀ ح: ۲۸۶۴ من حدیث یحیی القطان به، وحسنه الترمذی، ح: ۹۴۰، وصححه الحاكم علی شرط البخاری: ۱/ ۴۷۰، ۴۸۳، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا یقدح.

۱۸۶۳- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، المناسک، باب المحصر، ح: ۳۰۷۸ عن سلمة بن شبيب به، ورواه الترمذی، ح: ۹۴۰ من حدیث عبدالرزاق به، انظر الحدیث السابق.

۱۸۶۴- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَاضِرٍ الْجَمِيرِيَّ يُحَدِّثُ أَبِي مَيْمُونٌ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ: خَرَجْتُ مُعْتَمِرًا عَامَ حَاصِرِ أَهْلِ الشَّامِ ابْنَ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَبَعَثَ مَعِيَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي بِهَدْيٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى أَهْلِ الشَّامِ مَنَعُونَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ، فَتَحَرَّثُ الْهَدْيِ مَكَانِي ثُمَّ أَخْلَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ خَرَجْتُ لِأَقْضِي عُمْرَتِي، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: أَبْدِلِ الْهَدْيَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُبَدِّلُوا الْهَدْيَ الَّذِي نَحَرُوا عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ.

۱۸۶۳- عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے ابو حاضِر حمیری کو سنا وہ میرے والد میمون بن مہران سے بیان کر رہے تھے کہ جس سال اہل شام نے مکہ میں ابن زبیر کا محاصرہ کیا تھا میں (ابو حاضِر حمیری) عمرے کی غرض سے روانہ ہوا۔ میرے ساتھ قوم کے کچھ افراد نے اپنی قربانیاں بھی بھیجی تھیں۔ جب ہم اہل شام کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ میں نے قربانی اسی جگہ نحر کر دی اور پھر حلال ہو گیا اور واپس لوٹ آیا۔ پھر جب اگلا سال آیا اور میں اپنے عمرے کی قضا کے لیے چلا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اپنی قربانی کا بدل بھی دو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے عمرہ قضا میں اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ حدیبیہ کے سال انہوں نے جو قربانیاں کی تھیں ان کے عوض قربانیاں بھی کریں۔

☀️ فائدہ: امام خطابی فرماتے ہیں کہ نفلی عمرے میں بدل ضروری نہیں البتہ واجب کیے ہوئے عمرے میں قربانی کا بدل ضروری ہوگا۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس طرح دوبارہ عمرہ کرنا مستحب ہے اسی طرح قربانی کا بدل بھی مستحب ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ۴۴) - باب دُخُولِ مَكَّةَ
(التحفة ۴۵)

۱۸۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَمْرِو بْنِ عُمَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَاضِرٍ الْجَمِيرِيَّ يُحَدِّثُ أَبِي مَيْمُونٌ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ: خَرَجْتُ مُعْتَمِرًا عَامَ حَاصِرِ أَهْلِ الشَّامِ ابْنَ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَبَعَثَ مَعِيَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي بِهَدْيٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى أَهْلِ الشَّامِ مَنَعُونَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ، فَتَحَرَّثُ الْهَدْيِ مَكَانِي ثُمَّ أَخْلَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ خَرَجْتُ لِأَقْضِي عُمْرَتِي، فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: أَبْدِلِ الْهَدْيَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُبَدِّلُوا الْهَدْيَ الَّذِي نَحَرُوا عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ.

۱۸۶۴- تخریج: [حسن] أخرجه الحاكم: ۱/ ۴۸۵، ۴۸۶ من حديث الثَّقَلِيِّ به * ومحمد بن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي في دلائل النبوة: ۴/ ۳۲۰، وله شاهد قوي عند الحاكم: ۱/ ۴۸۵.

۱۸۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب المبيت بذي طوى عند إرادة دخول مكة ... الخ، ح: ۱۲۵۹ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الحج، باب الإهلال مستقبل القبلة، ح: ۱۵۵۳، ۱۵۷۳ من حديث أيوب السخيتاني به.

ج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

جب بھی مکہ آتے تو وادی ذی طویٰ میں رات گزارتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور غسل کرتے۔ پھر دن چڑھے مکہ میں داخل ہوتے۔ اور نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ بَاتَ بِذِي طَوًى حَتَّى يُصْبِحَ وَيَتَسَلَّلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَيَذْكُرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فَعَلَهُ.

☀ فائدہ: یہ عمل ممکن ہو تو مستحب ہے۔ جبکہ عمرہ ہجرانہ میں نبی ﷺ رات کے وقت تشریف لے گئے تھے۔

۱۸۶۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں بالائی جانب کی گھاٹی سے تشریف لایا کرتے تھے۔ مسد اور ابن حنبل نے یحییٰ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ نبی ﷺ بطحاء کی گھاٹی سے کداء کی جانب سے مکہ میں داخل ہوتے تھے اور زیریں جانب کی گھاٹی سے واپس جاتے تھے۔ برکی (عبداللہ بن جعفر) نے مزید کہا کہ مکہ کی دو گھاٹیاں مراد ہیں۔ اور مسد کی روایت زیادہ کامل ہے۔

۱۸۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْبُرْمَكِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَابْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَحْيَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا قَالًا عَنْ يَحْيَى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ ثُنْيَةِ الْبُطْحَاءِ، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى. زَادَ الْبُرْمَكِيُّ: يَعْنِي ثُنْيَتِي مَكَّةَ. وَحَدِيثُ مُسَدَّدٍ أَتَمُّ.



۱۸۶۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ (مدینہ منورہ سے) نکلتے ہوئے شجرہ والی راہ اختیار فرماتے۔ (یعنی ذوالحلیفہ والی جہاں اس زمانے میں ایک درخت بھی تھا) اور واپسی میں معرّس والی جانب سے داخل ہوتے۔ (یعنی مدینہ میں)

۱۸۶۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ.

☀ فائدہ: اس حدیث کی باب سے مطابقت یوں ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث اور اوپر والی حدیث کو عبداللہ

۱۸۶۶- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب: من أين يدخل مكة؟، ح: ۱۵۷۵ من حديث معن، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا... الخ، ح: ۱۲۵۷ من حديث يحيى القطان عن عبيد الله بن عمر به.
۱۸۶۷- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ۱۴۲/۲ عن أبي أسامة به.

بن نمیر سے اسی سند سے بیان کرتے ہوئے ایک ہی روایت بنایا ہے۔ جبکہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ یا ان کے شیخ عثمان نے اس کو قطع کر کے دو روایتیں بنادیا ہے۔ (بذل المحمود)

۱۸۶۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا] قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ، وَدَخَلَ فِي الْعُمْرَةِ مِنْ كُدَى، وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا جَمِيعًا، وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يَدْخُلُ مِنْ كُدَى، وَكَانَ أَقْرَبَهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ.

۱۸۶۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ میں اس کی بالائی جانب کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔ اور عمرہ میں کدی کی طرف (زیریں جانب) سے آئے تھے۔ اور جناب عروہ دونوں راہوں سے آتے تھے۔ (کبھی اس سے اور کبھی اس سے) اور یہ (عروہ) اکثر اوقات کدی کی طرف (زیریں طرف) سے داخل ہوتے تھے۔ اور یہ جانب ان کی منزل کے زیادہ قریب تھی۔

۱۸۶۹- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَعْلَاهَا، وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

۱۸۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں داخل ہوتے تو اس کی بالائی جانب سے تشریف لاتے۔ (اسی راستے میں مکہ کا معروف قبرستان ہے اور اس طرف سے آنے میں آپ کو آسانی تھی اور واپسی کیلئے) زیریں جانب سے نکلتے تھے۔ (اور یہی وہ راہ ہے جس میں آج کل مقام ”جرول“ آتا ہے۔)

🌅 فائدہ: آمد و رفت کے راستوں میں اختلاف کے اندر شاید وہی حکمت پنہاں ہے جو نماز عید اور عرفات کو جانے آنے میں فرق رکھنے میں ملحوظ ہے۔ یعنی مقامات عبادت کی کثرت کہ انسان کو قیامت کے دن زمین کے ان حصوں کی شہادت خیر بھی حاصل ہو جائے۔ (تیسیر العلام، شرح عمدة الاحکام)

(المعجم ۴۵) - بَابُ فِي رَفْعِ الْبَيْدِ إِذَا رَأَى الْبَيْتَ (التحفة ۴۶)

باب: ۴۵- بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ بلند کرنا

۱۸۶۸- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: من أين يخرج من مكة؟، ح: ۱۵۷۸، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا... الخ، ح: ۱۲۵۸ من حديث أبي أسامة به.

۱۸۶۹- تخريج: أخرجه البخاري أيضًا، ح: ۱۵۷۷، ومسلم أيضًا، ح: ۱۲۵۸ عن محمد بن المثنى به.

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۸۷۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ أَبَا قَزَعَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا إِلَّا الْيَهُودَ، قَدْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهُ.

۱۸۷۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آدمی بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھائے (یا نہیں؟) انہوں نے کہا: میں نے یہودیوں کے علاوہ کسی کو ایسے کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (وہ لوگ بیت المقدس کو دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہیں) اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا تو آپ ﷺ نے ایسے نہیں کیا تھا۔

🌞 ملحوظہ: اس حدیث کی سند میں مہاجر بن عمر مکی ہے جو کہ مجہول ہے اور اس مسئلے میں وارد روایات میں کوئی بھی ایسی قوی نہیں ہے جس سے بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا شروع ثابت ہوتا ہو۔ محض دعا کرنے کے بارے میں کچھ اخبار و آثار وارد ہیں۔ (نیل الاوطار: ۴۲/۵) ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ [لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سُبْحِ مَوَاطِنَ] ”صرف سات مقامات ایسے ہیں جہاں ہاتھ اٹھائے جائیں..... اور ان میں ایک بیت اللہ کو دیکھ کر بھی ہے۔“ از حذیف اور ناقابل حجت ہے۔ (نصب الراية، کتاب الصلاة: ۳۸۹/۱ حدیث: ۳۸)

۱۸۷۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سَلَامٌ بْنُ مَسْكِينٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ يَغْنِي يَوْمَ الْفَتْحِ.

۱۸۷۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں، یعنی فتح مکہ والے دن۔

🌞 فائدہ: بیت اللہ کو دیکھ کر رفع الیدین (ہاتھوں کا اٹھانا) ثابت ہوتا تو ذکر کیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ ”نہیں ہے۔“

۱۸۷۲- حَدَّثَنَا ابْنُ حَبْنَلٍ: حَدَّثَنَا بِهِزُ

۱۸۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۱۸۷۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في كراهية رفع اليد عند رؤية البيت، ح: ۸۵۵، والنسائي، ح: ۲۸۹۸ من حديث شعبة به * المهاجر المكي، وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال. ۱۸۷۱- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۲۹۸ من حديث سلام بن مسكين، ومسلم، الجهاد، باب فتح مكة، ح: ۱۷۸۰ من حديث ثابت البناني به. ۱۸۷۲- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق من حديث بهز بن أسد به، وهو في مسند أحمد: ۵۳۸/۲.

کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے پس مکہ میں داخل ہوئے پھر حجر اسود کی طرف تشریف لائے اسے بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا پھر صفا کی جانب آئے اور اس کے اوپر چڑھ گئے جہاں سے بیت اللہ آپ کو نظر آ رہا تھا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھالے اور اللہ کا ذکر کرتے رہے جس قدر کہ اللہ نے چاہا اور دعا کرتے رہے۔ اور انصار آپ کے ساتھ تھے۔ راوی حدیث ہاشم نے کہا: دعا فرمائی اللہ کی حمد کی اور جو چاہا دعا کی۔

ابنُ أَسَدٍ وَهَاشِمٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ مَكَّةَ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ أَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَيْثُ يَنْظَرُ إِلَى الْبَيْتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ مَا شَاءَ أَنْ يَذْكُرَهُ وَيَدْعُوهُ. قَالَ: وَالْأَنْصَارُ تَحْتَهُ. قَالَ هَاشِمٌ: فَدَعَا وَحَمِدَ اللَّهَ وَدَعَا بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوهُ.

🌅 فائدہ: صفا اور مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ کی جانب رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مسنون عمل ہے۔ اور یہ ہاتھ اٹھانا بیت اللہ کو دیکھنے کی بنا پر نہیں بلکہ دعا کے لیے ہوتا ہے۔

باب: ۴۶- حجر اسود کو بوسہ دینا

(المعجم ۴۶) - بَابُ: فِي تَقْبِيلِ

الْحَجَرِ (التحفة ۴۷)

۱۸۷۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا پھر کہا: بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہی ہے، نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ انہوں نے تجھے بوسہ دیا تھا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

۱۸۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

🌅 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے طریق (یعنی سنت مطہرہ) کا اتباع ہر حال میں مشروع اور واجب ہے خواہ اس کے اسباب اور علل معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ اسے کسی علت اور سبب پر مبنی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر کوئی حکمت

۱۸۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب ما ذكر في الحجر الأسود، ح: ۱۵۹۷ عن محمد بن كثير، ومسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح: ۱۲۷۰ من حديث الأعمش به.

سمجھ میں آجائے تو فہم اور نہ اس پر عمل بہر حال لازم ہے۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ توضیح ان نو مسلم لوگوں کے لیے تھی جن کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ پتھر کوئی ”موثر“ پتھر ہے اس لیے اس کو چوما جا رہا ہے۔ ⑥ یہ حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اتباع امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر شدید حریص ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ⑦ کوئی بھی پتھر شجر اور قبر وغیرہ کسی قسم کے نفع یا نقصان کا ہرگز ہرگز کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ ⑧ یہ حدیث دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ایمان، عقیدہ، توحید اور جذبہ اتباع سنت میں از حد کامل تھے۔ ⑨ شرعی دلیل کے بغیر کسی چیز کو احتراماً چومنا جائز نہ ہے۔

مکروہ ہے۔

(المعجم ۴۷) - باب استِلامِ الْأَرْكَانِ
(التحفة ۴۸)

باب: ۴۷- بیت اللہ کے کونوں کو ہاتھ لگانے کا بیان

۱۸۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ :
حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمٍ ،
عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَمْسُحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيِّينِ .

۱۸۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ بیت اللہ کے صرف دو یمنی ارکان ہی کو ہاتھ لگاتے تھے۔

☀ فائدہ: یہاں ”رکن“ بمعنی کونہ ہے۔ کعبہ میں حجر اسود اور اس کے ساتھ والے کونے کو یمن کی جانب ہونے کی بنا پر ”یمنی ارکان“ کہا جاتا ہے اور دوسرے دو شامی کہلاتے ہیں۔ یمنی ارکان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیادوں پر قائم ہیں۔ اور شامی ارکان اپنی اصل بنیادوں پر نہیں ہیں۔

۱۸۷۵- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ :
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ : أَنَّهُ
أُخْبِرَ بِقَوْلِ عَائِشَةَ : إِنَّ الْحَجَرَ بَعْضُهُ مِنَ
الْبَيْتِ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : وَاللَّهِ ! إِنِّي لَأَظُنُّ
عَائِشَةَ إِنْ كَانَتْ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ

۱۸۷۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بتایا گیا کہ حجر (حوائی کے کسرہ کے ساتھ) یعنی طیم کا کچھ حصہ بیت اللہ میں سے ہے تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! میرا خیال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان (شامی) ارکان کا استلام (مس)

۱۸۷۴- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب من لم يستلم إلا الركنين اليمانيين، ح: ۱۶۰۹ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح: ۱۲۶۷ من حديث لث بن سعد به.

۱۸۷۵- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۷۶/۵ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۸۹۴۱، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ۴۴۸۴ ومسلم، ح: ۱۳۳۳، ورواه مالك: ۱/۳۶۳، ۳۶۴ (يحي).

۱۱- کتاب المناسک طواف کے احکام و مسائل

اللہ ﷻ، اِنِّیْ لَا اَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَتْرُکْ اسْتِیْلَامَهُمَا اِلَّا اَنَّهُمَا لَیْسَا عَلٰی قَوَاعِدِ الْبُیْتِ وَلَا طَافَ النَّاسُ وَرَآءَ الْحِجْرِ اِلَّا لِذٰلِکَ۔
(کرنا) صرف اسی لیے ترک فرمایا تھا کہ یہ بیت اللہ کی اصل بنیادوں پر نہیں ہیں۔ اور لوگ بھی حجر (حطیم) کے باہر سے اسی بنا پر طواف کرتے ہیں۔

فائدہ: اگر حجر اور حطیم کے اندر کی طرف سے طواف کیا جائے تو پورے بیت اللہ کا طواف نہ ہوگا۔ اس لیے اس کا طواف باہر سے کرنا ضروری ہے۔

۱۸۷۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْعُ أَنْ يَسْتَلِمَ الرُّكْنَ اليماني وَالْحَجَرَ فِي كُلِّ طَوَافِهِ قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔
۱۸۷۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ طواف کے کسی چکر میں بھی رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام (یعنی اسے مس کرنا) نہ چھوڑتے تھے۔ (نافع نے) کہا: اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: حجر اسود کو چومنا یا ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومنا ہوتا ہے اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا سنت ہے نہ کہ ہاتھ چومنا۔ ازدحام یا کسی اور رکاوٹ کی بنا پر حجر اسود کو ہاتھ یا چھڑی سے مس کر کے اس ہاتھ یا چھڑی کو بوسہ دیا جائے یا صرف ہاتھ کا اشارہ بھی کافی ہو جاتا ہے۔ مگر رکن یمانی تک پہنچنا مشکل ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔ مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ۴۸) - باب الطَّوَافِ الْوَاجِبِ
(التحفة ۴۹)

۱۸۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
۱۸۷۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپ اپنے عصا سے رکن (حجر اسود) کو مس کرتے تھے۔

۱۸۷۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب استلام الركنين في كل طواف، ح: ۲۹۵۰ من حديث يحيى القطان به.

۱۸۷۷- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب استلام الركن بالمحجن، ح: ۱۶۰۷ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الحج، باب جواز الطواف على بغير وغيره... الخ، ح: ۱۲۷۲ من حديث عبد الله بن وهب به.

طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ
الرُّكْنَ بِمُحَجِّنٍ.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس سے مراد ”طواف قدوم“ ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی ترویج سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ آپ اسے واجب سمجھتے ہیں جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ اور بعض احناف کا قول ہے۔ (عون المعبود) ② صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ اپنے عصا سے حجر اسود کو مس کر کے اس عصا کو بوسہ بھی دیتے تھے۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۷۷۵) ③ آپ ﷺ کے سوار ہو کر طواف کرنے کی حکمت یہ تھی کہ لوگ آپ کے عمل کا بخوبی مشاہدہ کر لیں۔ روایات میں یہ صراحت نہیں ہے کہ یہ کونسا طواف تھا، تاہم غالباً یہ طواف افاضہ تھا (بذل المجود)؛ کیونکہ طواف قدوم میں آپ ﷺ نے رمل کیا تھا جو پیدل کے سوا ممکن نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکی یا پیسے والی کرسی میں بیٹھے ہوئے کو طواف کرایا جائے تو اس کا طواف صحیح ہے۔ ④ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کے چھینٹوں سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔



۱۸۷۸- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرٍو
الْيَامِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْنَى ابْنُ بُكَيْرٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ:
لَمَّا أَطْمَأَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ
طَافَ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمُحَجِّنٍ فِي
يَدِهِ. قَالَتْ: وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.

۱۸۷۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعِ الْمَعْنَى قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو
عَاصِمٍ عَنْ مَعْرُوفٍ يَعْنِي ابْنَ خَرْبُوذٍ

۱۸۷۸- صغیہ بنت شیبہ رحمہ اللہ بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں اطمینان حاصل ہو گیا تو آپ نے اپنے اونٹ پر (سوار ہو کر) طواف کیا۔ کہتی ہیں کہ میں آپ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ اپنے عصا سے رکن (حجر اسود) کا استلام فرماتے تھے۔

۱۸۷۹- جناب ابو الطفیل (عامر بن واثلہ) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اپنی سواری پر سوار بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ اپنے عصا سے رکن

۱۸۷۸- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسک، باب من استلم الركن بمحجنه، ح: ۲۹۴۷ من حدیث یونس بن بکر، و حسنہ المزی.

۱۸۷۹- **تخریج:** أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة... الخ، ح: ۱۲۶۵ من حدیث معروف بن خربوذ به.

طواف کے احکام و مسائل

۱۱- کتاب المناسک

(حجر اسود) کا استلام کرتے تھے اور پھر اسے بوسہ دیتے تھے۔ محمد بن رافع نے مزید کہا: پھر آپ صفا مروہ کی طرف تشریف لے گئے اور اپنی سواری پر ان کے مابین سات چکر لگائے۔

الْمَكِّي: حَدَّثَنَا أَبُو الطَّفَيْلِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِمْحَجِهِ ثُمَّ يَقْبَلُهُ. زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَطَافَ سَبْعًا عَلَى رَاحِلَتِهِ.

۱۸۸۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی سواری پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں اور آپ ان سے بلند رہیں اور وہ آپ سے (مسائل) دریافت کر سکیں کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔

۱۸۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ عَشَوُهُ.

۱۸۸۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کی طبیعت ناساز تھی چنانچہ آپ نے اپنی سواری پر (سوار ہو کر) طواف کیا۔ آپ جب بھی حجر اسود کے پاس آتے تو اپنے عصا سے اس کو مس کرتے۔ پس جب آپ اپنے طواف سے فارغ ہو گئے تو آپ نے (اپنی اونٹنی کو) بٹھا دیا اور دو رکعتیں ادا کیں۔

۱۸۸۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ وَهُوَ يَسْتَكِي فَطَافَ عَلَى رَاحِلَتِهِ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِمْحَجٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَنَاخَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ.

۱۸۸۲- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری

۱۸۸۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ،

۱۸۸۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره... الخ، ح: ۱۲۷۳ من حديث ابن جريج به.

۱۸۸۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۱۴، ۳۰۴ من حديث يزيد بن أبي زياد به * يزيد ضعيف، تقدم، ح: ۱۴۷۴.

۱۸۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب إدخال البعير في المسجد لليلة، ح: ۴۶۴، ومسلم، الحج، ۴۴.

طبیعت خراب ہے تو آپ نے فرمایا: ”سواری پر بیٹھ کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرلو۔“ کہتی ہیں: چنانچہ میں نے طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﷺ الطَّوْرُ وَكِتَبُ مَسْطُورٍ کی قراءت فرما رہے تھے۔

عن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي، فَقَالَ: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ». قَالَتْ: فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطَّوْرِ وَكِتَابِ مَسْطُورٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① سواری پر طواف کرنا رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت نہ تھی بلکہ ہر صاحب عذر کو اس کی رخصت حاصل ہے۔ ② طواف میں عورتوں کو حتی الامکان اختلاط سے بچنا چاہیے۔ ③ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں شریک ہونا واجب نہیں ہے۔

(المعجم ۴۹) - باب الْأَضْطِبَاعِ فِي الطَّوْافِ (التحفة ۵۰)



۱۸۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۱۸۸۳- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ يَعْلَى، عَنْ يَعْلَى قَالَ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ اور چادر سبز رنگ کی تھی۔ مُضْطَبَعًا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① احرام کے لیے ضروری نہیں ہے کہ چادر سفید ہی ہو۔ دوسرے رنگ کے کپڑے میں بھی جائز ہے۔ صرف زرد رنگ ناپسندیدہ ہے جب کہ سفید افضل اور مستحب ہے۔ ② طواف شروع کرتے ہوئے اپنی اوپر کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینا ”اضطباع“ کہلاتا ہے۔ یہ عمل صرف طواف قدوم میں ثابت ہے جس میں رمل کیا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ ”اضطباع“ صرف طواف قدوم میں کرنا ہے اس کی مشروعیت کا مقصود رمل کی طرح قوت کا اظہار تھا۔ اس کے بعد نماز اور دیگر اعمال میں ”اضطباع“ نہیں کیا جاتا۔

❖ باب جواز الطواف على بغير وغيره... الخ، ح: ۱۲۷۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۷۱، ۳۷۰.

۱۸۸۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء أن النبي ﷺ طاف مضطبعًا، ح: ۸۵۹، وابن ماجه، ح: ۲۹۵۴ من حديث سفیان عن ابن جريج عن عبد الحميد بن جبیر بن شعبة عن صفوان بن یعلیٰ به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي * ابن جريج وسفيان الثوري مدلسان وعنعنا.

۱۸۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى :

۱۸۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوا مِنَ الْجِعْرَانَةِ فَرَمَلُوا بِالْبَيْتِ وَجَعَلُوا أَرْدِيَّتَهُمْ تَحْتَ أَبَاطِهِمْ قَدْ قَذَفُوهَا عَلَى عَوَائِقِهِمُ الْيُسْرَى .

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مقام جعرانہ سے (احرام باندھ کر) عمرہ کیا تو بیت اللہ میں انہوں نے رمل کیا اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے سے بائیں کندھوں پر ڈال لیا۔

🌞 فائدہ: جعرانہ ایک مقام کا نام ہے۔ اس کو کئی طرح پڑھا گیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جیم اور عین دونوں مکسور جب کہ رآمد و مفتوح ہے۔ یہ طائف کی جانب سے میقاتِ احرام ہے۔ نبی ﷺ کا یہ عمرہ غزوہ حنین و طائف کے بعد ماہ ذوالقعدہ سن آٹھ ہجری میں ہوا تھا۔

(المعجم ۵۰) - بَابُ فِي الرَّمْلِ
(التحفة ۵۱)

باب: ۵۰- طواف میں رمل کا بیان

۱۸۸۵- حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں

۱۸۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ

نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں رمل کیا تھا اور یہ کہ یہ سنت ہے۔ تو وہ بولے کہ انہوں نے سچ کہا ہے اور کچھ غلط۔ میں نے کہا: (کیا مطلب) کیا سچ کہا اور کیا غلط؟ فرمایا: یہ تو سچ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا تھا مگر سنت کہنا غلط ہے۔ درحقیقت قریش نے حدیبیہ کے زمانے میں کہا تھا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کو چھوڑ دو حتیٰ کہ وہ خود ہی جانوروں کی موت مرجائیں

إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْعَنْبَرِيُّ عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَأَنَّ ذَلِكَ سُنَّةٌ؟ قَالَ: صَدَقُوا وَكَذَّبُوا. قُلْتُ: وَمَا صَدَقُوا، وَمَا كَذَّبُوا؟ قَالَ: صَدَقُوا، قَدْ رَمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَكَذَّبُوا لَيْسَ بِسُنَّةٍ، إِنَّ قُرَيْشًا قَالَتْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ: دَعُوا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ

۱۸۸۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/۳۷۱، ۳۰۶ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ۱۱۱۳، وانظر، ح: ۱۸۹۰.

۱۸۸۵- تخریج: [صحیح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ۲۱/۳۳۱، ۳۳۲ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ۱۲۶۴ بسند آخر عن أبي الطفيل به* قوله ليس بسنة، أي ليس بسنة واجبة لازمة، لا تصح الحج إلا بها.

گے۔ (جیسے اونٹوں کی ناکوں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور پھر وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔) پھر جب انہوں نے آپ سے صلح کر لی کہ یہ لوگ اگلے سال آئیں اور مکہ میں تین دن ٹھہریں چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مشرکین کو قحیقعان کی جانب (سے دیکھ رہے) تھے۔ تب آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ”بیت اللہ کے گرد تین چکر مل کرو۔“ (یعنی کندھے ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ دوڑو) اور یہ کوئی سنت نہیں ہے۔ میں نے کہا: آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کی سعی اونٹ پر سوار ہو کر کی تھی اور یہ بھی سنت ہے۔ تو وہ بولے: انہوں نے سچ کہا ہے اور کچھ غلط۔ میں نے کہا: کیا سچ ہے اور کیا غلط؟ فرمایا: سچ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کی سعی اونٹ پر کی تھی مگر یہ سنت ہو غلط ہے۔ (دراصل) لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے دُور نہ کیا جاتا تھا اور نہ ہٹایا جاتا تھا (جب کہ وہ آپ پر ہجوم کیے ہوئے تھے) تو آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر سعی کی تاکہ وہ آپ کی بات سن سکیں آپ کو دیکھ سکیں اور ان کے ہاتھ آپ تک نہ پہنچ پائیں۔



🌞 فوائد و مسائل: ① طواف قدوم میں پہلے تین چکروں میں کندھے ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ دوڑنا ”رَمَلَ“ کہلاتا ہے۔ اور یہ ثابت شدہ سنت ہے۔ طواف قدوم کے بعد کسی اور طواف میں یہ عمل ثابت نہیں نیز عورتوں کے لیے رَمَلَ نہیں ہے۔ ② ”رَمَلَ“ مشروع ہونے کی اصل بنا یہی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں بیان ہوئی ہے۔ مگر یہ کہنا کہ ”یہ سنت نہیں ہے“ محل نظر ہے۔ یہ ان کا اپنا خیال ہے۔ اور شاید اس سے ان کی مراد ”سنت واجبہ“ کی نفی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ عمل مسنون و مستحب ہے۔ اگر کسی سے یہ رہ جائے تو آخر کے چار چکروں میں اس کا تدارک کرنا جائز نہیں ہے۔ (نیل الاوطار) اگر یہ عمل وقتی ہوتا تو بعد کے عمروں اور حجۃ الوداع میں اس پر عمل نہ کیا جاتا۔ عمرہ قفاس سات ہجری میں ہوا ہے جس میں رَمَلَ کی ابتدا ہوئی تھی۔ پھر سن ۸ ہجری میں عمرہ ہجرانہ میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رَمَلَ کیا اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جو اوپر گزری ہے۔ (حدیث ۱۸۸۳) بعد

ازاں دس ہجری میں حجۃ الوداع میں بھی یہ عمل ثابت ہے۔ اور ”سواری پر سوار ہو کر طواف وسی“ بلاشبہ عذر رہی پر مبنی ہے۔ کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چسے ہوئے تھے، ذور نہ ہوتے تھے اور ان کو زور سے دور کرنا اور ہٹانا نبی ﷺ کو پسند نہ تھا تو آپ سوار ہو گئے تاکہ آپ انہیں مناسک حج کی تعلیم دے سکیں، مسائل سمجھا سکیں اور لوگ بھی آپ کے عمل کا مشاہدہ کر سکیں۔

۱۸۸۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول

اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے جبکہ ان لوگوں کو یثرب (مدینہ کا سابقہ نام) کے بخار نے کمزور کر دیا تھا تو مشرکین نے کہا: تمہارے پاس ایک ایسی قوم آرہی ہے جسے بخار نے نڈھال کر دیا ہے اور انہیں اس سے بڑی اذیت پہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس بات سے جو انہوں نے کہی اپنے نبی ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ پس آپ نے انہیں حکم دیا کہ تین چکروں میں رمل کریں اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلیں۔ سو جب انہوں نے ان لوگوں کو رمل کرتے دیکھا (کہ بڑی پھرتی سے طواف کر رہے ہیں) تو کہنے لگے: انہی لوگوں کے بارے میں تم کہتے ہو کہ ان کو بخار نے کمزور کر دیا ہے، یہ تو ہم سے زیادہ طاقت ور ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آپ ﷺ نے صحابہ پر شفقت فرماتے ہوئے طواف کے سب چکروں میں رمل کا حکم نہیں دیا تھا۔

۱۸۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدُمُ عَلَيْكُمْ قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمْ الْحُمَّى، وَلَقُوا مِنْهَا شَرًّا، فَأُطْلِعَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ عَلَى مَا قَالُوا، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ، وَأَنْ يَمْشُوا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، فَلَمَّا رَأَوْهُمْ رَمَلُوا قَالُوا: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ ذَكَرْتُمْ أَنَّ الْحُمَّى قَدْ وَهَنَتْهُمْ، هَؤُلَاءِ أَجْلَدُ مِنَّا.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءَ عَلَيْهِمْ.

فائدہ: کفر و کفار کو زیر رکھنے اور ان پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ قائم رکھنے کے لیے مختلف مناسب مواقع پر اپنے شباب و قوت کا اظہار و مظاہرہ کرنا شرعاً مطلوب ہے۔

۱۸۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب: كيف كان بدء الرمل؟، ح: ۱۶۰۲، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف... الخ، ح: ۱۲۶۶ من حديث حماد بن زيد به.

۱۸۸۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: جناب اسلم عدوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے: آج یہ کندھے ہلا ہلا کر دوڑنا اور ان کا ننگا کرنا کیوں ہے؟ (اس کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوی اور مضبوط بنا دیا ہے اور کفر و کفار کو یہاں سے نکال باہر کیا ہے۔ اس کے باوجود ہم یہ عمل نہیں چھوڑ سکتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کیا کرتے تھے۔

نَفَعْلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے جناب امیر المومنین خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت اور سنت رسول ﷺ کے ساتھ والہانہ لگاؤ اور عقیدت ثابت ہوتی ہے۔ وَلِلَّهِ ذُرُّهُ. ② بعض اعمال شرعیہ کی اصل بنا خواہ کوئی وقتی اسباب ہی ہوں مگر چونکہ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے اس لیے ہمیں ان کا کرنا لازم ہے خواہ اب وہ اسباب موجود ہوں یا نہ ہوں مثلاً یہی رُمل کا عمل۔ یا جمعہ کے روز کا غسل ہے کہ ابتداء محض نظافت کی بنا پر مشروع کیا گیا تھا لیکن اب واجب یا مستحب ہے۔



۱۸۸۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوْفُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمِي الْجِمَارُ لِاقَامَةِ ذِكْرِ اللَّهِ».

۱۸۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیت اللہ کا طواف صفا مروہ کی سعی اور حمرات کو ننگریاں مارنا یہ سب اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے ہیں۔“

۱۸۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

۱۸۸۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الرمل حول البيت، ح: ۲۹۵۲ من حديث هشام بن سعد به، وهو في مسند أحمد: ۱/ ۴۵.

۱۸۸۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء كيف ترمي الجمار؟، ح: ۹۰۲ من حديث عيسى بن يونس به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۸۲، ۲۹۷۰، والحاكم ۱/ ۴۵۹، ووافقه الذهبي.

۱۸۸۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۷۹، ۷۸/۵ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۷۰۷ من حديث يحيى بن سليم به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۹۵۳.

نبی ﷺ نے اضطباع کیا۔ (اپنی چادر کو اپنی دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیا۔) پھر (حجر اسود کا) استلام کیا اور اللہ اکبر کہا۔ پھر تین چکروں میں رمل کیا۔ صحابہ جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے اور قریش کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے تو عام رفتار سے چلنے لگتے۔ پھر جب ان کے سامنے آتے تو آہستہ آہستہ دوڑنے لگتے۔ قریش کہنے لگے: یہ تو گویا ہرن ہیں۔

الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اضْطَبَعَ فَأَسْتَلَمَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَمَلَ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ، وَكَانُوا إِذَا بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ وَتَغَيَّبُوا مِنْ قُرَيْشٍ مَشَوْا ثُمَّ يَطْلَعُونَ عَلَيْهِمْ يَرْمُلُونَ، تَقُولُ قُرَيْشٌ: كَأَنَّهُمُ الْغَزَلَانُ.

قال ابن عباس: فَكَانَتْ سُنَّةً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: (تب سے) یہ سنت

ہے۔

۱۸۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے جعرانہ سے عمرہ کیا تو انہوں نے بیت اللہ میں رمل کیا اور (آخری) چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔

۱۸۹۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوا مِنَ الْجِعْرَانَةِ فَرَمَلُوا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا وَمَشَوْا أَرْبَعًا.

۱۸۹۱- نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا۔ (یعنی پورے چکر میں) اور ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل کیا تھا۔

۱۸۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَحْصَرَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ.

🌞 فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مذکورہ بالا حدیث میں جمع اور تطبیق یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان عمرۃ القضا کے متعلق ہے جو ہجرت کے ساتویں سال فتح مکہ

۱۸۹۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسک، باب الرمل حول البيت، ح: ۲۹۵۳ من حدیث ابن خثیم به، وانظر، ح: ۱۸۸۴.

۱۸۹۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة... الخ، ح: ۱۲۶۲ عن أبي كامل به.

۱۱- کتاب المناسک طواف کے احکام ومسائل

سے قبل کیا گیا تھا۔ اس وقت رمل حجر اسود سے رکن یمانی تک کیا گیا تھا۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رمل نہیں کیا گیا تھا۔ جب کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ لہذا یہ بعد والی حدیث ابن عباس کی پہلی والی حدیث کی ناسخ ہے۔ مزید برآں عمرۃ القضا اور حجۃ الوداع کے موقع پر کیے جانے والے دونوں رمل میں ایک بہت بڑا اور بنیادی فرق ہے۔ وہ یہ کہ عمرۃ القضا میں صرف مشرکین کو دکھانے اور اپنے آپ کو ان کی سوچ کے برعکس طاقتور ظاہر کرنے کے لیے رمل کیا گیا تھا۔ حالانکہ اس وقت مسلمان جسمانی طور پر کمزور تھے۔ جب کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اس موقع پر مشرکین کو کچھ دکھانا مقصود تھا نہ اپنی طاقت کا اظہار ہی بلکہ اس وقت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہوئے رمل کیا گیا تھا۔ اس لیے حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک یعنی پورے چکر میں رمل کیا گیا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۱) - باب الدعاء في الطواف (التحفة ۵۲)

باب: ۵۱- اثنائے طواف میں دعا کا بیان

۱۸۹۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: «رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» "اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں خیر و بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی خیر و بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔" [البقرة: ۲۰۱]۔

☀ فائدہ: طواف میں رسول اللہ ﷺ سے یہی دعا صحیح ثابت ہے۔ علاوہ ازیں جو چاہے دعا کر سکتا ہے مگر ہر چکر کے لیے الگ الگ مخصوص دعائیں ہیں۔

۱۸۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۱۸۹۲- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۱۱/۳، والنسائي في الكبرى، ح: ۳۹۴۳ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۷۲۱، وابن حبان، ح: ۱۰۰۱، والحاكم على شرط مسلم: ۱/۴۵۵، ووافقه الذهبي.

۱۸۹۳- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة قبل أن يرجع إلى بيته... الخ، ح: ۱۶۱۶، ومسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة... الخ، ح: ۱۲۶۱ من حديث موسى بن عقبة به.

۱۰- کتاب المناسک طواف کے احکام و مسائل

عن مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدُمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعًا ثُمَّ يَصَلِّي سَجْدَتَيْنِ.

رسول اللہ ﷺ حج اور عمرہ میں (مکہ میں) آتے ہی جو پہلا طواف (طواف قدوم) کرتے تو اس کے تین چکروں میں (آہستہ آہستہ) دوڑتے اور چار میں عام رفتار سے چلتے، پھر دو رکعتیں ادا کرتے۔

(المعجم ۵۲) - باب الطَّوَّافِ بَعْدَ الْعَصْرِ (التحفة ۵۳)

باب: ۵۲- عصر کے بعد طواف

۱۸۹۴- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَالْفَضْلُ ابْنُ يَعْقُوبَ وَهَذَا لَفْظُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاةَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا يَطُوفُ بِهَذَا الْبَيْتِ وَيَصَلِّي أَيْ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ».

۱۸۹۴- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”کسی کو منع مت کرو جس وقت بھی کوئی اس گھر کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے (تو پڑھنے دو۔) دن ہو یا رات، خواہ کوئی وقت ہو۔“

قَالَ الْفَضْلُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا».

فضل بن یعقوب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خطاب کرتے ہوئے فرمایا) ”اے بنی عبد مناف! کسی کو منع مت کرو۔“

🌞 فائدہ: چونکہ صحیح احادیث میں ایک عام حکم وارد ہے کہ نماز فجر کے بعد نماز نہیں حتیٰ کہ سورج خوب اچھی طرح واضح ہو جائے اور عصر کے بعد نماز نہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، حدیث: ۵۸۲) و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۸۲۷) اس لیے یہ فرمان اس کا تخصیص ہے کہ بیت اللہ میں عصر کے بعد اور اسی طرح فجر کے بعد طواف جائز ہے چنانچہ اس کے بعد ان ممنوعہ اوقات میں طواف کی رکعتیں بھی جائز ہوں گی۔

(المعجم ۵۳) - باب طَوَّافِ الْقَارِنِ (التحفة ۵۴)

باب: ۵۳- قارن کا طواف

۱۸۹۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلوة بعد العصر ... الخ، ح: ۸۶۸، والنسائي، ح: ۲۹۲۷، وابن ماجه، ح: ۱۲۵۴ من حديث سفیان به * وأبو الزبير صرح بالسماع عند النسائي، ح: ۵۸۶، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۴۴۸/۱، ووافقه الذهبي.

۱۸۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۱۸۹۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ نے صفا اور مروہ کے

أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ

ماہین ایک ہی بار سعی کی تھی۔ یعنی پہلی بار طواف قدم یا

يَقُولُ: لَمْ يَطْفِ النَّبِيُّ ﷺ، وَلَا أَصْحَابُهُ

طواف عمرہ کے ساتھ۔

بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا،

طَوَافَهُ الْأَوَّلَ.

🌞 فائدہ: ”قارن“، یعنی وہ شخص جس نے عمرے اور حج کا کٹھے احرام باندھا ہو۔

۱۸۹۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۱۸۹۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اصحاب

مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

رسول اللہ ﷺ جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے جمرہ کو

عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ

کنکریاں مارنے کے بعد ہی طواف کیا تھا۔

اللَّهِ ﷺ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ لَمْ يَطُوفُوا حَتَّى

رَمَوْا الْجَمْرَةَ.

🌞 فائدہ: یہ روایت گزشتہ حدیث (۱۷۸۱) کا ایک حصہ ہے۔ اور اس سے مراد بیت اللہ کا طواف ہے جو ”قرآن“

والوں نے کیا تھا۔

۱۸۹۷- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۱۸۹۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

الْمُؤَدِّنُ: أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ،

ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ”تیرا بیت اللہ کا طواف اور صفا

عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ

مروہ کی سعی تیرے حج اور عمرے (دونوں) کو کافی ہے۔“

عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: «طَوَّافُكَ

بِالنَّيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ يَكْفِيكَ

لِحَجَّتِكَ وَعُمْرَتِكَ».

۱۸۹۵- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقرآن... الخ،

ح: ۱۲۱۵ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ۳/۳۱۷.

۱۸۹۶- تخریج: [صحيح] تقدم، ح: ۱۷۸۱، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۴۱۷۲ عن قتيبة به، وهو في

الموطأ (رواية أبي مصعب): ۱۳۰۳.

۱۸۹۷- تخریج: [صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۲۲۳/۱۵ من حديث أبي داود به، وهو في كتاب الأم

للشافعي: ۱۳۴/۲، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ۱۲۱۱.



قال الشافعي: كَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ: عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ وَرُبَّمَا قَالَ: عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ سفیان (بن عیینہ) کبھی سند یوں بیان کرتے: [عن عطاء عن عائشة] اور کبھی یوں کہتے: [عن عطاء ان النبي ﷺ قال لعائشة رضی اللہ عنہا]

🌞 فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شروع میں عمرے کا احرام باندھا تھا مگر حیض کے عارضے کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے عمرے کو چھوڑ کر اب حج کی نیت کر لو اور حج کے اعمال ادا کر لو اس طرح وہ تارن ہو گئیں اور پھر انہوں نے دسویں ذوالحجہ کو جو طواف افاضہ (زیارہ) اور سعی کی اسے ہی نبی ﷺ نے عمرے اور حج دونوں کے لیے کافی قرار دے دیا۔

(المعجم ۵۴) - باب الملتزم (التحفة ۵۵)

باب ۵۴- ملتزم کا بیان

۱۸۹۸- حضرت عبدالرحمن بن صفوان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو میں نے کہا: میں اپنے کپڑے ضرور پہنوں گا، میرا گھر راستے ہی پر تھا اور بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے کرتے ہیں۔ چنانچہ میں چلا اور نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کعبہ کے اندر سے نکل چکے تھے اور دروازے سے حطیم تک بیت اللہ کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے رخسار کعبے کے ساتھ لگائے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان میں تھے۔

۱۸۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَفْوَانَ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ قُلْتُ لَأَلْبَسَنَّ ثِيَابِي وَكَانَتْ دَارِي عَلَى الطَّرِيقِ فَلَا نَظْرَنَ كَيْفَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ طَلَقْتُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، قَدْ خَرَجَ مِنَ الْكَعْبَةِ هُوَ وَأَصْحَابُهُ قَدْ اسْتَلَمُوا الْبَيْتَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الْحَطِيمِ وَقَدْ وَضَعُوا خُدُودَهُمْ عَلَى الْبَيْتِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَطُهُمْ.

🌞 فائدہ: بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان بیت اللہ کی دیوار سے چمٹنے کی جگہ کو "ملتزم" کہتے ہیں۔

۱۸۹۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۱/۳، وابن خزيمة، ح: ۳۰۱۷ من حديث جرير بن عبد الحميد به * يزيد بن أبي زياد ضعيف، تقدم مراراً، ح: ۱۴۷۴.

۱۸۹۹- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ساتھ طواف کیا۔ جب ہم کعبہ کے پیچھے کی جانب آئے تو میں نے کہا: کیا آپ تعوذ نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں دوزخ سے۔ پھر چلتے آئے حتیٰ کہ حجر اسود کا استلام کیا اور حجر اسود اور دروازے کے درمیان رک گئے پھر اپنا سینہ اور چہرہ اس پر رکھا اپنی کلائیوں اور ہاتھوں کو اس طرح کیا اور انہیں خوب پھیلایا۔ (یعنی پھیلا کر دکھایا۔) پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

۱۸۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: طُفْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ فَلَمَّا جِئْنَا دُبُرَ الْكَعْبَةِ قُلْتُ: أَلَا تَتَعَوَّذُ؟ قَالَ: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَأَقَامَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، فَوَضَعَ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ وَذِرَاعِيَهُ وَكَفَيْهِ هَكَذَا وَبَسَطَهُمَا بَسْطًا ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْعَلُهُ.



🌞 توضیح: یہ سند ضعیف ہے مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عروہ بن زبیر اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے عمل سے صحیح ثابت ہے۔ اس طرح یہ روایت درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔ (مناسک الحج والعمرة ص: ۳۲ از علامہ البانی رحمہ اللہ)

۱۹۰۰- جناب محمد بن عبد اللہ بن سائب اپنے والد (عبد اللہ بن سائب) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر چلتے تھے (جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے) اور انہیں تیسرے کونے کے پاس کھڑا کر دیتے تھے جو کہ حجر اسود کے ساتھ دروازہ کعبہ کے پاس ہے تو حضرت ابن عباس اسے کہتے: ”کیا خبر دی گئی ہے تمہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہاں نماز پڑھا کرتے تھے؟“ تو وہ کہتے کہ ہاں! پھر وہ کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے۔

۱۹۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُودُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَيَقِيمُهُ عِنْدَ الشَّقَةِ الثَّلَاثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الْحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ، فَيَقُولُ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَتَيْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي

۱۸۹۹- تخریج: [ضعیف] أخرجه ابن ماجه، المناسک، باب الملتزم، ح: ۲۹۶۲ من حديث المثنى بن الصباح به، وهو متروك الحديث كما قال النسائي وغيره، وتابعه ابن جريج عند البيهقي: ۹۲، ۹۳، وهو لم يسمعه من عمرو بن شعيب.

۱۹۰۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۳۹۰۱، وأحمد: ۴۱۰/۳ عن يحيى القطان به * محمد بن عبد الله بن السائب مجهول (تقريب).

هَهُنَا؟، فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُومُ فَيَصَلِّي.

🌞 ملحوظہ: سند اس روایت کی بھی ضعیف ہے مگر دیگر روایات کی روشنی میں صحابہ سے یہ عمل ثابت ہے اور صحیح ہے۔

(المعجم ۵۵) - باب أمر الصفا والمروة (التحفة ۵۶)

باب: ۵۵- صفا اور مروہ کا بیان

🌞 فائدہ: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿البقرہ: ۱۵۸﴾ ”بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ (کے دین) کی نشانیوں میں سے ہیں۔ سو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔ اور جو کوئی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدر دان ہے، خوب جاننے والا ہے۔“ اس آیت کریمہ کو اس کا پس منظر (شان نزول) جانے بغیر پڑھا سنا جائے تو بظاہر سمجھا جاتا ہے کہ صفا اور مروہ کی سعی ایک عام سامستب عمل ہے، کوئی لازمی اور واجب نہیں حالانکہ یہ واجب ہے۔ جناب عروہ رحمہ اللہ نے اپنے اس اشکال کا اظہار اپنی خالہ ام المومنین ام عبد اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کیا تو انہوں نے اس کے پس منظر (شان نزول) کی روشنی میں انہیں سمجھایا کہ یہ آیت صفا اور مروہ کی سعی کے واجب یا غیر واجب ہونے کے بیان میں نہیں بلکہ انصار کے ایک قدیم شیعہ کا جواب ہے جو ان کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ سعی سے گریزاں تھے۔ صفا و مروہ کی سعی اعمال حج و عمرہ کا کرکے ہے اور رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا: [لَتَأْخُذُوا مِنَّا سِگْگُمْ] (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۹۷ وسنن ابی داود، المناسک، حدیث: ۱۹۷۰) ”(مجھ سے) اپنی عبادت حج کا طریقہ سیکھ لو۔“ صحیح مسلم میں ہے: [مَا أَمَّ اللَّهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ] (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۷۷) ”اللہ اس کا حج اور عمرہ پورا نہ کرے جو صفا و مروہ کی سعی نہیں کرتا۔“ (تفصیل کیلئے: نیل الاوطار، باب السعی بین الصفا والمروة: ۵۸/۵)

۱۹۰۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُسَرِّحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ

۱۹۰۱- جناب عروہ (بن زبیر) کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور میں ان دونوں نوعمر تھا: فرمائیے اللہ تعالیٰ کے فرمان: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ان کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی حرج

۱۹۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، العمرة، باب: يفعل بالعمرة ما يفعل بالحج، ح: ۱۷۹۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۷۳/۱، ورواه مسلم، ح: ۱۲۷۷ من حديث هشام بن عروة به بألفاظ أخرى نحو المعلى.

نہیں! عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہرگز نہیں! اگر بات ایسے ہوتی جیسے تم کہہ رہے ہو تو آیت کریمہ یوں ہوتی: [فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا] ”اگر وہ ان کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“ دراصل یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ یہ لوگ منات (بت) کے قصد سے احرام باندھا کرتے تھے اور یہ بت مقام قُذَیْد کے بالمقابل نصب تھا۔ اور پھر یہ لوگ صفا و مروہ کی سعی میں حرج سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾۔

السَّنُّ: أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ۱۵۸]؟ فَمَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا إِلَّا يَطَّوَّفُ بِهِمَا. قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَلَّا لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا. إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهْلُونَ لِمَنَاةَ، وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذَوَ قُذَيْدٍ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَتَطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾۔



☀ فائدہ: قرآن مجید کو محض لغت کی بنیاد پر سمجھنے کی کوشش کرنا اور احادیث صحیحہ سے اعراض کرنا بہت بڑی جہالت ہے۔ قرآن مجید کا وہی فہم معتبر ہے اور اسلام کی حقیقی تعبیر وہی ہے جو سلف صالحین (صحابہ کرام) نے کی ہے۔ ”شان نزول“ جو صحیح احادیث و اسانید سے ثابت ہیں ان سے استفادہ کرنا بھی از حد ضروری ہے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت فرمائی۔

۱۹۰۲- حضرت عبد اللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور آپ کے ساتھ وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ کو لوگوں سے بچایا ہوا تھا۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

۱۹۰۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اِعْتَمَرَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رُكْعَتَيْنِ وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَقِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ: أَدْخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكُعْبَةَ؟ قَالَ: لَا.

۱۹۰۲- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب من لم يدخل الكعبة، ح: ۱۶۰۰ عن مسدد، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره... الخ، ح: ۱۳۳۲ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

۱۱- کتاب المناسک حج نبوی ﷺ کا بیان

☀ فائدہ: یہ سن سات ہجری عمرہ قضا کا واقعہ ہے اور آپ اس بار کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے۔

۱۹۰۳- حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُثَنِّصِ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى بِهَذَا الْحَدِيثِ زَادَ: ثُمَّ أَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَسَعَى بَيْنَهُمَا سَبْعًا ثُمَّ حَلَقَ رَأْسَهُ.

۱۹۰۳- اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے یہ حدیث سنی۔ اور یہ مزید کہا: پھر آپ صفا مروہ کی طرف آئے اور ان کے درمیان سات چکر لگائے پھر اپنا سر منڈایا۔

☀ ملاحظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ”سر منڈانے“ کا بیان صحیح نہیں اس عمرے میں آپ کا بال کتر وانا ثابت ہے۔

۱۹۰۴- حَدَّثَنَا الثُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمَهَانَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! إِنِّي أَرَاكَ تَمْشِي وَالنَّاسُ يَسْعَوْنَ؟ قَالَ: إِنَّ أَمْشِي فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي وَإِنْ أَسْعَى فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْعَى وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

۱۹۰۴- کثیر بن جہان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے صفا اور مروہ کے درمیان پوچھا: اے ابو عبدالرحمن! میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ چل رہے ہیں جبکہ لوگ دوڑ رہے ہیں۔ (کیوں؟) انہوں نے کہا: اگر میں چلوں تو بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور اگر میں دوڑوں تو میں نے آپ کو دوڑتے ہوئے دیکھا ہے اور میں (اب) بوڑھا ہو گیا ہوں۔

☀ فائدہ: یعنی صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا (دوڑنا) چاہیے۔ لیکن اگر کوئی بیماری یا شدید بڑھاپے کی وجہ سے دوڑ نہ سکتا تو اس کے لیے چلنا بھی کفایت کر جائے گا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۶) - باب صِفَةِ حَجَّةِ النَّبِيِّ
باب: ۵۶- نبی ﷺ کے حج کا بیان
(التحفة ۵۷)

۱۹۰۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰۲/۵ من حديث أبي داود به * شريك القاضي عن عن.

۱۹۰۴- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في السعي بين الصفا والمروة، ح: ۸۶۴، والنسائي، ح: ۲۹۷۹، وابن ماجه، ح: ۲۹۸۸ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۱۹۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
التُّفَيْلِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَشَامُ بْنُ
عَمَّارٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
الدَّمَشَقِيُّانِ، وَرَبَّمَا زَادَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ
الْكَلِمَةَ وَالشَّيْءَ قَالُوا: أَخْبَرَنَا حَاتِمُ بْنُ
إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَلَمَّا
انْتَهَيْنَا إِلَيْهِ سَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ؟ حَتَّى انْتَهَى
إِلَيَّ فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ
فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى رَأْسِي، فَتَزَعَّ زِرِّي
الْأَعْلَى ثُمَّ تَزَعَّ زِرِّي الْأَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ
بَيْنَ ثَدْيَيْ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ.
فَقَالَ: مَرَحَبًا بِكَ وَأَهْلًا يَا ابْنَ أَخِي! سَلْ
عَمَّا شِئْتَ، فَسَأَلْتُهُ، وَهُوَ أَعْمَى، وَجَاءَ
وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا
يَعْنِي ثَوْبًا مُلْتَفَّقًا، كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبِهِ
رَجَعَ طَرَفَهَا إِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا، فَصَلَّى بِنَا
وَرَدَاؤُهُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى الْمَشْجَبِ، فَقُلْتُ:
أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ
بِيَدِهِ فَقَعَدَ تَسْعًا، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أُذِّنَ فِي
النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
حَاجٌّ، فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ
يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتِمَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَعْمَلَ



۱۹۰۵- حضرت جعفر (صادق) بن محمد (بن علی بن
حسین رضی اللہ عنہما) اپنے والد (محمد) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ جب ہم
آپ کے پاس پہنچے تو انہوں نے سب لوگوں سے پوچھا
(شائسی حاصل کی) حتیٰ کہ میری باری آئی تو میں نے
بتایا کہ میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔ تو انہوں نے اپنا
ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا پھر میرا اوپر والا ٹہن کھولا
پھر نیچے والا کھولا پھر اپنا ہاتھ میری چھاتیوں کے درمیان
رکھا، اور میں ان دنوں جوان لڑکا تھا۔ انہوں نے کہا:
خوش آمدید کہتے ہیں! اپنے ہی گھر میں آئے ہو! (۱) جو
چاہتا ہے پوچھ لو چنانچہ میں نے ان سے پوچھا (۲) جبکہ
وہ نابینا ہو چکے تھے۔ اور نماز کا وقت ہو گیا تو وہ اپنے
اسی چھوٹے سے کپڑے ہی کو پلیٹ کر کھڑے ہو گئے۔
اسے دہرا کر کے سیا گیا تھا۔ کپڑا اس قدر چھوٹا تھا کہ
اسے جب بھی کندھے پر رکھتے اس کے کنارے گر
پڑتے تھے انہوں نے ہم کو نماز پڑھائی حالانکہ آپ
کی بڑی چادر آپ کے پہلو میں کھوئی پر لگی ہوئی تھی۔
(۳) میں نے کہا: آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج کے
بارے میں بیان فرمائیں تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے
نو (۹) کی گرہ بنائی پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نو سال تک
رکے رہے اور حج نہیں کیا پھر دسویں سال لوگوں میں
اعلان کیا کہ اللہ کے رسول حج کے لیے جانے والے ہیں
چنانچہ مدینہ میں بہت زیادہ لوگ آ گئے۔ (۴) ہر ایک
اللہ کے رسول کی اقتدا اور آپ کے عمل کی پیروی کرنا

چاہتا تھا۔ (۵) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے حتیٰ کہ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچ گئے۔ یہاں اسماء بنت عمیس (زوجہ ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ”غسل کرو، کپڑے کا لنگوٹ باندھو اور احرام کی نیت کر لو۔“ (۶) پھر رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی، پھر (اپنی اونٹنی) قصواء (۷) پر سوار ہو گئے۔ حتیٰ کہ وہ آپ کو لے کر بیداء (میدان) کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جابر بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا تاحد نگاہ آپ کے سامنے دائیں بائیں اور پیچھے لوگ ہی لوگ تھے۔ کچھ سوار اور کچھ پیدل۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تھے آپ پر قرآن اتر رہا تھا اور آپ اس کا معنی و مفہوم اور طریقہ عمل بھی خوب جانتے تھے چنانچہ جو آپ نے کیا ہم نے بھی ویسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کلمہ توحید پکارا: [لَبَّيْكَ! اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَهْلَ النَّاسِ بِهَذَا الَّذِي يُهْلُونَ بِهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا مِنْهُ، وَلَزِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَلْبِيَّتَهُ. قَالَ جَابِرٌ: لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ، لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ، حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ۱۲۵] فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

بِمَثَلِ عَمَلِهِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَقَالَ: «اغْتَسِلِي وَاسْتَذْفِرِي بَثْوِبَ وَاحْرِمِي»، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ. قَالَ جَابِرٌ: نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذَلِكَ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ، فَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ، فَأَهْلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالتَّوْحِيدِ: «لَبَّيْكَ! اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ». وَأَهْلَ النَّاسِ بِهَذَا الَّذِي يُهْلُونَ بِهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا مِنْهُ، وَلَزِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَلْبِيَّتَهُ. قَالَ جَابِرٌ: لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ، لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ، حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ۱۲۵] فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

حجر اسود کا استلام کیا (۹) تو تین چکروں میں رمل کیا۔
 (آہستہ آہستہ دوڑے۔) (۱۰) اور چار میں عام رفتار
 سے چلے۔ پھر آپ مقام ابراہیم کی طرف آگے بڑھ
 گئے اور یہ آیت پڑھی ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ
 مُصَلًّی﴾ ”اور مقام ابراہیم کو اپنی جائے نماز بنا لو۔“
 آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان
 کیا (اور دو رکعتیں پڑھیں)۔ (۱۱) جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
 کہ میرے والد کہا کرتے تھے: جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ ہی
 سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو رکعتوں میں
 ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يَٰ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾
 پڑھی۔ اس کے بعد آپ کعبہ کی طرف لوٹے اور حجر اسود
 کا بوسہ لیا۔ (۱۲) پھر باب صفا سے صفا پہاڑی کی طرف
 تشریف لے گئے۔ پس جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ
 آیت پڑھی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾
 ”صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔“ (اور یہ
 بھی کہا) ﴿نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ﴾ ”ہم اس سے ابتدا
 کرتے ہیں جس کا ذکر اللہ عزوجل نے پہلے فرمایا ہے۔“
 چنانچہ آپ نے صفا سے ابتدا فرمائی اور اس پر چڑھ گئے
 حتیٰ کہ بیت اللہ نظر آنے لگا تو اللہ کی تکبیر و توحید بیان
 فرمائی اور کہا: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ،
 لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ
 وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ﴾
 ”ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود حقیقی نہیں۔ وہ اکیلا ہے
 اس کا کوئی سا جھی نہیں، سلطنت اس کی ہے تعریف کا

النَّبِیِّ. قَالَ: فَكَانَ أَبِي يَقُولُ: قَالَ ابْنُ
 نُفَيْلٍ وَعُثْمَانُ: وَلَا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ
 النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ سُلَيْمَانُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا
 قَالَ: [كَانَ] رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي
 الرَّكْعَتَيْنِ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَيَقُولُ يَٰ أَيُّهَا
 الْكَافِرُونَ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِیِّ فَاسْتَلَمَ
 الرُّكْنَ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا،
 فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا
 وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ۱۵۸] نَبْدَأُ
 بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ» فَبَدَأَ بِالصَّفَا، فَرَفَعِي عَلَيْهِ،
 حَتَّى رَأَى النَّبِیِّ فَكَبَّرَ اللَّهُ وَوَحْدَهُ وَقَالَ:
 «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ
 الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى
 كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ،
 أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ
 الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ». ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ وَقَالَ
 مِثْلَ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ
 حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ رَمَلَ فِي بَطْنِ
 الْوَادِي، حَتَّى إِذَا صَعِدَ مَشَى، حَتَّى أَتَى
 الْمَرْوَةَ، فَصَنَعَ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ مَا صَنَعَ
 عَلَى الصَّفَا، حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ الطَّوَافِ
 عَلَى الْمَرْوَةِ قَالَ: «إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ
 أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسْقِ الْهَدْيَ
 وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ
 هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً» فَحَلَّ

حق دار وہی ہے۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود حقیقی نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے ہی نے پسپا کر دیا۔“ پھر اس کے بعد دعا فرمائی۔ اور اس طرح تین بار (مذکورہ کلمات) کہے اور (ان کے درمیان میں) دعائیں کیں۔ (۱۳) پھر آپ مروہ کی جانب اتر آئے۔ جب آپ کے قدم وادی کے درمیان میں ٹک گئے تو آپ نے اس کے دامن میں دوڑ لگائی۔ (۱۴) حتیٰ کہ جب چڑھائی آئی تو چلنے لگے حتیٰ کہ مروہ پر پہنچ گئے۔ آپ نے مروہ پر بھی اسی طرح کیا جیسے کہ صفا پر کیا تھا۔ (وہی کلمات تین تین بار پڑھے اور ان کے درمیان میں دعائیں کیں۔) جب آپ کا آخری چکر مروہ پر ختم ہوا تو فرمایا: ”اگر مجھے اپنے معاملے کا پہلے علم ہوتا جو بعد میں ہوا تو میں قربانی ساتھ لے کر نہ چلتا اور میں اپنے اس طواف کو عمرہ بنا لیتا۔ پس تم لوگوں میں سے جس جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے اور اپنے اس طواف کو عمرہ بنا لے۔“ (۱۵) چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے اپنے بال کتر والیے۔ (۱۶) سوائے نبی ﷺ اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانیاں تھیں۔ حضرت سراقہ (بن مالک) بن جشمؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! (ہمارا یہ عمرہ) اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری کے اندر داخل کر کے (اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ”عمرہ حج کے اندر اس طرح داخل ہو گیا

النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّروا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَقَامَ سَرَاقَةُ بْنُ جُعْشَمٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَيْعَامِنَا هَذَا أَمْ لِيْلَ أَبَدٍ؟ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصَابِعُهُ فِي الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ: «دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ» هَكَذَا مَرَّتَيْنِ، «لَا بَلَّ لَأَبَدٍ أَبَدٍ، لَا بَلَّ لَأَبَدٍ أَبَدٍ». قَالَ: وَقَدِمَ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ يُدْنِي النَّبِيَّ ﷺ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاتَّحَتَحَلَّتْ، فَأَنْكَرَ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَلِكَ عَلَيْهَا وَقَالَ: مَنْ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَتْ: أَبِي. قَالَ: وَكَانَ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ: دَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُحَرَّشًا عَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي الْأَمْرِ الَّذِي صَنَعْتُهُ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الَّذِي ذَكَرْتُ عَنْهُ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهَذَا، فَقَالَ: «صَدَقْتُ صَدَقْتُ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟» قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَهْلٌ بِمَا أَهْلٌ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: «فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحْلِلُ». قَالَ: فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلَيَّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ مِائَةً. فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّروا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ

ہے۔“ آپ نے دو دفعہ فرمایا: ”(اس سال کے لیے) نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے۔ نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے۔“ اور بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی ﷺ کی قربانیاں لے کر آئے۔ انہوں نے (اپنی اہلیہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جو حلال ہو چکے تھے۔ اس نے رنگین کپڑے پہن لیے تھے اور سرمہ لگایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا۔ (۱۷) پوچھا کہ تمہیں ایسا کرنے کا کس نے کہا ہے؟ انہوں نے کہا: میرے ابا نے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جس زمانے میں عراق میں تھے بیان کیا کرتے تھے کہ میں فاطمہ کے اس عمل پر جو اس نے کیا تھا اور نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا تھا ناراض ہو کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے لیے گیا۔ میں نے آپ کو بتایا کہ مجھے اس (فاطمہ) کا یہ کام ناگوار گزرا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ میرے ابا نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ سچ کہتی ہے سچ کہتی ہے۔“ (۱۸) (تم اپنے متعلق بتاؤ کہ تم نے حج کی نیت کرتے وقت کیا کہا تھا؟“ کہنے لگے کہ میں نے کہا تھا: اے اللہ! میں وہی احرام باندھ رہا ہوں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میرے ساتھ تو قربانی ہے چنانچہ تم بھی حلال نہ ہو۔“ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ قربانیاں جو علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور جو خود رسول اللہ ﷺ مدینہ سے لائے تھے ان کی کل تعداد ایک سو تھی۔ چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے اور اپنے بال کتر والیے سوائے نبی ﷺ اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانیاں تھیں۔ پھر جب

هَذِي. قَالَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَوَجَّهُوا إِلَى مَنَى أَهْلُوا بِالْحَجِّ، فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِمَنَى الظُّهَرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ، ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقَبَّةِ لَهُ مِنْ شَعْرٍ فَضَرِبَتْ بِنَمْرَةٍ، فَسَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا تَشْكُ قُرَيْشٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقِفَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقَبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمْرَةٍ فَزَلَّ بِهَا حَتَّى إِذَا رَاعَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرَجَلَتْ لَهُ، فَرَكِبَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي مَوْضُوعٌ، وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُهُ دِمَاؤُنَا. دَمٌ» - قَالَ عُثْمَانُ: «دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ». وَقَالَ سُلَيْمَانُ: «دَمُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ». وَقَالَ بَعْضُ هَؤُلَاءِ: «كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هَذِيلٌ». «وَرَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ رَبَا أَضَعُ رَبَانَا رَبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ. فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ

(ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ آنی (یوم الترویہ) (۱۹) اور لوگ منیٰ کی طرف جانے لگے تو انہوں نے حج کا احرام باندھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے اور منیٰ جا کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نمازیں پڑھیں۔ (۲۰) پھر آپ تھوڑی دیر ٹھہرے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ آپ نے اپنے لیے بالوں کے بنے ہوئے خیمے کے متعلق حکم دیا اور وہ نمرہ میں لگا دیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ چلے (۲۱) اور قریش کو یقین تھا کہ نبی ﷺ مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ہی رک جائیں گے جیسے کہ وہ (قریش) اسلام سے پہلے جاہلیت میں کیا کرتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ اس سے آگے بڑھ گئے حتیٰ کہ عرفات پہنچے۔ (۲۲) آپ نے دیکھا کہ نمرہ میں خیمہ لگا ہوا ہے۔ آپ وہاں اترے (۲۳) حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کے متعلق فرمایا تو اسے تیار کر دیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے حتیٰ کہ وادی (غزہ) کے دامن میں آ گئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ (۲۴) آپ نے فرمایا ”بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے درمیان حرام ہیں جیسے کہ تمہارا یہ دن تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے۔ خبردار! جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں تلے روندے جا رہے ہیں۔ جاہلیت کے (سب) خون ختم کیے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلا خون جو میں ختم کرتا ہوں وہ ہمارا اپنا خون ہے۔“ ابن ربیعہ کا۔ (یہ امام ابو داؤد کے استاد) عثمان نے کہا: جب کہ (استاد) سلیمان نے کہا: ”ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا (خون ختم کرتا ہوں۔“ ان کے بعض نے

فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُمْ بِأَمَانَةٍ اللَّهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُمْ بِكَلِمَةِ اللَّهِ، وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يُوطِئَنَّ فُرُوشَكُمْ أَحَدًا تَكَرَّهُوهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاضْرِبُوهُمْ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرَحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنْ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللَّهِ وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟“ قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ وَأَدَيْتَ وَنَصَحْتَ، ثُمَّ قَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَابَةَ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ «اللَّهُمَّ! اشْهَدْ، اللَّهُمَّ! اشْهَدْ، اللَّهُمَّ! اشْهَدْ». ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٍ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. ثُمَّ رَكِبَ الْقُصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقُصْوَاءَ إِلَى الصَّخْرَاتِ، وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حِينَ غَابَ الْقُرْصُ، وَارْدَفَ أَسَامَةُ خَلْفَهُ، فَدَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَدْ شَقَّ لِلْقُصْوَاءِ الزَّمَامَ حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيَصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ، وَهُوَ يَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: «السَّكِينَةُ أَيُّهَا النَّاسُ! السَّكِينَةُ أَيُّهَا النَّاسُ!» كُلَّمَا أَتَى حَبْلًا مِنَ الْحَبَالِ أَرْخَى لَهَا قَلِيلًا حَتَّى تَصْعَدَ حَتَّى أَتَى

کہا: جو کہ بنی سعد میں دودھ پیتا بچہ تھا اور بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔ ”جاہلیت کے (تمام) سود ختم کیے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلا سود جو میں ختم کر رہا ہوں وہ ہمارا اپنا سود۔ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے، یہ سب ختم ہے۔ (۲۵) عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے اللہ کی امانت سے ان پر اختیار حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی عصمتوں کو حلال جانا ہے۔ اور ان عورتوں پر بھی واجب ہے کہ تمہارے حقوق کا لحاظ رکھیں۔ (اور وہ) یہ کہ تمہارے بستروں پر وہ کسی کو نہ آنے دیں، جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو۔ (تمہارے گھروں میں تمہارے ناپسندیدہ افراد کو مردہوں یا عورتوں نہ آنے دیں۔) اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو مگر زخمی کرنے والی مار نہ ہو۔ اور تم پر واجب ہے کہ ان کا نان و نفقہ اور لباس معروف انداز میں مہیا کرو۔ بلاشبہ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہے تو گمراہ نہ ہو گے (اور وہ ہے) اللہ کی کتاب۔ (۲۶) تم لوگوں سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو کیا جواب دو گے؟“ لوگوں نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ بلاشبہ آپ نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا۔ (پوری طرح) ادا کر دیا اور خیر خواہی (میں انتہا) کر دی۔ آپ اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور کہتے تھے: ”اے اللہ! گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ! گواہ رہنا۔“ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے پھر اقامت کہی تو آپ نے

الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بَيْنَ الْمَعْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ. قَالَ عُثْمَانُ: وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، ثُمَّ اتَّفَقُوا. ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ. - قَالَ سُلَيْمَانُ بِنْدَاءٍ وَإِقَامَةً ثُمَّ اتَّفَقُوا - ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَرَقِيَ عَلَيْهِ. قَالَ عُثْمَانُ وَسُلَيْمَانُ: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ. زَادَ عُثْمَانُ: وَوَحَّدَهُ. فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جَدًّا. ثُمَّ دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ، وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا، فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّ الطُّعْنُ يَجْرِينَ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ، وَصَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشَّقِّ الْآخَرِ، وَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ إِلَى الشَّقِّ الْآخَرِ، وَصَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشَّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتَّى أَتَى مُحَسَّرًا فَحَرَّكَ قَلِيلًا، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّذِي يُخْرِجُكَ إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْحَذَفِ فَرَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، ثُمَّ

انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمُنْحَرِ فَتَحَرَ
بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَبَسَّيْنِ وَأَمَرَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَتَحَرَ مَا عَبَّرَ، يَقُولُ مَا بَقِيَ وَأَشْرَكَهُ فِي
هَدْيِهِ. ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ
فِي قِدْرِ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرَبَا
مِنْ مَرَقِهَا. قَالَ سُلَيْمَانُ: ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ
أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلَّى
بِمَكَّةَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُمْ
يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ فَقَالَ: «انْزِعُوا بَنِي
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَلَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُمْ النَّاسُ
عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ» فَنَاوَلُوهُ دَلُّوا
فَشَرِبَ مِنْهُ.

عصر کی نماز پڑھائی۔ اور ان (دونوں نمازوں) کے
درمیان کچھ نہیں پڑھا۔ (۲۷) (یعنی سنت یا نفل) پھر
آپ قصواء پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ مقام وقوف پر تشریف
لائے۔ اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا۔
(یعنی وہیں رکے رہے) اور جبل المشاة کو (جو کہ ریت کا
بڑا ٹیلہ تھا اور لوگ اس کو پیدل ہی عبور کرتے تھے) اپنے
سامنے کیا، قبلہ رخ ہوئے اور پھر وہیں رکے رہے حتیٰ کہ
سورج غروب ہو گیا اور نکیہ کے غائب ہو جانے کے بعد
کچھ زردی بھی ختم ہو گئی۔ (۲۸) پھر آپ نے حضرت
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور چل دیے۔
رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصواء کی باگ اس سختی سے
کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر پالان کے سرے کو لگ رہا تھا
اور آپ اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرما
رہے تھے: ”لوگو! سکون سے، لوگو! سکون سے۔“ (۲۹)
آپ جب کسی چڑھائی کے پاس آتے تو اونٹنی کی باگ
قدرے ڈھیلی کر دیتے تاکہ (سہولت سے) چڑھ سکے۔
(۳۰) حتیٰ کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے اور مغرب اور عشاء کی
نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کر کے
پڑھیں۔ (۳۱) عثمان نے بیان کیا: آپ نے ان کے
درمیان کوئی سنت نفل نہیں پڑھے۔ سب راویوں کا
متفقہ بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے حتیٰ کہ
فجر طلوع ہو گئی۔ جب صبح نمایاں ہو گئی تو آپ نے فجر کی
نماز پڑھائی۔ (استاد) سلیمان کا بیان ہے کہ ایک اذان
اور ایک اقامت کے ساتھ۔ (سب کا متفقہ بیان ہے)
پھر آپ قصواء پر سوار ہوئے حتیٰ کہ المشعر الحرام کے پاس



آگئے، پھر اس پر چڑھ گئے۔ عثمان اور سلیمان کا بیان ہے کہ آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اللہ کی حمد، تکبیر اور تہلیل بیان کی۔ عثمان نے اضافہ کیا: اور تو حید بیان کی۔ اور پھر وہیں رکے رہے حتیٰ کہ خوب سفیدی ہو گئی۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ وہاں سے چل دیے سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی۔ (۳۲) اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ اور وہ قدرے گھنگریالے، خوب صورت بالوں والے، گورے چنے، حسین و جمیل جوان تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو عورتیں بھی اپنے کباؤں میں بیٹھی وہاں سے گزریں۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ انہیں دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا۔ فضل رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنا ہاتھ دوسری طرف سے پھیر دیا۔ پھر فضل رضی اللہ عنہ اپنا چہرہ کسی اور طرف پھیر کر دیکھنے لگے۔ (۳۳) حتیٰ کہ آپ وادی محسر میں پہنچ گئے اور قدرے تیز چلے۔ (۳۴) پھر آپ درمیان والی راہ پر چل پڑے جو تمہیں جمرہ کبریٰ تک پہنچاتی ہے حتیٰ کہ آپ جمرہ کے پاس آ گئے جو کہ درخت کے پاس ہے۔ تو آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں جیسی کہ انگلیوں پر رکھ کر ماری جاتی ہیں۔ ہر کنکری کے ساتھ آپ اللہ اکبر کہتے تھے۔ آپ نے وادی کے دامن کی طرف سے کنکریاں ماریں۔ (۳۵) پھر رسول اللہ ﷺ قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ سے ترسٹھ اونٹنیاں نحرکیں اور بقیہ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ اور ان کو اپنی قربانی میں شریک

بنایا۔ پھر آپ نے ہر قربانی سے ایک ایک ٹکڑا گوشت لینے کا حکم دیا۔ اسے دیگ میں ڈال کر پکایا گیا تو آپ دونوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور شوربا نوش فرمایا۔ (۳۷) سلیمان کا بیان ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف چل دیے اور مکہ آ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ (۳۸) پھر آپ بنی عبدالمطلب کے پاس آئے وہ لوگ چاہہ زمرم پر پانی پلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اے بنی عبدالمطلب! پانی نکالو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے اس پانی پلانے میں تم پر غالب آجائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔“ (۳۹) سوانہوں نے نبی ﷺ کو ایک ڈول دیا اور آپ نے اس سے پانی نوش فرمایا۔ (۴۰)

☀️ فوائد و استنباطات: ① صحابہ کرام کو اہل بیت نبوی ﷺ سے انتہائی محبت تھی اور اہل بیت سے محبت کرنا اور محبت رکھنا اہل الحدیث یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کے ایمان کا حصہ ہے۔ (اے اللہ! گواہ رہنا ہمیں تیرے نبی اور اس کی آل سے انتہائی پیار ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہمارا حشر انہی صالحین کے ساتھ فرما۔ آمین)۔ عقیدۂ حُبِ اہل بیت کی تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر ابن کثیر، آیت کریمہ: ﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ (الشوری: ۲۳) ② اہل بیت کے افراد حصول علم نبوی کے حریص اور شائق تھے اور وہ دیگر صحابہ کرام کے ساتھ گہرے علمی روابط رکھتے تھے۔ ③ ننگے سر نماز جائز ہے مگر کندھوں کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ الایہ کہ کپڑا میسر ہی نہ ہو۔ مگر ہمیشہ بطور عادت کے ننگے سر رہنا اور ننگے سر ہی نماز پڑھنا اسلامی روایات اور سلف کے طرز عمل کے خلاف ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کرنے والوں کی تعداد نوے ہزار اور ایک قول کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔ واللہ اعلم۔ ⑤ دین کا بنیادی ماخذ صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ⑥ نفاس اور حیض والی خواتین غسل کر کے احرام باندھیں، تلبیہ پکارتیں، عام اذکار میں مشغول رہیں۔ چونکہ ان ایام میں وہ نماز نہیں پڑھتیں، مسجد میں داخل نہیں ہو سکتیں، اس لیے وہ طواف بھی نہیں کر سکتیں۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے تین نام آئے ہیں قصواء، عضباء اور جدعاء۔ ⑧ سب سے افضل اور مستحب تلبیہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا اختیار کردہ ہے۔ کچھ اور کلمات بھی صحابہ سے وارد ہیں۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں تھے۔ [لَبَّيْكَ يَا نِعْمَ الْمَوْلَى وَالْفَضْلُ الْحَسَنِ لَبَّيْكَ مَرْهُوْبًا مَنَّكَ

وَمَرْغُوبًا إِلَيْكَ] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہے: [لَبَّيْكَ وَ سَعْدُكَ وَالْخَيْرُ بِيَدِكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [لَبَّيْكَ حَقًّا تَعْبُدًا وَ رِقًّا] ④ حجر اسود کے بعد خانہ کعبہ کا دروازہ ہے اور اس سے پہلے آنے والے کو نے کے لیے ”الركن“ کا لفظ بطور علم استعمال ہوتا ہے۔ اسے رکن یمانی بھی کہا جاتا ہے۔ ⑤ طواف قدوم میں رمل ایک ثابت شدہ متواتر سنت ہے۔ اس کی ابتدا اگرچہ کفار کے سامنے اپنی قوت جسمانی کے اظہار کے لیے تھی۔ اب وہ علت تو نہیں ہے، صرف اتباع رسول ﷺ مقصود و مطلوب ہے۔ ⑥ رکعات طواف مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنی مستحب ہیں۔ اگر یہاں نہ پڑھ سکے تو مسجد الحرام میں کہیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ ⑦ رکعات طواف کے بعد پھر حجر اسود کا اسلام سنت ہے۔ ⑧ صفا مروہ پر چڑھ کر کعبہ کی طرف رخ کر کے مسنون اذکار پڑھے جائیں، خواہ کعبہ نظر آئے یا نہ آئے۔ ⑨ آج کل دامن وادی کے حصہ کو نمایاں کرنے کے لیے ہنر رنگ کے ستون لگا دیے گئے ہیں۔ ⑩ رسول اللہ ﷺ علم غیب نہ جانتے تھے۔ ⑪ یہ فتح اب بھی مباح ہے۔ یعنی اگر کوئی مفرد حج والا چاہے تو اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کر سکتا ہے۔ ⑫ اہل بیت نبوی امور شریعت کے اسی طرح پابند ہیں جیسے کہ امت کے دیگر افراد۔ نیز شوہر کو حق حاصل ہے کہ شرعی امور کی مخالفت پر اہل خانہ پر ناراضی کا اظہار کرے اور شریعت کی بات منوائے۔ ⑬ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنی صلاحیت کے مطابق تحقیق حق میں کوشش کرے اور حق کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کا قول، فعل اور توثیق (اقرار) ہے۔ ⑭ آٹھویں ذوالحجہ کو ”یوم الترویہ“ کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اس دن انگلے دن کے لیے پانی لے لیتے تھے کیونکہ عرفات میں پانی نہیں ہوا کرتا تھا۔ ⑮ چاہیے کہ یہ رات مٹی میں گزاری جائے۔ یہ مستحب ہے واجب نہیں۔ ⑯ سنت یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد ہی عرفات کو روانہ ہوا جائے۔ ⑰ قریش ”اہل حرم“ ہونے کے ذمہ میں حدود حرم سے باہر نہ نکلتے تھے۔ (عرفات حدود حرم سے باہر ہے۔) اور مزدلفہ ہی میں وقوف کرتے تھے بخلاف دیگر قبائل عرب کے وہ سب عرفات میں پہنچتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے امر شریعت واضح فرمایا کہ اس میں کسی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ قریش کے لیے بھی دوسرے لوگوں کی طرح عرفات میں جانا ضروری ہے۔ (صحیح البخاری، التفسیر، حدیث: ۳۵۲۰ وصحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۱۹) ⑱ حرم سمائے میں اٹھ بیٹھ سکتا ہے۔ خیمے کا ہوا چھتری کا یا کوئی دوسرا۔ مگر کپڑا سر پر نہ رکھے اور نہ لپیٹے۔ ⑲ وادی غمر نہ عرفات سے متصل ہے مگر بقول جمہور عرفات کا حصہ نہیں ہے اور یہاں نماز ظہر سے پہلے دو خطبے ہوتے ہیں اور دیگر ایام حج کے خطبہ اگر کوئی ہوں تو ایک ایک ہی ہوتے ہیں۔ ⑳ اولوالامرا اور اصحاب مناصب کو چاہیے کہ حکم عام کی تحفید سے پہلے خود اور اپنے عزیز و اقارب کو اس کا پابند بنائیں۔ اس طرح قبولیت بڑھ جاتی ہے۔ ㉑ کتاب اللہ سے تمسک اور اس کا اعتصام (یعنی اس پر عمل) فرض کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ثابتہ پر عمل کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے بغیر تمسک کتاب اللہ کا دعویٰ پورا ہی نہیں ہو سکتا۔ بہت سی آیات میں یہ مضمون آیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ (آل عمران: ۳۲) اور فرمایا: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾



(النساء: ۸۰) اور فرمایا: ﴿وَمَا لَكُمْ الرُّسُولُ فُخِّدُوهُ وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَأَتَتْهُو﴾ (الحشر: ۷) ﴿۷﴾ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیم اور قصر سے پڑھنا سنت ہے۔ اور اس موقع پر کوئی اور سنت و نفل نہیں پڑھے جائیں گے۔ ﴿۸﴾ وقوف عرفات حج کا رکن رکین ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں۔ عرفات کا سارا میدان موقف ہے، کسی جگہ کی کوئی خصوصیت نہیں اور اس وقوف کا وقت نویں تاریخ کے زوال سے لے کر اگلے دن کی صبح صادق تک ہے۔ اور ”وقوف“ کا معنی پاؤں پر کھڑے ہونا نہیں بلکہ اس میدان میں رکتا ہے۔ خواہ کوئی کھڑا ہو بیٹھا ہو یا لیٹا ہو۔ مسنون یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد یہاں سے روانہ ہوا جائے۔ ﴿۹﴾ بے انتہا ازدحام کی وجہ سے نبی ﷺ اپنی سواری کو تختی سے ضبط کیے ہوئے تھے۔ ﴿۱۰﴾ حیوانات کے ساتھ رحم و شفقت، اسلامی شرعی اخلاق کا لازمی حصہ ہے۔ ﴿۱۱﴾ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع تاخیر اور قصر سے پڑھنا مسنون ہے۔ اور اس رات میں کوئی نوافل اور تہجد نہیں۔ ﴿۱۲﴾ مشرکین مزدلفہ سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد روانہ ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے قبل از طلوع روانگی اختیار فرمائی۔ ﴿۱۳﴾ رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ کے بعد حضرت فضل رضی اللہ عنہ کسی اور طرف دیکھنے لگے تھے۔ ﴿۱۴﴾ مشہور ہے کہ اصحاب الفیل کو اسی وادی مختار میں عذاب آیا تھا۔ ﴿۱۵﴾ دسویں تاریخ کو صرف ایک جمرہ (جرمہ کبریٰ) کو نکلکریاں ماری جاتی ہیں۔ اور بقیہ دنوں میں تینوں جمرات کو۔ نکلکریوں کے بارے میں چاہیے کہ چھوٹی چھوٹی ہوں۔ [حصی الحذف] (بالحاء المنقوط) کے معنی میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ طول و عرض میں انگلی کے پور سے چھوٹی ہوتی ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں کھجور کی گٹھلی کے برابر ہو۔ اور کچھ نے (لوپے) کے دانوں کے برابر کہا ہے۔ بڑے بڑے پتھر یا جو تے مارنا کوئی شرعی عمل نہیں بلکہ ناجائز بات ہے۔ ﴿۱۶﴾ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا یا غر کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عمر شریف کے عدد سے قربانیاں کیں۔ دسویں تاریخ کے بعد مزید تین دن (ایام تشریق) بھی قربانی کے دن ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کا اپنی تمام قربانیاں پہلے دن کر لینا اس کی افضلیت کی دلیل ہے۔ ﴿۱۷﴾ اپنی قربانی کا گوشت بھی کھانا چاہیے۔ ﴿۱۸﴾ دسویں تاریخ کا طواف حج کا رکن ہے۔ اسے طواف افاضہ یا طواف زیادہ بھی کہتے ہیں۔ ﴿۱۹﴾ حجاج کی خدمت انتہائی اجر و ثواب کا عمل ہے۔ اس میں ہر ممکن طریقے سے حصہ لینا چاہیے۔ ﴿۲۰﴾ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر کھڑے ہو کر پانی پیا تھا۔

۱۹۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: ۱۹۰۶- جناب جعفر (الصادق) رحمہ اللہ اپنے والد محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی تھیں، اور ان کے مابین کوئی سنتیں (نفل) نہیں پڑھے تھے۔ اور مغرب اور عشاء کی

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَحْيَى ابْنِ بِلَالٍ؛ ح: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ الْمَعْنَى وَاحِدٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

نمازیں مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی تھیں اور ان کے مابین کوئی سنتیں (نفل) نہیں پڑھے تھے۔

صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَإِقَامَتَيْنِ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا .

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو حاتم بن اسماعیل نے اپنی طویل حدیث میں مندرج کیا ہے (جبکہ یہ سند مرسل ہے۔ حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مندرج بیان کی ہے) اور حاتم کی روایت کے مندرج ہونے کی موافقت محمد بن علی الجعفی نے بھی کی ہے اور جعفر عن ابیہ عن جابر کی سند سے روایت کی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ جعفی نے کہا: [فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ] ”آپ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ أَسَنَّهُ حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ فِي الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ، وَوَافَقَ حَاتِمَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَلَى إِسْنَادِهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ .



[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ لِي أَحْمَدُ: أَخْطَأَ حَاتِمٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ]. کہ حاتم نے اس طویل حدیث میں خطا کی ہے۔

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ لِي أَحْمَدُ: أَخْطَأَ حَاتِمٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ]. کہ حاتم نے اس طویل حدیث میں خطا کی ہے۔

🌞 توضیح: یہ آخری مقولہ [قال ابو داود قال لي احمد..... الخ] اس کے بارے میں صاحب عون المعبود اور بذل الجہود لکھتے ہیں کہ اکثر نسخے اس عبارت سے خالی ہیں اور بقول ان کے اس کلام کا امام ابو داود اور امام احمد کی طرف منسوب ہونا محل نظر ہے کیونکہ حاتم بن اسماعیل کی روایت کو بہت سے ائمہ متقدمین و متاخرین نے صحیح کہا ہے۔ کسی نے بھی اس کا وہم بیان نہیں کیا۔

۱۹۰۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے یہاں نحر کیا ہے اور منیٰ سارے کا سارا قربان گاہ ہے۔“ آپ ﷺ نے عرفات میں

۱۹۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَابِرٍ قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ

۱۹۰۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ۱۴۹/۱۲۱۸ من حديث جعفر بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ۳/ ۳۲۰ .

وقوف عرفات اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

وقوف کیا۔ تو فرمایا: ”میں نے یہاں وقوف کیا ہے اور سارا عرفات جائے وقوف ہے۔“ آپ نے مزدلفہ میں وقوف کیا اور فرمایا: ”میں نے اس جگہ وقوف کیا ہے اور تمام مزدلفہ جائے وقوف ہے۔“

﴿قَدْ نَحَرْتُ هَهُنَا وَمِنَى كُلَّهَا مَنَحَرًا﴾، وَوَقَفَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: «قَدْ وَقَفْتُ هَهُنَا وَعَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفًا»، وَوَقَفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَقَالَ: «قَدْ وَقَفْتُ هَهُنَا وَمُزْدَلِفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفًا».

۱۹۰۸- حفص بن غیاث نے جناب جعفر (صادق)

ؑ سے ان کی سند سے روایت کیا، تو مزید کہا: ”تو تم اپنے اپنے پڑاؤ پر نحر کرو۔“

۱۹۰۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَفْصُ

ابْنِ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرٍ بِإِسْنَادِهِ زَادَ: «فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ».

۱۹۰۹- جناب جعفر (صادق) ؑ نے بیان کیا کہ

مجھے میرے والد (محمد باقر ؑ) نے حضرت جابر ؓ سے بیان کیا۔ اور یہ حدیث بیان کی۔ اور اپنی حدیث پر ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ کی جگہ یہ بات اپنی طرف سے بڑھائی کہ آپ نے ان رکعات میں توحید (یعنی) ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يَٰأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ کی تلاوت کی (یہ جملہ درج ہے۔) اور اس میں بیان کیا کہ حضرت علی ؓ نے یہ واقعہ کوفہ میں بیان کیا تھا۔ میرے والد (محمد بن علی ؑ) نے کہا کہ جابر نے یہ لفظ بھی نہیں کہے تھے کہ ”میں غصے کے عالم میں جلدی سے گیا تھا۔“ اور فاطمہ ؓ کا قصہ بیان کیا۔

۱۹۰۹- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَابِرٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، وَأَدْرَجَ فِي الْحَدِيثِ عِنْدَ قَوْلِهِ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ۱۲۵] قَالَ: فَقَرَأَ فِيهِمَا بِالتَّوْحِيدِ وَ﴿قُلْ يَٰأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ [الكاغرون: ۱]. وَقَالَ فِيهِ: قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْكُوفَةِ قَالَ أَبِي: هَذَا الْحَرْفُ لَمْ يَذْكُرْهُ جَابِرٌ فَذَهَبَتْ مَحَرَّشًا، وَذَكَرَ قِصَّةَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

باب ۵۷- عرفات میں وقوف کا بیان

(المعجم ۵۷) - باب الوقوف بعرفة

(التحفة ۵۸)

۱۹۱۰- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ قریش

۱۹۱۰- حَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ،

۱۹۰۸- تخریج: أخرجه مسلم من حديث حفص بن غياث به، وانظر الحديث السابق.

۱۹۰۹- تخریج: [صحيح] وانظر، ح: ۱۹۰۵، وهذا طرف منه.

۱۹۱۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ ۴۰

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ، وَكَانُوا يُسَمُّونَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ. قَالَتْ: فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامَ أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِضَ مِنْهَا، فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ [البقرة: ۱۹۹].

اور ان کے اہل دین مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو 'حُمس'، کہلاتے تھے۔ جبکہ دیگر سب عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ بیان کرتی ہیں کہ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات میں آ کر وقوف کریں پھر وہاں سے لوٹیں چنانچہ یہی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ "پھر لوٹو وہیں سے جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں۔"

🌞 فوائد و مسائل: [الْحُمْسُ، اُحْمَسُ] کی جمع ہے۔ معنی ہیں: شجاع اور بہادر۔ اور جاہلیت میں یہ قریش کنانہ اور ان کے تبعین کا لقب تھا۔ اس معنی میں کہ یہ اپنے دین میں بہت سخت تھے یا ممکن ہے [الحمساء] کی نسبت سے یہ لقب اختیار کیا ہو جو کہ کعبہ کا ایک نام ہے۔ (تعلیق الشیخ محمد بن عبد الحمید نیز دیکھیے، حدیث: ۱۹۰۵ء فائدہ: ۲۸/۲۲)

(المعجم ۵۸) - باب الْخُرُوجِ إِلَى مَنَى (التحفة ۵۹)

۱۹۱۱- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا الْأَخْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ سَلِيمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَالْفَجْرَ يَوْمَ عَرَفَةَ بِمَنَى.

۱۹۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: ۱۹۱۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ترویہ کے روز (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو) ظہر کی نماز اور عرفہ کے روز (نویں ذی الحجہ کو) فجر کی نماز منیٰ میں پڑھی تھی۔

۱۹۱۲- عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں نے

ح: ۱۲۱۹ من حدیث أبي معاوية الضري، البخاري، التفسير، باب: ﴿ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾، ح: ۴۵۲۰ من حدیث هشام بن عروة به.

۱۹۱۱- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الخروج إلى منى والمقام بها، ح: ۸۸۰ من حدیث سليمان الأعمش به، وله شواهد عند ابن ماجه، ح: ۳۰۰۵ وغيره.

۱۹۱۲- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى العصريوم النفر بالأبطح، ح: ۱۷۶۳، ومسلم، الحج، ح: ۴۴.

وقوف عرفات اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے وہ بات بتائیے جو آپ کو رسول اللہ ﷺ سے یاد ہو۔ ترویہ کے روز (آٹھویں ذی الحجہ کو) رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: منیٰ میں۔ میں نے کہا: نفر والے دن (واپسی کے روز) ۱۳ ذی الحجہ کو؟ آپ نے عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: وادیٰ النخع (حصب) میں۔ پھر فرمایا: ویسے ہی کرو جیسے کہ تمہارے امراء کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّوْبَةِ؟ قَالَ: بِمَنَى قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفَرِ؟ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ، ثُمَّ قَالَ: أَفْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

🌞 فائدہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مسائل واجب امور میں سے نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول اور سنت ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے تاہم کسی عذر کے باعث ان پر عمل نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔ مباحات میں اولوالامر کی متابعت اور ان کی مخالفت سے احتراز کیا جائے۔

(المعجم ۵۹) - باب الْخُرُوجِ إِلَى عَرَفَةَ (التحفة ۶۰)

۱۹۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز (نویں تاریخ کو) منیٰ میں صبح کی نماز پڑھائی، پھر عرفات کی طرف آئے اور وادیٰ نمرہ میں پڑاؤ کیا۔ وہی مقام جہاں کہ عرفات میں امام اترتا ہے (ان کے دور کی بات ہے) حتیٰ کہ جب ظہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ دوپہر کو گرمی کے وقت ہی میں وہاں سے روانہ ہو گئے اور ظہر و عصر کی نماز جمع کر کے پڑھائی، پھر لوگوں کو خطبہ دیا، پھر وہاں سے چلے اور عرفات میں اپنے موقف پر جا کر وقوف فرمایا۔

۱۹۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عَدَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَنَى جِئِينَ صَلَّى الصُّبْحَ صَبِيحَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِنَمْرَةٍ وَهِيَ مَنَزِلُ الْإِمَامِ الَّذِي يَنْزِلُ بِهِ بِعَرَفَةَ، حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ رَاحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُهَجَّرًا فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ رَاحَ فَوَقَفَ عَلَى الْمَوْقِفِ مِنْ عَرَفَةَ.

🌞 فائدہ: صحیح تر روایات کے مطابق خطبہ عرفات نماز سے پہلے ہے۔ (صحیح مسلم 'الحج' حدیث: ۱۲۱۸)

❖ باب استحباب نزول المحصب يوم النفر ... الخ، ح: ۱۳۰۹ من حديث إسحاق الأزرق به.

۱۹۱۳- تخریج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ۱۲۹/۲.

(المعجم ۶۰) - باب الرِّوَّاحِ إِلَى عَرَفَةَ
(التحفة ۶۱)

۱۹۱۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ :
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ : حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ حَسَّانٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : لَمَّا
أَنْ قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ
عُمَرَ : آيَةُ سَاعَةٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرُوحُ
فِي هَذَا الْيَوْمِ ؟ قَالَ : إِذَا كَانَ ذَلِكَ رُحْنَا ،
فَلَمَّا أَرَادَ ابْنُ عُمَرَ أَنْ يَرُوحَ قَالَ : قَالُوا :
لَمْ تَزِغِ الشَّمْسُ . قَالَ : أَزَاغَتْ ؟ قَالُوا :
لَمْ تَزِغْ أَوْ زَاغَتْ . قَالَ : فَلَمَّا قَالُوا : قَدْ
زَاغَتْ ارْتَحَلَ .



🌞 فائدہ: اصحاب کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ عمل کی کسی جزئی کو بھی غیر اہم نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ سب پر من وعن عمل کیا جائے۔

(المعجم ۶۱) - باب الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ
(التحفة ۶۲)

۱۹۱۵- حَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ ابْنِ أَبِي
زَائِدَةَ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ
أَسْلَمَ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ
أَوْ عَمِّهِ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ
عَلَى الْمُنْبَرِ بِعَرَفَةَ .

۱۹۱۵- بنی ضمیرہ کا ایک شخص اپنے والد یا چچا سے بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات کے روز منبر پر دیکھا تھا۔

۱۹۱۴- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه ، المناسك ، باب المنزل بعرفة ، ح : ۳۰۰۹ من حديث وكيع به ، وهو في مسند أحمد : ۲۵/۲ * سعيد بن حسان الحجازي مجهول الحال ، لم يوثقه غير ابن حبان ، وحديث مسلم ، ح : ۱۲۱۸ يفتني عنه .

۱۹۱۵- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ۵/ ۴۳۰ عن سفیان بن عیینة به * رجل من بني ضمرة لم أعرفه .

وقوف عرفات اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۹۱۶- سلمہ بن عُبیط اپنے قبیلہ کے ایک شخص سے وہ اس کے والد عُبیط رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو عرفات میں وقوف کیے ہوئے دیکھا۔ آپ سرخ اونٹ پر خطبہ دے رہے تھے۔


۱۹۱۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْحَيِّ، عَنْ أَبِيهِ نُبَيْطٍ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ عَلَى بَعِيرٍ أَحْمَرَ يَخْطُبُ.

۱۹۱۷- جناب خالد بن عداء بن ہوزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر اس کی رکابوں میں پاؤں ڈالے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

۱۹۱۷- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنِي الْعَدَاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هُوَذَةَ: قَالَ هَنَادُ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ أَبِي عَمْرٍو: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ الْعَدَاءِ بْنِ هُوَذَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى بَعِيرٍ قَائِمٍ فِي الرِّكَابَيْنِ.

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن العلاء نے وکیع سے اسی طرح بیان کیا جیسے کہ ہناد نے کہا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ الْعَلَاءِ عَنْ وَكِيعٍ كَمَا قَالَ هَنَادُ.

 توضیح: امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کے اساتذہ ہناد بن سری اور عثمان بن ابی شیبہ کا صحابی کے نام میں اختلاف ہوا ہے۔ عثمان بن ابی شیبہ عداء بن خالد بن ہوزہ کہتے ہیں مگر ہناد نے خالد بن عداء کہا ہے۔ امام صاحب نے ہناد کی تائید میں ابن العلاء عن وکیع کی سند ذکر فرمائی ہے۔ جبکہ درج ذیل سند میں عباس بن عبد العظیم کی روایت میں عداء بن خالد آیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب التجذیب میں عداء بن خالد کی تصویب کی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹۱۸- عبد المجید ابو عمرو نے عداء بن خالد سے روایت کی اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔

۱۹۱۸- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ أَبُو عَمْرٍو عَنْ الْعَدَاءِ بْنِ خَالِدٍ بِمَعْنَاهُ.

۱۹۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] وللحديث لون آخر عند النسائي، ح: ۳۰۱۰، وابن ماجه، ح: ۱۲۸۶، سقط من روايتهما 'رجل من الحي مجهول'، والحديث الآتي يغني عنه.

۱۹۱۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۰/۵ عن وکیع به.

۱۹۱۸- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

(المعجم ۶۲) - باب مَوْضِعُ الْوُقُوفِ
بِعَرَفَةَ (التحفة ۶۳)

باب ۶۲- عرفات میں وقوف کی جگہ

۱۹۱۹- حَدَّثَنَا ابْنُ نَفِيلٍ: حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ: أَتَانَا ابْنُ مَرْزُوقِ الْأَنْصَارِيِّ وَنَحْنُ بِعَرَفَةَ فِي مَكَانٍ يُبَاعِدُهُ عَمْرُو عَنْ الْإِمَامِ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَيْكُمْ، يَقُولُ لَكُمْ: «قِفُوا عَلَى مَشَاعِرِكُمْ، فَإِنَّكُمْ عَلَى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ».

۱۹۱۹- حضرت یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مرزوق انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم عرفات میں ایسی جگہ وقوف کیے ہوئے تھے کہ عمرو بن عبد اللہ اس کو امام کے موقف سے دور سمجھ رہے تھے۔ (ابن مرزوق رضی اللہ عنہ نے) کہا: بے شک میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا پیغامبر بن کے آیا ہوں۔ آپ نے تم لوگوں کو کہلا بھیجا ہے: ”اپنے (انہی) مقامات پر وقوف کرو۔ بلاشبہ تم اپنے ابا ابراہیم (علیہ السلام) کی وراثت میں سے ایک وراثت پر ہو۔“

☀ فائدہ: میدان عرفات سارا ہی محل وقوف ہے۔

(المعجم ۶۳) - باب الدَّفْعَةُ مِنَ عَرَفَةَ
(التحفة ۶۴)

باب ۶۳- عرفات سے واپسی کا بیان

۱۹۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَّانٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ الْمَعْنَى عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَفَاضَ

۱۹۲۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے تو بڑے آرام اور سکون سے چلے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگو! آرام سے چلو نیکی گھوڑے اور اونٹ دوڑانے میں نہیں۔“ سو میں نے

۱۹۱۹- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الوقوف بعرفات والدعاء فيها، ح: ۸۸۳، والنسائي، ح: ۳۰۱۷، وابن ماجه، ح: ۳۰۱۱ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۱۸، والحاكم: ۱/۴۶۲، ووافقه الذهبي.

۱۹۲۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۲۶۹ من حديث سفيان الثوري به، وأصله متفق عليه، البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل... الخ، ح: ۱۶۷۸، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى... الخ، ح: ۱۲۹۳ * الأعمش والحكم بن عتيبة مدلسان وعننا، وحديث البخاري، ومسلم يعني عنه.

وقوف عرفات اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

دیکھا کہ (کوئی بھی سواری) اپنے دونوں (اگلے) پاؤں اٹھا کر نہ دوڑ رہی تھی حتیٰ کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے..... وہب نے مزید کہا..... پھر آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور فرمایا: ”لوگو! نیکی گھوڑے اور اونٹ دوڑانے میں نہیں سکون سے چلو۔“ اور میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی سواری اپنے دونوں پاؤں اٹھا کر چل رہی ہو۔ حتیٰ کہ آپ منیٰ میں آ گئے۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَرَدِيْفُهُ أُسَامَةُ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِإِجَافِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ» قَالَ: فَمَا رَأَيْتُهَا رَافِعَةً يَدَيْهَا عَادِيَةً حَتَّى أَتَى جَمْعًا. زَادَ وَهْبٌ: ثُمَّ أَرَدَفَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِإِجَافِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ» قَالَ: فَمَا رَأَيْتُهَا رَافِعَةً يَدَيْهَا حَتَّى أَتَى مَنًى.

🌞 فائدہ: نیکی اور خیر کے کاموں میں ”مسارعت اور مسابقت“ بلاشبہ مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران: ۱۳۳) اور فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (البقرة: ۱۲۸) مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کام کو جلدی جلدی انجام دیں۔ بلکہ ایسی صورت سے انجام دیں جو انسانی وقار اور اسلامی شرف کے منافی اور دوسروں کے لیے اذیت کا باعث نہ ہو۔ نماز کے لیے آنے کا بھی یہی ادب بتایا گیا ہے۔

۱۹۲۱- جناب کریب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا: مجھے یہ بتائیں کہ اس شام جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے آپ لوگوں نے کیسے کیا؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اس گھاٹی میں آئے جس میں لوگ اپنی سواریاں بٹھاتے ہیں۔ وہ جگہ مُعَرَّس کہلاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی بٹھائی پھر پیشاب کیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہما نے [أَهْرَاقَ الْمَاءِ] کے لفظ استعمال نہیں کیے۔ (یعنی ”پانی بہایا“ نہیں کہا۔) پھر آپ نے پانی طلب کیا اور وضو فرمایا جس میں کوئی مبالغہ نہ تھا۔ (یعنی ہلکا وضو کیا، اعضا کو ایک دو بار دھویا) میں

۱۹۲۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ زُهَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ: أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي كَيْفَ فَعَلْتُمْ أَوْ صَنَعْتُمْ عَشِيَّةَ رَدِفَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: جِئْنَا الشَّعْبَ الَّذِي يُنِيخُ فِيهِ النَّاسُ لِلْمُعَرَّسِ فَأَنَاخَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاقَتَهُ ثُمَّ بَالَ وَمَا قَالَ: أَهْرَاقَ الْمَاءِ، ثُمَّ دَعَا بِالْوُضُوءِ فَتَوَضَّأَ

۱۹۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة، ح: ۲۷۹/۱۲۸۰ بعد حديث: ۱۲۸۵ من حديث زهير به.

وقوف عرفات اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز؟ آپ نے فرمایا: ”نماز تمہارے آگے ہے۔“ (آگے چل کر پڑھیں گے) پھر آپ سوار ہو گئے حتیٰ کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے۔ پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں نے سوار یوں کو اپنے پڑاؤ پر بٹھایا مگر ان کے (پالان اور کجاوے) نہیں کھولے حتیٰ کہ عشاء کی اقامت کہلوائی اور نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں نے (اپنی سوار یوں کو) کھولا۔ محمد بن کثیر نے اپنی روایت میں مزید کہا: میں نے پوچھا: جب تم لوگوں نے صبح کی، تو کیسے کیا تھا؟ انہوں نے کہا: فضل رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کے ان افراد کے ساتھ بیدل چلا گیا جو دیگر لوگوں سے پہلے روانہ ہوئے تھے۔

وَصُوءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ جِدًّا. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ أَمَامَكَ». قَالَ: فَرَكِبْتُ حَتَّى قَدِمْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ فِي مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوا حَتَّى أَقَامَ الْعِشَاءَ وَصَلَّى ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ. زَادَ مُحَمَّدٌ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ فَعَلْتُمْ حِينَ أَصَبَحْتُمْ؟ قَالَ: رَدِفَهُ الْفَضْلُ وَانْطَلَقْتُ أَنَا فِي سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلَى رَجُلَيْ.



☀ فائدہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ہی پڑھی گئی تھیں۔ دونوں نمازوں کے مابین ”سوار یوں کو بٹھانا“ یا تو سوار یوں پر شفقت کی غرض سے تھا یا یہ کہ کہیں وہ بکھر نہ جائیں۔ بہر حال یہ معمولی سا کام [جَمْعُ بَيْنِ الصَّلَوَتَيْنِ] کے منافی نہیں سمجھا جاسکتا۔

۱۹۲۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: پھر آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ پھر آپ اپنی اونٹنی پر درمیانی چال (عُتْق) سے روانہ ہوئے اور لوگ دائیں بائیں اونٹوں کو پیٹ رہے تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور فرما رہے تھے: ”لوگو! سکون کے ساتھ!“ اور آپ عرفات سے سورج غروب ہونے کے بعد روانہ ہوئے۔

۱۹۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عِيَّاشٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: ثُمَّ أَرْدَفَ أَسَامَةَ فَجَعَلَ يُعْنِقُ عَلَى نَاقَتِهِ وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ الْإِبِلَ يَمِينًا وَشِمَالًا لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ وَيَقُولُ: «السَّكِينَةَ أَيُّهَا النَّاسُ!» وَدَفَعَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ.

۱۹۲۲- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ۸۸۵ من حديث سفیان الثوري به، وقال: "حسن صحيح" * سفیان الثوري مدلس وعنعن، وحديث أحمد: ۷۶/۱، ح: ۵۶۴ يغي عنه.

۱۱- کتاب المناسک وقوف عرفات اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

🌞 توضیح: سنن ابی داود کے اکثر نسخوں میں [لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ] کا لفظ آیا ہے۔ مگر بذل الجہود میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے لکھا ہے کہ جامع ترمذی، مسند احمد اور سنن بیہقی کی بعض اسانید میں لفظ ”لا“ موجود نہیں ہے۔ اس طرح کوئی اشکال نہیں رہتا۔ مگر مسند احمد کی ایک سند میں [لا يَلْتَفِت] ہی آیا ہے۔ جبکہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابی داود میں اس کو غیر محفوظ لکھا ہے۔ [يَلْتَفِت] کا لفظ ہی صحیح ہے۔ یعنی آپ لوگوں کی طرف ملتفت ہو رہے تھے۔

۱۹۲۳- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عن هشام بن عروة، عن أبيه أنه قال:
سئل أسامة بن زيد وأنا جالس: كيف
كان رسول الله ﷺ يسير في حجة الوداع
حين دفع؟ قال: كان يسير العنق، فإذا
وجد فجوة نص. قال هشام: النص:
فوق العنق.

۱۹۲۳- جناب عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا..... اور میں (اس مجلس
میں) بیٹھا تھا..... کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں
جب عرفہ سے روانہ ہوئے تھے تو کس رفتار سے چلے
تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ درمیانی رفتار (عُنُق)
سے چلے تھے۔ جب کوئی فراخی پاتے تو قدرے تیز
ہو جاتے۔ ہشام نے کہا کہ نص والی رفتار عنق سے
قدرے تیز تر ہوتی ہے۔

🌞 فائدہ: تابعین کرام اور صحابہ کرام میں اس مسئلے کا مذاکرہ دلیل ہے کہ خیر القرون کے یہ حضرات رسول اللہ ﷺ
کے ایک ایک فعل کے امین اور اس کے قائل و فاعل تھے۔

۱۹۲۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ
إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ
كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ
أَسَامَةَ قَالَ: كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا
وَقَعَتِ الشَّمْسُ دَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۱۹۲۴- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا، جب سورج غروب ہو گیا تو
رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے (یعنی عرفات
سے)۔

۱۹۲۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب السير إذا دفع من عرفه، ح: ۱۶۶۶ من حديث مالك، ومسلم،
الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة... الخ، ح: ۱۲۸۶ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ
(يحيى): ۳۹۲/۱.

۱۹۲۴- تخریج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ۲۰۲/۵.

۱۹۲۵ (ا) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ
كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ
أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: دَفَعَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشَّعْبِ
نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يُسَبِّحِ الْوُضُوءَ. قُلْتُ
لَهُ: الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ: «الصَّلَاةُ أَمَامَكَ».
فَرَكِبَ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ
فَأَسَبَّحَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى
الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنَزِلِهِ
ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ
بَيْنَهُمَا شَيْئًا.



۱۹۲۵ (ب) - [حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
الْمُسْتَنَى قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ:
حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ
ابْنُ مَيْسَرَةَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَاصِمٍ بِنِ
عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الشَّرِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَقُولُ: أَفْضْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَمَا
مَسَّتْ قَدَمَاهُ الْأَرْضَ حَتَّى أَتَى جَمْعًا].



فائدہ: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح تر ہے کیونکہ وہ نبی ﷺ کے ہمراہ تھے۔ لہذا وہ آپ کے حال سے زیادہ باخبر ہیں۔ حضرت شریذ رضی اللہ عنہ نے شاید آپ کو نہیں دیکھا اس لیے اپنے علم کے مطابق آپ کے اترنے کی نفی کر دی، جو صحیح نہیں۔ مگر صاحب بذل الحجب و مولانا خلیل احمد صاحب نے طبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان روایات

توف عرفات اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۹۲۵ (ا) - کریب مولیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب گھائی میں پہنچے تو اترے پیشاب کیا، پھر وضو کیا مگر اس میں مبالغہ نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا: نماز؟ آپ نے فرمایا: "نماز تمہارے آگے ہے۔" (یعنی آگے پڑھیں گے) پھر آپ سوار ہو گئے۔ جب مزدلفہ پہنچے تو اترے وضو کیا اور کامل وضو کیا۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو مغرب کی نماز پڑھائی، پھر ہر شخص نے اپنے اپنے اونٹ کو اپنے اپنے پڑاؤ میں بٹھایا، پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپ نے نماز پڑھائی اور ان کے مابین کچھ نہیں پڑھا۔

۱۹۲۵ (ب) - جناب شریذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عرفات سے) روانہ ہوا تھا، پس آپ کے قدموں نے زمین کو نہیں چھوا حتیٰ کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

۱۹۲۵ (ا) - تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب الجمع بين الصلوتين بالمزدلفة، ح: ۱۶۷۲، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة، الخ، ح: ۱۲۸۰ بعد حديث: ۱۲۸۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۴۰۰، ۴۰۱.

۱۹۲۵ (ب) - تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۸۹ عن روح بن عباد به.

۱۱- کتاب المناسک مزدلفہ میں نماز اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

میں کوئی تاقض نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں رسول اللہ ﷺ کے اس سفر کی کیفیت اور اہتمام کا بیان ہے کہ آپ نے یہ تمام مسافت اونٹنی ہی پر طے کی تھی اور ذرا بھی پیدل نہ چلے تھے۔ طہارت اور وضو کے لیے اترا تا اس کے کوئی مناقض نہیں ہے۔

(المعجم ۶۴) - باب الصَّلَاةِ بِجَمْعٍ
(التحفة ۶۵)

۱۹۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں اکٹھی کر کے پڑھیں۔

۱۹۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمَزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

۱۹۲۷- زہری رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کی اور کہا: ایک ایک اقامت سے ان دونوں نمازوں کو جمع کیا۔

۱۹۲۷- حَدَّثَنَا ابْنُ حَبَّالٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَقَالَ: بِإِقَامَةٍ إِقَامَةٍ جَمَعَ بَيْنَهُمَا.

امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا: وکیع نے بیان کیا کہ آپ نے ہر نماز (الگ) اقامت سے پڑھی۔

قال أَحْمَدُ قَالَ وَكَيْعٌ: صَلَّى كُلَّ صَلَاةٍ بِإِقَامَةٍ.

۱۹۲۸- عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے زہری سے یعنی احمد بن حنبل عن حماد کی سند سے اور اس کے ہم معنی بیان کیا کہ ہر نماز کے لیے ایک اقامت کہی۔ اور پہلی میں اذان نہیں دی اور نہ کسی کے بعد سنتیں پڑھیں۔

۱۹۲۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْمَعْنَى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ ابْنِ حَبَّالٍ، عَنْ حَمَّادٍ وَمَعْنَاهُ قَالَ: بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لِكُلِّ

۱۹۲۶- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح: ۷۰۳ بعد حدیث: ۱۲۸۷ من حدیث مالک به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۰۰/۱ (رواية أبي مصعب: ۳۷۲).

۱۹۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، ح: ۱۶۷۳ من حدیث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وهو في مسند أحمد بن حنبل: ۱۵۷/۲.

۱۹۲۸- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۴۰۱/۱ من حدیث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

۱۱- کتاب المناسک مزدلفہ میں نماز اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

صَلَاةٌ، وَلَمْ يُنَادِ فِي الْأُولَى، وَلَمْ يُسَبِّحْ
عَلَى إِثْرٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

قال مَحَلَّدٌ: لَمْ يُنَادِ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا. مغلد نے کہا: ان میں سے ایک کیلئے اذان نہیں دی۔

☀️ ملحوظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ البتہ [لَمْ يُنَادِ] کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ایک مرتبہ تو اذان دی گئی بتا بریں اذان کی نفی صحیح نہیں۔

۱۹۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أُنْبَأَنَا
سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَالِكٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْمَغْرِبَ
ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ مَالِكُ بْنُ
الْحَارِثِ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ:
صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا
الْمَكَانِ بِأَقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

۱۹۲۹- عبد اللہ بن مالک (بن حارث) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی۔ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں۔ مالک بن حارث نے ان سے کہا: یہ کس طرح کی نماز ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس جگہ ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھا ہے۔

☀️ فائدہ: اس حدیث میں ایک ہی تکبیر سے دو نمازوں کے پڑھنے کا ذکر ہے، جبکہ ہر نماز کے لیے الگ الگ سے اقامت کہنا صحیح تر احادیث سے ثابت ہے۔ (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۶۷۳) اسی حدیث کی بابت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت [لِكُلِّ صَلَاةٍ] (یعنی ہر نماز کیلئے الگ الگ تکبیر کہی۔) کی زیادتی کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۹۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ
يُوسُفَ عَنْ شَرِيكَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَا: صَلَّيْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ بِالْمَزْدَلِفَةِ

۱۹۳۰- سعید بن جبیر اور عبد اللہ بن مالک دونوں سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک تکبیر کے ساتھ پڑھیں۔ اور محمد بن کثیر کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ (مذکورہ بالا روایت)

۱۹۲۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة، ح: ۸۸۷ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح" * أبو إسحاق عن، والحديث السابق ۱۹۲۷ يغني عنه.

۱۹۳۰- تخريج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم من حديث أبي إسحاق به، ورواه البيهقي: ۱/ ۴۰۱ من حديث أبي داود به.

مزدلفہ میں نماز اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۱- کتاب المناسک

الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ فَذَكَرَ
مَعْنَى ابْنِ كَثِيرٍ .

🌞 فائدہ: اس روایت میں بھی ایک تکبیر کے ساتھ دو نمازیں پڑھنے کا ذکر ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت [لِکُلِّ صَلَاةٍ] (ہر نماز کیلئے الگ تکبیر کہی) کے اضافے کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۹۳۱- سعید بن جبیر نے کہا: ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں (عرفات سے) لوٹے۔ جب مزدلفہ پہنچے تو انہوں نے ہمیں مغرب اور عشاء کی نمازیں تین رکعتیں اور دو رکعتیں ایک تکبیر کے ساتھ پڑھائیں۔ جب فارغ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ ہمیں اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

۱۹۳۱- حَدَّثَنَا ابْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: أَفْضَنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمَّا بَلَّغْنَا جَمْعًا صَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ ثَلَاثًا وَاثْنَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَنَا ابْنُ عُمَرَ: هَكَذَا صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْمَكَانِ.

🌞 فائدہ: اس میں بھی ایک اقامت کا ذکر ہے جو درست نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں گزرا ہے۔

۱۹۳۲- سلمہ بن کہیل نے کہا: میں نے جناب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو مزدلفہ میں دیکھا کہ انہوں نے اقامت کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر کہا: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر تھا انہوں نے اس جگہ اسی طرح کیا تھا اور انہوں نے بیان کیا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ نے اس جگہ اسی طرح کیا تھا۔

۱۹۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنِي سَلْمَةُ بْنُ كَهِيلٍ قَالَ: رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَقَامَ بِجَمْعٍ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ صَنَعَ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِثْلَ هَذَا، وَقَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هَذَا فِي هَذَا الْمَكَانِ.

🌞 فائدہ: اس حدیث میں بھی ایک تکبیر کا ذکر ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ دیکھیے گزشتہ احادیث کے فوائد۔

۱۹۳۱- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، ح: ۱۲۸۸ من حديث إسماعيل به، وانظر، ح: ۱۹۲۹.

۱۹۳۲- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۲۸۸/۱۲۸۸ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ۱۹۲۹.

مزولفہ میں نماز اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۹۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ مِنْ عَرَافَاتٍ إِلَى الْمُرْذَلِفَةِ فَلَمْ يَكُنْ يَفْتُرُ مِنَ التَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ حَتَّى أَتَيْنَا الْمُرْذَلِفَةَ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ أَوْ أَمَرَ إِنْسَانًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ التَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: الصَّلَاةُ، فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عَلَاجُ بْنُ عَمْرٍو بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ، فَقِيلَ لَابْنِ عُمَرَ فِي ذَلِكَ؟ فَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هَكَذَا.

۱۹۳۳- اشعث بن سلیم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرافات سے مرذلہ آیا۔ انہوں نے اس دوران میں تکبیر اور تہلیل کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ ہم مرذلہ پہنچ گئے۔ پھر اذان اور اقامت کہی یا کسی کو حکم دیا کہ اذان اور اقامت کہے پھر ہمیں مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: نماز (عشاء کی بھی)۔ پس ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی دو رکعتیں۔ پھر اپنا رات کا کھانا طلب کیا۔ (اشعث بن سلیم نے) کہا: مجھے علاج بن عمرو نے اسی طرح بیان کیا جیسے کہ میرے والد (سلیم بن اسود) نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسے ہی پڑھی تھی۔

www.KitaboSunnat.com



🌞 ملاحظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ [فَقَالَ: الصَّلَاةُ] (آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: نماز!) کے الفاظ شاذ ہیں۔ البتہ [فَأَقَامَ الصَّلَاةَ] ”تکبیر کہلوائی“ کے الفاظ صحیح تر ہیں۔

۱۹۳۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز بے وقت پڑھی ہو۔ آپ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے مگر مرذلہ میں آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا (تاخیر سے)۔ اور اگلے دن کی فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔

۱۹۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ ابْنَ زَيْدٍ وَأَبَا عَوَانَةَ وَأَبَا مُعَاوِيَةَ حَدَّثُوهُمْ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةٌ إِلَّا لَوْفَتْهَا إِلَّا بِجَمْعٍ فَإِنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ

۱۹۳۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱/ ۴۰۱ من حديث أبي داود به.

۱۹۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب زيادة التعليل بصلوة الصبح يوم النحر بالمرذلفة... الخ، ح: ۲۹۲/۱۲۸۹ من حديث أبي معاوية الضمير، والبخاري، الحج، باب من يصلي الفجر بجمع؟، ح: ۱۶۸۲ من حديث الأعمش به.

مزولفہ میں نماز اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۱- کتاب المناسک

الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وَصَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ مِنَ الْغَدِ قَبْلَ وَقْتِهَا.

🌅 فوائد و مسائل: ① یعنی فجر کی نماز بہت جلد پڑھائی جو کہ آپ کا عام معمول کا وقت نہ تھا۔ اور فضا میں بہت اندھیرا تھا۔ مگر فجر صادق طلوع ہو چکی تھی۔ ② بعض فقہاء (حسن بصری، ابراہیم نخعی، امام ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین رحمہم) کا اس حدیث سے استدلال ہے کہ سفر میں نمازیں جمع کرنا جائز نہیں۔ سوائے عرفات اور مزدلفہ کے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ رہنے والے صحابی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس مقام کے علاوہ آپ نے کبھی کوئی نماز بے وقت نہیں پڑھی۔ سو جمع بین الصلاتین جائز نہیں۔ جبکہ اصحاب الحدیث اور جمہور فقہاء جمع بین الصلاتین کے قائل و قائل ہیں۔ ان کا استدلال رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ہے۔ جیسے کہ گزشتہ ”ابواب صلوٰۃ السفر“ (حدیث ۱۱۹۸) کا مطالعہ سے واضح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں نبی ﷺ کے عام معمولات اور نماز بروقت ادا کرنے کی پابندی کا بیان ہے۔ جو بصورت مفہوم ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ دیگر صریح فرامین اور آپ کے معمولات جمع بین الصلاتین کو ثابت کرتے ہیں۔ تو جہاں کہیں احادیث کا مفہوم اور منطوق (ظاہر الفاظ) متعارض معلوم ہوتے ہوں وہاں منطوق کو مقدم کیا جاتا ہے۔

۱۹۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحَ، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، وَوَقَفَ عَلَى قَرْحٍ فَقَالَ: «هَذَا قَرْحٌ وَهُوَ الْمَوْقِفُ وَجَمْعُ كُلِّهَا مَوْقِفٌ وَنَحَرْتُ هَهُنَا وَمِنِّي كُلُّهَا مَنَحَرٌّ، فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ».

۱۹۳۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (مزدلفہ میں) جب نبی ﷺ نے صبح کی اور جبل قُرح پر وقف کیا تو فرمایا: ”یہ قُرح ہے اور جائے وقف ہے۔ اور مزدلفہ سارا ہی جائے وقف ہے۔ میں نے اس جگہ قربانی کی ہے اور میں سب ہی قربان گاہ ہے۔ سو اپنے اپنے پڑاؤ پر قربانیاں کرو۔“

۱۹۳۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۱۹۳۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَفْصُ

۱۹۳۵- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء أن عرفة كلها موقف، ح: ۸۸۵ من حديث سُفْيَانَ، وَابْنِ مَاجَةَ، ح: ۳۰۱۰ من حديث يحيى بن آدم به، وانظر، ح: ۱۹۲۲ * سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ مَدْلَسٌ وَعَنْ . ۱۹۳۶- [تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۴۱۸/۲۴ من حديث أبي داود به .

مزدلفہ میں نماز اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

ﷺ نے فرمایا: ”میں نے عرفات میں اس جگہ پر وقوف کیا ہے اور عرفات سارے کا سارا جائے وقوف ہے۔ میں نے مزدلفہ میں اس جگہ پر وقوف کیا ہے اور مزدلفہ سارا ہی جائے وقوف ہے۔ اور میں نے اس جگہ قربانی کی ہے اور مئی سب ہی قربان گاہ ہے۔ پس تم اپنے اپنے پڑاؤ پر قربانیاں کرو۔“

ابنُ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «وَقَفْتُ هَهُنَا بِعَرَفَةَ وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَوَقَفْتُ هَهُنَا بِجَمْعٍ وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَنَحَرْتُ هَهُنَا وَمِنِّي كُلُّهَا مَنَحَرٌّ، فَانْحَرُوا فِي رَحَالِكُمْ».

۱۹۳۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عرفات سارا ہی مقام وقوف ہے اور مئی سارا ہی قربان گاہ ہے اور مزدلفہ پورا ہی وقوف کی جگہ ہے۔ اور مکہ کے سب راستے (یہاں آنے کی) راہ ہیں اور قربان گاہ بھی۔“

۱۹۳۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَكُلُّ مِنًى مَنَحَرٌّ وَكُلُّ الْمَزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ وَكُلُّ فِجَاجٍ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنَحَرٌّ».



☀ فائدہ: عرفات مزدلفہ اور مئی میں رسول اللہ ﷺ کے مقام ہائے وقوف معروف ہیں۔ اگر بغیر کسی ازدحام و اذیت دینے کے ان مقامات پر وقوف کا موقع مل جائے تو شرف ہے ورنہ ثواب سبھی جگہ برابر ہے۔ اسی طرح مکہ میں داخلے کے لیے کداء والی جانب افضل ہے ورنہ کہیں سے بھی آیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح قربانی کے لیے مئی افضل ہے۔

۱۹۳۸- جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل جاہلیت (مزدلفہ سے) اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے جب تک کہ کوہ شہیر پر سورج کو (طلوع ہوتا) نہ دیکھ لیتے۔ سو نبی ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور طلوع آفتاب سے پہلے ہی وہاں سے روانہ ہو لیے۔

۱۹۳۸- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ [عَمْرِو] بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يُفِيضُونَ حَتَّى يَرَوْا الشَّمْسَ عَلَى نَبِيرٍ، فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَفَعَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ.

☀ فائدہ: مزدلفہ سے روانگی کا اصل وقت نماز فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہے، صرف ضعیفوں کے لیے رخصت ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد جاسکتے ہیں۔

۱۹۳۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الذبيح، ح: ۳۰۴۸ من حديث أسامة بن زيد به.

۱۹۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ۳۸۳۸ من حديث شفيان الثوري به.

مزدلفہ میں نماز اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱- کتاب المناسک

باب: ۶۵- مزدلفہ سے روانگی میں جلدی کرنا

(المعجم ۶۵) - باب التَّعْجِيلِ مِنْ جَمْعٍ

(التحفة ۶۶)

۱۹۳۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اہل کے ان ضعیف افراد میں شامل تھا جن کو آپ ﷺ نے مزدلفہ کی رات قبل از وقت روانہ فرما دیا تھا۔

۱۹۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعْفَةِ أَهْلِهِ.

☀ فائدہ: خواتین، بچے، مریض، بوڑھے اور کمزور افراد کے لیے رخصت ہے کہ وہ مزدلفہ سے فجر کی نماز سے پہلے ہی منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

۱۹۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی رات ہم بنی عبدالمطلب کے چھوٹے لڑکوں کو گدھوں پر سوار کر کے آگے بھیج دیا تھا۔ اس موقع پر آپ ہماری رانوں پر آہستہ آہستہ مارتے ہوئے فرما رہے تھے: ”بجو! سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ کو نکلریاں نہ مارنا۔“

۱۹۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهِيلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرْنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدَّمْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ أَغْيَلِمَةً بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حُمَرَاتٍ، فَجَعَلَ يَلْطَحُ أَفْخَاذَنَا وَيَقُولُ: «أُبَيِّنِي! لَا تَرْمُوا الْجُمُرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں [اللَّطْح] کا معنی ہے ”نرم انداز میں مارنا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اللَّطْحُ: الضَّرْبُ اللَّيِّنُ.

۱۹۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۱۹۴۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۹۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل . . . الخ، ح: ۱۶۷۸، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى . . . الخ، ح: ۱۲۹۳ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في مسند أحمد: ۲۲۲/۱.

۱۹۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من تقدم من جمع إلى منى لرمي الجمار، ح: ۳۰۲۵، والنسائي، ح: ۳۰۶۶ من حديث سفیان الثوري به، وسنده ضعيف * "الحسن العرنی ثقة، أرسل عن ابن عباس" (تقریب)، وللحديث شواهد ضعيفة.

۱۹۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب النهي عن رمي جمره العقبة قبل طلوع الشمس، ح: ۳۰۶۷ من حديث حبيب به وعن.

۱۱- کتاب المناسک

مزدلفہ میں نماز اور اس سے متعلق دیگر احکام و مسائل
رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے ضعیف افراد کو اندھیرے
ہی میں آگے روانہ فرما دیا کرتے تھے۔ اور انہیں حکم دینے
تھے کہ سورج طلوع ہونے تک جمرہ کو کنکریاں نہ ماریں۔

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنَا حَمْرَةُ
الزِّيَّاتُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَدِّمُ
ضَعْفَاءَ أَهْلِهِ بِغَلَسٍ وَيَأْمُرُهُمْ يَعْني: لَا
يَزْمُونَ الْجَمْرَةَ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

🌞 فائدہ: دسویں تاریخ کو رمی جمرہ کا مسنون وقت سورج طلوع ہونے کے بعد ہے۔

۱۹۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول
اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فجر والی رات فجر سے
پہلے ہی (منیٰ کی جانب) بھیج دیا۔ پس انہوں نے
(طلوع) فجر سے پہلے ہی جمرہ کو کنکریاں مار لیں پھر وہ
چلی گئیں اور طواف افاضہ کر لیا۔ اور یہ انہی کی باری کو
دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تھے۔

۱۹۴۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ:
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ يَعْني
ابْنَ عُثْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا
قَالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ بَأْمَ سَلَمَةَ لَيْلَةَ
النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ
مَضَتْ فَأَفَاضَتْ وَكَانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ، الْيَوْمُ
الَّذِي يَكُونُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - نَعْنِي
عِنْدَهَا.

۱۹۴۳- ایک خبر دینے والے نے بیان کیا کہ
حضرت اسماء (بنت ابی بکر) رضی اللہ عنہا نے جمرہ کی رمی کی تو میں
نے کہا: ہم نے تورات میں رمی کی ہے۔ (کنکریاں ماری
ہیں) انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے
زمانے میں ہم یہی کیا کرتے تھے۔

۱۹۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ:
أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: أَخْبَرَنِي مُخَبِّرٌ عَنْ أَسْمَاءَ:
أَنَّهَا رَمَتِ الْجَمْرَةَ. قُلْتُ: إِنَّا رَمَيْنَا
الْجَمْرَةَ بَلِيلٍ، قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا نَصْنَعُ هَذَا
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

۱۹۴۲- تخریج: [إسناده حسن] انفرہ أبو داود.

۱۹۴۳- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الرخصة للضعفة أن يصلوا يوم النحر الصبح
بمضى، ح: ۳۰۵۳ من حديث عطاء بن أبي رباح به، ورواه البيهقي: ۱۳۳/۵ من طريق أبي داود به * المخبر هو مولى
أسماء عبدالله بن كيسان.

۱- کتاب المناسک حج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

☀ فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں میں سورج طلوع ہونے سے قبل کنکریاں مارنے کا ذکر ہے۔ اس کی بابت صاحب عون لکھتے ہیں کہ یہ صرف عورتوں، بچوں اور ان کے غلاموں کے لیے ہے جو ان کی خدمت کیلئے ہوں۔ ان کے علاوہ دس ذوالحجہ کو کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ طلوع فجر سے پہلے کنکریاں مارے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۱۹۴۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ فَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ.

۱۹۴۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) روانہ ہوئے اور بڑے سکون اور آرام سے چلے۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماریں (مگر) وادی محسر میں سے تیزی سے نکلے تھے۔

☀ فائدہ: وادی محسر میں اصحاب اقل پر عذاب نازل ہوا تھا اور مقامات عذاب سے بڑی جلدی نکل جانا چاہیے۔

(المعجم ۶۶) - باب يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ
(التحفة ۶۷)

۱۹۴۵- حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ الْفَضْلِ: ۱۹۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حج میں قربانی والے دن حمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور پوچھا: ”یہ کون سادہ ہے؟“ لوگوں نے کہا: یہ قربانی کا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حج اکبر کا دن ہے۔“

۱۹۴۵- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ الْغَزَا: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَفَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ فَقَالَ: «أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟» قَالُوا: يَوْمُ النَّحْرِ. قَالَ: «هَذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ».

۱۹۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ: ۱۹۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت

۱۹۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الأمر بالسكينة في الإفاضة من عرفة، ح: ۳۰۲۴ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم، ح: ۱۲۹۹ عن أبي الزبير به مختصراً جداً * أبو الزبير عنعن.

۱۹۴۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ح: ۳۰۵۸ من حديث هشام بن الغزاه، وعلقه البخاري، ح: ۱۷۴۲، وصححه الحاكم: ۲/ ۲۳۱، ووافقه الذهبي.

۱۹۴۶- تخریج: أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب: كيف ينشد إلى أهل العهد، ح: ۳۱۷۷ عن أبي اليمان الحكم بن نافع، ومسلم، الحج، باب: لا يحج البيت مشرك... الخ، ح: ۱۳۴۷ من حديث الزهري به.

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

فَارِسٍ، أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ: أَبُو بَكْرٍ صَدِيقٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَعَمْ: أَنَا لَمْ أَكُنْ فِيهِمْ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي مَنْ يُؤَدُّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَنْى أَنْ لَا يَحْجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَيَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَالْحَجِّ الْأَكْبَرِ: الْحَجُّ.

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جنہوں نے قربانی کے روز منیٰ میں یہ اعلان کیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے۔ اور کوئی شخص بے لباس ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ اور قربانی کا دن (یوم النحر ہی) حج اکبر کا دن ہے۔ اور حج اکبر سے مراد حج ہے۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج سے ایک سال پہلے نو ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ فرمایا تھا اور اس موقع پر سورہ براءۃ (سورہ توبہ) کی آیات کے ذریعے سے کفار سے اعلان براءت کیا گیا تھا۔ ② مشرکین کو حرم میں داخلہ کی اجازت نہیں۔ انہیں طاقت کے ذریعے سے اس سے روکا جانا ضروری ہے۔ ③ طواف کے لیے ستر واجب ہے۔ ④ یوم النحر (قربانی کا دن) حج اکبر کا دن ہے۔ سورہ توبہ میں ہے ﴿وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ﴾ (التوبة: ۳) ”اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن میں یہ اعلان عام ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین سے بری ہے اور اس کا رسول بھی۔“ ⑤ ”حج اکبر“ سے مراد ”حج“ ہے۔ جبکہ کچھ روایات میں عمرہ کو حج اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ احادیث عوام الناس میں مشہور اس قول کی تردید کرتی ہیں کہ جب یوم عرفہ اور یوم جمعہ جمع ہو جائیں تو وہ حج اکبر ہوتا ہے۔ نہیں! بلکہ ہر حج خواہ وہ کسی بھی روز ہو ”حج اکبر“ ہی ہوتا ہے۔ جمعہ کے روز یوم عرفہ کا واقع ہونا ایک اتفاقی امر ہے اور اللہ کے ہاں قبولیت میں کوئی فرق نہیں۔

(المعجم ۶۷) - باب الأشهر الحرم (التحفة ۶۸)

باب: ۶۷- حرمت والے مہینوں کا بیان

۱۹۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ: «إِنَّ الرِّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ

۱۹۴۷- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے حج میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ زمانہ اپنی اس (اصل) کیفیت پر گھوم آیا ہے (جس پر کہ اپنے پہلے روز تھا) جب کہ اللہ نے آسمانوں

۱۹۴۷- تخریج: [إسناده صحيح] وهو متفق عليه، انظر الحديث الآتي، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۴۲۱۵ من حديث إسماعيل ابن علية به.

خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثُ مُتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ.

اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے متواتر ہیں یعنی ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم (چوتھا) مضر کا رجب ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اہل عرب میں قدیم سے یہ روایت چلی آتی تھی کہ ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم اور رجب کے مہینوں کو حرمت والے مہینے جانتے تھے اور ان میں قتل و غارت اور عام دنگا فساد سے پرہیز کرتے تھے۔ چنانچہ اسلام نے بھی ان کی حرمت کو بحال رکھا ہے، مگر اس کا یہ مفہوم نہیں کہ باقی مہینوں میں جو جی چاہے کیا جائے نہیں بلکہ ہمیشہ ہی اللہ کی حرمت کا پاس رکھنا فرض اور واجب ہے، مگر ان مہینوں میں اور زیادہ اہتمام کیا جانا چاہیے۔ سورہ توبہ میں ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة: ۳۶) ”مہینوں کی تعداد اللہ کے ہاں بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں جس دن کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔“ ② ”زمانہ گھوم آیا ہے“ اس میں اہل جاہلیت کی اس قبیح رسم کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے۔ مثلاً محرم کو صفر کی جگہ مؤخر اور صفر کو مقدم کر دیا اور اسے ”نسّی“ سے تعبیر کرتے تھے۔ اس طرح سال کی تاریخوں میں بہت خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ اور جس سال نبی ﷺ نے حج کیا اس سال حج اور تاریخ اپنے بالکل صحیح وقت پر آئی تھی۔ قرآن کریم نے عملِ نسی کو کفریہ اعمال میں سے شمار کیا ہے اور آئندہ صحیح تاریخ کی حفاظت کی ترغیب دی ہے۔ ﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ.....﴾ (النسبة: ۳۷) ③ ماہ رجب کو قبیلہ مضر کی طرف اس لیے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اس کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔

۱۹۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَيَّاضٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ السَّخْتِيَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۱۹۴۸- محمد بن سیرین، ابن ابی بکرہ سے وہ (اپنے والد) ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔

۱۹۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح: ۴۴۰۶، ومسلم، القسامة والمحاربين، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال من حديث عبد الوهاب الثقفي به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمَّاهُ ابْنُ عَوْنٍ فَقَالَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ
أَبِي بَكْرَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

(المعجم ۶۸) - باب مَنْ لَمْ يُذْرِكْ عَرَفَةَ
(التحفة ۶۹)

۱۹۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:
أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْمَرَ الدَّيْلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ
النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِعَرَفَةَ، فَجَاءَ نَاسٌ - أَوْ نَفَرٌ
- مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، فَأَمَرُوا رَجُلًا فَنَادَى
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: كَيْفَ الْحَجُّ؟ فَأَمَرَ رَجُلًا
فَنَادَى: «الْحَجُّ: الْحَجُّ يَوْمَ عَرَفَةَ، مَنْ
جَاءَ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ لَيْلَةٍ جَمَعَ فَتَمَّ
حَجَّهُ أَيَّامَ مِنَى ثَلَاثَةً فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ
فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ».
قَالَ: ثُمَّ أَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَهُ فَجَعَلَ يُنَادِي
بِذَلِكَ.



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مِهْرَانُ
عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: «الْحَجُّ، الْحَجُّ»
مَرَّتَيْنِ. وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ
عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: «الْحَجُّ» مَرَّةً.

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل
امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عمن نے نام
لے کر کہا کہ عبدالرحمن بن ابی بکرہ (اپنے والد) ابو بکرہ
رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

باب: ۲۸- جو شخص وقوف عرفات نہ پاسکے؟

۱۹۴۹- جناب عبدالرحمن بن یحییٰ الدیلمی رحمہ اللہ بیان
کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہوا جب کہ آپ میدان عرفات میں تھے۔ اسی دوران
میں نجد کی طرف کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے ایک
شخص کو کہا تو اس نے پکار کر کہا: اے اللہ کے رسول! حج
کیسے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے (بھی) ایک شخص کو حکم
دیا اور اس نے پکار کر کہا: ”حج حج عرفات کا دن ہے۔ جو شخص
مزدلفہ کی رات میں فجر کی نماز سے پہلے پہلے یہاں آ گیا
اس کا حج پورا ہو گیا۔ منیٰ کے دن تین ہیں۔ جو شخص دو دن
بعد جلدی سے واپس ہو جائے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو
تاخیر کرے (تیسرا دن بھی وقوف کرے) تو اس پر بھی
کوئی گناہ نہیں۔“ پھر آپ نے اپنے پیچھے ایک شخص کو
سوار کر لیا جو اس بات کی منادی کرنے لگا۔

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مہران نے سفیان سے
ایسے ہی روایت کیا ہے [الحج الحج] (یعنی) دوبارہ۔
جبکہ یحییٰ بن سعید قطان نے سفیان سے یہ لفظ [الحج]
ایک بار بیان کیا ہے۔

۱۹۴۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج،
ح: ۸۸۹، ۸۹۰، والنسائي، ح: ۳۰۱۹، وابن ماجه، ح: ۳۰۱۵ من حديث سفیان الثوري به، وصححه ابن خزيمة،
ح: ۲۸۲۳، والحاكم، ۱/ ۲۷۸، ۴۶۳، ۴۶۴، ووافقه الذهبي.

ج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

☀ فائدہ: وقوف عرفات حج کا رکن ہے۔ خواہ معمولی وقت کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کا وقت نود و الحجہ کو زوال کے وقت سے لے کر اگلے دن صبح صادق سے پہلے تک ہے۔ جس سے یہ وقوف فوت ہو جائے اس کا حج نہیں۔

۱۹۵۰- حضرت عروہ بن مضر بن طائی رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں کہ میں مزدلفہ میں وقوف کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں قبیلہ طے کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری کو ہلکان کیا ہے اور اپنے آپ کو بہت تھکا دیا ہے۔ قسم اللہ کی! میں نے کوئی ٹیلہ (یا پہاڑ) نہیں چھوڑا مگر اس پر وقوف کیا ہے۔ تو کیا میرا حج ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز (نجر) پالی اور اس سے پہلے وہ رات یا دن میں عرفات میں حاضر ہو چکا ہے تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔ (اس نے مناسک حج پورے کر لیے۔ اب مابعد کے دیگر اعمال حج پورے کر کے اپنا احرام کھول دے۔“)

۱۹۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

عَنْ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرَّسٍ الطَّائِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْمَوْقِفِ يَعْنِي بِجَمْعٍ قُلْتُ: حِجَّتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مِنْ جَبَلِي طِيٍّ أَكَلْتُ مَطِيَّتِي وَأَتَعَبْتُ نَفْسِي، وَاللَّهِ! مَا تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ، فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مَعَنَا هَذِهِ الصَّلَاةَ، وَأَتَى عَرَفَاتٍ قَبْلَ ذَلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفْتَهُ».

باب: ۶۹- منیٰ میں پڑاؤ کرنے کا بیان

(المعجم ۶۹) - باب التَّزْوِلِ بِمَنَى

(التحفة ۷۰)

۱۹۵۱- عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ ایک صحابی سے

بیان کرتے ہیں اس نے کہا: نبی ﷺ نے منیٰ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں اپنے اپنے مقامات پر اترنے کا

۱۹۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ حُمَيْدِ الْأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

۱۹۵۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج، ح: ۸۹۱، والنسائي، ح: ۳۰۴۲، وابن ماجه، ح: ۳۰۱۶، من حديث إسماعيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۸۲۰، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۸۳۹، ۳۸۴۰، والحاكم، ح: ۴۶۳/۱، ووافقه الذهبي.

۱۹۵۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي، ح: ۱۳۸/۵، من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۴/۳۷۴/۵، ۶۱.

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل
قبل از اسلام ایک گھر کی نگران تھیں (جس میں بت ہوا کرتے تھے)..... وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رؤوس والے دن ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کونسا دن ہے؟“ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا یہ ایام تشریق کا درمیانی دن نہیں ہے؟“

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ حُصَيْنٍ: حَدَّثَنِي جَدَّتِي سَرَاءُ بِنْتُ نَبْهَانَ - وَكَانَتْ رَبَّةً بَيْتٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ - قَالَتْ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الرُّؤُوسِ فَقَالَ: «أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟» قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «الْيَسَّ أَوْسَطَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ؟».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: ابو حرہ رقاشی کے بچانے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ آپ نے ایام تشریق کے درمیانی دن میں خطبہ دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قَالَ عَمُّ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ: أَنَّهُ خَطَبَ أَوْسَطَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

🌅 فوائد و مسائل: ① عید الاضحیٰ (دس ذوالحجہ) کے بعد تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ ”تشریق“ کے معنی ہیں گوشت کے ٹکڑے کر کے دھوپ میں خشک کرنا۔ پہلا دن یوم النفر (بمعنی قرار) اور دوسرا دن ”یوم الرؤوس“ کہلاتا ہے۔ یعنی ”سریوں والا دن“ کہ وہ قربانیوں کی سریاں پکا کر کھاتے تھے۔ اور تیسرے دن کو ”یوم النفر“ (رواگی کا دن) کہتے ہیں۔ ② اس موقع پر امام حج کے لیے خطبہ دینا مستحب ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ حسب موقع اہم مسائل کی تذکیر کی جانی چاہیے۔

باب: ۱۷- قربانی والے دن خطبہ

(المعجم ۷۱) - باب مَنْ قَالَ: خَطَبَ يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ۷۲)

۱۹۵۴- حضرت ہر ماس بن زیاد باہلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں قربانی والے دن اپنی عضباء اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

۱۹۵۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي الْهَرْمَاسُ بْنُ زِيَادٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعُضْبَاءِ يَوْمَ الْأَضْحَى بِمِنَى.

۱۹۵۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۸۵، والنسائي في الكبرى، ح: ۴۰۹۵ من حديث عكرمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۵۳، وابن حبان، ح: ۱۰۱۶.

۱۹۵۵- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں قربانی والے دن رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا۔

۱۹۵۵- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيَّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ الْكَلَّاعِيُّ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ خُطْبَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَنَى يَوْمَ النَّحْرِ.

باب: ۷۲- قربانی والے دن خطبہ دینے کا وقت

(المعجم ۷۲) - بَابُ: أَيَّ وَفْتٍ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ۷۳)

۱۹۵۶- جناب رافع بن عمرو مزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں اپنے سفید خچر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے جبکہ دن اونچا آچکا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی بات آگے پہنچا رہے تھے۔ لوگ کچھ بیٹھے تھے اور کچھ کھڑے تھے۔

۱۹۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ الْمُزَنِيِّ: حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ عَمْرٍو الْمُزَنِيُّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمَنَى حِينَ ارْتَفَعَ الضُّحَى عَلَى بَعْلَةِ شَهْبَاءَ وَعَلَيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ وَالنَّاسُ بَيْنَ قَائِمٍ وَقَاعِدٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① امام حج کا اس دن خطبہ دینا مستحب ہے۔ ② آپ ﷺ نے ایک موقع پر اپنی اونٹنی پر سے خطبہ دیا اور دوسرے موقع پر سفید خچر پر سے اس میں تعارض نہیں ہے۔

(المعجم ۷۳) - بَابُ مَا يَذْكُرُ الْإِمَامُ فِي خُطْبَتِهِ بِمَنَى (التحفة ۷۴)

۱۹۵۷- حضرت عبدالرحمن بن معاذ تمیمی رضی اللہ عنہ بیان

۱۹۵۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۱۹۵۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۱۴۰/۵ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۴۹، وأصله عند الترمذي، ح: ۶۱۶ وقال: "حسن صحيح".

۱۹۵۶- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۴۰۹۴ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وصرح بالسماع، وتابعه يعلى بن عبيد، وانظر، ح: ۴۰۷۳.

۱۹۵۷- تخریج: [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما ذكر في منى، ح: ۲۹۹۹ من حديث عبدالوارث به، وانظر، ح: ۱۹۵۱.

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جبکہ ہم منیٰ میں تھے۔ پس (اللہ تبارک و تعالیٰ نے) ہمارے کان کھول دیے ہم اپنے اپنے پڑاؤ پر تھے اور وہ سب کچھ سن رہے تھے جو آپ فرما رہے تھے۔ آپ ہمیں اعمال حج کی تعلیم فرما رہے تھے حتیٰ کہ جرات تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنی شہادت کی انگلیاں (اپنے کانوں میں) رکھیں اور فرمایا: ”چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو۔“ آپ نے مہاجرین کو حکم دیا تو وہ مسجد (خیف) کے آگے کی طرف اترے۔ اور انصار کو حکم دیا تو وہ مسجد سے پیچھے کی طرف اترے۔ پھر دوسرے لوگ ان کے بعد اترے۔

الْوَارِثُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاذٍ التَّيْمِيِّ قَالَ: حَظَبْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ بِمَنَى فَفَتَحَتْ أَسْمَاعُنَا حَتَّى كُنَّا نَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا، فَطَفِقَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتَّى بَلَغَ الْجِمَارَ فَوَضَعَ إصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «بِحَصَى الْخَذْفِ» ثُمَّ أَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَتَزَلُّوا فِي مُقَدِّمِ الْمَسْجِدِ، وَأَمَرَ الْأَنْصَارَ فَتَزَلُّوا مِنْ وَرَاءِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ نَزَلَ النَّاسُ بَعْدَ ذَلِكَ.

🌅 فوائد و مسائل: ① یہ نبی ﷺ کا معجزہ تھا کہ دور کے لوگوں نے اپنی اپنی جگہ پر آپ کا خطبہ سن لیا۔ ② ”شہادت کی انگلیاں رکھیں“ اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ آپ نے اپنے کانوں میں رکھیں اور بلند آواز سے فرمایا۔ ابو داؤد کے ایک نسخہ سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے اس میں [فِي أُذُنَيْهِ] کا اضافہ ہے۔ (نیل الاوطار) یا ہو سکتا ہے کہ آپ نے انگوٹھوں کے درمیان اپنی انگلیاں رکھ کر اشارہ فرمایا ہو کہ اس طرح کی چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو۔ (بذل المحمود)

باب ۷۴: منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کا بیان

(المعجم ۷۴) - بَابُ: يَبِيتُ بِمَكَّةَ لَيْلِي
مَنَى (التحفة ۷۵)

۱۹۵۸- عبد الرحمن بن فروخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کرتے ہیں تو ہم میں سے کوئی مکہ بھی آ جاتا ہے اور اپنے مال کے ساتھ رات گزارتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو راتیں منیٰ میں گزاری تھیں اور دن بھی۔

۱۹۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي حَرِيزٌ - أَوْ أَبُو حَرِيرٍ الشَّكُّ مِنْ يَحْيَى - أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ فَرْوَحٍ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنَّا نَتَّبَاعُ بِأَمْوَالِ النَّاسِ فَيَأْتِي أَحَدُنَا مَكَّةَ فَيَبِيتُ

۱۹۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۳/۵ من حديث أبي داود به * حرير أو أبو حريز مجهول كما في التفرير وغيره.

عَلَى الْمَالِ؟ فَقَالَ: أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَبَاتَ بِمَنَى وَظَلَّ.

۱۹۵۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ،
عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اسْتَأْذَنَ
الْعَبَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ
لَيَالِي مَنَى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأُذِنَ لَهُ.

۱۹۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں
کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت
طلب کی تھی کہ لوگوں کو پانی پلانے کی غرض سے منیٰ کی
راتیں مکہ میں گزار لیں تو آپ نے ان کو اجازت دے
دی تھی۔

☀ فائدہ: کوئی معقول شرعی عذر ہو تو منیٰ سے باہر رہ سکتا ہے مثلاً حجاج کی خدمت جانوروں کو چرانایا مریض اور اس
کی تیمارداری وغیرہ۔ اس قسم کے عذار کے علاوہ منیٰ میں رات گزارنا ضروری ہے۔

(المعجم ۷۵) - باب الصَّلَاةِ بِمَنَى
(التحفة ۷۶)

۱۹۶۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أَنَّ أَبَا مُعَاوِيَةَ
وَحَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ حَدَّثَاهُمَا وَحَدَّثَ أَبِي
مُعَاوِيَةَ أَتَمَّ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: صَلَّى
عُثْمَانُ بِمَنَى أَرْبَعًا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ:
صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ
رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ - زَادَ عَنْ
حَفْصٍ: وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ
أَتَمَّهَا - زَادَ مِنْ هُهْنًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ - ثُمَّ

۱۹۶۰- جناب عبدالرحمن بن یزید نے بیان کیا کہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں تو
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے
ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو دو
رکعتیں (قصر) پڑھی ہیں۔ (مسدد نے) حفص بن
غیاث سے مزید یہ بھی کہا: اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی
کہ وہ ابتدائی دور خلافت میں (قصر کرتے رہے) پھر
آخر میں وہ پوری پڑھنے لگے تھے۔ (مسدد نے) یہاں
سے ابو معاویہ سے یہ اضافہ کیا کہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے



۱۹۵۹- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب: هل يبيت أصحاب السقاية أو غيرهم بمكة ليالي منى؟،
ج: ۱۷۴۵، ومسلم، الحج، باب وجوب المبيت بمنى ليالي أيام التشريق ... الخ، ج: ۱۳۱۵ من حديث ابن نمير
به، وانظر، ج: ۲۰۲۵.

۱۹۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، التقصير، باب الصلوة بمنى، ج: ۱۰۸۴، ومسلم، صلاة المسافرين، باب
قصر الصلوة بمنى، ج: ۶۹۵ من حديث الأعمش به * حديث معاوية بن قرة عن أشياخه غير متفق عليه.

حج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کہا: پھر تمہاری راہیں مختلف ہو گئیں اور مجھے دو رکعتیں جو (اللہ کے ہاں) قبول ہو جائیں چار رکعتوں سے بہتر معلوم ہوتی ہیں۔ اعمش نے کہا: مجھے معاویہ بن قرہ نے اپنے بزرگوں (اساتذہ) سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی چار رکعتیں پڑھیں تو ان سے کہا گیا کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ پر عیب لگاتے ہیں پھر بھی چار پڑھتے ہیں؟ کہنے لگے: اختلاف کرنا برا کام ہے۔

تَفَرَّقَتْ بِكُمْ الطَّرِيقُ، فَلَوَدِدْتُ أَنَّ لِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكَعَتَيْنِ مُتَبَعَتَيْنِ. قَالَ الْأَعْمَشُ: فَحَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ أَشْيَاحِهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ صَلَّى أَرْبَعًا! قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: عِبْتُ عَلَى عُثْمَانَ ثُمَّ صَلَّيْتُ أَرْبَعًا! قَالَ: الْخِلَافُ شَرٌّ.

 فائدہ: اس روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ عمل منقول ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت میں (ابتدائی چھ سال کے بعد) منیٰ میں قصر کی بجائے پوری چار رکعت پڑھنی شروع کر دی تھیں۔ اس کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں، لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے محض جواز کی بنیاد پر پوری نماز پڑھی تھی اسی لیے پہلے چھ سال تک وہ قصر ہی کرتے رہے تھے۔ اور اسی جواز ہی کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی متابعت میں پوری نماز پڑھ لی اور اس میں اختلاف کرنے کو پسند نہیں کیا۔ حالانکہ وہ خود بیان کر رہے ہیں کہ اس سے قبل وہ قصر کرتے رہے۔ اگر پوری نماز پڑھنے کا جواز نہ ہوتا تو وہ یقیناً اس سے اختلاف کرتے اور اختلاف کو برا کام نہ کہتے، کیونکہ جس چیز کا جواز ہی نہ ہو اس سے تو اختلاف کرنا ضروری ہے اس اختلاف کو تو کسی صورت میں برا کام نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم مسافر کے لیے قصر اور اتمام دونوں باتوں کو جائز سمجھنے کے باوجود وہ ڈرتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی متابعت میں انہوں نے جو چار رکعتیں پڑھی ہیں، کہیں وہ عند اللہ مقبول نہ ہوں اس لیے اللہ کی طرف سے اگر دو رکعتیں بھی مقبول ہو جائیں تو بڑی بات ہے بے شک چاروں رکعتیں مقبول نہ ہوں۔ ان کی یہ بات خشیتِ الہی اور جذبہ اتباع سنت کی مظہر ہے جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متصف تھے۔

۱۹۶۱- امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات اس لیے پڑھی تھیں کہ انہوں نے حج کے بعد وہیں اقامت کا عزم کر لیا تھا۔

۱۹۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ:

أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ عُثْمَانَ إِنَّمَا صَلَّى بِمَنَى أَرْبَعًا لِأَنَّهُ أَجْمَعَ عَلَى الْإِقَامَةِ بَعْدَ الْحَجِّ.

۱۹۶۲- جناب ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چار رکعت پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ

۱۹۶۲- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ

۱۹۶۱- تخریج: [إسناده ضعيف] السند منقطع * الزهري لم يدرك عثمان رضي الله عنه .

۱۹۶۲- تخریج: [إسناده ضعيف] السند منقطع * ومغيرة بن مقسم عنعن .

۱۱- کتاب المناسک

ج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

انہوں نے اسے وطن بنالیا تھا۔ (یہاں انہوں نے شادی کر لی تھی۔)

قال: إِنَّ عُثْمَانَ صَلَّى أَرْبَعًا لِأَنَّهُ اتَّخَذَهَا وَطَنًا.

۱۹۶۳- امام زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب طائف میں اپنی جائیداد لے لی اور یہاں اقامت کا ارادہ کر لیا تو چار رکعتیں پڑھیں۔ ان کے بعد دیگر ائمہ (بنی امیہ) نے یہی عمل اختیار کر لیا۔

۱۹۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: لَمَّا اتَّخَذَ عُثْمَانُ الْأَمْوَالَ بِالطَّائِفِ وَأَرَادَ أَنْ يَقِيمَ بِهَا صَلَّى أَرْبَعًا، قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ بِهِ الْأُئِمَّةُ بَعْدَهُ.

۱۹۶۳- امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں بدوی لوگوں کی وجہ سے پوری نماز پڑھی تھی کیونکہ وہ اس سال بہت کثیر تعداد میں آئے تھے تو انہوں نے لوگوں کو چار رکعتیں پڑھائیں تاکہ ان بدویوں کو معلوم رہے کہ نماز چار رکعات ہے۔

۱۹۶۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بَيْنِي مِنْ أَجْلِ الْأَعْرَابِ لِأَنَّهُمْ كَثُرُوا عَامِدًا، فَصَلَّى بِالنَّاسِ أَرْبَعًا لِيَعْلَمَهُمْ أَنَّ الصَّلَاةَ أَرْبَعٌ.



☀ فائدہ: یہ چاروں آثار ضعیف ہیں۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منیٰ میں پوری نماز پڑھنے کی وجہ صرف مسافر کے لیے قصر کی بجائے پوری نماز پڑھنے کا جواز ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں۔

(المعجم ۷۶) - باب الْقَصْرِ لِأَهْلِ مَكَّةَ (التحفة ۷۷)

۱۹۶۵- حضرت حارث بن وہب رحمہ اللہ الخزامی رضی اللہ عنہ کی ماں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی اور ان سے ان کا بیٹا عبید اللہ بن عمر پیدا ہوا تھا۔ حارث نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں نماز پڑھی۔ لوگوں کی

۱۹۶۵- حَدَّثَنَا الثُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي حَارِثُ ابْنِ وَهْبٍ الْخَزَاعِيُّ - وَكَانَتْ أُمُّهُ تَحْتَ عُمَرَ فَوَلَدَتْ لَهُ عُيَيْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ - قَالَ:

۱۹۶۳- تخریج: [إسناده ضعيف] السند منقطع، انظر، ح: ۱۹۶۱.
۱۹۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۴۴/۳ من حديث أبي داود به، والسند منقطع كما تقدم، ح: ۱۹۶۱.
۱۹۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، صلوۃ المسافرين، باب قصر الصلوة بمنى، ح: ۶۹۶ من حديث زهير، والبخاري، التفسير، باب الصلوة بمنى، ح: ۱۰۸۳ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

۱۱- کتاب المناسک حج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَنْىَ وَالنَّاسُ أَكْثَرُ مَا كَانُوا فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

تعداد بہت زیادہ تھی تو آپ نے ہمیں حجۃ الوداع میں دو رکعتیں پڑھائیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَارِثُهُ مِنْ خُرَاعَةَ وَدَارُهُمْ بِمَكَّةَ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: حارثہ قبیلہ خزاعہ کے فرد تھے اور ان کا گھر مکہ میں تھا۔

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ منیٰ میں قصر کرنا مناسک حج کا حصہ ہے اس لیے دیگر مسافرین کی طرح اہل مکہ بھی منیٰ میں نماز قصر کر کے ہی پڑھیں گے۔ البتہ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد اہل مکہ کا منیٰ میں قصر کرنا جائز نہ ہوگا۔

(المعجم ۷۷) - بَابُ: فِي رَمِي الْجِمَارِ (التحفة ۷۸)

باب: ۷۷-۷۸۔ حمرات کو نکلریاں مارنا

۱۹۶۶- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْأَخْوَصِ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَهُوَ رَاكِبٌ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، وَرَجُلٌ مِنْ خَلْفِهِ يَسْتُرُهُ، فَسَأَلْتُ عَنْ الرَّجُلِ؟ فَقَالُوا: الْقُضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَازْدَحَمَ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا يَقْتُلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَإِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ».

۱۹۶۶- سلیمان بن عمرو بن الاخوص کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی کے درمیان سے جمرہ کو نکلریاں مارتے دیکھا جب کہ آپ سواری پر تھے۔ آپ ہر نکلری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ ایک شخص آپ کے پیچھے سے آپ کو چھپائے ہوئے تھا۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا تو کہا: فضل بن عباس ہیں۔ لوگوں نے بہت بھیڑ کر دی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! ایک دوسرے کو قتل مت کرو۔ اور جب تم جمرے کو نکلریاں مارو تو چھوٹی چھوٹی مارو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”الجرۃ“ کے لغت میں کئی معانی ہیں: ”دکھتا ہوا کوئلہ“ ایسا قبیلہ جو کسی اور سے ملا ہوا نہ ہو اور تین سو یا ایک ہزار سو ماؤں کی جماعت کو ”جرہ“ کہتے ہیں۔ ایک قبیلے کا دوسروں کے مقابلہ میں جمع ہو جانا بھی ”جرہ“ کہلاتا ہے۔ اور اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرہ یا حمرات کہتے ہیں جہاں حاجی نکلریاں مارتے ہیں۔ یہ مقام اصل

۱۹۶۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب: من أين ترمى جمرۃ العقبة؟، ح: ۳۰۳۱ من حديث علي بن مسهر به * يزيد ضعيف، تقدم حاله، ح: ۱۴۷۴.

میں چھوٹی کنکریوں کے ڈھیر سے تھے۔ (چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے) جو مکہ کی جانب میں ہے اسے جمرہ کبریٰ اور جمرہ عقبہ کہتے ہیں۔ جوئی کی طرف ہے اسے جمرہ صغریٰ اور ان کے درمیان والے کو جمرہ وسطیٰ کہا جاتا ہے۔ [۲] حصی الخذف کی توضیح کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۹۰۵، فائدہ: ۳۵)

۱۹۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو ثَوْرٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ وَوَهْبُ بْنُ بَيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِيْدَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ رَاكِبًا، وَرَأَيْتُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ حَجْرًا فَرَمَى، وَرَمَى النَّاسُ.

۱۹۶۷- سلیمان بن عمرو بن الاحوص کی والدہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ کے پاس دیکھا۔ آپ سواری پر تھے۔ میں نے آپ کی انگلیوں میں کنکریاں دیکھیں۔ آپ نے وہ ماریں تو پھر اور لوگوں نے بھی ماریں۔

☀ توضیح: لفظ ”جر“ کا ترجمہ ”کنکریاں“ دوسری روایات کی بنا پر صحیح ہے نیز اسی روایت میں [بَيْنَ أَصَابِعِهِ] یعنی انگلیوں کے بیچ میں“ کا لفظ بھی موجود ہے۔ ورنہ معروف معنوں میں ”پتھر“ مارنا تو جائز نہیں ہے۔

۱۹۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ بِإِسْنَادِهِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. زَادَ: وَلَمْ يَقُمْ عِنْدَهَا.

۱۹۶۸- یزید بن ابی زیاد نے اپنی سند سے اسی کے مثل روایت کیا اور اضافہ کیا کہ آپ جمرہ کے پاس رکے نہیں۔

۱۹۶۹- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي الْجِمَارَ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ بَعْدَ يَوْمِ التَّحْرِ مَاشِيًا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا، وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۱۹۶۹- نافع بن عبد الرحمن نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بتایا کہ وہ قربانی کے دن (یعنی دس ذوالحجہ) کے بعد تین دنوں میں جمرات کے پاس پیدل ہی آتے جاتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

۱۹۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۱۹۶۸- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

۱۹۶۹- تخریج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ۵/ ۱۳۱ من حديث أبي داود به، ورواه الترمذي، ح: ۹۰۰ من حديث عبيد الله بن عمر عن نافع به.

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۹۷۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قربانی والے دن اپنی سواری پر سے کنکریاں مار رہے تھے اور فرماتے تھے: ”مجھ سے اپنے اعمال جج سیکھ لو میں نہیں جانتا شاید میں اپنے اس جج کے بعد جج نہ کر سکوں۔“

۱۹۷۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ يَقُولُ: «لَتَأْخُذُوا مِنَّا سِكِّكُمْ». قَالَ: «لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحْجُبُ بَعْدَ حَاجَتِي هَذِهِ».

۱۹۷۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قربانی والے دن چاشت کے وقت اپنی سواری پر سے رمی کر رہے تھے۔ مگر اس کے بعد کے دنوں میں سورج ڈھلنے کے بعد کی۔

۱۹۷۱- حَدَّثَنَا ابْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى، فَأَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

۱۹۷۲- وبرہ (بن عبد الرحمن سلمی) کہتے ہیں میں

نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں کس وقت جمرات کو کنکریاں ماروں؟ انہوں نے کہا: جب تمہارا امام مارے تم بھی مار لو۔ میں نے اپنا سوال دہرایا تو بولے: ہم سورج ڈھلنے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو رمی کرتے تھے (قربانی والے دن کے بعد کے ایام میں۔)

۱۹۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ وَبَرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ: مَتَى أَرْمِي الْجِمَارَ؟ قَالَ: إِذَا رَمَى إِمَامُكَ فَارْمِ، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ، فَقَالَ: كُنَّا نَتَحَيَّنُ زَوَالَ الشَّمْسِ، فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا.

۱۹۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرۃ العقبة يوم النحر راكبًا... الخ، ح: ۱۲۹۷ من حدیث ابن جریر بہ۔

۱۹۷۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب بیان وقت استحباب الرمي، ح: ۱۲۹۹ من حدیث ابن جریر بہ، وعلقہ البخاری قبل حدیث: ۱۷۴۶۔

۱۹۷۲- تخریج: أخرجه البخاری، الحج، باب رمي الجمار، ح: ۱۷۴۶ من حدیث مسعر بہ۔

۱۹۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرُ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَنًى فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، كُلَّ جَمْرَةٍ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، وَيَقِفُ عِنْدَ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ فَيُطِيلُ الْقِيَامَ وَيَتَضَرَّعُ وَيَرْمِي الثَّالِثَةَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا.



۱۹۷۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دس تاریخ کو قربانی والے دن) ظہر پڑھ لینے کے بعد دن کے آخری حصے میں طواف افاضہ کیا۔ پھر آپ منیٰ لوٹ آئے۔ اور ایام تشریق کی راتیں یہیں ٹھہرے رہے۔ سورج ڈھلنے کے بعد حمرات کو نکلتا ہوا مارتے تھے۔ ہر حجرے کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے۔ پہلے اور دوسرے حجرے کے پاس کافی لمبی دیر رکھتے اور اپنی عاجزی اور تضرع کا اظہار کرتے (دعا میں کرتے) پھر تیسرے حجرے کو نکلتا ہوا مارتے مگر اس کے پاس نہیں رکھتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① دسویں تاریخ (یوم النحر) کو سورج نکلنے کے بعد ایک حجرہ عقبہ کو نکلتا ہوا ماری جاتی ہیں۔ اور باقی دنوں میں تینوں حمرات کو زوال کے بعد۔ ⑤ پہلے اور دوسرے حجرے کو رمی کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا سنت ہے تیسرے کے پاس نہیں۔ ⑥ اس حدیث میں [حِينَ صَلَّى الظُّهْرُ] ”ظہر پڑھ لینے کے بعد“ کے الفاظ منکر ہیں (شیخ البانی رحمہ اللہ)۔

۱۹۷۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ

۱۹۷۴- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ حجرہ کبرئ (حجرہ عقبہ) کے پاس پہنچے تو آپ نے بیت اللہ کو اپنے بائیں جانب اور منیٰ کو دائیں جانب کیا اور پھر حجرے کو سات کنکریاں ماریں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اور اس طرح سے

۱۹۷۳- [تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۹۰/۶ عن علي بن بحر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۵۶، ۲۹۷۱، وابن حبان، ح: ۱۰۱۳، والحاكم على شرط مسلم: ۴۷۷/۱، ۴۷۸، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند ابن حبان.

۱۹۷۴- [تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب رمي الجمار بسبع حصيات، ح: ۱۷۴۸ عن حفص بن عمر، ومسلم، الحج، باب رمي جمره العقبة من بطن الرادى . . . الخ، ح: ۱۲۹۶ من حديث شعبة به.

حج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۱- کتاب المناسک

الْكُبْرَى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنَى عَنْ يَمِينِهِ وَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ وَقَالَ: هَكَذَا رَمَى الَّذِي أَنْزَلْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ.

فائدہ: اور یہ وہی منظر ہے جس کا ذکر دیگر احادیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے وادی کے دامن میں سے کنکریاں

ماریں۔ (صحیح البخاری، الحج، حدیث: ۱۷۵۰)

۱۹۷۵- ابوالبدر بن عاصم رحمہ اللہ اپنے والد سے

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ میں راتیں گزارنے سے رخصت دی تھی (کہ) یہ لوگ قربانی والے دن رمی کریں، پھر اگلے دن (گیارہویں تاریخ کو) اس کے بعد اگلا دن چھوڑ کر روانگی والے دن دو دن کی رمی کریں۔

۱۹۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ ابْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوتَةِ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ يَوْمَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ يَوْمَيْنِ، وَيَوْمَ الْفَتْحِ.

۱۹۷۶- ابوالبدر بن عدی اپنے والد سے روایت

کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی تھی کہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں۔

۱۹۷۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدِ ابْنَيْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَوْمُوا يَوْمًا وَيَدْعُوا يَوْمًا.

فائدہ: ابوالبدر کے والد کا نام عاصم اور دادا کا نام عدی ہے۔ اس سند میں اس کو دادا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۱۹۷۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاة أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح: ۹۵۵، والنسائي، ح: ۳۰۷۰، وابن ماجه، ح: ۳۰۳۶، ۳۰۳۷ من حديث عبد الله بن أبي بكر به، وهو في الموطأ (بحی): ۴۰۸/۱، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۷۵، وابن حبان، ح: ۱۰۱۵، والحاكم: ۴۷۸/۱، ۴۷۹/۳، ووافقه الذهبي.

۱۹۷۶- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ۱۵۱/۵ من حديث أبي داود به.

جج سے متعلق دیگر احکام ومسائل

۱۹۷۷- ابو جحر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رمی جمار کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ کنکریاں ماری تھیں یا سات۔

۱۹۷۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مِجَلَزٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجِمَارِ، فَقَالَ: مَا أَدْرِي أَرَمَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسِتٍّ أَوْ بِسَبْعٍ؟

فائدہ: دیگر اصحاب کرام جابر بن عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی صحیح احادیث میں بغیر شک کے سات کنکریوں کا ذکر ہے لہذا اسی پر عمل ہوگا۔

۱۹۷۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی (دسویں تاریخ کو) حجرہ عقبہ کی رمی کر لے تو اس کے لیے بیویوں کے سوا ہر شے حلال ہوگئی۔“

۱۹۷۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَمَى أَحَدُكُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ضعیف ہے۔ حجاج (بن الرطاة) نے زہری کو نہ دیکھا ہے اور نہ اس سے کچھ سنا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، الْحَجَّاجُ لَمْ يَرِ الزُّهْرِيَّ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی صحت وضعف میں اگرچہ اختلاف ہے تاہم دیگر احادیث سے مسئلہ اسی طرح ثابت ہے کہ دسویں تاریخ کو رمی کے بعد حاجی کے لیے بیوی کے علاوہ دیگر ممنوعات حلال ہو جاتی ہیں۔ اسے اصطلاحاً ”حل ناقص“ یا ”حل اصغر“ کہتے ہیں۔ طواف افاضہ کے بعد بیوی سے بھی مباشرت (ہم بستری) ہو سکتی ہے اور اسے ”حل کامل“ یا ”حل اکبر“ کہتے ہیں۔

۱۹۷۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب عدد الحمى التي يرمى بها الجمار، ح: ۳۰۸۰ من حديث خالد بن الحارث به.

۱۹۷۸- تخریج: [إسناده ضعيف] من أجل الحجاج بن أرطاة، وله لون آخر عند أحمد: ۱۴۳/۶، وابن خزيمة، ح: ۲۹۳۷، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ۴۳/۱، والبيهقي: ۱۳۵/۵ وغيرهما.

باب: ۷۸- سرمنڈانے یا کتروانے کا بیان

(المعجم ۷۸) - باب الحلق والتقصير
(التحفة ۷۹)

۱۹۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! سرمنڈوانے والوں پر رحم فرما۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور کتروانے والوں کے لیے بھی (دعا فرمائیں۔) آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! سرمنڈوانے والوں پر رحم فرما۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول اور کتروانے والوں کے لیے بھی تب آپ نے فرمایا: ”اور بال کتروانے والوں پر بھی (رحم فرما۔)“

۱۹۷۹- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اَرْحَمِ الْمُحْلِقِينَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اَرْحَمِ الْمُحْلِقِينَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَالْمُقَصِّرِينَ. قَالَ: «وَالْمُقَصِّرِينَ».

فائدہ: حج کے موقع پر مردوں کیلئے استرے سے بال منڈوانا افضل ہے۔ عورتوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے، وہ معمول سے بال کتر لیں۔

۱۹۸۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا تھا۔

۱۹۸۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكَندَرَانِيَّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۹۸۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن حجرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں، پھر منیٰ میں اپنی منزل پر تشریف لائے پھر اپنی قربانی طلب کی اور اسے ذبح کیا، پھر حجام کو بلوایا

۱۹۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَى جَمْرَةَ الْعُقْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ

۱۹۷۹- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ح: ۱۷۲۷، ومسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح: ۱۳۰۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۹۵/۱.

۱۹۸۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح: ۱۳۰۴ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب المغازي، باب حجة الوداع، ح: ۴۴۱۰، ۴۴۱۱ من حديث موسى بن عقبة به.

۱۹۸۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمى ثم ينحر ثم يحلق... الخ، ح: ۱۳۰۵ عن أبي كريب محمد بن العلاء الهمداني به.

رجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ بِمَنَى فَدَعَا بِذَبِجٍ فَذَبَحَ ،
 ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَاقِ فَأَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ
 فَحَلَقَهُ فَجَعَلَ يَقْسِمُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ الشَّعْرَةُ
 وَالشَّعْرَتَيْنِ ، ثُمَّ أَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْسَرِ
 فَحَلَقَهُ ثُمَّ قَالَ : « هَهُنَا أَبُو طَلْحَةَ » ، فَدَفَعَهُ
 إِلَى أَبِي طَلْحَةَ .

اور اس نے آپ کے سر کے دائیں جانب کو لیا اور اسے
 مونڈا۔ تو آپ نے اپنے پاس والوں کو ایک ایک دو دو
 بال تقسیم کر دیے۔ پھر اس نے بائیں جانب کو لیا اور اسے
 مونڈا تو آپ نے فرمایا: ”ابو طلحہ یہاں ہے؟“ چنانچہ وہ
 ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حجامت کے مسئلے میں بھی شرعی ہدایت یہی ہے کہ پہلے دائیں جانب سے بال کاٹے جائیں۔

② رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک بال تھے جو صحابہ میں بطور تبرک متداول رہے۔ ان سے شفا بھی حاصل کی جاتی
 تھی۔ اور یہ صفت صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کے بالوں کو حاصل رہی ہے۔ آج کل کئی مقامات پر ”موئے
 مبارک“ بیان کیے جاتے ہیں، چاہیے کہ ان کی موثوق سند پیش کی جائے۔ مگر فی الواقع اس کا پیش کیا جانا ممکن ہے۔
 ③ ”حصول تبرک“ کوئی قیاسی اور من پسند مسئلہ نہیں اس کا تعلق عقیدہ سے ہے۔ مبارک اشیا مبارک مقامات اور
 مبارک اوقات وہی ہیں جو احادیث صحیحہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو ”تبرک“ کے معاملے میں متنبہ
 اور حساس ہونا چاہیے۔ یعنی جس کو بزرگ سمجھ لیا، اس کی ہر چیز کو تبرک سمجھنا شروع کر دیا، یہ یکسر غلط ہے۔ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امتیوں میں کون بزرگ ہو سکتا ہے؟ کوئی نہیں۔ لیکن صحابہ نے صرف رسول اللہ ﷺ ہی
 کے بالوں وغیرہ کو تبرک سمجھا، اور آپ کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک کی کسی چیز کو تبرک نہیں سمجھا۔ اور ہم
 دین صحابہ ہی کا معتبر ہے نہ کہ آج کل کے شرک و بدعت زدہ لوگوں کا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے ”موئے مبارک“ کی
 اہمیت کا اندازہ جلیل القدر مختصر تابعی امام عبیدہ بن عمر و سلمانی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو
 امام الحدیث امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لَا
 تَكُونُ عِنْدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا] (صحيح البخارى، الوضوء، حديث: ۱۷۰)
 ”رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک میرے پاس ہو تو یہ مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔“ اللہ اکبر
 کبیرا! ہم ان پاکیزہ جذبات و احساسات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں، نہ ان کی قدر و منزلت کا اندازہ ہی لگا سکتے
 ہیں۔ یہ معیار کمال درجے کا معیار محبت ہے۔ یا اللہ! نبی ﷺ کے ساتھ ہمیں بھی ایسی ہی کمال درجے کی محبت عطا
 فرما۔ آمین۔ امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے اس خوبصورت قول پر جو عمدہ تعلیق لگائی ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ (تفصیل
 کیلئے دیکھیے: (سیر اعلام النبلاء) ۴/۳۳۳)

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۹۸۲- سفیان نے ہشام بن حسان سے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی۔ اس میں ہے کہ آپ نے حجام سے فرمایا: ”میری دائیں جانب سے شروع کرو اور (پہلے) اسے مونڈو۔“

۱۹۸۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو نَعِيمٍ الْحَلَبِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَ فِيهِ: قَالَ لِلْحَالِقِ: «إِبْدَأْ بِالسَّقِّ الْأَيْمَنِ فَاحْلِقْهُ».

۱۹۸۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کے دنوں میں سوالات کیے جاتے تھے اور آپ فرماتے تھے: ”کوئی حرج نہیں۔“ ایک شخص نے سوال کرتے ہوئے کہا: میں نے قربانی سے پہلے بال مونڈ لیے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”قربانی کرو اور کوئی حرج نہیں۔“ ایک نے کہا: میں نے شام کر دی ہے اور رمی نہیں کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”رمی کرو اور کوئی حرج نہیں۔“

۱۹۸۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسْأَلُ يَوْمَ مَنًى؟ فَيَقُولُ: «لَا حَرَجَ»، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أُذْبَحَ. قَالَ: «أُذْبَحْ وَلَا حَرَجَ». قَالَ: إِنِّي أَمْسَيْتُ وَلَمْ أَرِمِ، قَالَ: «ارِمِ وَلَا حَرَجَ».

🌅 فائدہ: یوم النحر (دوسری تاریخ) کے اعمال اگر اس ترتیب سے ہوں کہ پہلے رمی بھر قربانی، حجامت اور طواف افاضہ ہو تو بہت ہی افضل ہے ورنہ آگے پیچھے بھی جائز ہے۔

۱۹۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں کے لیے سرمونڈانا نہیں ہے۔ ان کے لیے صرف بال کترنا ہے۔“

۱۹۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَتْ: أَخْبَرْتَنِي أُمُّ عُثْمَانَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ

۱۹۸۲- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء بأي جانب الرأس يبدأ في الحلق، ح: ۹۱۲ من حديث سفیان به، وقال: "حسن صحيح".

۱۹۸۳- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب: إذا رمى بعد ما أمسى... الخ، ح: ۱۷۳۵ من حديث يزيد بن زريع به.

۱۹۸۴- تخریج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۱۰۴/۵ من حديث أبي داود به.

۱۱- کتاب المناسک - عمرے کے احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ
إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ».

۱۹۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ الْبَغْدَادِيُّ -
ثِقَّةٌ - : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ابْنِ
جُرَيْجٍ ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ
شَيْبَةَ ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ :
أَخْبَرَنِي أُمُّ عُثْمَانَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ ابْنَ
عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَيْسَ
عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ
التَّقْصِيرُ».

☀ فائدہ: عورتوں کے لیے بال کترنا بھی اسی حد تک ہے کہ شرعی حکم پر عمل ہو جائے ورنہ مردوں سے مشابہت کی حد تک پہنچنا حرام ہے۔ ایسے ہی سرمٹا ناجائز ہے۔



(المعجم ۷۹) - باب العُمرة
(التحفة ۸۰)

۱۹۸۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ وَيَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ
ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ
ابْنِ عُمرَ قَالَ : اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ
أَنْ يَحُجَّ .

۱۹۸۷- حَدَّثَنَا هَئَاذُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ
ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ

۱۹۸۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۱۹۱۱ من حديث هشام بن يوسف به * وابن جريج صرح
بالسمع عنده، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ۲/ ۲۶۱.

۱۹۸۶- تخریج: أخرجه البخاري، العمرة، باب من اعتمر قبل الحج، ح: ۱۷۷۴ من حديث ابن جريج به.

۱۹۸۷- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۶۱ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسمع.

عمرے کے احکام و مسائل

صرف اس لیے عمرہ کرایا تھا کہ اس سے اہل شرک کا عمل باطل کریں۔ بلاشبہ قبیلہ قریش اور ان کے اہل دین کہا کرتے تھے کہ جب اونٹوں کے بال بڑھ جائیں ان کے زخم ٹھیک ہو جائیں اور ماہ صفر شروع ہو جائے تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ کرنا حلال ہو گیا۔ یہ لوگ ان دنوں میں عمرہ کرنے کو حرام کہتے تھے حتیٰ کہ ذوالحجہ اور محرم گزر جائے۔

ابن إسحاق عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَاللَّهِ! مَا أَعْمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَائِشَةَ فِي ذِي الْحِجَّةِ إِلَّا لَيَقْطَعَ بِذَلِكَ أَمْرَ أَهْلِ الشُّرْكِ، فَإِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ قُرَيْشٍ وَمَنْ دَانَ دِينَهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ: إِذَا عَفَا الْوَيْزَ، وَبَرَأَ الدَّبَرَ، وَدَخَلَ صَفَرَ فَقَدْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اعْتَمَرَ، فَكَانُوا يُحَرِّمُونَ الْعُمْرَةَ حَتَّى يَنْسَلِخَ ذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ.

۱۹۸۸- ابوبکر بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ مجھے مروان

۱۹۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو

کے اس پیغام بر نے خبر دی جس کو اس نے ام معقل رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا تھا۔ ام معقل رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابو معقل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے۔ جب وہ آئے تو ام معقل نے کہا: تم جانتے ہو کہ مجھ پر (بھی) حج (لازم) ہے۔ چنانچہ وہ دونوں چلتے آئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ پس ام معقل رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ مجھ پر حج فرض ہے اور ابو معقل کے پاس صرف ایک اونٹ ہے۔ ابو معقل رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ سچ کہتی ہے اور میں نے اس اونٹ کو اللہ کی راہ میں کر دیا ہے (جہاد میں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ اسے دو یہ اس پر حج کرے گی یہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔“ چنانچہ ابو معقل رضی اللہ عنہ نے یہ اونٹ اسے دے دیا۔ تو وہ کہنے لگی:

عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ مَرْوَانَ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَى أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ: كَانَ أَبُو مَعْقِلٍ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَتْ أُمُّ مَعْقِلٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ عَلِيَّ حَجَّةً فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ حَتَّى دَخَلَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ عَلِيَّ حَجَّةٌ وَإِنَّ لِأَبِي مَعْقِلٍ بَكْرًا، قَالَ أَبُو مَعْقِلٍ: صَدَقْتَ جَعَلْتُهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَعْطَاهَا فَلْتُحَجَّ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»، فَأَعْطَاهَا الْبَكْرَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ قَدْ كَبُرْتُ وَسَقِمْتُ

۱۹۸۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۷۵/۶ من حديث أبي عوانة، والنسائي في الكبرى، ح: ۴۲۲۷ من حديث أبي بكر بن عبد الرحمن به * رسول مروان لم أعرفه، وأصل الحديث صحيح، رواه أحمد: ۶/۴۰۶ بإسناد حسن: "عمره في شهر رمضان تعدل حجة".

عمرے کے احکام و مسائل

فَهَلْ مِنْ عَمَلٍ يُجْزِي عَنْيَ مِنْ حَجَّتِي؟ اے اللہ کے رسول! میں عورت ذات ہوں عمر زیادہ ہوگئی ہے اور بیمار بھی ہوں تو کیا کوئی عمل ایسا ہے جو مجھ سے میرے حج سے کفایت کر جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان میں عمرہ حج سے کفایت کرتا ہے۔“

☀ فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے ”اے اللہ کے رسول! میں عورت ذات ہوں..... سے کفایت کر جائے“ تک کے حصے کے بغیر اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن پھر اس کے بعد والا حصہ ”یعنی“ رمضان میں عمرہ حج سے کفایت کرتا ہے“ یہ بھی غیر صحیح ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کا تعلق اسی سوال سے ہے جسے ضعیف قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں دوسری صحیح روایات میں یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں ”رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے“ نہ کہ حج سے کفایت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹۸۹- حضرت ام معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا۔ ابو معقل رضی اللہ عنہ نے اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ہمیں بیماری نے آیا اور ابو معقل فوت ہو گئے۔ اور نبی ﷺ تشریف لے گئے۔ جب آپ اپنے حج سے فارغ ہو کر آئے تو میں حاضر خدمت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ”اے ام معقل! کیا مانع تھا کہ تو ہمارے ساتھ حج کے لیے نہیں گئی؟“ اس نے کہا: ہم تو تیار تھے مگر ابو معقل فوت ہو گئے ہمارا ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہمیں حج کرنا تھا تو ابو معقل نے اس کے بارے میں وصیت کر دی کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو اس پر کیوں نہ چل دی؟ بلاشبہ حج ”فی سبیل اللہ“ ہی ہے۔ خیر جب تم سے ہمارے ساتھ یہ حج کرنا فوت ہو گیا ہے تو رمضان میں عمرہ کرنا بلاشبہ یہ حج کی مانند ہے۔“ چنانچہ وہ کہا کرتی

۱۹۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوُهَيْبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَعْقِلٍ بْنِ أُمِّ مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ، أَسَدِ خُرَيْمَةَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدِّهِ أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ: لَمَّا حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَكَانَ لَنَا جَمَلٌ فَجَعَلَهُ أَبُو مَعْقِلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَصَابَنَا مَرَضٌ وَهَلَكَ أَبُو مَعْقِلٍ وَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ حَجِّهِ جِئْتُهُ فَقَالَ: «يَا أُمِّ مَعْقِلٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَخْرُجِي مَعَنَا؟» قَالَتْ: لَقَدْ تَهَيَّأْنَا فَهَلَّا أَبُو مَعْقِلٍ وَكَانَ لَنَا جَمَلٌ هُوَ الَّذِي نَحُجُّ عَلَيْهِ، فَأَوْصَى بِهِ أَبُو مَعْقِلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ: «فَهَلَّا خَرَجْتِ عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ الْحَجَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ،



۱۹۸۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۶/ ۲۷۴ من حديث أحمد بن خالد به * ابن إسحاق عنن، وأصل الحديث صحيح، رواه الترمذي، ح: ۹۳۹ 'عمرة في رمضان تعدل حجة' .

۱۱- کتاب المناسک عمرے کے احکام و مسائل

فَأَمَّا إِذْ فَاتَتْكَ هَذِهِ الْحَجَّةُ مَعَنَا، فَأَعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ فَإِنَّهَا كَحَجَّةٍ، فَكَانَتْ تَقُولُ: الْحَجُّ حَجَّةٌ وَالْعُمْرَةُ عُمْرَةٌ، وَقَدْ قَالَ هَذَا لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، مَا أَذْرى إِلَيَّ خَاصَّةً؟

🌞 فوائد و مسائل: ① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (کتاب العمرۃ باب عمرۃ فی رمضان حدیث: ۱۷۸۲) میں لکھا ہے کہ یہ دراصل دو واقعات ہیں۔ یہ ام معقل کا ہے اور اس سے پہلے والا حدیث (۱۹۸۸) میں ام طلق کا ہے۔ جیسے کہ ابوعلی بن سکین نے اس کو نکالا ہے اور ابن مندہ نے ”کتاب الصحابة“ اور دولاہی نے ”الکافی“ میں نقل کیا ہے۔ ② علامہ البانی رحمہ اللہ نے پہلی حدیث (۱۹۸۸) میں عورت کے مقولہ [قَدْ كَبُرَتْ وَ سَقَمْتُ الخ] کو غیر صحیح کہا ہے۔ اور دوسری حدیث میں ام معقل کا مقولہ: [الْحَجُّ حَجَّةٌ وَالْعُمْرَةُ عُمْرَةٌ الخ] کو ضعیف کہا ہے۔ ③ زوجین کو دینی و دنیاوی ہر معاملے میں ایک دوسرے کا معاون بننا چاہیے۔ ④ فی سبیل اللہ مال وقف کرنا انتہائی عزیمت کا عمل ہے۔ اور حج بھی ”فی سبیل اللہ“ میں شمار ہے۔ اسی لیے حضرات ابن عباس اور ابن عمر رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ اس سفر حج میں جانے والوں کیلئے زکوٰۃ کی رقم سے معاونت جائز سمجھتے ہیں۔ جبکہ دیگر عام علماء فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد ہی لیتے ہیں۔ اور اقرب یہ ہے کہ حجاج سے تعاون، تبلیغی مساعی اور جہاد سبھی مواقع فی سبیل اللہ میں شامل ہیں۔ (واللہ اعلم) ⑤ رمضان میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ ⑥ جیسے حضور قلب اور اخلاص نیت کی بنا پر عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے ایسے ہی مبارک وقت کی مناسبت سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ ⑦ رمضان میں عمرہ کرنا از حد افضل اعمال میں سے ہے۔

۱۹۹۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ غَامِرِ الْأَحْوَلِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَجَّ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ لِيَزُوجَهَا: أَحِجَّنِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَمَلِكَ فَقَالَ: مَا عِنْدِي مَا أَحِجُّكَ عَلَيْهِ قَالَتْ: أَحِجَّنِي عَلَى جَمَلِكَ فَلَا نِ قَالَ:

۱۹۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا: مجھے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے اونٹ پر حج کراؤ۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی ایسی سواری نہیں جس پر میں تمہیں حج کراؤں۔ عورت نے کہا: اپنے فلاں اونٹ پر؟ اس نے جواب دیا کہ وہ تو فی سبیل اللہ (جہاد کے لیے) وقف ہے۔ پس وہ رسول

۱۹۹۰- تخریج: [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۳۰۷۷ من حديث عبدالوارث به، وصححه الحاكم: ۱/ ۱۸۴، ۱۸۳، وذكر البيهقي له علة: ۱۶۴/۶، ولم أفت عليها.

ذَٰكَ حَيْسٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَأَتَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تُقْرَأُ
عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَإِنَّهَا سَأَلَتْنِي
الْحَجَّ مَعَكَ قَالَتْ: أَحِجَّنِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ، فَقُلْتُ: مَا عِنْدِي مَا أَحِجُّكَ عَلَيْهِ
قَالَتْ: أَحِجَّنِي عَلَى جَمَلِكَ فُلَانٍ،
فَقُلْتُ: ذَٰكَ حَيْسٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ
قَالَ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَحْجَجْتَهَا عَلَيْهِ كَانَ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ»، [أَمَا] وَإِنَّهَا أَمَرْتَنِي أَنْ أَسْأَلَكَ
مَا يَعْدِلُ حِجَّةً مَعَكَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أَقْرَبُهَا السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ
وَأَخْبَرُهَا أَنَّهَا تَعْدِلُ حِجَّةً مَعِي يَغْنِي:
عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ».

اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا ہے، اور وہ مجھے کہتی ہے کہ میں اس کو آپ کے ساتھ حج کراؤں، وہ کہتی ہے: مجھے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کراؤ۔ تو میں نے اس سے کہا: میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تجھے حج کراؤں۔ اس نے کہا: اپنے فلاں اونٹ پر۔ تو میں نے کہا: وہ تو فی سبیل اللہ وقف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم اسے اس پر حج کرا دو تو یہی فی سبیل اللہ ہی ہے۔“ اس نے کہا کہ اس (عورت) نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں کہ کونسا عمل آپ کے ساتھ حج کے برابر ہو سکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے (میری طرف سے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ کہنا اور اسے بتانا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ حج کرنا بھی ”فی سبیل اللہ“ میں داخل ہے جو زکوٰۃ کا ایک مصرف ہے۔

١٩٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ
حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ
هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اعْتَمَرَ عُمَرَتَيْنِ عُمَرَةَ فِي
ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَةَ فِي شَوَّالٍ.

۱۹۹۱ء - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کیے تھے ایک ذوالقعدہ میں اور ایک شوال میں۔

توضیح و مسائل: ① صحیح اور درست بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں۔ جیسا کہ صحیحین میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (صحیح البخاری، العمرة، حدیث: ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲

١٩٩١-تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٥/٤٥٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الملقن
 ح: ١٠٥٨* قولها: "عمره في شوال" تعنى عمرة الجعرانة حين خرج في شوال ولكنه إنما أحرم
 بها في ذي القعدة.

۱۱- کتاب المناسک عمرے کے احکام ومسائل

(۱۲۵۳) مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ”و عمرے“ بتانا شاید اسی بنا پر ہے کہ آپ نے فعلاً اور بالاستقلال دو عمرے کیے ہیں۔
 عمرہ حدیبیہ میں آپ کو روک دیا گیا تھا اور آپ واپس چلے آئے تھے۔ اور حج والا عمرہ ضمنی عمرہ تھا انہوں نے ان کو شمار نہیں فرمایا۔ ⑥ شوال میں عمرہ اس معنی میں ہے کہ عمرہ ہجرانہ کا سفر شوال میں شروع ہوا تھا تو انہوں نے شوال کا ذکر کیا
 ورنہ عملاً ذوالقعدہ میں ادا کیا گیا تھا۔ (بذل المجہود)

۱۹۹۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟ انہوں نے کہا: دو۔
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کو تو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے تھے سوائے اس کے جسے آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ملا کر کیا تھا۔

۱۹۹۲- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ: كَمْ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَرَّتَيْنِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ عَلِمَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ اعْتَمَرَ ثَلَاثًا سِوَى الَّتِي قَرَنَهَا بِحَجَّةِ الْوُدَاعِ.

۱۹۹۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے۔ عمرہ حدیبیہ (جس سے آپ کو واپس جانا پڑا تھا)۔ دوسرا وہ جو حسب اتفاق معاہدہ اگلے سال کیا۔ تیسرا ہجرانہ سے اور چوتھا جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ ملا کر کیا۔

۱۹۹۳- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَفُتَيْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرَ: عُمَرَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ، وَالثَّانِيَةَ حِينَ تَوَاطَوْا عَلَى عُمَرَةَ مِنْ قَابِلٍ، وَالثَّلَاثَةَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ، وَالرَّابِعَةَ الَّتِي قَرَنَ مَعَ حَجَّتِهِ.

۱۹۹۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے اور سبھی ذوالقعدہ میں کیے

۱۹۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ وَهَدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ،

۱۹۹۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۷۰/۲، والنسائي في الكبرى، ح: ۴۲۱۸ من حديث زهير به * أبو إسحاق عن، وأصل الحديث متفق عليه، البخاري، العمرة، باب: كم اعتمر النبي ﷺ؟، ح: ۱۷۷۵، ومسلم، الحج، باب بيان عدد عمر النبي ﷺ وزمانه، ح: ۱۲۵۵ من حديث مجاهد بغير هذا اللفظ.

۱۹۹۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء: كم اعتمر النبي ﷺ؟، ح: ۸۱۶ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب".

۱۹۹۴- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان عدد عمر النبي ﷺ وزمانه، ح: ۱۲۵۳ من حديث هدية بن خالد، والبخاري، العمرة، باب: كم اعتمر النبي ﷺ؟، ح: ۱۷۷۸ من حديث همام به.

..... طواف افاضہ اور طواف وداع کے احکام و مسائل

سوائے اس کے جو حج کے ساتھ تھا۔

عن أَنَسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ .

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہاں تک مجھے ہدیہ بن خالد سے خوب یاد ہے۔ اور ابو الولید سے بھی میں نے سنا ہے مگر اچھی طرح ضبط نہیں۔ یعنی عمرہ حدیبیہ کے زمانے میں عمرہ القضاء ذوالقعدہ میں عمرہ جمرانہ جب آپ نے ذوالقعدہ میں حنین کی غیمتیں تقسیم کیں تھیں اور حج کے ساتھ والا عمرہ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : أَتَقَنُّتُ مِنْ هَهُنَا مِنْ هُدْبَةٍ وَسَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي الْوَلِيدِ وَلَمْ أَضْبِطْهُ : عُمَرَةُ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَوْ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَعُمَرَةُ الْقَضَاءِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمَرَةُ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ، وَعُمَرَةُ مَعَ حَجَّتِهِ .

☀ فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر آدمی حج کے مہینوں میں عمرہ کر لے تو اسے حج کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی کوئی حقیقت نہیں رسول اللہ ﷺ کے پہلے تینوں عمرے ذوالقعدہ میں تھے جو حج کا مہینہ ہے۔



532

باب: ۸۰- جو عورت عمرے کی نیت سے احرام باندھے اس کو حیض آجائے اور پھر حج کا وقت آجائے تو کیا وہ اپنا عمرہ ختم کر کے حج کا احرام باندھ سکتی ہے اور کیا وہ اپنے عمرے کی قضا کرے؟

(المعجم ۸۰) - **بَابُ الْمُهْلَةِ بِالْمُحَرَّمَةِ**
تَحِيضُ فَيَذَرُكُهَا الْحَجُّ فَتَقْضِي عُمَرَتَهَا
وَتَهْلُ بِالْحَجِّ ، هَلْ تَقْضِي عُمَرَتَهَا ؟
(التحفة ۸۱)

۱۹۹۵- حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا: ”اے عبدالرحمن! اپنی بہن عائشہ کو اپنے پیچھے سوار کرو اور اسے تنعیم سے عمرہ کرو الا وہ تم جب اسے لے کر ٹیلے سے نیچے اترو تو اسے چاہیے کہ احرام باندھے۔ بے شک یہ عمرہ مقبول ہوگا۔“

۱۹۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ : حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكَ ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ، عَنْ أَبِيهَا : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ : «يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ ! أَرَدَفَ أُخْتُكَ عَائِشَةُ فَأَعْمَرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ فَإِذَا هَبَطَتْ بِهَا مِنَ الْأَكْمَةِ فَلْتُحَرِّمْ فَإِنَّهَا عُمَرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ» .

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ”تعمیم“ مکہ سے چھ میل کے فاصلے پر قریب ترین مقام اور آج کل شہر کی آبادی کا حصہ ہے۔ اور مسجد عائشہ کے نام سے معروف منزل ہے۔ ② علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں [فَإِذَا هَبَطْتَ] ”جب تو اسے لے کر ٹیلے سے اترے“ والا آخری حصہ صحیح نہیں ہے۔

۱۹۹۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُزَاحِمٍ عَنْ أَبِي مُزَاحِمٍ: حَدَّثَنَا أَبِي مُزَاحِمٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُزَاحِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْكُتَيْبِيِّ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْحِجْرَانَةَ فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَرَكَعَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَحْرَمَ، ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى رِجْلَيْهِ، فَاسْتَقْبَلَ بَطْنَ سَرَفٍ حَتَّى لَقِيَ طَرِيقَ الْمَدِينَةِ فَأُصْبَحَ بِمَكَّةَ كَبَائِبَ.

۱۹۹۶ - حضرت محرش کعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحر انہ میں تشریف لائے پھر مسجد میں آئے اور جو اللہ نے چاہا نماز پڑھی۔ پھر آپ نے احرام باندھا پھر اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے اور دامن وادی سرف کا رخ کر لیا حتیٰ کہ مدینہ کی راہ پر جا ملے اور مکہ میں صبح کی گویا کہ آپ رات ہی سے یہیں تھے۔

🌞 **فائدہ:** [فَأُصْبَحَ بِمَكَّةَ كَبَائِبَ] ”اور مکہ میں صبح کی گویا کہ آپ رات ہی سے یہیں تھے۔“ یہ جملہ کسی راوی کا وہم ہے۔ جامع ترمذی، سنن نسائی اور مسند احمد میں جو آیا ہے وہ صحیح تر ہے کہ آپ نے رات میں عمرہ کیا اور رات ہی کو بحر انہ واپس تشریف لے آئے گویا آپ نے رات یہیں گزاری تھی اور اس بنا پر بعض اصحاب پر آپ کا یہ عمرہ مخفی رہا۔ (بذل الجہود) یہ حدیث باب سے اس طرح مطابقت رکھتی ہے کہ قضا یا نفل عمرہ ادا کرنے والا تعمیم سے احرام باندھے یا بحر انہ سے یہی دو مقام قریب کے میقات ہیں۔

(المعجم ۸۱) - **باب الْمَقَامِ فِي الْعُمْرَةِ** (التحفة ۸۲)

باب: ۸۱ - عمرے کے بعد اقامت کا مسئلہ

۱۹۹۷ - حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ وَعَنْ ابْنِ أَبِي

۱۹۹۷ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا میں (مکہ کے اندر) تین دن ٹھہرے تھے۔

۱۹۹۶ - **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في العمرة من الجعرانة، ح: ۹۳۵ من حديث مزاحم به، وقال: "حسن غريب" * مزاحم وثقه ابن حبان، والذهبي في الكاشف، والترمذي بتحسين حديثه، فهو حسن الحديث.

۱۹۹۷ - **تخریج:** [إسناده ضعيف] * ابن إسحاق وابن أبي نجيع مدلسان وعنعنا، وللحديث شواهد.

۱۱- کتاب المناسک طواف افاضہ اور طواف وداع کے احکام و مسائل

نَجِيج، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقَامَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ
ثَلَاثًا.

☀ فائدہ: مہاجرین مدینہ کے لیے پابندی تھی کہ وہ مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ دیگر مسلمانوں کے لیے کسی
طرح کی کوئی پابندی نہیں خواہ رکے رہیں یا واپس چلے جائیں۔

(المعجم ۸۲) - باب الْإِفَاضَةِ فِي الْحَجِّ باب: ۸۲- طواف افاضہ کا بیان
(التحفة ۸۳)

۱۹۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ
نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفَاضَ
يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ بِمَنًى - يَعْنِي
رَاجِعًا.



☀ فوائد و توضیح: عرفات اور مزدلفہ سے لوٹنے کے بعد دسویں تاریخ کو یا اس کے بعد کسی وقت بیت اللہ کا طواف کرنا
فرض ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (الحج: ۲۹) ”انہیں چاہیے کہ قدیم گھر کا طواف
کریں۔“ اس طواف کو طواف افاضہ، طواف زیارہ اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ افضل یہی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو
کر لیا جائے یا ایام تشریق میں کسی وقت۔

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے واپس لوٹ کر منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ جبکہ حضرت جابر
اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے کہ آپ نے مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی بعد ازاں آپ منیٰ میں تشریف لائے۔ دونوں
روایتیں سنداً صحیح ہیں اور محدثین نے اپنے اپنے انداز میں ترجیح دی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر
نے منیٰ میں نماز پڑھنے کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کی کئی وجوہ ہیں۔ (الف) اگر آپ مکہ میں ظہر کی نماز پڑھتے
تو منیٰ میں اپنا کوئی نائب بنا کر جاتے جو انہیں ظہر کی نماز پڑھاتا اور یہ منقول نہیں ہے اور نائب کا نماز پڑھانا محال ہے
اور کسی نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا ہے۔ حالانکہ ایک سفر میں آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب
بنایا تھا۔ ایک بار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا تھا جبکہ آپ بنو عمرو بن عوف میں ان کے درمیان صلح
کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اسی طرح ایام مرض میں بھی آپ نے ان کو اپنا امام بنایا تھا۔ اور یہ سوال کہ

۱۹۹۸- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب طواف الإفاضة يوم النحر، ح: ۱۳۰۸ من حديث
عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ۳۴/۲.

۱- کتاب المناسک طواف افاضہ اور طواف وداع کے احکام و مسائل

مکہ میں آپ نے نائب نہیں بنایا۔ تو اس کی قطعاً ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ ان لوگوں کے لیے امام پہلے سے مقرر شدہ تھا جو انہیں نمازیں پڑھاتا تھا۔ (ب) اگر آپ مکہ میں نماز پڑھاتے تو اہل مکہ پوری نماز پڑھتے کیونکہ ان پر اتمام واجب تھا اور نبی ﷺ نے ان لوگوں کو حسب دستور یہ نہیں فرمایا کہ ”اپنی نماز پوری کرو ہم لوگ مسافر ہیں“ جیسے کہ فحج مکہ کے موقع پر کہا تھا۔ (ج) یہ ممکن ہے کہ مکہ میں آپ کا نماز پڑھنا یا پڑھانا رکعات طواف سے مشتبہ ہو گیا ہو بالخصوص کہ لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کی اقتدا بھی کرتے تھے دیکھنے والے نے اس کو نماز ظہر سمجھا ہو۔ مگر آپ کا منیٰ میں نماز پڑھنا کسی طور بھی مشتبہ نہیں ہو سکتا، بالخصوص جبکہ آپ حجاج کے امام تھے آپ کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھانے کا مجاز ہی نہ تھا۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ انہیں امام کے بغیر چھوڑ جائیں اور وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔ یہ انتہائی بعید از قیاس بات ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کچھ محدثین نے یہ سمجھا ہے کہ نبی ﷺ نے منیٰ میں نماز ظہر ادا کی بعد ازاں بیت اللہ تشریف لے گئے جیسے کہ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھ کر دن کے آخری حصہ میں طواف افاضہ کیا پھر منیٰ واپس آ گئے۔ دیکھیے: (تہذیب ابن قیم رحمہ اللہ)

۱۹۹۹- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ قربانی والے دن شام کو میری باری کی رات تھی، جس میں کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے پاس تشریف لانا تھا۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور میرے پاس وہب بن زمعہ آیا اور اس کے ساتھ آل ابی امیہ کا ایک اور آدمی بھی تھا۔ ان دونوں نے قمیصیں پہن رکھی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے وہب سے فرمایا: ”ابو عبد اللہ! کیا تم نے طواف افاضہ کر لیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی یہ قمیص اتار دو۔“ چنانچہ اس نے اپنی قمیص اتار دی اور سر کی جانب سے اتاری۔ اور اس کے ساتھی نے بھی اتار دی اور سر کی جانب سے اتاری۔ پھر انہوں نے پوچھا: اور یہ کیوں اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تمہیں

۱۹۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ أُمِّهِ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ يُحَدِّثَانِيهِ جَمِيعًا ذَاكَ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي يَصِيرُ إِلَيَّ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَسَاءَ يَوْمِ النَّحْرِ، فَصَارَ إِلَيَّ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهَبُ بْنُ زَمْعَةَ وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ آلِ أَبِي أُمَيَّةَ مُتَمَمِّصِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْهَبُ: «هَلْ أَفْضَتَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ؟» قَالَ: لَا وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ ﷺ: «انْزِعْ عَنْكَ الْقَمِيصَ».

۱۹۹۹- [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲۹۵۸ من حديث ابن أبي عدي به، وهو في مسند أحمد: ۶/ ۲۹۵.

۱۱- کتاب المناسک

طواف افاضہ اور طواف وداع کے احکام و مسائل

اس دن میں رخصت ہے کہ جب تم جمرہ کو کنکریاں مار لو تو حلال ہو جاؤ۔ یعنی ہر اس چیز سے جو تم پر حرام کی گئی ہے سوائے بیویوں کے۔ اگر بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے شام ہو جائے تو تم پھر سے محرم ہو جاؤ گے جیسے کہ کنکریاں مارنے سے پہلے تھے حتیٰ کہ اس کا طواف کر لو۔“

قال: فَتَزَعَهُ مِنْ رَأْسِهِ وَنَزَعَ صَاحِبُهُ قَمِيصَهُ مِنْ رَأْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: وَلِمَ يَارَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «إِنَّ هَذَا يَوْمٌ رُخِّصَ لَكُمْ إِذَا أَنْتُمْ رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ أَنْ تَحِلُّوا يَعْنِي: مِنْ كُلِّ مَا حُرِّمْتُمْ مِنْهُ إِلَّا النِّسَاءَ، فَإِذَا أَمْسَيْتُمْ قَبْلَ أَنْ تَطُوفُوا هَذَا الْبَيْتِ صِرْتُمْ حُرْمًا كَهَيْئَتِكُمْ قَبْلَ أَنْ تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطُوفُوا بِهِ».

🌞 فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دو سو سال تک حاجی طواف افاضہ نہ کر سکا ہو تو اسے دوبارہ احرام کی حالت میں آجانا چاہیے۔



۲۰۰۰- حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کے روز طواف کو رات تک مؤخر کیا تھا۔

۲۰۰۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَّرَ طَوَافَ يَوْمِ النَّحْرِ إِلَى اللَّيْلِ.

۲۰۰۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے طواف افاضہ میں رمل نہیں کیا تھا (آہستہ آہستہ نہیں دوڑے تھے جیسے کہ طواف قدوم میں کیا تھا)۔

۲۰۰۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْمُلْ مِنَ السَّبْعِ الَّذِي أَفَاضَ فِيهِ.

باب: ۸۳- طواف وداع کا بیان

(المعجم ۸۳) - باب الْوَدَاعِ

(التحفة ۸۴)

۲۰۰۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في طواف الزيارة بالليل، ح: ۹۲۰ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۳۰۵۹، وعلقه البخاري قبل حديث: ۱۷۳۲ * أبو الزبير تابعه محمد بن طارق، ولكنه عن طاووس مرسل.

۲۰۰۱- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب زيارة البيت، ح: ۳۰۶۰ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۹۴۳ * حديث ابن جريج عن عطاء قوي وإن عنعن.

طواف افاضہ اور طواف وداع کے احکام و مسائل

۲۰۰۲- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ
طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ النَّاسُ
يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :
«لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ
الطَّوَّافَ بِالْبَيْتِ» .

۲۰۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ
(حج کے بعد) ہر جانب واپس چلے جاتے تھے۔ تو
نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص ہرگز نہ جائے حتیٰ کہ اس کا
آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو۔“

🌞 نواد و مسائل: یہ حدیث طواف وداع (آخری الوداعی طواف) کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔ الا یہ کہ کوئی
خاتون حیض کے ایام میں ہو۔ اور جو یہ چھوڑ دے اس پر دم (ایک جانور قربان کرنا) لازم آتا ہے۔

(المعجم ۸۴) - باب الْحَائِضِ تَخْرُجُ
بَعْدَ الْإِفَاضَةِ (التحفة ۸۵)

باب: ۸۴- حائضہ عورت طواف افاضہ کر چکی
ہو تو طواف وداع کیے بغیر جاسکتی ہے۔

۲۰۰۳- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَائِشَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ
حُثَيْبٍ، فَقِيلَ : إِنَّهَا قَدْ حَاضَتْ، فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَعَلَّهَا حَاسِتُنَا!» فَقَالُوا :
بَارِسُوهَا اللَّهُ! إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ، فَقَالَ :
«فَلَا إِذَا» .

۲۰۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حُثَیْبہؓ کا ذکر کیا تو بتایا
گیا کہ اسے حیض آ گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”شاید یہ ہمیں روکنے والی ہے؟“ (گھر والوں نے)
کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے طواف افاضہ کر لیا ہے۔
تو آپ نے فرمایا: ”تب نہیں۔“

۲۰۰۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ :

۲۰۰۴- حضرت حارث بن عبد اللہ بن اوس رضی اللہ عنہ

۲۰۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح: ۱۳۲۷ من حديث
سفيان به .

۲۰۰۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۰۲/۶، ح: ۲۶۱۸۱ من حديث هشام بن عروة به، وهو في
لموطأ (يحيى): ۱/۴۱۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۳۰۰۲، وأصله عند مسلم، ح: ۱۲۱۱، ومسلم، ح: ۱۷۸۶
بغير هذا اللفظ .

۲۰۰۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۴۱۸۵ من حديث أبي عوانة به، وحسنه ابن
لعلقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۱۴۶، ورواه الترمذي، ح: ۹۴۶ من طريق آخر عن الحارث به، وقال: "غريب" .

کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ جو عورت قربانی والے دن طواف کر چکی ہو پھر اسے حیض آجائے تو؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چاہیے کہ اس کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو۔ تب حارث نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھ سے ایسے ہی فرمایا تھا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”تیرے ہاتھ گرجائیں۔ مجھ سے وہ بات پوچھتا ہے جو پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ چکا ہے تاکہ میں ان کی مخالفت کروں۔“

أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ تَحِيضُ، قَالَ: لِيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ، قَالَ: فَقَالَ الْحَارِثُ: كَذَلِكَ أَفْتَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: أَرَبْتَ عَنِّيكَ، سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِكَيْمَا أُخَالِفَ!!.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں بیان کردہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سابقہ حدیث کے خلاف ہے (ممکن ہے کہ سابقہ حدیث ان کے علم میں نہ ہو) اس لیے مسئلہ وہی صحیح ہے جو سابقہ حدیث سے ثابت ہے مگر بات واضح ہے کہ یہ ہرگز جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صریح صحیح فرمان کے ہوتے ہوئے آدمی ادھر ادھر سے فتوے مانگتا پھرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان کے منافی ہے۔ ② یہ حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کمال علم و فضل اور جذبہ اتباع رسول پر دلالت کرتی ہے۔ ③ شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت منسوخ ہے اور ماقبل روایت ناخ ہے۔

باب: ۸۵- (رسول اللہ ﷺ کے) طواف وداع کا بیان

(المعجم ۸۵) - باب طَوَافِ الْوَدَاعِ (التحفة ۸۶)

۲۰۰۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا، پھر حرم میں داخل ہوئی اور اپنا عمرہ پورا کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے وادی بعلج میں میرا انتظار کیا حتیٰ کہ میں فارغ ہو گئی۔ اور آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے اس کا طواف کیا پھر

۲۰۰۵- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَفْلَحَ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَحْرَمْتُ مِنَ التَّنْعِيمِ بِعُمَرَةَ، فَذَخَلْتُ فَقَضَيْتُ عُمْرَتِي وَانْتَظَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْأَبْطَحِ حَتَّى فَرَعْتُ، وَأَمَرَ النَّاسَ بِالرَّحِيلِ، قَالَتْ:

طواف افاضہ اور طواف وداع کے احکام و مسائل

۱۔ کتاب المناسک

وَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ فَطَافَ بِهِ ثُمَّ خَرَجَ.

۲۰۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ سے آخری دن میں نکلی تو آپ نے وادی محصب میں پڑاؤ کیا۔ (مکہ اور منیٰ کے درمیان مقبرۃ المعلّٰۃ سے منیٰ کی طرف جانے والے راستے کا نام اٹح اور محصب ہے۔)

۲۰۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَعْنِي الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْتُ مَعَهُ - تَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ - فِي النَّفَرِ الْآخِرِ فَتَزَلَّ الْمُحَصَّبُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن بشار نے اس حدیث میں ان کو تنجیم کی طرف روانہ کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں: چنانچہ میں سحر کے وقت (عمرے سے فارغ ہو کر) آپ کے پاس پہنچی تو آپ نے صحابہ کو کوچ کا حکم دیا اور خود سوار ہوئے اور نماز فجر سے پہلے بیت اللہ میں آئے طواف کیا اور پھر مدینہ کی راہ کی طرف چل نکلے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ بَشَّارٍ قِصَّةَ بَعْثِهَا إِلَى التَّنْجِيمِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ. قَالَتْ: ثُمَّ جِئْتُهُ بِسَحَرٍ فَأَذَّنَ فِي أَصْحَابِهِ بِالرَّحِيلِ فَارْتَحَلَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَطَافَ بِهِ حِينَ خَرَجَ، ثُمَّ انْصَرَفَ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ.

۲۰۰۷۔ عبد الرحمن بن طارق اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یعلیٰ کے گھر سے آگے بڑھتے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرتے اور دعا فرماتے۔ عبید اللہ وہ جگہ بھول گئے تھے۔

۲۰۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ طَارِقٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَاَزَ مَكَانًا مِنْ دَارِ يَعْلَى - نَيْبِهِ عُبَيْدُ اللَّهِ - اسْتَقْبَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا.

۲۰۰۶۔ تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: ﴿الحج أشهر معلومات...﴾ الخ، ح: ۱۵۶۰ عن محمد بن بشار، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام... الخ، ح: ۱۲۳/۱۲۱۱ من حديث أفلح به.

۲۰۰۷۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الدعاء عند رؤية البيت، ح: ۲۸۹۹ من حديث ابن جريج به * عبد الرحمن بن طارق وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال.

۱۱- کتاب المناسک

جس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

(المعجم ۸۶) - باب التَّحْصِيبِ

باب: ۸۶- وادی محصب (طح) میں اترنے

(التحفة ۸۷)

کا بیان

۲۰۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُحْصَبَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لَخُرُوجِهِ وَلَيْسَ بِسُنَّةٍ، فَمَنْ شَاءَ نَزَلَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَنْزِلْهُ.

۲۰۰۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وادی محصب میں اس لیے اترے تھے تاکہ آپ کو (مکہ سے) نکلنے میں آسانی رہے۔ یہ کوئی مشروع سنت نہیں ہے۔ جو چاہے یہاں اتر جائے اور جو چاہے نہ اترے۔

🌅 فائدہ: چونکہ نبی ﷺ یہاں اترے تھے اور بعد ازاں خلفائے راشدین بھی یہاں اترتے رہے ہیں اس لیے اس کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے ایک عام منزل سمجھتے تھے۔

۲۰۰۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، الْمَعْنَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ أَبُو رَافِعٍ: لَمْ يَأْمُرْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَنْزِلَهُ وَلَكِنْ ضَرَبْتُ قُبَّتَهُ فَتَزَلَّه.

۲۰۰۹- حضرت ابو رافع (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میں آپ کے پڑاؤ کا یہاں انتظام کروں لیکن میں نے (اپنے طور پر) یہاں آپ کا خیمہ لگا دیا تھا تو آپ یہاں اتر پڑے تھے۔

قال مُسَدَّدٌ: وَكَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ عُثْمَانُ: يَعْنِي فِي الْأَبْطَحِ.

جناب مسدد نے کہا کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے سامان سفر کے نگران اور منتظم تھے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں [فِي الْأَبْطَحِ] کا لفظ ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۸- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي ۱۶۱/۵ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ۶/ ۱۹۰، ورواه البخاري، الحج، باب الْمُحْصَب، ح: ۱۷۶۵، ومسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر... الخ، ح: ۱۳۱۱ من حديث هشام بن عروة به.

۲۰۰۹- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر... الخ، ح: ۱۳۱۳ من حديث سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ به.

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۰۱۰- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حج کے موقع پر میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کل کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”بھلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی منزل رہنے بھی دی ہے؟“ پھر آپ نے کہا: ”ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے جہاں قریشیوں نے کفر پر آپس میں معاہدہ کیا تھا۔“ یعنی وادی محصب میں۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی کنانہ نے قریشیوں کے ساتھ بنی ہاشم کے خلاف یہ قسمیں اٹھائی تھیں کہ ان سے نکاح شادی کریں گے نہ خرید و فروخت اور نہ انہیں کوئی جگہ دیں گے۔

۲۰۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ عَدَا؟ - فِي حَجَّتِهِ - قَالَ: «هَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنَزِلًا؟» ثُمَّ قَالَ: «نَحْنُ نَازِلُونَ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ» يَعْنِي الْمُحَصَّبَ، وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يُنَاجِحُوهُمْ وَلَا يُؤْوُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ.

قال الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ: الْوَادِي. زہری نے کہا: ”خیف“ وادی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنے والد کا ترکہ ہجرت کی بنا پر چھوڑ دیا تھا اور ابوطالب کی جائیداد طالب اور عقیل کو ملی تھی۔ حضرت جعفر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بوجہ مسلمان ہونے کے اس کے وارث نہ ہوئے تھے۔ اور پھر طالب بدر کے موقع پر لاپتہ ہو گیا تو عقیل نے تمام گھر پر قبضہ کر لیا۔ ② وادی محصب (الطح) میں اترنا اظہار تشکر کے طور پر تھا کہ یہیں قریش نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے بایکات کا فیصلہ کیا تھا۔ آج اللہ نے اس کے آثار مٹا کر نتیجہ الٹ دیا تھا۔ یعنی اللہ نے ان مقامات کو اسلام کا مرکز بنادیا تھا اور مسلمان ان پر غالب آ گئے تھے اسی لیے یہاں شکرانے کے طور پر اترنا مستحب گردانا جاتا ہے۔

۲۰۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو يَعْنِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَے جب منیٰ سے روانگی کا ارادہ کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۲۰۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب: إذا أسلم قوم في دار الحرب... الخ، ح: ۳۰۵۸، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتوريث دورها، ح: ۱۳۵۱ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مسند أحمد: ۲۰۲/۵، ومصنف عبد الرزاق، ح: ۹۸۵۱ بطوله.

۲۰۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب نزول النبي ﷺ مكة، ح: ۱۵۹۰، ومسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر... الخ، ح: ۱۳۱۴ من حديث الأوزاعي به.

۱۱- کتاب المناسک

ج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

فرمایا: ”ہم کل (خیف بنی کنانہ میں) اتریں گے۔“ اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔ مگر (اوزاعی نے) روایت کا پہلا حصہ (اسامہ کا سوال جواب) ذکر نہیں کیا اور نہ ”الخیف“ کا کہ یہ وادی ہے۔

الأوزاعی عن الزهري، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ حِينَ أَرَادَ أَنْ يَنْفِرَ مِنْ مِئِي: «نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا»، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَهُ وَلَا ذَكَرَ: الْخَيْفَ: الْوَادِي.

۲۰۱۲- جناب نافع بن عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (منی سے واپسی پر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بطحاء (الطح رخصت) میں ذرا دیر سوتے پھر مکہ میں داخل ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (یعنی طواف و داع کیا کرتے تھے۔)

۲۰۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَوْسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَهْجَعُ هَجْعَةً بِالْبَطْحَاءِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ، وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۲۰۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بطحاء میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں، پھر کچھ دیر سوئے پھر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور ابن عمر ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

۲۰۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَأَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْبَطْحَاءِ ثُمَّ هَجَعَ بِهَا هَجْعَةً ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

🌞 فائدہ: ایام تشریق میں رمی جمرات زوال کے بعد ہوتی ہے۔ آخری دن نبی ﷺ زوال ہوتے ہی منی سے روانہ ہو گئے رمی کی اور پھر بطحاء میں آکر نماز ظہر پڑھی۔

(المعجم ۸۷) - بَابُ: فِي مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا قَبْلَ شَيْءٍ فِي حَجِّهِ (التحفة ۸۸) باب: ۸۷- جو شخص (دسویں تاریخ کے) اعمال حج میں تقدیم تاخیر کر دے؟

۲۰۱۲- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۱۰۰ من حديث حماد بن سلمة به، انظر الحديث الآتي، ورواه البخاري، الحج، باب النزول بذي طوى قبل أن يدخل مكة . . . الخ، ح: ۱۷۶۸ من حديث نافع به مطولاً. ۲۰۱۳- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ۲/ ۱۰۰.

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۰۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں وقوف کیا تو لوگ آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم نہیں ہو سکا اور میں نے ذبح کرنے سے پہلے اپنے بال منڈوا لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذبح کرلو کوئی حرج نہیں۔“ ایک دوسرا آیا اور بولا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم نہیں ہو سکا اور میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی؟ آپ نے فرمایا: ”رمی کرلو کوئی حرج نہیں۔“ کہتے ہیں کہ اس دن آپ سے جو سوال بھی ہوا جس میں کوئی تقدیم تاخیر ہوئی تھی۔ آپ نے یہی فرمایا: ”کرلو کوئی حرج نہیں۔“

۲۰۱۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَيْسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنَى يَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَذْبَحْ وَلَا حَرَجَ»، وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَمْ أَشْعُرْ فَتَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟ قَالَ: «أَرْمِ وَلَا حَرَجَ»، قَالَ: فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ أَوْ أُخِّرَ إِلَّا قَالَ: «أَصْنَعْ وَلَا حَرَجَ».

۲۰۱۵- حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا۔ لوگ آپ کے پاس آتے تھے تو جس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے طواف سے پہلے سعی کر لی ہے یا کوئی کام پہلے کر لیا ہے یا کوئی مؤخر کر دیا ہے۔ تو آپ فرماتے تھے: ”کوئی حرج نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔ مگر جو کوئی ظلم کرتے ہوئے کسی مسلمان کی عزت کو کاٹے۔ (غیبت کرے یا طعن و تشنیع وغیرہ) تو وہ حرج میں پڑا اور ہلاک ہوا۔“

۲۰۱۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهُ، فَمَنْ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ أَوْ قَدَمْتُ شَيْئًا أَوْ أَخَّرْتُ شَيْئًا، فَكَانَ يَقُولُ: «لَا حَرَجَ، لَا حَرَجَ، إِلَّا عَلَى رَجُلٍ اقْتَرَضَ عِرْضَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ ظَالِمٌ، فُذِّلِكَ الَّذِي حَرَجَ وَهَلَكَ».

۲۰۱۴- تخریج: أخرجه البخاري، العلم، باب الغتيا وهو واقف على الدابة وغيرها، ح: ۸۳، ومسلم، الحج، باب جواز تقديم الذبح على الرمي والحلق على الذبح وعلى الرمي... الخ، ح: ۱۳۰۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۴۲۱/۱.

۲۰۱۵- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۴۶/۵ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۷۷۴.

(المعجم ۸۸) - بَابُ: فِي مَكَّةَ

(التحفة ۸۹)

۲۰۱۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ
كَثِيرٍ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ عَنْ بَعْضِ
أَهْلِهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي
مِمَّا يَلِي بَابَ بَنِي سَهْمٍ وَالنَّاسُ يَمْشُونَ بَيْنَ
يَدَيْهِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سِتْرَةٌ.

- قَالَ سُفْيَانُ: لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ

سِتْرَةٌ - وَقَالَ سُفْيَانُ: كَانَ ابْنُ جُرَيْجٍ
أَخْبَرَنَا عَنْهُ قَالَ: أَخْبَرَنَا كَثِيرٌ عَنْ أَبِيهِ،
فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَيْسَ مِنْ أَبِي سَمِعْتُهُ
وَلَكِنْ مِنْ بَعْضِ أَهْلِي عَنْ جَدِّي.



توضیح: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ”الجامع الصحیح“ میں (کتاب الصلاة) باب السترة

بمکة حدیث: ۵۰۱) اور اس کے ضمن میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی صریح حدیث سے ثابت کیا ہے کہ سترے کے
مسئلے میں مکہ اور غیر مکہ کبھی برابر ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ ہے کہ مصنف عبدالرزاق میں وارد ”باب لا یقطع
الصلاة بمكة شیء“ کی حدیث صحیح نہیں اور وہ یہی ہے جو امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔ (عون المعبود) اس
لیے مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بھی ممکن حد تک سترے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ لوگوں کے عام تساہل اور تغافل نے وہاں
اس مسئلے کی اہمیت کو ختم کر دیا ہے جو یکسر غلط ہے۔

(المعجم ۸۹) - بَابُ تَحْرِيمِ مَكَّةَ

(التحفة ۹۰)

باب: ۸۹- مکہ کی حرمت کا بیان

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

باب: ۸۸- مکے میں (نماز کے لیے سترے کا مسئلہ)

۲۰۱۶- کثیر بن کثیر کے دادا (حضرت مطلب بن
ابی وداعہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ
کو (مسجد حرام میں) باب بنی سہم کے پاس نماز پڑھتے
دیکھا جبکہ لوگ آپ کے آگے سے گزر رہے تھے اور ان
کے درمیان (رسول اللہ ﷺ اور کعبہ کے مابین) سترہ
نہیں تھا۔

سفیان نے بصراحت کہا: لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الْكَعْبَةِ سِتْرَةٌ..... [سفیان کہتے ہیں کہ ابن جریج نے
اس کی سند میں یوں بیان کیا تھا ”أَخْبَرَنَا كَثِيرٌ عَنْ
أَبِيهِ“ یعنی کثیر نے اپنے والد سے بیان کیا پھر میں نے
ان سے (براہ راست) پوچھا تو کہا: میں نے یہ حدیث
اپنے والد سے نہیں سنی بلکہ گھر کے کسی دوسرے فرد سے
سنی تھی اور اس نے میرے دادا سے روایت کی ہے۔

۲۰۱۶- تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ۳۹۹/۶، وحديث ابن جريج عند النسائي: ۲۹۶۲، وابن
ماجه، ح: ۲۹۵۸ * بعض أهله مجهول، والصلوة من غير سترة صحيحة، رواه البزار كما في شرح صحيح البخاري
لابن بطلال: ۱۲۹/۲، وابن خزيمة، ح: ۸۳۸، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۰۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مَكَّةَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِمْ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : «إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ ، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةٌ مِنَ النَّهَارِ ثُمَّ هِيَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْصَدُ شَجَرُهَا ، وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهَا ، وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَقَامَ عَبَّاسٌ - أَوْ قَالَ : قَالَ الْعَبَّاسُ - : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِلَّا الْإِذْخِرَ» .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَزَادَ فِيهِ ابْنُ الْمُصَفَّى عَنْ الْوَلِيدِ : فَقَامَ أَبُو شَاهٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ - فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، اكْتُبُوا لِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «اَكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ» . قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ : مَا قَوْلُهُ : اَكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ؟ قَالَ : هَذِهِ الْخُطْبَةُ الَّتِي سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۰۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کے لیے مکہ فتح کر دیا تو آپ ﷺ ان (اہل مکہ) میں کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں کی پھر فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھی کو روک لیا تھا مگر اپنے رسول اور مومنین کو اس پر غالب فرما دیا ہے۔ اور یہ شہر میرے لیے دن کے ایک حصے میں (قتال کے لیے) حلال کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اس کا شکار نہ دوڑایا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز کو اٹھانا ہے“ اللہ یہ کہ کوئی اس کا اعلان کرے (تو اٹھالے۔)“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مگر اذخر گھاس (کی اجازت ہو) یہ ہماری قبروں اور گھروں میں استعمال ہوتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مگر اذخر۔“ (اس کا کاٹنا مباح ہے۔)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن المصطفیٰ نے ولید سے مزید بیان کیا کہ پھر ابوشاہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے..... جو اہل یمن میں سے تھے..... اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے لکھواد دیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔“ (ولید کہتے ہیں کہ) میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ”ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔“ اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: یہی خطبہ جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مکہ مکرمہ کو قوت اور زور سے فتح کیا گیا تھا۔ ② حرم میں پناہ لینے والا جب تک حرم میں ہے

۲۰۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟، ح: ۲۴۳۴، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلها... الخ، ح: ۱۳۵۵ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في مسند أحمد: ۲/ ۲۳۸.

۱۱- کتاب المناسک

جس سے متعلق دیگر احکام و مسائل

اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ (۳) احادیث نبویہ کی کتابت و تدوین اگرچہ عارضی طور پر عمومی حکم کے تحت ممنوع تھی مگر بعض افراد کو ان کے لکھنے کی رخصت بھی دی گئی تھی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت علیؓ کا صحیفہ زکوٰۃ کی تفصیلات اور حضرت ابوشاہؓ کو یہ خطبہ لکھوا کر عنایت فرمایا گیا۔

۲۰۱۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۰۱۸- حضرت ابن عباسؓ سے اس قصہ میں
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، مروی ہے فرمایا: [وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا] یعنی اس کی
عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ گھاس نہ کاٹی جائے۔
قال: «وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا».

☀ فائدہ: حدود حرم کے درخت یا گھاس کا کاٹنا منع ہے۔ جانوروں کو چرانے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۰۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: ۲۰۱۹- حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہتی ہیں
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے
إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ لیے منیٰ میں گھر نہ بنادیں۔ یا کہا کوئی عمارت نہ بنادیں
يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ جو آپ کو دھوپ سے بچائے؟ تو آپ نے فرمایا: ”نہیں“
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا یہ ٹھہرنے کا مقام ہے اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو
نَبْنِي لَكَ بِمَنْى بَيْتًا أَوْ بِنَاءً يُظْلِكُ مِنَ الشَّمْسِ؟ پہلے آجائے۔“
فَقَالَ: «لَا إِنَّمَا هُوَ مُنَاحٌ مِّنْ سَبَقٍ إِلَيْهِ».

۲۰۲۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: ۲۰۲۰- حضرت یحییٰ بن امیہؓ سے مروی ہے
حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حرم میں غلے کا ذخیرہ کرنا
ثُوبَانَ: أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ بْنُ ثُوبَانَ: حَدَّثَنِي (لوگوں سے روک رکھنا) الحاد (بے دینی) ہے۔“

۲۰۱۸- تخریج: أخرجه البخاري، جزء الصيد، باب: لا يحل القتال بمكة، ح: ۱۸۳۴ عن عثمان بن أبي شيبة،
ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها... الخ، ح: ۱۳۵۳ من حديث جرير بن عبد الحميد به.

۲۰۱۹- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء أن منى مناخ من سبق، ح: ۸۸۱، وابن ماجه،
ح: ۳۰۰۶ من حديث إسرائيل به. وشك ابن خزيمة في صحته، ح: ۲۸۹۱، وقال الترمذي: "حسن صحيح"،
وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۴۶۶، ۴۶۷، ووافقه الذهبي * أم يوسف مسيكة وثقتها الترمذي، والحاكم،
والذهبي بتصحيح حديثها، وإبراهيم بن المهاجر بن جابر الجلي وثقه الجمهور، وهو حسن الحديث.

۲۰۲۰- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۲۵۵/۷ عن أبي عاصم به * جعفر وعماره مستوران؟! ابن
بازان: مجهول. وللحديث شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط (مجمع الزوائد: ۱۰۱/۴) والترغيب والترهيب: ۵۸۵/۲.

مُوسَى بْنُ بَاذَانَ قَالَ: أَتَيْتُ يَعْلَى بْنَ أُمَيَّةَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «اِحْتِكَارُ الطَّعَامِ فِي الْحَرَمِ إِلْحَادٌ فِيهِ».

🌞 **ملاحظہ:** حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر دوسری روایات کی رُو سے ذخیرہ اندوزی جبکہ لوگ محتاج اور ضرورت مند ہوں کبار میں سے ہے بالخصوص حرم میں اور بھی بدتر عمل ہے۔ ﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِطُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ إِلِيمٍ﴾ (الحج: ۲۵)

(المعجم ۹۰) - **بَابُ: فِي نَبِيذِ السَّقَايَةِ**
(التحفة ۹۱)

باب: ۹۰- (زارین حرم کو) نبیذ پلانا

۲۰۲۱- بکر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اس گھر کے خدام کو کیا ہوا ہے کہ یہ لوگ نبیذ پلاتے ہیں (کھجور یا کشکش کا شربت) جب کہ ان کے چچا زاد (قریش) دودھ شہد اور ستو پلاتے ہیں؟ کیا یہ بخیل ہیں یا محتاج؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ ہم بخیل ہیں نہ محتاج۔ دراصل جب رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تشریف لائے تھے اور ان کے پیچھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے اپنے کو کچھ طلب کیا تو انہیں نبیذ پیش کی گئی تھی۔ آپ نے اس میں سے پی اور باقی اسامہ رضی اللہ عنہ کو دے دی انہوں نے بھی اس سے پی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے بہت خوب کیا بہت اچھا کیا“ سو ایسے ہی کیا کرو۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرما دیا ہے اس کو ہم بدلنا نہیں چاہتے۔

۲۰۲۱- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا بَالُ أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ يَسْقُونَ النَّبِيذَ وَيَبْنُو عَمَهُمْ يَسْقُونَ اللَّبَنَ وَالْعَسَلَ وَالسَّوِيقَ؟ أُبْخَلُّ بِهِمْ أَمْ حَاجَةٌ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا بِنَا مِنْ بُخْلٍ وَلَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ، وَلَكِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَرَابٍ فَأَتَتْهُ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَدَفَعَ فَضْلَهُ إِلَى أُسَامَةَ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ، كَذَلِكَ فَافْعَلُوا» فَتَحْنُ هَكَذَا، لَا تُرِيدُ أَنْ نُغَيِّرَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۰۲۱- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب فضل القيام بالسقاية والتنا على أهلها ... الخ، ح ۱۳۱۶ من حديث حميد الصريحي.

۱۱۔ کتاب المناسک

جج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

☀ فائدہ: دین و ایمان کا یہی تقاضا ہے اور ایک مومن سے اسی کا مطالبہ ہے کہ فرمانِ رسول ﷺ کو ہر کسی کے قول و فعل اور رائے سے مقدم رکھا جائے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۹۱) - باب الإِقامة بِمَكَّةَ

باب: ۹۱۔ مکہ میں اقامت کا بیان

(التحفة ۹۲)

۲۰۲۲- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۲۰۲۲- حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سائب بن یزید سے پوچھا: کیا آپ نے مکہ میں اقامت کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ فرماتے تھے: ”مہاجر لوگ طوافِ صدر (افاضہ) کے بعد تین دن تک رک سکتے ہیں۔“

الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَّازِيَّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ: هَلْ سَمِعْتَ فِي الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْحَضَرَمِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لِلْمُهَاجِرِينَ إِقَامَةٌ بَعْدَ الصَّدْرِ ثَلَاثًا فِي الْكَعْبَةِ».

☀ فوائد و مسائل: ① تکمیل حج کے بعد مہاجرین مدینہ کے لیے بالخصوص پابندی تھی کہ جس شہر کو انہوں نے اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دیا ہے وہاں کسی طرح اقامت نہ کریں تاکہ ہجرت کے اجر و ثواب میں کمی نہ ہو۔ ② امام شافعی رضی اللہ عنہ اسی حدیث سے قیاس فرماتے ہیں کہ مسافر اگر کہیں تین دن سے زیادہ اقامت کی نیت کر لے تو وہ وہاں کا مقیم سمجھا جائے گا اس لیے اسے نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ (کتاب الام، للشافعی رضی اللہ عنہ) گویا اس فرمانِ نبوی سے مدت سفر کی تعیین پر بھی استدلال کیا گیا ہے جس کی تائید نبی ﷺ کے عمل سے بھی ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ”مسنون نماز“ از حافظ صلاح الدین یوسف)

(المعجم ۹۲) - باب الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ

باب: ۹۲۔ کعبہ کے اندر نماز کا بیان

(التحفة ...)

۲۰۲۳- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۲۰۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

۲۰۲۲- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الإقامة بمكة، للمهاجر منها بعد فراغ الحج والعمرة... الخ، ح: ۱۳۵۲ عن القعني، والبخاري، مناقب الأنصار، باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه، ح: ۳۹۳۳ من حديث عبد الرحمن بن حميد به.

۲۰۲۳- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة بين السواري في غير جماعة، ح: ۵۰۵، ومسلم، ۴۰

حج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ اسامہ بن زید عثمان بن طلحہ الحجبی اور بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور بلال نے دروازہ بند کر دیا۔ پس آپ (کچھ دیر) اندر رہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے ان کے نکلنے پر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اندر کیا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے ایک ستون اپنی بائیں جانب کیا اور دو ستون دائیں جانب اور تین ستون اپنے پیچھے اور پھر نماز پڑھی۔ اور بیت اللہ ان دنوں چھ ستونوں پر قائم تھا۔

عن نافع، عن عبد الله بن عمر أن رسول الله ﷺ دخل الكعبة هو وأسماء بن زید وعثمان بن طلحة الحجبی وبلال فأغلقها عليه، فمكث فيها. قال عبد الله بن عمر: فسألت بلالاً حين خرج ماذا صنع رسول الله ﷺ؟ فقال: جعل عموداً عن يساره وعمودين عن يمينه وثلاثة أعمدة وراءه، وكان البيت يومئذ على ستة أعمدة ثم صلى.

۲۰۲۳- امام مالک رحمہ اللہ نے یہ حدیث روایت کی مگر ستونوں کا ذکر نہیں کیا، کہا: پھر آپ نے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ اور قبلہ کی دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

۲۰۲۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَذْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَذْكُرِ السَّوَارِيَّ قَالَ: ثُمَّ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ثَلَاثَةُ أَذْرُعٍ.

🌅 فائدہ: معلوم ہوا نمازی اور سترے کے درمیان کم از کم تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔

۲۰۲۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ اور قعنبی کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔ کہا: میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں؟

۲۰۲۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ الْقَعْنَبِيِّ قَالَ: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى؟.

الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره... الخ، ح: ۱۳۲۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۹۸/۱.

۲۰۲۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۵/۳۱۵، من حديث أبي داود به.

۲۰۲۵- تخریج: [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۱۹۵۹ وهو متفق عليه، وانظر، ح: ۲۰۲۳.

۲۰۲۶- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ :
 حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ
 مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَفْوَانَ
 قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: كَيْفَ صَنَعَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ:
 صَلَّى رَكَعَتَيْنِ.

☀ فائدہ: جسے کعبہ کے اندر جانے کا موقع میسر آ جائے اس کے لیے وہاں دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ اور جسے موقع نہ ملے وہ حطیم کے اندر پڑھ لے وہ بھی کعبہ ہی کا حصہ ہے۔ اور شاید اللہ عز و شان کی یہی حکمت تھی کہ ابتدا سے یہ حصہ کھلا رہ گیا اور تعمیر نہ ہو سکا۔ اس طرح ہر مسلمان کو کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی سہولت ہر وقت میسر رہتی ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ.



۲۰۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 عَمْرِو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنَا
 عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي ثَوْبٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ
 ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبِي
 أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الْإِلَهِةُ فَأَمَرَ بِهَا
 فَأُخْرِجَتْ قَالَ: فَأَخْرَجَ صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ
 وَإِسْمَاعِيلَ وَفِي أَيْدِيهِمَا الْأَزْلَامُ، فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَاتِلَهُمُ اللَّهُ، وَاللَّهِ! لَقَدْ
 عَلِمُوا مَا اسْتَفْسَمُوا بِهَا قَطُّ». قَالَ: ثُمَّ
 دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ وَفِي زَوَايَاهُ،
 ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ.

۲۰۲۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
 نبی ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو کعبہ کے اندر
 جانے سے انکار فرما دیا کیونکہ اس کے اندر بت رکھے
 ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا اور انہیں باہر نکال دیا
 گیا۔ ان میں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں
 بھی تھیں جن کے ہاتھوں میں پائے (قسمت معلوم
 کرنے کے تیر) دکھلائے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے
 فرمایا: ”اللہ ان پر لعنت کرے قسم اللہ کی! انہیں خوب علم
 تھا کہ ان حضرات نے کبھی بھی ان سے پائے نہیں ڈالے
 تھے۔“ چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ کعبہ میں داخل
 ہوئے اور اس کے اطراف اور کونوں میں تکبیریں کہیں۔
 پھر آپ نکل آئے اور اندر نماز نہیں پڑھی۔

۲۰۲۶- تخریج: [صحیح] تقدم طرفه، ح: ۱۸۹۸، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البخاري، ح: ۳۹۷، وغيره،
 فالحدیث صحیح.

۲۰۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب من كبر في نواحي الكعبة، ح: ۱۶۰۱، عن أبي معمر به.

۱۱- کتاب المناسک حج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① ”پانے کے تیر“ یوں تھے کہ لکڑیاں سی ہوتیں اور ان میں سے کچھ پر لکھا ہوتا تھا ”افْعَلْ“ (کام کرلو) اور کچھ پر لکھا ہوتا تھا ”لَا تَفْعَلْ“ (مت کرو) اور کچھ خالی ہوتی تھیں۔ لوگ کسی اہم سفر یا کام کے موقع پر مجاور کعبہ کے پاس آتے اور اس سے اپنا کام کرنے یا نہ کرنے کے متعلق پوچھتے تو وہ ان لکڑیوں کو ڈبے میں ڈال کر بلاتا اور کوئی ایک نکال کر جواب دیتا کہ کرو یا نہ کرو۔ اگر خالی تیر نکلتا تو دوبارہ کرتا حتیٰ کہ کوئی جواب نکل آتا۔ سورۃ المائدہ میں ہے: ﴿وَأَنْ تَسْتَفْهِمُوا بِالْأَزْلَامِ﴾ (المائدہ: ۳) ”یہ بھی حرام ہے کہ پانسوں سے قیمت معلوم کرو۔“ دوسری جگہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاخْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ﴾ (المائدہ: ۹۰) ”اے ایمان والو! شراب، جوہت اور پانے یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔“ ② کعبہ کے اندر نماز پڑھنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیان سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ نہیں تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں بھی نفی ہے۔ مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیان میں اثبات ہے۔ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی نفی کی توجیہ یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا و تکبیر میں دیکھا تو خود بھی ایک طرف اسی عمل میں لگ گئے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور انہوں نے دھیان نہیں کیا۔ جبکہ بلال رضی اللہ عنہ کے تمام اعمال کا جائزہ لیتے رہے نیز کمرے میں دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندھیرا بھی تھا تو اس لیے بھی صورت حال مخفی رہی۔ (واللہ اعلم)

(المعجم ۹۳) - باب الصَّلَاةِ فِي الْحَجْرِ (الصحفة ۹۴)

۲۰۲۸- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ وَأُصَلِّيَ فِيهِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي فِي الْحَجْرِ، فَقَالَ: «صَلِّي فِي الْحَجْرِ إِذَا أَرَدْتَ دُخُولَ الْبَيْتِ فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ، فَإِنْ قَوْمَكَ اقْتَصَرُوا حِينَ بَنَوْا الْكَعْبَةَ فَأَخْرَجُوهُ مِنَ الْبَيْتِ».

۲۰۲۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ کعبہ کے اندر داخل ہوں اور اس میں نماز پڑھوں تو رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور حجر (یعنی حطیم) میں داخل کر دیا اور فرمایا: ”جب تم کعبہ میں داخل ہونا چاہو تو حجر میں نماز پڑھ لیا کرو یہ بھی بیت اللہ ہی کا حصہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیری قوم نے تعمیر کعبہ کے وقت اسی قدر پراکتفا کیا اور اسے تعمیر سے خارج کر دیا تھا۔“

۲۰۲۸- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلوة في الحجر، ج: ۸۷۶، والنسائي، ج: ۲۹۱۵ من حديث عبد العزيز الدراوردي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

☀️ توضیح: رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کا بیسٹیسواں سال تھا کہ قریش نے بیت اللہ کی خستہ عمارت کو از سر نو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور عہد کیا کہ اس میں صرف حلال رقم ہی صرف کریں گے۔ رنڈی کی اجرت، سود کی دولت اور کسی کا ناحق لیا ہوا مال استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ مگر حلال مال کی کمی پڑ گئی تو انہوں نے شمال کی طرف سے کعبہ کی لمبائی تقریباً چھ ہاتھ کم کر دی۔ یہی ٹکڑا ”حجر اور حطیم“ کہلاتا ہے۔ (الرحیق المختوم)

(المعجم ۹۳) - بَابُ فِي دُخُولِ
الْكُعْبَةِ (التحفة ۹۳)

باب: ۹۳- کعبہ کے اندر جانا

۲۰۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ میرے ہاں سے تشریف لے گئے تو بہت مسرور اور خوش تھے۔ پھر میرے ہاں واپس لوٹے تو کسی قدر کبیدہ اور رنجیدہ سے تھے۔ اور فرمایا: ”میں کعبہ میں داخل ہوا ہوں اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا ہے تو میں اس کے اندر داخل نہ ہوتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں نے اپنی امت پر مشقت ڈالی ہے۔“

۲۰۲۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا وَهُوَ مَسْرُورٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ وَهُوَ كَتِيبٌ فَقَالَ: «إِنِّي دَخَلْتُ الْكُعْبَةَ وَلَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا دَخَلْتُهَا، إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ قَدْ شَقَقْتُ عَلَى أُمَّتِي».

۲۰۳۰- منصور حجبی سے مروی ہے کہ مجھے میرے ماموں (مسافع بن شبیب) نے میری والدہ صفیہ بنت شبیب سے روایت کیا وہ کہتی ہیں کہ میں نے اسلامیہ سے سنا کہ بتی تھیں کہ میں نے عثمان (بن طلحہ الحجبی) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تمہیں بلایا تھا تو کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ نے فرمایا تھا: ”میں تجھے یہ کہنا بھول گیا تھا کہ دو سیٹلوں کو ڈھانپ دو بیت اللہ میں کوئی ایسی

۲۰۳۰- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُسَدَّدٌ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ الْحَجَبِيِّ: حَدَّثَنِي خَالِي عَنْ أُمِّي صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ الْأَسْلَمِيَّةَ تَقُولُ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ: مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ دَعَاكَ؟ قَالَ: «إِنِّي نَسِيتُ أَنْ أَمُرَّكَ أَنْ تُحْمَرَ الْقُرْنَيْنِ فَإِنَّهُ لَيْسَ يَنْبَغِي أَنْ

۲۰۲۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في دخول الكعبة، ح: ۸۷۳، وابن ماجه، ح: ۳۰۶۴ من حديث إسماعيل بن عبد الملك به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ومع ذلك قال الترمذي في حديثه: "حسن صحيح".

۲۰۳۰- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۶۸/۴ عن سفیان بن عیینہ به * الأسلمیة أراها صحابية، والله أعلم.

۱۱- کتاب المناسک حج سے متعلق دیگر احکام و مسائل

يَكُونُ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يَسْغُلُ الْمُصَلِّيَّ». چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کو مشغول کرنے والی ہو۔“

قال ابن السَّرْحِ: خَالِي: مُسَافِعٌ بِنُ ابن السرح نے اپنی سند میں ”حَدَّثَنِي خَالِي“ کے بعد ”مُسَافِعٌ بِنُ شَيْبَةَ“ کے نام کی تصریح کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”دوستیوں“ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں آنے والے مینڈھے کے سینک ہیں جو کعبہ کے اندر محفوظ تھے۔ ② عام قاعدہ ہے کہ نمازی کے آگے ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے جو اس کی نظریا دل کو مشغول کرنے والی ہو۔ جیسے کہ صحیحین میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیاہ مقش چادر کے متعلق فرمایا تھا: ”میری یہ خیمہ چادر ابو جہم کے پاس لے جاؤ اس نے تو مجھے ابھی نماز میں مشغول کر دیا تھا“ اُنْبَحَانِيَّة (صاف) چادر لے آؤ۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۳۷۳ و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۵۲)

باب: ۹۳، ۹۴- کعبہ کے مال کا بیان

(المعجم ۹۳، ۹۴) - بَابُ: فِي مَالِ

الْكَعْبَةِ (التحفة ۹۵)

۲۰۳۱- حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں تم بیٹھے ہو تو انہوں نے کہا: میں یہاں سے نہیں نکلوں گا حتیٰ کہ کعبہ کا مال تقسیم کر دوں۔ شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آپ یہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ میں ضرور کروں گا۔ میں نے کہا: آپ نہیں کر سکتے۔ کہنے لگے: کیوں؟ میں نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو اس مال کی خبر تھی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی علم تھا اور وہ اس مال کے آپ سے زیادہ ضرورت مند تھے مگر انہوں نے اسے نہیں نکالا۔ چنانچہ وہ اٹھے اور چلے گئے۔

۲۰۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ وَاصِلِ الْأَحْذَبِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ شَيْبَةَ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، قَالَ: قَعَدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي مَقْعَدِكَ الَّذِي أَنْتَ فِيهِ فَقَالَ: لَا أَخْرُجُ حَتَّى أَقْسِمَ مَا لَ الْكَعْبَةِ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قَالَ: بَلَى لَأَفْعَلَنَّ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ رَأَى مَكَانَهُ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا أَحْوَجُ مِنْكَ إِلَى الْمَالِ فَلَمْ يُحَرِّكَاهُ فَقَامَ فَخَرَجَ.

۲۰۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب مال الكعبة، ح: ۳۱۱۶ من حديث عبدالرحمن المحاربي به، وهو في مسند أحمد: ۴۱۰/۳ * المحاربي مدلس وعنعن، وحديث البخاري: ۱۵۹۴، ۷۲۷۵ يغني عن هذا الحديث.



☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے مراد وہ مال ہے جو کعبہ میں بطور نذر آتا اور جمع رہتا تھا۔ ② حق کے اظہار و بیان میں جرات سے کام لینا چاہیے۔ اس میں اللہ عزوجل نے قوت رکھی ہے اور سلیم الفطرت اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ ③ اس کے ہم معنی روایت صحیح بخاری میں ہے جس سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔

(المعجم . . .) **بَابُ (التحفة . . .)** باب: . . .

۲۰۳۲- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام ایہ سے واپس لوٹے اور سدہ (بیری) کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ قرن اسود کے پاس رک گئے۔ یعنی اس پہاڑ کے پاس جو اس پیری کے سامنے ہے۔ پھر آپ نے مقام نخب کی طرف نظر اٹھائی یا اس کی وادی کی طرف دیکھا۔ آپ رکے حتیٰ کہ سب لوگ رک گئے تب آپ نے فرمایا: ”وادی وِج کا شکار اور اس کے خاردار درخت حرام ہیں اور اللہ کی خاطر حرام کیے گئے ہیں۔“ آپ ﷺ کا یہ ارشاد آپ کے طائف جانے اور ثقیف کا محاصرہ کرنے سے پہلے کا ہے۔

۲۰۳۲- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْنِ سَانَ الطَّائِفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَمَّا أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ لَيْلَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا عِنْدَ السَّدَرَةِ وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَرَفِ الْقَرْنِ الْأَسْوَدِ حَذْوَهَا فَاسْتَقْبَلَ نَجْبًا بَصَرِهِ - وَقَالَ مَرَّةً: وَادِيَهُ - وَقَفَ حَتَّى اتَّقَفَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ صَيْدَ وَجٍّ وَعِضَاهُمُ حَرَمٌ مُحَرَّمٌ لِلَّهِ»، وَذَلِكَ قَبْلَ نُزُولِهِ الطَّائِفَ وَحِصَارِهِ لِثَقِيفٍ.



باب: ۹۴، ۹۵- مدینہ منورہ آنے

کے احکام و مسائل

(المعجم ۹۴، ۹۵) - **بَابُ: فِي إِتْيَانِ**

الْمَدِينَةِ (التحفة ۹۶)

۲۰۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”پالان نہ کے (یعنی سفر نہ کئے) جائیں مگر تین مساجد کی طرف، یعنی مسجد حرام (بیت اللہ) میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد قضی کی طرف۔“

۲۰۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى».

۲۰۳۲- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۶۵ عن عبد الله بن الحارث به.

۲۰۳۳- **تخریج:** أخرجه البخاري، فضل الصلوة في مسجد مكة والمدينة، باب: ۱، ح: ۱۱۸۹، ومسلم، الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، ح: ۱۳۹۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

🌞 توضیح: مدینہ منورہ اس دنیا میں تمام مسلمانان عالم کا محبوب ترین شہر ہے۔ یہ ہمارے آقا ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دارالہجرت اور مستقر ہے۔ تمام اہل السنۃ والجماعۃ (اہل الحدیث) اس مبارک شہر کی زیارت اور اس کے سفر کو اپنی آرزوؤں کی انتہا اور اپنے عظیم ترین اعمال صالحہ میں شمار کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات بہت ہی جامع ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ اس ارشاد نبوی کا تعلق ”نذر“ سے ہے۔ یعنی اگر انسان نے کسی عام مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو اس نذر کردہ مسجد میں نماز پڑھے یا کسی اور میں پڑھے (کبھی برابر ہیں) الا یہ کہ ان تین میں سے کسی کی نذر مانی ہو۔ تو اسے اپنی یہ نذر پوری کرنی واجب ہے۔ اور ان کے خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں ہمارے انبیاء علیہم السلام کی مساجد ہیں جن کی اقتدا کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ اعتکاف صرف ان تین ہی مساجد میں صحیح ہے۔ (انتہی) اس معنی کی تائید اس روایت کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے: [لَا يَنْبَغِي لِلْمَطِيِّ أَنْ تُشَدَّ رِحَالُهَا إِلَى مَسْجِدٍ تُبْتَغَى فِيهِ الصَّلَاةُ غَيْرَ مَسْجِدِي هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى] (نیل الاوطار: ۱۱۰/۵) ”یعنی بغرض نماز کسی مسجد کی طرف سواری پر پالان نہ کسا جائے سوائے ان مساجد کے، میری یہ مسجد‘ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔“

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح یہ ہے کہ اس حدیث میں مستثنیٰ منہ محدود ہے یعنی ”لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَى مَوْضِعٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ“ ”ان تین مساجد کے علاوہ بغرض تقرب کہیں کا سفر نہ کیا جائے۔“ الفاظ حدیث کا ظاہر سیاق واضح کر رہا ہے کہ ان تین محترم و معظم مساجد کے علاوہ کہیں کا سفر نہ کیا جائے (یعنی بغرض عبادت و تقرب) اور اس کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ انہوں نے بصرہ الغفاری سے پوچھا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ کہا: کواہ طور سے۔ کہا کہ اگر تمہارے اس سفر سے پہلے میری تم سے ملاقات ہو جاتی تو تم نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ [لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ] (سنن النسائی‘ الجمعة‘ حدیث: ۱۳۳۱) ”تین مساجد کے علاوہ کہیں کا سفر نہ کیا جائے۔“

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ اہل جاہلیت اپنے زعم کے مطابق کئی متبرک مقامات کا سفر کیا کرتے تھے جس کا لازمی نتیجہ اللہ کے دین میں بصورت تحریف و فساد نکلتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے اس فساد کا منبع ہی بند کر دیا تاکہ مشروع اور غیر مشروع، شرک کا نہ و بدعی شعائر آپس میں خلط ملط نہ ہوں اور غیر اللہ کی عبادت کا دروازہ بند ہو جائے۔ اور میرے نزدیک اس نبی میں کوئی قبر کسی ولی اللہ کی عبادت گاہ اور کوہ طور کبھی برابر ہیں۔ (بحوالہ عون المعبود)

شعائر اور عبادت کے علاوہ جہاد و ہجرت، طلب علم، عزیز و اقارب اور علماء سے ملاقات اور تجارت وغیرہ ایسے امور ہیں جن کے لیے سفر شرعاً مطلوب ہے۔ کسی نے بھی ان پر انکار نہیں کیا ہے۔ مگر بغرض عبادت، اعتکاف اور اجر مزید کی غرض سے کسی جگہ کا سفر بفرمان رسول ﷺ ان تین مساجد ہی سے خاص ہے۔

زیارت قبور کے لیے سفر کا مسئلہ امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما نے اپنی تحریروں میں خوب خوب نکھارا ہے۔ اور نہایت قوی اور واضح براہین اور گہری بصیرت سے ثابت کیا ہے کہ محض زیارت قبور کے لیے سفر کہیں کا بھی ہو جائز نہیں ہے۔ نبی کریم صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کی قبر کی بجائے وہ نیت کی جانی چاہیے جو مشروع و مرغوب فیہ ہو یعنی ”زیارت مسجد نبوی اور اس میں نماز۔“ سفر کی یہ نیت اور غرض انتہائی مبارک، مشروع اور مرغوب ہے۔ اور متضمن ہے دیگر سب مشروع زیارات کو یعنی رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک، مسجد قباء، مقابر یثرب اور شہدائے احد۔ اور یہ نزاع اور اختلاف صرف ابتدائی نیت کے مسئلے میں ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر مذکورہ بالا سبھی زیارات حاصل ہوتی ہیں اور سب کی زیارت مستحب ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لہذا علمائے اہل حدیث..... کَثَرُ اللّٰهُ سَوَادَهُمْ..... اس امر کے قائل و فاعل ہیں کہ مدینہ منورہ میں اصلاً مسجد نبوی کی زیارت کا قصد کیا جائے اور بس۔ دیگر زیارات بالترتیب حاصل ہوں گی۔ یہ عمل اور سفر پیارے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کا مظہر ہے، بشرطیکہ عقیدہ صحیح اور دیگر اطوار زندگی بھی شریعت کے مطابق ہوں۔ اس سے بے رغبتی انتہائی شقاوت، بد بختی اور رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

ایک ضروری نکتہ یہ بھی ہے کہ ”زیارت مسجد نبوی“ کا اعمال حج سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اعمال حج اول تا آخر مکہ مکرمہ ہی میں مکمل ہو جاتے ہیں۔ سفر مدینہ ایک علیحدہ اور مستقل عمل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے سفر حج میں مدینہ منورہ نہ جاسکے تو اس کے حج میں کوئی نقص یا عیب نہیں ہوتا۔ [اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حَبْلَكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنَا اِلَى حَبْلِكَ] اس باب کی مذکورہ بالا صحیح ترین حدیث کے مقابلے میں زیارت قبر نبوی کے سفر کے سلسلے میں پیش کی جانے والی روایات اصول حدیث کے معیار پر پوری نہیں اترتی ہیں۔ اور دین محض جذبات یا تعصب کا نام نہیں بلکہ اتباع حق کا نام ہے۔ ان ضعیف روایات میں سے اہم روایات کی تخریج اور ان کے ضعف کی صراحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (التلخیص الحبیبر: ۲۶۶/۴، حدیث: ۱۰۷۷۵) میں کر دی ہے۔ مثلاً: [مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي] ”جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی۔“ [مَنْ زَارَ قَبْرِي فَلَهُ الْمَحَنَةُ] ”جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے جنت ہے۔“ [مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةً اِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ اَنْ اُكُوْنَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ”جو میری زیارت کے لیے آیا جبکہ اسے سوائے میری زیارت کے اور کوئی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے روز اس کے لیے سفارشی ہوں۔“ [مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي] ”جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے بلاشبہ مجھ سے بے رغبتی کی۔“ [مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِينَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ”جس نے ثواب کی غرض سے مدینے میں میری زیارت کی میں اس کے لیے قیامت کے دن شفیع اور شہید ہوں گا۔“ یہ سب روایات ناقابل حجت ہیں۔ طلبہ علم اور متلاشیان حق پر واجب ہے کہ سنت اور بدعت میں فرق کرنے کے لیے علماء اور ائمہ فاضلین فی الحدیث سے رجوع کریں۔ وبالله التوفیق۔



(المعجم ۹۵، ۹۶) - بَابُ: فِي تَحْرِيمِ
الْمَدِينَةِ (التحفة ۹۷)

باب: ۹۵، ۹۶- حرم مدینہ کا بیان

۲۰۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا كَتَبْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِزٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَّثًا أَوْ آوَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْمَعُ بِهَا أَذْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ، وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنٍ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ».

۲۰۳۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں لکھا ہے سوائے قرآن کریم کے اور جو اس صحیفے میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مدینہ منورہ عائر (عیر) اور ثور (دو پہاڑوں) کے مابین حرم ہے۔ تو جو یہاں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو جگہ دے اس پر اللہ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اس کا فرض اور نفل کچھ قبول نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کا ذمہ (کسی کا فرکودیا ہوا عہد امان، اجتماعی طور پر) ایک ہی ہے۔ ان کا ادنیٰ فرد بھی اس کی حفاظت کے لیے کوشش کا پابند ہے۔ جس نے کسی مسلمان کے دیے ہوئے عہد امان کو توڑا تو اس پر اللہ فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا فرض اور نفل کچھ قبول نہیں ہوگا۔ اور جو (آزاد شدہ غلام) اپنے آزاد کرنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی اور قوم کی طرف اپنے آزاد ہونے کی نسبت کرے اس پر اللہ اور سب فرشتوں کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی فرض اور نفل قبول نہیں ہوگا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی خاص باطنی علم یا وصیت نہ تھی جو دیگر لوگوں سے مخفی طور پر آپ کو دی گئی ہو۔ آپ کے پاس جو کچھ تھا آپ نے اس کا اظہار فرمادیا۔ ② مدینہ منورہ مذکورہ حدود میں اسی طرح حرم اور محترم ہے جیسے کہ مکہ مکرمہ ہے۔ اور بدعت ہر اعتبار سے ضلالت ہے اور بدعتی انسان کا اکرام بہت بڑا شرعی ظلم ہے۔ مدینہ منورہ میں اس عمل کی شاعت از حد زیادہ ہے کیونکہ یہ دین اسلام کا منبع اور مرکز ہے۔ ③ کفار کے مقابلے میں مسلمان ایک ہیں۔ ان کے ادنیٰ فرد کی بھی وہی حیثیت ہے جو ان کے اعلیٰ کی ہے۔ ④ آزاد شدہ غلام (مولیٰ)

۲۰۳۴- تخریج: أخرجه البخاري، فضائل المدينة، باب حرم المدينة، ح: ۱۸۷۰، ومسلم، الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة... الخ، ح: ۱۳۷۰ من حديث سفیان الثوري به.

اجازت لے کر بھی اپنی نسبت ولا، فروخت یا تبدیل نہیں کر سکتا۔ عمل حرام ہے۔ حدیث میں [بَغْيَرِ إِذْنِ مَوْلِيْهِ] کا ذکر قید ”اتفاق“ ہے۔ ”اتحرازی“ نہیں۔

۲۰۳۵- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهَا وَلَا يُلْتَقَطُ لُقْطَتُهَا إِلَّا لِمَنْ أَشَادَ بِهَا، وَلَا يَصْلُحُ لِرَجُلٍ أَنْ يَحْمِلَ فِيهَا السَّلَاحَ لِقِتَالٍ، وَلَا يَصْلُحُ أَنْ يُقَطَعَ مِنْهَا شَجَرَةٌ إِلَّا أَنْ يَعْلِفَ رَجُلٌ بِعِيرَةٍ».

۲۰۳۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا قصہ میں نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ”اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اس کا شکار نہ بھگایا جائے اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ جو اس کا اعلان کرے۔ کسی کو روا نہیں کہ قتل کی غرض سے اس میں اسلحہ اٹھائے۔ اور کسی کو روا نہیں کہ اس سے درخت کا لے مگر کوئی اپنے اونٹ کو چارہ دینا چاہے تو جائز ہے۔“

۲۰۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ الْحُبَابِ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ كِنَانَةَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَمَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلَّ نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ بَرِيدًا بَرِيدًا لَا يُحْبَطُ شَجَرُهُ وَلَا يُعْصَدُ إِلَّا مَا يُسَاقُ بِهِ الْجَمَلُ.

۲۰۳۶- حضرت عدی بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی ہر طرف سے ایک ایک برید (بارہ بارہ میل) کو محفوظ علاقہ قرار دیا تھا کہ نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ پتے توڑے جائیں مگر اونٹ کے چارے کے بقدر جائز ہے۔

۲۰۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى

۲۰۳۷- سلیمان بن ابی عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں

۲۰۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۱/۵ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، وله طريق آخر عند النسائي، ح: ۲۸۷۷ و ۲۸۹۵ * قتادة عنمن.

۲۰۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۷/۱۱۱، ح: ۲۷۲ من حديث زيد بن الحباب به * سليمان بن كنانة مجهول الحال، وعبدالله بن أبي سفيان مثله.

۲۰۳۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۱۷۰ من حديث جرير بن حازم به * سليمان بن أبي عبد الله لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد دون قوله: "بصيد".



نے حرم مدینہ میں جسے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے ایک آدمی کو شکار کرتے پکڑ لیا اور اس کے کپڑے چھین لیے تو اس شخص (غلام) کے مالک آئے اور اس کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حرم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: ”جو شخص کسی کو اس میں شکار کرتا پکڑ لے تو وہ اس کے کپڑے ضبط کر لے۔“ چنانچہ وہ غنیمت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عنایت فرمائی ہے واپس نہیں کروں گا۔ ہاں اگر چاہو تو اس کی قیمت دے دیتا ہوں۔

ابن حَکیم عن سُلیمان بن اَبی عبد اللہ قال: رَأَيْتُ سَعْدَ بْنَ اَبی وَقَّاصٍ اخَذَ رَجُلًا يَصِيدُ فِي حَرَمِ الْمَدِينَةِ الَّذِي حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَسِبَهُ نِيَابَهُ، فَجَاءَ مَوَالِيَهُ وَكَلَّمُوهُ فِيهِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَّمَ هَذَا الْحَرَمَ وَقَالَ: «مَنْ وَجَدَ أَحَدًا يَصِيدُ فِيهِ فَلْيَسِبْهُ نِيَابَهُ» وَلَا أَرُدُّ عَلَيْكُمْ طُعْمَةً أَطْعَمَنِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَكِنْ إِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُ إِلَيْكُمْ ثَمَنَهُ.

فائدہ: اس روایت میں ”شکار کرتے“ کے الفاظ منکر ہیں۔ صحیح الفاظ ”کاٹنے“ کے ہیں جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔

۲۰۳۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ صَالِحِ مَوْلَى التَّوَّامَةِ، عَنْ مَوْلَى لِسْعِدٍ أَنَّ سَعْدًا وَجَدَ عَبِيدًا مِنْ عَبِيدِ الْمَدِينَةِ يَقْطَعُونَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِينَةِ، فَأَخَذَ مَتَاعَهُمْ وَقَالَ - يَعْنِي لِمَوَالِيهِمْ - : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى أَنْ يُقْطَعَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِينَةِ شَيْءٌ وَقَالَ: «مَنْ قَطَعَ مِنْهُ شَيْئًا فَلَمَنْ أَخَذَهُ سَلَبَهُ».

۲۰۳۸- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ایک غلام سے مروی ہے کہ انہوں نے مدینہ کے کچھ غلاموں کو دیکھا کہ وہ (حرم) مدینہ میں درخت کاٹ رہے ہیں۔ تو انہوں نے ان کا اسباب چھین لیا اور ان غلاموں کے مالکوں سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے مدینہ کے درختوں سے کچھ کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے: ”جو کوئی ان سے کچھ کاٹے تو جو اسے پکڑ لے تو اس کا اسباب اسی کے لیے ہے (اس کے کپڑے، کلباڑی اور رسی وغیرہ۔)“

۲۰۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَفْصِ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۲۰۳۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے رسول ﷺ کے محفوظ

۲۰۳۸- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱۹۹/۵ من حديث ابن أبي ذئب به، وسنده ضعيف * سليمان

لم يوثقه غير ابن حبان.

۲۰۳۹- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۲۰۰/۵ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * الحارث بن

رافع مستور.

۱۱- کتاب المناسک

زیارت قبور کے احکام و مسائل

کردہ علاقے سے نہ پتے توڑے جائیں اور نہ درخت کاٹے جائیں مگر ہلکے انداز میں پتے جھاڑ لیے جائیں۔“

خَالِدٌ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْجُهَنِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُخْبَطُ وَلَا يُعْضَدُ حِمَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَكِنْ يَهْشُ هَشًّا رَفِيقًا».

۲۰۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر۔ ابن نمیر نے مزید کہا: اور (مسجد میں) دور کعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ ابْنِ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبيدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا، زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ: وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ.



فائدہ: مدینہ منورہ کی مشروع و مسنون زیارات میں سے اہم ترین زیارت مسجد قباء کی ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی تو یہ ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب عمرے کا سا ثواب ہے۔ (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات)

حدیث: (۱۴۱۱)

باب: ۹۶، ۹۷- زیارت قبور کے احکام و مسائل

(المعجم ۹۶، ۹۷) - باب زِيَارَةِ الْقُبُورِ (التحفة ۲۹۸)

۲۰۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بھی مجھے سلام کہتا ہے تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

۲۰۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ عَنْ أَبِي صَخْرِ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۲۰۴۰- تخریج: أخرجه مسلم، الحج، باب فضل مسجد قباء وفضل الصلوة فيه وزيادته، ح: ۱۳۹۹ من حديث ابن نمير، والبخاري، فضل الصلوة في مسجد مكة والمدينة، باب إتيان مسجد قباء ماشيًا وراكبًا، ح: ۱۱۹۴ من حديث عبد الله بن عمر به.

۲۰۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۵۲۷/۲ عن المقرئ به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۱۵۱ * يزيد بن عبد الله بن قسيط ثبت سماعه من أبي هريرة عند البيهقي: ۱/۱۲۲، ولكنه يروي عن التابعين عن الصحابة، ولم يصرح هاهنا بالسماع، فالسند في شبه الانقطاع.

۱۰- کتاب المناسک زیارت قبور کے احکام و مسائل

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ».

☀ توضیح: یہ حدیث ہمارے فاضل محقق شیخ زبیر علی زئی صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہے، لیکن اکثر محدثین کے نزدیک یہ حسن درجہ کی ہے جو محدثین کے ہاں مقبول ہے۔ اور ”روح لوٹانے“ کی کئی ایک تاویلات کی گئی ہیں۔ مگر اول و آخر یہی ہے کہ یہ برزخی زندگی کا معاملہ ہے۔ اسے دنیا کی زندگی پر قیاس کرنا بالکل غلط ہے۔ علاوہ ازیں یہ تشابہات میں سے ہے ہم کوئی اطمینان بخش تفصیل و توجیہ کرنے سے قاصر ہیں۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ.

﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف: ۷۶)

۲۰۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قُبُورَ عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُ».

۲۰۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ اور نہ میری قبر کو عید (میلہ گاہ) بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا۔“

☀ فوائد و مسائل: ① ”گھروں کو قبرستان بنانا“ یوں ہے کہ وہاں نماز، تلاوت اور اذکار کے اعمال ترک کر دیے جائیں جیسے کہ قبرستان میں نہیں کیے جاتے۔ اس میں مردوں کو بالخصوص تاکید ہے کہ اپنی نمازوں کا ایک حصہ یعنی سنن اور نوافل گھروں میں پڑھا کریں جو کہ نزول برکات کا باعث ہیں اور گھر والوں کے لیے اعمال خیر کی ترغیب و تربیت بھی۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی متیوں کو اپنے گھروں میں مت دفن کیا کرو بلکہ قبرستانوں میں دفناؤ۔ ② رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس مجمع لگانا، بھیڑ کرنا، بہت زیادہ دیر کھڑے رہنا یا بار بار آنا اسے ”میلہ گاہ“ بنانا ہے۔ جو کہ ممنوع اور انتہائی خلاف ادب ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا ادب یہ ہے تو دیگر صالحین کی قبروں پر اجتماع اور عرس بطریق اولیٰ ممنوع اور حرام ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھنے کے لیے سفر کی مشقت اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں انسان جہاں کہیں ہو اس کا درود آپ ﷺ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

۲۰۴۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۶۷/۲ عن عبد الله بن نافع بن أبي نافع الصائغ القرشي المخزومي به.

۲۰۴۳- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ الْمَدَنِيُّ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ الْهُدَيْرِ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَ حَدِيثِ وَاحِدٍ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نُرِيدُ قُبُورَ الشُّهَدَاءِ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى حَرَّةٍ وَاقِمٍ، فَلَمَّا تَدَلَّيْنَا مِنْهَا فَإِذَا قُبُورٌ بِمَحْنِيَةٍ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَقْبُورُ إِخْوَانِنَا هَذِهِ؟ قَالَ: «قُبُورُ أَصْحَابِنَا»، فَلَمَّا جِئْنَا قُبُورَ الشُّهَدَاءِ قَالَ: «هَذِهِ قُبُورُ إِخْوَانِنَا».

۲۰۴۳- ربیعہ بن ہدیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو کبھی حدیث رسول بیان کرتے نہیں سنا۔ مگر ایک حدیث۔ شاگرد نے کہا: میں نے پوچھا وہ کونسی؟ (طلحہ نے) کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہم شہداء کی قبروں کا قصد کیے ہوئے تھے حتیٰ کہ ہم حرہ و اقم پر چڑھ گئے۔ جب اس سے نیچے اترے تو وہاں ایک جانب میں قبریں تھیں۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے بھائیوں کی قبریں یہی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔“ پھر جب ہم شہداء کی قبروں پر پہنچ گئے تو فرمایا: ”یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔“



🌞 فائدہ: رسول اللہ ﷺ موقع بموقع شہداء کی قبروں پر جایا کرتے تھے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے تھے۔ آپ نے شہداء کو ”اپنے بھائی“ ہونے کے لقب سے مشرف فرمایا اور دوسروں کو ”اپنے اصحاب“ کہا۔

۲۰۴۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا، فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَقْعُلُ ذَلِكَ.

۲۰۴۴- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے قریب بطحاء (کھلے میدان) میں اپنی اونٹنی بٹھائی اور وہاں نماز پڑھی۔ چنانچہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس پر عمل کیا کرتے تھے۔ (درج ذیل اثر میں اس کی وضاحت ہے۔)

۲۰۴۵- (أ) - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: قَالَ

۲۰۴۵- (۱) - امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا: مدینہ

۲۰۴۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۶۱ من حديث محمد بن معن به.

۲۰۴۴- تخریج: أخرجه البخاري، الحج، باب: ۱۴، ح: ۱۵۳۲، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة... الخ، ح: ۱۲۵۷ بعد حديث: ۱۳۴۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۴۰۵.

۲۰۴۵- تخریج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۴۰۵.

مَالِكُ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُجَاوِزَ الْمُعْرَسَ إِذَا قَفَلَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهَا مَا بَدَأَ لَهُ لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَرَسَ بِهِ.

واپس لوٹنے والے کو لائق نہیں کہ مقام مُعرَس (بطحاء مسجد ذی الحلیفہ) سے ویسے ہی گزر جائے۔ بلکہ چاہیے کہ جس قدر دل چاہے نماز پڑھے کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصے میں یہاں اترے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ الْمَدَنِيَّ قَالَ: الْمُعْرَسُ عَلَى سِتَّةِ أَمْيَالٍ مِنَ الْمَدِينَةِ.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاق مدنی سے سنا تھا کہ ”معرس“ مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔

☀️ فائدہ: مدینہ منورہ سے مکہ کو جاتے ہوئے اس مقام پر اترنا نماز پڑھنا اور احرام باندھنا اعمال حج کے حصے اور تعلقات میں سے ہے مگر واپس پر یہاں اترنا مستحب ہے۔

۲۰۴۵ (ب) - [حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ بَاتَ بِالْمُعْرَسِ حَتَّى يَغْتَدِي.]

۲۰۴۵ (ب) - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (مکہ سے مدینہ واپس) آتے تو مقام معرس میں رات گزارتے حتیٰ کہ صبح کو روانہ ہوتے۔



نکاح کی اہمیت و فضیلت

نکاح محض ایک جنسی خواہش کے پورا کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ تکمیلِ فرد کا ایک فطری شرعی اور لازمی حصہ ہے۔ جس شخص میں یہ رغبت نہ ہو وہ ناقص اور عیب دار ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ بشری صفات کا کامل ترین نمونہ تھے اور اسی مفہوم میں آپ کا یہ فرمان ہے کہ [حُبِّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَالطَّیِّبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِی فِی الصَّلَوةِ] (سنن النسائی، عشرة النساء، حدیث: ۳۳۹۱) ”دنیا میں سے مجھے عورتیں اور خوشبو محبوب ہیں، اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“ قرآن حکیم کا صریح حکم ہے کہ ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَآمَانِكُمْ﴾ (النور: ۳۲) ”اپنے بے نکاح لوگوں کے نکاح کر دو اور اپنے صالح غلاموں اور لونڈیوں کے بھی۔“ فحاشی اور منکرات کا در بند کرنے کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ ہے ہی نہیں۔ علاوہ ازیں افراد امت کی تعداد بڑھانے کے لیے اس کی رغبت دی گئی ہے کہ ﴿فَأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبْعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً﴾ (النساء: ۳) ”جو عورتیں تمہیں پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار (توان) سے نکاح کر لو اور اگر اندیشہ ہو کہ عدل نہیں کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے۔“

نکاح انسان میں شرم و حیا پیدا کرتا ہے اور آدمی کو بدکاری سے بچاتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو استطاعت رکھے وہ شادی کرے اس لیے کہ شادی سے آنکھیں نیچی ہو جاتی ہیں اور شرمگاہ (بدکاری سے) محفوظ ہو جاتی ہے اور جو شخص خرچ کی طاقت نہ رکھے، تو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ خواہش نفس کو ختم کر دے گا۔“ (صحیح مسلم، النکاح، حدیث: ۱۴۰۰) اسی طرح نکاح جنسی آلودگی، جنسی ہیجان اور شیطانی خیالات و افعال سے محفوظ رکھتا ہے۔ نکاح باہمی محبت اور مودت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے، نکاح انسان کے لیے باعث راحت و سکون ہے۔

نکاح کی فضیلت ہی کی بابت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص نکاح کر لیتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے، لہذا اسے چاہیے کہ باقی آدھے دین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔“ (المعجم الأوسط للطبرانی ۱۲۲/۱ و شعب الایمان: ۳۸۲/۴) جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ نے ازواج مطہرات سے نبی اکرم ﷺ کی خفیہ عبادت کا حال دریافت کیا، تو پوچھنے کے بعد ان میں سے ایک نے کہا: میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔ کسی نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، کسی نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ”ان لوگوں کو کیا ہوا جنہوں نے ایسی اور ایسی باتیں کہیں جب کہ میں رات کو نوافل پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، نفلی روزہ رکھتا ہوں، ترک بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میرے طریقے سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں۔“ (صحیح مسلم، النکاح، حدیث: ۱۴۰۱)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۲) - كِتَابُ النِّكَاحِ (التحفة ۶)

نکاح کے احکام و مسائل

باب ۱: نکاح کی ترغیب کا بیان

(المعجم ۱) - بَابُ التَّخْرِیضِ عَلَى

النِّكَاحِ (التحفة ۱)

۲۰۴۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: إِنِّي لَأُمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ بِمَنْىَ إِذْ لَقِيَهُ عُثْمَانُ فَاسْتَحْلَاهُ، فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَيْسَتْ لَهُ حَاجَةٌ قَالَ لِي: تَعَالَ يَا عَلْقَمَةُ! فَجِئْتُ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: أَلَا نَزَوَّجُكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! جَارِيَةً بَكْرًا لَعَلَّهُ يَرْجِعُ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَيْتَنِي قُلْتُ ذَلِكَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ».

۲۰۴۶- جناب علقمہ کا بیان ہے کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ملے پس عثمان نے ان کو علیحدگی میں بلایا (اور ان کو نکاح کرنے کی ترغیب دی) لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہیں نکاح کی حاجت نہیں ہے۔ تب عبداللہ نے مجھ سے کہا: علقمہ! ادھر آؤ۔ میں حاضر ہو گیا (کیونکہ اب تھلپے کی ضرورت نہ رہی تھی) تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابو عبد الرحمن! (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کیا ہم تمہاری ایک کنواری لڑکی سے شادی نہ کرا دیں؟ (اس طرح) شاید تمہاری (جوانی کی طاقت) پھر لوٹ آئے۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ یہ کہتے ہیں حالانکہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ شادی

۲۰۴۶- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم-باب الصوم لمن يخاف على نفسه العزبة، ح: ۱۹۰۵، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن ناقت نفسه إليه ووجد مؤنة... الخ، ح: ۱۴۰۰ من حديث الأعمش به.

کر لے۔ بلاشبہ اس سے نظر پنچی اور شرمگاہ محفوظ ہو جاتی ہے۔ (دامن عفت پر داغ نہیں آتا۔) اور جو طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے یہ اس کے (شہوانی) جذبات کو کمزور کر دیں گے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی پہلی بیوی فوت ہو گئی تھی اور اب وہ بیوی کے بغیر زندگی گزار رہے تھے، حضرت عثمان کے علم میں یہ بات تھی، اس لیے انہوں نے ملاقات پر پہلے انہیں خلوت میں دوبارہ نکاح کی ترغیب دی، وہ آمادہ نہ ہوئے تو پھر ان کے ساتھی کے سامنے دوبارہ یہ کوشش کی۔ بہر حال اس حدیث سے کئی فوائد معلوم ہوئے۔ مثلاً: جس شخص کے پاس اپنا گھر آباد کرنے کے لیے نان و نفقہ اور سکنتی کے لازمی مصارف موجود ہوں اس کیلئے متاھل زندگی گزارنا مستحب ہے۔ بالخصوص جوانوں کو تو اس کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔ ② نظر اور شرمگاہ کی پاکیزگی کو انسان کی دینی اور معاشرتی زندگی میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی حفاظت معاشرے میں امن و امان، بھائی چارے، عمومی راحت، خیر و برکت اور اللہ کے فضل و انعامات کی ضامن ہے۔ اور ان کا فساد معاشرتی بگاڑ، فتنے، عداوت اور دلوں کی بے سکونی کا باعث ہے اور نتیجتاً اللہ کی ناراضی جسے میں آتی ہے۔ ③ مالی اعتبار سے کمزور شخص جو شادی نہ کر سکتا ہو اسے بمقابلہ دیگر علما جوں کے روزے رکھنے چاہئیں۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو قرض لے کر بھی یہ بار اٹھانے کی ترغیب دیتے ہیں۔



(المعجم ۲) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ تَزْوِيجِ ذَاتِ الدِّينِ (التحفة ۲)

باب ۲: دین دار خاتون سے شادی کرنا

۲۰۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی

ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں سے چار باتوں کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال، حسب و نسب، حسن و جمال اور اس کے دین کی بنا پر پس تو دیندار کو اختیار کر، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔“

۲۰۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبْتُ يَدَاكَ».

۲۰۴۷- تخریج: أخرجه البخاري، النکاح، باب الأكفاء في الدين . . . الخ، ح: ۵۰۹۰ عن مسدد، ومسلم، الرضاع، باب استحباب نکاح ذات الدين، ح: ۱۴۶۶ من حديث يحيى القطان به.

۱- کتاب النکاح نکاح کے احکام و مسائل

☀ فائدہ: جملہ [تَرَبُّتٌ يَدَاكَ] ”تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں“ بددعا کے لیے نہیں بلکہ عربی محاورہ کے تحت دعا اور ترغیب کے مفہوم کا حامل ہے۔ کسی خاتون سے تعلق ازدواج میں اسی آخری نکتے کو اہمیت ہونی چاہیے۔ دیگر امور ضمنی اور اضافی ہیں، اگر حاصل ہوں تو فیہا اور یہ عظیم نعمت ہیں ورنہ اتنی اہمیت کے حامل نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے اصل چیز دین داری کو نظر انداز کر دیا جائے۔

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي تَزْوِيجِ
الْأَبْكَارِ (التحفة ۳)

باب: ۳- کنواری لڑکی سے شادی
کرنے کی ترغیب

۲۰۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَتَزَوِّجُكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «بِكْرًا أَمْ لَاعِبًا وَتَلَا عِبُكَ».

۲۰۴۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تو نے شادی کر لی ہے؟“ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: ”کنواری سے یا بیوہ سے؟“ میں نے کہا: بیوہ سے۔ فرمانے لگے: ”کنواری سے کیوں نہیں کی؟ تم اس سے کھیلنے وہ تم سے کھیلتی۔“

☀ فائدہ: کنواری لڑکی سے شادی زیادہ مرغوب ہے۔ اور کنوارے میاں بیوی میں ہنسی کھیل فطرتاً اور بالعموم بہت زیادہ ہوتا ہے۔ خلاف بیوہ کے۔ یہ عمل نفسیاتی صحت کے لیے بہت عمدہ ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میاں بیوی میں ابو و لعب جائز اور حق ہے۔ تاہم کچھ اور وجوہات سے بیوہ سے شادی کرنا بھی باعث فضیلت ہے جیسا کہ خود نبی ﷺ کا عمل اس پر شاہد ہے۔

(المعجم . . .) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَزْوِيجِ
مَنْ لَمْ يَلِدْ مِنَ النِّسَاءِ (التحفة ۴)

باب: کسی ”بانجھ“ خاتون سے شادی
کرنا منع ہے

(وہ عورت جس میں بچے جنمنے کی صلاحیت نہ ہو)

قال أَبُو دَاوُدَ: كَتَبَ إِلَيَّ حُسَيْنُ بْنُ حَرْيِثِ الْمَرْوَزِيِّ. إمام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حسین بن حریش مروزی نے مجھے لکھ بھیجا کہ

۲۰۴۸- تخریج: [صحیح] وهو في مسند أحمد: ۳/۳۱۴، وأصله عند مسلم، ح: ۱۱۱/۷۱۵ بعد حدیث: ۵۹۹، وللحدیث طرق.

۲۰۴۹- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ
الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي
حَفْصَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ
امْرَأَتِي لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ. قَالَ:
«عَرَبْتَهَا». قَالَ: أَخَافُ أَنْ تَتَّبَعَهَا نَفْسِي.
قَالَ: «فَاسْتَمِيعِ بِهَا».

نکاح کے احکام و مسائل
۲۰۴۹- ہمیں فضل بن موسیٰ نے حسین بن واقد سے
انہوں نے عمارہ بن ابی حفصہ سے انہوں نے عکرمہ سے
انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ
ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: میری
بیوی کسی چھوٹے والے کا ہاتھ رد نہیں کرتی۔ آپ نے
فرمایا: ”اے دور کردو (طلاق دے دو)“ اس نے کہا:
مجھے اندیشہ ہے کہ میرا دل اس کے ساتھ لگا رہے گا۔
آپ نے فرمایا: ”تب اس سے فائدہ اٹھاؤ۔“

☀ توضیح: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور یہ جملہ [لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ] کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مسلمان باوقار اور با غیرت
خاتون ہونے کے ناتے اس کے اندر غیروں سے کوئی نفرت و وحشت نہیں ہے (مگر فعلاً اس سے کوئی بدکاری صادر
نہیں ہوئی) تو نبی ﷺ نے اولاً اسے طلاق دینے کا فرمایا۔ مگر شوہر نے اپنی کیفیت بتائی تو رخصت دے دی۔ جیسے کہ
دین سے دور معاشروں میں ایسی کیفیات پائی جاتی ہیں۔ مگر یہ معنی کرنا کہ وہ فعلاً بدکار تھی، پھر نبی ﷺ نے اس کو گھر میں
رکھنے کی اجازت دے دی، ایک ناقابل تصور معنی ہے کیونکہ زانیہ سے نکاح حرام ہے۔ اور ایسا انسان جو اپنے اہل میں
فحش کاری پر خاموش ہو دبوٹ ہوتا ہے۔ اسی لیے کچھ محدثین نے اس کا وہی مفہوم بیان کیا ہے جو ہم نے شروع میں
بیان کیا ہے۔ بہر حال بری عادات کی بنا پر عورت کو طلاق دی جاسکتی ہے۔ یہ حدیث اس باب سے مطابقت نہیں رکھتی
اگلی حدیث اس باب کے مطابق ہے۔ اس حدیث پر باب ’سہو اور ہیاہ‘ یا کسی ناخ (نقل کرنے والے) سے کوئی
سہو ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۰۵۰ (۱) - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا مُسْتَلِمُ بْنُ
سَعِيدِ ابْنِ أُخْتِ مَنْصُورِ بْنِ زَادَانَ عَنْ
مَنْصُورٍ يَعْنِي ابْنَ زَادَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ
قُرَّةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً

۲۰۵۰ (۱)- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: مجھے
ایک عورت ملی ہے جو عمدہ حسب اور حسن و جمال والی ہے
مگر اس کے اولاد نہیں ہوتی۔ تو کیا میں اس سے شادی
کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ پھر وہ دوبارہ آیا تو
آپ نے منع فرما دیا۔ پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ نے

۱۲- کتاب النکاح - نکاح کے احکام و مسائل

ذَاتَ جَمَالٍ وَحَسَبٍ وَأَنَّهَا لَا تَلِدُ أَفَاتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: «لَا»، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةُ فَتَهَا، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةُ فَقَالَ: «تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ الْأُمَمَ».

فرمایا: ”ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہوں۔ بلاشبہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① جس عورت کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ ولادت کی صلاحیت سے محروم ہے اس سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ نکاح سے اصل مقصود اولاد کا حصول ہوتا ہے اور ہونا چاہیے تو جو عورت اس وصف ہی سے محروم ہو تو اس سے نکاح کرنے کا کیا فائدہ؟ تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ بانجھ عورت سے مطلقاً ہی نکاح کرنا ممنوع ہے۔ بلکہ بعض دفعہ نکاح کے کچھ اور مقاصد بھی ہوتے ہیں تو وہاں ان سے نکاح کرنا جائز ہوگا بلکہ بعض دفعہ پسندیدہ بھی ہو سکتا ہے۔ ② بیوہ عورت کے متعلق تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عقیم ہے مگر کنواری میں حیض نہ آنا ایک امکانی سبب ہو سکتا ہے، یقینی نہیں۔ ③ ”بہت زیادہ محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی۔“ یہ صفات خاندانی عرف سے جانی جاسکتی ہیں۔ ویسے کنواری لڑکیوں میں یہ اوصاف بالعموم فطر تپائے جاتے ہیں۔

۲۰۵۰ (ب) - [حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَقُولُ: رَأَيْتُ مُسْتَلِمًا فَكَانَ يَقَعُ يَمَنَةً وَيَسْرَةً. قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: لَمْ يَضَعْ جَنْبَهُ إِلَى الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً.]

۲۰۵۰ (ب) - (امام ابو داؤد رحمہ اللہ) گزشتہ حدیث کے ایک راوی مستلم بن سعید کا تعارف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ (حسن بن علی نے بیان کیا کہ میں نے یزید بن ہارون کو سنا وہ کہہ رہے تھے: میں نے مستلم کو دیکھا وہ دائیں بائیں پھرتے رہتے تھے۔ حسن بن علی نے کہا: انہوں نے چالیس سال زمین پر اپنا پہلو نہیں رکھا (نہیں سوئے)۔

قال أبو داؤد: مُسْتَلِمٌ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مستلم بن سعید منصور

۲۰۵۰ (أ) و (ب) تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، النکاح، باب كراهية تزويج العقيم، ح: ۳۲۲۹ من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، والحاكم: ۶۲/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة "يقع يمنة ويسرة" سند صحيح "لم يضع جنبه إلى الأرض أربعين سنة" سند ضعيف لانقطاعه "مكث سبعين يوماً لم يشرب الماء" سند ضعيف من أجل الانقطاع، وقال ابن الأعرابي: "حدثنا محمد بن المبارك أبو بكر بن حماد المقرئ، قال: سمعت أبا ثابت الخطاب يقول: سمعت يزيد بن هارون يقول: "كان المستلم بن سعيد لا يشرب الماء في أربعين يوماً إلا مرة" . . . الخ، (المعجم: ۱/ ۲۰۳، ۲۰۴، ح: ۳۱۹) وسند ضعيف * المقرئ، وأبو ثابت لم أعرفهما، ولو صح فمعناه أنه كان لا يشرب الماء بل كان يشرب اللبن والبيض وبحوهما.

۱۲- کتاب النکاح

نکاح کے احکام و مسائل

أَخِي أَوْ ابْنُ أُخْتٍ مَنُصُورٍ بَيْنَ زَاوَانٍ، بِنِ زَاوَانٍ كَيْ يَحْتَجُّ بِهِنَّ يَوْمَ لَا يَكُونُ لِهِنَّ حُجَّةٌ فِي الْإِسْلَامِ. [النور: ۳۴]۔
 مَكَثَ سَبْعِينَ يَوْمًا لَمْ يَشْرَبِ الْمَاءَ. [النور: ۳۴]۔
 لیکن پانی نہیں پیا۔

☀️ فائدہ: چالیس سال تک نہ سونا، اسی طرح ستر دن تک پانی نہ پینا۔ یہ دونوں باتیں سنداً صحیح نہیں ہیں۔ بعض بزرگوں کی طرف منسوب اس قسم کے اقوال ناقابل اعتبار ہیں۔

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً﴾ [النور: ۳]۔
 باب ۴- آیت کریمہ: ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً﴾ کی تفسیر ”یعنی بدکار مرد کسی بدکار عورت ہی سے نکاح کرتا ہے۔“
 (التحفة ۵)

۲۰۵۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ (مسلمان) قیدیوں کو اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ اور مکہ میں ایک بدکار عورت تھی جس کا نام عناق تھا اور وہ (قبل از اسلام) اس کی آشنا تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں عناق سے شادی کر لوں؟ آپ ﷺ نے مجھے اس کا جواب نہ دیا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ ”یعنی بدکار عورت سے کوئی بدکار مرد یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے۔“ آپ ﷺ نے مجھے بلوایا مجھ پر یہ آیت پڑھی اور فرمایا: ”اس سے نکاح مت کرو۔“

۲۰۵۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ مَرْثَدَ بْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ كَانَ يَحْمِلُ الْأَسَارَى بِمَكَّةَ، وَكَانَ بِمَكَّةَ بَغِيًّا يُقَالُ لَهَا عَنَاقٌ، وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ. قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَنْكِحُ عَنَاقًا؟ قَالَ: فَسَكَتَ عَنِّي، فَتَزَلَّتْ: ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [النور: ۳] فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: «لَا تَنْكِحُهَا».



☀️ فائدہ: مکمل آیت کریمہ یوں ہے: ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور: ۳۴) ”بدکار مرد کسی بدکار عورت ہی سے نکاح کرتا ہے یا کسی مشرک سے۔ اور بدکار عورت سے کوئی بدکار مرد ہی نکاح کرتا ہے یا کوئی مشرک۔ اور یہ مؤمنین پر حرام کیا گیا“

۲۰۵۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، النكاح، تزويج الزانية، ح: ۳۲۳۰ عن إبراهيم بن محمد به، وحسنه الترمذي، ح: ۳۱۷۷، وصححه الحاكم، ۱۶۶/۲، ووافقه الذهبي.

۱۲- کتاب النکاح

نکاح کے احکام و مسائل

ہے۔“ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں راجح یہی ہے کہ کسی عقیف مرد کو بدکار عورت سے اور عقیفہ عورت کو بدکار مرد سے نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ اسی سورۃ النور میں ہے: ﴿الطَّيِّبُ لِلطَّيِّبِ وَالطَّيِّبُ لِلطَّيِّبِ﴾ (النور: ۲۶) ”پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔“ اور یہ حدیث بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہے۔

۲۰۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو مَعْمَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ حَبِيبٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الزَّانِي الْمَجْلُودَ إِلَّا مِثْلَهُ».

۲۰۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی زانی جسے زنا کی حد لگی ہو کسی اپنے جیسی عورت ہی سے نکاح کرتا ہے۔“

وقال أبو معمرٍ: قال حدثنا حبيب المعلم عن عمرو بن شعيب.

ابو معمر نے اپنی سند میں یوں کہا: حدثنا حبيب المعلم عن عمرو بن شعيب.

🌞 فوائد و مسائل: ① مسدّد اور ابو معمر کی سند میں فرق یہ ہے کہ ابو معمر کی روایت میں استاد عبد الوارث نے حبیب المعلم سے تحدیث کی تصریح کی ہے اور حبیب نے عمرو بن شعیب سے ”عن“ کے ساتھ روایت کی جب کہ مسدّد کی روایت اس کے برعکس ہے۔ ② اس حدیث میں بھی مذکورہ بالا امر کی توضیح و تائید ہے کہ جس کی شہرت بری ہو جائے اسے کسی اپنے جیسے ہی سے نکاح کرنا چاہیے۔

(المعجم ۵) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يُعْتَقُ أَمَتُهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا (التحفة ۶)

باب: ۵- اپنی ہی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لینے کا اجر

۲۰۵۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبَثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ جَارَتْهُ وَعَلِمَهَا، ح: ۲۵۴۴، وَمُسْلِمٌ، النِّكَاحُ، بَابُ فَضِيلَةِ إِعْتَاقِ أَمَتِهِ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا، ح: ۱۵۴/۸۶، بَعْدَ، حَدِيثِ ۱۴۲۷ مِنْ حَدِيثِ مَطْرَفٍ بِهِ.

۲۰۵۳- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے خود ہی اس سے نکاح کر لے تو ایسے شخص کے

۲۰۵۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳۲۴/۲ من حديث عبد الوارث به، وصححه الحاكم: ۱۶۶/۲، ووافقه الذهبي.

۲۰۵۳- تخریج: أخرجه البخاري، العتق، باب فضل من أدب جاريته وعلمها، ح: ۲۵۴۴، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمة ثم يتزوجها، ح: ۱۵۴/۸۶، بعد، حديث ۱۴۲۷ من حديث مطرف به.

۱۲- کتاب النکاح - نکاح کے احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ لِيَدْرَأَ الْجَرَمَ»
وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ».

فائدہ: اسلام نے انسانی حقوق کی پاسداری اور حفاظت کے لیے جو تعلیمات پیش فرمائی ہیں دنیا کا کوئی مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اسی لیے اسلام نے غلاموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کی اور ایسے طریقے بھی بتلائے جس سے غلامی کا خاتمہ یا کم از کم اس کی اصلاح ہو سکے۔ اس حدیث میں بھی غلامی کی رسم کی حوصلہ شکنی کے لیے ایک نہایت مفید عمل بتلایا گیا ہے۔

۲۰۵۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ
صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

فائدہ: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیر کے یہودی سردار حُصَی بن اخطب کی صاحبزادی تھیں اور فتح خیبر کے موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئی تھیں۔ جب یہ قیدی عورتیں جمع کی گئیں تو حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے قیدی عورتوں میں سے ایک لونڈی دے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ ایک لونڈی لے لو۔ انہوں نے جا کر حضرت صفیہ کو منتخب کر لیا۔ اس پر ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ نے بنی قریظہ اور بنی نضیر کی سیدہ صفیہ کو دحیہ کے حوالے کر دیا، حالانکہ وہ صرف آپ کے شایان شان ہے۔ آپ نے فرمایا: دحیہ کو صفیہ سمیت بلاؤ۔ حضرت دحیہ ان کو ساتھ لیے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر حضرت دحیہ سے فرمایا: قیدیوں میں سے کوئی دوسری لونڈی لے لو۔ پھر آپ نے حضرت صفیہ پر اسلام پیش کیا، انہوں نے اسلام قبول کر لیا، اس کے بعد آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے شادی کر لی اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ مدینہ واپسی میں سد صہبا پہنچ کر وہ حیض سے پاک ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ کے لیے آراستہ کیا اور رات کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے دولہے کی حیثیت سے ان کے ہمراہ صبح کی اور کھجور گھی اور ستولا کر ولیمہ کھلایا اور راستے میں تین روز شہبائے عروسی کے طور پر ان کے پاس قیام فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے ان کے چہرے پر ہر انسان دیکھا۔ دریافت فرمایا: یہ کیا ہے۔ کہنے لگیں: یا رسول اللہ! آپ کے خیبر آنے سے پہلے میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ٹوٹ کر میری آغوش میں آگرا ہے، بخدا مجھے آپ کے معاملے



۲۰۵۴- تخريج: أخرجه مسلم، النکاح، باب فضيلة إعتاقه أمتة ثم يتزوجها، ح: ۸۵/۱۳۶۵ بعد حديث: ۱۴۲۷
من حديث أبي عوانة، والبخاري، الخوف، باب التبرکیر والغسل بالصباح والصلوة عند الإغارة والحرب، ح: ۹۴۷
من حديث عبد العزيز بن صهيب به.

۱۲- کتاب النکاح رضاعت کے احکام و مسائل

کا کوئی تصور بھی نہ تھا، لیکن میں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے میرے چہرے پر تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا ”یہ بادشاہ جو مدینہ میں ہے تم اس کی آرزو کر رہی ہو۔“ (الرحیق المختوم)

(المعجم ۶) - بَابُ: يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ
باب: ۶- رضاعت کی بنا پر قائم ہونے والے وہ
سب رشتے حرام ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہیں
مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ (التحفة ۷)

۲۰۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلَمَةَ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ
سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَحْرُمُ
مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ».

۲۰۵۵- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رضاعت کی بنا پر وہ
تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت کے تعلق سے
حرام ہیں۔“

توضیح: نکاح میں محرمات کی دو قسمیں ہیں: ابدی محرمات اور وقتی محرمات۔ ابدی محرمات بسبب نسب کے سات
ہیں: ① مائیں (اوپر تک) ② بیٹیاں (نیچے تک) ③ حقیقی بہنیں (ماں باپ دونوں کی طرف سے یا صرف باپ کی
طرف سے یا ماں کی طرف سے)۔ ④ بھانجیاں ⑤ بھتیجیاں ⑥ پھوپھیاں ⑦ خالائیں۔ بدلیل: ﴿حُرِّمَتْ
عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ﴾ (النساء: ۲۳) اور ان کے مماثل وہ رشتے جو رضاعت سے قائم ہوتے ہیں
سب حرام ہیں۔ جیسے کہ اس باب کی حدیث میں آیا ہے۔ تعلق مصاہرت (سسرالی اور ازدواجی تعلق) کی بنا پر حرام
ہونے والی خواتین یہ ہیں: ① بیویوں کی مائیں (سائیں اوپر تک) ② بیویوں کی بیٹیاں بشرطیکہ بیوی سے دخول ہوا
ہو۔ ③ باپ دادا کی بیویاں ④ بیٹوں کی بیویاں (نیچے تک) اور یہی رشتے اگر رضاعت سے قائم ہوں تو حرام ہیں۔
ایک محدود وقت تک کے لیے حرام رشتے یہ ہیں: بیوی کی بہن، اس کی پھوپھی یا بھتیجی اور خالہ یا بھانجی اور آزاد آدمی
کے لیے چار بیویاں موجود ہوں تو پانچویں حرام ہے۔ (کچھ علماء کے نزدیک) زانیہ تا آنکہ توبہ کر لے۔ اور وہ عورت
جسے تین طلاقیں دی ہوں تا آنکہ کسی اور سے نکاح کر لے اور وہاں سے فارغ ہو۔ حرمہ اپنے احرام سے حلال
ہونے تک۔ اور کوئی مطلقہ جو اپنے ایام عدت میں ہو عدت ختم ہونے تک۔ ان کے علاوہ دیگر عورتیں حلال ہیں۔
﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ (النساء: ۲۳) (دیکھیے: تبییر العلم شرح عمدة الاحکام)

۲۰۵۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
۲۰۵۶- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی

۲۰۵۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ما جاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب،
ح: ۱۱۴۷ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۰۷/۲.

۲۰۵۶- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۶/۲۹۱، ۳۰۹ من حديث هشام بن عروة به، ورواه البخاري، النكاح، ۴۴

ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میری بہن میں راغب ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تو کیا کروں؟“ کہنے لگیں کہ آپ اس سے نکاح کر لیں۔ آپ نے فرمایا: ”تیری بہن سے؟“ بولیں: ہاں۔ آپ نے کہا: ”کیا تمہیں یہ پسند ہے؟“ کہنے لگیں: میں کوئی آپ کے پاس اکیلی تو نہیں ہوں۔ اور اس شراکت میں مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میری بہن اس خیر میں میری حصہ دار بنے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔“ وہ کہنے لگیں: قسم اللہ کی! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے دُرّہ یا دُرّہ (حدیث کے راوی) زہیر کو شک ہے دختر ابوسلمہ کے لیے پیغام بھیج دیا ہے۔ آپ نے کہا: ”ام سلمہ کی بیٹی کے لیے؟“ کہنے لگیں: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”قسم اللہ کی! وہ اگر میری ربیبہ نہ بھی ہوتی جو کہ میری پرورش میں ہے تو بھی میرے لیے حلال نہ ہو سکتی تھی کیونکہ وہ میرے دودھ کے بھائی کی بیٹی (رضاعی بھتیجی) ہے۔ مجھے اور اس کے والد (ابوسلمہ) کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ سو مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی پیش کش مت کرو۔“

☀ فائدہ: ربیبہ بیوی کی وہ بیٹی ہے جو پہلے خاوند سے ہو اس سے بھی نکاح حرام ہے بشرطیکہ اس کی ماں سے ہم بستری ہوگئی ہو۔

باب: ۷- مرد سے دودھ کا نانا

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي لَبَنِ الْفَحْلِ

(التحفة ۸)

۲۰۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اُح بن

۲۰۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ

«باب ﴿وربائبکم اللاتی فی حجورکم . . . بہن﴾، ح: ۵۱۰۶، ومسلم، النکاح، باب تحریم الریبیة وأخت المرأة، ح: ۱۴۴۹ من حدیث هشام بن عروہ عن أبیہ عن زینب عن أم حبیبہ بہ.

۲۰۵۷- تخريج: [صحیح] أخرجه البخاري، النکاح، باب ما یحل من الدخول والنظر إلى النساء فی الرضاع، «

ابی القیس میرے ہاں آئے تو میں نے ان سے پردہ کیا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے پردہ کرتی ہو، حالانکہ میں تمہارا چچا ہوں؟ کہتی ہیں میں نے کہا: کہاں سے؟ انہوں نے کہا: تم کو میری بھانجی نے دودھ پلایا ہے۔ کہنے لگیں: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے، مرد نے نہیں پلایا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے آپ کو یہ بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ وہ تمہارا چچا ہے تمہارے پاس آ سکتا ہے۔“

الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَفْلَحُ بْنُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَاسْتَرَتْ مِنْهُ، قَالَ تَسْتَرِينَ مِنِّي وَأَنَا عَمَلٌ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: أَرْضَعْتُكِ امْرَأَةً أَخِي. قَالَتْ: إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةَ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ. فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَدَّثَنِي فَقَالَ: «إِنَّهُ عَمَلٌ فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ».

☀ فائدہ: دودھ پلانے والی رضاعی ماں ہوئی تو اس کا شوہر رضاعی باپ اور اس کا بھائی رضاعی چچا ہوا۔ جس طرح دودھ پلانے والی عورت سے تعلق جڑتا ہے ویسے ہی اس کے شوہر اور عزیزوں سے بھی جڑ جاتا ہے۔

باب: ۸- رضاعت کبیر کا بیان

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي رِضَاعَةِ

الْكَبِيرِ (التحفة ۹)

۲۰۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہے۔ (بروایت حفص) آپ ﷺ کو یہ کیفیت ناگوار گزری اور آپ کا چہرہ بدل گیا۔ (حفص اور محمد بن کثیر دونوں کی متفقہ روایت ہے کہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (وضاحت کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا غور کر لیا کرو تمہارے بھائی کون ہیں۔ رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کی بنا پر ہو۔“

۲۰۵۸- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ الْمَعْنَى وَاحِدٌ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ قَالَ حَفْصٌ: فَسَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ، ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ، فَقَالَ: «انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فَإِنَّمَا الرِّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ».

﴿ح: ۵۲۳۹، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ۱۴۴۵ من حديث هشام بن عروة به. ۲۰۵۸- تخريج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب... الخ، ح: ۲۶۴۷ عن محمد بن كثير، ومسلم، الرضاع، باب: إنما الرضاعة من المجاعة، ح: ۱۴۵۵ من حديث سفیان الثوري به.

☀️ **فوائد و مسائل:** یعنی رضاعت فی الحقیقت وہی معتبر ہے کہ بچے نے اپنی دودھ پینے کی عمر میں دودھ پیا ہو۔ اسی سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ دو سال کے بعد بچہ روٹی سالن اور دیگر خوراک سے اپنی بھوک مٹانے لگتا ہے۔ اس لیے جمہور کے نزدیک اس وقت دودھ پینے کا اعتبار نہیں۔ ① علاوہ ازیں رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کی بنا پر ہو، کا مطلب ہے کہ بچے نے دودھ اتنی مقدار میں پیا ہو جس سے اس کی بھوک مٹ گئی ہو۔ اور اس کی وضاحت دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ وہ پانچ مرتبہ دودھ پیے، وہ یوں کہ پستان منہ میں لے کر دودھ پیتا رہے اور پھر اسے اپنی مرضی سے چھوڑے۔ یہ ایک مرتبہ پینا (ایک رضعہ) ہے۔ اس طرح پانچ رضعات سے رضاعت ثابت ہوگی ایک دو رضعوں سے نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ضمیر تفسیر "حسن البیان" بعنوان "رضاعت کے چند ضروری مسائل" از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ)

۲۰۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامُ بْنُ مُطَهَّرٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ الْمُغِيرَةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ لَعْبَدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَا رَضَاعَ إِلَّا مَا شَدَّ الْعَظْمَ وَأَنْبَتَ اللَّحْمَ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: لَا تَسْأَلُونَا وَهَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ.

۲۰۵۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "رضاعت وہی معتبر ہے جو ہڈیوں کو مضبوط کرے اور گوشت پیدا کرے۔" ابو موسیٰ نے کہا: تم میں جب تک یہ عظیم عالم موجود ہے ہم سے مت کچھ پوچھا کرو۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث کا بھی وہی مطلب ہے جو اس سے پہلی حدیث کا تھا، یعنی دودھ شیر خواری کے ایام میں پیا جائے تو اس کا اعتبار ہوگا اور اس مقدار میں پیے جس سے اس کو جسمانی فائدہ ہو۔ ② علم میں فاضل و فائق شخصیت کے ہوتے ہوئے اپنی کوتاہی دینا زیب نہیں دیتا، ان کے اعزاز و اکرام کا یہی تقاضا ہے۔

۲۰۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْهَلَالِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ: «أَنْشَرَ الْعَظْمَ».

۲۰۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور لفظ [أَنْشَرَ الْعَظْمَ] ذکر کیا۔

۲۰۵۹- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ۶۷/ ۷ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * أبو موسى الهلالي وأبو مجهولان.

۲۰۶۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۳۲/ ۱ عن وكيع به * أبو موسى الهلالي وأبو مجهولان، والموقوف صحيح، انظر الموطأ (بتحقيق): ۱۳۲۷.

۱۲- کتاب النکاح ————— رضاعت کے احکام و مسائل

(المعجم ۹) - باب مَنْ حَرَّمَ بِهِ

(التحفة ۱۰)

باب: ۹- رضاعت کبیر سے حرمت

کے قائلین کا استدلال

۲۰۶۱- امہات المؤمنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے سالم کو اپنا بیٹا (منہ بولا بیٹا) بنایا ہوا تھا اور اس سے اپنی بھتیجی ہند دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا تھا۔ وہ ایک انصاری خاتون کا آزاد کردہ غلام تھا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جسے کوئی اپنا بیٹا بنا لیتا تو لوگ اس کو اسی کی نسبت سے پکارا کرتے تھے اور وہ (اپنے منہ بولے باپ کا) وارث بھی بنتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ حکم نازل فرمایا کہ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَ مَوَالِيكُمْ﴾ ”انہیں ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ اگر وہ معلوم نہ ہوں تو یہ تمہارے دینی بھائی اور مولیٰ ہیں۔“ چنانچہ انہیں ان کے باپوں کی طرف لوٹا دیا گیا اور جس کا باپ معلوم نہ ہوا وہ مولیٰ اور دینی بھائی کہلانے لگا۔ الغرض! (ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی) سہلہ بنت سہیل بن عمرو قرشی عامری (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! ہم سالم کو اپنا بیٹا ہی سمجھتے رہے ہیں۔ یہ میرے اور ابو حذیفہ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا رہا ہے اور مجھے (گھر میں عام حالت میں) ایک کپڑے میں دیکھتا

۲۰۶۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ كَانَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ ابْنَتَهُ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلَى لِمُرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدًا، وَكَانَ مِنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِيرَاثَهُ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي ذَلِكَ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ [الأحزاب: ۵] فَرَدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلَى وَأَخًا فِي الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سَهْلٍ بِنْتِ بَنِي عَمْرِو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا فَكَانَ يَأْوِي مَعِيَ وَمَعَ أَبِي حُذَيْفَةَ فِي بَيْتٍ وَاحِدٍ وَبَرَانِي فَضْلًا، وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتُ فَكَيْفَ تَرَى فِيهِ؟ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ

۲۰۶۱- [تخریج:] إسناده صحيح أخرجه ابن عبد البر في التمهيد ۸/ ۲۵۱ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ۳۲۲۵، وأصله عند البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح: ۵۰۸۸، وللحديث طرق كثيرة.

رضاعت کے احکام و مسائل

رہا ہے۔ (کبھی سر کھلا، تو کبھی پنڈلیاں بھی کھل گئیں وغیرہ۔) اور اللہ عزوجل نے ایسے لوگوں کے بارے میں جو حکم نازل فرمایا ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ آپ اس صورت میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے اس سے کہا: ”اس کو (اپنا) دودھ پلا دو۔“ چنانچہ اس نے اس کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلا دیا۔ اور وہ اس طرح اس کے رضاعی بیٹے کی طرح ہو گیا۔ سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ کی بنا پر اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں سے کہا کرتی تھیں کہ فلاں کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلا دو۔ جس کے بارے میں حضرت عائشہ کی خواہش ہوتی کہ وہ ان کو دیکھ سکے اور ان کے سامنے آ سکے۔ خواہ وہ بڑی عمر کا بھی ہوتا۔ چنانچہ وہ اس کے بعد ان کے سامنے آ جایا کرتا تھا (اور یہ اس سے پردہ نہ کرتیں۔) مگر ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر تمام امہات المؤمنین نے اس کو قبول نہیں کیا کہ ایسی رضاعت کی بنا پر کوئی شخص ان کے سامنے آئے (اور وہ اس سے پردہ نہ کریں) الا یہ کہ اس نے پالنے میں (دو سال کی عمر کے دوران میں) دودھ پیا ہوتا۔ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: قسم اللہ کی! ہمیں نہیں معلوم شاید یہ نبی ﷺ کی طرف سے سالم کے لیے بمقابلہ دوسرے لوگوں کے خاص رخصت تھی۔

ﷺ: «أَرْضِعِيهِ»، فَأَرْضَعْتُهُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ، فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَأْمُرُ بَنَاتِ أَخَوَاتِهَا وَبَنَاتِ إِخْوَانِهَا أَنْ يُرْضَعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ أَنْ يَرَاهَا وَيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَإِنْ كَانَ كَبِيرًا خَمْسَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا. وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَدْخُلْنَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرِّضَاعَةِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُرْضَعَ فِي الْمَهْدِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ: وَاللَّهِ! مَا نَدْرِي لَعَلَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لِسَالِمٍ دُونَ النَّاسِ.



🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کی تعلیمات اہل ہیں اور واجب العمل بھی۔ ان میں چون و چرا کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے بیان و توضیح کے ساتھ جو بسند صحیح ہم تک پہنچ جائے۔ ② جمہور علماء کے نزدیک دو سال کی عمر کے بعد دودھ پینے پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ حرمت ثابت کرنے والی رضاعت وہ ہے جو مدت رضاعت کے اندر ہو جو کہ دو سال ہے، کم از کم پانچ رضعات ہوں (رضعت یہ ہے کہ بچہ چھاتی کو منہ میں لے اور اس سے دودھ چوسے تو جب تک وہ پستان کو منہ میں لے کر پیتا رہے گا یہ ایک رضعت کہلائے گی، خواہ یہ مدت

۱۲- کتاب النکاح رضاعت کے احکام و مسائل

طویل ہو یا قلیل) اور جو آنٹوں کو پھاڑے یعنی اس کی خوراک صرف دودھ ہو جس سے بچہ پلے اور بڑھے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، لیث بن سعد، عطاء اور فقہائے اہل ظاہر و وسال کے بعد بھی حرمت رضاعت کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل حضرت سالم کا واقعہ ہے لیکن دوسری امہات المؤمنین کا بیان ہے کہ یہ حضرت سالم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ امام ابن تیمیہ اور شیخ شوکانی رحمہما اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ عمومی حالات میں تو نہیں مگر کہیں خاص اضطراری احوال میں اس پر عمل کی گنجائش ہے۔ (نیل الأوطار: ۱/۳۵۳) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ”چہرہ چھپانا“ پر دے کا لازمی حصہ ہے۔ اگر چہرہ چھپانا ضروری نہ تھا تو اس قدر تردد کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ④ [رَضْعُهُ] کا معنی ذیل کے باب میں دیکھیے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ: هَلْ يُحْرَمُ مَا دُونَ خَمْسِ رَضَعَاتٍ (التحفة ۱۱)

باب: ۱۰- کیا پانچ بار سے کم دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟

۲۰۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ يُحْرَمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ يُحْرَمْنَ، فَتَوَفَّى النَّبِيُّ ﷺ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

۲۰۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن میں پہلے یہ نازل کیا تھا کہ دس رضعات سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (دس بار دودھ پینے سے)۔ پھر اسے پانچ رضعات سے منسوخ کر دیا۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو یہ الفاظ قرآن میں قراءت کیے جاتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① احادیث میں وارد لفظ [الرضعة] کا لغوی و اصطلاحی معنی یہ ہے: ”بچہ پستان کو اپنے منہ میں لے کر دودھ چوسنے لگے اور پھر اپنی خوشی سے بغیر کسی عارض کے چھوڑ دے۔“ تو یہ ایک رضعہ ہے۔ [المصة] کا بھی یہی مفہوم ہے۔ ② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ نسخ نبی ﷺ کی وفات سے تھوڑی ہی مدت پہلے نازل ہوا تھا کہ کچھ لوگ، جنہیں اطلاع نہ ملی تھی یہ الفاظ تلاوت کرتے تھے۔ مگر بعد ازاں ان کی قراءت بھی منسوخ کر دی گئی مگر حکم باقی رہا۔

۲۰۶۲- تخریج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات، ح: ۱۴۵۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۶۰۸/۲.

۲۰۶۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک بار چوسنا یا دوبار چوسنا حرام نہیں کرتا۔“

مُليْكَةَ، عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةَ وَلَا الْمَصَّتَانِ».

☀ فائدہ: بلکہ جب تک پانچ مرتبہ (مذکورہ طریقے سے) دودھ نہ پیے، حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ فِي الرِّضَاعِ عِنْدَ
الفَصَالِ (التحفة ۱۲)

۲۰۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا يَذْهَبُ عَنِّي مَذْمَمَةُ الرِّضَاعَةِ؟ قَالَ: «الْعُرَّةُ: الْعَبْدُ أَوْ الْأَمَةُ».

۲۰۶۳- جناب حجاج بن حجاج اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دودھ پلانے کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”ایک غلام یا لونڈی (لے کر اسے دے دے۔“)

قال النُّفَيْلِيُّ: حَجَّاجُ بْنُ الْحَجَّاجِ النَّفِيلِيُّ نے کہا: حجاج بن حجاج بنو اسلم سے تعلق رکھتا ہے اور یہ اسی کے لفظ ہیں۔

وَهَذَا لَفْظُهُ.

☀ فائدہ: عربوں میں یہ رواج عام تھا کہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لیے قرب و جوار کے دیہاتوں میں اجرت پر بھیج دیا کرتے تھے علاوہ ازیں وہ مقررہ اجرت کے علاوہ دودھ چھڑانے پر [مُرْضِعَهُ] ”دودھ پلانے والی اُٹا“ کو کوئی انعام دینا بھی پسند کرتے تھے۔ اس حدیث میں اسی حق مُرْضِعَهُ کی بابت بیان کیا گیا ہے۔

۲۰۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب: في المصّة والمصتان، ح: ۱۴۵۰ من حديث أبيوب السخيتاني به.

۲۰۶۴- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذی، الرضاع، باب ما يذهب مذمة الرضاع، ح: ۱۱۵۳، والنسائي، ح: ۳۳۳۱ من حديث هشام بن عروة به، وقال الترمذی: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد، انظر، مجمع الزوائد: ۲۶۲/۴.

۱۲- کتاب النکاح - ان عورتوں کا بیان جن کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے

باب ۱۲- وہ عورتیں جن کو (ایک وقت میں) جمع کرنا حرام ہے

(المعجم ۱۲) - باب مَا يُكْرَهُ أَنْ يَجْمَعَ
بَيْنَهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ (التحفة ۱۳)

۲۰۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ نکاح کی جائے کوئی عورت اس کی پھوپھی پر۔ نہ پھوپھی اس کی بھتیجی پر۔ اور نہ نکاح کی جائے کوئی عورت اس کی خالہ پر۔ نہ خالہ اس کی بھانجی پر۔ نہ نکاح کی جائے بڑی چھوٹی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر۔“

۲۰۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا أَلْعَمَّةُ عَلَى بِنْتِ أَخِيهَا وَلَا الْمَرْأَةُ عَلَى خَالَاتِهَا وَلَا الْخَالَةُ عَلَى بِنْتِ أُخْتِهَا، وَلَا تُنْكَحُ الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى وَلَا الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى».

🌞 توضیح: ایک وقت میں پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی (یا ان کے برعکس) کو جمع کرنا حرام ہے۔ اور یہ حرمت موقت (عارضی) ہے ابدی نہیں۔ مختلف اوقات میں بعد از طلاق یا وفات نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور آخری جملہ میں ”بڑی عورت“ سے مراد یا تو عمر میں بڑی ہے جو کہ عرفان خالہ اور پھوپھی وغیرہ کا احترام پاتی ہے جبکہ چھوٹی لڑکی بیٹی کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ یعنی ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ یا رتبے کا فرق مراد ہے۔ پھوپھی اور خالہ بڑی ہوتی ہیں جب کہ بھتیجی اور بھانجی بالعموم چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس صورت میں یہ پہلی ہی بات کی بہ انداز دیگر تاکید ہے۔

۲۰۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورت اور اس کی خالہ یا عورت اور اس کی پھوپھی کو جمع کیا جائے۔

۲۰۶۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذَوْيَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَاتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا.

۲۰۶۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها، ح: ۱۱۲۶، والنسائي، ح: ۳۲۹۸ من حديث داود بن أبي هند به، وعلقه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح: ۵۱۰۸، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۲۰۶۶- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح: ۵۱۱۰، ومسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح: ۱۴۰۸ من حديث يونس بن يزيد به.

ان عورتوں کا بیان جن کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے

۲۰۶۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس بات کو کہ جمع کی جائے پھوپھی اور خالہ یا دو خالائیں اور دو پھوپھیاں۔

۲۰۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْعَمَّةِ وَالْخَالََةِ وَبَيْنَ الْخَالَتَيْنِ وَالْعَمَّتَيْنِ.

۲۰۶۸- جناب عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت کریمہ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكُحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ کی تفسیر دریافت کی۔ تو انہوں نے کہا: بھانجے میرے! یا اس یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے کسی ولی کی سرپرستی میں ہو اور (مالدار غنیہ ہونے کی وجہ سے) اپنے ولی کے مال میں حصہ دار بن گئی ہو۔ پھر اس ولی کو اس لڑکی کا مال و جمال پسند آجائے اور اس کی خواہش ہو کہ اس سے نکاح کر لے مگر حق مہر میں انصاف نہ کرے اور اس قدر نہ دینا چاہے جو کوئی غیر اسے دے تو (ایسی صورت میں) ان لوگوں کو ان کے ساتھ نکاح سے منع کر دیا گیا الا یہ کہ ان سے عدل کریں اور مہر ان کے اعلیٰ معیار کے مطابق دیں (تو جائز ہے)۔ انہیں یہ حکم دیا گیا کہ (اگر یہ اندیشہ ہو تو) ان کے علاوہ دیگر عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند آئیں۔

۲۰۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكُحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ [النساء: ۳] قَالَتْ: يَا ابْنَ أُخْتِي! هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا تَشَارِكُهُ فِي مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ وَلَيْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَتُحِبُّ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَىٰ سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ.



۲۰۶۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۱۷/۱ من حديث خفيف به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ۱۰۲۸، ورواه الترمذي، ح: ۱۱۲۵ بلفظ آخر عن عكرمة به، وأصل الحديث صحيح بلفظ آخر.

۲۰۶۸- تخریج: أخرجه مسلم، التفسير، باب: ۱، ح: ۳۰۱۸ عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاري، النكاح، باب الترغيب في النكاح... الخ، ح: ۵۰۶۴ من حديث يونس بن يزيد به.

ان عورتوں کا بیان جن کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے

عروہ نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے بعد جو ان کے بارے میں اتری تھی رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے (اور رخصت چاہی) تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتِمَّى النِّسَاءِ الَّتِي لَا تُولُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ ”اے پیغمبر! لوگ آپ سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ ان کے بارے میں اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے اور قرآن کی وہ آیتیں بھی (وضاحت کرتی ہیں) جو تم پر ان یتیم عورتوں (لڑکیوں) کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جن کے مقررہ حقوق (میراث وغیرہ) تم دیتے نہیں اور ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ جو اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ تم پر کتاب میں پڑھی جاتی ہے اس سے مراد وہ پہلے والی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَأِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دوسری آیت میں جو آیا ہے: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ اس سے مراد ”اعراض“ ہے۔ یہ اعراض آدمی اپنی زیر سرپرستی یتیم لڑکی سے کرتا تھا جب کہ وہ قلیل المال ہوتی اور حسن و جمال میں بھی معیاری نہ ہوتی۔ تو انہیں منع کیا گیا ہے کہ یتیم لڑکیوں کے مال و جمال کے حریص بن کر ان سے نکاح مت کرو والا یہ کہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے

قال عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فِيهِنَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتِمَّى النِّسَاءِ الَّتِي لَا تُولُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ۱۲۷] قَالَتْ: وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ فِيهَا: ﴿وَأِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ [النساء: ۳] قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْآيَةِ الْآخِرَةِ ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ۱۲۷] هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيمَتِهِ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجَرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالَ، فَتَهْوُوا أَن يَنْكِحُوا مَا رَغَبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

ان عورتوں کا بیان جن کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے
 کرو (اور یہ تفصیل نازل ہونے کی وجہ یہی ہے کہ لوگ
 ان سے اعراض کرنے لگے تھے۔)

قال يُؤْنَسُ: وَقَالَ رَبِيعَةُ فِي قَوْلِ اللَّهِ
 عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَمِينِ﴾
 [النساء: ۳] قَالَ: يَقُولُ: اِتْرْكُوهُنَّ إِنْ
 خِفْتُمْ فَقَدْ أَحْلَلْتُ لَكُمْ أَرْبَعًا.

یونس نے بیان کیا کہ جناب ربیعہ الرأی نے ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَمِينِ﴾ کی توضیح میں کہا کہ
 اللہ فرماتا ہے: ”ظلم کا اندیشہ ہو تو انہیں چھوڑ دو“ میں نے
 تمہارے لیے چار عورتیں حلال کی ہوئی ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ اگر انسان اپنی زیرتولیت کسی یتیم بچی سے شرعی عدل و
 انصاف کے معیار پر پورا نہ اتر سکتا ہو تو اس سے نکاح نہ کرے خواہ پہلا ہو یا کسی دوسری بیوی کے ہوتے ہوئے ہو۔
 اس میں تو اور بھی اندیشہ ہے کہ یتیم بچی ہونے کی وجہ سے اسے گھر کی لونڈی اور خادمہ بنی بنالیا جائے۔ ② فہم قرآن
 کے لیے شان نزول کی ایک خاص اہمیت ہے بشرطیکہ صحیح سند سے ثابت ہو۔ اسی طرح ہر آیت کے لیے شان نزول
 تلاش کرنا بھی تکلف بارد ہے۔



۲۰۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ
 حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ
 سَعْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ:
 حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ الدَّيْلِي
 أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ
 حَدَّثَهُ: أَنَّهُمْ جِئَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ
 يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَقِيَهُ الْمِسُورُ بْنُ مَحْرَمَةَ
 فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي
 بِهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَا، قَالَ: هَلْ أَنْتَ
 مُعْطِي سَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَإِنِّي أَخَافُ

۲۰۶۹- جناب ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ
 جناب علی بن حسین (بن علی بن ابی طالب) نے بیان کیا
 کہ ہم لوگ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد
 یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے مسور
 بن محرمہ رضی اللہ عنہما ملے اور کہا: میرے لائق کوئی خدمت ہو تو
 حکم فرمائیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا
 آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار عنایت فرما سکتے ہیں؟
 مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے متعلق قوم کہیں آپ پر غالب
 نہ آجائے۔ اور قسم اللہ کی! اگر آپ یہ مجھے عنایت فرما
 دیں تو میرے جیتے جی کبھی کوئی اس تک نہ پہنچ سکے گا۔
 (رسول اللہ ﷺ کی عزت اور آپ کی عترت کی حفاظت

۲۰۶۹- تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها،
 ح: ۲۴۴۹ عن أحمد بن حنبل، والبخاري، فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي ﷺ وعصاه وسيفه... الخ،
 ح: ۳۱۱۰ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وهو في مسند أحمد: ۴/ ۳۲۶.

ان عورتوں کا بیان جن کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے

اور دفاع ہم پر لازم ہے۔ اس سلسلے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے فاطمہ ؓ کے ہوتے ہوئے ابو جہل کی بیٹی کوشادی کا پیغام بھیج دیا۔ میں نے اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا جب کہ میں ان دنوں بالغ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے فکر ہے کہ کہیں اس کے دین میں کوئی امتحان نہ آجائے۔“ پھر آپ نے بنی عبد شمس (بنی امیہ) میں سے اپنے داماد (حضرت ابو العاص بن الربیع ؓ) کا ذکر کیا اور اس کی مدح فرمائی اور خوب فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے مجھ سے بات کی تو سچی کی وعدہ کیا تو پورا کیا۔ میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتا۔ لیکن قسم اللہ کی! اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔“

أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا اللَّهُ! لَنْ أُعْطِيَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتَّى يُبْلَغَ إِلَى نَفْسِي، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مَنْبَرِهِ هَذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ، فَقَالَ: «إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا» قَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: «حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أَحَرَمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلَكِنْ وَاللَّهِ! لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا».

فوائد و مسائل: ① حضرت فاطمہ ؓ کی اپنے گھر میں اذیت رسول اللہ ﷺ کے لیے باعث اذیت ہوتی جو حضرت علی ؓ کے لیے ہلاکت کا باعث ہوتی۔ اس لیے انہیں بطور خاص اس رشتے سے منع کر دیا گیا۔ اور یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح سے بھی اذیت دینا حرام ہے خواہ وہ فعل میں مباح ہی ہو۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَا سَكَنَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ﴾ (الاحزاب: ۵۳) ”تمہیں کسی طرح جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو اذیت دو۔“ ② عمر بن خطاب ؓ کو کسی طرح سے دکھ دینا اور ان کی ہتک کرنا رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا باعث ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کو مستلزم ہے۔ مگر لازمی شرط ہے کہ آل رسول کہلانے والے اس کی شریعت کے حامل بھی ہوں۔ ③ حضرت فاطمہ ؓ رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں اور وہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہیں ④ جائز ہے کہ انسان اپنی بیٹی کی وجہ سے غیرت اور غصے میں آئے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت فاطمہ ؓ پر قیاس کرنے لگے تو یہ ایک لغو قیاس ہے۔ ⑤ صاحب فضل داماد کی مدح و توصیف کی جاسکتی ہے۔

نکاح متعدد اور بڑے نکاح کے احکام و مسائل

۲۰۷۰- معمر نے زہری سے بواسطہ عروہ روایت کیا اور دوسری سند میں ایوب سے بواسطہ ابن ابی ملیکہ (اسی طرح) بیان کیا (البتہ اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ (دوسرے) نکاح سے خاموش ہو گئے۔

۲۰۷۱- جناب مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ منبر پر کھڑے ارشاد فرما رہے تھے: ”بنی ہشام بن مغیرہ نے اجازت چاہی ہے کہ علی بن ابی طالب کو اپنی بیٹی بیاہ دیں۔ تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا، پھر اجازت نہیں دیتا، پھر اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ابن ابی طالب چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی لڑکی سے نکاح کر لے۔ بلاشبہ میری صاحبزادی میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ مجھے برا لگتا ہے جو اسے برا لگے۔ اور مجھے اذیت ہوتی ہے اس سے، جس سے اس کو اذیت ہو۔“ احمد بن یونس کی سند میں ”اخبرنا“ کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

۲۰۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَسَكَتَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ ذَلِكَ النِّكَاحِ.

۲۰۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَفُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ الْمَعْنَى قَالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ أَنَّ الْمَسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمَنْبَرِ يَقُولُ: «إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ مِنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَلَا أَدْنُ ثُمَّ لَا أَدْنُ ثُمَّ لَا أَدْنُ! إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطْلَقَ ابْنَتِي وَيُنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيدُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِنُنِي مَا آذَاهَا» وَإِلَّا خَبَارٌ فِي حَدِيثِ أَحْمَدَ.



☀ فائدہ: اس میں نبی ﷺ نے وہ وجہ بیان فرمادی جس کی بنا پر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دی۔ اور وہ یہ کہ دوسرا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے اذیت کا باعث ہو سکتا تھا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو اس سے پھر رسول اللہ ﷺ کو بھی اذیت پہنچتی، جو حضرت علی کے ایمان کے لیے خطرے کا باعث ہوتی۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِي نِكَاحِ الْمُتَنَعَةِ
باب: ۱۳- نکاح متعہ کا بیان
(التحفة ۱۴)

۲۰۷۰- تخریج: متفق علیہ من حدیث ابن ابی ملیکہ بہ، انظر الحديث الآتي.

۲۰۷۱- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب ذب الرجل عن ابنته في الغيرة والإنصاف، ح: ۵۲۳۰، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها، ح: ۲۴۴۹، كلاهما عن فتية به.

نکاح منع اور بٹے کے نکاح کے احکام و مسائل

روایت کرتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔“ مسدد کی روایت میں یہ مزید ہے کہ میں (عبید اللہ) نے نافع سے پوچھا کہ ”شغار“ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: انسان کسی کی بیٹی سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے مگر ان کے مابین حق مہرنہ ہو یا انسان کسی کی بہن سے نکاح کرے اور اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دے اور حق مہرنہ ہو۔

ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ بْنُ مُسْرَهْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَلَّاهُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ الشَّغَارِ. زَادَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشَّغَارُ؟ قَالَ: يَنْكِحُ ابْنَةُ الرَّجُلِ وَيَنْكِحُهُ ابْنَتُهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ، وَيَنْكِحُ أُخْتُ الرَّجُلِ فَيَنْكِحُهَا أُخْتُه بِغَيْرِ صَدَاقٍ.



فائدہ: دور جاہلیت میں یہ نکاح شغار کے نام سے رائج تھا اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی کی اس شرط پر دوسرے شخص سے شادی کرتا کہ وہ شخص بھی اپنی بہن یا بیٹی کی اس شخص سے شادی کرے اور ایک کا مہر دوسرے کا نکاح ہوتا، علیحدہ سے مہر ادا نہ کیا جاتا۔ گویا یہ نکاح ایسا تھا جیسا کہ آج کل بٹے یا دلے بدلے (ٹاشا) کے طور پر بعض جگہ نکاح کیے جاتے ہیں ایسا نکاح جس میں حق مہرنہ ہو تو یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اگر ہر لڑکی کا حق مہر الگ سے مقرر کیا گیا ہو تو نکاح کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ مگر بدلے کی یہ شرط اور اس طرح کے نکاح بالعموم خاندانوں میں فساد کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اسی لیے کچھ علماء متشدد ہیں اور کہتے ہیں کہ خواہ حق مہر مقرر بھی کر لیا گیا ہو تو یہ ناجائز ہے۔ مگر یہ فتویٰ محل نظر ہے۔ درج ذیل حدیث کے واقعہ میں آ رہا ہے کہ عباس بن عبد اللہ بن عباس اور عبد الرحمن بن حکم نے اس قسم کا نکاح (شغار) کیا۔ اور اس نکاح ہی کو حق مہر قرار دیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان میں تفریق کروادی۔



۲۰۷۵- عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبد اللہ بن عباس نے عبد الرحمن بن حکم سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور عبد الرحمن نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور دونوں نے اس نکاح ہی کو حق مہر ٹھہرایا تھا۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہ ان کے مابین تفریق کرادے۔ انہوں نے اپنے خط میں کہا کہ یہی وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

۲۰۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمُزٍ الْأَعْرَجُ: أَنَّ أَلْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ أَنْكَحَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَكَمِ ابْنَتَهُ وَأَنْكَحَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنَتَهُ وَكَانَا جَعَلَا صَدَاقًا. فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى مَرْوَانَ يَأْمُرُهُ بِالتَّفْرِيقِ

۲۰۷۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۹۴/۴ عن يعقوب به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۶۸، ولفظه: 'وقد كانا جعلاه صداقاً'.

۱۲- کتاب النکاح ————— نکاح حلالہ کے احکام و مسائل

بَيْنَهُمَا وَقَالَ فِي كِتَابِهِ: هَذَا الشَّعَارُ الَّذِي
نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① [وَكُنَّا جَعَلًا صَدَاقًا] میں [جَعَلًا] کا مفعول اول محذوف ہے جیسے کہ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان کی اسی روایت کے الفاظ میں صراحت ہے: [وَقَدْ كُنَّا جَعَلًا صَدَاقًا] (موارد الظمان) باب ماجاء فی الشعار، حدیث: ۱۲۶۸) اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت معاویہ کے حکم تفریق کی وجہ مشروط نکاح ہی کو حق مہر قرار دینا تھا نہ کہ حق مہر مقرر کر دینے کے باوجود تبادلہ اُخْتَيْنِ یا بِنْتَيْنِ۔ ② نکاح شعار کے ممنوع ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اگر کوئی کرے تو شافعی رحمہ اللہ اسے باطل کہتے ہیں۔ احمد اسحق اور ابو عبیدہ رحمہم سے بھی یہی مروی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اسے فسخ کر دیا جائے خواہ دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو جبکہ ان کا ایک قول یہ بھی ہے کہ قبل از دخول فسخ کر دیا جائے نہ کہ بعد از دخول۔ اور ایک جماعت علماء کے بقول مہر مثل ادا کرنے سے صحیح ہو جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ عطاء زہری اور لیث رحمہم سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔ احمد اور اسحق رحمہم کی ایک روایت اسی طرح ہے۔

باب: ۱۵۱۳- نکاح حلالہ کا بیان

(المعجم ۱۴، ۱۵) - بَابُ فِي

التَّحْلِيلِ (التحفة ۱۶)

۲۰۷۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ”حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے کیا گیا ہے (دونوں) ملعون ہیں۔“

۲۰۷۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِسْمَاعِيلُ: وَأَرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لُعِنَ الْمُحِلُّ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ».

۲۰۷۷- حارث اعور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتا ہے..... اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں..... انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا

۲۰۷۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ

۲۰۷۶- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في المحلل والمحلل له، ح: ۱۱۱۹، وابن ماجه، ح: ۱۹۳۵ من حديث عامر الشعبي به، وسنده ضعيف جدًا، وللحديث شواهد عند أحمد: ۲/۳۲۳، وابن الجارود، ح: ۶۸۴ وغيرهما، وحديث أحمد: ۲/۳۲۳ حسن، يغني عنه. ۲۰۷۷- [تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.]

۱۲- کتاب النکاح نکاح سے متعلق دیگر متفرق احکام و مسائل

۲۰۷۹- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ : حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا نَكَحَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ إِذْنِ مُوَلَّاهُ فَنِكَاحُهُ بَاطِلٌ».

۲۰۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو اس کا نکاح باطل ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا].

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (مرفوعاً) ضعیف ہے۔ یہ (در اصل) موقوف ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

🌞 فائدہ: پہلی روایت صحیح ہے جس سے مسئلہ کا اثبات واضح ہے۔

(المعجم ۱۶، ۱۷) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ (التحفة ۱۸)

باب: ۱۶، ۱۷- نکاح کے پیغام پر پیغام بھیجنا حرام ہے

۲۰۸۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

۲۰۸۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔“

۲۰۸۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۲۰۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

۲۰۷۹- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۲۷/۷ من حديث أبي داود به * عبدالله بن عمر العمري عن نافع صالح الحديث، والحديث السابق يؤيده.

۲۰۸۰- تخریج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترك، ح: ۲۱۴۰، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ۱۴۱۳ من حديث سفیان بن عیینہ به.

۲۰۸۱- تخریج: متفق عليه، وأخرجه أحمد: ۱۴۲/۲ عن عبدالله بن نمير به، ورواه مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه . . . الخ، ح: ۱۴۱۲ من حديث عبيد الله، والبخاري، النكاح، باب: لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع، ح: ۵۱۴۲ من حديث نافع به.

۱۲- کتاب النکاح

نکاح سے متعلق دیگر متفرق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے اور نہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے مگر اس کی اجازت سے۔“

☀️ فائدہ: کسی شخص نے کسی گھر میں نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو دوسرے کسی شخص کو یہ جانتے ہوئے کہ انہیں پیغام دیا گیا ہے اور انہوں نے ہاں یا نہ میں کوئی جواب نہیں دیا ہے، اپنا پیغام نہیں بھیجنا چاہیے۔ الا یہ کہ واضح ہو کہ ان کی خاموشی انکار کے معنی میں ہے۔ اگر نسبت طے ہو چکی ہو تو اپنا پیغام بھیج کر پہلی نسبت تڑوانے کی کوشش کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح دو مسلمان بھائیوں یا خاندانوں میں کشمکش اور عداوت کا قوی اندیشہ ہے۔ ہاں اگر پہلا فریق اجازت دے دے تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۱۷، ۱۸) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ

بَابُ: ۱۸۱۷- جس عورت کے ساتھ نکاح

کا ارادہ ہوا اسے دیکھ لینا جائز ہے

يَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ وَهُوَ يُرِيدُ تَزْوِيجَهَا

(التحفة ۱۹)

۲۰۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمْ الْمَرْأَةَ فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ». قَالَ: فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِي إِلَى نِكَاحِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا.

۲۰۸۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے اگر ممکن ہو تو اس کی وہ چیز دیکھ لے جو اس کے نکاح کی داعی ہے (قدو قامت اور حسن و جمال وغیرہ۔)“ (حضرت جابر) کہتے ہیں کہ پھر میں نے ایک لڑکی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں اس کے لیے چھپا کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے اسے دیکھ لیا جس سے مجھے اس کے ساتھ نکاح کرنے کی رغبت ہوئی چنانچہ میں نے اس سے شادی کر لی۔



۲۰۸۲- [تخریج: حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۳۴ من حديث عبد الواحد بن زياد به * ومحمد بن إسحاق صرح بالسماع عنده: ۳/ ۳۶۰، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/ ۱۶۵، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في فتح الباري: ۹/ ۱۸۱.

☀ فائدہ: یہ دیکھنا مستحب ہے اور اس سے مراد اتفاقاً چھٹی نظر سے دیکھنا ہے جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق بیان کیا ہے۔ مگر براہِ تہذیب و کا کہ اس بہانے دونوں نوجوان لڑکے لڑکی کا اکیلے اکیلے ملاقاتیں کرنا، سبوروں کے لیے ٹکنا اور خریداریاں کرنا اور نامعلوم کیا کچھ ہوتا ہے۔ شریعت ان کی قطعاً روادار نہیں ہے۔ قبل از نکاح اس طرح کی کھلی میل ملاقاتیں حرام ہیں۔ اور یہ دیکھنا بھی نسبت پختہ کرنے سے پہلے ہی زیادہ مفید ہے۔ جب تک عقد نہیں ہو جاتا، مگر تیرا ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہی ہوتے ہیں۔

(المعجم ۱۸، ۱۹) - بَابُ: فِي الْوَلِيِّ باب: ۱۹۱۸- ولی کا بیان (ولی کے بغیر کسی عورت کا نکاح صحیح نہیں) (التحفة ۲۰)

☀ فائدہ: عورت کے وہ قریبی نسبی تعلق دارجن کے واسطے سے اہم امور طے پاتے ہیں، عورت کے ولی کہلاتے ہیں۔ اور بالخصوص اگر کہیں غیروں میں اس کی شادی ہو جائے تو انہیں اس نسبت سے عار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں عصبہ (باپ کی طرف سے تعلق دار) اولیت رکھتے ہیں۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے بقول ان کی ترتیب اس طرح سے ہے۔ باپ، دادا، حقیقی بھائی، پدري بھائی، حقیقی بھتیجا، پھر پدري بھائی کا بیٹا، چچا، پھر چچا زاد۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ذوی الارحام کو بھی ان میں شامل کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی نہ ہو تو حاکم وقت ”ولی“ قرار پاتا ہے۔

* مسئلہ ولایت نکاح: ولایت نکاح کا یہ مسئلہ یعنی جوان لڑکی کے نکاح کے لیے ولی کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے، قرآن وحدیث کی نصوص سے واضح ہے، لیکن موجودہ مسلمانوں کے اسلام سے عملی انحراف نے جہاں شریعت کے بہت سے مسائل کو غیر اہم بنادیا ہے، اس مسئلے سے بھی اغماض واعراض اختیار کیا جا رہا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے میں قرآن کریم میں واضح طور پر رہنمائی نہیں ملتی۔ لیکن ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن سے استدلال کا جو طریقہ اور اسلوب ہے، اس کی رو سے یقیناً ہمیں قرآن سے پوری رہنمائی ملتی ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَا مَٰمَّةً مُّؤْمِنَةً خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا﴾ (البقرة: ۲۲۱/۲)

”تم مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح مت کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور ایمان دار لونڈی بھی مشرک کر نیوالی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے گو تمہیں مشرک ہی اچھی لگتی ہو اور (اپنی عورتوں کو) مشرک مردوں کے نکاح میں مت دؤ یہاں تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی بجائے ان کے اولیاء کو خطاب فرمایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ مسلمان عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کریں۔ قرآن کریم کے اس انداز بیان سے واضح ہے کہ مسلمان عورت اپنے نکاح کا معاملہ از خود طے نہیں کر سکتی۔ اس کے نکاح کا معاملہ اس کے ولی کی وساطت ہی سے انجام پائے گا۔ مفسرین امت

نے اس آیت کو اس مسئلے میں ”نص“ قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام ابن حبان اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت ﴿وَلَا تَنْكِحُوا﴾ بالاتفاق تاء کے ضمے (پیش) کے ساتھ ہے اور یہ عورتوں کے اولیاء سے خطاب ہے۔ (تفسیر البحر المحیط: ۱۶۵/۲)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ آیت بطور نص اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں۔“ (تفسیر قرطبی: ۳۹/۳، طبعہ بیروت) امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”آیت میں یہ خطاب عورت کے اولیاء کو ہے نہ کہ عورتوں کو۔“ (المحلی: ۳۲۱/۹)

علامہ رشید رضا مصری رحمہ اللہ تفسیر المنار میں فرماتے ہیں: ”پہلے ﴿تَنْكِحُوا﴾ (تاء کے زبر کے ساتھ) اور پھر ﴿تَنْكِحُوا﴾ (تاء کے پیش کے ساتھ) تعبیر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مرد ہی اپنا اور ان عورتوں کا نکاح کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جن کے معاملات کے وہ ذمے دار ہیں اور عورت مرد کی اجازت کے بغیر از خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی اس کیلئے ولی ضروری ہے۔“ (تفسیر المنار: ۳۵۱/۲)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا﴾ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ﴾ جو (فعل لازم اور متعدی کا) فرق ہے اس سے بھی بعض سلف نے یہ حجت پکڑی ہے کہ عورت از خود نکاح نہیں کر سکتی، ان کے نکاح کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمہ داری ہے۔“ (فتاویٰ: ۱۳۲/۳۲)

قرآن کریم کی دوسری آیت ہے: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ﴾ (النور: ۳۲/۲۳) ”تمہارے اندر جو بے شوہر ہیں ان کے نکاح کر دو۔“ اس میں بھی باکرہ اور بیوہ عورتوں کے اولیاء سے خطاب کر کے انہیں ان کے نکاح کا بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ امام بغوی رحمہ اللہ اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں: ”آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ بے شوہر عورتوں کی شادی کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمہ داری ہے اس لیے کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے انہی سے خطاب فرمایا ہے: (معالم التنزیل، المعروف تفسیر البغوی: ۳/۳، طبع لاہور)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ انداز گفتگو حفاظت اور صلاح کے باب سے ہے یعنی تم میں سے جو بے شوہر ہے اس کی شادی کر دو اس لیے کہ یہی عفت و پاک دامنی کا راستہ ہے اور یہ خطاب اولیاء سے ہے، بعض کے نزدیک یہ خاندانوں سے خطاب ہے، لیکن صحیح بات پہلی ہی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اگر خاندانوں سے خطاب کرنا چاہتا تو بغیر ہمزہ (قطع) کے ﴿اَنْكِحُوا﴾ فرماتا۔“ (القرطبی: ۲۳۹/۱۲) قرآن کریم کی تیسری آیت ہے:

﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَنْ أَجْلِهِنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ (البقرة: ۲۳۲/۲)

”جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو تم ان کو اپنے (سابقہ) خاندانوں سے نکاح کرنے سے مت روکو۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے فرماتے ہیں: ”یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنی بیوی کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دے دے پھر اس کی عدت پوری ہو جائے تو خاندان اس سے (دوبارہ)



- کتاب النکاح - ولی کا بیان

شادی یا رجوع کرنا چاہے اور عورت بھی اس پر رضا مند ہو، لیکن اس کے اولیاء اس کو ایسا کرنے سے روک دیں، تو اللہ تعالیٰ نے اولیائے عورت کو اس طرح عورت کو (شادی کرنے سے) روکنے سے منع فرمادیا..... امام مسروق، ضحاک، ابراہیم نخعی، امام زہری رحمہ اللہ نے بھی کہا ہے کہ یہ آیت اس مسئلے میں نازل ہوئی۔ اور ان لوگوں نے جو یہ بات کہی ہے، آیت کے ظاہری مفہوم کے عین مطابق ہے اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت یہ اختیار نہیں رکھتی کہ وہ اپنا نکاح خود کر لے بلکہ نکاح کیلئے ولی کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ امام ترمذی اور امام ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔“ (ابن کثیر: ۲۸۲/۱)

امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں: ”اس آیت سے صاف واضح ہے کہ ان لوگوں کی رائے صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ ولی کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں۔“ (تفسیر طبری: ۳۸۸/۲)

اس آیت کے نزول کا جو سبب ہے وہ صحیح روایات میں بیان ہوا ہے، جس سے آیت کا وہ مفہوم متعین ہو جاتا ہے جو مذکورہ طور میں مفسرین نے بیان فرمایا ہے، اس لیے روایت کی شان نزول کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت معقل بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک آدمی سے کیا، کچھ عرصے کے بعد اس نے طلاق دے دی حتیٰ کہ جب عدت گزر گئی تو اس نے پھر نکاح کا پیغام بھیجا، جس پر میں نے اس سے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کیا، اس کو تیرا بستر بنایا، تیری عزت کی، لیکن تو نے اسے طلاق دے دی، اور اب پھر نکاح کا پیغام لے کر آگیا ہے، اللہ کی قسم! اب وہ کبھی تیری طرف نہیں لوٹے گی۔ اور وہ آدمی برائیاں تھا اور عورت (میری بہن) بھی اس کے ساتھ رجوع کرنا چاہتی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی، جسے سن کر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب میں ان کا آپس میں نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے اس کے ساتھ اس کا (دوبارہ) نکاح کر دیا۔ (صحیح بخاری، ”النکاح“ باب من قال لا نکاح الا بولی“ حدیث: ۵۱۳۰)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ آیت معقل بن یسار رحمہ اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جب انہوں نے اپنی بہن کو اپنے پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا تھا، یہ واقعہ امام بخاری نے نقل کیا ہے۔ اگر اس کے بھائی کو نکاح کرانے کا اختیار نہ ہوتا، تو اسے یہ کیوں کہا جاتا کہ وہ نکاح کرنے سے نہ روکے۔“ (تفسیر قرطبی: ۷۲۳/۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”نکاح میں ولی کے شرط ہونے کی بابت علماء کے درمیان اختلاف ہے، جمہور اس کے قائل ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ عورت اپنا نکاح از خود نہیں کر سکتی، انہوں نے اس کا اثبات مذکورہ احادیث سے کیا ہے، اور ان میں سب سے قوی دلیل یہی واقعہ ہے جو قرآن کریم کی آیت مذکورہ کے نزول کا سبب ہے، اور یہ آیت اس بات پر کہ نکاح میں ولی کی رضا مندی ضروری ہے سب سے واضح دلیل ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ کہنے کا کہ ”انہیں مت روکو“ کوئی معنی نہیں رہتے، علاوہ ازیں اگر وہ عورت از خود نکاح کرنے کی مجاز ہوتی تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی۔ (فتح الباری ۲۳۵/۹)

اور صاحب سبل السلام امیر صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”نبی ﷺ کے زمانے میں صحابہ (سلف) نے اس واقعے سے یہی بات سمجھی ہے کہ اولیاء کی اجازت ضروری ہے اور انہوں نے قسم کا کفارہ ادا کرنے اور نکاح کرنے میں جلدی کی (یہ اشارہ ہے بعض روایات کی رو سے حضرت معقل کے قسم کھالینے اور پھر اسے توڑ کر اپنی بہن کا نکاح کر دینے کی طرف) اگر اولیاء کا عورتوں پر اختیار ہی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے کھول کر بیان فرما دیتا، بلکہ اس کے برعکس اللہ نے متعدد آیات میں اولیاء کے حق کو ٹکرا کر ساتھ بیان فرمایا ہے اور ایک حرف بھی اس امر کی بابت نہیں بولا کہ عورت کو از خود اپنا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس سے اس طرف بھی رہنمائی ملتی ہے کہ جن آیات میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے۔ جیسے ﴿حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (البقرة: ۲۳۰/۲) اس سے مراد بھی ولی کی اجازت سے ان کے نکاح کا انعقاد ہے نہ کہ از خود نکاح کر لینا“ اس لیے کہ اگر اس آیت سے نبی ﷺ یہ سمجھتے کہ عورت از خود اپنا نکاح کر سکتی ہے تو آپ اس آیت کے نزول کے بعد اس عورت کو خود اپنا نکاح کر لینے کا حکم فرما دیتے اور اس کے بھائی پر یہ واضح کر دیتے کہ تجھے اس پر ولایت کا حق نہیں ہے اور اس کے لیے اپنی قسم کا توڑنا اور اس کا کفارہ ادا کرنا جائز نہ ہوتا۔“ (سبل السلام، کتاب النکاح: ۱۱۸/۳)



اب ہم ذیل میں چند احادیث ذکر کرتے ہیں جن میں پوری صراحت سے ولایت نکاح کا مسئلہ بیان ہوا ہے:

① [لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ] (سنن ابی داود، النکاح، باب فی الولی، حدیث: ۲۰۸۵) ”ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔“ یہ روایت جسے متواتر تک کہا گیا ہے، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم چار صحابہ سے مروی ہے۔

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہے، وہ نکاح باطل ہے، وہ نکاح باطل ہے، اگر ان کا آپس میں ملاپ ہو گیا ہے تو اس کی وجہ سے حق مہر اس عورت کو دیا جائے گا“ اگر (اولیاء کا) اختلاف اور جھگڑا ہو تو سلطان وقت ہر اس عورت کا ولی ہوگا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔“ (سنن ابی داود، النکاح، حدیث: ۲۰۸۳) یہ روایت سنداً صحیح اور مسئلہ زیر بحث میں واضح اور فیصلہ کن ہے۔

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت، عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے۔“ (سنن ابن ماجہ، النکاح، حدیث: ۱۸۸۲) اس حدیث میں ولایت کے لیے مرد کو ضروری قرار دیا گیا ہے، یعنی باپ کی بجائے ماں ولی نہیں بن سکتی، نہ لڑکی از خود اپنا نکاح کر سکتی ہے، باپ نہ ہو تو اس کا چچا، بھائی وغیرہ ولی بنے گا، کوئی بھی نہیں ہوگا تو حاکم وقت یا قاضی اس کا ولی ہوگا جیسا کہ اس سے ماٹل کی حدیث میں ہے۔

④ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان فرماتی ہیں: ”زمانہ جاہلیت میں نکاح کی چار قسمیں تھیں، ایک قسم وہ جو لوگوں میں آج کل رائج ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اس کی کسی عزیزہ یا بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجتا

ہے، وہ اسے قبول کر کے اس کے لیے حق مہر کا تعین کر دیتا اور نکاح کر دیتا ہے (اس کے بعد نکاح کی تین قسمیں اور بیان کیں اور آخر میں فرمایا:) جب محمد ﷺ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا اور صرف آج کل کے رائج نکاح کو باقی رکھا۔ (صحیح بخاری، النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی، حدیث: ۲۱۲۷) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے صرف اس نکاح کو جائز رکھا ہے جو ولی کی وساطت سے کیا گیا ہو باقی تمام نکاح باطل کر دیے۔

اسلام کی مذکورہ تعلیم میں بڑا اعتدال و توازن ہے لڑکی کو تاکید ہے کہ والدین نے اسے پالا پوسا ہے اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ہے وہ مستقبل میں بھی جب کہ وہ اپنی نوجوان بچی کو دوسرے خاندان میں بھیج رہے ہیں اس کیلئے روشن امکانات دیکھ رہے ہیں اور اس کی روشنی ہی میں انہوں نے اس کے مستقبل کا فیصلہ کیا ہے اس لیے وہ اپنے محسن، خیر خواہ اور مشفق و بہمد والدین کے فیصلے کو رضامندی سے قبول کر لے۔ دوسری طرف والدین کو لڑکی پر جبر کرنے اور اس کی رضامندی حاصل کیے بغیر اس کی شادی کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اگر کوئی ولی بالجبر ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فقہاء نے ایسے ولی کو ولی عاقل (غیر مشفق) قرار دے کر ولی بعد کو آگے بڑھ کر اس کی شادی کرنے کی تلقین کی ہے ولی بعد بھی کسی وجہ سے اس کا اہتمام کرنے سے قاصر ہو تو عدالت یا پنجایت یہ فریضہ سرانجام دے گی۔

آج کل عدالتوں میں نوجوان لڑکیوں کے از خود نکاح کرنے کے جو مقدمات پیش ہو رہے ہیں ان میں مذکورہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کا تعین اور تحقیق کیے بغیر صرف اس بنیاد پر فیصلہ کرنا یا بعض علماء کا فتویٰ دینا کہ نوجوان لڑکی ولایت کی محتاج نہیں ہے اس لیے یہ نکاح جائز ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور جمہور علماء وفقہاء کے مسلک کی روشنی میں بالکل غلط ہے۔ عدالتیں اگر قرآن وحدیث کو اپنا حاکم مانتی ہیں تو وہ ایسا فیصلہ دینے کی مجاز نہیں اور علماء بھی اگر ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النساء: ۵۹) اگر تمہارے درمیان کسی چیز کی بابت جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ پر صدق دل سے عمل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی مذکورہ نکاحوں کے جواز کا مطلقاً فتویٰ دینے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ ولی کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح صحیح نہیں ہے۔ ولی جابر یا عاقل ہوگا تو ولی بعد یا عدالت نکاح کرائے گی۔ لیکن کسی بالغ لڑکی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھاگ کر یا چھپ کر اپنا نکاح خود کر لے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: حافظ صلاح الدین یوسف کی تالیف ”مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں“ مطبوعہ دارالسلام)

۲۰۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۲۰۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے رسول اللہ

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ”جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت

۲۰۸۳- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، النکاح، باب ما جاء لا نکاح إلا بولي، ح: ۱۱۰۲ من حدیث سفیان، وقال: ”حسن“، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۸۷۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۴۸، والحاكم علی شرط لشیخین: ۱۶۸/۲ * ابن جریج سمعه من سلیمان بن موسی، والزهری سمعه من عروة، وأعل بما لا یقدح.

کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ تین بار فرمایا۔ اگر شوہر اس سے صحبت کر لے تو اس کو مہر دینا پڑے۔ باسبب اس کے جو اس نے اس سے فائدہ حاصل کیا۔ اگر (ولیوں کا) جھگڑا ہو جائے تو حاکم ولی ہے اس کا جس کوئی ولی نہ ہو۔“

سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، «فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَمْ يَهْرُ لَهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا فَإِنْ تَشَاجَرُوا فَالْسلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ».

۲۰۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے مذکور بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۰۸۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ جَعْفَرٍ - يَعْنِي ابْنَ رَبِيعَةَ - عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جعفر بن ربیعہ نے زہری سے سنا نہیں بلکہ (یہ حدیث) انہوں نے اس کی طرف لکھ بھیجی تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَعْفَرٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الزُّهْرِيِّ، كَتَبَ إِلَيْهِ.

۲۰۸۵- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔“

۲۰۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ بْنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ يُونُسَ، وَإِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سند میں یونس نے ابو بردہ رحمہ اللہ سے۔ اور اسرائیل نے ابو اسحاق سے اور انہوں نے ابو بردہ سے روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ يُونُسُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ وَإِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

۲۰۸۴- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۹/ ۸۷ من حديث أبي داود به.

۲۰۸۵- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء لا نكاح إلا بولي، ح: ۱۱۰۱ من حديث إسرائيل به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۸۸۱، وانظر الحديثين السابقين.



۲۰۸۶- جناب عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین ام حبیبہ

ﷺ کے متعلق بتاتے ہیں کہ یہ پہلے ابن جحش کی زوجیت میں تھیں، وہ فوت ہو گیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حبشہ کی جانب ہجرت کر کے گئے تھے، تو نجاشی نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا جبکہ یہ ان کے ہاں (حبشہ ہی میں) تھیں۔

۲۰۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

خَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ ابْنِ جَحْشٍ فَهَلَكَ عَنْهَا وَكَانَ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَرَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ عِنْدَهُمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① عورت از خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ ولی کا ہونا صحت نکاح کے لیے لازمی شرط ہے۔ ایسی تمام آیات و احادیث جن میں ”نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے۔“ وہ ان صحیح احادیث کی روشنی میں ”ولی“ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ زندگی کے اس اہم فیصلے میں ان پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی رضامندی بلکہ بیوہ سے بالوضاحت مشورہ از بس ضروری ہے۔ ② ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند (عبید اللہ بن جحش) مسلمان ہو کر حبشہ ہجرت کر گیا تھا مگر وہاں جا کر مرتد ہو گیا اور نصرانی بن گیا تھا۔ (حدیث: ۲۱۰۷) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے ان کو ”ام المؤمنین“ کہہ کر مخاطب کیا اور کہتی ہیں کہ میں گھبراہٹ میں گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ کہ ان شاء اللہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے نکاح کریں گے۔ چنانچہ جب میری عدت ختم ہو گئی تو اچانک نجاشی کا پیغامبر دروازے پر آیا۔ دیکھا تو وہ اس کی خادمہ تھی جس کا نام ابرہہ تھا جو بادشاہ کے لباس اور عطریات کا اہتمام کرتی تھی۔ اس نے کہا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے لکھا ہے کہ وہ تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دے۔ میں نے کہا: اللہ تمہیں اس بشارت پر جزائے خیر دے۔ کہنے لگی کہ اپنا وکیل بنادیں۔ چنانچہ میں نے خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل بنایا۔ سیرت یحمری میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کے وکیل تھے۔ چنانچہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے حق مہر ادا کیا اور چار سو شقال سونا اور بعد ازاں ولیمہ بھی کھلایا۔ بعد ازاں حضرت شریح بن حسنہ کی معیت میں ان کو مدینے بھیج دیا گیا۔ (بذل الجود) اس قصے میں نجاشی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وکیل تھے اور خالد بن سعید یا عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ولی اور وکیل بنے۔ نجاشی رضی اللہ عنہ جو سلطان وقت تھے ان کو بھی ولی سمجھا جاسکتا ہے۔ حضرت عثمان کا ذکر صحیح نہیں لگتا کیونکہ وہ اس وقت حبشہ میں نہ تھے بلکہ پہلی ہجرت حبشہ کے بعد جلد ہی واپس آ گئے تھے۔

باب: ۲۰۱۹- عورتوں کو نکاح سے منع

کرنا (کیسا ہے؟)

(المعجم ۱۹، ۲۰) - بَابُ: فِي

الْعُضْلِ (التحفة ۲۱)

۲۰۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، النکاح، باب القسط في الأصدقاء، ح: ۳۳۵۲ من حديث معمر به، وللحديث شواهد كثيرة * الزهري مدلس وعنعن.

۲۰۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ الْحَسَنِ: حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: كَانَتْ لِي أُخْتُ تُحْطَبُ إِلَيَّ فَأَتَانِي ابْنُ عَمٍّ لِي فَأُنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ ثُمَّ طَلَّقَهَا طَلَاقًا لَهُ رَجْعَةٌ ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، فَلَمَّا خُطِبَتْ إِلَيَّ أَتَانِي يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ: لَا وَاللَّهِ! لَا أُنْكَحُهَا أَبَدًا. قَالَ: فَفِي نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَبَنَ أَجْلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ [البقرة: ۲۳۲] الْآيَةَ. قَالَ: فَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي فَأُنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ.

ولی کا بیان ... ۲۰۸۷- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن تھی مجھے اس کے سلسلے میں پیغام آتے رہے۔ میرا چچا زاد میرے پاس آیا تو میں نے اس کا نکاح اس سے کر دیا۔ مگر اس نے طلاق دے دی رجعی طلاق پھر اسے چھوڑے رہا حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہوگئی۔ پھر دوبارہ جب مجھے اس کے نکاح کے پیغام آئے تو وہ پھر میرے پاس اس کا پیغام لے کر آگیا۔ میں نے کہا: قسم اللہ کی! میں کبھی بھی تجھ سے اس کا نکاح نہیں کروں گا۔ بیان کرتے ہیں کہ پھر میرے ہی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَبَنَ أَجْلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ پوری کر لیں اپنی عدت تو نہ روکو انہیں اس سے کہ نکاح کر لیں اپنے ان ہی خاوندوں سے جبکہ وہ آپس میں راضی ہوں دستور کے موافق۔ یہ نصیحت کی جاتی ہے اسے جو تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ ہے۔ اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔“ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اس سے نکاح کر دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر عورت شرع و اخلاق کی حدود میں رہتے ہوئے کہیں نکاح کا عندیہ دے تو اس کی رائے کا احترام کرنا چاہیے۔ شرع و اخلاق سے باہر نکلتا تو کسی طرح بھی اسلامی معاشرے میں قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ ”ولی کے بغیر نکاح نہیں“ حالانکہ آیت کریمہ کے ظاہر الفاظ میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ذکر ہوئی ہے۔ ② ہمارے معاشرے میں عورتیں بالعموم بعض اسباب کے تحت اپنی اس ضرورت (نکاح ثانی) کا اظہار نہیں کرتی ہیں۔ اس لیے اولیاء کے ذمے ہے کہ ان کی اس فطری، شرعی اور اخلاقی ضرورت کا احساس کریں۔ اس

۱۲- کتاب النکاح ولی کا بیان

طرح عورت کو مادی و معاشرتی تحفظ ملتا ہے اور ایک شرعی فریضہ ادا ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس نام نہاد ترقی یافتہ دور میں بہت سے مسلمان نکاح ثانی کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ چاہیے کہ اس سنت کا احیاء ہو جیسے کہ سید احمد شہید اور اسماعیل شہید رحمہم اللہ نے کیا تھا۔ ⑤ جب آدمی جذبات میں آ کر کوئی غلط قسم اٹھالے تو کفارہ دے اور صحیح عمل اختیار کرے۔

(المعجم ۲۰، ۲۱) - بَابُ: إِذَا أَنْكَحَ
الْوَلِيَّانِ (التحفة ۲۲)
باب: ۲۱۲۰- جب دو ولی کسی عورت
کا نکاح کر دیں تو؟

۲۰۸۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ الْمَعْنَى عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَأَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا».

۲۰۸۸- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب دو ولی کسی عورت کا نکاح کر دیں تو یہ ان میں سے پہلے والے کے لیے ہوگی۔ اور جب کسی شخص نے ایک چیز کا دو آدمیوں سے سودا کر دیا ہو تو یہ پہلے والے کی ہوگی۔“

(المعجم ۲۱، ۲۲) - بَابُ: فِي قَوْلِهِ
تَعَالَى: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾
باب: ۲۲۲۱- آیت کریمہ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾
(التحفة ۲۳)

۲۰۸۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

۲۰۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جب کوئی آدمی مر جاتا تھا تو اس کے

۲۰۸۸- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في الوليين يزوجان، ح: ۱۱۱۰، والنسائي، ح: ۴۶۸۶، وابن ماجه، ح: ۲۱۹۰ من حديث قتادة به * رواية الحسن عن سمره من كتابه، والرواية عن الكتاب صحيحة عند جمهور المحدثين.

۲۰۸۹- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا...﴾ الخ، ح: ۴۵۷۹ وح: ۶۹۴۸ من حديث أسباط بن محمد به.

وارث اس عورت کے اپنے ولی سے بھی زیادہ اس کے
 حقدار بن جاتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو خود
 ہی اس سے نکاح کر لیتا یا جس سے وہ چاہتے اس کا
 نکاح کر دیتے تھے۔ اور اگر چاہتے تو اس کا نکاح ہی نہ
 کرتے تو اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

الشَّيْبَانِيُّ: وَذَكَرَهُ عَطَاءٌ أَبُو الْحَسَنِ
 الشَّوَائِي وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي
 هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ
 كَرِهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا
 مَاتَ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ مِنْ وَلِيِّ
 نَفْسِهَا إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ زَوْجَهَا أَوْ زَوْجُوهَا
 وَإِنْ شَاءُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا، فَتَزَلَّتْ هَذِهِ
 الْآيَةُ فِي ذَلِكَ.

۲۰۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ: ﴿لَا
 يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ
 لِيَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا اتَّيَمُّوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ
 بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ آدمی اپنے
 قریبی کی وراثت میں اس کی بیوی کا بھی وارث بن جاتا
 تھا اور اسے روکے رکھتا تا آنکہ وہ مرجاتی یا اسے اپنا حق
 مہر واپس کرتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عمل سے منع
 فرمادیا۔

۲۰۹۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ
 ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ
 أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدِ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ
 ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا
 النِّسَاءَ كَرِهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِيَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا
 اتَّيَمُّوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ﴾
 وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَرِثُ امْرَأَةً ذِي قَرَابَتِهِ
 فَيَعْضُلُهَا حَتَّى تَمُوتَ أَوْ تَرُدَّ إِلَيْهِ صَدَاقَهَا،
 فَأَحْكَمَ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْ ذَلِكَ.



☀ فائدہ: [أَحْكَمَ اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ] کے معنی ہیں اللہ نے اس سے روک دیا۔ کہتے ہیں: [أَحْكَمْتُ فَلَانًا.....]
 میں نے اسے روک دیا اسی طرح حاکم کو بھی حاکم اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم سے روکتا ہے۔ (النهاية لابن الاثير)

۲۰۹۱- عبید اللہ (مولیٰ عمر) نے ضحاک سے اس کے
 ہم معنی بیان کیا اور لفظ یہ تھے: ﴿فَوَعَّظَ اللَّهُ ذَلِكَ﴾
 ”اللہ نے اس بارے میں نصیحت فرمائی۔“

۲۰۹۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبُوبَةَ
 الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ
 عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ مَوْلَى عُمَرَ،
 عَنْ الضَّحَّاكِ بِمَعْنَاهُ قَالَ: فَوَعَّظَ اللَّهُ ذَلِكَ.

۲۰۹۰- تخریج: [إسناده حسن] انظر، ح: ۱۳۰۴.

۲۰۹۱- تخریج: [إسناده ضعيف] من أجل جهالة عبید الله، والحديث السابق يعني عنه.

۱۲- کتاب النکاح ولی کا بیان

☀ فائدہ: بیوہ عورت کا بالجبر نکاح نہیں کیا جاسکتا اس کا عندیہ لینا جس میں صراحت ہو ضروری ہے۔ جیسے کہ اگلے ابواب میں آرہا ہے۔

(المعجم ۲۲، ۲۳) - بَابُ: فی
الاستیمار (التحفة ۲۴)

باب: ۲۲-۲۳ نکاح کے سلسلے میں لڑکی
سے مشورہ کرنا

۲۰۹۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُنْكَحُ الثَّيْبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا الْبَكْرُ إِلَّا بِإِذْنِهَا». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِذْنُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَسْكُتَ».

۲۰۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے مشورہ کر لیا جائے۔ اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کی اجازت سے۔“ صحابہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہی کہ خاموش رہے۔“

۲۰۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ الْمَعْنَى: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا، فَإِنْ سَكَتَتْ فَهِيَ إِذْنُهَا، وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا» وَإِلَّا خَبَارٌ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ.

۲۰۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یتیم لڑکی سے (نکاح کے سلسلے میں) اس کی اپنی ذات کے بارے میں مشورہ کیا جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہے اور اگر انکار کر دے تو اس پر جبر جائز نہیں۔“

یزید بن زریع کی سند میں ”اخبیرنا“ کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ وَمُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو خالد سلیمان بن حیان اور معاذ بن معاذ نے محمد بن عمرو سے ایسے ہی

۲۰۹۲- تخریج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في النكاح، ح: ۶۹۷۰، والنكاح، باب: لا ينكح الأب وغيره البكر والثيب إلا برضاها، ح: ۵۱۳۶، ومسلم، النكاح، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ۱۴۱۹ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۲۰۹۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۸۴/۲ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه الترمذي، ح: ۱۱۰۹، والنسائي، ح: ۳۲۷۲، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۳۹، ۱۲۴۰.

عن مُحَمَّدٍ بنِ عَمْرٍو .

روایت کیا ہے۔

۲۰۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ :

۲۰۹۳- محمد بن عمرو نے یہ حدیث اپنی سند سے

حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو
بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ . زَادَ فِيهِ قَالَ : «فَإِنْ
بَكَتْ أَوْ سَكَتَتْ» زَادَ : «بَكَتْ» .

روایت کی اور اس نے کہا: ﴿فَإِنْ بَكَتْ أَوْ سَكَتَتْ﴾
”اگر وہ رو پڑے یا خاموش رہے۔“ اس نے ”بَكَتْ“
کے لفظ کا اضافہ کیا (رو پڑے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَلَيْسَ «بَكَتْ»
بِمَحْفُوظٍ ، وَهُوَ وَهْمٌ فِي الْحَدِيثِ .
الْوَهْمُ مِنْ ابْنِ إِدْرِيسَ أَوْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْعَلَاءِ .

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ ”بَكَتْ“
محفوظ نہیں، وہم ہے جو ابن ادریس سے ہوا ہے یا محمد بن
علاء سے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : وَرَوَاهُ أَبُو عَمْرٍو
ذُكْوَانُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ !
إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي أَنْ تَتَكَلَّمَ ، قَالَ :
«سَكَتَاهَا إِقْرَأُهَا» .

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو عمرو
ذکوان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، وہ کہتی ہیں
کہ (میں نے کہا): اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو
بات کرنے سے حیا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا
خاموش رہنا ہی اس کا اقرار ہے۔“

۲۰۹۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ
إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ ، حَدَّثَنِي الثَّقَفُ عَنْ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «أَمَرُوا
النِّسَاءَ فِي بَنَاتِهِنَّ» .

۲۰۹۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وارد ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”لڑکیوں کے سلسلے میں عورتوں سے (ان
کی ماؤں سے) مشورہ کر لیا کرو۔“



ملفوظ: یہ اثر سنداً کمزور ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ مائیں اپنی بچیوں کی بہت عمدہ رازدار ہوتی ہیں اور بچیاں بالعموم
اپنے دل کی بات ماؤں کے سامنے پیش کر دیتی ہیں۔ اور مذکورہ بالا نبوی ارشادات اسلام میں عورتوں کے حقوق کی
اہمیت کی عظیم دلیل ہیں، جو اسلام نے انہیں ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہی عطا فرما دیے ہوئے ہیں۔ نام نہاد تہذیب ٹوٹنے

۲۰۹۴- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه البيهقي : ۱۲۲ / ۷ من حديث أبي داود به ، حديث ذكوان ، رواه البخاري ،
ح : ۵۱۳۷ ، ۶۹۶۶ ، ۶۹۷۱ ، ومسلم ، ح : ۱۴۲۰ .

۲۰۹۵- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ۳۴ / ۲ من حديث سفیان الثوري به * الثقة لم أعرفه .

ان کو کیا حقوق دیئے ہیں؟ یہ تو انہیں بے لباس کرنے اور بکا ڈال (شوہر) بنانے پر تلی ہوئی ہے۔

(المعجم ۲۳، ۲۴) - **بَابُ: فِي الْبُكَرِ** باب: ۲۳، ۲۴ - اگر باپ کنواری لڑکی کا اس سے
يُزَوِّجُهَا أَبُوْهَا وَلَا يَسْتَأْمِرُهَا (التحفة ۲۵)
مشورہ کیے بغیر نکاح کر دے تو؟

۲۰۹۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ ایک جوان کنواری لڑکی نبی ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے
حَازِمٌ عَنْ أُيُوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْن بتایا کہ اس کے باپ نے اس کی شادی کر دی ہے مگر
عَبَّاسٍ: أَنَّ جَارِيَةً بَكَرًا أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ تو نبی ﷺ نے اسے اختیار
فَذَكَرْتُ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ دے دیا۔
فَحَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ.

۲۰۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: عکرمہ نبی ﷺ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أُيُوبَ، عَنْ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ (عکرمہ نے) ابن
عِكْرِمَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ. عباس رضی اللہ عنہما کا نام ذکر نہیں کیا اور محدثین کے ہاں اس
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ روایت کو اسی طرح مرسل روایت کرنا ہی معروف ہے۔
وَهَكَذَا رَوَاهُ النَّاسُ مُرْسَلًا مَعْرُوفًا.

☀ فائدہ: باپ کو رو انہیں کہ جوان بیٹی کا عندیہ لیے بغیر اس کا نکاح کر دے۔ جبر کی صورت میں اسے حق حاصل ہے
کہ قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر دے اور قاضی تحقیق احوال کے بعد شرعی تقاضوں کے مطابق فیصلہ دے۔ اگر
باپ یا ولی کا فیصلہ بے محل ہو تو قاضی ایسے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔

(المعجم ۲۴، ۲۵) - **بَابُ: فِي الثَّيْبِ** باب: ۲۴، ۲۵ - بیوہ کا مسئلہ
(التحفة ۲۶)

۲۰۹۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

۲۰۹۶ - تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب من زوج ابنته وهي كارهة، ح: ۱۸۷۵ من حديث حسين
ابن محمد المروزي به، وللحديث شواهد.

۲۰۹۷ - تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۲۰۹۸ - تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب استئذان الثيب في النکاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ۱۴۲۱ من
حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۲۴ / ۲.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ اپنی ذات کے بارے میں اپنے ولی کی بہ نسبت زیادہ حق دار ہے۔ اور کنواری سے بھی اس کے اپنے بارے میں مشورہ کیا جائے، اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔“ اور یہ لفظ تعنی (عبداللہ بن مسلمہ) کے ہیں۔

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَيُّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا» وَهَذَا لَفْظُ الْقَعْنَبِيِّ.

۲۰۹۹- عبداللہ بن فضل نے اپنی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا: ”بیوہ اپنے ولی کی بہ نسبت اپنے بارے میں زیادہ حق دار ہے۔ اور کنواری سے اس کا باپ مشورہ کرے۔“

۲۰۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: «الْثَّيْبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمَرُهَا أَبُوهَا».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابوہا ”اس کا باپ“ کا لفظ محفوظ نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «أَبُوهَا» لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ.

۲۱۰۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ولی کو بیوہ کے معاملے میں کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔ اور یتیم لڑکی سے مشورہ کیا جائے اور اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے۔“

۲۱۰۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيْبِ أَمْرٌ وَالْيَتِيمَةِ تُسْتَأْمَرُ وَصُمَّتْهَا إِفْرَارُهَا».

فائدہ: بیوہ جہاں کا عندیہ ولی کے لیے وہیں نکاح کرنا زیادہ مستحسن ہے بشرطیکہ کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔

۲۰۹۹- تخریج: [صحیح] أخرجه مسلم، ح: ۶۷/۱۴۲۱، وانظر الحديث السابق من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في مسند أحمد: ۱/۲۱۹، قوله: "والبكر يستأمرها أبوها" طعن فيه الدارقطني أيضاً، والقلب لا يطمئن على تعليلهما، والله أعلم.

۲۱۰۰- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، النكاح، باب استئذان البكر في نفسها، ح: ۳۲۶۵ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ۱۰۲۹۹.



۲۱۰۱- حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس کے والد نے اس کی شادی کردی جبکہ وہ بیوہ تھی۔ اس نے یہ نکاح ناپسند کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔ (فتح کردیا)

۲۱۰۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعِ ابْنِي يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّينَ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ [خَدَامٍ] الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَرَدَّ نِكَاحَهَا.

باب: ۲۲۵- ازدواج میں فریقین کے کفو (ہم پلہ) ہونے کا مسئلہ

(المعجم ۲۶، ۲۵) - بَابُ فِي الْأَكْفَاءِ (التحفة ۲۷)

۲۱۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابو ہند نے نبی ﷺ کے سر میں سیگی لگائی۔ اور پھر آپ نے فرمایا: ”اے بنی یاضہ! ابو ہند کا (اپنے میں سے کسی کے ساتھ) نکاح کر دو۔ اور اس سے (اس کی کسی عزیزہ کا) نکاح لے لو۔“ اور فرمایا: ”اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر ہے تو وہ سیگی لگانے ہی میں ہے۔“

۲۱۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَبَا هِنْدٍ حَجَمَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْبَافُوحِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا بَنِي بِيَاضَةَ! أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِ». وَقَالَ: «إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوُونَ بِهِ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اکثر علماء کے بیانات میں زوجین (میاں بیوی) کے آپس میں کفو (ہم پلہ) ہونے کا ذکر آیا ہے اور وہ ان امور کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ دین آزادی نسب کسب و صنعت عیوب سے سلامتی اور غنا و فراخی۔ مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بنیادی طور پر ”دین و اسلام میں ہم پلہ ہونا“ ہی معتبر ہے۔ اور یہی بات حضرت ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور تابعین میں سے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ قرآن کریم نے بڑے واضح انداز میں فرمایا ہے کہ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰) ”مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ اور ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ﴾ (الحجرات: ۱۳) ”ہم نے

۲۱۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: إذا زوج الرجل ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود، ح: ۵۱۳۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۳۵/۲.

۲۱۰۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۳/۳۰۰، ح: ۳۷۵۲ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۴۹، والحاكم ۱۶۴/۲ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے تمہارے تعارف کے لیے۔ اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں تقویٰ میں بڑھ کر ہے۔ بعض افراد یا خاندانوں میں کچھ خاص عادات یا خصائل معروف ہوتے ہیں وہ اگر قابل قبول ہوں اور گھریلو زندگی میں اطمینان و سکینت میں رکاوٹ کا باعث نہ ہوں تو انہیں باہم ازدواجی تعلق کے قیام میں کسی طرح رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔ ① ابوہند (یسار رحمہ اللہ) غلام تھے۔ نبی ﷺ نے نبی بیاضہ جیسے عربی خاندان والوں کو فرمایا کہ اس کو رشتہ دو اور اس سے رشتہ لے بھی لو۔ اس واقعہ میں یہی ثابت ہوا ہے کہ اصل کفالت دین کی کفالت ہے، دین کو پس پشت ڈال کر خاندانی اونچ نیچ کی کوئی حیثیت نہیں۔

(المعجم ۲۶، ۲۷) - **بَابُ: فِي تَزْوِيجِ**
مَنْ لَمْ يُولَدْ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۶، ۲۷ - قبل از ولادت لڑکی کا نکاح کر دینا

۲۱۰۳ - میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ چلی، اس حج کے موقع پر جب کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، میرے والد ان کے قریب ہوئے۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر تھے۔ آپ ﷺ ان کی خاطر رک گئے۔ میرے والد نے آپ سے مفید مطلب باتیں سنیں۔ آپ کے پاس درہ تھا جیسے کہ معلم لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ میں نے بدویوں کو اور لوگوں کو سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: طَبْطَبِيَّةُ، طَبْطَبِيَّةُ، طَبْطَبِيَّةُ (چلتے ہوئے پاؤں پڑنے کی آواز۔ طَبْ - یا کوڑا مارنے کی آواز) میرے والد آپ ﷺ کے قریب ہوئے، آپ کے قدم مبارک پکڑ لیے، آپ کی رسالت کا اقرار کیا، آپ کے پاس کھڑے رہے اور آپ کے ارشادات سنے۔ میرے والد نے بتایا کہ میں لشکرِ عثمان میں شریک ہوا تھا۔ ابنِ شہابی نے اس کو غُمران کہا (غین منقوطہ کے ساتھ) (یہ دور

۲۱۰۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ ابْنِ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيُّ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ: حَدَّثَنِي سَارَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ مَيْمُونَةَ بِنْتَ كَرْدَمَ قَالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي فِي حَجَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَبَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ فَوَقَفَ لَهُ وَاسْتَمَعَ مِنْهُ، وَمَعَهُ دِرَّةٌ كَدْرَةٌ الْكِتَابِ فَسَمِعْتُ الْأَعْرَابَ وَالنَّاسَ وَهُمْ يَقُولُونَ: الطَّبْطَبِيَّةُ الطَّبْطَبِيَّةُ الطَّبْطَبِيَّةُ فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ فَأَقَرَّ لَهُ وَوَقَفَ عَلَيْهِ وَاسْتَمَعَ مِنْهُ، فَقَالَ: إِنِّي حَضَرْتُ جَيْشَ عُثْرَانَ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: جَيْشُ عُثْرَانَ فَقَالَ طَارِقُ ابْنُ الْمُرْقَعِ: مَنْ يُعْطِينِي رُمْحًا بِثَوَابِهِ؟



۲۱۰۳ - تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۶۶/۶ عن يزيد بن هارون به * سارة بنت مقسم لا تعرف (تقریب).

قُلْتُ: وَمَا ثَوَابُهُ؟ قَالَ: أَرْوَجُهُ أَوَّلَ بِنْتٍ تَكُونُ لِي فَأَعْطِيَتْهُ رُمُحِي ثُمَّ غِبْتُ عَنْهُ حَتَّى عَلِمْتُ أَنَّهُ قَدْ وُلِدَ لَهُ جَارِيَةٌ وَبَلَغَتْ ثُمَّ حِثُّهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَهْلِي جَهَّزْهُنَّ إِلَيَّ فَحَلَفَ أَنَّ لَا يَفْعَلَ حَتَّى أَصْدِقَ صَدَاقًا جَدِيدًا غَيْرَ الَّذِي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَحَلَفْتُ أَن لَا أَصْدِقَ غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَيَقْرَنُ أَيُّ النِّسَاءِ هِيَ الْيَوْمَ؟» قَالَ: قَدْ رَأَيْتِ الْقَتِيرَ. قَالَ: «أَرَى أَنْ تَتْرُكَهَا» قَالَ: فَزَاعَنِي ذَلِكَ وَنَظَرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ مِنِّي قَالَ: «لَا تَأْتُمْ وَلَا صَاحِبُكَ يَأْتُمْ».

جاہلیت کی ایک جنگ کا واقعہ ہے۔) اس دوران میں طارق بن مرثع نے کہا تھا: کون ہے جو مجھے اپنا نیزہ دے اور اس کا بدلہ پائے؟ میں نے کہا: اس کا بدلہ کیا ہے؟ کہا: میں اس کے ساتھ اپنی اس بیٹی کا نکاح کر دوں گا جو سب سے پہلے پیدا ہوگی۔ چنانچہ میں نے اس کو اپنا نیزہ دے دیا، پھر اس سے غائب رہا حتیٰ کہ مجھے علم ہوا کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اب بالغ ہو چکی ہے۔ پھر میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میرے گھر والوں (میری بننے والی بیوی) کو میری طرف تیار کر دو۔ تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ ایسا نہیں کرے گا حتیٰ کہ میں اسے نیا مہر پیش کروں، بخلاف اس کے جو میرے اور اس کے درمیان ہو چکا تھا۔ اور میں نے بھی قسم اٹھائی کہ جو دے چکا ہوں بس وہی ہے اور نہیں دوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”اور اب وہ لڑکی کس عمر میں ہے؟ کہا کہ اب تو اس کے بالوں میں سفیدی آگئی ہے۔“ آپ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ تو اسے چھوڑ دے۔“ آپ کی یہ بات مجھے پریشان کر گئی۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا۔ جب آپ نے میری یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: ”نہ تم گناہ گار بنو اور نہ تمہارا ساتھی گناہ گار بنے۔“

ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”القتیر“ کا معنی بالوں کی سفیدی (بڑھاپا) ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْقَتِيرُ: الشَّيْبُ.

۲۱۰۳- ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا کہ اس کی خالہ نے ایک خاتون سے خبر سنائی جو کمال کی سچی عورت

۲۱۰۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ:

۲۱۰۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷/ ۱۴۵، ۱۴۶ من حديث أبي داود به * خالة إبراهيم بن ميسرة، لم أجد من وثقها.

تھی، وہ بیان کرتی تھی کہ دور جاہلیت میں میرے والد ایک جنگ میں گئے۔ ان لوگوں کو گرمی لگنے لگی تو ایک شخص نے کہا: کون ہے جو مجھے اپنے جوتے دے دے؟ میں اس کا اپنی پہلی پیدا ہونے والی بیٹی سے نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ میرے باپ نے اپنے جوتے اتار کر اس کی طرف پھینک دیے۔ پھر اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی، اور بالغ ہو گئی۔ اور گزشتہ قصہ کی مانند بیان کیا مگر سفیدی ظاہر ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

أخبرني إبراهيم بن ميسرة أن خالته أخبرته عن امرأة - قالت هي مصدقة امرأة صديق - قالت: بينا أبي في غزاة في الجاهلية إذ رمضوا فقال رجل: من يعطيني نعليه، وأنكح أول بنت تولد لي، فخلع أبي نعليه، فألقاهما إليه، فولدت له جارية، فبلغت، فذكر نحوه، لم يذكر قصة الفتيير.

☀️ فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں اس لیے ان سے کسی مسئلے کے اثبات میں دلیل نہیں لی جاسکتی۔

باب: ۲۸، ۲۷- حق مہر کے احکام و مسائل

(المعجم ۲۷، ۲۸) - باب الصداق

(النحفة ۲۹)

۲۱۰۵- ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے حق مہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ بارہ اوقیہ اور نش۔ میں نے کہا: نش کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آدھا اوقیہ۔

۲۱۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَدَاقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: ثِنْتَا عَشْرَةَ أَوْقِيَّةً وَنَشٌّ، فَقُلْتُ: وَمَا نَشٌّ؟ قَالَتْ: نِصْفُ أَوْقِيَّةٍ.

☀️ فائدہ: ایک اوقیہ میں چالیس درہم چاندی کے ہوتے ہیں، لہذا یہ مقدار پانچ سو درہم ہوئی۔ اور موجودہ معیار کے مطابق ایک درہم کا وزن 2.975 گرام اور پچھلے علماء کے حساب سے 3.06 گرام ہوتا ہے۔

۲۱۰۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: ۲۱۰۶- ابوالجفاء السلمي کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن

۲۱۰۵- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد... الخ، ح: ۱۴۲۶ من حديث عبد العزيز بن محمد الدراوردي به.

۲۱۰۶- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، النکاح، باب: ۲۳، ح: ۱۱۱۴م، والنسائي، ح: ۳۳۵۱ من حديث أبوب السخيتاني به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۸۸۷ من حديث محمد بن سيرين به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" ۴۰

۱۲- کتاب النکاح

حق مہر کے احکام و مسائل

خطاب ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: ”خبردار! عورتوں کے سلسلے میں بھاری بھاری مہر مت باندھا کرو، اگر یہ چیز دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقو کا ثبوت ہوتی تو اس میں نبی ﷺ سب سے بڑھ کر ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی اور اپنی صاحبزادیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں دیا۔“

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَا لَا تُغَالُوا بِصُدُقِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَصْدَقَتْ امْرَأَةً مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتِي عَشْرَةَ أَوْقِيَةً.

۲۱۰۷- حدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَرَوَّجَهَا التَّجَاشِيُّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَّهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ.

۲۱۰۷- حدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَرَوَّجَهَا التَّجَاشِيُّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَّهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں کہ شرحیل بن کحہ میں ”کحہ“ ان کی والدہ کا نام ہے۔

قال: قال أبو داود: حَسَنَةُ هِيَ أُمُّهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① غنی اور صاحب وسعت آدمی اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ مہر دے تو اچھی بات ہے کوئی ناجائز نہیں۔ تاہم محض دکھاوے کی نیت سے زیادہ سے زیادہ مہر مقرر کر لینا یا کروالینا اور پھر اسے ادا نہ کرنا، یکسر غلط ہے۔ اسی طرح وسعت ہونے کے باوجود برائے نام مہر مقرر کرنا بھی غلط ہے۔ حق مہر کم یا زیادہ طاقت کے مطابق

❖ وصححه الحاكم: ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۰۹/۲، ووافقه الذهبي * محمد بن سيرين سمعه من أبي العجفاء، رواه أحمد: ۴۸/۱ وغيره.

۲۱۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۲۰۸۶، وأخرجه ابن حزم في المحلى: ۸/ ۲۴۴ من حديث أبي داود به.

ہونا چاہیے اور اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ ① علاوہ ازیں اس سلسلے میں کوئی دوسرا اخیل بن جائے تو درست ہے کوئی حرج نہیں بلکہ نیکی میں تعاون ہے۔

۲۱۰۸- امام زہری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نجاشی نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر دیا اور چار ہزار درہم مہر ادا کیا۔ اور یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجی تو آپ نے اسے قبول فرمایا۔

۲۱۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ بَرِيعٍ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ : أَنَّ النَّجَاشِيَّ زَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سَفْيَانَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى صَدَاقٍ أَرْبَعَةِ آلَافٍ دِرْهَمٍ ، وَكَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَبِلَ .

🌞 فائدہ: ملاحظہ ہو فوائد گزشتہ حدیث: ۲۰۸۶-



باب: ۲۸، ۲۹- حق مہر کم باندھنے کا بیان

(المعجم ۲۸، ۲۹) - باب قِلَّةِ الْمَهْرِ (التحفة ۳۰)

۲۱۰۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زعفران کے نشانات دیکھے۔ تو نبی ﷺ نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”مہر کتنا دیا ہے؟“ کہا کہ گٹھلی کے وزن کے برابر سونا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔“

۲۱۰۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ وَحُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ رَدْعُ زَعْفَرَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «مَهْمِمْ»، قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، قَالَ : «مَا أَصْدَقْتَهَا؟» قَالَ : وَزَنَ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ : «أَوَلَمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» [قَالَ أَبُو دَاوُدَ : النَّوَاةُ خَمْسَةُ دَرَاهِمٍ . وَالنَّشُّ عَشْرُونَ . وَالْأَوْقِيَّةُ أَرْبَعُونَ] .

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک نواۃ (گٹھلی) پانچ درہم کے برابر ہوتی ہے اور نش بیس درہم کا اور اوقیہ

۲۱۰۸- تخریج : [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، قلت : السند مرسل، والحديث السابق شاهد له .

۲۱۰۹- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، النکاح، باب الرخصة في الصفرة عند التزويج، ح : ۳۳۷۵ من حديث حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس به .

چالیس درہم کا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① انسان کو اپنی استطاعت کے مطابق حق مہر باندھنا چاہیے جو لینا دینا آسان ہو۔ ② زعفران اور دیگر رنگدار چیزیں (پاؤڈر) مردوں کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ ③ شادی (یا غمی کے موقع پر بھی) قریب و بعید کے عزیز و اقارب کو بلا کسی اہم مقصد کے جمع کرنا کوئی سنت نہیں ہے۔ ایک چھوٹی سی بستی میں رہتے ہوئے حضرت عبدالرحمن بن عوف کی شادی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو خبر بھی نہیں دی گئی۔ ④ اصل سنت ولیمہ ہے۔ حسب استطاعت جو میسر آئے بکری ہو یا کم و بیش کچھ اور جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ستویں پیش فرمائے تھے۔ دیکھیے (فوائد حدیث: ۳۰۵۴) ⑤ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہماری شادیاں سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ مثلاً لمبی چوڑی برائیاں اور پھر ان کی پر تکلف ضیافت۔ اسی طرح ولیسے میں انواع و اقسام کے کھانوں کی بھرمار اور دیگر رسومات۔ اس اسراف و تہذیر اور فضولیات کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے "مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات" مطبوعہ دار السلام ✽ تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف)

۲۱۱۰- موسیٰ بن مسلم بن رومان ابو الزبیر سے، وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے کسی عورت کو مہر میں دو ہاتھ بھر کر ستودے دیے یا کھجور اس نے اس کو حلال کر لیا۔"

۲۱۱۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ جَبْرِائِيلَ الْبَغْدَادِيُّ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ رُومَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَعْطَى فِي صَدَاقِ امْرَأَةٍ مِلَّةً كَفَيْهِ سَوِيْقًا أَوْ تَمْرًا فَقَدْ اسْتَحَلَّ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالرحمن بن مہدی نے صالح بن رومان سے انہوں نے ابو الزبیر سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے۔ اور ابو عاصم نے صالح بن رومان سے انہوں نے ابو الزبیر سے انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم ایک مٹھی طعام پر متعہ کر لیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ صَالِحِ بْنِ رُومَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ مَوْفُوقًا، وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ رُومَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ الطَّعَامِ عَلَى مَعْنَى الْمُتَعَةِ.

۲۱۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۵۵، ح: ۱۴۸۸۴ من حديث ابن رومان به، وهو مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده، حديث ابن جريج رواه مسلم، ح: ۱۶/ ۱۴۰۵.

حق مہر کے احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عَلَى مَعْنَى أَبِي عَاصِمٍ .
امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کو ابن جریج نے
بواسطہ ابوالزبیر جابر بن جابر رحمہ اللہ سے ابو عاصم کی طرح بیان کیا۔

☀ فائدہ: نکاح متعہ خیر سے پہلے حلال تھا بعد میں بھی کچھ اوقات میں حلال رہا۔ مگر فتح مکہ کے موقع پر کلیتہاً حرام
کر دیا گیا۔ یہ قصہ نزول حرمت سے پہلے کا ہو سکتا ہے۔ اور اس میں اصل بات کم سے کم مہر کا ذکر ہے جو کہ شرعی حلال
نکاح کا لازمی جزو ہے۔ متعہ کے باقی امور منسوخ کر کے حرام قرار دیے جا چکے ہیں۔ (مزید دیکھیے: فوائد حدیث: ۲۰۷۳)

(المعجم ۲۹، ۳۰) - بَابُ: فِي التَّزْوِيجِ عَلَى الْعَمَلِ يَعْمَلُ (التحفة ۳۱)
باب: ۳۰۲۹- کسی کام اور محنت کو حق مہر ٹھہرانا

۲۱۱۱- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! زَوَّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصَدِّقُهَا إِيَّاهُ؟» قَالَ: مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّكَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِزَارَكَ جَلَسَتْ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتِمَسْ شَيْئًا»، قَالَ: لَا أَجِدُ شَيْئًا، قَالَ: «فَالْتِمَسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ»، فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قَالَ: نَعَمْ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ سَمَّاهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۲۱۱۱- حضرت سہل بن سعد ساعدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں بہہ کرتی ہوں اور پھر وہ بہت دیر کھڑی رہی۔ تب ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس میں رغبت نہیں تو اس کی شادی مجھ سے کر دیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو اسے مہر کے طور پر دے سکوں؟“ کہنے لگا: میرے پاس تو بس یہ تہ بندی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اگر اپنا تہ بند اس کو دے دو گے تو خود تہ بند کے بغیر بیٹھ رہو گے، کوئی اور چیز ڈھونڈو۔“ کہنے لگا: میرے پاس تو اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ڈھونڈو لاؤ خواہ لوہے کا چھلہ ہی ہو۔“ اس نے تلاش کیا مگر اسے کچھ نہ ملا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تمہیں قرآن سے کچھ یاد ہے؟“ کہنے لگا: ہاں فلاں فلاں سورتیں۔ اس نے ان کے نام لیے۔ تو رسول اللہ ﷺ:



۲۱۱۱- تخریج: أخرجه البخاري، الوكالة، باب وكالة المرأة الإمام في النكاح، ح: ۲۳۱۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يعني): ۵۲۶/۲، ورواه مسلم، ح: ۱۴۲۵ من حديث أبي حازم به.

»قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ«۔
نے فرمایا: ”اس قرآن کے عوض جو تمہیں یاد ہے میں اس کا نکاح تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔“

۲۱۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی قصہ کی مانند ذکر کیا۔ مگر اس میں تہ بند اور چھلے کا ذکر نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ”تجھے قرآن کس قدر یاد ہے؟“ اس نے کہا: سورۃ بقرہ یا اس کے ساتھ والی۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اسے بیس آیتیں پڑھا دو اور یہ تمہاری بیوی ہوئی۔“

۲۱۱۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي أَبِي حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ عِشَلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَ هَذِهِ الْقِصَّةِ. لَمْ يَذْكُرِ الْإِزَارَ وَالْخَاتَمَ فَقَالَ: «مَا تَحْفَظُ مِنَ الْقُرْآنِ؟» قَالَ: سُورَةُ الْبَقَرَةِ أَوْ الَّتِي تَلِيهَا، قَالَ: «فَمُفَعِّلُهَا عِشْرِينَ آيَةً وَهِيَ امْرَأَتُكَ».

۲۱۱۳- محمد بن راشد نے مکحول سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کی مانند بیان کیا۔ مکحول کہا کرتے تھے کہ یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کیلئے روا نہیں ہے۔

۲۱۱۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَائِدٍ عَنْ مَكْحُولٍ نَحْوَ خَبَرِ سَهْلِ. قَالَ: وَكَانَ مَكْحُولٌ يَقُولُ: لَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

🌞 فوائد و مسائل: ① پہلی حدیث (۲۱۱۱) میں اس محترمہ خاتون کا اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور ہبہ پیش کرنا ایک عظیم ترین شرف حاصل کرنے کی کوشش تھی جو کامیاب نہ ہو سکی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از خود اس کے ولی بن گئے اور ایک صاحب قرآن سے اس کا نکاح کر دیا۔ اور مسئلہ ہبہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے کسی اور کے لیے نہیں۔ سورۃ احزاب میں ہے: ﴿وَأَمْرًا مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الاحزاب: ۵۰) ”اور ایمان دار عورت جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے یہ اس صورت میں کہ نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے یہ خاص طور پر صرف آپ کے لیے ہے اور مومنوں

۲۱۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۵۵۰۶ عن أحمد بن حفص به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ۵۰ * عسل بن سفيان ضعيف، تقدم، ح: ۶۴۳.
۲۱۱۳- تخریج: [إسناده حسن إلى مكحول] وهذا من قوله.

کے لیے نہیں۔“ (۲) حق مہر مال کی صورت میں ہونا ہی اولیٰ ہے۔ اور کم سے کم مقدار بھی اس مقصد کو پورا کر دیتی ہے اور ایسی تمام روایات جو پانچ یا دس درہم وغیرہ کو متعین کرنے کے بارے میں آئی ہیں ناقابل حجت ہیں۔ (۳) اس میں یہ بھی ہے کہ از حد فقیر کنگال کا بھی نکاح کیا جاسکتا ہے۔ (۴) اور تعلیم القرآن کو بھی حق مہر بنایا جاسکتا ہے۔ امام شافعیؒ امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اسی کے قائل ہیں۔ متحدہ ہندوستان میں تحریک جہاد کے مؤسسين نے اس سنت کو زندہ کیا تھا۔ مولانا ولایت علی رحمہ اللہ نے، جنہوں نے شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے بعد تحریک جہاد کی قیادت سنبھالی اور اس راہ میں بے مثال قربانی اور عزیمت کا نمونہ پیش کیا، متحدہ ہند میں احیائے سنت کے سلسلے میں بھی بڑے سرگرم رہے۔ نکاح یوگان کے سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایک شخص عبدالغنی نگر نہسوی (جو زمرہ مساکین میں سے تھے) کا عقد ایک بیوہ عورت سے تعلیم قرآن مہر قرار دے کر کر دیا (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک)۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالک رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں ہیں جیسے کہ آخری اثر میں جناب مکحول رحمہ اللہ سے منقول ہوا ہے مگر یہ قول مرجوح ہے۔ (۵) کوئی خاتون اپنے نکاح کے سلسلے میں سلسلہ چنبانی کرے تو کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ ایسے ہی کوئی ولی اپنی زیرِ قیادت لڑکی کیلئے رشتے آنے کا انتظار کرنے کی بجائے از خود کسی سے بات کرے تو یہ بھی عیب والی بات نہیں۔

(المعجم ۳۰، ۳۱) - بَابُ: فِيمَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يُسَمَّ [لَهَا] صَدَاقًا حَتَّى مَاتَ
باب: ۳۱، ۳۰- اگر کوئی نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کرے اور پھر اس کی وفات ہو جائے تو؟
(التحفة ۳۲)



۲۱۱۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا الصَّدَاقَ؟ فَقَالَ: لَهَا الصَّدَاقُ كَامِلًا وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ. قَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِهِ فِي بَرَوَاعَ بِنْتِ وَاشِيقَ.

۲۱۱۴- جناب مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی عورت سے شادی کی، پھر وفات پا گیا جبکہ ان کا ملاپ نہ ہوا تھا اور نہ حق مہر ہی مقرر کیا تھا (تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟) انہوں نے فرمایا: اس عورت کے لیے پورا مہر ہے اس پر عدت لازم ہے اور یہ وراثت کی بھی حق دار ہے۔ (تب) معقل بن سنان رحمہ اللہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (ایسے ہی) سنا تھا آپ نے بروع بنت واشیق کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا تھا۔

۲۱۱۴- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب الرجل يتزوج ولا يفرض لها فیموت على ذلك، ح: ۱۸۹۱، والنسائي، ح: ۳۳۵۸ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، وصححه البيهقي: ۷/ ۲۴۵، والترمذي، وانظر الحديث الآتي.

۲۱۱۵- عثمان بن ابی شیبہ اپنی سند سے حضرت عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

۲۱۱۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ
سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ
عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فَسَاقَ عُثْمَانُ مِثْلَهُ.

۲۱۱۶- عبداللہ بن عتبہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کے

بارے میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہی خبر دی گئی۔ اور پھر

وہ لوگ ایک مہینہ تک ان کے پاس چکر لگاتے رہے۔ یا

کہا کئی بار ان کے پاس آئے۔ تو بالآخر یہ کہا: میری

راے اس میں یہ ہے کہ یہ عورت مہر کی حقدار ہے جیسے کہ

اس طرح کی عورتوں کا حق مہر ہوتا ہے (مہر مثل) بغیر کسی

کمی بیشی کے۔ اور یہ میراث کی حقدار ہے اور اس پر

عدت (وفات) بھی لازم ہے۔ اگر میری یہ بات حق اور

درست ہے تو اللہ کی جانب سے ہے اور اگر غلط ہے تو

میری طرف سے ہے اور شیطان کی طرف سے، اللہ اور

اس کے رسول دونوں اس سے بری ہیں۔ چنانچہ قبیلہ اشجعیہ

کے لوگ کھڑے ہوئے ان میں جراح اور ابوسنان بھی

تھے انہوں نے کہا: اے ابن مسعود! ہم گواہی دیتے ہیں

کہ یہی فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری ایک عورت

برقوع بنت واشق اور اس کے شوہر ہلال بن مرہ اشجعی

کے بارے میں فرمایا تھا جیسے کہ آپ نے کیا ہے۔ راوی

۲۱۱۶- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ
أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ وَأَبِي
حَسَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ:
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ أُنِيَ فِي رَجُلٍ بِهَذَا
الْخَبَرِ قَالَ: فَاخْتَلَفُوا إِلَيْهِ شَهْرًا، أَوْ قَالَ:
مَرَّاتٍ، قَالَ: فَإِنِّي أَقُولُ فِيهَا إِنَّ لَهَا
صَدَاقًا كَصَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكَسَ وَلَا
شَطَطَ. قَالَ: وَإِنَّ لَهَا الْمِيرَاثَ وَعَلَيْهَا
الْعِدَّةُ، فَإِنْ يَكُ صَوَابًا فَمِنْ اللَّهِ، وَإِنْ يَكُ
خَطَاً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ
بَرَيَانِ، فَقَامَ نَاسٌ مِنْ أَشْجَعٍ فِيهِمُ الْجَرَّاحُ
وَأَبُو سِنَانٍ فَقَالُوا: يَا ابْنَ مَسْعُودٍ! نَحْنُ
نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَاهَا فِينَا فِي
بَرَوْعَ بِنْتِ وَاشِقٍ وَإِنَّ زَوْجَهَا هَلَالُ بْنُ مَرَّةٍ
الْأَشْجَعِيُّ كَمَا قَضَيْتَ. قَالَ: فَفَرَحَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَرَحًا شَدِيدًا حِينَ۲۱۱۵- تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، النکاح، باب ما جاء في الرجل يتزوج المرأة فيموت عنها قبل أن
يفرض لها، ح: ۱۱۴۵ من حديث سفیان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر الحديث السابق.۲۱۱۶- تخریج: [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۴۷ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وسنده ضعيف، وللحديث
شواهد، انظر، ح: ۲۱۱۴.

وَأَفَقَّ قَضَاؤُهُ قَضَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

نے بیان کیا کہ اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بے حد خوشی ہوئی کہ ان کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق ہوا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ہر مسلمان کو اپنے اہم مسائل میں باوثوق علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور عالم پر بھی لازم ہے کہ فتوے دینے اور فیصلہ کرنے سے پہلے خوب غور و خوض کر لے اور جہاں تک ہو سکے اپنی رائے سے فیصلہ نہ دے۔ اگر دے تو اس کے احتمال خطا و صواب کا یقین رکھے۔ ② انسان قرآن و سنت کو اپنا رہنما بنالے تو اللہ عز و جل مشکل مسائل میں اس کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور تمام اجلہ صحابہ کرام فقہائے اسلام امت مسلمہ کے سلف صالح ہیں۔ ③ نکاح کے وقت اگر حق مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ مگر مہر مثل لازم آئے گا۔ ④ ایسی عورت جس سے اس کے شوہر کا ملاپ نہ ہوا ہو شوہر کی وفات پر عدت وفات پوری کرے گی، شوہر کے حق و احترام میں نہ کہ حمل کے شبہ میں۔



۲۱۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ قَارِسٍ الذَّهَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَانِيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ خَالِدِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أَتَرْضَى أَنْ أَرْوِّجَكَ فُلَانَةً؟» قَالَ: نَعَمْ، وَقَالَ لِلْمَرَأَةِ: «تَرْضَيْنَ أَنْ أَرْوِّجَكَ فُلَانًا؟» قَالَتْ: نَعَمْ فَرَوَّجَ أَحَدَهُمَا صَاحِبَهُ، فَدَخَلَ بِهَا الرَّجُلُ وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا

۲۱۱۷- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے کہا: ”کیا تم راضی ہو کہ فلاں عورت سے تمہاری شادی کر دوں؟“ اس نے کہا: جی ہاں! پھر آپ نے عورت سے پوچھا: ”کیا تو راضی ہے کہ فلاں مرد سے تیری شادی کر دوں؟“ تو اس نے کہا: جی ہاں! چنانچہ آپ نے ان دونوں کی شادی کر دی۔ اور پھر اس مرد نے اس سے صحبت کی مگر حق مہر مقرر نہ کیا اور نہ اسے کچھ دیا۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو حدیبیہ میں شریک ہو چکے تھے اور شرکائے حدیبیہ کو خیر میں حصہ ملا تھا۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت سے میری شادی کر دی تھی مگر میں نے اس کے لیے مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ اسے کچھ دیا تھا، اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اسے

۲۱۱۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۳۲/۷ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۵۷، ۱۲۶۲، والحاكم على شرط الشيخين: ۱۸۲/۲، ووافقه الذهبي.

مہر میں اپنا خیر کا حصہ دیتا ہوں۔ چنانچہ اس عورت نے وہ حصہ لیا اور پھر اسے ایک لاکھ میں فروخت کر دیا۔

وَلَمْ يُعْطِهَا شَيْئًا وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحَدِيثَ، وَكَانَ مَنْ شَهِدَ الْحَدِيثَ لَهُ سَهْمٌ بِخَيْرٍ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ زَوَّجَنِي فَلَانَّةَ وَلَمْ أَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ أُعْطِهَا شَيْئًا، وَإِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي أَعْطَيْتُهَا مِنْ صَدَاقِهَا سَهْمِي بِخَيْرٍ، فَأَخَذَتْ سَهْمًا فَبَاعَتْهُ بِمِائَةِ أَلْفٍ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابتدائے حدیث میں اس قدر اضافہ کیا..... اور اس کی حدیث زیادہ کامل ہے..... کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین نکاح وہی ہے جو زیادہ آسانی والا ہو۔“ اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے کہا..... اس کے بعد مذکورہ بالا حدیث کی مانند حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - وَحَدِيثُهُ أَتَمُّ - فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ». وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلرَّجُلِ ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اندیشہ ہے کہ حدیث ملحق ہے کیونکہ امر واقعہ اس کے خلاف ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُخَافُ أَنْ يَكُونَ هَذَا الْحَدِيثُ مُلْزَقًا لِأَنَّ الْأَمْرَ عَلَى غَيْرِ هَذَا.

🌅 فائدہ: اصل مسئلہ یہ ہے کہ حق مہر مقرر نہ ہونے کی صورت میں عورت مہر مثل کی مستحق ہوتی ہے بشرطیکہ اس سے صحبت کر لی گئی ہو، جب کہ اس واقعہ میں اسے مہر زیادہ دیا گیا۔ اس لیے امام صاحب اس واقعہ کے خلاف سے تعبیر فرمایا۔ علاوہ ازیں روایت کا یہ لکڑا ابو داؤد کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔

(المعجم ۳۱، ۳۲) - بَابُ: فِي خُطْبَةِ بَاب: ۳۱، ۳۲ - خطبہ نکاح کے احکام و مسائل (التحفة ۳۳)

۲۱۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۲۱۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

۲۱۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب كيفية الخطبة، ح: ۱۴۰۵، وابن ماجه، ح: ۱۸۹۲، والترمذي، ح: ۱۱۰۵ من حديث أبي إسحاق به * أبو إسحاق عن عن، ورواية شعبة عند أحمد: ۱/۳۹۳ رواية معلولة.

خطبہ نکاح کے احکام و مسائل

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ حاجت تعلیم فرمایا وہ یہ کہ [الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِهِ مِنْ شُرُوْرٍ اَنْفُسِنَا.....] (مکمل الفاظ بالمقابل نص میں ملاحظہ فرمائیں) ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور (اپنے گناہوں کی) معافی چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے وہ راہ حق بچھا دے کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا“ اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کے لیے کوئی راہنما نہیں ہو سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطے سے تم سوال کرتے ہو، اور رشتے ناتے (توڑنے) سے بچو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“ ”اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس سے ڈرو جیسے کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم پر موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔“ ”اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور بات ہمیشہ صاف سیدھی کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست فرمادے گا“ تمہاری خطائیں معاف کر دے گا، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لی بلاشبہ وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن سلیمان نے (شروع روایت میں) لفظ [إِنْ] ذکر نہیں کیا۔

أخبرنا سفيان عن أبي إسحاق، عن أبي عبيدة، عن عبد الله بن مسعود في خطبة الحاجة في النكاح وغيره؛ ح: وحدثنا محمد بن سليمان الأنباري المصنف، حدثنا وكيع عن إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن أبي الأحوص وأبي عبيدة، عن عبد الله قال: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ «أَنْ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِهِ مِنْ شُرُوْرٍ اَنْفُسِنَا. مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا. ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۲] ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ۷۰، ۷۱]

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ] لَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ بْنُ سَلِيمَانَ «إِنْ».

فوائد و مسائل: ① اجتماع مسائل میں گفتگو سے پہلے یہ خطبہ پڑھنا مستحب و مسنون ہے بالخصوص عقد نکاح کے



موقع پر آداب نکاح میں شامل ہے۔ مگر عمل نکاح کارکن نہیں ہے۔ نکاح کے لیے ایجاب و قبول ہی لازمی شرط ہے۔ اس خطبہ کی جامع اور صحیح ترین نص کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے ”خطبۃ الحاجۃ“ میں جمع فرمادیا ہے۔ ① [شروور انفس] ”نفس کی شرارتوں“ سے مراد بداخلاقی اور سفلہ پن وغیرہ کی عادات ہیں وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی لہذا کسی بھی فرد یا معاشرے کو اپنے بارے میں دھوکے میں نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ شیطان کے پھندے بڑے سخت ہیں۔ ② حدیث کے اس سیاق میں [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ.....] قرآن مجید کی آیت نہیں اس آیت کا معنی و مفہوم کہا جاسکتا ہے جو کہ سورہ نساء کی ابتدا میں وارد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۱) وغیر روایات میں یہ آیت کریمہ اسی طرح کامل طور پر آئی ہے۔

۲۱۱۹- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے..... تو گزشتہ حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اور [مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] کے بعد یہ کہتے [أُرْسِلُهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ] مَنْ يُطِيعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ وَلَا يَضُرُّ اللَّهَ شَيْئًا [”اللہ نے ان کو حق دے کر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا کہ قیامت سے پہلے پہلے لوگوں کو متنبہ کر دیں۔ جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ یقیناً ہدایت پا گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اپنا ہی نقصان کیا“ وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر سکتا۔“

۲۱۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ، عَنْ أَبِي عِيَّاضٍ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ ذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ بَعْدَ قَوْلِهِ: «وَرَسُولُهُ»: «أُرْسِلُهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِيعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ وَلَا يَضُرُّ اللَّهَ شَيْئًا».

۲۱۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: ۲۱۲۰- إسماعيل بن ابراهيم بن سليم کے ایک شخص سے

۲۱۱۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۴۶/۷ من حديث أبي عاصم به، وتقديم، ح: ۱۰۹۷ * قتادة عن، وأبو عياض مجهول، ويُعَارِضُهُ الحديث الصحيح، انظر: ۱۰۹۹، ۴۹۸۱.

۲۱۲۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۴۷/۷ من حديث بدل بن المحبر به * إسماعيل بن إبراهيم مجهول، ولم يسمع العلاء منه هذا الحديث، بينهما إسحاق بن عبدالله، انظر هامش التاريخ الكبير للبخاري: ۱/ ۳۴۳.

روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے امامہ بنت عبدالمطلب کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے اس کا مجھ سے نکاح کر دیا اور خطبہ بھی نہ پڑھا۔ ہمیں ابوہریرہ نے بتایا کہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس بارے میں نبی ﷺ سے احادیث آتی ہیں۔

حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ أَخِي شُعَيْبِ الرَّازِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: خَطَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أُمَامَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَأَنْكَحَنِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يَشْهَدَ. [قَالَ لَنَا أَبُو عِيسَى بَلَعْنَا أَنَّ أَبَا دَاوُدَ قِيلَ لَهُ: يَجُوزُ هَذَا قَالَ: نَعَمْ وَفِي هَذَا أَحَادِيثٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

☀ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن یہ بات دوسری روایات سے ثابت ہے کہ نکاح خطبے کے بغیر بھی جائز ہے کیونکہ نکاح کے لیے صرف ولی کی اجازت دو گواہوں کی موجودگی اور ایجاب و قبول ضروری ہے۔



(المعجم ۳۲، ۳۳) - بَابُ: فِي تَزْوِيجِ الصَّغَارِ (التحفة ۳۴)

باب: ۳۲، ۳۳ - چھوٹی بچیوں کی شادی کر دینا

۲۱۲۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ قَالَ سُلَيْمَانُ: أَوْسَتْ وَدَخَلَ بِي وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ.

۲۱۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو اس وقت میری عمر سات سال تھی۔ سلیمان نے کہا: یا چھ سال۔ اور مجھ سے ملاپ ہوا (میں آپ کے گھر بھیجی گئی) تو میں نو سال کی تھی۔

☀ فائدہ: والد کو بالخصوص حق حاصل ہے کہ کسی بھی مصلحت کے پیش نظر چھوٹی عمر کی بچی کا نکاح کر دے، مگر صحبت و مباشرت کے لیے بلوغت کا شرط ہونا عقل، نقل اور اخلاق کا لازمی تقاضا ہے۔ اور چھوٹی عمر کا ازدواج کسی طرح بھی منافی عقل و شرع نہیں ہے۔ اگر کسی کے مزاج پر اپنا ذوق اور علاقائی و خاندانی رواج غالب ہو تو کیا کہا جاسکتا ہے! ان چیزوں کو اصول شریعت نہیں بنایا جاسکتا۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تعلقات شروع دن سے

۲۱۲۱- تخریج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدموها المدينة وبنائه بها، ح: ۳۸۹۶، ومسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح: ۱۴۲۲ من حديث هشام بن عروة به، ورواه عبد الرحمن بن أبي الزناد المدني عن هشام به، وأحمد: ۱۱۸/۶، ورواه الزهري عن عروة به، والحديث متواتر وتؤيده الآية "واللاني لم يحضن" [الطلاق: ۴].

۱۲- کتاب النکاح نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

”صدیقیت“ پر مبنی تھے نبی ﷺ ان کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکے تو اس انداز سے ان کو اپنے اور قریب کر لیا۔ مزید برآں یہ نکاح بطور خاص وحی منام کے نتیجے میں عمل میں آیا تھا۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (صحیح البخاری، النکاح، حدیث: ۵۰۷۸) علمائے طب لکھتے ہیں کہ گرم علاقوں میں لڑکیاں نو سال کی عمر میں حائضہ ہو جاتی ہیں اور معتدل مناطق میں بارہ سال میں اور ٹھنڈے علاقوں میں سولہ سال میں بالغ ہوتی ہیں۔ دار قطنی اور تہجدی میں عباد بن عباد سے روایت ہے کہ ہماری ایک عورت اٹھارہ سال کی عمر میں نانی بن گئی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی طرح کا ایک واقعہ اکیس سال کی عمر کا بیان کیا ہے۔ (از حاشیہ بذل المجہود)

(المعجم ۳۳، ۳۴) - بَابُ فِي الْمَقَامِ
عِنْدَ الْبِكْرِ (التحفة ۳۵)

باب: ۳۳، ۳۴ - شوہر کنواری بیوی کے ہاں (اس) کی ابتدائی رخصتی کے وقت (کتنے دن اقامت کرے؟)
(جبکہ پہلے سے اس کے ہاں بیوی موجود ہو)

۲۱۲۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: «لَيْسَ بِكَ عَلَى أَهْلِكَ هَوَانٌ، إِنْ شِئْتَ سَبَعْتُ لَكَ، وَإِنْ سَبَعْتُ لَكَ سَبَعْتُ لِنِسَائِي».

۲۱۲۲- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو آپ (شروع ایام میں) ان کے ہاں تین دن ٹھہرے پھر فرمایا: ”تم اپنے گھر والوں پر کوئی بے قدر و قیمت نہیں ہو۔ اگر چاہو تو میں تمہارے لیے سات دن رک جاتا ہوں۔ لیکن اگر تمہارے ہاں سات دن ٹھہراؤ تو دیگر ازواج کے ہاں بھی سات سات ہی دن ٹھہروں گا۔“

🌞 فائدہ: مسئلہ کی توضیح اگلی حدیث (۲۱۲۳) میں آ رہی ہے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ اگر کسی نے بیوہ کے ہاں سات دن اقامت کی تو تین دن والی خصوصیت ختم ہو جائے گی اور باقیوں کے ہاں بھی سات سات دن ہی رکنا ہوگا۔

۲۱۲۳- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ وَعُثْمَانُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَضْرَتِ النَّسِ بْنِ مَالِكٍ كَايَانِ هُوَ كَانَتْ بَيْتُ حُيَيٍّ (بنت حُيَيٍّ) كَوَلِي لَهَا (شادی کر لی) تو ان کے ہاں تین دن اقامت کی۔

۲۱۲۲- تخریج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر واليبي من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ۱۶۶۰ من حديث يحيى القطان به.

۲۱۲۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۹۹/۳ عن هشيم به.

عثمان بن ابی شیبہ نے مزید کہا کہ وہ بیوہ تھیں۔ اور (ان کی سند میں تصریح تحدیث و اخبار ہے۔) انہوں نے کہا: حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

عَنْ هُشَيْمٍ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. زَادَ عُثْمَانُ: وَكَانَتْ ثَيِّبًا. وَقَالَ: حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

۲۱۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر کوئی شخص (اپنے ہاں) بیوہ (بیوی) کے ہوتے ہوئے کنواری سے شادی کرے تو اس کے ہاں سات دن رکے۔ اور جب بیوہ سے شادی کرے تو اس کے ہاں تین دن۔ (ابو قلابہ نے) کہا: اگر میں کہوں کہ انہوں (انس رضی اللہ عنہ) نے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے (مرفوع) بیان کیا تو میں سچ ہی کہوں گا، لیکن انہوں نے کہا تھا: ”سنت یہی ہے۔“

۲۱۲۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِذَا تَزَوَّجَ الْبُكَرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. وَلَوْ قُلْتُ: إِنَّهُ رَفَعَهُ لَصَدَقْتُ وَلَكِنَّهُ قَالَ: السُّنَّةُ كَذَلِكَ.



فوائد و مسائل: ① صحابی کا کسی عمل کے بارے میں ”سنت“ کہہ دینا اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ ② تین یا سات دن کی یہ خصوصیت ابتدائی دنوں کی ہے اس کے بعد عدل سے باری مقرر کر لی جائے اور طے شدہ نظام کے مطابق عمل کیا جائے۔

باب: ۳۴، ۳۵- زفاف سے پہلے شوہر اپنی بیوی کو کوئی چیز ہدیہ دے

(المعجم ۳۴، ۳۵) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِأَمْرَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْقُذَهَا شَيْئًا (التحفة ۳۶)

۲۱۲۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اس کو کوئی چیز دو“ انہوں نے کہا: ”میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔“

۲۱۲۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّلَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أُبَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ

۲۱۲۴- تخریج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ۱۴۶۱ من حديث هشيم، والبخاري، النكاح، باب: إذا تزوج البكر على الثيب، ح: ۵۲۱۳ من حديث خالد الحذاء به.

۲۱۲۵- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، النكاح، باب نحلة الخلوة، ح: ۳۳۷۸ من حديث عبدة به، وللحديث طرق أخرى، انظر مسند الحميدي (بتحقيقي)، ح: ۳۸.

۱۲- کتاب النکاح ————— نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

ﷺ: «أَعْطَاهَا شَيْئًا» قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ.
 قَالَ: «أَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟» .

۲۱۲۶- نبی ﷺ صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دختر رسول ﷺ سے شادی کی اور ان کے ہاں جانا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو روک لیا حتیٰ کہ پہلے کوئی چیز پیش کریں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی زرہ ہی دے دو۔“ چنانچہ انہوں نے ان کو اپنی زرہ دی پھر ان کے ہاں گئے۔

۲۱۲۶- حَدَّثَنَا كَثِيرٌ بْنُ عُبيدٍ الْحِمَصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّوَةَ عَنْ شُعَيْبٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَمْرَةَ: حَدَّثَنِي غِيلَانُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يُعْطِيَهَا شَيْئًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ لِي شَيْءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطَاهَا دِرْعَكَ» فَأَعْطَاهَا دِرْعَهُ ثُمَّ دَخَلَ بِهَا.

۲۱۲۷- عکرمہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۲۱۲۷- حَدَّثَنَا كَثِيرٌ يَعْنِي ابْنَ عُبيدٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّوَةَ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ غِيلَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

☀ فائدہ: ان روایات سے واضح ہے کہ شب زفاف میں نئی نویلی دہن کو کوئی تحفہ دینا مستحب ہے۔ کیونکہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۱۲۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ کسی عورت کو اس کے شوہر پر پیش نہ کروں جب تک کہ وہ اس کو کوئی چیز نہ دے دے۔

۲۱۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبُرَّازُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ حَيْثَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۲۱۲۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۵۲/۷ من حديث أبي داود به * غيلان مستور، روى عنه جماعة، وذكره ابن حبان في الثقات ۳/۹، ولحديثه بعض الشواهد، منها، ح: ۲۱۲۵.

۲۱۲۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۲۱۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب الرجل يدخل بأهله قبل أن يعطيها شيئاً، ح: ۱۹۹۲ من حديث شريك القاضي به.

۱۲- کتاب النکاح

أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أُدْخِلَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا سَيِّئًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَخَيْمَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ.

۲۱۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نِكَحْتَ عَلَى صَدَاقٍ أَوْ جِبَاءٍ أَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا، وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَ، وَأَحَقُّ مَا أَكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتُه».



(المعجم ۳۵، ۳۶) - باب مَا يُقَالُ

لِلْمُتَزَوِّجِ (التحفة ۳۷)

۲۱۳۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ».

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خیمہ (بن عبد الرحمن جعفی) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا ہے۔

۲۱۲۹- عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ (اپنے) دادا (عبد اللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کا کسی سے نکاح ہوا اور عقد نکاح سے پہلے جو کوئی مہر عطیہ یا وعدہ کیا گیا ہو تو وہ سب اس عورت کا حق ہے۔ اور جو عقد کے بعد دیا جائے تو وہ اسی کا ہے جس کو دیا جائے۔ اور کسی کا سب سے عمدہ اکرام وہ ہے جو اس کی بیٹی یا بہن کی وجہ سے کیا جائے۔“

باب: ۳۶، ۳۵- نکاح کرنے والے کو

کیا دعا دی جائے؟

۲۱۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو اس کی شادی کی مبارک باد دیتے تو فرماتے: [بَارَكَ اللَّهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ] ”اللہ تمہیں برکت دے تم پر اپنی برکت فرمائے اور تم دونوں کو خیر کے ساتھ اکٹھا رکھے۔“

۲۱۲۹- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب التزويج على نواة من ذهب، ح: ۳۳۵۵، وابن ماجه، ح: ۱۹۵۵ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند النسائي.

۲۱۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء فيما يقال للمتزوج، ح: ۱۰۹۱ عن قتبية به، وقال "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۹۰۵، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲۸۴، والحاكم على شرط مسلم: ۱۸۳/۲، ووافقه الذهبي.

۱۲- کتاب النکاح نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

🌞 فائدہ: خوشی کے ان مواقع پر اس طرح کی پاکیزہ اور مسنون دعا سے ”مبارک باد“ دینی چاہیے۔ جو کہ الفت مودت اور اضافہ کے ظاہری و باطنی تمام معانی کو محیط ہے۔

(المعجم ۳۶، ۳۷) - باب الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيَجِدُهَا حُبْلَى (التحفة ۳۸)

باب: ۳۶، ۳۷- کوئی شادی کرے مگر عورت کو حاملہ پائے تو.....؟

۲۱۳۱- بصرہ نامی ایک صحابی سے روایت ہے اس نے کہا: میں نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی جو کہ اپنے پردے میں تھی۔ میں اس پر داخل ہوا تو وہ حاملہ تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کو حق مہر ملے گا بوجہ اس کے جو تو نے اس کی شرمگاہ کو حلال جانا اور بچہ تیرا غلام ہوگا، جب یہ بچہ جنم لے۔“ بالفاظ حسن بن علی..... ”تو اسے درے لگا۔“ اور بالفاظ ابن ابی السری..... ”تم لوگ اس کو درے لگاؤ یا کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔“

۲۱۳۱- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْمَعْنَى قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ - قَالَ ابْنُ أَبِي السَّرِيِّ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ مِنَ الْأَنْصَارِ، ثُمَّ اتَّفَقُوا - يُقَالُ لَهُ بَصْرَةٌ قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً بَكْرًا فِي سِتْرِهَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا، فَإِذَا هِيَ حُبْلَى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَهَا الصَّدَاقُ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَالْوَلَدُ عَبْدٌ لَكَ، فَإِذَا وَلَدَتْ»، قَالَ الْحَسَنُ: «فَاجْلِدُهَا». وَقَالَ ابْنُ أَبِي السَّرِيِّ: «فَاجْلِدُوهَا» - أَوْ قَالَ: - «فَحُدُّوَهَا».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو قتادہ نے بواسطہ سعید بن یزید ابن میسب سے اور یحییٰ بن ابی کثیر نے بواسطہ یزید بن نعیم سعید بن میسب سے اور عطاء خراسانی نے سعید بن میسب سے روایت کی اور

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ نَعِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۲۱۳۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۳/ ۲۵۰، ۲۵۱، ح: ۳۵۷۴ من حديث عبد الرزاق به، وصححه الحاكم: ۲/ ۱۸۳، ووافقه الذهبي * ابن جريج عن عنعن، وإنما رواه عن إبراهيم بن أبي يحيى عن صفوان به، علل الحديث، ح: ۱۲۵۹، والبيهقي: ۷/ ۱۵۷.

۱۲۔ کتاب النکاح

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سب نے اسے نبی ﷺ سے مرسل ہی روایت کیا ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت میں ہے کہ بصرہ بن اکثم نے ایک عورت سے نکاح کیا اور تمام رواۃ نے کہا کہ آپ نے بچے کو اس کا غلام قرار دیا۔

المُسَيَّبِ وَعَطَاءُ الْخُرَّاسَانِيُّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَرْسَلُوهُ، كُلُّهُمْ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ. وَفِي حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ بَصْرَةَ بِنَ أَكْثَمَ نَكَحَ امْرَأَةً، وَكُلُّهُمْ قَالَ فِي حَدِيثِهِ جَعَلَ الْوَلَدَ عَبْدًا لَهُ.

۲۱۳۲۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے یزید بن نعم سے انہوں نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے جسے بصرہ بن اکثم کہا جاتا تھا، ایک عورت سے نکاح کیا..... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا..... اور اضافہ کیا کہ ان کے مابین تفریق کر دی۔ اور ابن جریر کی روایت زیادہ کامل ہے۔

۲۱۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى، عَنْ يَزِيدَ بْنِ نَعِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَجُلًا يَقَالُ لَهُ بَصْرَةُ بِنُ أَكْثَمَ نَكَحَ امْرَأَةً، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، زَادَ: وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَتَمُّ.

☀ فائدہ: یہ دونوں روایات مرسل ہیں مرفوعاً صحیح نہیں ہیں۔ تاہم مسائل کا حل تقریباً یہی ہے۔ (الف) اس قسم کی صورت حال میں کہ انسان اپنی منکوحہ کو حاملہ پائے تو ان میں تفریق کرادی جائے گی اور شوہر نے اگر اس سے مباشرت کر لی ہو تو اس کی وجہ سے اسے حق مہر (یا مہر مثل) دینا پڑے گا۔ (ب) اس عورت پر حد لازم آئے گی۔ (ج) ولد الزنا کو معروف معنی میں غلام (عبد) ہونے کا کسی فقیہ نے نہیں کہا۔ الا یہ کہ اسے اس دور کی بات تسلیم کی جائے جبکہ غلامی کا دور باقی تھا۔ ہاں اس بچے کی حسن تعلیم و تربیت کی تاکید ہے اور وہ اپنے مربی کا احسان مند اور خدمتگار ہوگا۔ واللہ اعلم.

باب: ۳۸، ۳۷۔ بیویوں کے درمیان باریوں اور تقسیم کا بیان

(المعجم ۳۷، ۳۸) - بَابُ فِي الْقِسْمِ بَيْنَ النِّسَاءِ (التحفة ۳۹)

۲۱۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان

۲۱۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّبَالِيُّ:

۲۱۳۲۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۵۷/۷ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

۲۱۳۳۔ تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب القسمة بين النساء، ح: ۱۹۶۹، والنسائي، ح: ۳۳۹۴ من حديث همام به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۰۷، وابن الجارود، ح: ۷۲۲، والحاكم على شرط

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور پھر وہ کسی ایک کی طرف مائل ہو گیا تو وہ قیامت کے روز اس کیفیت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔“

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ».

۲۱۳۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج محترمت کے مابین) تقسیم کرتے اور عدل کرتے اور فرمایا کرتے: ”اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے۔ اور اس بات میں مجھے ملامت نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں۔“

۲۱۳۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطَمِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ وَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ! هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلْمَنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد دل کا میلان ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي الْقَلْبَ.

🌅 فائدہ: مطلب یہ ہے کہ معاشرتی برتاؤ میں میں کو تباہی نہیں کرتا، لیکن دل کا معاملہ میرے اختیار میں نہیں۔ اس لیے قلبی محبت میں کمی بیشی پر مجھے ملامت نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والا اگر ظاہری برتاؤ میں عدل و انصاف کا اہتمام کرتا رہے گا تو قلبی میلان کی کمی بیشی پر اس کی گرفت نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

۲۱۳۵- عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ (ہم ازواج

۲۱۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي الزِّنَادِ

❖ الشیخین: ۱۸۶/۲، ووافقه الذہبی * قتادة مدلس وعنعن، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ۳۰۰/۲ * فيه محمد بن الحارث الحارثي وهو ضعيف.

۲۱۳۴- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النکاح، باب ما جاء في التسوية بين الزوجات، ح: ۱۱۴۰، وابن ماجه، ح: ۱۹۷۱، والنسائي، ح: ۳۳۹۵ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۸۷/۲، ووافقه الذہبی * أبو قلابه بريء من التذليس، وبإقي السند صحيح.

۲۱۳۵- [تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱۰۷/۶ من حديث عبد الرحمن بن أبي الزناد به مختصراً، وصححه الحاكم: ۱۸۶/۲، ووافقه الذہبی، ورواه البيهقي: ۷/۷۴، ۷۵ من حديث أبي داود به.

۱۲- کتاب النکاح

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

میں) باری مقرر کرنے کے معاملے میں، یعنی ہمارے پاس ٹھہرنے کے معاملے میں ہم میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہ دیا کرتے تھے۔ اور آپ تقریباً ہر روز ہم سب کے پاس چکر لگایا کرتے تھے اور ہر بیوی کے قریب ہوتے۔ یہ نہیں کہ آپ صحبت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اس کے پاس جا پہنچتے جس کی باری کا دن ہوتا اور رات اس کے ہاں گزارتے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جب بڑی عمر کی ہو گئیں اور انہیں اندیشہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں چھوڑ دیں گے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا دن عائشہ کے لیے (وقف) ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ (حضرت عائشہ) کہتی ہیں کہ ہم کہا کرتی تھیں کہ اسی سلسلہ میں اور اسی قسم کی صورت احوال کے متعلق ہی اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا﴾ "اگر کسی عورت کو اندیشہ ہوا اپنے خاوند کے بگڑنے کا۔"

۲۱۳۶- معاذہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۃ الأحزاب کی آیت کریمہ: ﴿تَرْجِي مَنْ نَشَاءُ مِنْهُمْ وَتَوَوَّى إِلَيْكَ مَنْ نَشَاءُ﴾ کے نازل ہو جانے کے بعد (بھی) ہم میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس سے اجازت لیا کرتے تھے (جب کسی دوسرے حرم میں جانے کی کوئی ضرورت ہوتی۔) معاذہ کہتی ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو کیا کہا

عن هشام بن عروۃ، عن أبيه قال: قالت عائشة: يَا ابْنَ أُخْتِي! كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُفْضَلُ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِسْمِ مِنْ مَكْنِيهِ عِنْدَنَا. وَكَانَ قَلَّ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ يَطُوفُ عَلَيْنَا جَمِيعًا فَيَدْنُو مِنْ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَيْسِرٍ حَتَّى يَبْلُغَ إِلَى الَّتِي هُوَ يَوْمُهَا فَيَسِيْتُ عِنْدَهَا، وَلَقَدْ قَالَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ حِينَ أَسَنَّتْ وَفَرَّقَتْ أَنْ يُفَارِقَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَقَبِلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا. قَالَتْ: نَقُولُ: فِي ذَلِكَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَفِي أَشْبَاهِهَا - أَرَاهُ قَالَ - : ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا﴾ [النساء: ۱۲۸].



۲۱۳۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَأْذِنُنَا إِذَا كَانَ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ مَا نَزَلَتْ ﴿تَرْجِي مَنْ نَشَاءُ مِنْهُمْ وَتَوَوَّى إِلَيْكَ مَنْ نَشَاءُ﴾ [الأحزاب: ۵۱] قَالَتْ مُعَاذَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: مَا كُنْتُ تَقُولِينَ لِرَسُولِ اللَّهِ

۲۱۳۶- تخریج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب بيان أن تخيير امرأته لا يكون طلاقاً إلا بالنية، ح: ۱۴۷۶ من حديث عباد بن عباد، والبخاري، التفسير، سورة الأحزاب، ح: ۴۷۸۹ من حديث عاصم الأحول به، ومن عباد تعليقاً.

ﷺ؟ قَالَتْ: كُنْتُ أَقُولُ: إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَهِیْ كَرْتِی تَهِیْسُ؟ اُنہوں نے کہا: میں کہا کرتی تھی: اگر یہ فیصلہ کرنا میرے ہی ذمے ہے تو پھر میں اپنے آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتی۔

🌞 فائدہ: سورہ احزاب کی اس آیت نمبر ۵۱ میں اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کو بیویوں میں باری کے مسئلے میں بصراحت رخصت عنایت فرمائی ہے۔ مگر آپ ﷺ اس رخصت کے باوجود تقسیم کی عزیمت پر قائم رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے آپ کو ترجیح دینا کسی نفسانی حظ کی بنا پر نہ تھا بلکہ اس شرف خدمت کی بنا پر تھا جو ان کے قرب سے حاصل ہوتا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر نزول برکات اور اللہ کے ہاں رفع درجات کا سبب تھا۔

۲۱۳۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مَرْحُومُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابْنُوسَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ إِلَى النِّسَاءِ يَعْني فِي مَرَضِهِ فَاجْتَمَعْنَ فَقَالَ: «إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدُورَ بَيْنَكُنَّ، فَإِنْ رَأَيْتُنَّ أَنْ تَأْذَنَ لِي فَأَكُونُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَعَلْتُنَّ»، فَأَذِنَ لَهُ.

۲۱۳۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وَكَانَ

۲۱۳۷- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ۳۹۱ من حديث مرحوم، ورواه أحمد: ۳۱/۶ عن مرحوم العطار به.

۲۱۳۸- تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها... الخ، باب هبة المرأة لغير زوجها... الخ، ح: ۲۵۹۳، وح: ۲۶۸۸ من حديث يونس بن يزيد به.

کو بہہ کر دیا تھا۔

يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ
أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتُ رَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

باب: ۳۸، ۳۹- شوہر جو بیوی سے شرط
کر لے کہ اس کو وطن ہی میں رکھے گا

(المعجم ۳۸، ۳۹) - بَابُ: فِي الرَّجُلِ
يَشْتَرِطُ لَهَا دَارَهَا (التحفة ۴۰)

۲۱۳۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ
سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”شرطوں میں
سے اہم ترین شرط جس کا پورا کرنا تم پر واجب ہے وہ ہے
جس کی بنا پر تم نے (بیویوں کی) عصمتوں کو حلال کیا ہو۔“

۲۱۳۹- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَّادٍ:
أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ
أَبِي الْحَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ
تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

☀ فائدہ: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال ہے کہ ایسی شرطوں کا پورا کرنا واجب ہے بشرطیکہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو
حلال نہ ٹھہرایا گیا ہو۔



باب: ۳۹، ۴۰- بیوی پر شوہر کے حقوق کا بیان

(المعجم ۳۹، ۴۰) - بَابُ: فِي حَقِّ
الرَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ (التحفة ۴۱)

۲۱۴۰- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
میں حیرہ گیا، تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو
بجہہ کرتے ہیں تو میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ اس
بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو بجہہ کیا جائے۔ کہتے
ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ
میں حیرہ گیا، تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو بجہہ کرتے

۲۱۴۰- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ:
أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ عَنْ شَرِيكَ،
عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ
سَعْدٍ قَالَ: أَتَيْتُ الْحَبِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ
لِمَرْزُبَانَ لَهُمْ، فَقُلْتُ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَهُ. قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

۲۱۳۹- تخریج: أخرجه البخاري، الشروط، باب المهر عند عقدة النكاح، ح: ۲۷۲۱ من حديث
الليث بن سعد، ومسلم، النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح، ح: ۱۴۱۸ من حديث يزيد بن أبي حبيب به.
۲۱۴۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۱۴۷۱ عن عمرو بن عون به، وصححه الحاكم: ۱۸۷/۲،
وروافقه الذهبي * شريك القاضي صرح بالسماع عند البيهقي: ۲۹۱/۷، وأصل الحديث شواهد عند الترمذي،
ح: ۱۱۵۹، وابن حبان، ح: ۱۲۹۱ وغيرهما.

۱۰۔ کتاب النکاح نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

فَقُلْتُ: إِنِّي أَتَيْتُ الْحَيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ، قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِي أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: «فَلَا تَفْعَلُوا لَوْ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللَّهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ».

ہیں تو آپ اے اللہ کے رسول! اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بھلا بتا کہ اگر تو میری قبر پر گزرتا تو کیا اسے سجدہ کرتا؟“ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو ایسا نہ کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا کہتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیوی پر شوہر کا بہت حق رکھا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① تعظیمی سجدہ مشرکین ہی کا شعار ہے ② قبر پر سجدہ کرنا یا کسی زندہ یا مردہ کو سجدہ کرنا فطرت سلیمہ کے بھی خلاف ہے کچھ کہ کوئی کلمہ گو اس کا تصور کرے۔ ③ بیویوں پر واجب ہے کہ اپنے خاوندوں کی حد درجہ عزت و توقیر اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔ مگر ظاہر ہے کہ شرعی حدود و قیود کی پابندی لازمی ہے۔ ④ سجدہ صرف اللہ وحدہ لا شریک کا حق اور اسی کے ساتھ خاص ہے دوسرے کسی شخص کے لیے سجدہ قطعاً روا اور جائز نہیں ہے۔ ⑤ مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ قرآن مقدس میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔ ⑥ یہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی واضح دلیل ہے۔

۲۱۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَصْبَحَ».

۲۱۴۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب شوہر بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور شوہر غصے میں رات گزار دے تو فرشتے اس بیوی پر صبح ہونے تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔“

🌞 فائدہ: بنیادی حقیقت تو یہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمادی ہے کہ اس طرح بے شمار نفسیاتی اور اجتماعی شرور کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور انکار کی صورت میں بہت سے انفرادی، خاندانی اور معاشرتی فساد جنم لیتے ہیں۔ اس لیے عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاوند کے جذبات کا لحاظ رکھے۔ تاہم اگر کوئی معقول عذر ہو لیکن خاوند اسے اہمیت

۲۱۴۱- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، ح: ۱۴۳۶ من حديث جرير، والبخاري، النکاح، باب: إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، ح: ۵۱۹۳ من حديث سليمان الأعمش به.

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

ندے رہا ہو۔ مثلاً بیوی بہت زیادہ بیمار ہو اس کی صحت مرد کی خواہش پوری کرنے کی متحمل نہ ہو۔ یا اور اسی قسم کا کوئی معقول عذر ہو تو بیوی کا انکار امید ہے کہ اللہ عزوجل کے ہاں قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(المعجم ۴۰، ۴۱) - بَابُ: فِي حَقِّ

الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا (التحفة ۴۲)

حقوق کا بیان

۲۱۴۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو قَزَعَةَ الْبَاهِلِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُسَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: «أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ» أَوْ «اِكْتَسَبْتَ وَلَا تُضْرِبَ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحَ، وَلَا تَهْجُرُ إِلَّا فِي الْبَيْتِ».

۲۱۴۲- جناب حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم پر بیوی کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جب تُو کھائے تو اسے کھلائے، جب تُو پہنے تو اسے پہنائے۔“ یا یوں کہا: ”جب کما کر لائے (تو اسے پہنائے) اور چہرے پر نہ مار براند بول اور اس سے جدا نہ ہو مگر گھر میں۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَلَا تُقَبِّحَ» أَنْ تَقُولَ: قَبَحَكَ اللَّهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں [وَلَا تُقَبِّحَ] کے معنی ہیں: ”یوں مت کہو کہ اللہ تجھے قبیح بنا دے۔“

☀ فائدہ: بوقت ضرورت تادیب کی صورت میں چہرے پر مارنا منع ہے۔ اور اگر بستر سے علیحدہ کرنا ہو تو گھر کے اندر ہی ہواپے گھر سے مت نکال دے اور زبانی توبیخ میں بھی بدعادی نا جائز ہے۔ قرآن مجید نے تادیب کے آداب میں فرمایا ہے: ﴿وَالَّتِي تُخَافُونَ نُنْشِزُوهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْطَبِرُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا﴾ (النساء: ۳۴) ”اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں نصیحت کرو بستروں سے الگ کر دو اور مار کر سزا دو اگر وہ تمہاری تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔“

۲۱۴۳- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبِي (کے) دادا (معاویہ بن حیدہ قشیری رحمہ اللہ) سے روایت

۲۱۴۳- بہز بن حکیم اپنے والد (حکیم) سے وہ (اس)

۲۱۴۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/۵ من حديث حماد بن سلمة، وابن ماجه، النكاح، باب حق المرأة على الزوج، ح: ۱۸۵۰ من حديث أبي قزعة به.


۲۱۴۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۹۱۶۰ عن محمد بن بشار، وأحمد: ۵/۵ عن يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق.

کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی بیویوں سے کس طرح فائدہ اٹھائیں اور کیا چھوڑیں؟ آپ نے فرمایا: ”اپنی کھیتی کو آجیسے تو چاہے اسے کھلا جب تو کھائے اسے پہنا جب تو پہنے چہرے کے قبیح ہونے کی بددعا (یا گالی) نہ دے اور (منہ پر) مت مار۔“

عن جَدِّي قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نِسَاؤُنَا مَا نَأْتِي مِنْهُمْ وَمَا نَذَرُ؟ قَالَ: «أَنْتِ حَرَّتْكَ أَنْتِ شَيْتٌ، وَأَطْعِمَهَا إِذَا طَعِمَتْ، وَاكْسُهَا إِذَا اكْتَسَيْتِ، وَلَا تُقْبِحِ الْوَجْهَ وَلَا تُضْرِبِ».

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ کی روایت میں ہے: [تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمَتْ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتِ]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ: «تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمَتْ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتِ».

 فوائد و مسائل: ① سورہ بقرہ کی آیت نمبر (۲۲۳) میں ہے: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنْتُمْ شَيْتُمْ﴾ ”تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ۔“ (اس مسئلے کی مزید تفصیل دیکھیے احادیث ۲۱۶۲، ۲۱۶۳ وابعادہ) ② اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے میاں بیوی کے تعلق کو جس بلیغ انداز میں پیش فرما دیا ہے اس سے بڑھ کر اس کو بیان کرنا ناممکن اور محال ہے۔ دنیا کی کوئی زبان اور اس کا کوئی سا ادب اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

۲۱۴۳- حضرت معاویہ قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: آپ (ہمیں) ہماری عورتوں کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو کھاتے ہو اس سے انہیں کھلاؤ جو پہنتے ہو اس سے انہیں پہناؤ، انہیں مارو نہیں اور قبیح ہونے کی گالی (یا بددعا) نہ دو۔“

۲۱۴۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْمُهَلَّبِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَزِينَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ دَاوُدَ الْوَرَّاقِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ حَكِيمٍ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَا تَقُولُ فِي نِسَائِنَا؟ قَالَ: «أَطْعِمُوهُنَّ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُنَّ مِمَّا تَكْسُونَ، وَلَا تُضْرِبُوهُنَّ وَلَا تُقْبِحُوهُنَّ».

۲۱۴۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۹۱۵۱ من حديث سفیان بن حسين به، وللحديث شواهد * داود الوراق مستور، والحديث السابق يغني عنه.

۱۲- کتاب النکاح - نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

(المعجم ۴۱، ۴۲) - بَابُ: فِي ضَرْبِ

النِّسَاءِ (التحفة ۴۳)

۲۱۴۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَّاشِيِّ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «فَإِنْ خِفْتُمْ نُشُوزَهُنَّ فَأَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ».

قال حَمَّادٌ: يَعْنِي النِّكَاحَ.

باب: ۴۲/۴۱- بیویوں کو مارنے کا مسئلہ

۲۱۴۵- ابو حرہ رقاشی اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں ان سے نافرمانی اور عدم اطاعت کا اندیشہ ہو تو انہیں بستروں سے علیحدہ کر دو۔“

حماد نے کہا: اس سے مراد مباشرت ہے۔ (م)

بستری نہ کرو۔

۲۱۴۶- ایسا بن عبد اللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندویں کو مت مارا کرو۔“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: عورتیں اپنے شوہروں کے سر چڑھنے لگی ہیں۔ پس آپ ﷺ نے ان کو مارنے کی رخصت دے دی۔ تب رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے پاس عورتیں بہت زیادہ آنے لگیں جو اپنے شوہروں کی شکایت کرتی تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس عورتیں بہت زیادہ آئی ہیں جو اپنے شوہروں کی شکایت کرتی ہیں۔ ایسے لوگ کوئی اچھے آدمی نہیں ہیں۔“

۲۱۴۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي خَلْفٍ

وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - قَالَ ابْنُ السَّرْحِ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ إِيَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللَّهِ»، فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ذَرْنِ النَّسَاءَ عَلَى أَرْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ، فَأُطِيفَ بِأَلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَرْوَاجَهُنَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ طَافَ بِأَلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَرْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أَوْلَيْكَ بِخِيَارِكُمْ».



۲۱۴۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۷۲/۵ من حديث حماد بن سلمة به مطولاً * علي بن زيد بن

جدعان ضعيف، والقرآن يعني عن حديثه.

۲۱۴۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب ضرب النساء، ح: ۱۹۸۵ من حديث سفیان بن عیینة

به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۱۶، والحاكم: ۱۸۸/۲، ۱۹۱، ووافقه الذهبي.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ہمیں کہا کہ زہری کے شیخ کا نام عبد اللہ بن عبد اللہ ہی ہے (نکہ عبید اللہ۔)

[قال لنا أبو داود: هو عبد الله بن عبد الله].

۲۱۴۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”شوہر سے بیوی کو مارنے کے سلسلے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔“

۲۱۴۷- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُسْلَبِيِّ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ».

🌞 فائدہ: اگر تادیب کی ضرورت ہو، زبانی اور بے رخی سے بیوی اپنے معاملے کو سلجھاتی نہ ہو تو مارنے کی رخصت ہے جیسے کہ سورہ نساء آیت ۳۴ میں آیا ہے۔ یہ روایت بعض ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ صحیح ہونے کی صورت میں اس کا مطلب وہ مارے جس کی اجازت شریعت نے دی ہے۔ یعنی ہلکی سی مار جس کا مقصد بیوی کی اصلاح اور اسے متنبہ کرنا ہو۔ اگر خاوند ظلم کرے گا حد سے تجاوز کرے گا یا اسے بلاوجہ مارے پیٹے گا تو وہ ظالم ہوگا جس کا اسے حساب دینا پڑے گا۔

باب: ۴۲، ۴۳- نظر نیچی رکھنے کا حکم

(المعجم ۴۲، ۴۳) - بَابُ: فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ (التحفة ۴۴)

۲۱۴۸- حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اپنی نظر پھیر لو۔“

۲۱۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَظَرَةِ الْفَجَاءَةِ فَقَالَ: «اضْرِفْ بَصْرَكَ».

۲۱۴۹- ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے

۲۱۴۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى

۲۱۴۷- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب ضرب النساء، ح: ۱۹۸۶ من حديث عبد الرحمن بن مهدي به، وصححه الحاكم: ۱۷۵/۴، ووافقه الذهبي.

۲۱۴۸- تخریج: أخرجه مسلم، الآداب، باب نظر الفجاءة، ح: ۲۱۵۹ من حديث سفیان به.

۲۱۴۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الآداب، باب ماجاء في نظر الفجاءة، ح: ۲۷۷۷ من حديث ۴

۱۲- کتاب النکاح

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے علی! نظر کے پیچھے نظر مت لگاؤ“ پہلی تمہارے لیے معاف ہے (جو اچانک پڑ گئی) دوسری نہیں (عہد اؤ کھنا۔“)

الْفَزَارِيُّ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي رَبِيعَةَ الْأَيَادِيِّ، عَنْ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيِّ: «يَا عَلِيُّ لَا تُتَبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ».

۲۱۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ بغل گیر ہو کر یا چٹ کرنے لینے اور پھر اپنے شوہر کو اس کے متعلق بتانے لگے گویا وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔“

۲۱۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ لِتَنْتَعِتَهَا لِرُؤُوسِهَا كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا».

☀ فائدہ: کوئی عورت دوسری کے ساتھ لیٹے یا سونے اور پھر اس کے احوال اپنے شوہر کو بتائے یا ویسے ہی کسی کی تعریف کرنے لگے منع اور ناجائز ہے۔ یہ صورتیں دلوں میں شیطانی وساوس پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں اور پھر فتنے اٹھتے ہیں اور یہی تعلیم شوہر کے لیے بھی ہے کہ کسی مرد کی اپنی بیوی کے سامنے مبالغہ آمیز تعریف نہ کرے۔



۲۱۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کوئی عورت دیکھی پھر (اپنے گھر) حضرت نسیب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے اور ان سے اپنی حاجت پوری کی۔ پھر اپنے اصحاب کے پاس گئے اور ان سے فرمایا: ”عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے جو شخص اس طرح کی کوئی کیفیت محسوس کرے تو اسے

۲۱۵۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَدَخَلَ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَهُمْ: «إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبَلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَلِكَ

◀ شريك القاضي به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۹۴/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الحاكم: ۱۲۳/۳ وغيره، ووافقه الذهبي * شريك القاضي مدلس وعنعن، وللحديث شاهد ضعيف عند الحاكم: ۱۲۳/۳.

۲۱۵۰- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تباشر المرأة المرأة لتنتعنها لرؤوسها، ح: ۵۲۴۱ من حديث سليمان الأعمش به.

۲۱۵۱- تخریج: أخرجه مسلم، النكاح، باب ندب من رأى امرأة فوقع في نفسه... الخ، ح: ۱۴۰۳ من حديث هشام به.

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۲- کتاب النکاح

شَيْئًا فَلَيَاتِ أَهْلَهُ فَإِنَّهُ يُضْمِرُ مَا فِي نَفْسِهِ. چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے بلاشبہ (بیوی کے پاس جانا) اس کے نفس میں آنے والے وسوسے اور خیال کو نکال دے گا۔“

🌞 **نوائد و مسائل:** ① بعض قلیل الحیاء لوگ اس صحیح حدیث کے الفاظ سے ترجمہ میں یہ رنگ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ مغلوب الشبوت قسم کے انسان تھے۔ اور کچھ دوسرے ہیں کہ احادیث کی حجیت کو مشکوک باور کراتے ہیں اور یہ دونوں ہی باتیں علم و دیانت کے منافی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تو اس قدر باحیا تھے کہ پردے میں بیٹھی ہوئی دوشیزہ کی حیا بھی آپ کی حیا کے سامنے ماند تھی۔ ایسا ترجمہ کرنے والے مقام رسالت سے آگاہ نہیں۔ بھلا [فَقَضَى حَاجَتَهُ] ”آپ نے اپنی حاجت یا ضرورت پوری کی“ کا ترجمہ عربی زبان و ادب میں سوائے مباشرت کے اور ہے ہی نہیں؟ آپ نے صحابہ کی مجلس میں جا کر ایک قاعدہ کی بات بتائی کہ عورت مرد کے لیے شیطان کی طرح وسوسے پیدا کرتی اور فتنے کا باعث بنتی ہے۔ اس کا بہترین علاج انسان کی اپنی بیوی ہے۔ اس نصیحت کو پچھلے جملوں سے جوڑ کر ایک ایسا مفہوم پیدا کرنا جو ایک عام باوقار شخصیت کے لیے بھی زیب نہ دیتا ہو، رسول اللہ ﷺ کے لیے بیان کرنا از حد نامناسب ہے۔ ② عورت کو ایسی کسی صورت میں باہر نہیں نکلنا چاہیے کہ شیطان صفت کہلائی جانے لگے۔ ③ صنفی جذبات پورے کرنے کے لیے پاک اور حلال مقام انسان کا اپنا گھر ہے۔ ④ عورت کو بھی شوہر کا مطیع ہونا چاہیے تاکہ شوہر کی نظر پاک اور چادر عصمت بے داغ رہے۔

۲۱۵۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ [لَمَمَ] (چھوٹے موٹے گناہوں) کی تفسیر میں میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ پا کر رہے گا۔ تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے زبان کا زنا بولنا ہے اور دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“

۲۱۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّانَا، أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَرِزْنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظْرُ، وَرِزْنَا اللِّسَانَ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمْنَى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيَكْذِبُهُ».

۲۱۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ح: ۶۲۴۳، ومسلم، القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره، ح: ۲۶۵۷ من حديث معمر به.

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۱۵۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ :
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ ،
عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
قَالَ : «لِكُلِّ ابْنِ آدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزَّانَا» بِهَذِهِ
الْقِصَّةِ ، قَالَ : «وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ فَرِزَانَهُمَا
الْبَطْشُ ، وَالرُّجُلَانِ تَزْنِيَانِ فَرِزَانَهُمَا
الْمَشْيُ ، وَالْقَمَمُ يَزْنِي فَرِزَانَهُ الْقَبْلُ» .

۲۱۵۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ
أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ
الْقِصَّةِ قَالَ : «وَالْأُذُنُ زَانَاهَا الْاسْتِمَاعُ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① گناہ دوم کے ہوتے ہیں۔ کبیرہ اور صغیرہ (بڑے اور چھوٹے)۔ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر شریعت نے کوئی حد و تعزیر مقرر کر دی ہے یا ان پر عذاب شدید لعنت یا کوئی سخت وعید سنائی ہے۔ ایسے گناہ تو بہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ صغیرہ گناہ وہ ہیں جو اتفاقاً ہو جاتے ہیں اور شریعت کی طرف سے ان پر کوئی حد و تعزیر نہیں لگائی گئی ہے۔ انہی کو اَلَمَم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سورۃ النجم میں محسنین کے ذکر میں فرمایا ہے: ﴿الَّذِينَ يَخْتَفُونَ كَيْفَ تُذَكِّرُوا الْإِثْمَ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾ (النجم: ۳۲) ”وہ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر عام قسم کے گناہوں سے۔“ صغیرہ گناہ عام نیکی کے کاموں سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن کسی بھی صاحب ایمان کو ان میں جری نہیں ہو جانا چاہیے کیونکہ معاف کرنا یا نہ کرنا اللہ عز و جل کی مشیت پر مبنی ہے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی صغیرہ کو صغیرہ نہ جانے اور ان کو اپنی عادت بنا لے تو وہ بھی کبیرہ کے زمرہ میں آ جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر بلا ارادہ کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہو گیا ہو مگر انسان نادم ہو اور کثرت سے توبہ کرنے لگے تو وہ ان شاء اللہ صغیرہ کی مانند معاف کر دیا جائے گا۔ بہر حال انسان کو اپنے معلوم اور غیر معلوم سبھی گناہوں سے اللہ کے حضور معافی مانگتے رہنا چاہیے۔ ② اعضائے جسم نظر، کان، ہاتھ، قدم اور منہ کے گناہوں کو ”زنا“ سے تعبیر کرنا، ان کے از حد قبیح ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا انجام انتہائی برا ہو سکتا ہے۔

۲۱۵۳- تخریج : [إسناده صحيح] أخرجه أحمد : ۳۴۳ / ۲ من حديث حماد بن سلمة ، ومسلم ، القدر ، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره ، ح : ۲۶۵۷ من حديث سهيل بن أبي صالح .
۲۱۵۴- تخریج : [صحيح] أخرجه أحمد : ۳۷۹ / ۳ ، ح : ۸۹۱۹ عن قتيبة ، والمحدث السابق شاهد له .

۱۲- کتاب النکاح (المعجم ۴۳، ۴۴) - بَابُ: فِي وَطْءِ السَّبَايَا (التحفة ۴۵)

باب: ۴۳، ۴۴- جنگ میں قید ہونے والی عورتوں سے مباشرت کا مسئلہ

۲۱۵۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے موقع پر اوطاس کی طرف ایک مہم بھیجی وہ اپنے دشمن سے مقابل ہوئے ان سے جنگ کی ان پر غالب رہے اور ان کی عورتیں ہاتھ آئیں تو کچھ اصحاب رسول ﷺ نے ان سے مباشرت میں حرج جانا کیونکہ مشرکین میں ان کے شوہر موجود تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں یہ آیت اتاری: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ ”اور خاندنوں والیاں (تم پر حرام ہیں) مگر جن کے مالک بن جائیں تمہارے داہنے ہاتھ۔“ یعنی وہ تمہارے لیے حلال ہیں جب ان کی عدت پوری ہو جائے۔

۲۱۵۵- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَالِحِ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعْثًا إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقُوا عَدُوَّهُمْ فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ وَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا، فَكَانَ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَحَرَّجُوا مِنْ غَشْيَانِهِنَّ مِنْ أَجْلِ أَرْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء: ۲۴] أَيْ فَهِنَّ لَهُنَّ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ.

فائدہ: جنگ قیدی بن جانے کے بعد میاں بیوی کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے خواہ دونوں میں سے کوئی ایک پکڑا جائے یا دونوں۔ اس لیے ایسی عورت سے استمتاع جائز ہے۔ اور اس کی عدت ایک حیض ہے۔

۲۱۵۶- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوے میں ایک عورت دیکھی جس کا حمل تقریباً پورے دنوں کا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاید اس کے مالک نے اس سے مباشرت کی ہے؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”میں

۲۱۵۶- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي غَزْوَةٍ فَرَأَى امْرَأَةً مُجْحًا فَقَالَ:

۲۱۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز وطء المسبية بعد الاستبراء... الخ، ح: ۱۴۵۶ عن عبيد الله بن عمر القواريري به.

۲۱۵۶- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب تحريم وطء الحامل المسبية، ح: ۱۴۴۱/۱۳۹ من حديث شعبة به.

۱۲- کتاب النکاح

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

نے ارادہ کیا ہے کہ اسے لعنت کروں ایسی لعنت جو اس کی قبر تک اس کے ساتھ جائے۔ یہ اس بچے کو کس طرح اپنا وارث بنا سکے گا جبکہ اس کے لیے یہ حلال نہیں (کہ غیر کے نطفے اور غیر کے بچے کو اپنا بچہ بنائے) اور کیونکر اس سے (غلاموں کی طرح) خدمت لے سکے گا جبکہ یہ اس کے لیے حلال نہیں۔“ (اگر بالفرض اس کا اپنا نطفہ ہو اور اپنے بیٹے کے نسب کا انکار کیا تو یہ حرام ہے۔ اور پھر بیٹے کو غلام اور خادم کے درجے پر اتارنا کیونکر جائز ہے؟)

«لَعَلَّ صَاحِبَهَا أَلَمَ بِهَا»، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنَةً تَدْخُلُ مَعَهُ فِي قَبْرِهِ كَيْفَ يُورَثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ؟! وَكَيْفَ يَسْتَحْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ؟!».

۲۱۵۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ نے اوطاس میں پکڑی جانے والی عورتوں کے بارے میں فرمایا تھا: ”کسی حاملہ سے مباشرت نہ کی جائے حتیٰ کہ اس کے بچے کی ولادت ہو جائے اور غیر حاملہ سے بھی مباشرت نہ کی جائے حتیٰ کہ اسے ایک حیض آجائے۔“

۲۱۵۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاعِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ فِي سَبَايَا أَوْطَاسٍ: «لَا تُوطَأُ حَامِلٌ حَتَّى تَضَعَ وَلَا غَيْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً».

۲۱۵۸- حش صنعانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت روفیع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ہم میں خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو کہا: میں تمہیں وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ نے ہمیں حنین والے دن فرمایا تھا: ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ کسی دوسرے کی بھتیجی کو اپنا پانی دے۔“ آپ کی مراد تھی کہ حاملہ عورتوں سے

۲۱۵۸- حَدَّثَنَا الثُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ، عَنْ حَنْشِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَامَ فِينَا خَطِيبًا قَالَ: أَمَّا إِنِّي لَا أَقُولُ لَكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ حُنَيْنٍ،

۲۱۵۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۲۸، ۶۲ من حديث شريك القاضي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۹۵/۲، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ۱/۱۷۱، ۱۷۲ * شريك عنن، وحديث الطيالسي: ۱۶۷۸، يعني عنه.

۲۱۵۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ۱۱۳۱ من طريق آخر عن روفيع به، وقال: "حسن"، وأصله عند ابن حبان، ح: ۱۶۷۵، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ۱۵۶۴ وغيره.



نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

مباشرت ”اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ قید میں آنے والی کسی عورت سے استبراء (رحم صاف ہونے) سے پہلے مباشرت کرے، اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ غنیمت کو تقسیم ہو جانے سے پہلے فروخت کرے۔“

قال: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ» - يَعْنِي
إِثْنَانِ الْحَبَالَى، «وَلَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَقَعَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ
السَّبْيِ حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا، وَلَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَبِيعَ مَعْتَمًا
حَتَّى يُقَسَمَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مومن مسلمان کے لیے اللہ اور یوم آخرت کے حوالے سے بات کرنا انتہائی اہمیت اور تاکید کی حامل ہوتی ہے۔ ② ”دوسرے کی بھتی کو پانی دینا“ دوسرے کی بیوی سے مباشرت کرنا۔ یعنی زنا تو حرام ہے مگر لونڈی جو بگ میں ہاتھ آئی ہو استبراء سے پہلے اس سے قربت جائز نہیں۔ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کا انتظار واجب ہے۔ ③ غنیمت میں اپنا حصہ متعین اور حاصل کرنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا دھوکے کی ایک صورت ہے، نہ معلوم تھوڑا ملے گا یا زیادہ اور کس قیمت کا ہوگا؟

۲۱۵۹- سعید بن منصور ابو معاویہ سے وہ ابن اسحق سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہا کہ ”حتی کہ ایک حیض سے اس کا استبراء (رحم صاف) نہ کر لے۔“ اس میں [بِحَيْضَةٍ] کا لفظ زیادہ کیا جو کہ ابو معاویہ کا وہم ہے مگر ابوسعید کی روایت میں صحیح ہے۔ اور اس میں مزید یہ ہے: ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کے جانوروں میں سے کسی پر سوار نہ ہو کہ جب اسے کمزور کر دے تو اسے واپس کر دے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا نہ پہنے کہ جب اسے پرانا کر دے تو واپس کر دے۔“

۲۱۵۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ:
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ بِهَذَا
الْحَدِيثِ قَالَ: «حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا بِحَيْضَةٍ».
زَادَ فِيهِ: «بِحَيْضَةٍ»، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ أَبِي
مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ صَحِيحٌ فِي حَدِيثِ أَبِي
سَعِيدٍ، زَادَ: «وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلَا يَرْكَبُ دَابَّةً مِنْ فِئَةِ الْمُسْلِمِينَ
حَتَّى إِذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَمَنْ كَانَ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسُ ثَوْبًا مِنْ
فِئَةِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ».

۲۱۵۹- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۷/ ۴۴۹ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۴/ ۱۰۸، والدارمي، ح: ۲۴۸۰، ۲۴۹۱، وانظر الحديث السابق.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْحَيْضَةُ» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، وَهُوَ وَهُمْ مِنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

(المعجم ۴۴، ۴۵) - بَابُ: فِي جَامِعِ النِّكَاحِ (التحفة ۴۶)

۲۱۶۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ، عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمْ امْرَأَةً أَوْ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَإِذَا اشْتَرَى بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذُرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذَلِكَ».



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَبُو سَعِيدٍ: «ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ».

☀️ فائدہ: یقیناً ہر ہر فرد اور ہر ہر چیز میں خیر اور برکت اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ عزوجل نے اس میں مقدر فرمائی ہو۔ تو واجب ہے کہ اللہ عزوجل ہی سے ہمیشہ اس کا سوال کیا جائے۔ اور کسی شخص یا چیز میں پایا جانے والا شر بھی اللہ عزوجل کی مشیت سے ہے تو اس سے تحفظ کا سوال بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہونا چاہیے۔ بالخصوص بیوی کا معاملہ بہت ہی

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [الْحَيْضَةُ] کا لفظ محفوظ نہیں ہے اور یہ ابو معاویہ کا وہم ہے۔

باب: ۴۴، ۴۵- نکاح کے متفرق مسائل

۲۱۶۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبد اللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرے یا کوئی خادم خریدے تو چاہیے کہ یہ دعا کرے: ”اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ“ ”اے اللہ! میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس خیر کا جس پر تو نے اس کو پیدا کیا، اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔“ اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کی چوٹی کو پکڑے اور اسی طرح دعا کرے۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوسعید نے اضافہ کیا کہ (آپ نے فرمایا: ”بیوی اور خادم کی پیشانی کے بال پکڑے اور برکت کی دعا کرے۔“

☀️ فائدہ: یقیناً ہر ہر فرد اور ہر ہر چیز میں خیر اور برکت اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ عزوجل نے اس میں مقدر فرمائی ہو۔ تو واجب ہے کہ اللہ عزوجل ہی سے ہمیشہ اس کا سوال کیا جائے۔ اور کسی شخص یا چیز میں پایا جانے والا شر بھی اللہ عزوجل کی مشیت سے ہے تو اس سے تحفظ کا سوال بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہونا چاہیے۔ بالخصوص بیوی کا معاملہ بہت ہی

۲۱۶۰- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب ما يقول الرجل إذا دخلت عليه أهله، ح: ۱۹۱۸ البخاري في 'خلق أفعال العباد'، ص: ۴۰ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند البخاري وصححه الحاكم ۲/ ۱۸۵، ۱۸۶، ووافقه الذهبي.

۱۲- کتاب النکاح نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

اہم ہے۔ بقابلی اعتبار سے بیوی بھی اپنے شوہر کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا اور اس کے شر سے پناہ مانگ سکتی ہے۔ اگرچہ نص اور صراحت نہیں ہے اور اس کے لیے پیشانی کے بال پکڑنا بھی ضروری نہیں۔

۲۱۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی جب اپنی اہلیہ سے مباشرت کا ارادہ کرے اور درج ذیل دعا پڑھ لے تو اگر ان میں اس باری میں بچہ مقدر ہوا تو اسے شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (دعا یہ ہے) بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ! جَنَّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنَّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا“ اللہ کے نام سے اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس سے دور رکھ جو تو ہمیں عنایت فرمائے۔“

فائدہ: علامہ داودی نے کہا ہے کہ اس سے بچے کی کلی عصمت مراد نہیں بلکہ یہ ہے کہ شیطان اس کو دین کے معاملے میں فتنے میں نہیں ڈال سکے گا کہ کفر تک پہنچا دے۔ (عون المعبود)

۲۱۶۲- حَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ مَخْلَدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا».

۲۱۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ملعون ہے وہ شخص جو بیوی سے دبر میں مباشرت کرتا ہے۔“

۲۱۶۳- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ

۲۱۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ اگر آدمی اپنی بیوی سے اس کے پیچھے

۲۱۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع، ح: ۱۴۳۴ من حديث جرير، والبخاري، النکاح، باب ما يقول الرجل إذا أتى أهله، ح: ۵۱۶۵ من حديث منصور به.

۲۱۶۲- تخریج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النکاح، باب النهي عن إتيان النساء في أدبارهن، ح: ۱۹۲۳ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، وهو من الأحاديث المتواترة، انظر نظم المتناثر من الحديث المتواتر، ح: ۱۵۹، ومعاني الآثار للطحاوي: ۴/ ۴۶.

۲۱۶۳- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب جواز جماعه امرأته في قبلها... الخ، ح: ۱۴۳۵ من حديث عبدالرحمن بن مهدي، والبخاري، التفسير، باب: «نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم»، ح: ۴۵۲۸ من حديث سفيان الثوري به.

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سے فرج (قبل) میں مباشرت کرے (کہ وہ پیٹ کے بل لیٹی ہوئی ہو) تو اس سے بچہ بھیگنا پیدا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل نے یہ نازل فرمایا: ﴿نَسَاؤُكُمْ حَرِّثَ لَكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ اُنّی شِئْتُمْ﴾ ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں اپنی کھیتوں میں جیسے چاہو آؤ۔“

ابن المُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُونَ: إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ فِي فَرْجِهَا مِنْ وَرَائِهَا كَانَ وَلَدُهُ أَحْوَلَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿نَسَاؤُكُمْ حَرِّثَ لَكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ اُنّی شِئْتُمْ﴾ [البقرة: ۲۲۳].

☀ فائدہ: یعنی یہودیوں کا قول وہم باطل ہے اور زوجین کو باہم ہر طرح سے تلذذ کی اجازت ہے۔ صرف شرط وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں ذکر ہوئی۔ اور مزید یہ کہ ایام حیض بھی نہ ہوں۔

۲۱۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے انہوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اللہ مغفرت فرمائے۔ انہیں وہم ہوا ہے۔ دراصل قبیلہ انصار بت پرست لوگ تھے، اس یہودی قبیلے کے ساتھ رہتے تھے جو کہ اہل کتاب تھے۔ اور انصار علم کی وجہ سے ان کی فضیلت کے معترف تھے اور اپنے اکثر کاموں میں ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اہل کتاب کا معاملہ یہ تھا کہ یہ لوگ اپنی بیویوں سے ایک ہی انداز میں چٹ لٹا کر (یا پہلو کے بل سے) مجامعت کیا کرتے تھے۔ اس طرح عورت بہت زیادہ پردے میں رہتی ہے۔ ان انصاریوں نے بھی ان جیسا یہ عمل اختیار کیا ہوا تھا۔ لیکن قبیلہ قریش والے اپنی عورتوں کو بری طرح پھیلاتے تھے اور طرح طرح سے متلذذ ہوتے تھے۔ آگے سے پیچھے سے اور چٹ لٹا کر۔

۲۱۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَعِ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ - وَاللَّهِ يَغْفِرُ لَهُ - أَوْهَمَ إِنَّمَا كَانَ هَذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ، مَعَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ يَهُودَ وَهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ، وَكَانُوا يَرَوْنَ لَهُمْ فَضْلًا عَلَيْهِمْ فِي الْعِلْمِ، فَكَانُوا يَقْتَدُونَ بِكَثِيرٍ مِنْ فِعْلِهِمْ، وَكَانَ مِنْ أَمْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَأْتُوا النِّسَاءَ إِلَّا عَلَى حَرْفٍ، وَذَلِكَ أَشْتَرُ مَا تَكُونُ الْمَرْأَةُ، فَكَانَ هَذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ أَخَذُوا بِذَلِكَ مِنْ فِعْلِهِمْ،

۲۱۶۴- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۷/ ۱۹۵ من حديث عبدالعزيز بن يحيى به، ورواه الدارمي، ح: ۱۱۲۵، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/ ۱۹۵، ووافقه الذهبي، ورواه الطبري: ۲/ ۲۳۴، والطبراني: ۱۱/ ۷۷، ح: ۱۱۰۹۷، وصح عن ابن عمر: تحريم إتيان النساء في أدبارهن، معاني الآثار: ۳/ ۴۱، قال ابن عمر: وهل يفعل ذلك من المسلمين؟، وسنده صحيح * ابن إسحاق صرح بالسمع عند الحاكم: ۲/ ۲۷۹، وإتحاف المهرة: ۸/ ۴۳۵، وللحديث شاهد عند أحمد: ۱/ ۲۶۸ * ابن إسحاق مدلس وعنن.



جب مہاجرین مدینے میں آئے اور ان کے ایک آدمی نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی تو اس کے ساتھ اپنے اسی انداز میں صحبت کرنے لگا تو عورت نے بہت برا جانا اور کہنے لگی: ہم سے ایک ہی انداز میں (چت لٹا کر یا پہلو کے بل سے) صحبت کی جاتی تھی سو تم بھی اسی طرح کرو ورنہ مجھ سے الگ رہو حتیٰ کہ ان کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿يَسْأَلُكُمُ خُرْتُ لَكُمْ فَاتُوا خُرْتُكُمْ أَنِّي شَيْئٌ﴾ ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح سے جی چاہے آؤ۔“ آگے سے پیچھے سے یا چت لٹا کر، لیکن جگہ وہی بچے والی ہو۔

وَكَانَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ يَشْرَحُونَ النِّسَاءَ شَرْحًا مُنْكَرًا، وَيَتَلَذَّذُونَ مِنْهُنَّ مُفْبَلَاتٍ وَمُذَبَّرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَذَهَبَ يَصْنَعُ بِهَا ذَلِكَ فَأَنْكَرَتْهُ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: إِنَّمَا كُنَّا نُؤْتَى عَلَى حَرْفٍ فَاصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِلَّا فَاجْتَنِبْنِي حَتَّى شَرِي أَمْرُهُمَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَسْأَلُكُمُ خُرْتُ لَكُمْ فَاتُوا خُرْتُكُمْ أَنِّي شَيْئٌ﴾ أَيُّ مُفْبَلَاتٍ وَمُذَبَّرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ يَعْنِي بِذَلِكَ مَوْضِعَ الْوَلَدِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① بیوی سے پاخانہ کی جگہ میں مباشرت کرنا حرام اور لعنت کا کام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کی دیر میں مباشرت کرے۔“ (مسند احمد: ۴/۲۴۴) اسی کی بابت ایک جگہ پر یوں فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا عورت کی دیر میں جنسی عمل کرے۔“ (جامع الترمذی: الرضاع، حدیث: ۱۱۶۵) ان فرامین کی روشنی میں مرد کو اس قبیح عمل سے اجتناب کرنا چاہیے اور عورت کو چاہیے کہ اس منکر عظیم کے بارے میں اپنے شوہر کی بات نہ مانے اگر وہ ایسا کرنے کے لیے کہے تو انکار کر دے۔ ② شروع حدیث میں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ آیت مذکورہ کی تفسیر کی بابت کچھ اختلاف ہے، گو یہ بات صحیح نہیں۔ لیکن حضرت ابن عباس کو اسی طرح خبر دی گئی تھی۔ حالانکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے قائل نہیں تھے۔ جیسے کہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت فرمادی ہے۔ (حواشی عون المعبود)

(المعجم ۴۵، ۴۶) - بَابٌ فِي إِيْتَانِ الْحَائِضِ وَمُبَاشَرَتِهَا (التحفة ۴۷)
باب: ۴۵، ۴۶ - ایام حیض میں بیوی سے مجامعت (ہم بستری کرنے) اور مباشرت (بغل گیر ہونے) کا مسئلہ

۲۱۶۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: ۲۱۶۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۲۱۶۵- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۳۰۲ من حديث حماد بن سلمة به.

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کہ یہودی لوگ جب ان میں کوئی عورت حیض سے ہوتی تو اس کو گھر سے نکال دیتے تھے۔ اس کے ساتھ کھاتے نہ پیتے اور نہ ایک گھر میں اکٹھے رہتے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿وَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ.....﴾ ”لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے سو حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو.....“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہو اور ہر فعل کر سکتے ہو سوائے نکاح (جنسی عمل) کے۔“ یہودی کہنے لگے: یہ آدمی (محمد ﷺ) ہمارے کسی کام کو نہیں چھوڑتا مگر اس کی مخالفت ہی کرتا ہے۔ حضرت اسید بن خضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہودی اس اس طرح کہتے ہیں تو کیا ہم حیض کے دنوں میں بھی عورتوں سے مجامعت نہ کر لیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک بدل گیا۔ حتیٰ کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ ان دونوں سے واقعتاً ناراض ہو گئے ہیں چنانچہ وہ (آپ کی مجلس سے) نکل آئے۔ (ان کے جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا ہدیہ آ گیا۔ تو آپ نے ان کو پیچھے سے بلوایا تب ہمیں تسلی ہوئی کہ آپ ان پر (دلی طور سے) ناراض نہیں ہوئے تھے۔

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ الْيَهُودَ كَانَتْ إِذَا حَاضَتْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ أَخْرَجُوهَا مِنَ الْبَيْتِ وَلَمْ يَأْكُلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبَيْتِ، فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ؟، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [البقرة: ۲۲۲]، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، وَاصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ غَيْرِ النِّكَاحِ»، فَقَالَتِ الْيَهُودُ: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ، فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ خُضَيْرٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشْرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْيَهُودَ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا، أَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ فِي الْمَحِيضِ. فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا قَطَنًا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.

فائدہ: نوافل پیچھے حدیث: ۲۵۸ میں گزر چکے ہیں۔

۲۱۶۶- جناب خلاص ہجری کہتے ہیں کہ میں نے

۲۱۶۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں سو جاتے تھے حالانکہ میں ایام میں ہوتی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ (خون وغیرہ) لگ جاتا تو اس جگہ کو دھو لیتے اور اس جگہ سے مزید آگے نہ دھوتے۔ اور اگر آپ کے کپڑے کو کچھ لگ جاتا تو اسی جگہ کو دھو لیتے اور اس سے تجاوزه نہ کرتے اور اسی میں نماز پڑھ لیتے۔

عن جَابِرِ بْنِ صُبْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَلَّاسًا الْهَجَرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَبِيتُ فِي الشَّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعُدَّهُ، وَإِنْ أَصَابَ - تَعْنِي - ثَوْبُهُ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعُدَّهُ وَصَلَّى فِيهِ.

🌞 فائدہ: فوائد بیچھے حدیث: ۲۶۹ میں گزر چکے ہیں

۲۱۶۷- ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی کسی بیوی کے ساتھ لیٹا چاہتے اور وہ حیض سے ہوتی، تو اسے کہتے کہ اپنی تہ بند خوب اچھی طرح باندھ لے پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔

۲۱۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ أَمَرَهَا أَنْ تَتَرَّرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

🌞 فائدہ: چونکہ نبی ﷺ کی پوری زندگی امت کیلئے اسوہ اور نمونہ ہے اس لیے آپ کے اندرون خانہ کے احوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔

باب: ۴۶، ۴۷- جو شخص حائضہ بیوی سے مجامعت کر بیٹھے اس کا کفارہ

(المعجم ۴۶، ۴۷) - بَابُ: فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى حَائِضًا (التحفة ۴۸)

۲۱۶۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ شخص جو اپنی بیوی سے اس کے ایام حیض میں مجامعت کر بیٹھے (اس کی بابت) آپ ﷺ نے فرمایا:

۲۱۶۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ - غَيْرُهُ عَنْ سَعِيدٍ -: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،

۲۱۶۷- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ۳۰۳، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ۲۹۳ من حديث الشيباني به.

۲۱۶۸- تخریج: [صحیح] تقدم، ح: ۲۶۴، وأخرجه ابن ماجه، الطهارة وسننها، باب في كفارة من أتى حائضا، ح: ۶۴۰، والنسائي، ح: ۲۹۰ من حديث يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح: ۱۳۶، ۱۳۷.

۱۲- کتاب النکاح

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

”ایک دینار صدقہ دے یا آدھا دینار۔“ (حدیث پیچھے گزر چکی ہے دیکھیے: ۲۶۳)

عن مِقْسَمٍ، عن ابن عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

۲۱۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اگر خون کے دنوں میں مباشرت کی ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر خون رک جانے کے دنوں میں کی ہو تو آدھا دینار۔

۲۱۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامُ بْنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا أَصَابَهَا فِي الدَّمِ فَدِينَارٌ، وَإِذَا أَصَابَهَا فِي انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِينَارٍ.

🌞 ملاحظہ: یہ اثر معمولی اختلاف الفاظ سے پہلے گزر چکا ہے دیکھیے حدیث نمبر: ۲۶۵-

باب: ۴۸/۴۷- عزل کا بیان

(المعجم ۴۷، ۴۸) - باب مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ (التحفة ۴۹)

۲۱۷۰- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے اس کا ذکر آیا یعنی عزل کا تو آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی یہ کرتا ہی کیوں ہے؟“ آپ نے یہ نہیں فرمایا: تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کرے۔“ بلاشبہ جو جان پیدا ہونے والی ہے اللہ تعالیٰ اسے پیدا کر کے رہے گا۔“

۲۱۷۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالْقَانِيُّ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ قَزَعَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: ذُكِرَ ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَعْنِي الْعَزْلَ قَالَ: «فَلِمَ يَفْعَلُ أَحَدُكُمْ؟» وَلَمْ يَقُلْ: فَلَا يَفْعَلُ أَحَدُكُمْ «فَإِنَّهُ لَيْسَتْ مِنْ نَفْسٍ مَخْلُوقَةٍ إِلَّا اللَّهُ خَالِقُهَا».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راوی حدیث قزعةؓ یہ زیاد کا مولیٰ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَزَعَةُ مَوْلَى زِيَادٍ.

🌞 فائدہ: مباشرت کرتے وقت مرد اپنی منی عورت کی فرج میں نکالنے کی بجائے باہر نکالے اسے عزل کہتے ہیں۔

۲۱۶۹- تخریج: [ضعیف] تقدم، ح: ۲۶۵.

۲۱۷۰- تخریج: أخرجه مسلم، النکاح، باب حکم العزل، ح: ۱۴۳۸/۱۳۲ من حدیث سفیان بہ، وعلقہ البخاری، ح: ۷۴۰۹ من حدیث مجاہد بہ.

۲۱۷۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرتا ہوں اور اس کا حاملہ ہونا مجھے پسند نہیں ہے اور میں وہی چاہتا ہوں جو مرد چاہتے ہیں۔ مگر یہودی کہتے ہیں کہ عزل کرنا چھوٹے انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی غلط کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنا چاہے گا تو تو اسے ٹال نہیں سکتا۔“

۲۱۷۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ رِفَاعَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي لِي جَارِيَّةٌ، وَأَنَا أُعْزِلُ عَنْهَا، وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ، وَأَنَا أُرِيدُ مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ. وَإِنَّ الْيَهُودَ تُحَدِّثُ أَنَّ الْعَزْلَ مَوْءُودَةُ الصُّغْرَى. قَالَ: «كَذَبَتْ يَهُودُ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَهُ مَا اسْتَطَعَتْ أَنْ تَصْرِفَهُ».

۲۱۷۲- ابن محیریز کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ان سے عزل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق میں گئے اور ہمیں اس غزوے میں لونڈیاں ہاتھ آئیں، عرب عورتیں، ہمیں عورتوں کی بہت خواہش تھی اور عورتوں کے بغیر (مجرد) رہنا ہمیں بہت مشکل ہو رہا تھا۔ اور ہم ان لونڈیوں کو بیچنا بھی چاہتے تھے (اس لیے چاہتے تھے کہ حاملہ نہ ہوں) تو ہم نے عزل کا ارادہ کیا۔ پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود ہیں ان سے پوچھتے بغیر ہم یہ کام کریں (کسی طرح جائز نہیں)۔

۲۱۷۲- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رِبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ جَبَانَ، عَنْ ابْنِ مُحَبَّرٍ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصْبَنَا سَبَايَا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاسْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاسْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ ثُمَّ قُلْنَا: نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ؟

۲۱۷۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷/ ۲۳۰ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ۳/ ۳۳، والنسائي في الكبرى، ح: ۹۰۷۹ من حديث يحيى بن أبي كثير به * رفاعه مجهول الحال، وحديث البيهقي: ۷/ ۲۳۰ يغني عنه.

۲۱۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، العلق، باب من ملك من العرب رقيقاً فوهب... الخ، ح: ۲۵۴۲ من حديث مالك، ومسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح: ۱۴۳۸ من حديث ربيعة به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۵۹۴.

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: «مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَانَتْهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَانَتْهُ».

چنانچہ ہم نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں قیامت تک جو جان بھی پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔“



فوائد و مسائل: ① عزل ایک ناپسندیدہ عمل ہے، مگر مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان قابل توجہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔“ یہ نہیں فرمایا کہ اگر کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔ یعنی کراہت کے ساتھ اس کا جواز باقی رکھا تاکہ ناگزیر قسم کی صورتوں میں اسے اختیار کرنے کی گنجائش باقی رہے۔ عزل کی یہ صورت عہد رسالت و عہد صحابہ میں رائج تھی جسے کراہت کے ساتھ جائز رکھا گیا۔ لیکن آج کل اس کے متبادل کئی صورتیں نکل آئی ہیں۔ جیسے ”ساتھی“ (کنڈومز) کا استعمال ② بعض دوائیں یا انجکشن جن کے استعمال سے کچھ مدت تک حمل قرار نہیں پاتا۔ ③ عورتوں کے رحم کا آپریشن جس کے بعد عورت حاملہ نہیں ہوتی۔ ④ نس بندی جس میں مرد کے آلہ تناسل کا آپریشن کر کے اسے بار آور کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

پہلی دو صورتیں عارضی ہیں (جیسے عزل، حمل سے بچنے کا ایک عارضی طریقہ ہے) اس لیے یہ دونوں طریقے حسب ضرورت جائز ہوں گے۔ جیسے عورت کی صحت کمزور ہو اور مزید ولادت اس کی جان کے لیے خطرے کا باعث ہو۔ اس قسم کی صورت میں دونوں طریقوں میں سے کوئی سا بھی طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد عورت کے حسن و جمال کی حفاظت ہو یا بچوں کو کھلانے پلانے اور ان کی تعلیم و تربیت کا خوف ہو تو اس قسم کے مقاصد کے لیے ان دونوں عارضی طریقوں کا بھی اختیار کرنا جائز ہوگا۔ اور تیسرا اور چوتھا طریقہ جس میں مستقل طور پر حاملہ ہونے یا حاملہ کرنے کا سد باب کر دیا جاتا ہے، یکسر حرام ناجائز اور اللہ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔ اس کا جواز کسی بھی صورت میں نہیں ہے۔



۲۱۷۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میری ایک لونڈی ہے میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور اس کا حاملہ ہونا مجھے پسند نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر چاہو تو عزل کر لیا کرو جو اس کے مقدر میں ہے وہ تو آ کر رہے گا۔“ بیان کیا کہ کچھ دن گزرے پھر وہ آدمی آپ کے پاس آیا اور بتایا کہ لونڈی حاملہ ہو گئی ہے۔ آپ نے

۲۱۷۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِي جَارِيَةً أَطُوفُ عَلَيْهَا وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ: «اعْزِلْ عَنْهَا إِنْ شِئْتَ فَإِنَّهُ سَيَأْتِيَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا». قَالَ: فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَاهُ

۱۲- کتاب النکاح نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

فَقَالَ: إِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَمَلْتُ، قَالَ: «قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا».

فرمایا: ”میں نے تمہیں کہا تھا کہ جو اس کے مقدر میں ہے وہ آ کر رہے گا۔“

(المعجم ۴۸، ۴۹) - باب مَا يُكْرَهُ مِنْ ذِكْرِ الرَّجُلِ مَا يَكُونُ مِنْ إِيصَابِهِ أَهْلَهُ (التحفة ۵۰)

باب: ۴۸/۴۹- مجامعت کی تفصیل بیان کرنا حرام ہے

۲۱۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَادٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ طُفَاوَةَ قَالَ: تَوَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ بِالْمَدِينَةِ فَلَمْ أَرِ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَشَدَّ تَشْمِيرًا وَلَا أَقْوَمَ عَلَى صَنِيفٍ مِنْهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ يَوْمًا وَهُوَ عَلَى سَرِيرٍ لَهُ وَمَعَهُ كَيْسٌ فِيهِ حَصَى أَوْ نَوَى وَأَسْفَلَ مِنْهُ جَارِيَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ وَهُوَ يُسَبِّحُ بِهَا حَتَّى إِذَا نَفَدَ مَا فِي الْكَيْسِ أَلْقَاهُ إِلَيْهَا، فَجَمَعَتْهُ فَأَعَادَتْهُ فِي الْكَيْسِ فَرَفَعَتْهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُوْعِكَ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: «مَنْ أَحْسَرَّ الْفَتَى الدَّوْسِيَّ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ

۲۱۷۴- ابو نضرہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ طفاوہ کے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا۔ وہ اصحاب نبی ﷺ میں سب سے بڑھ کر عبادت میں مستعد اور مہمان نواز تھے۔ ایک دن میں ان کے پاس تھا جب کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھے تھے اور ان کے پاس ایک تھیلی تھی اس میں کنکریاں تھیں یا گٹھلیاں تخت سے نیچے ان کی لونڈی بیٹھی تھی سیاہ رنگ کی آپ ان کنکریوں یا گٹھلیوں پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔ جب وہ ختم ہو جاتی تو وہ اسے اس کی طرف پھینک دیتے اور وہ انہیں اکٹھی کر کے پھر سے تھیلی میں بھر کر ان کو دے دیتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور رسول اللہ ﷺ کی بات نہ سناؤں، میں نے کہا: کیوں نہیں! کہا: ایک دفعہ میں بخار میں مبتلا مسجد میں پڑا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہوئے اور پوچھا: ”کسی کو دوساں جو ان کی خبر ہے؟“ (دوس حضرت ابو ہریرہ کے قبیلے کا نام ہے۔) آپ نے تین بار پوچھا تو ایک شخص نے

۲۱۷۴- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ما جاء في طيب الرجال والنساء، ح: ۲۷۸۷، والنسائي، ح: ۵۱۲۱ من حديث الجريري به مختصراً، وقال الترمذي: "حسن" * شيخ من طفاوة لا يعرف (تقریب)، ولبعض الحديث شواهد.

۱۲- کتاب النکاح

نکاح سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کہا: اے اللہ کے رسول! وہ مسجد کے کونے میں ہے اور بخار میں بھٹک رہا ہے۔ آپ چلتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ مبارک مجھ پر رکھا اور میرے بارے میں اچھی بات فرمائی، تو میں اٹھ بیٹھا۔ اور آپ چلتے ہوئے اپنی جائے نماز پر آ گئے اور نمازیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ دو صفیں مردوں کی تھیں اور ایک صف عورتوں کی یا دو صفیں عورتوں کی اور ایک مردوں کی۔ پس آپ نے فرمایا: ”اگر شیطان مجھے میری نماز بھلوا دے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی سے متنبہ کریں۔“ چنانچہ رسول ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز میں سے کچھ نہ بھولے۔ پھر فرمایا: ”اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔“ موسیٰ نے یہاں اضافہ کیا اور کہا: پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر کہا: اما بعد! اور مردوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ”کیا تم میں کوئی ہے کہ جب اپنی بیوی کے پاس جائے اس پر دروازہ بند کر لے اس پر پردہ ڈال دے اور اللہ کے پردے سے چھپ جائے؟“ سب نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”پھر وہ بیٹھا کہنے لگتا ہے میں نے ایسے کیا، میں نے ایسے کیا۔“ تو سب خاموش رہے۔ پھر آپ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں کوئی ہے جو یہ باتیں بیان کرتی ہو؟“ تو وہ خاموش رہیں۔ مگر ایک نوجوان عورت اپنے ایک گھٹنے پر اٹھی۔ مؤمل نے اپنی روایت میں کہا کہ اس کا سینہ ابھرا ہوا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف گردن لمبی کی تاکہ آپ اس کو دیکھ لیں اور اس کی بات سنیں۔ وہ بولی: اے اللہ

رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هُوَ، ذَا يُوعَكُ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلَ يَمْشِي حَتَّى انْتَهَى إِلَيَّ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيَّ فَقَالَ لِي مَعْرُوفًا، فَتَهَضُّتُ، فَأَنْطَلَقَ يَمْشِي حَتَّى أَتَى مَقَامَهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ وَمَعَهُ صَفَّانِ مِنْ رِجَالٍ وَصَفٌّ مِنْ نِسَاءٍ، أَوْ صَفَّانِ مِنْ نِسَاءٍ وَصَفٌّ مِنْ رِجَالٍ، فَقَالَ: «إِنَّ نَسَائِي الشَّيْطَانُ شَيْنًا مِنْ صَلَاتِي فَلْيَسْبِحِ الْقَوْمُ وَلْيُصَفِّقِ النِّسَاءُ». قَالَ: فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يُنَسِّ مِنْ صَلَاتِهِ شَيْئًا، فَقَالَ: «مَجَالِسَكُمْ مَجَالِسَكُمْ». زَادَ مُوسَى هَهُنَا: ثُمَّ حَمِدَ اللَّهَ وَأَنْتَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ» - ثُمَّ انْفَقُوا - ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الرِّجَالِ قَالَ: «هَلْ مِنْكُمْ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ فَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ وَأَلْقَى عَلَيْهِ سِتْرَهُ وَاسْتَتَرَ بِسِتْرِ اللَّهِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «ثُمَّ يَجْلِسُ بَعْدَ ذَلِكَ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا فَعَلْتُ كَذَا؟». قَالَ: فَسَكَتُوا: قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: «هَلْ مِنْكُمْ مَنْ تُحَدِّثُ؟»، فَسَكَتْنَ، فَجَثَّتْ فَنَاءً - قَالَ مُؤَمِّلٌ: فِي حَدِيثِهِ: فَنَاءً كَعَابٍ - عَلَى إِحْدَى رُكْبَتَيْهَا وَتَطَاوَلَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَرَاهَا وَيَسْمَعَ كَلَامَهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُمْ لَيَتَحَدَّثُونَ وَإِنَّهُمْ لَيَتَحَدَّثُنَّ، فَقَالَ: «هَلْ تَذَرُونَ مَا مَثَلُ



کے رسول! یقیناً یہ مرد باتیں کرتے ہیں اور یہ عورتیں بھی باتیں کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا جانتے ہو اس کی کیا مثال ہے؟“ پھر فرمایا: ”اس کی مثال اس شیطان عورت کی سی ہے جسے گلی میں کوئی شیطان مرد مل جائے اور وہ اس سے اپنی حاجت پوری کرے اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوں۔ خبردار! مردوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کا رنگ نمایاں ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔“

ذَلِكَ؟» فَقَالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ ذَلِكَ مَثَلُ شَيْطَانِيَةٍ لَفَيْتِ شَيْطَانًا فِي السَّكَّةِ فَقَضَى مِنْهَا حَاجَتَهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، أَلَا إِنَّ طِيبَ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَلَمْ يَظْهَرْ لَوْنُهُ، أَلَا إِنَّ طِيبَ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَلَمْ يَظْهَرْ رِيحُهُ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس مقام پر مجھے مؤمل اور موسیٰ سے یاد ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ نہ لیئے یا کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ لیئے“ الا یہ کہ بیٹا ہو یا باپ۔“ اور تیسری بات بھی ذکر کی جو مجھے بھول گئی ہے اور وہ مسدود کی روایت میں ہے مگر وہ مجھے کما حقہ یاد نہیں ہے۔ موسیٰ نے اپنی سند میں کہا: ”حدثنا حماد عن الجريري عن ابي نصره عن الطفاوي“.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمِنْ هَهُنَا حَفِظْتُهُ عَنْ مُؤْمِلٍ وَمُوسَى: «أَلَا لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى امْرَأَةٍ، إِلَّا إِلَى وَلَدٍ أَوْ وَالِدٍ» وَذَكَرَ ثَالِثَةً فَنَسِيتُهَا وَهُوَ فِي حَدِيثِ مُسَدَّدٍ وَلَكِنِّي لَمْ أَتَقْنَهُ كَمَا أَحْبَبْتُ وَقَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنِ الْجَرِيرِيِّ، عَنْ أَبِي نَصْرَةَ، عَنِ الطُّفَاوِيِّ

ملوظ: ① روایت سند ضعیف ہے۔ مگر مسئلہ اسی طرح ہے کہ زوجین کو اپنی مباشرت کی تفصیلات بیان کرنا حرام ہے۔ اگر کہیں اشد ضرورت ہو تو صحبت کی خبر دے سکتا ہے مگر تفصیل کے بغیر ⑤ مردوں کو عطریات استعمال کرنے چاہئیں ان کے لیے رنگ نمایاں کرنے والے پاؤڈر نا جائز ہیں بخلاف عورتوں کے انہیں عطر استعمال کر کے باہر نکلنا نا جائز ہے گھر میں استعمال کر سکتی ہیں۔ پاؤڈر ایسے استعمال کریں جن میں خوشبو نہ ہو کہ اجانب کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگیں ⑥ مردوں یا عورتوں کو اکٹھے لیٹنا نا جائز ہے الا یہ کہ کوئی خاص مجبوری ہو۔ باپ بیٹے کو اجازت ہے اور اسی طرح ماں بیٹی کے لیے بھی قیاس کے طور پر اس کا جواز ہو سکتا ہے۔





طلاق کے احکام و مسائل

طلاق کی لغوی و اصطلاحی تعریف: [الطَّلَاقُ، إِبْطَاقٌ] سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ”الإرسال و الترك“ یعنی کھول دینا، چھوڑ دینا اور ترک کرنا ہے۔“ عرب کہتے ہیں: ”أَطْلَقْتُ الْأَسِيرَ“ میں نے قیدی کو چھوڑ دیا اور اسے آزاد کر دیا۔“ اصطلاح میں طلاق کی تعریف یوں کی گئی ہے: [هو حل رابطة الزواج و انهاء العلاقة الزوجية] ”ازدواجی تعلق کو ختم کرنا اور شادی کے بندھن کو کھول دینا“ طلاق کہلاتا ہے۔“

مرد اور عورت کے مابین نکاح ایک محترم رشتہ ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے ان کے مابین انس و موانست کے حالات قائم نہ رہ سکیں تو وہ باوقار انداز میں علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ اس عقد نکاح کو ختم کرنے کا نام ”طلاق“ ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ عقد ہو جانے کے بعد علیحدگی ہو ہی نہیں سکتی، چاہے حالات کیسے ہی ہوں، جیسے کہ عیسائیوں یا ہندوؤں کا معمول ہے۔ اسی طرح یہ تصور بھی صحیح نہیں کہ عورت کو پاؤں کا جوتا سمجھ لیا جائے جب چاہا پہن لیا اور جب چاہا اتار دیا۔ اسلام نے اس عمل جدائی کو انتہائی اشد ضرورت کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اور اس عقد کو ختم کرنے کا حق صرف مرد کو دیا ہے۔ اس حق کے بغیر گھر، خاندان اور معاشرے

کا نظام مرتب اور پائیدار نہیں ہو سکتا۔ عورت اگر علیحدہ ہونا چاہے تو اس کے لیے خلع کے ذریعے سے یہ گنجائش موجود ہے اگر خاوند اس کے لیے آمادہ نہ ہو تو عورت خلع کے لیے عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ لیکن اسلام نے عورت کو طلاق کا حق نہیں دیا ہے۔ زوجین کے مابین علیحدگی (طلاق) کے خاص آداب اور اسالیب ہیں۔ دور جاہلیت میں لوگ سیکڑوں طلاقیں دیتے اور رجوع کرتے رہتے تھے اسی طرح عورت عمر بھر مظلومیت کا شکار رہتی تھی، مگر اسلام نے اس کو زیادہ سے زیادہ صرف تین دفعہ تک محدود کر دیا ہے۔ اور ان تین دفعہ کو ایک وقت میں نافذ کرنا ناجائز ٹھہرایا ہے۔ بعد از طلاق عورت کیلئے عدت (ایام انتظار) مقرر کیے ہیں۔ ان دنوں میں فریقین کو اپنے فیصلے پر غور و فکر کرنے کے لیے عام حالات میں تین ماہ دیے گئے ہیں۔ وہ اپنے حالات پر نظر ثانی کر کے بغیر کسی نئے عقد کے اپنا گھر بسا سکتے ہیں۔ مگر ایسا صرف دوبارہ ہو سکتا ہے۔ تیسری دفعہ کی طلاق آخری موقع ہوگی اور اس کے بعد ان کے درمیان رجوع ہو سکتا ہے نہ نکاح ﴿حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ ”حتیٰ کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح کرے۔“ (البقرہ: ۲۳۰) ان سطور میں چند نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دلیل ہیں کہ اسلام ایک فطری اور جامع دین ہے دنیا اور آخرت کی فلاح اسی کے منہاج میں ہے۔ قرآن مجید میں یہ مسائل کئی جگہ بیان ہوئے ہیں بالخصوص سورۃ البقرہ میں: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيْعٍ بِاِحْسَانٍ الخ﴾ آیت: ۲۲۸ و ما بعد ملاحظہ ہوں۔

طلاق کی اقسام: اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ازدواجی زندگی کی الجھنوں کو سلجھانے کے لیے متعدد تعلیمات دی ہیں۔ لیکن اگر بد قسمتی سے یہ خوبصورت تعلق شدید اختلافات، سخت غلط فہمیوں اور ناچاقیوں کی وجہ سے برقرار رکھنا ناممکن ہو جائے تو بھی اسلام نے رواداری، شائستگی اور اعلیٰ اخلاقیات کا دامن تھامے رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ اس تعلق کو نبھانے کے لیے ایک مہذب طریقہ سمجھایا تھا تو اب اس کو ختم کرنے کے لیے بھی افراط و تفریط سے مبرا، خوبصورت اور انسانی فلاح و بہبود کا ضامن طریقہ عطا کیا ہے۔ لہذا طلاق دینے کے طریقے کے لحاظ سے طلاق کی درج ذیل اقسام ہیں:

① طلاق سنی: یہ وہ مہذب اور شائستہ طریقہ ہے جس سے مسلمانوں کو اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طریقے کے مطابق جب کوئی شخص اپنی ازدواجی زندگی کو ختم کرنا چاہے تو اسے حکم دیا گیا ہے

کہ وہ ایسے طہر میں بیوی کو طلاق دے جس میں اس نے ہم بستری نہ کی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ لَعَدَتِهِنَّ﴾ (الطلاق: ۱) ”اے نبی! (لوگوں سے کہہ دو) جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو“ یعنی ایام ماہواری کے ختم ہونے اور طہارت کے ایام شروع ہوتے ہی طلاق دو۔ ہم بستری کر لینے کے بعد طلاق دینا درست نہیں۔ اس طریقہ طلاق کو ”طلاق سنت“ کہتے ہیں۔

① طلاق بدعی: یہ وہ طریقہ طلاق ہے جس میں خاوند اپنی بیوی کو ایام حیض، نفاس یا اس ”طہر“ میں طلاق دے دیتا ہے جس میں اس نے ہم بستری کی ہو۔ یہ طریقہ شریعت کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ اور غلط ہے لہذا ایسے طریقے سے طلاق دینے والے سخت گناہ گار ہوں گے۔

② طلاق بائن: یہ ایسا طریقہ ہے جس میں مرد کا حق رجوع جاتا رہتا ہے۔ مثلاً اس نے ایک طلاق سنت طریقے سے دی اور پھر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا اور عدت ختم ہو گئی، یا دو عادل منصفوں نے ان کے درمیان طلاق دلوائی تھی یا مرد نے حق مہر واپس لے کر عورت کو خلع دیا تھا یا عورت سے ہم بستری سے قبل ہی طلاق دے دے تھی۔ ان تمام صورتوں میں اگر دوبارہ باہمی رضامندی سے نکاح جدید کرنا چاہیں تو نئے حق مہر کے تعین سے کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر مرد تین طلاقیں وقفہ وقفہ سے دے چکا ہو تو پھر اس کا یہ حق بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ الا یہ کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں جائے اور پھر اس کے فوت ہونے یا طلاق دینے پر دوبارہ پہلے شخص سے نکاح کر لے۔

③ طلاق رجعی: یہ طریقہ سنت طریقہ کے مطابق ہے کہ عورت کو طہر میں ایک طلاق دے اور پھر اگر چاہے تو ایام عدت میں رجوع کر لے اگرچہ عورت کی رضامندی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو یہ اختیار دیا ہے اور اس کا حق دومرتبہ ہے تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد یہ حق ختم ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَبِعُولَتِہِنَّ أَحْقُّ بِرَدِّہِنَّ فِي ذَٰلِكَ اِنْ ارَادُوا اَصْلَاحًا﴾ (البقرہ: ۲۲۸) ”اور ان کے خاوند اگر اصلاح کا ارادہ رکھیں تو وہ انہیں واپس بلانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔“ نیز فرمایا: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاَمَّا سَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرہ: ۲۲۹) ”یہ طلاقیں (جن میں رجوع کا حق ہے) دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی سے چھوڑ دینا ہے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۳) - كِتَابُ الطَّلَاقِ (التحفة ۷)

طلاق کے احکام و مسائل

طلاق کے فروعی مسائل

باب ۱- بیوی کو شوہر کے خلاف
ابھارنا حرام ہے

۲۱۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو
کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف ابھارے یا غلام کو
اس کے مالک کے خلاف کر دے۔“

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الطَّلَاقِ

(المعجم ۱) - بَابُ: فِيمَنْ حَبَبَ امْرَأَةً
عَلَى زَوْجِهَا (التحفة ۱)

۲۱۷۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ
رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ عِكْرِمَةَ،
عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَبَبَ
امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ».

باب ۲- جو عورت شوہر سے اس کی بیوی
کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے

(المعجم ۲) - بَابُ: فِي الْمَرْأَةِ تَسْأَلُ
زَوْجَهَا طَلَاقَ امْرَأَةٍ لَهُ (التحفة ۲)

۲۱۷۶- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي

۲۱۷۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۳۹۷/۲، والنسائي في الكبرى، ح: ۹۲۱۴ من حديث عمار به،
وصححه ابن حبان، ح: ۱۳۱۹، والحاكم على شرط البخاري: ۱۹۶/۲، ووافقه الذهبي.

۲۱۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، القدر، باب: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدْرًا مَقْدُورًا﴾، ح: ۶۶۰۱ من حديث مالك به،
وهو في الموطأ (بحی): ۹۰۰/۲.



۱۳- کتاب الطلاق طلاق کے احکام و مسائل

هُرَيْرَةُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلِتَنْكِحَ فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا».

کا مطالبہ نہ کرے کہ اس طرح اس کا پیالہ (اپنی خاطر) خالی کرالے۔ اسے چاہیے کہ نکاح کر لے اس کو وہی کچھ ملے گا جو اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے۔“

☀ فائدہ: یعنی کسی مسلمان بہن کو طلاق دلوانا بہت بری بات ہے بلکہ چاہیے کہ رضا بالقضا کا مظاہرہ کرے۔ اس کو طلاق دلوا کر یہ نہ اپنے لیے کچھ اضافہ کر سکتی ہے اور نہ اس کا کچھ نقصان کر سکتی ہے۔ لہذا اگر اسی مرد کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اس سے نکاح کر لے۔

(المعجم ۳) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ (التحفة ۳)

باب: ۳- طلاق ایک مکروہ اور ناپسندیدہ کام ہے

۲۱۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مُعَرِّفٌ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَحَلَّ اللَّهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ».

۲۱۷۷- محارب (بن دثار) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے طلاق سے بڑھ کر ناپسندیدہ کسی چیز کو حلال نہیں فرمایا۔“

۲۱۷۸- حَدَّثَنَا كَثِيرٌ بْنُ عَبِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُعَرِّفِ بْنِ وَاصِلٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ».

۲۱۷۸- محارب بن دثار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ہاں حلال کاموں میں سب سے ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔“

☀ فوائد و مسائل: ① امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ (مستدرک حاکم، الطلاق، حدیث: ۲۷۹۳) مگر ابوجاتم، دارقطنی اور بیہقی نے اس کا مرسل ہونا راجح کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی غالباً اسی وجہ سے ان دونوں روایات کو ”ضعیف سنن ابی داؤد“ میں درج کیا ہے۔ ② اور کراہت سے مراد ان اسباب کی کراہت ہے جن کی وجہ سے طلاق ہو۔ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ ”نفس طلاق کو اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اور ثابت

۲۱۷۷- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۳۲۲/۷ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لإرساله، وانظر الحديث الآتي.

۲۱۷۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳۲۲/۷ من حديث أبي داود، وصححه الحاكم: ۱۹۶/۲، ووافقه الذهبي على شرط مسلم، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۰۱۸ من طريق آخر عن محارب بن دثار به.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج کو طلاق دی تھی اور پھر رجوع کیا تھا۔ (سنن أبی داود، الطلاق، حدیث: ۲۸۸۳۔ مستدرک حاکم، الطلاق، حدیث: ۲۷۹۲) ایسے ہی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک بیوی تھی انہیں ان سے بہت الفت تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کا اس کے ساتھ رہنا پسند نہ تھا۔ انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کر دی تو آپ نے ان کو بلایا اور کہا: ”عبداللہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو چنانچہ انہوں نے طلاق دے دی۔“ (جامع ترمذی، الطلاق و اللعان، حدیث: ۱۱۸۹) اور یہ نہیں ہو سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا حکم ارشاد فرمائیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مکروہ ہو۔

طلاق کی مختلف صورتیں: ① طلاق سنی: اس کی دو صورتیں ہیں۔ (الف) طلاق احسن: انسان بیوی کو حالت طہر میں قبل از جماع ایک طلاق دے پھر اسے چھوڑ دے حتیٰ کہ اس کی عدت مکمل ہو جائے۔ یا عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لے۔ (ب) طلاق حسن۔ ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔ ② طلاق بدعی: ایک ہی لفظ یا جملے میں متعدد طلاقیں دے یا متعدد جملے استعمال کر کے متعدد طلاقیں دے مگر ایک ہی طہر میں دے یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت کی ہو۔ ③ طلاق رجعی: پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ طلاق رجعی ہوتی ہے۔ یعنی ان میں عدت کے دوران میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل رہتا ہے۔ ④ (الف) طلاق بائن: (بینونہ صغریٰ) یعنی ایک طلاق دے پھر خاموش رہے حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے۔ اب عورت بائن ہوگئی جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ پہلا شوہر بھی اس کی منظوری اور اجازت سے نکاح کر سکتا ہے۔ اس صورت میں بعد از عدت نیا عقد نئے حق مہر سے ہو سکتا ہے۔ (ب) طلاق بائن: (بینونہ کبریٰ) مختلف اوقات یا مختلف مجالس میں تین طلاقیں پوری کر دے حتیٰ کہ شوہر کو رجوع کا حق باقی نہ رہے ایسی صورت میں وہ عورت کسی اور سے (باقاعدہ آباد رہنے کی نیت سے) نکاح کرے اس سے فی الواقع مباشرت ہو اور پھر اتفاقیہ طلاق یا خاوند کی موت کے سبب وہ عورت وہاں سے فارغ ہو جائے تو پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ ⑤ طلاق صریح: واضح اور صریح الفاظ سے طلاق دینا۔ ⑥ طلاق کنایہ: ایسے الفاظ سے طلاق دینا جو طلاق اور غیر طلاق دونوں معانی کے محتمل ہوں۔ ایسے میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ ⑦ طلاق منجز: صریح اور واضح طلاق جو فوراً نافذ ہو جاتی ہے۔ ⑧ طلاق معلق: کسی قول و فعل کے ساتھ مشروط کر کے طلاق دینا مثلاً ”اگر ایسا ہوا تو طلاق“ وغیرہ۔

(المعجم ۴) - بَابُ: فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ باب: ۴- طلاق کا سنت طریقہ کیا ہے؟

(التحفة ۴)

۲۱۷۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۱۷۹- تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب وقول الله تعالى: "يا أيها النبي إذا طلقتم النساء... الخ"، ح: ۵۲۵۱، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها... الخ، ح: ۱۴۷۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۷۶/۲.

مسنون طریقے سے طلاق دینے کے احکام و مسائل

کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اس کو حکم دو کہ اس سے رجوع کرے پھر اس کو اپنے ہاں رکھے حتیٰ کہ وہ پاک ہو پھر اسے حیض آئے پھر پاک ہو پھر اگر چاہے تو اسے بیوی بنائے رکھے یا چاہے تو طلاق دے دے (مگر) مباشرت سے پہلے۔ اور یہی وہ عدت ہے جس کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔“

عن نافع، عن عبد الله بن عمر أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَبَلَكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطْلَقَ لَهَا النِّسَاءُ».

۲۱۸۰- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی..... اور (مذکورہ بالا) حدیث مالک کی طرح روایت کی۔

۲۱۸۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

۲۱۸۱- سالم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دے دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ”اے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے پھر جب پاک ہو تو طلاق دے یا جب وہ حمل سے ہو۔“

۲۱۸۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطْلَقْهَا إِذَا طَهَّرَتْ أَوْ وَهِيَ حَامِلٌ».

۲۱۸۲- سالم بن عبد اللہ اپنے والد (عبد اللہ بن

۲۱۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

۲۱۸۰- تخریج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: «وبعولتهن أحق بردهن» في العدة... الخ، ح: ۵۳۳۲، ومسلم، انظر الحديث السابق، كلاهما عن قتبية به.

۲۱۸۱- تخریج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها... الخ، ح: ۱۴۷۱/۵ من حديث وكيع به.

۲۱۸۲- تخریج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح: ۷۱۶۰ من «

مسنون طریقے سے طلاق دینے کے احکام و مسائل

عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ حیض سے تھی۔ عمرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے پھر فرمایا: ”اے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے پھر اسے روکے رکھے حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے اور پاک ہو۔ تب اگر چاہے تو اسے طلاق دے جبکہ وہ پاک ہو، مباشرت سے پہلے۔ یہی وہ عدت کے موقع پر طلاق ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔“

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَعَيَّطَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «مُرْهُ فَلْيَرَا جَعَهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهَرُ ثُمَّ تَحِيضُ فَتَطْهَرُ ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَذَلِكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ».

۲۱۸۳- یونس بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا تھا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کتنی طلاقیں دی تھیں؟ انہوں نے کہا: ایک۔

۲۱۸۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ ابْنُ جُبَيْرٍ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: كَمْ طَلَقْتَ امْرَأَتَكَ؟ فَقَالَ: وَاحِدَةً.



☀️ فوائد و مسائل: ① یہ احادیث سورۃ الطلاق کی پہلی آیت کی تفسیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق: ۱) ”انہیں ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو۔۔۔۔۔ یا آغاز ایام عدت میں طلاق دو۔“ یعنی اس طہر کے ایام میں جن میں مباشرت نہ کی گئی ہو۔ ② ایام حیض میں طلاق دینا خلاف سنت اور بدعت ہے۔ تاہم اگر کوئی ان ایام میں طلاق دے گا تو وہ واقع ہو جائے گی۔ ③ ایسی صورت میں صاحب طلاق کو رجوع کا حکم دیا جائے گا (تاہم وہ ایک طلاق شمار ہوگی) اور رجوع کا حق صرف شوہر کو حاصل ہے، ولی کو نہیں اور یہ رجوع واجب ہے۔ ④ حمل کے ایام میں بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ ⑤ اور طلاق ایک ہی دینی چاہیے۔ اور اس آخری روایت میں جواب ہے اس روایت کا جو دارقطنی میں آئی ہے کہ ابن عمرؓ نے تین طلاقیں دی تھیں مگر وہ بالکل ضعیف ہے۔ صحیح یہی ہے کہ انہوں نے ایک طلاق دی تھی۔ ⑥ اور سب کے نزدیک طلاق کا صحیح طریقہ بھی یہی ہے کہ ایک ہی طلاق دی جائے نہ کہ

«حدیث یونس بن یزید، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغیر رضاها . . . الخ، ح: ۱۴۷۱/۴ من حدیث ابن شہاب الزہری بہ.

۲۱۸۳- [تخریج:] إسناده صحيح أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغیر رضاها . . . الخ. ح: ۱۴۷۱/۷ من حدیث أيوب السخيتاني به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ۱۰۹۵۹ بطوله، ورواه البخاري انظر الحديث الآتي.

بہ یک وقت تین طلاقیں۔ بہ یک وقت تین طلاقیں دینا سب کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور ناجائز ہے نبی ﷺ نے بھی اس پر سخت ناراضی اور برہمی کا اظہار فرمایا ہے۔ اگر طلاق دینے والے یہ طریقہ اختیار کر لیں تو اس مسئلے میں سرے سے اختلاف ہی پیدا ہو نہ حلالہ مروجہ جیسے لغتی فعل کے اختیار کرنے ہی کی ضرورت پیش آئے۔ کیونکہ ایک طلاق کی صورت میں سب کے نزدیک عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد ان کے مابین دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے۔ دوسری مرتبہ طلاق میں بھی اسی طرح دونوں باتیں جائز ہیں۔ اختلاف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب طلاق دینے کا غیر شرعی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور بہ یک وقت تین طلاقیں دے دی جاتی ہیں۔ اس صورت میں اجماع یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی طلاق رجعی ہے کیونکہ ان کو یک وقت نافذ کر دینے میں اللہ کی وہ حکمت اور مشافہت ہو جاتی ہے جو اللہ نے ﴿الطلاق مرتان﴾ میں بیان فرمائی ہے۔ اور دوسرے حضرات اسے تین ہی باور کر کے ہمیشہ کے لیے جدائی کا پھر حلالہ مروجہ ”ملعونہ“ کا فتوہ جاری کر دیتے ہیں۔ اس لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی یہ سفارش بڑی اہم ہے کہ بہ یک وقت تین طلاقیں کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ کاش اس پر عمل کی کوئی صورت بھی پیدا ہو۔ فی الحال کم از کم یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ تحریری طلاق میں خاوند اور طلاق نویس (وکیل وغیرہ) کو مجرم قرار دیا جائے اور اس کی کوئی تعزیری سزا بھی تجویز کی جائے۔ یہ ایک قابل عمل صورت ہے اس کے اختیار کرنے سے امید ہے کہ آہستہ آہستہ لوگ غلط طریقہ طلاق سے باز آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کسی حکومت کو اس اہم مسئلے کو اس طریقے سے حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۱۸۳- یونس بن جبیر کہتے ہیں میں نے حضرت

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی۔ تو انہوں نے کہا: تم ابن عمر کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دنوں میں طلاق دے دی۔ تو عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے پھر عدت کے شروع میں طلاق دے۔“ یونس کہتے ہیں: میں نے کہا: کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟ کہا: تو اور کیا؟ بھلا اگر وہ عاجز رہے (کہ صحیح حکم نہ معلوم

۲۱۸۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ

ابن إبراهيم عن محمد بن سيرين : حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ : قُلْتُ : رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ : تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ . قَالَ : فَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ، فَأَتَى عُمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ : «مُرُهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يَطْلُقْهَا فِي قُبُلِ عِدَّتِهَا» . قَالَ : قُلْتُ : فَيَعْتَدُ بِهَا ؟ قَالَ : فَمَهْ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحَقَّقَ ؟ !

۲۱۸۴- تخریج : أخرجه البخاري ، الطلاق ، باب مراجعة الحائض ، ح : ۵۳۳۳ من حديث يزيد بن إبراهيم به ، ورواه مسلم ، انظر الحديث السابق .

۱۳- کتاب الطلاق

مسنون طریقے سے طلاق دینے کے احکام و مسائل

کر سکے) یا احمق پن کا اظہار کرے (غلط طریقے سے طلاق دے دے؟ تو کیا اس کی یہ طلاق لغو جائے گی؟)

🌞 فائدہ: حیض کے ایام میں طلاق خلاف سنت ہے مگر شمار کی جائے گی۔ لغو اور باطل نہیں ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے:

ارواء الغلیل حدیث: ۲۰۵۹)

۲۱۸۵- عبدالرحمن بن ابی یمن مولیٰ عروہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اور ابو الزبیر بن ربیعؓ سے کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے اپنی بیوی کو حیض کے دنوں میں طلاق دی ہو؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو حیض کے دنوں میں طلاق دے دی تھی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے حالانکہ وہ حیض سے ہے۔ تو عبداللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بیوی کو مجھ پر لوٹا دیا اور اسے کچھ نہ سمجھا۔ اور فرمایا: ”جب یہ پاک ہو جائے تو پھر طلاق دے یا روک لے۔“ ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (اس طرح) پڑھا: اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ [اے نبی! جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔“

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو یونس بن جبیر انس بن سیرین سعید بن جبیر زید بن اسلم ابو الزبیر اور منصور بواسطہ ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ اور ان سب کی روایات کا مفہوم ایک ہی ہے کہ نبی ﷺ

۲۱۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ أَيْمَنَ مَوْلَى عُرْوَةَ يُسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ - وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ - قَالَ: كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا؟ قَالَ: طَلَّقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَرَدَّهَا عَلَيَّ وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا، وَقَالَ: إِذَا طَهَّرْتَ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ وَأَنَسُ بْنُ سِيرِينَ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ وَمَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

۲۱۸۵- تخریج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، وانظر، ح: ۲۱۸۳ وقوله: "ولم يرها شيئاً" يعني لم يرها شيئاً مستقيماً لكونها لم تقع على السنة، قاله ابن عبدالبر (فتح الباري: ۹/ ۳۵۴).

مسنون طریقے سے طلاق دینے کے احکام و مسائل

نے اسے حکم دیا کہ رجوع کر لو حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائے پھر چاہا ہو تو طلاق دے دو اور چاہا ہو تو روک لو۔

مَعْنَاهُمْ كُلُّهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهَرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَ وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: ایسے ہی محمد بن عبد الرحمن نے بواسطہ سالم ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ لیکن زہری (بواسطہ سالم) اور نافع کی روایات جو ابن عمر سے ہیں ان میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے پھر پاک ہو پھر چاہا تو طلاق دے دے یا رکھ لے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَأَمَّا رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، وَنَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهَرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهَرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَ أَوْ أَمْسَكَ.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: عطاء خراسانی سے بھی بواسطہ حسن بن عمر اسی طرح روایت کی گئی ہے جیسے کہ نافع اور زہری نے روایت کی ہے۔ اور یہ سب روایات ابوالزبیر کے بیان کے خلاف ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوِيَّ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُ رِوَايَةِ نَافِعٍ وَالزُّهْرِيِّ وَالْأَحَادِيثُ كُلُّهَا عَلَى خِلَافٍ مَا قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ.

توضیح: ① ایام حیض کی طلاق سنت کے صریح خلاف ہے، لیکن اگر کوئی دے دے تو اس کے واقع ہونے یا نہ ہونے میں متقدمین و متاخرین میں دو راکیں رہی ہیں اور دونوں ہی طرف اجلہ علماء فقہاء اور محدثین کی جماعتیں ہیں۔ رضی اللہ عنہم وارضاهم۔ متاخرین میں بالخصوص امام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید امام ابن قیم رحمہ اللہ نہایت شدت سے اس طلاق کے باطل ہونے کے قائل ہیں جبکہ جمہور اس کے وقوع کے قائل ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے الجامع الصحیح میں باب قائم کیا ہے [باب اذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق] ”جب حائضہ کو طلاق دے دی جائے تو اس کی وہ طلاق شمار ہوگی۔“ اس موضوع میں لمبی بحثیں ہیں اور ان کا محور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طلاق کا واقعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں ”حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيْقَةٍ“ (صحیح بخاری، الطلاق، حدیث: ۵۲۵۳) ”یہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی تھی۔“ اور ایک دوسرا جملہ جو ہماری اس روایت میں ہے: [وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا] ”اور اسے کچھ نہ سمجھا یا کچھ نہ دیکھا۔“ لیکن یہ جملہ عدم شمار کے لیے صریح نص نہیں ہے۔ جیسے کہ امام شافعی یا دیگر محدثین و فقہاء نے اس کو محتمل قرار دیا ہے، یعنی اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”آپ ﷺ نے اس عمل کو درست اور صحیح نہ سمجھا۔“ یا رجوع سے مانع نہ سمجھا۔“ وغیرہ۔ محدث عصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس موضوع کی مختلف احادیث کے اسانید و متون میں تقابل کرتے ہوئے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ ایام حیض کی طلاق واقع ہو جاتی ہے گو اس کے خلاف سنت ہونے میں بھی

کوئی شبہ نہیں۔ ⑤ جس حیض میں طلاق دی اور پھر رجوع کر لیا اب اس سے متصل طہر میں طلاق دے یا اس کے بعد والے طہر میں؟ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث کے کئی متابعات و شواہد پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ متصل طہر میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ یعنی قبل از مباشرت۔ مگر امام نافع اور زہری کی روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دوسرے طہر میں طلاق یا امساک کا حکم دیا گیا تھا۔ اور یہ زیادت ثقہ ہے جو کہ پہلی صورت کے منافی نہیں اس لیے قابل قبول ہے۔ اور اس تطویل کی کئی حکمتیں تھیں: (الف) معلوم ہو جائے کہ یہ رجوع محض دوسری طلاق کی خاطر نہ تھا۔ (ب) عورت کے لیے واضح ہو جائے کہ اس کو کس کیفیت میں طلاق ہوئی ہے۔ طہر میں یا حمل میں۔ (ج) اگر حمل نمایاں ہو جائے تو شاید شوہر طلاق دینے میں متاثر رہے۔ (د) اور اس تطویل سے یہ بھی ممکن ہے کہ ذہنوں میں پیدا ہونے والی ناہمواری ہم آہنگی میں بدل جائے اور شوہر اسے باقاعدہ بیوی بنالے۔ ⑥ [وَالَا حَادِیْثُ کُلُّهَا عَلٰی خِلَافٍ مَا قَالِ ابُو الزُّبَیْرِ] ”اور تمام روایات ابوالزبیر کے بیان کے خلاف ہیں۔“ صاحب عون رحمہ اللہ نے اس سے مراد [وَلَمْ یَرَهَا شَیْئًا] کا جملہ لیا ہے یعنی یہ جملہ روایت کرنے میں ابوالزبیر منفرد ہیں۔



(المعجم ۵) - باب الرَّجُلِ یُرَاجِعُ وَلَا یُشْهَدُ (التحفة ۵)

باب: ۵- آدمی رجوع کرے مگر گواہ نہ بنائے تو.....؟

۲۱۸۶- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ: أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ سُلَيْمَانَ حَدَّثَهُمْ عَنْ يَزِيدَ الرَّشَكِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ سِئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يَتَّعُ بِهَا وَلَمْ يُشْهَدْ عَلَى طَلَاقِهَا وَلَا عَلَى رَجْعَتِهَا فَقَالَ: طَلَّقَتْ لِغَيْرِ سُنَّةٍ وَرَاجَعَتْ لِغَيْرِ سُنَّةٍ، أَشْهَدُ عَلَى طَلَاقِهَا وَعَلَى رَجْعَتِهَا وَلَا تَعُدُّ.

۲۱۸۶- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس سے مباشرت کر لیتا ہے مگر طلاق دینے یا اس سے رجوع کرنے پر گواہ نہیں بناتا۔ انہوں نے کہا: تو نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت ہی رجوع کیا۔ بیوی کو طلاق دیتے وقت گواہ بناؤ اور رجوع کے وقت بھی۔ اور پھر ایسے نہ کرنا۔

☀ فائدہ: سورۃ الطلاق میں ہے: ﴿فَإِذَا بَلَغَ الْأَجَلُ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَى عَدْلِ مِّنْكُمْ﴾ (الطلاق: ۲) ”جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رکھو یا دستور کے مطابق الگ کر دو۔ اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ

۲۱۸۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب الرجعة، ح: ۲۰۲۵ عن بشر بن هلال به، وقال ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۴۸۸: "باسناد جيد".

۱۳- کتاب الطلاق مسنون طریقے سے طلاق دینے کے احکام و مسائل

کرلو۔ طلاق اور رجوع میں گواہ بنالینا مستحب اور افضل ہے بالخصوص جب رجوع زبانی ہو۔ رجوع بالفعل میں گواہ کے کوئی معنی نہیں۔

(المعجم ۶) - بَابُ: فِي سُتَّةِ طَلَاقِ الْعَبْدِ (التحفة ۶)

باب: ۶- غلام کے لیے طلاق دینے کا سنت طریقہ؟

۲۱۸۷- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ مُعْتَبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا حَسَنٍ مَوْلَى بَنِي نَوْفَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ اسْتَفْتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فِي مَمْلُوكٍ كَانَتْ تَحْتَهُ مَمْلُوكَةٌ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا بَعْدَ ذَلِكَ هَلْ يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَخْطُبَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَضَى بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۱۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَائِدٍ وَمَعْنَاهُ بِلَا إِخْبَارٍ.

۲۱۸۹- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَقِيَتْ لَكَ وَاحِدَةٌ فَضَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۱۹۰- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لِمَعْمَرٍ: مَنْ أَبُو الْحَسَنِ هَذَا؟ لَقَدْ تَحَمَّلَ صَخْرَةً عَظِيمَةً.

۲۱۹۱- تَخْرِيجُ: [إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ] أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ، الطَّلَاقُ، بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ، ح: ۳۴۵۷ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ بِهِ، وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، ح: ۲۰۸۲ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهِ * عُمَرَ بْنَ مُعْتَبٍ ضَعِيفٌ.

۲۱۹۲- تَخْرِيجُ: [ضَعِيفٌ] انْظُرِ الْحَدِيثَ السَّابِقَ.

۲۱۸۷- ابوحسن مولیٰ بنی نوفل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ غلام جس کی زوجیت میں کوئی لونڈی ہو وہ اسے دو طلاقیں دے دے پھر وہ دونوں اس کے بعد آزاد ہو جائیں تو کیا اس آزاد غلام کے لیے روا ہے کہ وہ اس (اپنی پہلے والی بیوی یعنی اب آزاد لونڈی) کو شادی کا پیغام دے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔

۲۱۸۸- جناب علی (بن مبارک) نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا مگر [حدیثی] کا صیغہ استعمال نہیں کیا (بلکہ عن کہا۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تیرے لیے ایک ہی (طلاق) بچ گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ کیا تھا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا، انہوں نے کہا: عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ابن مبارک نے معمر سے پوچھا: یہ ابوالحسن کون ہے؟ اس نے بہت بڑا بھاری پتھر اٹھایا ہے۔ (یہ

۲۱۸۷- تخریج: [إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ] أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ، الطَّلَاقُ، بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ، ح: ۳۴۵۷ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ بِهِ، وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ، ح: ۲۰۸۲ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهِ * عُمَرَ بْنَ مُعْتَبٍ ضَعِيفٌ.

۲۱۸۸- تَخْرِيجُ: [ضَعِيفٌ] انْظُرِ الْحَدِيثَ السَّابِقَ.

مسنون طریقے سے طلاق دینے کے احکام و مسائل

(عدم اعتماد کا اظہار ہے۔)

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ابوالحسن وہی ہے جس سے زہری روایت کرتے ہیں۔

زہری کہتے ہیں کہ یہ فقہاء میں سے تھا۔ اور زہری نے اس سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: ابوالحسن معروف ہے مگر اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔

۲۱۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”لو نڈی کے لیے دو طلاقیں ہیں اور اس کے ”قُرُوء“ (عدت) دو حیض ہے۔“

ابوعاصم نے کہا: مجھے مظاہر نے بواسطہ قاسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مثل روایت کیا مگر لفظ یہ تھے: [وَعَدْتُهَا حَيْضَتَانِ]۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مجہول حدیث ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں پر عمل نہیں ہے۔

ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا: اس سند میں مظاہر نامی راوی معروف راوی نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ هَذَا رَوَى عَنْهُ الزُّهْرِيُّ.

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ مِنَ الْفُقَهَاءِ رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ أَحَادِيثَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ مَعْرُوفٌ وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ.

۲۱۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُظَاهِرٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ [وَقُرُوءُهَا] حَيْضَتَانِ».

قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنِي مُظَاهِرٌ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «وَعَدْتُهَا حَيْضَتَانِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ حَدِيثٌ مَجْهُولٌ.

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحَدِيثَانِ جَمِيعًا لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِمَا]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُظَاهِرٌ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.



۲۱۸۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ما جاء أن طلاق الأمة تطليقتان، ح: ۱۱۸۲، وابن ماجه، ح: ۲۰۸۰ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "غريب" * مظاہر بن اسلم ضعيف.

۱۳- کتاب الطلاق نکاح سے پہلے طلاق اور نسی مذاق میں طلاق دینے کے احکام و مسائل

(المعجم ۷) - بَابُ: فِي الطَّلَاقِ قَبْلَ
بَاب: ۷- نکاح سے پہلے طلاق دینا
(التحفة ۷)

۲۱۹۰- عمرو بن شعيب اپنے والد (شعيب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مالک بنے بغیر طلاق نہیں، مالک بنے بغیر آزاد کرنا نہیں، اور مالک بنے بغیر فروخت نہیں۔“

۲۱۹۰- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَطَرُ الْوَرَّاقُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا طَلَاقَ إِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلَا عِتْقَ إِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلَا بَيْعَ إِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ».

ابن صباح نے یہ اضافہ بھی بیان کیا: ”اور مالک بنے بغیر کسی نذر کا پورا کرنا نہیں۔“

زَادَ ابْنُ الصَّبَّاحِ: «وَلَا وَفَاءَ نَذْرٍ إِلَّا فِيمَا تَمْلِكُ».

۲۱۹۱- عبدالرحمن بن حارث نے بواسطہ عمرو بن شعيب اس کی سند سے (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور مزید کہا: ”جس نے کسی معصیت اور گناہ کے کام پر قسم اٹھائی ہو، اس کی قسم نہیں، اور جس نے قطع رحمی کی قسم اٹھائی ہو، اس کی قسم نہیں۔“

۲۱۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ: «وَمَنْ حَلَفَ عَلَى مَعْصِيَةٍ فَلَا يَمِينَ لَهُ، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى قَطِيعَةٍ رَجِمَ فَلَا يَمِينُ لَهُ».

۲۱۹۲- عبدالرحمن بن حارث مخزومی نے بواسطہ عمرو بن شعيب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی مذکورہ خبر روایت کی اور مزید

۲۱۹۲- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ

۲۱۹۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيهقي، باب بيع ماليس عند البائع، ح: ۶۱۶۶ من حديث مطر الوراق به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۰۴۷، والترمذي، ح: ۱۱۸۱، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱۱۸۴، والذهبي في تلخيص المستدرک: ۲/۲۰۴، ۲۰۵.

۲۱۹۱- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق.

۲۱۹۲- تخریج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

۱۳- کتاب الطلاق

نکاح سے پہلے طلاق اور ایسی مذاق میں طلاق دینے کے احکام و مسائل

کہا: ”نذروہی معتبر ہے جس میں اللہ کی رضا طلب کی گئی ہو۔“

الْمَحْزُومِي، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ - فِي هَذَا الْخَبَرِ زَادَ - «وَلَا نَذَرَ إِلَّا فِيمَا ابْتِغِيَ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ».

باب: ۸- ایسی کیفیت میں طلاق دینا جب غلطی کا امکان ہو

(المعجم ۸) - بَابُ: فِي الطَّلَاقِ عَلَى غَلْطٍ (التحفة ۸)

☀ فائدہ: سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں یہاں غلطی بجائے [غیظ] کا لفظ آیا ہے (یعنی غصے کی حالت میں) مگر اکثر نسخوں میں [غلط] ہی ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ ایسی حالت جس میں غلطی کا قوی امکان ہو (اور اس سے مراد بھی غصے میں طلاق دینا ہی ہے) تو طلاق کا کیا حکم ہے؟

۲۱۹۳- محمد بن عبید بن ابی صالح جو ایلیا (بیت المقدس) میں رہتے تھے کہتے ہیں کہ میں عدی بن عدی کندی کی معیت میں روانہ ہوا حتی کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔ پس انہوں نے مجھے صفیہ بنت شیبہ کے ہاں بھیجا۔ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (بہت کچھ) یاد کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہتے ہوئے سنا وہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”اغلاق میں طلاق نہیں اور نہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔“

۲۱۹۳- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ أَنَّ يَعْقُوبَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ الْجُمَيْصِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ الَّذِي كَانَ يَسْكُنُ إِيْلِيَا قَالَ: «خَرَجْتُ مَعَ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَبَعَثَنِي إِلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ وَكَانَتْ قَدْ حَفِظَتْ مِنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا طَّلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي إِغْلَاقٍ».

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: الْإِغْلَاقُ (اور الْإِغْلَاقُ) میرے خیال میں غضب اور غصے کے معنی میں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْإِغْلَاقُ أَطْنُهُ فِي الْغَضَبِ.

۲۱۹۳- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۲۷۶/۶ من حديث إبراهيم بن سعد به، وسنده ضعيف، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۱۹۸/۲، وتعبه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة عند الحاكم وغيره، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۰۴۶ من طريق آخر عن صفية به.

۱۳- کتاب الطلاق نکاح سے پہلے طلاق اور ہنسی مذاق میں طلاق دینے کے احکام و مسائل

🌞 **فائدہ:** کتب غریب الحدیث میں إغْلَاق کے معنی جبر و اکراہ اور جنون کے بھی آئے ہیں۔ اس حدیث میں مراد غصے کی وہ شدید کیفیت ہے جس میں انسان کو ہوش نہیں رہتا۔ ورنہ عام حالات میں خوشی سے تو کوئی بھی طلاق نہیں دیتا۔ جبر و اکراہ سے طلاق دلوائی جائے یا کوئی جنون کی کیفیت میں طلاق دے تو نافذ نہیں ہوتی۔ غصے میں دے تو ہو جاتی ہے۔

(المعجم ۹) - **بَابُ: فِي الطَّلَاقِ عَلَى**
الْهَزْلِ (التحفة ۹)

۲۱۹۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ ابْنِ مَاهَكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ».

۲۱۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین باتیں ایسی ہیں اگر کوئی ان کو حقیقت اور سنجیدگی میں کہے تو حقیقت ہیں اور ہنسی مزاح میں کہے تو بھی حقیقت ہیں۔ نکاح، طلاق اور (طلاق سے) رجوع۔“

🌞 **فائدہ:** سورۃ البقرہ میں ہے: ﴿وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيُغْنِ أَحْلَهُنَّ فَأُمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرَّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّبِعُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوا﴾ (البقرہ: ۲۲۱) ”جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آمیں تو اب انہیں اچھی طرح بسا لویا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم اور زیادتی کے لیے نہ روکو۔ اور جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ.....“ قرآن مجید کی اس آیت میں طلاق کی بابت بعض اہم ہدایات دینے کے ساتھ آخر میں احکام الہی کو استہزاء و مذاق بنانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ انہی احکام میں نکاح و طلاق و عتاق بھی ہیں۔ ان کی بابت حدیث میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ کام اگر مذاق میں بھی کیے جائیں گے تو واقعی ان کا انعقاد ہو جائے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈراموں اور فلموں میں فرضی طور پر میاں بیوی کا کردار ادا کرنا کیوں کر صحیح ہوگا؟ کیونکہ اس طرح اندیشہ ہے کہ وہ دونوں اللہ کے ہاں میاں بیوی ہی متصور ہوں جب کہ وہ ایسا سمجھتے ہوں نہ اس کے مطابق باہم معاملہ ہی کرتے ہوں۔

۲۱۹۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ما جاء في الجِدِّ والهزل في الطلاق، ح: ۱۱۸۴، وابن ماجه، ح: ۲۰۳۹ من حديث عبد الرحمن بن حبيب به، وصححه الحاكم: ۱۹۸/۲، وقال الترمذي: 'حسن غريب'، وللحديث شواهد، راجع التلخيص الحبير: ۲۱۰/۳.

(المعجم ۹، ۱۰) - باب نَسْخِ الْمَرَّاجَعَةِ
بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ (التحفة ۱۰)

باب: ۹، ۱۰- تین طلاقیں کے بعد بیوی
سے رجوع کرنا منسوخ ہے

۲۱۹۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ
وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ
عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿وَالطَّلَاقُ
يَرْبُصُ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ
يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾ الْآيَةُ.
وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ
أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا، وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا. فَنَسَخَ
ذَلِكَ فَقَالَ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾ الْآيَةُ
[البقرة: ۲۲۹].

۲۱۹۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
آیت کریمہ: ﴿وَالطَّلَاقُ يَرْبُصُ بِأَنْفُسِهِنَّ
ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ
فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾ ”طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین
حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ وہ وہ چیز
چھپالیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہے۔“
اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق
دیتا تھا تو وہی اس کی طرف رجوع کرنے کا زیادہ حق دار
سمجھا جاتا تھا، خواہ تین طلاقیں ہی دے چکا ہوتا۔ اس کو
منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾
”(قابل رجوع) طلاق دوبارہ ہے۔“



☀ فائدہ: طلاق کے سلسلے میں ہدایات کے نزول سے پہلے لوگ طلاق دیتے اور رجوع کرتے رہتے تھے اور طلاقیں
کی کوئی حد اور تعداد نہ تھی۔ قرآن مجید نے انہیں صرف تین تک محدود کر دیا ہے، دو قابل رجوع ہیں اور تیسری پر رجوع
نہیں ہو سکتا۔

۲۱۹۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ:
أَخْبَرَنِي بَعْضُ بَنِي أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ
ﷺ عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ: طَلَّقَ عَبْدُ يَزِيدَ - أَبُو رُكَّانَةَ

۲۱۹۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
عبد یزید..... جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کا والد تھا.....
اس نے ام رکانہ کو طلاق دے دی اور قبیلہ مزینہ کی ایک
عورت سے نکاح کر لیا۔ پھر یہ (مزنی عورت) نبی ﷺ
کے پاس آئی اور کہا: یہ میرے کام کا نہیں جیسے یہ بال اور

۲۱۹۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث،
ح: ۳۵۸۴ من حديث علي بن حسين به .
۲۱۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۳۹/۷ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبد الرزاق،
ح: ۳۳۴ * بعض بني رافع مجهول .

تین طلاقیں کے بعد بیوی سے رجوع کے احکام و مسائل

اس نے اپنے سر سے بال پکڑ کر اشارہ کیا (یعنی نامرد ہے) آپ میرے اور اس کے درمیان علیحدگی کرا دیں۔ اس پر نبی ﷺ کو غصہ آیا اور پھر رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلوایا اور حاضرین سے کہا: ”کیا دیکھتے ہو کہ فلاں بچہ اس سے کس قدر مشابہ ہے۔“ یعنی عبد یزید کے ساتھ ”اور فلاں اس سے کتنا مشابہ ہے؟“ سب نے کہا کہ جی ہاں (یعنی جب پہلے اس کی اولاد موجود ہے تو اس عورت کا دعو کس طرح صحیح ہو سکتا ہے) تو نبی ﷺ نے عبد یزید سے فرمایا: ”اس کو طلاق دے دو۔“ چنانچہ اس نے (طلاق) دے دی۔ اور فرمایا: ”اپنی (پہلی) بیوی سے جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کی ماں ہے رجوع کرلو۔“ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے معلوم ہے اس سے رجوع کرلو۔“ اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ﴾ ”اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو عدت کے وقت طلاق دیا کرو۔“

وَإِخْوَتِهِ - أُمُّ رُكَانَةَ وَنَكَحَ امْرَأَةً مِنْ مَرْبِئَةٍ، فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: مَا يُغْنِي عَنِّي إِلَّا كَمَا تُغْنِي هَذِهِ الشَّعْرَةُ لَشَعْرَةٍ أَخَذْتُهَا مِنْ رَأْسِهَا فَفَرَّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَأَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ حِمِيَّةً فَدَعَا بِرُكَانَةَ وَإِخْوَتِهِ ثُمَّ قَالَ لِجَلَسَائِهِ: «أَتَرُونَ فَلَانًا يُشَبِّهُ مِنْهُ كَذَا وَكَذَا» مِنْ عَبْدِ يَزِيدَ، «وَفَلَانًا يُشَبِّهُ مِنْهُ كَذَا وَكَذَا؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ يَزِيدَ: «طَلَّقْهَا»، فَفَعَلَ، قَالَ: «رَاجِعْ امْرَأَتَكَ أُمُّ رُكَانَةَ وَإِخْوَتِهِ» فَقَالَ: إِنِّي طَلَقْتُهَا ثَلَاثًا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعُهَا» وَتَلَا ﴿بَيِّنَاتٍ لِّئَلَّا إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ۱].

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نافع بن عجبہ اور عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ کی روایت ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی تو نبی ﷺ نے اس کی بیوی کو اس پر لوٹا دیا تھا یہ روایت زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ اس آدمی کی اولاد ہیں اور گھر والے اس کے متعلق زیادہ باخبر ہو سکتے ہیں یعنی رکانہ نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک بنا دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَ نَافِعُ بْنُ عَجْبَرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَرَدَّهَا إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: أَصَحُّ، لَأَنَّهُمْ وَلَدُ الرَّجُلِ وَأَهْلُهُ أَعْلَمُ بِهِ إِنَّ رُكَانَةَ إِنَّمَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَاحِدَةً.

تین طلاقیں کے بعد بیوی سے رجوع کے احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے۔ تاہم بعض محققین کے نزدیک یہ حسن درجہ کی ہے۔ (اس کی بحث کے لیے دیکھیے ارواء الغلیل ۱۳۳۷ھ و ما قبلہ) اور محمولہ احادیث آگے آرہی ہیں۔ ۲۲۰۶-۲۲۰۸ (۱) طلاقِ بَیِّنہ: یعنی ایسی طلاق جس میں رجوع کا حق کٹ جائے۔ بَیِّنہ بتا یعنی کاٹ دینا، ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ ② عہد رسالت میں طلاقِ بَیِّنہ کا لفظ ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دینے کے مفہوم میں استعمال ہوتا تھا۔ اس اعتبار سے بیک وقت تین طلاقیں یا طلاقِ بَیِّنہ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس (طلاقِ بَیِّنہ) کو ایک بنا دیا۔ ورنہ بعد میں طلاقِ بَیِّنہ کا جو مفہوم رائج ہوا اس کی رو سے تو اسے کسی صورت بھی ایک طلاق نہیں بنایا جاسکتا تھا۔

۲۱۹۷- مجاہد کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو رہے تھے حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس عورت کو اس پر واپس کر دیں گے۔ (رجوع کرنے کا فتویٰ دے دیں گے)۔ پھر بولے: تم میں ایک اٹھتا ہے اور حماقت کا ارتکاب کرتا ہے پھر کہتا ہے: ابن عباس! ابن عباس! تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ ”جو اللہ کا تقو اختیار کرے اللہ اس کے لیے نکلنے کی راہ بھی پیدا فرما دیتا ہے۔“ تو نے اللہ کا تقو اختیار نہیں کیا لہذا میں تیرے لیے کوئی راہ نہیں پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: [يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ

۲۱۹۷- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ ثُمَّ يَقُولُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! وَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق: ۲] وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللَّهَ فَلَا أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا، عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَ مِنْكَ امْرَأَتُكَ، وَإِنَّ اللَّهَ قَالَ: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلَّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ).



۲۱۹۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۶۰۲، والطبري في تفسيره: ۸۴/۲۸، والطبراني في الكبير: ۸۹، ۸۸/۱۱، ح: ۱۱۳۹ من حديث إسماعيل به، وصححه ابن حجر في الفتح: ۳۶۲/۹، وتواتر عن ابن عباس أنه أفتى بوقوع الثلاث في المدخولة وأما غير المدخولة فكان يراها واحدة، وقوله: ”في قبل عدتهن“ تفسير من ابن عباس، وكان يقرأ ”لعدتهن“ كما في المعجم الكبير للطبراني: ۹۵/۱۱، ح: ۱۱۱۵۷، وحديث أبي داود عن حماد بن زيد لم أجده موصولاً، وهذا لغير المدخولة إن صح.

تین طلاقیں کے بعد بیوی سے رجوع کے احکام و مسائل

فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ [”اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔“

(اس سند کی متابعات کا بیان) (۱) امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو (الف) حمید اعرج وغیرہ نے بواسطہ مجاہد بن عباس رحمہ اللہ روایت کیا ہے۔ (ب) شعبہ نے عمرو بن مرہ سے بواسطہ سعید بن جبیر ابن عباس روایت کیا ہے۔ (ج) ایوب اور ابن جریج نے عکرمہ بن خالد سے بواسطہ سعید بن جبیر ابن عباس روایت کیا ہے۔ (د) ابن جریج نے عبد الحمید بن رافع سے بواسطہ عطاء ابن عباس روایت کیا ہے۔ (هـ) اعمش نے بواسطہ مالک بن حارث ابن عباس روایت کیا ہے۔ (و) ابن جریج نے بواسطہ عمرو بن دینار ابن عباس روایت کیا ہے۔ یہ سب روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رحمہ اللہ نے تین طلاق کو نافذ کیا اور کہا عورت تجھ سے (بائنہ) جدا ہو گئی جیسے کہ اسماعیل عن ایوب عن عبد اللہ بن کثیر کی سند میں آیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ حُمَيْدُ الْأَعْرَجِ وَغَيْرُهُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَأَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ جَمِيعًا عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَاهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ كُلُّهُمْ قَالُوا فِي الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ أَنَّهُ أَجَازَهَا، قَالَ: وَبَآئَتْ مِنْكَ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ.

(۲) امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے کہا کہ حماد بن زید ایوب سے بواسطہ عکرمہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب کہنے والے نے ایک ہی مرتبہ کہا کہ ”تجھے تین طلاق ہے“ تو یہ ایک طلاق ہے۔ اور اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب سے بواسطہ عکرمہ سے نقل کیا تو ابن عباس کا نام نہیں لیا بلکہ اس کو عکرمہ کا قول بنایا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا - بِقَمِّ وَاحِدٍ: فَهِيَ وَاحِدَةٌ - وَرَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرَمَةَ هَذَا قَوْلُهُ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَجَعَلَهُ قَوْلَ عِكْرَمَةَ.

۲۱۹۸ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَرَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيمَا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى - وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ سَأَلُوا عَنِ الْبُكَرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجَهَا ثَلَاثًا؟ فَكُلُّهُمْ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ أَنَّهُ شَهِدَ هَذِهِ الْقِصَّةَ حِينَ جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ إِيَّاسٍ مِنَ الْبُكَيرِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُمَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: أَذْهَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، ثُمَّ سَأَلَ هَذَا الْخَبَرَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ - هُوَ أَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ تَبِينُ مِنْ زَوْجِهَا

تین طلاقوں کے بعد بیوی سے رجوع کے احکام و مسائل

۲۱۹۸ - امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فتوہ بدل گیا تھا جیسے کہ ہمیں احمد بن صالح اور محمد بن یحییٰ نے بیان کیا..... اور یہ روایت احمد بن صالح کی ہے..... اور ان دونوں کی سند یوں ہے: حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن الزهري عن ابی سلمة بن عبدالرحمن بن عوف (دوسری سند) محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان محمد بن ایاس سے بیان کرتے ہیں کہ حضرات ابن عباس ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ کنواری لڑکی کو اگر اس کا شوہر تین طلاق دے دے (قبل از مباشرت) تو؟ سب نے کہا کہ یہ شوہر کے لیے حلال نہیں حتیٰ کہ کسی اور سے نکاح کرے۔

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے بہ سند یحییٰ بن سعید عن بکیر بن الأشج عن معاوية بن أبي عياش روایت کیا (معاویہ نے کہا) کہ میں اس قصے کا گواہ ہوں محمد بن ایاس بن بکیر ابن الزبیر اور عاصم بن عمر کے پاس آیا اور ان دونوں سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس چلے جاؤ میں نے ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں چھوڑا ہے۔ پھر یہ قصہ بیان کیا۔


امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ عورت تین طلاق سے اپنے شوہر سے ہائے (جدا)

۲۱۹۸ - تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي ۳۵۴/۷ من حديث أبي داود به، وحديث مالك في الموطأ (یحییٰ): ۵۷۰/۲.

تین طلاقیں کے بعد بیوی سے رجوع کے احکام و مسائل

ہو جاتی ہے، خواہ شوہر نے اس سے مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو وہ اس کے لیے حلال نہیں رہتی جب تک کہ کسی اور سے نکاح نہ کر لے۔ ان کا یہ فتو ایسے ہی ہے جیسے کہ انہوں نے بیع صرف (سونے چاندی کی بیع) کے بارے میں فتویٰ دیا تھا، پھر ابن عباس نے اپنے اس فتوے سے رجوع کر لیا تھا۔

مَذْخُولًا بِهَا أَوْ غَيْرَ مَذْخُولٍ بِهَا - لا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، هَذَا مِثْلُ خَبَرِهِ الْآخَرِ، فِي الصَّرْفِ قَالَ فِيهِ، ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ. يَعْنِي ابْنُ عَبَّاسٍ.

 توضیح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تین طلاق کے مسئلے میں دو قول وارد ہیں جیسے کہ بیع صرف (سونے چاندی کی بیع) میں پہلے وہ ایک درہم کے بدلے دو درہم اور ایک دینار کے بدلے دو دینار لینا دینا (نقد میں) جائز سمجھتے تھے، پھر جب انہیں اس بیع کی نبی کی موثوق خبر مل گئی تو انہوں نے اپنا فتو بدل لیا اور اس کے ناجائز ہونے کا فتو دینے لگے۔ اسی طرح اس مسئلہ طلاق میں بھی ان کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ تین طلاقیں کے لفظ سے طلاق ہو جاتی ہے (یعنی تین) اور اکثر روایات اسی طرح ہیں اور دوسرا یہ کہ واقع نہیں ہوتی (بلکہ ایک ہوتی ہے) جیسے کہ عکرمہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ اور یہی صحیح ہے، باوجودیکہ اس کے برعکس کی اسانید زیادہ ہیں۔ طاؤس کی ان سے مرفوع روایت اسی کی مؤید ہے اور اسی کو اختیار کرنا ہمارے نزدیک واجب ہے کیونکہ یہ صحیح حدیث کئی ایک اسانید سے ان سے ثابت ہے۔ امام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید ابن قیم رحمہما اور بعض دیگر علماء اسی کے قائل ہیں۔ (ماخوذ از ارواء الغلیل: ۱۲/۷)

۲۱۹۹- طاؤس کہتے ہیں کہ ابو الصہباء نامی ایک شخص

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ سوال کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا: کیا آپ کو علم ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو مباشرت سے پہلے تین طلاقیں دے دیتا تھا تو ایسی طلاق کو رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اوائل دور عمر رضی اللہ عنہم میں ایک ہی بنایا (شار) کرتے تھے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں! آدمی جب اپنی بیوی کو مباشرت سے پہلے تین طلاقیں دے دیتا تھا تو عہد رسالت، عہد ابی بکر اور ابتدائے عہد عمر میں اس کو ایک ہی بنا دیتے تھے۔ عمر

۲۱۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

ابْنِ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَبُو الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيرَ السُّؤَالِ لَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:

۲۱۹۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۳۳۸/۷ من حديث أبي داود به، ووقع في المطبوع تصحيف * غير واحد لم أعرفهم، وقول ابن عباس يؤيد هذا الحديث.

۱۳- کتاب الطلاق

تین طلاقوں کے بعد بیوی سے رجوع کے احکام و مسائل

تَبَيَّنَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ، فَلَمَّا [أَنْ] رَأَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوا فِيهَا قَالَ: أَجِيزُوهُنَّ عَلَيْهِمْ.

ملفوظ: اس روایت میں [قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا] ”قبل از مباشرت“ کا اضافہ منکر ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے (سلسلة الاحادیث الضعيفة ج: ۳/۱۱۳۴) صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ انتہائی صریح اور صاف ہیں [تَحَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ أَبِي بَكْرٍ وَ سَتْنَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرِ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ آثَانَةٌ فَلَوْأَ مُضَيَّنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمَضَاهُ عَلَيْهِمْ] (صحیح مسلم، الطلاق، حدیث: ۱۴۲۴) ”رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عہدِ ابی بکر رضی اللہ عنہ اور خلافتِ عمر کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی ہو کر تھیں تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ اس معاملہ (طلاق) میں جس میں انہیں مہلت حاصل تھی جلدی کرنے لگے ہیں۔ اگر ہم (ان کی تین طلاقیں کو) تین طلاقیں ہی) ان پر نافذ کر دیں (تو بہتر رہے) چنانچہ انہوں نے اس کو نافذ کر دیا۔“ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں مدخولہ اور غیر مدخولہ کی کوئی قید نہیں۔ یہ نص ناقابل انکار ہے انتہائی محکم اور ثابت ہے، منسوخ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ اور اوائلِ دورِ عمر رضی اللہ عنہ اسی پر عمل ہوتا رہا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت اس کے بالقابل کسی نص سے نہیں بلکہ اپنے اجتہاد سے کی تھی اور یہی وجہ تھی کہ قبل از نفاذ انہیں تردد و اضطراب رہا تھا۔ اور مصر اور شام وغیرہ میں جب اس حکم کو قانون کا حصہ بنایا گیا ہے تو اتباعِ سنت اور احیائے سنت کی غرض سے نہیں بلکہ بر بنائے مصلحت اور ابنِ تیمیہ کی تقلید میں ایسا کیا گیا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ اپنی عبادات و معاملات میں سنت کی اتباع کو پیش نظر رکھیں۔ (ملخصہ) مترجم عرض کرتا ہے کہ بر صغیر میں بھی یہی صورت حال ہے کہ لوگ اپنی ذاتی مصالح کے پیش نظر ان احادیث کے مطابق فتویٰ حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتے ہیں نہ کہ اتباعِ سنت کی غرض سے۔ فَبِالْحَىٰ إِلَهُ الْمُسْتَحْسَنِي.

۲۲۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ :
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ :
أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا

۲۲۰۰- ابن طاووس اپنے والد سے بیان کرتے ہیں
کہ ابوالصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا
آپ جانتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ

٢٢٠- تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب طلاق الثلاث، ح: ١٤٧٢ من حديث عبد الرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١١٣٣٧.

طلاق سے متعلق دیگر احکام و مسائل

الصَّهْبَاءُ قَالَ لَابِنِ عَبَّاسٍ: أَتَعْلَمُ أَنَّمَا كَانَتْ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَثَلَاثًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.

کے عہد اور عمر رضی اللہ عنہ کی امارت کے ابتدائی تین سال تک تین طلاقیں کو ایک بنایا (شمار کیا) جاتا تھا؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں!

🌞 فوائد و مسائل: ① امت کے لیے حجت شرعیہ صرف اور صرف نبی ﷺ کا دور ہے۔ جب کہ شریعت نازل ہوئی اور مکمل ہوگئی۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قول قول فیصل ہے۔ [لَنْ يَصْلَحَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا مَا صَلَّحَ بِهِ أَوَّلُهَا] ”اس امت کا آخری دور اسی سے اصلاح پذیر ہوگا جس کے ذریعے سے اس کے اول کی اصلاح ہوئی تھی۔“ ② اس حدیث سے واضح ہے کہ عہد رسالت، عہد ابی بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ابتدائی دور میں ایک مجلس کی تین طلاقیں کو ایک ہی طلاق شمار کیا جاتا تھا۔ اس لیے یہی مسلک صحیح ہے۔ علاوہ ازیں عوام کی جہالت کا حل بھی یہی ہے، وہ طلاق کے صحیح طریقے سے بے خبر ہونے کی وجہ سے بیک وقت تین طلاقیں دے دیتے ہیں (حالانکہ ایسا کرنا سخت منع ہے) پھر پچھتاتے ہیں۔ اس کا حل یہی ہے کہ اسے ایک طلاق شمار کیا جائے اور اسے رجوع کا حق دیا جائے۔ آج کل کے متعدد علمائے احناف نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے۔ جس کی تفصیل ”ایک مجلس کی تین طلاقیں“ نامی کتاب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح یہ بحث ”عورتوں کے امتیازی مسائل و قوانین“ تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف مطبوعہ دارالسلام میں بھی ضروری حد تک موجود ہے۔

باب: ۱۱۰- ایسے کلمات جو طلاق کے محتمل ہوں اور نیتوں کی اہمیت

(المعجم ۱۰، ۱۱) - بَابُ: فِي مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّثَاءُ (التحفة ۱۱)

۲۲۰۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی ہو۔ سو جس نے ہجرت کی اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی یا کسی عورت کے لیے کہ اس سے شادی کر لے تو اس کی ہجرت اسی کی

۲۲۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِأَمْرِي مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

۲۲۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ . . الخ، ح: ۱، ومسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ «إنما الأعمال بالنية» . . الخ، ح: ۱۹۰۷ من حديث سفیان بن عیینہ به .

فَهَجَرْتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هَجَرْتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهَجَرْتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

☀ فائدہ: کلمات کنایہ سے طلاق ہو جاتی ہے بشرطیکہ طلاق کی نیت ہو اگر یہ نیت نہ ہو تو نہیں ہوتی۔

۲۲۰۲۔ جناب عبداللہ بن کعب اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قائد تھے جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور تبوک والا واقعہ بیان کیا۔ بیان کیا کہ جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے تو اچانک رسول اللہ ﷺ کا پیغام بر آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا: اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ کہا: نہیں، بلکہ اس سے علیحدہ رہو اس کے قریب مت ہونا۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انہی کے پاس رہو تا آنکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس معاملے میں کوئی فیصلہ فرمادے۔

۲۲۰۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَسَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ - قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، فَسَاقَ قِصَّتَهُ فِي تَبُوكَ قَالَ: حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزَلَ امْرَأَتَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: أَطْلَقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزَلِهَا، فَلَا تَقْرُبْنَهَا. فَقُلْتُ لَا مَرَأَتِي: الْحَقِيقِي بِأَهْلِكَ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ تَعَالَى فِي هَذَا الْأَمْرِ.



☀ فوائد و مسائل: ① اگر شوہر بیوی کو یوں کہہ دے کہ ”اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔“ اور طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ ② حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک عظیم تاریخی واقعہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں سورہ توبہ کی آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا.....﴾ (التوبہ: ۱۱۸) کے ضمن میں دیکھ لیا جائے۔

۲۲۰۲۔ تخریج: أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح: ۲۷۶۹ عن أحمد بن عمرو ابن السرح، والبخاري، الوصايا، باب: إذا تصدق أو وقف بعض ماله أو بعض رقيقه أو دوابه فهو جائز، ح: ۲۷۵۷ من حديث ابن شهاب الزهري به.

۱۳- کتاب الطلاق طلاق سے متعلق دیگر احکام و مسائل

(المعجم ۱۱، ۱۲) - بَابُ فِي الْخِيَارِ باب: ۱۲- بیوی کو اختیار دینے کا مسئلہ
(التحفة ۱۲)

۲۲۰۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاخْتَرْنَاهُ، فَلَمْ يَعُدَّ ذَلِكَ شَيْئًا.

۲۲۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے آپ ہی کو اختیار کیا تھا، چنانچہ اس کو کچھ بھی شمار نہ کیا گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر شوہر بیوی سے کہے ”مجھے اختیار کر لیا تو طلاق ہو جائے گی۔ اور اگر شوہر کو اختیار کر لے تو نہیں ہوگی۔“ فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی مالی حالت پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہوگئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی نان و نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کر دیا۔ نبی ﷺ چونکہ نہایت سادگی پسند تھے اس لیے ازواج مطہرات کے اس مطالبے پر سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی جو ایک مبینہ تک جاری رہی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۚ وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۲۸) اس کے بعد نبی ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر انہیں اختیار دیا تاہم انہیں کہا کہ اپنے طور پر فیصلہ کرنے کی بجائے اپنے والدین سے مشورے کے بعد کوئی اقدام کرنا۔ حضرت عائشہ نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے بارے میں مشورہ کروں۔ بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ یہی بات دیگر ازواج مطہرات نے بھی کہی اور کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کے عیش و آرام کو ترجیح نہیں دی۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورة الاحزاب - ماحوذ از تفسیر احسن البیان)

(المعجم ۱۲، ۱۳) - بَابُ فِي: أَمْرُكِ بِبَيْدِكَ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- شوہر اگر یوں کہے ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو؟“

۲۲۰۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: ۲۲۰۴- حماد بن زید نے بیان کیا کہ میں نے ایوب

۲۲۰۳- تخریج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب من خير أزواجه... الخ، ح: ۵۲۶۲، ومسلم، الطلاق، باب بيان أن تخيره أمراته لا يكون طلاقاً إلا بالنية، ح: ۱۴۷۷/۲۸ من حديث الأعمش به.

۲۲۰۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ما جاء في: أمركِ بيدك، ح: ۱۱۷۸،

سے پوچھا: آپ کو کسی کا علم ہے جو [أَمْرُكَ بِيَدِكَ] ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“ کی تفصیل میں حسن (بصری) کی طرح کہتا ہو؟ (ان کا بیان اگلی روایت میں آ رہا ہے۔) ایوب نے کہا: نہیں مگر وہی جو ہم کو قتادہ نے بہ سند کثیر مولیٰ ابن سرہ سے ابو سلمہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند بیان کیا۔ ایوب نے کہا: پھر کثیر مولیٰ ابن سرہ ہمارے پاس آئے تو میں نے ان سے (اس روایت کے متعلق) پوچھا۔ تو انہوں نے کہا: ”میں نے یہ کبھی بیان نہیں کیا۔“ پھر میں نے ان کی یہ بات قتادہ سے کہی تو انہوں نے کہا کہ بیان تو کیا ہے مگر بھول گئے ہیں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَيُّوبَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا، قَالَ [بِقَوْلِ] الْحَسَنِ فِي: أَمْرُكَ بِيَدِكَ؟ قَالَ: لَا إِلَّا شَيْءٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ كَثِيرٍ مَوْلَى ابْنِ سَمُرَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. قَالَ أَيُّوبُ: فَقَدِمَ عَلَيْنَا كَثِيرٌ فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: مَا حَدَّثْتُ بِهِذَا قَطُّ. فَذَكَرْتُهُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ: بَلَى وَلَكِنَّهُ نَسِيَ.

۲۲۰۵- قتادہ..... جناب حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ [أَمْرُكَ بِيَدِكَ] ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔“ یہ تین طلاقیں ہوتی ہیں۔

۲۲۰۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ فِي: أَمْرُكَ بِيَدِكَ قَالَ: ثَلَاثٌ.

☀️ فائدہ: یہ تابعی کا قول ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں ہے علاوہ ازیں مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ بہر حال اگر شوہر نے اس جملے سے طلاق مراد لی ہو تو طلاق ہو جائے گی مگر ایک طلاق ہوگی۔

(المعجم ۱۳، ۱۴) - بَابُ: فِي الْبَيِّنَةِ (التحفة ۱۴)

۲۲۰۶- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ أَبُو ثَوْرٍ فِي آخِرِينَ قَالُوا: نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ يَزِيدَ بْنِ رَكَانَةَ مَرُورِيٌّ هُوَ كَرَّانَةُ بْنُ عَبْدِ يَزِيدَ فِي ابْنِ يَزِيدَ سِيمَةَ كُوبَتَةَ

«وَالنَّسَائِيُّ، ح: ۳۴۴۹ من حديث سليمان بن حرب به، وقال الترمذي: 'غريب'، وقال النسائي: 'منكر' * قتادة مدلس وعنعن، وكثير أنكر المروي المنسوب إليه.

۲۲۰۵- تخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنعن.

۲۲۰۶- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۳۳/۴، ح: ۳۹۳۳ من حديث الشافعي به، وهو في الأم: ۵/۱۱۸، ۱۳۷، ۲۶۰ و ۳۵/۷، ومسنده الشافعي، ص: ۲۶۸، ونقل الدارقطني بسند صحيح عن أبي داود قال: "وهذا حديث صحيح" وأعل بما لا يقدر.

طلاق دے دی۔ پھر نبی ﷺ کو اس کی خبر دی اور کہا: قسم اللہ کی! میں نے اس سے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم سے! تو نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا؟“ رکانہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی کو اس پر لوٹا دیا۔ چنانچہ اس نے اس کو دوسری طلاق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور تیسری طلاق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں دی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: حَدَّثَنِي عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ شَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ [بنِ عَلِيٍّ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَجْبَرٍ بْنِ عَبْدِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ: أَنَّ رُكَانَةَ ابْنَ عَبْدِ يَزِيدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سَهِيمَةَ الْبَتَّةَ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ وَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا أَرَدْتُ [بِهَا] إِلَّا وَاحِدَةً. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَاللَّهِ! مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً؟» فَقَالَ رُكَانَةُ: وَاللَّهِ! مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِي زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا ابتدائی حصہ ابراہیم بن خالد کلبی کے الفاظ ہیں اور آخری ابن السرح کے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَوَّلُهُ لَفْظُ إِبْرَاهِيمَ وَآخِرُهُ لَفْظُ ابْنِ السَّرْحِ.

☀️ فائدہ: ”بتة“ بمعنی قطع (کاٹنا) ہے۔ یعنی طلاق دینے والا کہے کہ میں تجھے بتہ طلاق دیتا ہوں۔ یعنی ایسی طلاق جس میں رجوع نہیں اور اپنا تعلق پوری طرح کاٹتا ہوں۔ اور اس کی مراد تین طلاق ہو۔

۲۲۰۷- محمد بن یونس نسائی اپنی سند سے نافع بن عجمی سے وہ رکانہ بن عبد یزید سے وہ نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

۲۲۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيسَ: حَدَّثَنِي عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عَجْبَرٍ، عَنْ رُكَانَةَ بْنِ عَبْدِ يَزِيدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۲۲۰۸- عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بئنہ طلاق دے دی تھی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا: ”تم نے کیا ارادہ کیا تھا؟“ اس نے کہا: ایک کا۔ آپ نے کہا: ”اللہ کی قسم سے کہتے ہو؟“ کہا: اللہ کی قسم سے کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ وہی ہے جو تم نے ارادہ کیا۔“

۲۲۰۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ رُكَانَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا أَرَدْتُ؟» قَالَ: وَاحِدَةً، قَالَ: «اللَّهُ؟» قَالَ اللَّهُ! قَالَ: «هُوَ عَلَى مَا أَرَدْتُ».

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت ابن جریج کی (گزشتہ) روایت (۲۱۹۶) سے صحیح تر ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ یہ لوگ اس کے اپنے گھر والے ہیں اور یہ اس کے متعلق بہتر جانتے ہیں۔ اور ابن جریج کی روایت ابو رافع کے کسی بیٹے نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا لَأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمْ أَعْلَمُ بِهِ. وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ رَوَاهُ عَنْ بَعْضِ بَنِي أَبِي رَافِعٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.



🌞 ملحوظہ: اس روایت کی صحت میں اختلاف ہے۔ ہمارے فاضل محقق شیخ زبیر علی زئی اور بعض محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ابو داود رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ ”یہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے صحیح تر ہے“ کا معنی یہ نہیں کہ یہ فی الواقع اصطلاحی تعریف کے مطابق صحیح ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ سند دوسری کے مقابلے میں قدرے بہتر ہے۔ مگر حقیقتاً دونوں ہی میں ضعف ہے۔ (دیکھیے ارواء الغلیل ۷/۱۳۳)

باب: ۱۵/۱۴- دل میں طلاق کا خیال

آئے تو.....؟

(المعجم ۱۴، ۱۵) - بَابُ فِي

الْوَسْوَسَةِ بِالطَّلَاقِ (التحفة ۱۵)

۲۲۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بیان

۲۲۰۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ:

۲۲۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ما جاء في الرجل يطلق امرأته البتة، ح: ۱۱۷۷، وابن ماجه، ح: ۲۰۵۱ من حديث جرير بن حازم به * الزبير بن سعيد لين الحديث، والحديث السابق يغني عنه.

۲۲۰۹- تخریج: أخرجه البخاري، العتق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة والطلاق ونحوه... الخ، ح: ۲۵۲۸، ومسلم، الإيمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر، ح: ۱۲۷ من حديث قتادة به.

طلاق سے متعلق دیگر احکام و مسائل

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ عزوجل نے میری امت سے وہ امور معاف فرمادیے ہیں جن کے متعلق انہوں نے گفتگو نہ کی ہو یا عمل نہ کیا ہو اور وہ جس کے متعلق محض دل میں خیال آیا ہو۔“

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا لَمْ تَتَكَلَّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ بِهِ وَبِمَا حَدَّثْتُ بِهِ أَنْفُسَهَا».

🌞 فائدہ: محض خیال کرنے سے یا دل میں سچ و تاب کھاتے ہوئے طلاق دینا جبکہ زبان سے کچھ نہ بولا ہو طلاق نہیں ہوتی۔ لیکن اپنے ان جذبات و خیالات کو کسی واضح تحریر میں نقل کر دیا ہو تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ ہاتھ کا لکھنا عمل ہے۔ خواہ بیوی کو وہ تحریر دے یا دیے بغیر ہی ضائع کر دے تو طلاق ہو جائے گی۔

باب: ۱۶۱۵- شوہر اپنی بیوی کو بہن کہہ دے تو؟

(المعجم ۱۶، ۱۵) - بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِمَرْأَتِهِ يَا أُخْتِي (التحفة ۱۶)

۲۲۱۰- ابوتیمیمہ ہجیمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا: اے بہن! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا یہ تیری بہن ہے؟“ پس آپ نے اس انداز گفتگو کو ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔

۲۲۱۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَخَالِدُ الطَّحَّانُ الْمَعْنَى كُلُّهُم عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِمَرْأَتِهِ يَا أُخْتِي! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُخْتُكَ هِيَ!؟» فَكَرِهَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ.

۲۲۱۱- ابوتیمیمہ نے اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت کیا کہ اس نے نبی ﷺ سے سنا۔ جب کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ اپنی بیوی کو کہہ رہا ہے: اے بہن! تو آپ نے اس کو اس سے منع فرمادیا۔

۲۲۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ عَنْ خَالِدِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ لِمَرْأَتِهِ: يَا أُخْتِي! فَفَنَاهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں (کہ اس حدیث کی دو

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ

۲۲۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۳۶۶/۷ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

۲۲۱۱- تخریج: [إسناده ضعيف] * خالد الحذاء لم يسمعه من أبي تميمه، بينهما رجل، وهو مجهول.

الْمُخْتَارِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ،
عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ
شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي
تَمِيمَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۲۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى :
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ
مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ :
«أَنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكْذِبْ قَطُّ
إِلَّا ثَلَاثًا : ثِنْتَانِ فِي ذَاتِ اللَّهِ قَوْلُهُ : ﴿إِنِّي
سَقِيمٌ﴾ [الصافات: ۸۹] وَقَوْلُهُ : ﴿بَلْ
فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا﴾ [الأنبياء: ۶۳]
وَبَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ فِي أَرْضِ جَبَّارٍ مِنَ
الْجَبَابِرَةِ إِذْ نَزَلَ مَنَزِلًا ، فَأَتَى الْجَبَّارُ
فَقِيلَ لَهُ : إِنَّهُ نَزَلَ هَهُنَا رَجُلٌ مَعَهُ امْرَأَةٌ
هِيَ أَحْسَنُ النَّاسِ ، قَالَ : فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ
فَسَأَلَهُ عَنْهَا ، فَقَالَ : إِنَّهَا أُخْتِي ، فَلَمَّا
رَجَعَ إِلَيْهَا قَالَ : إِنَّ هَذَا سَأَلَنِي عَنْكَ
فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّكَ أُخْتِي وَإِنَّهُ لَيْسَ الْيَوْمَ مُسْلِمٌ
غَيْرِي وَغَيْرِكَ وَإِنَّكَ أُخْتِي فِي كِتَابِ اللَّهِ
فَلَا تُكَذِّبِينِي عِنْدَهُ» . وَسَاقَ الْحَدِيثَ .



۲۲۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ”بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین مواقع پر۔ دو بار اللہ عزوجل کے بارے میں۔ جبکہ آپ نے (قوم سے) کہا تھا ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ ”میں بیمار ہوں یا میری طبیعت ناساز ہے۔“ دوسری بار آپ نے کہا تھا: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا﴾ ”یہ تو ان کے اس بڑے نے کیا ہے۔“ اور تیسری بار جب کہ وہ ایک جابر بادشاہ کے علاقے میں سے جا رہے تھے کہ ایک جگہ پڑاؤ کیا تو اس ظالم بادشاہ کو خبر دی گئی اور کہا گیا کہ یہاں ایک شخص اترتا ہے اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے انتہائی حسین و جمیل! تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا بھیجا اور خاتون کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ”یہ میری بہن ہے۔ اور جب وہ اپنی اہلیہ کے پاس لوٹے تو اسے بتایا کہ اس نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا ہے اور میں نے اس کو بتایا ہے کہ تو میری بہن ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج تیرے اور میرے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہے اور اللہ کی کتاب میں تو میری بہن ہے تو مجھے اس کے ہاں مت جھٹلانا۔“ اور حدیث بیان کی۔

۲۲۱۲- تخريج: [صحیح] أخرجه النسائي في السنن الكبرى، ح: ۸۳۷۴ من حديث هشام به، ورواه البخاري، ح: ۵۰۸۴، ومسلم، ح: ۲۳۷۱ من حديث أيوب عن محمد بن سيرين به، حديث شعيب بن أبي حمزة رواه البخاري، ح: ۲۲۱۷.

طلاق سے متعلق دیگر احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْخَبَرُ
شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ،
عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو شعیب بن ابی حمزہ نے ابو الزناد سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① بیوی کو عادتاً یا محبت و اکرام میں ”بہن“ کہنا کسی طرح روا نہیں، لیکن کہیں کسی واقعی شرعی ضرورت سے توریہ کے طور پر کہے تو مباح ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معروف قصے میں وارد ہوا ہے۔ ② حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس حدیث کو بعض متجددنا قابل تسلیم کہتے ہیں۔ بلکہ تمام ذخیرہ احادیث کو مشکوک، عجیب سازش اور نہ معلوم کس کس لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ان کا انداز تحریر و گفتگو کچھ یوں ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مقابلے میں احادیث کے ان راویوں کو جھٹلادینا اور ضعیف کہنا زیادہ بہتر اور آسان ہے کجایہ کہ قرآن کریم کی تغلیط کی جائے۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بصراحت کہا ہے کہ ﴿إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾ (مریم: ۴۱) ”بلاشبہ وہ انتہائی سچے نبی تھے۔“ اس فکر کے حامل لوگوں کو ذرا غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید بھی تو ہمارے پاس انہی راویوں کے ذریعے سے پہنچا ہے جن کے ذریعے سے احادیث پہنچی ہیں۔ حق و صداقت اور دیانت کے اعلیٰ ترین معیار کے عہدیم المثال اصول قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی نقل و روایت کے سلسلے میں ایک ہی ہیں۔ جہاں جو فرق ہے وہ بال بصیرت اہل علم سے مخفی نہیں اور اس وجہ سے احادیث کو کئی درجات میں تقسیم کر کے ان کے حکم بھی الگ الگ بتائے گئے ہیں۔

اس حدیث کو قرآن مجید کے واقعاً خلاف کہنا دیانت علمی کے خلاف ہے۔ تفسیر احسن البیان (از حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ) میں سے درج ذیل اقتباس پیش کر دینا مناسب ہے۔ حافظ صاحب موصوف سورۃ الانبیاء کی آیت: ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنَّ كُنُوتًا يَنْطِقُونَ﴾ کے ذیل میں لکھتے ہیں: ”(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان اقوال کو) یقیناً حقیقت کے اعتبار سے جھوٹ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ظاہری شکل کے لحاظ سے ان کو کذب سے خارج بھی نہیں کیا جاسکتا۔ گو یہ کذب اللہ کے ہاں قابل مواخذہ نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ ہی کے لیے بولے گئے ہیں۔ درآں حالیکہ کوئی گناہ کا کام اللہ کے لیے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ ظاہری طور پر کذب ہونے کے باوجود وہ حقیقتاً کذب نہ ہو۔ لیکن (چونکہ ان کا صدور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسے طویل القدر پیغمبر اور عظیم انسان سے ہوا) لہذا انہیں کذب سے تعبیر کر دیا گیا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے عصی اور غویٰ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حالانکہ خود قرآن ہی میں ان کے فعل اکل شجر کو نسیان اور ارادے کی کمزوری کا نتیجہ بھی بتلایا گیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے دو پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔ من و جہ اس میں استحسان اور من و جہ ظاہری قباحت کا پہلو ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول اس پہلو سے ظاہری طور پر کذب ہی ہے کہ واقعے کے خلاف تھا۔ بتوں کو انہوں نے

خود توڑا تھا۔ لیکن ان کا انتساب بڑے بت کی طرف کیا۔ لیکن چونکہ مقصد ان کا تعریض اور اثبات تو حید تھا، اس لیے حقیقت کے اعتبار سے ہم اسے جھوٹ کی بجائے اتمام حجت کا ایک طریق اور مشرکین کی بے عقلی کے اثبات و اظہار کا ایک انداز کہیں گے۔ علاوہ ازیں حدیث میں ان کذبات کا ذکر جس ضمن میں آیا ہے وہ بھی قابل غور ہے اور وہ ہے میدان حشر میں اللہ کے روبرو جا کر سفارش کرنے سے اس لیے گریز کرنا کہ ان سے دنیا میں تین موقعوں پر لغزش کا صدور ہوا ہے۔ درآں حالیکہ وہ لغزشیں نہیں ہیں، یعنی حقیقت اور مقصد کے اعتبار سے وہ جھوٹ نہیں ہیں۔ مگر وہ اللہ کی عظمت و جلال کی وجہ سے اتنے خوف زدہ ہوں گے کہ یہ باتیں جھوٹ کے ساتھ ظاہری مماثلت کی وجہ سے قابل گرفت نظر آئیں گی۔ گویا حدیث کا مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا ثابت کرنا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کیفیت کا اظہار ہے جو قیامت والے دن خشیت الہی کی وجہ سے ان پر طاری ہوگی۔“

پھر لطف یہ ہے کہ ان تین باتوں میں سے دو تو خود قرآن میں مذکور ہیں حدیث میں تو صرف ان کا حوالہ ہے۔ تیسری بات البتہ صرف حدیث میں مذکور ہے مگر جن حالات میں وہ بات کہی گئی ہے ان حالات میں خود قرآن نے اظہار کفر تک کی اجازت دی ہے۔ پس اگر حدیث پر عتاب اتارنا ہے تو پہلے یہ حضرات قرآن پر عتاب اتاریں۔ اور اس سے اپنی براءت کا اظہار کریں۔



(المعجم ۱۶، ۱۷) - بَابُ: فِي الظَّهَارِ
(التحفة ۱۷)

باب: ۱۶، ۱۷- ظہار کے احکام و مسائل

۲۲۱۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: ابْنُ عَلْقَمَةَ - بِنِ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ - قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: الْبَيَاضِيُّ، قَالَ: كُنْتُ امْرَأَةً أُصِيبُ

۲۲۱۳- ”حضرت سلمہ بن صخر بیاضیؓ کہتے ہیں کہ میں ایسا شخص تھا جو عورتوں کو اس قدر آتا تھا کہ کوئی اور کیا آتا ہوگا۔ (بڑی جنسی قوت والا تھا۔) جب رمضان کا مہینہ آیا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ بیوی کے ساتھ کچھ کرنے بیٹھوں کہ صبح تک الگ ہی نہ ہو سکوں۔ سو میں نے اس سے ظہار کر لیا حتیٰ کہ رمضان گزر جائے۔ اتفاق سے ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کے جسم

۲۲۱۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في المظاهر يواقع قبل أن يكفر، ح: ۱۱۹۸، وابن ماجه، ح: ۲۰۶۲ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، ولم أجد تصريح سماعه * وسليمان لم يسمعه من سلمة، ومع ذلك حسنه الترمذي، وصححه الحاكم على شرط مسلم ۲/۲۰۳، ووافقه الذهبي، والسند ضعيف، وله شواهد ضعيفة.

کا کچھ حصہ میرے سامنے ظاہر ہوا تو میں ضبط نہ کر سکا اور اس کے اوپر چڑھ گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں اپنا قصہ بتایا اور انہیں کہا: میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو وہ کہنے لگے: نہیں، قسم اللہ کی! (ہم تو نہیں جاتے) تو میں خود ہی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے کہا: ”سہل! ارے تو نے؟“ میں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! میں نے..... دوبار کہا اور میں اللہ کے حکم پر صابر (راضی) ہوں، میرے بارے میں جو اللہ آپ کو بھائے فیصلہ فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”ایک گردن آزاد کر دو۔“ میں نے کہا: قسم اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں تو بس اسی کا مالک ہوں اور میں نے اپنی گردن کی ایک جانب پر ہاتھ مارا۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر دو مہینے متواتر روزے رکھو۔“ میں نے کہا کہ اور یہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے روزوں ہی کی وجہ سے تو ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو ایک وسق (ساٹھ صاع) کھجور ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔“ میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ہم نے تو بھوکے پیٹوں رات گزاری ہے ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تو بنی زریق کے صدقہ کرنے والے کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں کچھ دے گا۔ تو اس میں سے ایک وسق کھجور ساٹھ مسکینوں کو کھلا دینا اور باقی تم اور تمہارا عیال کھالے۔“ چنانچہ میں اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور انہیں کہا کہ میں نے تمہارے پاس تنگی اور بری رائے پائی، جبکہ نبی

مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا يُصِيبُ غَيْرِي فَلَمَّا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ خِفْتُ أَنْ أُصِيبَ مِنْ أَمْرَاتِي شَيْئًا يَتَّبِعُ بِي حَتَّى أَصْبَحَ، فَظَاهَرْتُ مِنْهَا حَتَّى يَنْسَلِخَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فَبَيْنَا هِيَ تَخْدُمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَكْشَفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ نَزَوْتُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ خَرَجْتُ إِلَى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ وَقُلْتُ: امْشُوا مَعِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالُوا: لَا وَاللَّهِ! فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «أَنْتَ بِذَاكَ يَا سَلَمَةُ؟» قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَرَّتَيْنِ وَأَنَا صَابِرٌ لِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَحْكُمْ فِيَّ مَا أَرَاكَ اللَّهُ. قَالَ: «حَرِّزْ رَقَبَةً». قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَمْلِكُ رَقَبَةً غَيْرَهَا وَضَرَبْتُ صَفْحَةَ رَقَبَتِي. قَالَ: «فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ». قَالَ: وَهَلْ أَصَبْتُ الَّذِي أَصَبْتُ إِلَّا مِنَ الصِّيَامِ؟! قَالَ: «فَاطْعِمِ وَسَقًا مِنْ تَمْرٍ بَيْنَ سِتْنَيْنِ مِسْكِينًا». قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بَنَيْنَا وَحْشَيْنِ مَا لَنَا طَعَامٌ. قَالَ: «فَانْطَلِقِي إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ فَاطْعِمِ سِتْنَيْنِ مِسْكِينًا وَسَقًا مِنْ تَمْرٍ وَكُلْ أَنْتَ وَعِيَالُكَ بِقِيَّتِهَا». فَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِي فَقُلْتُ: وَجَدْتُ عِنْدَكُمْ الضَّبَقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ السَّعَةَ وَحَسْنَ الرَّأْيِ وَقَدْ أَمَرَ لِي أَوْ أَمَرَنِي

ظہار کے احکام و مسائل

ﷺ کے پاس سے وسعت اور بہترین رائے ملی ہے۔
آپ نے مجھے تمہارے صدقے (لینے) کا حکم فرمایا ہے۔

بَصَدَقْتِكُمْ .

زَادَ ابْنُ الْعَلَاءِ : قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ :
وَبَيَاضُهُ بَطْنٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ .
ابن العلاء نے کہا: ابن ابی ادریس نے وضاحت کی کہ
بیاضہ بنی زریق کی ایک برادری کا نام ہے۔

☀ فوائد و مسائل: ① ایمان جب دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو مومن اللہ کی نافرمانی سے خائف رہتا ہے۔ اور
اگر کوئی خطا ہو جائے تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور یہی تفسیر ہے اس قول کی کہ ”ایمان خوف اور رجا (امید)
کے درمیان ہے۔“ اور یہ واقعہ اس کی شاندار مثال ہے۔ ② ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں
چار داس حساب سے ایک صاع کا وزن تقریباً ڈھائی کلو اور ایک وسق کا وزن تین من اور تیس کلو اور بعض علماء کے
نزدیک تین من اور چھ کلو ہوگا۔

۲۲۱۴- حضرت خویلہ بنت مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہما بیان
کرتی ہیں کہ میرے شوہر اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے مجھ
سے ظہار کر لیا تو میں شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کی
خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے اس
مسئلے میں بحث فرمانے لگے۔ آپ کہتے تھے: ”اللہ سے
ڈرو وہ تمہارا چچا زاد ہے۔ میں وہاں سے نہ ہئی تھی کہ
قرآن نازل ہو گیا: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي
تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا.....﴾ بیان کفارہ تک.....
آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ گردن آزاد کرے۔“ اس نے
کہا: اس کے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ دو
مہینے متواتر روزے رکھے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے
رسول! وہ بہت بوڑھا ہے روزے کہاں رکھ سکتا ہے؟
فرمایا: ”تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔“ اس نے کہا:
اس کے پاس کچھ نہیں ہے کہ صدقہ کرے۔ بیان کرتی

۲۲۱۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ :
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ : حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامَ ، عَنْ خُوَيْلَةَ بِنْتِ مَالِكِ
ابْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَتْ : طَافَ مِنِّي زَوْجِي أَوْسُ
ابْنَ الصَّامِتِ ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
أَشْكُو إِلَيْهِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَادِلُنِي فِيهِ
وَيَقُولُ : «اتَّقِي اللَّهَ فَإِنَّهُ ابْنُ عَمَلٍ» ، فَمَا
بَرِحْتُ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ : ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ
قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾ [المجادلة : ۱]
إِلَى الْفَرْضِ فَقَالَ : «يَعْنِي رَقَبَةً» ، قَالَتْ :
لَا يَجِدُ ، قَالَ : «فَيَصُومُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ» ، قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنَّهُ شَيْخٌ



۲۲۱۴- تخریج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ۶/ ۴۱۰ من حديث محمد بن إسحاق به ، وصرح بالسماع
معمر بن عبد الله لم يوثقه غير ابن حبان .

ظہار کے احکام و مسائل

ہیں کہ اسی وقت آپ کے پاس ایک ٹوکرا کھجور کا آ گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک اور ٹوکرا (کھجور) سے اس کی مدد کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بہت بہتر ہے۔ جاؤ اور اس کی طرف سے یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو اور اپنے چچا زاد کی طرف لوٹ جاؤ۔“


كَبِيرٌ مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ، قَالَ: «فَلْيُطْعِمْ سِتِّينَ مَسْكِينًا» قَالَتْ: مَا عِنْدَهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَصَدَّقُ بِهِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ سَاعَتِيذَ بَعْرِقٍ مِنْ تَمْرٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِنِّي أُعِينُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ، قَالَ: «قَدْ أَحْسَنْتِ، اذْهَبِي فَأُطْعِمِي بِهَا عَنْهُ سِتِّينَ مَسْكِينًا، وَارْجِعِي إِلَى ابْنِ عَمِّكَ».

(یحییٰ بن آدم نے) کہا کہ العرق (ٹوکرا) میں ساٹھ صاع کھجور آتی ہے۔

قال: وَالْعَرَقُ سِتُّونَ صَاعًا.

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس روایت میں کہا کہ اس (خاتون) نے اپنے شوہر کی طرف سے اس کے مشورے کے بغیر ہی کفارہ ادا کر دیا تھا۔ اور کہا کہ یہ (اوس بن صامت) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي هَذَا: إِنَّمَا كَفَّرْتُ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْتَأْمِرَهُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَخُو عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

 فوائد و مسائل: ① سورہ مجادلہ اور آیات کفارہ کا ظہار کا شان نزول یہی واقعہ ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی شرعی امر نہیں فرماتے بلکہ سب اللہ عزوجل کی طرف سے وحی ہوتا ہے: ﴿وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۴۳) ③ کسی مسلمان کی طرف سے مالی کفارہ ادا کر دیا جائے تو جائز ہے اور باعث اجر بھی۔ ④ بیوی اپنے شوہر کو جو مالی طور پر مسکین ہو صدقہ اور زکوٰۃ دے دے تو جائز ہے مگر شوہر بیوی کو نہیں دے سکتا۔

۲۲۱۵- ابن اسحاق نے اسی سند سے مذکورہ روایت کی مانند روایت کیا مگر کہا کہ ”العرق“ وہ ٹوکرا ہوتا ہے جس میں تیس صاع کھجور آتی ہے۔

۲۲۱۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَىٰ أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَالْعَرَقُ مِثْلُ ثَلَاثِينَ صَاعًا.

ظہار کے احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ آدَمَ. امام ابو داود فرماتے ہیں: یہ روایت یحییٰ بن آدم کی (مذکورہ بالا) روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

🌞 ملحوظہ: [العرق] ”ٹوکرے“ کی مقدار ان روایات میں ساٹھ صاع یا تیس صاع رائج نہیں ہے۔ جیسے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ صحیح مقدار اگلی روایت میں مذکور ہے، یعنی پندرہ صاع۔ اسی طرح حدیث: ۲۳۹۳ میں بھی مروی ہے۔

۲۲۱۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: يَغْنِي الْعَرَقُ زَنْبِيلاً يَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا. ۲۲۱۷- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهْيَعَةَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِتَمْرٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنْ خَمْسَةِ عَشَرَ صَاعًا. قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهَذَا». فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَى أَفْقَرِ مِنِّي وَمِنْ أَهْلِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلْهُ أَنْتَ وَأَهْلُكَ».

۲۲۱۶- سلیمان بن یسار نے یہ خبر بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور لائی گئی آپ نے یہ اسے دے دی جو پندرہ صاع کے قریب تھی اور فرمایا: ”اے صدقہ کر دو۔“ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اپنے اور اپنے گھر والوں سے زیادہ فقیر لوگوں پر صدقہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ”تم کھا لو اور تمہارے گھر والے۔“

🌞 فائدہ: ان کا یہ مطلب تھا کہ غربت کے لحاظ سے ہم سے زیادہ اس صدقے کا مستحق اور کوئی نہیں۔

۲۲۱۸- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ وَزِيرِ الْمِصْرِيِّ قُلْتُ لَهُ: حَدَّثَكُمْ ۲۲۱۸- جناب عطاء حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

۲۲۱۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۹۰/۷ من حديث أبي داود به * أبان هو ابن يزيد العطار، ويحيى هو ابن أبي كثير، وهو مدلس وعنعن.

۲۲۱۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۹۱/۷ من حديث أبي داود به، وانظر: ح: ۲۲۱۳، والسند مرسل.

۲۲۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۹۲/۷ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

ظہار کے احکام و مسائل

نے ان کو پندرہ صاع جو عنایت کیے تھے، یعنی ساٹھ مسکینوں کا کھانا۔

يُسْرُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ أَوْسٍ أَخِي عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

امام ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ عطاء کی اوس سے ملاقات نہیں ہے۔ اور یہ (اوس) اہل بدر میں سے تھے ان کی وفات بہت پہلے ہو گئی تھی۔ اور یہ حدیث مرسل ہے۔ محدثین اسے اوزاعی سے بواسطہ عطاء اور وہ اوس سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَعَطَاءٌ لَمْ يُدْرِكْ أَوْسًا وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَدْرِ قَدِيمُ الْمَوْتِ، وَالْحَدِيثُ مُرْسَلٌ وَإِنَّمَا رَوَاهُ: عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ أَوْسًا.

☀ فائدہ: گویا یہ روایت جس میں جو کا ذکر ہے صحیح نہیں ہے بلکہ منقطع ہے۔ محدثین کے نزدیک مرسل اور منقطع ہم معنی ہیں۔ (عمون المعبود)

۲۲۱۹- ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ جلیلہ حضرت اوس بن صامت کی زوجیت میں تھی اور اوس میں جنسی شہوت کا مادہ زیادہ تھا جب ان پر اس کا غلبہ ہوتا تو وہ اپنی بیوی سے ظہار کر لیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مسئلے میں ظہار کے کفارہ کا حکم نازل فرمایا تھا۔

۲۲۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ جَمِيلَةَ كَانَتْ تَحْتَ أَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ رَجُلًا يَهْ لَمَمٌ، فَكَانَ إِذَا اشْتَدَّ لَمَمُهُ ظَاهَرَ مِنْ أَمْرَائِهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ كَفَّارَةَ الظَّهَارِ.

☀ فائدہ: یہ جلیلہ وہی خاتون ہیں جن کا ذکر پہلے خولیلہ کے نام سے آیا ہے۔ یا تو ان کے نام ہی دو تھے یا جلیلہ انہیں ان کی خوب صورتی کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ (عمون المعبود) واللہ اعلم ☆

۲۲۲۰- حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اسی کے مثل روایت کی ہے۔

۲۲۲۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مِثْلَهُ.

۲۲۱۹- تخریج: [صحیح] انظر الحديث الآتي.

۲۲۲۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم ۴۸۱/۲ من حديث محمد بن الفضل عارم به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۲۲۲۱- جناب عکرمہ (مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا، پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ ہمبستر بھی ہو گیا، اس کے بعد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا: ”تو نے ایسا کیوں کیا؟“ کہنے لگا: میں نے چاندنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ لی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر اب اس سے دور رہنا حتیٰ کہ اپنا کفارہ دے لے۔“

۲۲۲۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّلَقَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ أَمْرَأَتِهِ ثُمَّ وَاقَعَهَا قَبْلَ أَنْ يُكْفَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» قَالَ: رَأَيْتُ بَيَاضَ سَاقِيهَا فِي الْقَمَرِ، قَالَ: «فَاعْتَرِلْهَا حَتَّى تُكْفَرَ عَنْكَ».

☀️ فائدہ: ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے قربت جائز نہیں ہے۔

۲۲۲۲- جناب عکرمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا، پھر چاندنی چاندنی میں اس کی پنڈلی کی سفیدی دیکھی تو اس سے مجامعت کر بیٹھا، تب نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

۲۲۲۲- حَدَّثَنَا الزُّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ أَمْرَأَتِهِ، فَرَأَى بَرِيقَ سَاقِيهَا فِي الْقَمَرِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُكْفَرَ.

۲۲۲۳- جناب عکرمہ رضی اللہ عنہما حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی ﷺ سے اسی کی مثل بیان کرتے ہیں مگر اس میں (اسماعیل راوی نے) ”پنڈلی“ کا ذکر نہیں کیا۔

۲۲۲۳- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ: السَّاقِ.

۲۲۲۴- جناب عکرمہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں جیسے کہ سفیان (بن عیینہ) کی روایت میں ذکر ہوا

۲۲۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ الْمُخْتَارِ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا خَالِدُ:

۲۲۲۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۳۸۶/۷ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، والسند مرسل.

۲۲۲۲- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۲۲۲۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الظهار، ح: ۳۴۸۷، والترمذي، ح: ۱۱۹۹، وابن ماجه، ح: ۲۰۶۵ من حديث الحكم بن أبان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

۲۲۲۴- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق * محدث مجهول، والسند مرسل.

حدثنی مُحَدَّثٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ .
ہے۔ (۲۲۲۱-۲۲۲۲)

۲۲۲۵ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ
مُحَمَّدَ بْنَ عِيسَى يُحَدِّثُ بِهِ: أَخْبَرَنَا
مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَكَمَ بْنَ أَبَانَ
يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنَ
عَبَّاسٍ .
۲۲۲۵- امام ابو داود فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن
عیسیٰ کو یہ روایت بیان کرتے سنا، وہ اسے بواسطہ معتمر حکم
بن ابان سے روایت کرتے تھے اور اس میں ابن عباس
ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ (بلکہ عکرمہ سے روایت کی ہے، یعنی
سند مرسل ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَتَبَ إِلَيَّ الْحُسَيْنُ بْنُ
حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى
عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ
عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ .
امام ابو داود فرماتے ہیں حسین بن حریث نے مجھے
اس روایت کی یہ سند لکھ بھیجی (جو کہ مُسند ہے) ہمیں فضل
بن موسیٰ نے خبر دی معمر سے، وہ حکم بن ابان سے، وہ عکرمہ
سے، وہ ابن عباس ؓ سے۔ انہوں نے (مذکورہ بالا
حدیث کے ہم معنی) نبی ﷺ سے بیان کیا۔

فوائد و مسائل: ① ظہار کی صورت میں مباشرت سے پہلے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جیسے کہ سورۃ مجادلہ کی
آیات میں پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ لیکن اگر کوئی قبل از کفارہ مباشرت کر بیٹھے تو بھی وہی کفارہ ادا کرنا ہوگا، البتہ اس
صورت میں وہ عہد الہی کی مخالفت کا مرتکب متصور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارے کی بابت فرمایا ہے کہ ایک گردن
آزاد کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا
کھلائے۔ اس آیت میں مطلق کھانا کھلانے کا حکم ہے، مقدار کا بیان نہیں۔ البتہ احادیث میں مقدار کی بابت مختلف
اوزان بتائے گئے ہیں، مثلاً نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمہ بن صخرؓ بیاضی کو حکم دیا کہ ایک دوق (ساٹھ صاع)
بکھور ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔ یہ روایت محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے اور دوسری روایت میں اوس بن
صامت کی بابت آتا ہے کہ ان کی طرف سے ایک ٹوکرا بکھور بطور کفارہ ظہار دیا گیا۔ اس ٹوکرے کے وزن کے
بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض روایات میں اس کے وزن کی مقدار ساٹھ صاع بتائی گئی ہے اور بعض میں تیس
صاع اور بعض روایات میں پندرہ صاع۔ لیکن شیخ البانی ؒ نے پندرہ صاع والی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔ انہوں
نے اس ٹوکرے کے وزن میں ساٹھ اور تیس صاع والے الفاظ کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح سنن ابی داؤد حدیث:
۲۲۱۴، ۲۲۱۵۔ لہذا اس بحث سے معلوم ہوا کہ اول الذکر روایت کی رو سے ایک دوق اور دوسری روایت کی رو سے

پندرہ صاع کھانا مسکینوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ان دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ اگر کوئی فقرا اور تنگ دستی میں زندگی بسر کر رہا ہو تو وہ کم از کم پندرہ صاع کفارہ ادا کرے اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال و دولت میں فراوانی عطا کر رکھی ہو تو وہ ایک وسق (ساتھ صاع) کفارہ ظہار ادا کرے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۷، ۱۸) - **بَابُ: فِي الْخُلْعِ** باب: ۱۸۱۷- خلع کے احکام و مسائل (التحفة ۱۸)

۲۲۲۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق مانگتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔“
عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ».

🌞 **فائدہ:** اگر زوجین میں ہم آہنگی نہ رہے اور شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے پر راضی نہ ہو جب کہ عورت اس کے پاس رہنے کے لیے تیار نہ ہو بلکہ علیحدگی پر مصر ہو تو وہ اپنا معاملہ قاضی کے سامنے پیش کرے۔ وہ احوال واقعی کے پیش نظر عورت کے مطالبہ علیحدگی کی بنا پر عورت سے کہے کہ اپنا حق مہر واپس کرے اور پھر وہ ان کے مابین عقد نکاح کو فسخ کر دے۔ تو علیحدگی کی اس کیفیت کو خلع کہتے ہیں۔ طلاق شوہر کی طرف سے ہوتی ہے اور خلع میں مطالبہ عورت کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور قاضی اپنے فیصلہ تنسیخ کی تنفیذ کراتا ہے۔ خلع میں عدت صرف ایک حیض ہے۔ کیونکہ یہ فسخ نکاح ہے۔

۲۲۲۷- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زُرَّارَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ: ۲۲۲۷- عمرہ بنت عبد الرحمن حبیبہ بنت سہل انصاریہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے لیے جانے لگے تو آپ نے حبیبہ بنت سہل کو

۲۲۲۶- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب كراهية الخلع للمرأة، ح: ۲۰۵۵ من حديث حماد بن زيد به، وحسنه الترمذي، ح: ۱۱۸۷، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۲۰، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۲۰۰، ووافقه الذهبي.

۲۲۲۷- **تخریج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب ما جاء في الخلع، ح: ۳۴۹۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۵۶۴، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۲۶.

اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس کھڑے پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کون ہے؟“ اس نے کہا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا بات ہے؟“ کہنے لگی: میں نہیں اور ثابت بن قیس نہیں! یعنی اپنے شوہر کے متعلق کہا۔ (مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں کا اکٹھا رہنا ممکن نہیں) پھر جب حضرت ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ”حبیبہ بنت سہل آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا اس نے مجھ سے بیان کیا۔“ حبیبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ انہوں نے مجھ سے دیا ہے وہ سب میرے پاس ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا: ”اس سے وصول کر لو۔“ چنانچہ انہوں نے مال لے لیا اور پھر وہ اپنے گھر والوں کے ہاں بیٹھ رہی۔

أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْعَلَسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ هَذِهِ؟» قَالَتْ: «أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَالَتْ: «مَا شَأْنُكَ؟» قَالَتْ: «لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ - لِرُزُوجِهَا - فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ» فَذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَذْكُرَ. وَقَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ: «خُذْ مِنْهَا» فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا.

۲۲۲۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حبیبہ بنت سہل، حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی زوجیت میں تھی تو ثابت نے اس کو مارا اور اس کا کچھ توڑ بھی دیا تب وہ فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور شوہر کی شکایت کی۔ پس نبی ﷺ نے ثابت کو بلایا اور فرمایا: ”اس سے کچھ مال لے لو اور اس کو علیحدہ کر دو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ انہوں نے کہا: میں نے اس کو مہر میں دو باغ دیے ہیں اور وہ اسی کے قبضے میں ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ دونوں لے لو اور اسے علیحدہ کر دو۔“

۲۲۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو السَّدُوسِيُّ الْمَدِينِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ كَانَتْ عِنْدَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ ابْنِ شِمَاسٍ فَضَرَبَهَا فَكَسَرَ بَعْضَهَا فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ الصُّبْحِ فَاسْتَكْتَتْهُ إِلَيْهِ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ ثَابِتًا فَقَالَ: «خُذْ بَعْضَ مَالِهَا وَفَارِقْهَا»، فَقَالَ: وَيَصْلُحُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ

۱۳- کتاب الطلاق

غلام اور لونڈی کی بابت نکاح اور طلاق کے احکام و مسائل

چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔

اللہ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَإِنِّي أَصْدَقْتُهَا حَدِيثَيْنِ وَهُمَا بِيَدِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خُذْهُمَا فَفَارِقْهُمَا» فَفَعَلَ.

۲۲۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان سے خلع لیا تو نبی ﷺ نے اس کی عدت ایک حیض مقرر فرمائی تھی۔

۲۲۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبُرَّازُ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْهُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عِدَّتَهَا حَيْضَةً.

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبد الرزاق نے معمر سے انہوں نے عمرو بن مسلم سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مرسل بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۲۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خلع والی عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

۲۲۳۰- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَيْضَةٌ.



باب: ۱۹/۱۸- لونڈی جسے آزاد کر دیا جائے

جبکہ وہ کسی آزاد یا غلام کی زوجیت میں ہو

(المعجم ۱۸، ۱۹) - بَابُ: فِي

الْمَمْلُوكَةِ تُعْتَقُ وَهِيَ تَحْتَ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ

(التحفة ۱۹)

۲۲۳۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مغیث غلام تھے۔ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں اس کو سفارش فرمادیجئے تو رسول اللہ

۲۲۳۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ مُغِيثًا كَانَ

۲۲۲۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في الخلع، ح: ۱۱۸۵ عن محمد بن عبد الرحيم به، وقال: "حسن غريب"، حديث عبد الرزاق في المصنف، ح: ۱۱۸۵۸.


۲۲۳۰- تخریج: [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ۵۶۵ / ۲.

۲۲۳۱- تخریج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة، ح: ۵۲۸۳ من حديث خالد الحذاء به.

غلام اور لونڈی کی بابت نکاح اور طلاق کے احکام و مسائل


ﷺ نے فرمایا: ”اے بریرہ! اللہ سے ڈر بلاشبہ وہ تیرا شوہر ہے اور تیرے بچے کا باپ بھی ہے۔“ وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اس کے بارے میں مجھے حکماً ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں“ میں صرف سفارشی ہوں۔“ چنانچہ اس (مغیث) کے آنسو اس کے رخساروں پر بہتے تھے۔ (وہ روتا پھرتا تھا۔) تو رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مغیث کو بریرہ سے کتنی محبت ہے اور اس کو اس سے کتنا بغض ہے۔“

عَبْدًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اشْفَعْ لِي إِلَيْهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا بَرِيرَةُ! اتَّقِي اللَّهَ فَإِنَّهُ زَوْجُكَ وَأَبُو وَلَدِكَ»، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا مُرْنِي بِذَاكَ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ»، فَكَانَ دُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى خَدَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بِرِيرَةَ وَبُغْضِهَا إِيَّاهُ؟!».

 فوائد و مسائل: ① غلام اور لونڈی اگر عقد زوجیت میں منسلک ہوں، لیکن لونڈی کو پہلے آزادی مل جائے تو اسے اپنے (غلام) شوہر کی زوجیت میں رہنے یا نہ رہنے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر شوہر پہلے آزاد ہو جائے تو بیوی کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ درج ذیل احادیث میں مذکورہ واقعہ بریرہ (لونڈی) اور اس کے شوہر مغیث (غلام) کا ہے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے آزاد کیا تھا جبکہ مغیث رضی اللہ عنہ غلام ہی رہے تھے۔ ② بریرہ رضی اللہ عنہا جیسی عورت جسے ایک صحیح حدیث میں ناقص العقل کہا گیا ہے، دین کے معاملے میں کس قدر دانا تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم نال دینا دین و دنیا کا خسار ہے مگر جب آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ میری یہ بات حکم نہیں محض سفارش ہے تو انہوں نے شرمناک طور پر اختیار کو ترجیح دی۔ اس واقعہ میں حریت فکر کا درس ہے اور یہ بھی کہ یہ آزادی اللہ کے دین اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے مشروط ہے کیونکہ اللہ انسان کا خالق ہے اور رسول ﷺ اللہ کے پیغامبر ہیں۔

۲۲۳۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُسَمَّى مُغِيثًا فَخَيْرَهَا يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَ.

۲۲۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کا لے رنگ کا غلام تھا جس کا نام مغیث تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا تھا۔ (اپنے شوہر کی زوجیت میں رہے یا اس سے آزاد ہو جائے) اور اسے حکم دیا تھا کہ عدت گزارے۔

 فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ اسے تین حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (سنن ابن ماجہ، الطلاق، حدیث: ۲۰۷۷) کیونکہ وہ آزاد ہو چکی تھی۔

۲۲۳۲- تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب خيار الأمة تحت العبد، ح: ۵۲۸۰ من حديث همام به.

۱۳- کتاب الطلاق

غلام اور لونڈی کی بابت نکاح اور طلاق کے احکام و مسائل

۲۲۳۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بریرہ کے قصے میں بیان کرتی ہیں کہ اس کا شوہر غلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا تو اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا۔ اگر شوہر آزاد ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیتے۔

۲۲۳۳- حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ فِي قِصَّةِ بَرِيرَةَ قَالَتْ: كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيَّرَهَا.

🌞 ملاحظہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیث میں آخری جملہ: ”اگر شوہر آزاد ہوتا.....“ مدرج ہے جو کہ عروہ کا قول ہے۔ (صحیح سنن أبی داود للالبانی، حدیث: ۲۲۳۳) تاہم مسئلے کی نوعیت یہی ہے کہ اگر شوہر آزاد ہو تو پھر لونڈی کو اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

۲۲۳۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بریرہ کو رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا تھا جبکہ اس کا شوہر غلام تھا۔

۲۲۳۴- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ بَرِيرَةَ خَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا.

(المعجم ۱۹، ۲۰) - باب مَنْ قَالَ: كَانُ حُرًّا (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰/۱۹- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مغیث رضی اللہ عنہ آزاد تھے

۲۲۳۵- حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ حُرًّا حِينَ أُعْتِقَتْ، وَأَنَّهَا خَيْرَتْ فَقَالَتْ:

۲۲۳۵- اسود بن یزید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ بریرہ کو جب آزاد کیا گیا تو اس کا شوہر بھی آزاد تھا۔ اور بریرہ کو اختیار دیا گیا تو وہ کہنے لگی: میں اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی خواہ مجھے اس اس قدر (مال)

۲۲۳۳- تخریج: أخرجه مسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ۹/۱۵۰۴ من حديث جرير، والبخاري، المكاتب، باب استعانة المكاتب وسؤاله الناس، ح: ۲۵۶۳ من حديث هشام بن عروة به مطولاً 'ولو كان حراً لم يخيرها' مدرج من قول عروة كما يثبت رواية النسائي.

۲۲۳۴- تخریج: أخرجه مسلم، ح: ۱۱/۱۵۰۴ من حديث الحسين بن علي به، انظر الحديث السابق.

۲۲۳۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ما جاء في الأمة تعتق ولها زوج، ح: ۱۱۵۵ من حديث إبراهيم النخعي به، وقال: "حسن صحيح" * إبراهيم النخعي مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

۱۲- کتاب الطلاق غلام اور لونڈی کی بابت نکاح اور طلاق کے احکام و مسائل
مَا أَحَبُّ أَنْ أَكُونَ مَعَهُ وَأَنْ لِي كَذَا وَكَذَا . بھی کیوں نہ دے دیا جائے۔

🌞 **طوطہ:** شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ۱۶ کان حُرَامٌ ”وہ آزاد تھا“ کا جملہ اسود بن یزید کا کلام ہے اور بقول امام بخاری منقطع ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان کہ ”اس کا شوہر غلام تھا“ صحیح تر ہے۔ دیکھیے (صحیح بخاری، الطلاق، حدیث: ۵۲۸۲)

(المعجم ۲۰، ۲۱) - **بَابُ: حَتَّى مَتَى يَكُونُ لَهَا الْخِيَارُ؟** (التحفة ۲۱)
باب: ۲۱۲۰- آزاد کی جانے والی لونڈی کو اپنے غلام شوہر سے کس وقت تک اختیار حاصل ہے؟

۲۲۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَعَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ. وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ بَرِيرَةَ أَعْتَقَتْ وَهِيَ عِنْدَ مُغِيثِ عَبْدِ لَالِ أَبِي أَحْمَدَ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ لَهَا: «إِنْ قَرَبِكَ فَلَا خِيَارَ لَكَ».

۲۲۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بریرہ کو آزاد کیا گیا تو وہ مغیث کی زوجیت میں تھی جو کہ آل ابی احمد کا غلام تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دیا اور فرمایا: ”اگر وہ تم سے قریب ہو گیا تو تمہارا اختیار باقی نہیں رہے گا۔“

🌞 **فائدہ:** یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے یہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا کہ آزاد ہونے والی لونڈی نے اگر آزاد ہونے کے بعد اپنے غلام خاوند سے تعلق زوجیت قائم کر لیا تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

(المعجم ۲۱، ۲۲) - **بَابُ: فِي الْمَمْلُوكِينَ يُعْتَقَانِ مَعًا هَلْ تُخَيَّرُ امْرَأَتُهُ؟** (التحفة ۲۲)
۲۲-۲۱- غلام میاں بیوی کو اکٹھے ہی آزاد کیا جائے تو کیا بیوی کو اختیار ہوگا؟

۲۲۳۷- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَنَصْرُ ۲۲۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں

۲۲۳۶- **تخریج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷/ ۲۲۵ من حديث أبي داود به * محمد بن إسحاق عنن، وانظر فتح الباري: ۹/ ۴۱۳ لتحقيق المسألة.

۲۲۳۷- **تخریج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أراد عتق رجل وامرأته فليبدأ بالرجل، ح: ۲۵۳۲ من حديث عبيد الله بن عبد المجيد به، ورواه النسائي، ح: ۳۴۷۶ من حديث عبيد الله بن عبد الرحمن بن موهب به، وهو حسن الحديث، وثقه الجمهور، وقال ابن عدي: "حسن الحديث يكتب حديثه".

۱۳- کتاب الطلاق

ابْنُ عَلِيٍّ - قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا - عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تُعْتَقَ مَمْلُوكَتَيْنِ لَهَا - زَوْجٌ - قَالَ: فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ؟، فَأَمَرَهَا أَنْ تَبْدَأَ بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْأَةِ.

قَالَ نَصْرٌ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَنْفِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ.

(المعجم ۲۲، ۲۳) - بَابُ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُ الزَّوْجَيْنِ؟ (التحفة ۲۳)

۲۲۳۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ مُسْلِمًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَتْ امْرَأَتُهُ مُسْلِمَةً بَعْدَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ أَسْلَمَتْ مَعِيَ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

مسلمان ہونے کی وجہ سے زوجین سے متعلق احکام و مسائل نے اپنے ایک مملوک جوڑے کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا آپ نے حکم دیا: ”عورت سے پہلے مرد کو آزاد کرنے سے ابتدا کرنا۔“

نصر بن علی کی سند اس طرح ہے: أخبرني أبو علي الحنفي عن عبيد الله.

باب ۲۲: ۲۳- زوجین میں سے جب کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو.....؟

۲۲۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص مسلمان ہو کر آیا۔ پھر اس کے بعد اس کی بیوی بھی مسلمان ہو کر آگئی تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ عورت بھی میرے ساتھ ہی مسلمان ہوئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس کو اس (کے شوہر) کی طرف لوٹا دیا۔

☀ فائدہ: ایام کفر و شرک کے نکاح بعد از اسلام بھی صحیح سمجھے جاتے ہیں۔ تجدید کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں الا یہ کہ کسی واضح حرمت کا ارتکاب ہوا ہو۔ مثلاً کسی محرم نسبی یا رضاعی سے نکاح کیا ہوا ہو تو فسخ کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ جیسے کہ آگے تفصیل آرہی ہے۔ تاہم باعتبار سند یہ روایت ضعیف ہے۔ (ارواء الغلیل، حدیث: ۱۹۱۸)

۲۲۳۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ح: ۱۱۴۴ من حديث وكيع به، وقال: "صحيح"، وصححه الحاكم: ۲/ ۲۰۰، ووافقه الذهبي * سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، راجع تهذيب التهذيب وغيره.

مسلمان ہونے کی وجہ سے زوجین سے متعلق احکام و مسائل

۲۲۳۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت مسلمان ہو گئی اور پھر نکاح کر لیا۔ بعد ازاں اس کا شوہر بھی نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی مسلمان ہو چکا تھا اور اسے میرے اسلام قبول کرنے کا علم تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو دوسرے شوہر سے چھین کر (اس کا نکاح فسخ کرا کے) پہلے شوہر کی طرف لوٹا دیا۔

۲۲۳۹- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ قَدْ أَسْلَمْتُ وَعِلِمْتُ بِإِسْلَامِي فَانْتَزَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الْآخِرِ وَرَدَّهَا إِلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① روایت سند اضعیف ہے تاہم مسئلہ یہی ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کر لینے سے ان میں تفریق ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر عدت کے دوران میں شوہر بھی مسلمان ہو جائے تو وہ عورت اسی خاوند کی زوجیت میں رہے گی۔ بعد ازاں اگر وہ اپنے سابقہ شوہر کا انتظار نہ کرے تو کسی مسلمان سے نکاح کر لینے میں حق بجانب ہے۔ لیکن اگر وہ انتظار کرے حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو جائے خواہ مدت طویل ہی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ درج ذیل باب اور حدیث میں آ رہا ہے۔

(المعجم ۲۳، ۲۴) - بَابٌ: إِلَى مَتَى تُرَدُّ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهَا؟ (التحفة ۲۴)

باب: ۲۳، ۲۴- کتنی مدت بعد تک بیوی کو شوہر پر لوٹا یا جاسکتا ہے جبکہ اس نے بیوی کے بعد اسلام قبول کیا ہو؟

۲۲۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی زینب کو (ان کے شوہر) ابوالعاص رضی اللہ عنہ پر پہلے نکاح ہی سے لوٹا دیا تھا، اور کوئی نیا (نکاح وغیرہ) نہ کیا تھا۔

۲۲۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ الْفَضْلِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

۲۲۳۹- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ۲۲۹۰ من حديث أبي داود، وابن ماجه، ح: ۲۰۰۸ من حديث سمالك به، وانظر الحديث السابق لعلته.

۲۲۴۰- [تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ح: ۱۱۴۳، وابن ماجه، ح: ۲۰۰۹ من حديث ابن إسحاق به * داود بن حصين ثقة، ولكن قال ابن المديني: "ما روى عن عكرمة فمكرر".

۱۳- کتاب الطلاق مسلمان ہونے کی وجہ سے زوجین سے متعلق احکام و مسائل

الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْمَعْنَى كُلُّهُمْ
عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ،
عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَدَّ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ
بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ، لَمْ يُحْدِثْ شَيْئًا.

قال مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فِي حَدِيثِهِ: بَعْدَ
سِتِّ سِنِينَ. وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: سَالُ بَعْدَ (لُونَا يَتَاهَا) اور حسن بن علی نے کہا: دو سال بعد۔
بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ.



توضیح: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک سنین کے ذکر کے بغیر صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے چھ سال یا دو سال کے ذکر کو صحیح سمجھتے ہوئے ان کے درمیان یہ تطبیق لکھی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام اور ہجرت میں چھ سال کا وقفہ تھا مگر آیت کریمہ: ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (الممتحنة: ۱۰) ”مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں۔“ کے نزول اور ابو العاص کے اسلام و ہجرت کر کے آنے میں دو سال اور کچھ ماہ کا وقفہ تھا۔ (شرح حدیث: ۵۲۸۸) صحیح یہ ہے کہ ابو العاص نے مذکورہ آیت کے نزول سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت کی تھی۔ زوال المعاد میں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ ہمیں کسی شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ قبول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے نکاح کی تجدید کی ہو۔ اس قسم کی صورت میں دو کیفیتیں ہوتی تھیں۔ یا تو افتراق ہو جاتا تھا اور عورت کسی اور سے نکاح کر لیتی تھی یا سابقہ نکاح قائم رہتا حتیٰ کہ شوہر مسلمان ہو جاتا۔ محض اسلام قبول کر لینے سے کامل تفریق ہونا یا عدت کا اعتبار کرنا کرنا، کسی کے متعلق معلوم نہیں کہ نبی ﷺ نے ایسے کیا ہو حالانکہ آپ کے زمانے میں ایک کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ (زاد المعاد، جلد چہارم، حکمہ رحمہ اللہ فی الزوجین یسلم أحدهما قبل الآخر) علاوہ ازیں حضرت زینب اور ان کے خاوند کے بارے میں ایک دوسری روایت نکاح جدید کے ساتھ لوٹانے کی بھی آتی ہے۔ بعض علماء نے ان میں سے پہلی حدیث کو اور دیگر علماء نے دوسری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے۔ (تفصیل کے لیے فتح الباری کا ماحولہ مقام ملاحظہ فرمایا جائے۔)

(المعجم ۲۴، ۲۵) - بَابُ: فِي مَنْ
أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ أَوْ
أَخْتَانٍ؟ (التحفة ۲۵)
باب: ۲۵، ۲۴- اگر کسی کے اسلام قبول کرنے
کے وقت اس کی زوجیت میں چار سے زیادہ
بیویاں ہوں یا دو بہنیں ہوں تو؟

۱۳- کتاب الطلاق مسلمان ہونے کی وجہ سے زوجین سے متعلق احکام و مسائل

۲۲۴۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ؛
ح: وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ
عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُمَيْصَةَ بْنِ
الشَّمْرَذِلِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ قَيْسٍ - قَالَ
مُسَدَّدٌ: ابْنِ عُمَيْرَةَ، وَقَالَ وَهْبٌ:
الْأَسَدِيُّ - قَالَ: أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانُ
نِسْوَةٍ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ،
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اخْتَرِ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَا بِهِ أَحْمَدُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ بِهَذَا الْحَدِيثِ
فَقَالَ: قَيْسُ بْنُ الْحَارِثِ، مَكَانَ
الْحَارِثِ بْنِ قَيْسٍ. قَالَ أَحْمَدُ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ هَذَا هُوَ الصَّوَابُ يَعْنِي قَيْسَ بْنَ
الْحَارِثِ.

۲۲۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:
حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَاضِي
الْكُوفَةِ عَنْ عِيسَى بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ ابْنِ
أَبِي لَيْلَى، عَنْ حُمَيْصَةَ بْنِ الشَّمْرَذِلِ، عَنْ
قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ بِمَعْنَاهُ.

🌞 فائدہ: یہ سند مذکورہ بالا قول امام ابوداؤد کی دلیل اور احمد بن ابراہیم کے شیخ ہشیم کی متابع ہے کہ صحابی کا نام قیس

۲۲۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۵۶/۱۲ من حديث أبي داود به، وانظر
الحديث الآتي: ۲۲۴۲* ابن أبي ليلى ضعيف، تقدم، ح: ۱۶۳۷، وحُمَيْصَةُ مستور لا يعرف، ولم يوثقه غير ابن
حبان، وللحديث شواهد ضعيفة.

۲۲۴۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يسلم وعنده أكثر من أربع نسوة،
ح: ۱۹۵۲ من حديث محمد بن أبي ليلى به، وللحديث شواهد ضعيفة، وانظر الحديث السابق.

بن حارث ہی ہے۔ (یہ دونوں روایات شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہیں۔)

۲۲۴۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حضرت فیروز (دیلی) رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کیا ہے اور میری زوجیت میں دو بہنیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان میں سے کسی ایک کو طلاق دے دو۔“

۲۲۴۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجَيْسَانِيِّ، عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوزَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ، قَالَ: «طَلِّقْ أَيْتَهُمَا شِئْتَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلام سے پہلے کے نکاح، اسلام میں صحیح تسلیم کیے جاتے ہیں الا یہ کہ اس میں کوئی اسلامی حرمت موجود ہو۔ مثلاً چار سے زیادہ بیویاں ہوں یا دو بہنیں نکاح میں ہوں۔ ② آخری حدیث کے راوی فیروز دیلی رحمہ اللہ یمنی صحابی ہیں اور انہوں ہی نے عہد نبوی میں مدعی نبوت اسود کو قتل کیا تھا۔ (تقریب التہذیب) ③ اسلام قبول کرتے ہی انسان پر شرعی احکام نافذ ہو جاتے ہیں اور واجب ہو جاتا ہے کہ کسی پس و پیش کے بغیر بلا تاخیر ان پر عمل کیا جائے جیسے کہ ان واقعات سے واضح ہے۔



باب: ۲۶۲۵- ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو بچہ کس کے ساتھ ملحق ہوگا؟

(المعجم ۲۵، ۲۶) - بَابُ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُ الْآبَوَيْنِ لِمَنْ يَكُونُ الْوَلَدُ؟ (التحفة ۲۶)

۲۲۴۳- حضرت رافع بن سنان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا مگر ان کی بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا (جس کی وجہ سے

۲۲۴۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَيْسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ

۲۲۴۳- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في الرجل يسلم وعنده أختان، ح: ۱۱۲۹، وابن ماجه، ح: ۱۹۵۱ من حديث أبي وهب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۲۷۶.

۲۲۴۴- تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۴۴۶/۵ من حديث عيسى، والنسائي في الكبرى، ح: ۶۳۸۵ من حديث عبد الحميد بن جعفر به، وصححه الحاكم: ۲/۲۰۶، ۲۰۷، ووافقه الذهبي، وانظر سنن ابن ماجه، ح: ۲۳۵۲ (بتحقيق).

جَدِّي رَافِعِ بْنِ سِنَانٍ أَنَّهُ أَسْلَمَ وَأَبَتْ
أَمْرًا أَن تَسْلِمَ، فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ:
ابْنَتِي وَهِيَ فَطِيمٌ أَوْ شَبَهُهُ - وَقَالَ رَافِعُ:
ابْنَتِي - فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَقْعُدِ نَاحِيَةً»،
وَقَالَ لَهَا: «أَقْعُدِي نَاحِيَةً»، وَأَقْعَدَ الصَّبِيَّةَ
بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: «ادْعُواَهَا» فَمَالَتْ
الصَّبِيَّةُ إِلَى أُمِّهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اللَّهُمَّ
اهْدِهَا»، فَمَالَتْ الصَّبِيَّةُ إِلَى أَبِيهَا،
فَأَخَذَهَا.

ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہوگئی (پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میری بیٹی نے ابھی ابھی دودھ چھوڑا ہے یا چھوڑنے کے قریب ہے۔ رافع نے کہا: بیٹی میری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رافع سے کہا: ”ایک طرف بیٹھ جاؤ“ اور عورت سے کہا: ”دوسری طرف بیٹھ جاؤ۔“ اور بچی کو ان دونوں کے درمیان بٹھا دیا۔ پھر ماں باپ سے کہا: ”تم دونوں اسے بلاؤ۔“ (انہوں نے بلایا) تو بچی اپنی ماں کی طرف جھک گئی۔ پس نبی ﷺ نے کہا: ”اے اللہ! اس بچی کو ہدایت دے۔“ چنانچہ بچی باپ کی طرف مائل ہوگئی تو اسی نے اس کو لے لیا۔

فائدہ: ماں باپ میں تفریق ہو جائے اور بچہ یا بچی سمجھدہ ہو تو اسے اختیار دیا جائے گا کہ کسی ایک کو منتخب کر لے۔ اور اس صلاحیت سے پہلے کے بارے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ مثلاً بچہ سات سال تک ماں کی تحویل میں رہے اور بچی نو سال تک اس کے بعد باپ کو دیا جائے وغیرہ۔ (زاد المعاد، جلد چہارم، حکمہ ۱۱۱۱ فی الحضانة۔ نیل الأوطار، کتاب النفقات)

(المعجم ۲۶، ۲۷) - بَابُ فِي اللَّعَانِ باب: ۲۶، ۲۷- لعان کے احکام و مسائل (التحفة ۲۷)

فائدہ: [لعان] (لام کی زیر کے ساتھ) لَعْنَةً سے ماخوذ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں ”باہم ایک دوسرے کو لعنت کرنا۔“ جب کوئی شخص کسی عقیفہ (پاک دامن عورت) کو زنا کی تہمت لگا دے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ چار گواہ پیش کرے ورنہ اس کو آتش درے حد لگے گی۔ (سورۃ النور: ۴) لیکن شوہر اس عام قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی اگر وہ اپنی بیوی کی خیانت فحش پر مطلع ہو اور چار گواہ نہ ہوں تو وہ قاضی کے رو برو اپنے دعوائے تہمت زنا کے سچ ہونے پر چار قسمیں کھائے۔ اور پانچویں بار اپنے آپ کو لعنت کرے کہ اگر میں اپنی اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر جو اباء عورت اگر تسلیم نہیں کرتی تو اپنے دفاع میں چار قسمیں کھائے کہ یہ اپنی بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اس پورے عمل کو ”لعان“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دو حکم (میاں بیوی) میں فوراً ابدی علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اور رجوع نہیں ہو سکتا۔ سورۃ النور میں اس کا بیان ان آیات میں آیا ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ

بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَيَذَرُوا عَنْهَا الْعَذَابَ
أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ
الصَّادِقِينَ ﴿النور: ۶-۹﴾

۲۲۴۵- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان

ہے کہ عویمیر بن اشقر عجمانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی کے پاس
آئے اور کہا: اے عاصم! بتلاؤ! اگر کوئی شخص کسی اجنبی کو
اپنی بیوی کے ساتھ پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟ پھر تو تم
اسے بھی قتل کر دو گے یا کیا کرے؟ عاصم! میرے متعلق
اس مسئلے میں رسول اللہ ﷺ سے معلوم کرو۔ چنانچہ عاصم
نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے اس کے
سوال کو ناپسند کیا اور اس پر عیب لگایا، حتیٰ کہ عاصم کو جو اس
نے رسول اللہ ﷺ سے سنا بہت ہی گراں گزرا۔ عاصم
جب گھر لوٹا تو عویمیر اس کے پاس آیا اور پوچھا: اے
عاصم! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا کہا ہے؟ عاصم نے
کہا: تم میرے لیے کوئی خیر کا باعث نہیں بنے ہو، رسول
اللہ ﷺ نے اس سوال کو جو میں نے آپ سے پوچھا
بہت ناپسند کیا ہے۔ عویمیر نے کہا: قسم اللہ کی! میں اس
سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ میں خود آپ سے دریافت
کروں گا۔ چنانچہ عویمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہوئے جبکہ آپ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔
اس نے کہا اے اللہ کے رسول! فرمائیے کہ اگر کوئی شخص
اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے تو کیا اسے قتل کر
دے تب تو آپ اسے بھی قتل کر ڈالیں گے یا کیسے

۲۲۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ
سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرَ
ابْنَ أَشْقَرَ الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ
عَدِيٍّ فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا
وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَنَتْهُ فَتَقَتَّلُونَهُ أَمْ
كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ! رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ عَنْ ذَلِكَ؟، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا
حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ
عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ! مَاذَا قَالَ لَكَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ: لَمْ تَأْتِنِي
بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي
سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ! لَا أَنتَهِي
حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ وَسَطُ النَّاسِ فَقَالَ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ
رَجُلًا أَيْقَنَتْهُ فَتَقَتَّلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي



۲۲۴۵- تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث لقول الله تعالى: «الطلاق مرتان...»
الخ، ح: ۵۲۵۹، ومسلم، اللعان، ح: ۱۴۹۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۶۶/۲، ۵۶۷.

صَاحِبَتِكَ قُرْآنٌ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا. قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَا عَنَّا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا عُوَيْمِرٌ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے معاملے میں قرآن نازل فرما دیا ہے۔ پس جا اور اسے لے آ۔“ سہل نے بیان کیا: چنانچہ ان دونوں نے لعان کیا تو میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ دونوں فارغ ہو گئے تو عویمیر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو (اس کا مطلب ہوگا کہ میں نے) اس کی بابت جھوٹ بولا ہے۔ (میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا ہے)۔ پھر نبی ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی عویمیر رضی اللہ عنہ نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔

قال ابنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ يَلُوكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنِينَ. ابن شہاب نے کہا: چنانچہ لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ ہو گیا۔ (کہ لعان کے ساتھ ہی جدائی ہو جائے گی)۔

🌞 فائدہ: حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ کا طلاق دینا غیرت اور غضب کی بنا پر تھا نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے۔ (اس مسئلے کی وضاحت آگے حدیث نمبر ۲۲۵ کے فائدے میں آ رہی ہے)۔

۲۲۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ: «أُمْسِكِ الْمَرْأَةَ عِنْدَكَ حَتَّى تَلِدِ». اپنے ہاں روکے رکھو حتیٰ کہ بچہ جنم لے۔“

🌞 فائدہ: معلوم ہوا کہ وہ عورت حاملہ تھی۔ گویا حاملہ کے ساتھ بھی لعان کیا جاسکتا ہے۔

۲۲۴۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ سَاعِدِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَقَوْلِهِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ

۲۲۴۶- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/ ۳۳۵ من حديث محمد بن إسحاق به.

۲۲۴۷- تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، ح: ۱۴۹۲ من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق: ۲۲۴۵.

۱۳- کتاب الطلاق

لعان کے احکام و مسائل

ہاں حاضر تھا۔ میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ اور حدیث بیان کی۔ اس میں ذکر کیا کہ پھر وہ حاملہ نکلی اور بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

شہاب عن سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: حَضَرْتُ لِعَانَتَهُمَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ خُمْسِ عَشْرَةِ سَنَةٍ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ، قَالَ فِيهِ: ثُمَّ خَرَجْتُ حَامِلًا، فَكَانَ الْوَلَدُ يُدْعَى إِلَى أُمِّهِ.

۲۲۳۸- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما نے لعان کرنے والوں کے اس واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس عورت کا خیال رکھو اگر اس نے ایسا بچہ جنا کہ آنکھیں اس کی سیاہ ہوئیں سرین بھاری ہوئے تو میرا خیال ہے کہ اس (عویمر) نے سچ ہی کہا ہے۔ اور اگر اس نے ایسا بچہ جنا جو گورا ہوا جیسے کہ وخرہ ہو (چھپکلی کی طرح کا ایک زہریلا کیر) جس کے دائیں بائیں پہلو سرخ دھاریاں ہوتی ہیں، یعنی بامنی) تو میرا خیال ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔“ چنانچہ بچہ پیدا ہوا تو اسی ناپسندیدہ کیفیت والا تھا۔

۲۲۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْوُرْكَانِيُّ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي خَبَرِ الْمُتَلَاعِنِينَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَبْصُرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلْتَيْنِ فَلَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ وَحَرَّةٌ فَلَا أَرَاهُ إِلَّا كَاذِبًا» قَالَ: فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوءِ.

۲۲۳۹- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما نے یہ خبر بیان کی تو کہا کہ پس بچے کو اپنی ماں کی طرف نسبت کر کے پکارا جاتا تھا۔

۲۲۴۹- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَرِّیَابِيُّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَكَانَ يُدْعَى يَعْنِي الْوَلَدَ لِأُمِّهِ.

🌞 فائدہ: ولد الزنا کی نسبت ان کی ماؤں کی طرف ہوتی ہے تاہم ان کی تربیت صحیح اسلامی انداز میں کی جانی چاہیے

۲۲۴۸- [تخریج: أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب اللعان، ح: ۲۰۶۶ من حدیث إبراہیم بن سعد به، وانظر الحدیث السابق.]

۲۲۴۹- [تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النور، باب قوله عز وجل: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ﴾، ح: ۴۷۴۵ من حدیث الفریابی به.]

تاکہ باوقار اسلامی زندگی گزاریں۔

۲۲۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْفَهْرِيِّ وَغَيْرِهِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مَا صُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سُنَّةً. قَالَ سَهْلٌ: حَضَرْتُ هَذَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَضَتْ السُّنَّةُ بَعْدَ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يَفْرَقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا.

۲۲۵۰- حضرت کہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ میں بیان کیا کہ اس (عویمر رضی اللہ عنہ) نے عورت کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی تین طلاقیں دے دیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو نافذ کر دیا اور جو کچھ نبی ﷺ کے ہاں کیا گیا سنت بن گیا۔ سہل کہتے ہیں کہ میں اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا۔ چنانچہ بعد میں لعان کرنے والوں کے مابین یہی طریقہ جاری رہا کہ ان میں علیحدگی کرا دی جاتی تھی اور وہ پھر کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے تھے۔

☀ فائدہ: لعان کرنے والوں میں ہمیشہ کے لیے علیحدگی ہو جاتی ہے اور پھر کبھی رجوع نہیں کر سکتے اور نیا عقد بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ علیحدگی کس طرح ہوگی؟ نفس لعان سے یا خاوند کے طلاق دینے سے یا حاکم کی ان کے درمیان تفریق کرانے سے؟ ائمہ کے درمیان اس کی بابت اختلاف ہے۔ اور متینوں ہی مسلک الگ الگ ائمہ نے اختیار کیے ہیں۔ لیکن راجح مسلک پہلا ہے کیونکہ لعان کرنے کے بعد نہ خاوند کو طلاق دینے کی ضرورت رہتی ہے اور نہ حاکم کو تفریق کرانے کی۔ اور یہ جو بعض روایات میں آتا ہے کہ خاوند نے لعان کے بعد تین طلاقیں دے دیں تو اس کی وجہ خاوند کا یہ سمجھنا تھا کہ جب تک میں طلاق نہیں دوں گا وہ میری بیوی ہی رہے گی۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا، لیکن اپنی سمجھ کی وجہ سے اس نے فوراً تین طلاقیں دے دیں۔ اور بعض میں جو آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کرا دی حالانکہ ان کے درمیان تفریق کرانے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ راوی کا یہ بیان کرنے سے مقصود بھی یہ تھا کہ اس عمل لعان کا حکم اور نتیجہ یہ ہے کہ ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے تفریق ہو گئی۔ اس توجیہ سے بیان واقعہ کی تعبیر میں جو اختلاف ہے ان کے درمیان بھی تطبیق ہو جاتی ہے۔

۲۲۵۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَوَهْبُ بْنُ بَيَّانٍ ۲۲۵۱- حضرت کہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

۲۲۵۰- تخریج: [إسناده ضعيف] * عیاض روی عنہ ابن وہب أحادیث، فیہا نظر، قالہ الساجی، وأما قوله: "وغیره" فمجهول.
۲۲۵۱- تخریج: أخرجه البخاري، الحدود، باب من أظهر الفاحشة والطلع والتهمة بغير بينة، ج: ۶۸۵۴ من حديث سفیان بن عیینة به.

۱۳- کتاب الطلاق..... لعان کے احکام و مسائل

میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس وقت حاضر تھا جب دونوں میاں بیوی نے لعان کیا تھا، میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ جب انہوں نے لعان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں تفریق کرا دی۔ یہاں تک مسد کی روایت مکمل ہوگئی۔ مگر دوسروں (دوبہ بن بیان، احمد بن عمرو بن سرح اور عمرو بن عثمان) نے کہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر تھا اور آپ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان تفریق کرا دی تو شوہر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اسے اپنے پاس رکھوں تو (گویا) میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔

وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَعَمْرٍو بْنُ عُثْمَانَ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مُسَدَّدٌ قَالَ: شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا ابْنُ خَمْسٍ عَشْرَةَ [سَنَةً]، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تَلَاَعْنَا وَتَمَّ حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، وَقَالَ الْآخَرُونَ: إِنَّهُ شَهِدَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ الرَّجُلُ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أُمْسَكْتُهَا.

امام ابو داود نے کہا: کچھ راویوں نے [عَلَيْهَا] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ (صرف [كَذَبْتُ] کہا)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَعْضُهُمْ لَمْ يَقُلْ عَلَيْهَا.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ ”لعان کرنے والوں میں تفریق“ کے بیان میں سفیان بن عیینہ کا کوئی متابع (مؤید) نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يُتَابِعْ ابْنَ عُيَيْنَةَ أَحَدٌ عَلَى أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.



☀️ فائدہ: ان زوجین میں تفریق فسخ کی بنا پر تھی نہ کہ طلاق کی بنا پر کیونکہ یہ طلاق رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے نہ تھی جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔ اور تفریق کا مطلب یہاں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کا یہ حکم بیان کیا کہ اس کے بعد دونوں میاں بیوی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی (تفریق) ہوگئی ہے۔

۲۲۵۲- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما اس حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ وہ عورت حاملہ تھی تو شوہر نے اس کے حمل کا انکار کیا۔ چنانچہ لڑکے کو ماں کی نسبت سے پکارا جاتا تھا۔ اور پھر وراثت میں بھی یہی طریقہ چل پڑا کہ

۲۲۵۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى

۲۲۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النور، باب: ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنْ لَعَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ﴾، ح: ۴۷۴۶ عن سليمان بن داود العتكی به.

إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا
وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهَا .
بچہ اپنی ماں کا وارث بنتا اور ماں اپنے بچے کی وارث بنتی
جتنا کہ اللہ عزوجل نے اس کا حصہ مقرر کیا ہے۔

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے حمل کا انکار کر دے تو قاضی ان کے مابین لعان کرادے اور بچہ اپنی ماں
کی طرف منسوب ہوگا۔

۲۲۵۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۲۲۵۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ [بْنِ مَسْعُودٍ]
قَالَ: إِنَّا لِلَّيْلَةِ جُمُعَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ
دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْمَسْجِدِ،
فَقَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا
فَتَكَلَّمَ بِهِ جَلْدَتُمُوهُ، أَوْ قَتَلَ فَتَلْتُمُوهُ، فَإِنْ
سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ! وَاللَّهِ! لَأَسْأَلَنَّ
عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ
أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: لَوْ أَنَّ
رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ بِهِ
جَلْدَتُمُوهُ أَوْ قَتَلَ فَتَلْتُمُوهُ أَوْ سَكَتَ سَكَتَ
عَلَى غَيْظٍ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! افْتَحْ» وَجَعَلَ
يَدْعُو، فَتَزَلَّتْ آيَةُ اللَّعَانِ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ
أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ﴾ [النور: ۶] هَذِهِ
الْآيَةُ، فَأَبْتُلِي بِهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْنِ
النَّاسِ، فَجَاءَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ، فَتَلَا عَنَّا، فَشَهِدَ الرَّجُلُ أَرْبَعَ
شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمَنْ الصَّادِقِينَ ثُمَّ لَعَنَ
الْخَامِسَةَ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. قَالَ

ہے کہتے ہیں کہ ایک جمعے کی رات ہم مسجد میں تھے
کہ ایک انصاری شخص مسجد میں داخل ہوا اور کہنے لگا: اگر
کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے اور اس کا
اظہار کرے اور بولے تو تم لوگ (تہمت کی وجہ سے)
اس کو کوڑے مارو گے یا اگر قتل کر دے تو تم اس کو بھی قتل
کر ڈالو گے (قصاص میں) اور اگر وہ خاموش رہے تو
انتہائی غیظ و غضب کی بات پر خاموش رہتا ہے۔ قسم اللہ
کی! میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور
دریافت کروں گا۔ چنانچہ اگلا دن ہوا تو وہ رسول
اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے
پوچھا اور کہنے لگا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی
اجنبی کو پائے اور پھر بولے تو آپ اسے کوڑے ماریں
گے (تہمت کی وجہ سے) یا اگر قتل کر دے تو آپ اسے
کوڑے ماریں گے (قصاص میں) اور اگر خاموش
رہے تو انتہائی غیظ و غضب کی بات پر خاموش رہتا ہے۔
تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! معاملہ واضح فرما
دے۔“ اور دعا کرنے لگے حتیٰ کہ لعان کی آیت نازل
ہوئی: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ
شُهَدَاءُ﴾ اور جو لوگ اپنی بیویوں کو الزام لگائیں اور ان



۱۳- کتاب الطلاق

لعان کے احکام و مسائل

کے پاس اپنے سوا اور کوئی گواہ نہ ہوں... چنانچہ یہی آدمی اس آفت میں مبتلا کر دیا گیا پھر وہ اور اس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے دونوں نے لعان کیا۔ مرد نے چار شہادتیں دیں کہ اللہ کی قسم! میں سچا ہوں اور پانچویں بار کہا: اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر جب وہ عورت بھی اسی طرح لعنت کے لیے تیار ہوئی تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”رک جاؤ (خیال کرو)۔“ مگر اس نے انکار کر دیا اور لعنت کی بددعا کر دی۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ نے فرمایا: ”شاید یہ بچہ جنے گی جو کالے رنگ اور گھٹنگریالے بالوں والا ہوگا۔“ چنانچہ وہ پیدا ہوا تو کالے رنگ اور گھٹنگریالے بالوں والا ہی تھا۔

فَذَهَبَتْ لِتَلْتَعِنَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْ»، فَأَبَتْ فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ: «لَعَلَّهَا أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا»، فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا.

۲۲۵۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو شریک بن حواء کے ساتھ مقیم کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”گواہ لاؤ ورنہ تمہاری کمر پر حد ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی پر دیکھے تو بھلا وہ گواہ ڈھونڈنے جائے گا؟ مگر نبی ﷺ فرماتے رہے: ”گواہ لاؤ ورنہ تمہاری کمر پر حد ہے۔“ تو ہلال کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا ہے! میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ عز وجل بالضرور میرے بارے میں کچھ نازل فرمائے گا جو میری کمر کو حد سے بری کر دے گا۔ چنانچہ یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ

۲۲۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: أَنبَأَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشْرِيكَ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْبَيِّنَةُ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذَا رَأَى أَحَدُنَا رَجُلًا عَلَى امْرَأَتِهِ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ؟! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «الْبَيِّنَةُ وَالْأَفْحَدُ فِي ظَهْرِكَ»، فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا! إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيَسِّرَنَّ اللَّهُ فِي أَمْرِي مَا يُبْرِئُ بِي مِنْ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَتَرَلْتُ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ

۲۲۵۴- تخریج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب: إذا ادعى أو قذف فله أن يلمس البينة... الخ، ح: ۲۶۷۱، والترمذي، ح: ۳۱۷۹، وابن ماجه، ح: ۲۰۶۷ ثلاثهم عن محمد بن بشار به.

أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَمْ شَهَادَهُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ ﴿ قَرَأَ حَتَّى بَلَغَ مِنَ الصَّادِقِينَ، فَأَنْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا مِنْ تَائِبٍ؟» ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا [كَانَتْ] عِنْدَ الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، وَقَالُوا لَهَا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا سَرَجِعُ، فَقَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ سَابِغِ الْأَلْتَيْنِ خَدْلَجِ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ»، فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

شُهِدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ حتی کہ ﴿مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ تک پہنچے۔ پھر نبی ﷺ چلے گئے اور ان دونوں کو بلا بھیجا اور وہ دونوں آ گئے۔ ہلال بن امیہ کھڑے ہوئے اور گواہی دی اور نبی ﷺ فرما رہے تھے: ”اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟“ پھر وہ عورت کھڑی ہوئی اور گواہی دی اور جب پانچویں بار کہنے لگی: ”مجھ پر اللہ کا غضب ہوا اگر یہ سچا ہے۔“ تو لوگوں نے اس سے کہا: یہ قسم (اللہ کی لعنت اور غضب کو) واجب اور لازم کر دینے والی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: عورت قدرے ٹھکی (بولنے میں جھجکی) اور پیچھے ہٹی، ہم سمجھے کہ شاید رجوع کر لے گی مگر اس نے کہا: میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہیں کر سکتی۔ اور پانچویں قسم کے الفاظ کہہ ڈالے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے دیکھنا اگر اس نے بچہ جنا سرگیں آنکھوں والا بھری بھری سرینوں اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا تویہ شریک بن سحماء کا ہوگا (جس کے ساتھ اس کو تمہم کیا گیا ہے۔)“ چنانچہ اس نے اسی طرح کا بچہ جنا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر کتاب اللہ کا فیصلہ نہ ہوتا تو میں اسے نشان عبرت بنا ڈالتا (اس پر حد جاری کرتا۔)“

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ محمد بن بشار کی یہ روایت یعنی حدیث ہلال بیان کرنے میں اہل مدینہ متفرد ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ حَدِيثُ ابْنِ بَشَّارٍ حَدِيثُ هِلَالٍ.

🌅 فائدہ: انسان کتنا ظاہرین ہے کہ آخرت کے معاملے کو بعید اور پوشیدہ سمجھتا ہے، لیکن نور ایمان ہی سے یہ فاصلے پائے جاتے ہیں۔

۲۲۵۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

۲۲۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ

۲۲۵۵- تخریج: [صحیح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الأمر بوضع اليد على في المتلاعنين عند الخامسة،

لعان کے احکام و مسائل

نبی ﷺ نے جب لعان کرنے والوں سے قسمیں کھانے کو کہا تو پانچویں قسم کے وقت آپ نے ایک شخص سے فرمایا: ”اس مرد کے منہ پر ہاتھ رکھو۔ اسے کہو یہ واجب کرنے والی ہے (اللہ کے غضب، لعنت اور عذاب کو)۔“

الشَّعْبِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا جَعَلَ أَمَرَ الْمُتَلَا عَيْنِينَ أَنْ يَتَلَا عَنَّا أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِيهِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ يَقُولُ: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ.

☀ فائدہ: قاضی کو چاہیے کہ موقع بموقع فریقین کو قسم کے اقدام سے باز رہنے کی تلقین کرے کیونکہ دنیا کی عمار اور یہاں کی سزا تو عارضی ہے مگر اللہ کی لعنت اور غضب دائمی ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ.

۲۲۵۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ (اپنے گھر میں) آئے اور یہ ان افراد میں سے ایک ہیں (جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور) جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تھی۔ یہ اپنی زمین پر سے رات کو گھر آئے تو اپنی اہلیہ کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا مگر اس کو دوڑایا نہیں حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں عشاء کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے ان کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خبر کو ناپسند کیا اور آپ پر یہ بہت گراں گزری۔ پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ﴾ آپ سے وحی کی کیفیت دور

۲۲۵۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَجَاءَ مِنْ أَرْضِهِ عِشَاءً فَوَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ رَجُلًا، فَرَأَى بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَ بِأُذُنَيْهِ فَلَمْ يَهْجُهُ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ غَدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي جِئْتُ أَهْلِي عِشَاءً، فَوَجَدْتُ عِنْدَهُمْ رَجُلًا، فَرَأَيْتُ بِعَيْنَيَّ وَسَمِعْتُ بِأُذُنَيَّ، فَكِرَةً رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا جَاءَ بِهِ وَاسْتَدَّ عَلَيْهِ، فَتَرَكْتُ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ﴾ [النور: ۶، ۷] الْآيَتَيْنِ كِلْتَابَهُمَا، فَسَرَّيْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: فَقَالَ: «أُبَشِّرْ يَا هِلَالُ! قَدْ

ح: ۳۵۰۲ من حديث سفیان به، ولاصل الحديث شواهد.

۲۲۵۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۳۸/۱ عن يزيد بن هارون به * عباد بن منصور تقدم حاله،

ح: ۱۳۳.



ہوئی تو آپ نے فرمایا: ہلال خوش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسانی فرمادی ہے اور اس الجھن سے نکلنے کی سبیل پیدا کر دی ہے۔“ ہلال کہنے لگے: تحقیق مجھے اپنے رب سے اسی کی امید تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کو بلواؤ“ وہ آگئی تو آپ نے ان دونوں پر یہ آیتیں تلاوت فرمائیں آپ نے ان دونوں کو نصیحت فرمائی اور انہیں بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب کے مقابلے میں انتہائی سخت ہے۔ ہلال نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے۔ وہ کہنے لگی: یقیناً جھوٹ کہتا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے مابین لعان کراؤ۔“ تو ہلال سے کہا گیا: شہادت دو تو اس نے چار دفعہ کہا: اللہ کی قسم! میں البتہ سچا ہوں۔ جب پانچویں قسم کی باری آئی تو اسے کہا گیا: اے ہلال! اللہ سے ڈر بلاشبہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔ اور یہ (پانچویں) قسم تجھ پر اللہ کے عذاب کو واجب کر دینے والی ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس پر عذاب نہیں دے گا جیسے کہ اس نے مجھے اس پر (جھٹلایا نہیں اور) کوئی سزا نہیں دی ہے۔ چنانچہ اس نے پانچویں قسم اٹھائی اور کہا: مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔ پھر عورت سے کہا گیا کہ قسمیں اٹھاؤ تو اس نے چار قسمیں اٹھائیں کہ اللہ کی قسم! یہ آدمی یقیناً جھوٹا ہے۔ جب پانچویں کی باری آئی تو اسے کہا گیا: اللہ سے ڈر جا۔ بلاشبہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔ اور یہ (پانچویں) قسم واجب کرنے والی ہے جو تجھ پر عذاب کو لازم کر دے

جَعَلَ اللَّهُ [عز وجل] لَكَ فَرْجًا وَمَخْرَجًا]۔ قَالَ هِلَالٌ: قَدْ كُنْتُ أَرْجُو ذَاكَ مِنْ رَبِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَرْسِلُوا إِلَيْهَا، فَجَاءَتْ فَتَلَا عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَذَكَرَهُمَا، وَأَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَذَابَ الْآخِرَةِ أَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا. فَقَالَ هِلَالٌ: وَاللَّهِ! لَقَدْ صَدَقْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: قَدْ كَذَبَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا عُنُوتَ بَيْنَهُمَا»، فَقِيلَ لِهِلَالٍ: اشْهَدْ، فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيلَ لَهُ: يَا هِلَالُ! اتَّقِ اللَّهَ فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْمُوجِبَةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَا يُعَذِّبُنِي اللَّهُ عَلَيْهَا كَمَا لَمْ يَجْلِدْنِي عَلَيْهَا، فَشَهِدَ الْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: اشْهَدِي فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيلَ لَهَا: اتَّقِي اللَّهَ فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْمُوجِبَةَ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ، فَلَمَّا كَانَتْ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ! لَا أَفْضَحُ قَوْمِي فَشَهِدَتِ الْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ. فَفَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمَا، وَقَضَى أَنْ لَا يُدْعَى وَلَدُهَا لِأَبٍ، وَلَا تَرْمَى وَلَا يُرْمَى وَلَدُهَا، وَمَنْ رَمَاهَا أَوْ

گئی۔ تو وہ ایک لمحے کے لیے ٹھنکی اور توقف کیا، پھر بولی: اللہ کی قسم! میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کر سکتی اور پانچویں قسم بھی اٹھا گئی کہ اللہ کا غضب ہو مجھ پر اگر یہ شخص سچا ہو۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور فیصلہ فرمادیا کہ بچہ باپ کی طرف منسوب نہیں ہوگا، نہ اس عورت کو تہمت لگائی جائے اور نہ اس کے بچے کو کوئی طعنہ دیا جائے۔ جس کسی نے اس عورت کو تہمت لگائی یا بچے کو طعنہ دیا تو اس پر حد ہے۔ آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے لیے خاوند پر نہ سکتی (ربائش) لازم ہے نہ نفقہ (خرچہ) کیونکہ یہ دونوں طلاق کے بغیر علیحدہ ہو رہے تھے اور نہ خاوند فوت ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر اس کا بچہ قدرے سرخ بالوں والا، ہلکے سرینوں والا، ابھری کمر والا اور باریک پنڈلیوں والا ہوا تو یہ ہلال کا ہوگا۔ اور اگر وہ گندم گوں، گھنگھریالے بالوں والا، کھلے اور بڑے اعضا والا بھاری پنڈلیوں اور سرینوں والا ہوا تو یہ اس کا ہوگا جس کے ساتھ اس پر الزام لگایا گیا ہے۔“ چنانچہ اس نے بچہ جنا تو وہ گندی رنگ، گھنگھریالے بالوں والا، کھلے اور بڑے اعضا والا اور بھاری پنڈلیوں اور سرینوں والا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر قسمیں نہ اٹھائی گئی ہوتیں تو میں اسے حد لگاتا۔ (یا نشان عبرت بنادیتا۔“)

عکرمہ نے کہا: یہ بچہ بعد میں قبیلہ مضر کا سردار بنا تھا مگر باپ کی طرف نسبت نہ کیا جاتا تھا۔

رَمَى وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ. وَقَضَى أَنْ لَا بَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ وَلَا قُوتَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ وَلَا مُتَوَفَى عَنْهَا، وَقَالَ: «إِنْ جَاءَتْ بِهِ أُصِيبَتْ أُرْصِحَ أُتَيْجَحَ حَمْسَ السَّاقِينَ فَهُوَ لِهَلَالٍ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَجَ السَّاقِينَ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ فَهُوَ لِلَّذِي رُمِيَ بِهِ»، فَجَاءَتْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَجَ السَّاقِينَ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْلَا الْأَيْمَانُ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

قال عِكْرِمَةُ: فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ أَمِيرًا عَلَى [مِضَرَ] وَمَا يُدْعَى لِأَبٍ.

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ مِضَر (جو ہمارے نسخے میں ہے) صاحب عون اور صاحب بذل نے اسے مِضَر قرار دے کر اس سے قبیلہ مِضَر مراد لیا ہے۔ ترجمے میں اسی مفہوم کو اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن ابوداؤد کے

۱۳- کتاب الطلاق

لعان کے احکام و مسائل

بعض نسخوں میں یہ مضمّن ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بچہ بڑا ہو کر کسی شہر کا حاکم بنا۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، بتحقیق محمد عوامہ ۱۰۰/۳، دارالقبلة لثقافة الإسلامية، جدہ) ⑤ آیت لعان کی بابت اختلاف ہے کہ یہ آیت ہلال بن امیہ کے لیے اتری یا عویر عجلانی کے لیے، جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت ہلال بن امیہ کے لیے نازل ہوئی کیونکہ ہلال بن امیہ کا لعان اسلام میں سب سے پہلے ہوا، جبکہ بعض علماء نے کہا کہ شاید دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہو، وہ اس طرح کہ دونوں ہی اس مسئلہ کو پوچھ چکے ہوں، پھر یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔

۲۲۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: سَمِعَ عَمْرُو سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمُتَلَاعِنِينَ: «حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَالِي. قَالَ: «لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ».

۲۲۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں کو کہا: ”تمہارا حساب اللہ کے پاس ہے۔ تم دونوں میں سے ایک تو جھوٹا ہے۔ اور (شوہر سے کہا کہ) تجھے اس پر کوئی حق حاصل نہیں رہا۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا مال؟ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے کوئی مال نہیں۔ اگر تو سچا ہے تو وہ اس کا بدل ہے جو تو نے اس کی عصمت کو حلال کیا۔ اور اگر اس پر جھوٹ بولا ہے تو وہ تیرے لیے اور بھی بعید تر ہے۔“ (ایک طرف تہمت لگائے اور اس پر مزید یہ کہ مال بھی مانگے۔)

فائدہ: لعان کی صورت میں شوہر کو حق مہر سے کچھ نہیں ملے گا۔

۲۲۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ قَالَ: فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ: «اللَّهُ

۲۲۵۸- جناب سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تہمت لگائے تو.....؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بنی عجلان کے ایک جوڑے میں تفریق کرادی تھی (عویر اور اس کی بیوی میں) اور فرمایا تھا: ”اللہ ہی

۲۲۵۷- تخریج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب قول الإمام للمتلاعنين: إن أحكما كاذب فهل منكما من نائب؟، ح: ۵۳۱۲، ومسلم، اللعان، ح: ۵/۱۴۹۳ من حديث سفيان بن عيينة به.

۲۲۵۸- تخریج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب صدق الملاعة، ح: ۵۳۱۱ من حديث إسماعيل ابن علي، ومسلم، اللعان، ح: ۶/۱۴۹۳ من حديث أيوب السخني به.

لعان کے احکام و مسائل

خوب جانتا ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کر رہا ہے؟“ آپ نے اپنی یہ بات تین بار دہرائی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ان میں تفریق کرادی۔

۲۲۵۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور بچے کا انکار کیا تو آپ نے ان کے مابین علیحدگی کرادی اور بچے کو عورت کی طرف منسوب کر دیا۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ یہ جملہ روایت کرنے میں متفرد ہیں یعنی [وَالْحَقَّ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ] اور یونس بواسطہ زہری، سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ شوہر نے اس کے حمل کا انکار کر دیا تو بچے کو عورت کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

باب: ۲۸/۲۷- باپ جب بچے کے بارے

میں شک و شبہ کا اظہار کرے تو.....؟

۲۲۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو فزارہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے جو کالے رنگ کا ہے تو آپ نے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟“ کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ”ان کے رنگ کیسے

يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ»، يَرُدُّهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَيُّمَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

۲۲۵۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا لَا عَنَ امْرَأَتِهِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنْتَمَى مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُمَا وَالْحَقَّ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَقَرَّدَ بِهِ مَالِكٌ قَوْلُهُ: وَالْحَقَّ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ وَقَالَ يُونسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي حَدِيثِ اللَّعَانِ: وَأَنْكَرَ حَمْلَهَا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا.

(المعجم ۲۷، ۲۸) - بَابُ: إِذَا شَكَّ فِي الْوَلَدِ (التحفة ۲۸)

۲۲۶۰- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلْفٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي جَاءَتْ بِوَلَدٍ أَسْوَدَ، فَقَالَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «مَا أَلْوَانُهَا؟» قَالَ:




۲۲۵۹- تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: يلحق الولد بالملاعة، ح: ۵۳۱۵، ومسلم، اللعان، ح: ۱۶۹۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ۲/ ۵۶۷.
۲۲۶۰- تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، ح: ۱۵۰۰ من حديث سفیان بن عیینة به.

لعان کے احکام و مسائل

۱۳- کتاب الطلاق

ہیں؟“ کہا: سرخ ہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا ان میں کوئی گندم گوں (سیاہی مائل) بھی ہے؟“ اس نے کہا: ہاں ان میں سیاہی مائل بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا کیا خیال ہے..... وہ کہاں سے آئے؟“ اس نے کہا: شاید ان کو کسی رگ نے کھینچا ہو۔ آپ نے فرمایا: ”اس بچے کو بھی شاید کسی رگ نے کھینچا ہو۔“

حُمُرٌ، قَالَ: «فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ؟» قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرُقًا، قَالَ: «فَأَتَى تَرَاهُ؟» قَالَ: عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعُهُ عِرْقٌ قَالَ: «وَهَذَا عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعُهُ عِرْقٌ».

 فوائد و مسائل: ① محض رنگ و روپ کی بنا پر اپنے بچے سے انکار کر دینا حرام ہے۔ ہاں کوئی اور واضح دلیل ہو تو اور بات ہے۔ مثلاً شوہر کے عائب رہنے کی صورت میں حمل اور ولادت ہو یا بعد از نکاح چھ ماہ سے کم میں ولادت ہو وغیرہ۔ اس حدیث میں مذکورہ شخص کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ضمضم بن قناده تھا۔ (کتاب الغوامض عبدالحی بن سعید) ② قاضی مفتی اور داعی حضرات کو چاہیے کہ شرعی مسائل حکمت سے اور حسب ضرورت واقعاتی مثالوں سے واضح فرمایا کریں۔


۲۲۶۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

۲۲۶۱- زہری نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ وہ شخص اپنی بات کہتے ہوئے بچے سے انکار کا اشارہ کر رہا تھا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قَالَ: وَهُوَ حِينَئِذٍ يُعَرِّضُ بِأَنْ يَنْقِيَهُ.

۲۲۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے جو کالے رنگ کا ہے اور مجھے اس پر تعجب ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۲۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرُهُ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

 فائدہ: اس روایت میں [اُنْكَرُهُ] کے معنی [اُسْتَكْبَرُهُ] ہیں۔ یعنی میرا دل نہیں مانتا۔ اس میں گمان کی بات ہے یقین کی نہیں۔

۲۲۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، اللعان، ح: ۱۵۰۰ من حديث عبد الرزاق به، انظر الحديث السابق.

۲۲۶۲- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من شبه أصلاً معلوماً بأصل مبین... الخ، ح: ۷۳۱۴، ومسلم، اللعان، باب ۱، ح: ۲۰/۱۵۰۰ من حديث عبد الله بن وهب به.

(المعجم ۲۸، ۲۹) - باب التَّغْلِيظِ فِي
الْإِنْتِفَاءِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۸، ۲۹ - بچے کا انکار کر دینا انتہائی
براعمل ہے

۲۲۶۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو يَعْنِي ابْنَ
الْحَارِثِ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يُونُسَ، عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ
نَزَلَتْ آيَةُ الْمُتَلَاعِنِينَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلْتُ
عَلَى قَوْمٍ مِّنْ لِّسَنٍ مِنْهُمْ، فَلَيْسَتْ مِنِّي اللَّهُ
فِي شَيْءٍ، وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللَّهُ جَنَّتَهُ. وَأَيُّمَا
رَجُلٍ جَعَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ
اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ
الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ».



☀ فائدہ: کوئی عورت کہیں بدکاری کرے اور حاملہ ہو جائے اور پھر بچے کو شوہر اور اس کی قوم سے ملا دے یا کوئی باپ
بلاوجہ معقول و مشروع بچے سے انکار کر دے تو یہ انتہائی مکروہ اور غلیظ کام ہے۔ اور یہ دونوں عمل کبائر میں سے ہیں۔

(المعجم ۲۹، ۳۰) - بَابُ: فِي ادِّعَاءِ
وَلَدِ الزَّوْنَا (التحفة ۳۰)

باب: ۲۹، ۳۰ - ولد الزنا بچے کی ملکیت
کے احکام و مسائل

۲۲۶۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:
حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ سَلْمِ بْنِ يَعْنِي أَبِي
الذِّيَالِ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ سَعِيدِ

۲۲۶۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں زنا کاری کا کوئی
تصور اور مقام نہیں جس کسی نے ایام جاہلیت میں یہ عمل

۲۲۶۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب التغليظ في الانتفاء من الولد، ح: ۳۵۱۱ من
حديث يزيد بن عبد الله بن الهادي، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۷۴۳ من حديث سعيد المقبري به، وصححه ابن حبان
(موارد)، ح: ۱۳۳۵، والحاكم على شرط مسلم: ۲/۲۰۲، ۲۰۳، ووافقه الذهبي * عبدالله بن يونس حسن الحديث
على الراجح.

۲۲۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۳۶۲ من حديث معتمر به * بعض أصحابنا لم أعرفه.

ولد الزنا بچے کی ملکیت کے احکام و مسائل

بد کیا ہو تو بچہ اس کے عصبہ ہی سے ملحق ہوگا۔ اور جو کوئی نکاح صحیح کے بغیر کسی بچے کا دعو کرے (زنا کی وجہ سے) تو نہ وہ باپ اس بچے کا وارث ہوگا اور نہ وہ بیٹا اس باپ کا۔“

ابن جُبَيْر، عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا مُسَاعَاةَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْ سَاعَى فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَدْ لَحِقَ بِعَصْبَتِهِ، وَمَنْ ادَّعَى وَلَدًا مِنْ غَيْرِ رِشْدَةٍ فَلَا يَرِثُ وَلَا يُوَرِّثُ».

۲۲۶۵- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب)

سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسا بچہ جس کے متعلق باپ کی وفات کے بعد دعو کیا گیا ہو جبکہ باپ اپنی زندگی میں اس کا مدعی رہا ہو اور بعد میں اس کے وارثوں نے بھی اس کا دعو کیا ہو تو اگر بچہ ایسی لونڈی کے بطن سے ہو کہ مباشرت کے روز وہ اس مدعی کی ملکیت میں تھی تو یہ بچہ اس کے ساتھ ملحق ہوگا، جس کے ساتھ الحاق کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اور مال وراثت جو الحاق سے پہلے تقسیم ہو چکا اس میں اس بچے کا حق نہ ہوگا مگر باقی ماندہ میں اپنا حصہ پائے گا۔ لیکن اگر اس باپ نے جس کی طرف لائق کیے جانے کا دعو کیا جا رہا ہو اس کا انکار کیا ہو تو اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگا۔ اور اگر بچہ کسی ایسی لونڈی سے ہو جو اس مدعی باپ کی ملکیت نہ تھی یا کسی آزاد عورت سے ہو جس کے ساتھ اس نے زنا کیا تھا تو بھی اس کے ساتھ اس بچے کو ملحق نہ کیا جائے گا اور نہ وارث ہوگا۔ اگرچہ جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے وہ اس کا مدعی بھی ہو۔ ایسا بچہ ولد الزنا ہوگا، کسی آزاد عورت سے ہو یا لونڈی سے۔

۲۲۶۵- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ وَهُوَ أَشْبَعُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى أَنَّ كُلَّ مُسْتَلْحَقٍ اسْتَلْحَقَ بَعْدَ أَبِيهِ الَّذِي يُدْعَى لَهُ ادِّعَاةً وَرَثَتُهُ فَقَضَى أَنَّ كُلَّ مَنْ كَانَ مِنْ أُمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ أَصَابَهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنْ اسْتَلْحَقَهُ وَلَيْسَ لَهُ مِمَّا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ وَمَا أَدْرَكَ مِنَ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَلَهُ نَصِيبُهُ. وَلَا يَلْحَقُ إِذَا كَانَ أَبُوهُ الَّذِي يُدْعَى لَهُ أَنْكَرَهُ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أُمَةٍ لَمْ يَمْلِكُهَا أَوْ حُرَّةً عَاهَرَ بِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَلْحَقُ بِهِ وَلَا يَرِثُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعَى لَهُ هُوَ ادِّعَاةً فَهُوَ وَلَدٌ زِنِيَّةٌ مِنْ حُرَّةٍ كَانَ أَوْ أُمَةٍ.

۲۲۶۵- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، القرائض، باب: في ادعاء الولد، ح: ۲۷۴۶ من حديث محمد ابن راشد به، وحسنه البوصيري، ورواه أحمد: ۱۸۱/۲ عن يزيد بن هارون به.

عمل قیافہ کے احکام و مسائل

۲۲۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: ۲۲۶۶- محمد بن راشد نے اپنی سند سے اس مذکور حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: یہ ولد الزنا ہوگا اور اپنی ماں کے اہل کی ملکیت ہوگا خواہ کوئی ہوں آزاد عورت ہو یا کوئی لونڈی۔ اور یہ فیصلے اسلام کے اولین دور میں ہوئے تھے۔ اور جو مال قبل از اسلام تقسیم ہو چکے وہ ہو چکے۔

☀ توضیح: دور جاہلیت میں لوگوں کے پاس لونڈیاں ہوتی تھیں جو بعض اوقات بدکاری کے عمل سے مال بھی کماتی تھیں اور کئی مالک ان سے مباشرت کرنے سے پرہیز نہ کرتے تھے۔ تو اگر کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو کبھی وہ زانی اس کی ملکیت کا دعو کرتا اور ساتھ مالک بھی اس کا دعو کر لیتا تھا۔ اسلام میں ان کا فیصلہ یہ ہوا کہ بچہ لونڈی کے مالک کا ہے نہ کہ زانی کا۔ کیونکہ لونڈی مالک کا بستر ہوتی ہے جیسے کہ آزاد عورت۔ اور اگر یہ صورت ہوئی ہوتی کہ بچے کو زانی کی طرف نسبت کیا گیا مالک نے حین حیات نہ دعویٰ کیا اور نہ انکار اور پھر مر گیا۔ مگر اس کی موت کے بعد وارثوں نے بچے کے متعلق دعو کیا کہ یہ میرے مالک کا ہے تو ان کا یہ دعو تسلیم کیا جائے گا۔ اور قبل از الحاق تقسیم شدہ مال وراثت میں اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ مگر باقی ماندہ مال میں اس کا حصہ ہوگا جو اس کا بنتا ہو۔ لیکن اگر لونڈی کے مالک نے حمل کا انکار کیا ہو اور اس بچے کا مدعی نہ رہا ہو تو بچے کو اس کے ساتھ ملحق نہ کیا جائے گا اور نہ وارثوں کو حق ہوگا کہ مالک کی موت کے بعد اس بچے کو اس کی اولاد کے ساتھ لاحق کرنے کا دعو کریں۔ (معالم السنن للخطابی) اس قسم کا ایک واقعہ آگے حدیث (۲۲۷۳) میں آ رہا ہے۔

(المعجم ۳۰، ۳۱) - بَابُ فِي الْقَافَةِ (التحفة ۳۱)

۲۲۶۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى وَابْنُ السَّرْحِ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - قَالَ مُسَدَّدٌ وَابْنُ السَّرْحِ يَوْمًا مَسْرُورًا وَقَالَ

۲۲۶۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بڑے خوش خوش میرے ہاں تشریف لائے..... عثمان بن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں..... کہ آپ کے چہرہ کے خطوط چمک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! کیا کچھ معلوم ہوا کہ مجز مد لُجی نے زید اور

۲۲۶۶- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۶/ ۲۶۰ من حديث أبي داود به.

۲۲۶۷- تخریج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح: ۶۷۷۱، ومسلم، الرضاع، باب العمل بالحق القائف الولد، ح: ۱۴۵۹ من حديث سفیان بن عیینة به.

عُثْمَانُ: تُعْرِفُ أَسَارِيرُ وَجْهَهُ، فَقَالَ: «أَيَّ عَائِشَةٍ! أَلَمْ تَرَيِ أَنْ مُجَزَّزًا الْمُدْلِجِيَّ رَأَى زَيْدًا وَأُسَامَةَ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا بِقَطِيفَةٍ وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ أُسَامَةُ أَسْوَدَ وَكَانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ.

امام ابوداؤد نے کہا: حضرت اسامہ سیاہ رنگ کے تھے اور حضرت زید سفید رنگ کے۔

☀ فائدہ: انسان کے اعضا اور شکل و شباہت دیکھ کر اس کے نسب اور اخلاق و عادات کا اندازہ لگانا ”قیاذہ“ کہلاتا ہے۔ (ابجد العلوم)

۲۲۶۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبَرُّقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ.

۲۲۶۸- ابن شہاب نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا: آپ ﷺ بڑے خوش خوش میرے پاس تشریف لائے۔ آپ کے چہرے کی دھاریاں چمک رہی تھیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أُسَامَةُ أَسْوَدَ وَكَانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اسامہ سیاہ اور زید جلیظ سفید رنگ کے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَسَارِيرُ وَجْهِهِ لَمْ يَحْفَظْهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: [أَسَارِيرُ وَجْهِهِ] کا لفظ ابن عیینہ نے یاد نہیں رکھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسَارِيرُ وَجْهِهِ هُوَ تَذْلِيسٌ مِنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنَّمَا سَمِعَ الْأَسَارِيرَ مِنْ غَيْرِ الزُّهْرِيِّ. قَالَ: وَالْأَسَارِيرُ فِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَغَيْرِهِ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: [أَسَارِيرُ وَجْهِهِ] کے الفاظ ابن عیینہ کی تدلیس ہے جو کہ انہوں نے زہری سے نہیں سنے بلکہ کسی اور سے سنے ہیں۔ یہ الفاظ لیث وغیرہ کی روایت میں آئے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ

امام ابوداؤد نے کہا: احمد بن صالح کہا کرتے تھے کہ

۱۳- کتاب الطلاق

عمل قیافہ کے احکام و مسائل

صَالِحٌ يَقُولُ: كَانَ أَسَامَةُ شَدِيدَ السَّوَادِ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ انتہائی کالے رنگ کے تھے جیسے کہ
مِثْلُ الْقَارِ وَكَانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ مِثْلَ الْقَطَنِ تارکول ہوا و زید رضی اللہ عنہ سفید رنگ کے تھے جیسے کہ روئی۔



توضیح: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے اور شروع ایام اسلام میں آپ کے متمنی (لے پالک) بھی کہلاتے رہے تھے۔ ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو انتہائی محبوب تھے۔ ان کا لقب ہی ”حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ“ (رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے اور چہیتے) پڑ گیا تھا۔ باپ بیٹے میں رنگ کا فرق تھا کیونکہ اسامہ کی ماں ام ایمن تھیں جو حبش تھیں۔ انہیں کے رنگ پر ان کا رنگ آیا تو کئی جاہل ان کے نسب پر طعن کرتے تھے جو کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے اذیت کا باعث تھا۔ مجزز مد لہی قبیلہ بنو اسد کا معروف قیافہ شناس تھا اور مشرکین اس کی بات قبول کرتے تھے۔ کہیں گزرتے ہوئے اس نے ان دونوں باپ بیٹے کو دیکھ لیا، جبکہ ان کے چہرے ڈھپنے ہوئے تھے اور پاؤں ننگے تھے۔ تو اس نے غالباً اپنے علمی عرب کا اظہار کرنے کے لیے یہ جملہ کہہ دیا کہ ”یہ پاؤں باپ بیٹے کے پاؤں ہیں۔“ یہ جملہ مسلمانوں کے لیے حق کی تائید و تقویت اور شہادت کے ازالے کا باعث ثابت ہوا۔ اس سے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو خوشی ہوئی کہ کفار کا معتمدان کے اپنے طعن کی تردید کر رہا ہے۔ اس واقعہ میں فقہی استدلال یہ ہے کہ اگر کہیں کسی بچے کے بارے میں کئی لوگ مدعی ہوں یا کسی عورت سے کسی شے کی وجہ سے دو تین افراد نے مباشرت کر لی ہو اور بچے کے بارے میں واضح نہ ہو کہ کس کا ہے؟ تو کسی ماہر اور عادل قیافہ شناس کی رائے سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ علم سراسر باطل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے قول پر خوشی کا اظہار نہ فرماتے۔ گزشتہ حدیث لعان (حدیث: ۲۲۵۶) میں رسول اللہ ﷺ کا بیان گزرا ہے کہ ”بچہ اگر اس طرح کا ہو تو یہ فلاں کا ہوگا اور اگر اس طرح کا ہو تو فلاں کا ہوگا۔“ اس میں علم قیافہ کی اصلیت کی دلیل ہے۔ نیز حدیث ام سلیم رضی اللہ عنہا میں آتا ہے کہ اگر عورت کو احتلام نہیں ہوتا تو بچے کی اس کے ساتھ مشابہت کیونکر ہوتی ہے؟ (صحیح بخاری، العلم، حدیث: ۱۳۰، و صحیح مسلم، الحیض، حدیث: ۳۱۳)



(المعجم ۳۱، ۳۲) - باب مَنْ قَالَ متعلق تنازع میں قرعہ سے فیصلے کے قائل ہیں

۲۲۶۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ الْأَجَلِجِ، عَنْ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْخَلِيلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ

۲۲۶۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب القرعة في الولد إذا تنازعا فيه . . . الخ، ح: ۳۵۱۹ من حديث الأجلج به، وصححه الحاكم: ۱۳۵/۳، ۱۳۶ من حديث عبدالرزاق * الثوري مدلس وعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

پاس آئے۔ ان کا ایک بچے کے بارے میں تنازع تھا۔ وہ تینوں کی عورت پر ایک ہی طہر میں واقع ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے دو کو کہا: اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ، تو وہ دونوں چیخ پڑے (اور راضی نہ ہوئے) پھر انہوں نے دوسرے دو آدمیوں سے کہا: اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ۔ تو وہ راضی نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے دوسرے دو آدمیوں سے کہا کہ اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ، تو انہوں نے بھی انکار کر دیا تو حضرت علی نے کہا: تم باہم صدر رکھنے والے شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام کا قرعہ نکل آیا پچہ اسی کا ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو دیت کا تیسرا تیسرا حصہ ادا کرے۔ چنانچہ انہوں نے ان میں قرعہ ڈالا اور پچہ اس کو دے دیا جس کے نام کا قرعہ نکلا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ (بہت) ہنسے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں نمایاں ہو گئیں۔

🌞 فائدہ: کسی شکل کے حروف لکھ کر ان سے کسی مطلوبہ امر کے ہونے نہ ہونے پر استدلال کرنا، قرعہ کہلاتا

ہے۔ (ابجد العلم)

۲۲۷۰- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمیوں کا معاملہ لایا گیا جبکہ وہ یمن میں عامل تھے وہ تینوں ایک عورت پر ایک طہر میں واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے دو سے پوچھا: کیا

۲۲۷۰- حَدَّثَنَا خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ صَالِحِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: أَتَيْتُ عَلِيًّا

۲۲۷۰- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الفرعة في الولد إذا تنازعوا فيه . . . الخ، ح: ۳۵۱۸ عن خشيش بن أصرم به، ورواه ابن ماجه، ح: ۲۳۴۸ من حديث عبدالرزاق، وللحديث طرق كثيرة عند الحميدي، ح: ۷۸۶ وغيره.

۱۳- کتاب الطلاق

دور جاہلیت کے نکاحوں کی اقسام کا بیان

تم اس تیسرے کے لیے بچے کا اقرار کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! حتیٰ کہ انہوں نے سب سے پوچھا۔ جب بھی دو سے پوچھتے، وہ نفی میں جواب دیتے تو انہوں نے ان میں قرعہ نکالا اور پھر اس کو دے دیا جس کے نام کا قرعہ نکلا اور اس پر دو تہائی دیت بھی لازم کر دی۔ چنانچہ یہ واقعہ نبی ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ اس پر بے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِثَلَاثَةٍ وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طَهْرٍ وَاحِدٍ، فَسَأَلَ اثْنَيْنِ: أَتُقْرَانِ لِهَذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا: لَا، حَتَّى سَأَلَهُمْ جَمِيعًا، فَجَعَلَ كُلُّمَا سَأَلَ اثْنَيْنِ قَالَا: لَا، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأُلْحَقَ الْوَلَدُ بِالَّذِي صَارَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ، وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلْثِي الدِّيَةِ. قَالَ: فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.



فائدہ: جہاں کہیں کسی معاملے کے دو پہلو برابر ہوں اور کوئی جانب واضح طور پر رائج معلوم نہ ہوتی ہو تو قرعہ سے فیصلہ کر لینا جائز ہے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا یا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں رفاقت کے لیے ازواج مطہرات میں قرعہ ڈال لیا کرتے تھے۔



۲۲۷۱- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ سَمِعَ الشَّعْبِيِّ، عَنْ الْخَلِيلِ أَوْ ابْنِ الْخَلِيلِ قَالَ: أَتَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ مِنْ ثَلَاثَةِ نَحْوِهِ، لَمْ يَذْكُرِ الْيَمَنَ وَلَا النَّبِيَّ ﷺ وَلَا قَوْلَهُ: طَيِّبًا بِالْوَلَدِ.

۲۲۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ

باب: ۳۲، ۳۳- دور جاہلیت کے نکاحوں کی اقسام کا بیان

(المعجم ۳۲، ۳۳) - بَابُ: فِي وُجُوهِ النِّكَاحِ الَّتِي كَانَ يَتَنَاقَحُ بِهَا أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ (التحفة ۳۳)

۲۲۷۲- عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس (عروہ) کو خبر دی کہ جاہلیت

۲۲۷۱- تخریج: [ضعیف] انظر الحديث السابق.

۲۲۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من قال: لا نكاح إلا بولي... الخ، ح: ۵۱۲۷ عن أحمد بن صالح به.

میں چار طرح کے نکاح ہوتے تھے۔ ایک یہی جو آج (اہل اسلام میں) معروف ہے کہ ایک انسان دوسرے کو اس کی زیرِ تولیت لڑکی کے لیے پیغام بھیجتا ہے اسے حق مہر ادا کرتا اور پھر اس سے نکاح کر لیتا ہے۔ دوسری قسم یہ تھی کہ آدمی اپنی بیوی سے کہتا جبکہ وہ حیض سے پاک ہوتی کہ فلاں کو پیغام بھیج دو اور اس سے جا کر ہمبستر ہو۔ پھر اس کا شوہر اس سے علیحدہ رہتا اور اسے ہاتھ نہ لگاتا حتیٰ کہ اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے جا کر یہ عورت ہمبستر ہوئی ہوتی۔ جب حمل نمایاں ہو جاتا تو پھر شوہر بھی اگر چاہتا تو اس سے مباحثت کر لیتا۔ اور یہ اس لیے کیا جاتا تھا کہ بچہ شجاع، زکی اور ہونہار پیدا ہو۔ اس نکاح کو ”نِکاحُ الاستِیْضَاع“ کہا جاتا تھا۔ تیسری قسم یہ تھی کہ ایک جماعت..... دس افراد سے کم..... اکٹھے ہوتے اور ایک عورت کے پاس جاتے، ہر ایک اس سے صحبت کرتا جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ جنم لے کر اس کے بعد چند راتیں گزر جاتیں تو وہ ان سب کو بلواتی، اور ان میں سے کوئی بھی آنے سے انکار نہ کر سکتا تھا۔ جب وہ اس کے پاس جمع ہو جاتے تو وہ کہتی: تمہیں اپنے معاملے کا علم ہی ہے اور میں نے بچے کو جنم دیا ہے تو یہ بچہ اے فلاں! تیرا ہے۔ وہ ان میں سے جس کا چاہتی نام لے دیتی اور پھر بچہ اس مرد کے ساتھ منسوب ہو جاتا۔ چوتھی قسم یہ تھی کہ بہت سے لوگ اکٹھے ہوتے اور عورت پر داخل ہوتے وہ کسی کو بھی انکار نہ کرتی اور یہ طوائفیں ہوتی تھیں انہوں نے اپنے خواہش مندوں کے لیے بطور علامت اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے ہوتے تھے جو بھی ان کا

یَزِيدُ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّكَاحَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ، فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ، يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلَيْتَهُ فَيُضِدُّهَا ثُمَّ يُنْكِحُهَا، وَنِكَاحٌ آخَرُ: كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِمَرْأَتِهِ إِذَا طَهَّرَتْ مِنْ طَمَثِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ، وَعَتَرِلَهَا زَوْجَهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ، فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِنْ أَحَبَّ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَايَةِ الْوَلَدِ، فَكَانَ هَذَا النَّكَاحُ يُسَمَّى نِكَاحُ الْاِسْتِیْضَاعِ، وَنِكَاحٌ آخَرُ: يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ دُونَ الْعَشْرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا، فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ، وَمَرَّ لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا فَتَقُولُ لَهُمْ: قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ وَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ! فَتُسَمَّى مَنْ أَحَبَّتْ مِنْهُمْ بِاسْمِهِ فَيُلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا، وَنِكَاحٌ رَابِعٌ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهِيَ الْبَغَايَا

ولد الزنا بچے سے متعلق احکام و مسائل

خواہش مند ہوتا ان کے پاس چلا جاتا تھا جب کوئی حاملہ ہوتی اور بچہ جنم لے تو ان لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا اور وہ لوگ اپنے لیے کسی قیافہ شناس کو طلب کرتے پھر وہ اس بچے کو جس کے (مشابہ) دیکھتا ملحق کر دیتا اور وہ اس کے ساتھ منسوب و ملحق ہو جاتا اور اس کا بیٹا پکارا جاتا وہ اس کا انکار نہ کر سکتا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اہل جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل کر دیا صرف اہل اسلام کا موجودہ انداز نکاح باقی رکھا۔

كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَىٰ أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُنَّ عَلَمًا لِّمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ، فَإِذَا حَمَلَتْ فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ، ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرَوْنَ، فَالْتَأَطَهُ وَدُعِيَ ابْنُهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ. فَلَمَّا بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا ﷺ، هَدَمَ نِكَاحَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ كُلِّهِ إِلَّا نِكَاحَ أَهْلِ الْإِسْلَامِ الْيَوْمَ.

☀️ فائدہ: اہل اسلام کے معروف نکاح اور ملک یمین کے علاوہ (متعہ وغیرہ) جتنے بھی انداز ہیں سب حرام ہیں نیز ولی کے بغیر کسی عورت کا نکاح جائز نہیں۔

باب: ۳۳، ۳۴۔ بچہ بستر والے کا ہے

(المعجم ۳۳، ۳۴) - بَابُ: الْوَلَدُ

لِلْفِرَاشِ (التحفة ۳۴)



۲۲۷۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ (یہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے) اپنا ایک تنازعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے جو کہ زمعہ کی لونڈی کے بیٹے (کی تولیت) سے متعلق تھا۔ سعد نے کہا: میرے بھائی عتبہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں (سعد) جب کے جاؤں تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھوں اور اسے اپنی تولیت میں لے لوں بلاشبہ وہ میرا ہی بیٹا ہے۔ جبکہ عبد بن زمعہ نے کہا: وہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ بچے اور عتبہ کے مابین واضح مشابہت

۲۲۷۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي ابْنِ أُمِّهِ زَمْعَةَ، فَقَالَ سَعْدُ: أَوْصَانِي أَخِي عْتَبَةُ إِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ أَنْ أَنْظُرَ إِلَى ابْنِ أُمِّهِ زَمْعَةَ فَأَقْبِضُهُ فَإِنَّهُ ابْنُهُ، وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي، ابْنُ أُمِّهِ أَبِي، وَوُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي، فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَبَهَا بَيْنًا بَعْتَبَةَ، فَقَالَ: «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجَبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ».


۲۲۷۳- تخریج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب دعوى الوصي للميت، ح: ۲۴۲۱، ومسلم، الرضاغ، باب الولد للفراش وتوفي الشبهات، ح: ۱۴۵۷ من حديث سفیان بن عیینة به.

ولد الزنا بچے سے متعلق احکام و مسائل

۱۳- کتاب الطلاق

زَادَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ فَقَالَ: «هُوَ أَخُوكَ» ہے مگر آپ نے فرمایا: ”بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں اور اے سودہ! (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا) اس سے

پردہ کر۔“ مسدد نے اپنی روایت میں کہا: ”اے عبد! یہ تیرا ہی بھائی ہے۔“

 توضیح: ① چونکہ یہ معاملات جاہلیت کے تھے اور وہ لوگ اس انداز کے اعمال میں ملوث تھے تو ان بچوں سے بھی کوئی عار نہ سمجھتے تھے مگر اسلام نے یہ قاعدہ قانون دیا ہے کہ بچہ بستر والے کا ہوتا ہے۔ مذکورہ واقعہ میں بچے کی شکل سے نمایاں تھا کہ یہ ولد الزنا ہے اور عتبہ کا لڑکا ہے مگر قاعدہ اور اصول کو ترجیح دی گئی اور اسے صاحب فراش کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ قانونی اعتبار سے یہ اگرچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی بنا مگر دعویٰ اور شکل و صورت زانی کے ساتھ ملتی تھی اس لیے اس کا نسب مشتبہ ٹھہرا۔ تو نبی ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پردے کا حکم دیا کیونکہ اس کا بھائی ہونا مشکوک تھا۔ اگرچہ قاعدے کی رو سے ان کے خاندان کا فرد بنا دیا گیا تھا۔ ② [وَلِلْعَاہِرِ الْحَجَرِ] کا ایک ترجمہ ”زانی کے لیے محرومی ہے۔“ اس صورت میں جہم پر زبر کی بجائے سکون یعنی جزم آئے گی۔ مطلب دونوں صورتوں میں یہی ہوگا کہ اولاد کا مستحق زانی نہیں ہوگا بلکہ اس کے حصے میں تو سزا آئے گی۔ حدِ جہم یا سوکڑے اور بچے سے وہ محروم ہی رہے گا۔

۲۲۷۴- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں بچہ میرا بیٹا ہے۔ میں نے جاہلیت میں اس کی ماں سے بدکاری کی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں چلتا۔ جاہلیت کے امور سب ختم ہیں۔ بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ (یا محرومی ہے۔)“

۲۲۷۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلَّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَلَانًا ابْنِي عَاهَرْتُ بِأُمِّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا دَعْوَةَ فِي الْإِسْلَامِ، ذَهَبَ أَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاہِرِ الْحَجَرِ».

۲۲۷۵- رباع کا بیان ہے کہ میرے گھر والوں نے اپنی ایک رومی لونڈی سے میری شادی کر دی۔ میں اس

۲۲۷۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ أَبُو يَحْيَى: حَدَّثَنَا

۲۲۷۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۰۷ عن يزيد بن هارون به .

۲۲۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۵۹، ۶۹ عن مهدي بن ميمون به * رباع مجهول، ذكره ابن حبان في الثقات: ۴/ ۲۳۸، وقال: "لا أدري من هو ولا ابن من هو؟".

۱۳- کتاب الطلاق

ماں باپ میں علیحدگی کی صورت میں بچے کی تربیت اور نگہداشت کے احکام و مسائل

سے ہمبستر ہوا تو اس نے بچہ جنا' سیاہ رنگ کا' میری طرح۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ میں پھر اس کے ساتھ ہمبستر ہوا تو اس نے کالے رنگ کا بچہ جنم دیا جیسے کہ میں ہوں۔ میں نے اس کا نام عبید اللہ رکھا۔ پھر میرے گھر والوں کے ایک غلام یوحنا نامی نے اس کے ساتھ خرابی کی اس کے ساتھ اپنی رومی زبان میں باتیں کیں۔ چنانچہ اس نے بچہ جنا جیسے کہ کوئی سام ابرص (گرگٹ) ہو میں نے لونڈی سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ یوحنا سے ہے۔ ہم نے اس کا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے ان دونوں سے پوچھا تو انہوں نے اعتراف کر لیا۔ انہوں نے کہا: کیا تم راضی ہو کہ میں تم میں رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ بچہ بستر والے کا ہے۔ راوی نے کہا میرا خیال ہے پھر آپ نے ان دونوں کو درے لگائے اور وہ دونوں مملوک اور غلام تھے۔

باب: ۳۳، ۳۵- (ماں باپ میں علیحدگی ہو جائے تو) بچے کی نگہداشت اور تربیت کا کون زیادہ

حق دار ہے؟

۲۲۷۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا میرا پیٹ اس کے لیے برتن میرا سینہ اس کے لیے مشکیزہ اور میرا دامن اس کے لیے پناہ گاہ رہا ہے۔ اس

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَبَاحٍ قَالَ: رَوَّجَنِي أَهْلِي أُمَّةً لَهُمْ رُومِيَّةٌ، فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ مِثْلِي، فَسَمَّيْتُهُ عَبْدَ اللَّهِ، ثُمَّ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ مِثْلِي فَسَمَّيْتُهُ عُبَيْدَ اللَّهِ، ثُمَّ طَبَنَ لَهَا غُلَامٌ لِأَهْلِي رُومِيٍّ يُقَالُ لَهُ يُوحَنَّا، فَرَأَتْهَا بِلَسَانِهِ فَوَلَدَتْ غُلَامًا كَأَنَّهُ وَرَعَةٌ مِنَ الْوَرَغَاتِ، فَقُلْتُ لَهَا: مَا هَذَا؟ قَالَتْ: هَذَا يُوحَنَّا، فَرَفَعْنَا إِلَى عُثْمَانَ - أَحْسِبُهُ قَالَ مَهْدِيٍّ: قَالَ: فَسَأَلَهُمَا، فَأَعْتَرَفَا - فَقَالَ لَهُمَا أَرْضِيَانِ أَنْ أَفْضِي بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى أَنْ الْوَلَدَ لِلْفَرَّاشِ، وَأَحْسِبُهُ قَالَ: فَجَلَدَهَا وَجَلَدَهُ وَكَانَا مَمْلُوكَيْنِ.

(المعجم ۳۴، ۳۵) - باب من أحق بالولد (التحفة ۳۵)

۲۲۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو يَعْنِي الْأَوْزَاعِيَّ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ

۲۲۷۶- [تخریج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۲/۲، ۲۰۳ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه الحاكم: ۲۰۷/۲، ووافقه الذهبي * الوليد بن مسلم صرح بالسماع.

ماں باپ میں علیحدگی کی صورت میں بچے کی تربیت اور نگہداشت کے احکام و مسائل

امْرَأَةٌ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ ابْنِي هَذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ وَعَاءٌ، وَتَذْيِي لَهُ سِقَاءٌ، وَحَجْرِي لَهُ جَوَاءٌ، وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي وَأَرَادَ أَنْ يَنْتَرِعَهُ مِنِّي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي».

کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو اس کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ نکاح نہ کرے۔“

🌞 فائدہ: صحیح حدیث دلیل ہے کہ ماں جب تک نکاح نہ کرے وہ باپ کی نسبت بچے کی زیادہ حقدار ہے اور بعد از نکاح بھی اگر شوہر راضی ہو تو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ راضی نہ ہو تو باپ کو دیا جائے گا۔

۲۲۷۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلَوَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ هَلَالٍ ابْنُ أَسَمَةَ، أَنَّ أَبَا مَيْمُونَةَ سَلَّمَ مَوْلَى مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ رَجُلٌ صَدَقَ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَارِسِيَّةٌ مَعَهَا ابْنٌ لَهَا فَادَّعَاهُ وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجَهَا، فَقَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ - رَطَنْتُ لَهُ بِالْفَارِسِيَّةِ - زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بَابْنِي، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اسْتَهْمَا عَلَيْهِ، وَرَطَنْ لَهَا بِذَلِكَ، فَجَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ: مَنْ يُحَاقُّنِي فِي وَلَدِي؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي لَا أَقُولُ هَذَا إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بَابْنِي وَقَدْ سَقَانِي مِنْ بَرٍّ أَبِي عَتَبَةَ

۲۲۷۷- ابو میمونہ سلمیٰ، اہل مدینہ میں سے کسی کا مولیٰ تھا اور وہ سچا آدمی تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک فارسی عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ شوہر اور بیوی دونوں اس بچے کے دعویدار تھے اور شوہر نے عورت کو طلاق دے دی تھی۔ عورت نے کہا اور فارسی زبان میں بولی: اے ابو ہریرہ! میرا شوہر میرے بیٹے کو مجھ سے لے لینا چاہتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر قرعہ ڈال لو اور اس کو یہ فارسی میں کہا۔ پھر اس کا شوہر آیا تو اس نے کہا: کون ہے جو مجھ سے میرا بیٹا چھینے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: [اللہم!] (یہ لفظ بطور تبرک بولا جاتا تھا) میرا یہ کہنا اس بنا پر ہے کہ میں نے ایک عورت کو سنا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی تھی اور میں بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا شوہر میرے بچے کو لے لینا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ مجھے ابو عتبہ کے کنویں سے پانی لا کے دیتا ہے

۲۲۷۷- [تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب نخير الصبي بين أبيه، ح: ۲۳۵۱ من حديث زياد بن سعد به، وقال الترمذي: 'حسن صحيح'، ح: ۱۳۵۷.

۱۳- کتاب الطلاق

ماں باپ میں علیحدگی کی صورت میں بچے کی تربیت اور نگہداشت کے احکام و مسائل

وَقَدْ نَفَعَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْتَهْمَا عَلَيْهِ» فَقَالَ زَوْجُهَا: مَنْ يُحَاقُّنِي فِي وَلَدِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَذَا أَبُوكَ، وَهَذِهِ أُمُّكَ، فَخُذْ بِيَدَيْهِمَا شِئْتَ»، فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ.

اور میری خدمت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر قرعہ ڈال لو۔ تو شوہر نے کہا: مجھ سے میرا بیٹا کون چھین سکتا ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”(لڑکے!) یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے، جس کا چاہے ہاتھ پکڑ لے۔“ چنانچہ اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے لے کر چل دی۔

☀️ فائدہ: بچہ بچی جب خوب سمجھدار ہوں تو مذکورہ بالا احوال میں انہیں اختیار دیا جاسکتا ہے۔

۲۲۷۸- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ ابْنِ عَجَّيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ إِلَى مَكَّةَ فَقَدِمَ بَابَنَةِ حَمْزَةَ، فَقَالَ جَعْفَرُ: أَنَا أَخَذُهَا، أَنَا أَحَقُّ بِهَا، ابْنَةُ عَمِّي وَعِنْدِي خَالَتُهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمُّ، فَقَالَ عَلِيُّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا، ابْنَةُ عَمِّي، وَعِنْدِي ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ أَحَقُّ بِهَا، فَقَالَ زَيْدٌ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا، أَنَا خَرَجْتُ إِلَيْهَا وَسَافَرْتُ وَقَدِمْتُ بِهَا، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَذَكَرَ حَدِيثًا قَالَ: «وَأَمَّا الْجَارِيَةُ فَأَقْضِي بِهَا لِيَجْعَلَ تَكُونُ مَعَ خَالَتِهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمُّ».

۲۲۷۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت زید بن حارثہ مکہ آئے اور حمزہ کی بیٹی کو ساتھ لے آئے۔ تو جعفر نے کہا: میں اسے (اپنی تولیت میں) لیتا ہوں میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری زوجیت میں ہے اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میرے گھر میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہے اور وہ اس کی زیادہ حقدار ہے۔ اور زید نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ میں ہی اس کے پاس گیا سفر کیا اور اس کو لے کر آیا ہوں۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے اور بات کی اور فرمایا: ”لڑکی کا فیصلہ میں جعفر کے حق میں کرتا ہوں کہ اپنی خالہ کے پاس رہے گی اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔“



☀️ فائدہ: بچے کی نگہداشت اور تربیت میں اولویت و اولیت ماں کو حاصل ہے جیسے کہ اوپر کی پہلی حدیث میں گزرا

۲۲۷۸- تخریج: [حسن] أخرجه البزار في البحر الزخار: ۳/ ۱۰۵، ۱۰۶، ح: ۸۹۱ من حديث عبد الملك بن عمرو أبي عامر به مطولاً، وله طريق آخر عند البيهقي: ۶/ ۸.

۱۳- کتاب الطلاق ... ماں باپ میں علیحدگی کی صورت میں بچے کی تربیت اور نگہداشت کے احکام و مسائل

ہے اس کے بعد خالہ ہے پھر باپ کی جانب کے رشتہ دار ہیں (عصبات)۔ امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما فرماتے ہیں کہ اس تقدیم و ترتیب میں بچے کے حال اور مستقبل کی مصلحت کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر اس میں کسی واضح فتنے کا اندیشہ ہو تو ترتیب کو بدلنا لازمی ہوگا کیونکہ مثلاً بچے کو اختیار دینے کی صورت میں عین ممکن ہے کہ ناقص العقل ہونے کی وجہ سے صحیح فیصلہ نہ کر سکے۔ اور یہ حق، حق میراث کی مانند نہیں کہ اس میں محض قرابت داری ہی بنیاد ہو بلکہ یہ حق ولایت ہے جیسے کہ نکاح اور مالی معاملات میں ہوتا ہے اور ان میں مصالح کو ترجیح دی جاتی ہے نہ کہ محض قرابت داری کو۔ اسی طرح بچے کی نگہداشت و تربیت میں ایک جانب واضح ظلم ہو اس کے عقیدے، تعلیم و تربیت اور اخلاق و عمل کی حفاظت کا اہتمام نہ ہو اور دوسری جانب ان امور کا اہتمام ہو تو دوسری جانب کو ترجیح ہوگی۔ (تیسیرالعلام، شرح عمدۃ الأحکام، جلد دوم، حدیث: ۳۳۲- نیل الأوطار، جلد ششم، باب من أحق بكفالة الطفل)

۲۲۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى بِهَذَا الْخَبَرِ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ قَالَ: وَقَضَى بِهَا لَجَعْفَرٍ لِأَنَّ خَالَتَهَا عِنْدَهُ.

۲۲۷۹- عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے یہ روایت بیان کی مگر کامل بیان نہیں کی اور کہا: آپ نے بچی جعفر کو دے دی کیونکہ اس کی خالہ اس کے ہاں ہے۔

۲۲۸۰- حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ مُوسَى أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِيٍّ وَهُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ تَبِعْتَنَا بِنْتُ حَمْرَةَ تُنَادِي: يَا عَمَّ! يَا عَمَّ! فَتَنَّا وَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِبِدْهَا وَقَالَ: دُونِكَ بِنْتُ عَمِّكَ، فَحَمَلَتْهَا، فَقَصَّ الْخَبَرَ، قَالَ: وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ: «الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ».

۲۲۸۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے نکلے تو حمزہ کی بیٹی ہمارے پیچھے آ گئی وہ چچا چچا پکار رہی تھی۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) کہا: اپنی چچا زاد کو لے لو۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اٹھا لیا۔ اور خبر بیان کی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری زوجیت میں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ خالہ کے حق میں کر دیا اور فرمایا: ”خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔“

۲۲۷۹- تخریج: [حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث شواهد.

۲۲۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۹۸/۱، ۱۱۵ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ۱۲/۳، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * أبو إسحاق مدلس وعنعن.

(المعجم ۳۵، ۳۶) - **بَابُ: فِي عِدَّةِ الْمُطَلَّقةِ** (التحفة ۳۶)

۲۲۸۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ
الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ:
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو
ابْنُ مُهَاجِرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ
ابْنِ السَّكَنِ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّهَا طَلَّقَتْ عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ لِلْمُطَلَّقةِ
عِدَّةٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ حِينَ طَلَّقَتْ
أَسْمَاءُ بِالْعِدَّةِ لِلطَّلَاقِ، فَكَانَتْ أَوَّلَ مَنْ
أُنْزِلَتْ فِيهَا الْعِدَّةُ لِلْمُطَلَّقاتِ.



☀ فائدہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد تھیں۔ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عورتوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیغام بھی لے جایا کرتی تھیں۔ انہوں نے غزوہ یرموک کے موقع پر اپنے خیمے کے بانس سے نو عدد درمیں کو قتل کیا تھا۔ (افادات از: علامہ احمد محمد شاہ کر)

(المعجم ۳۷) - **بَابُ: فِي نَسْخِ مَا اسْتُثْنِيَ بِهِ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقاتِ** (التحفة ۳۷)

۲۲۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ ثَابِتِ الْمَرْوَزِيِّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: «وَالْمُطَلَّقاتُ يَرْتَبِصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ»

۲۲۸۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (اللہ کا جو فرمان ہے) ”طلاق والی عورتیں تین حیض انتظار کریں۔“ (تو اس سے وہ عورتیں نکال دی گئیں جو حیض سے مایوس ہو جائیں) اور ان کیلئے کہا کہ ”تمہاری جو عورتیں حیض سے مایوس ہوں، اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ان

۲۲۸۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ۴۱۴/۲، ح: ۲۱۸۶ من حديث إسماعيل بن عياش به، ورواه البيهقي: ۴۲۴/۷ من حديث أبي داود به.

۲۲۸۲- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ح: ۳۵۸۴ من حديث علي بن حسين بن واقد به، وانظر، ح: ۲۱۹۵.

۱۳۔ کتاب الطلاق طلاق رجعی کا حکم اور مطلقہ بہ کے خراج اور دیگر امور کے احکام و مسائل

[البقرة: ۲۲۸] قال: ﴿وَالَّتِي بَيِّنَ مِنْ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ أَوْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ﴾ [الطلاق: ۴] فَتُسَخَّرُ مِنْ ذَلِكَ وَقَالَ: (وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا).

🌟 فائدہ: حضرت ابن عباس نے اسے نیا استثنا سے تعبیر فرمایا ہے لیکن یہ دراصل مختلف صورتوں کے مختلف احکام ہیں۔ عام مطلقہ عورت کی عدت تین حیض (یا تین طہر) ہیں۔ لیکن جس عورت کو حیض آنا بند ہو گیا ہو یا جسے حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا تو ان کی عدت تین مہینے ہوگی۔ اور جس عورت کو خلوت اور مساس سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے تو اس کے لیے کوئی عدت ہی نہیں ہے۔ اسی طرح جو عورت حاملہ ہو اسے طلاق مل جائے یا اس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ جب کہ بیوہ عورت کی عدت چار مہینے اور ان ہیں۔

(المعجم ۳۶، ۳۸) - بَابُ فِي

الْمُرَاجَعَةِ (التحفة ۳۸)

۲۲۸۳- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الزُّبَيْرِ الْعَسْكَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا.

۲۲۸۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی مگر پھر آپ نے ان سے رجوع کر لیا۔

🌟 فوائد و مسائل: ① پہلی اور دوسری طلاق کے بعد عدت کے دوران میں رجوع کیا جاسکتا ہے اور چاہیے کہ دو گواہ ضرور بنائے جائیں۔ (الطلاق: ۲) ② حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کے بارے میں جناب قیس بن زید (تابعی صغیر) کی مرسل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ حفصہ سے

۲۲۸۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الرجعة، ح: ۳۵۹۰ من حديث سهل بن محمد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۲۴، والحاكم على شرط الشيخين: ۱۹۷/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث علة غير فادحة.

مطلقة بتہ کے خرچ اور دیگر امور کے احکام و مسائل

رجوع فرمائیں۔ یہ بہت روزے رکھنے والی اور بہت قیام کرنے والی خاتون ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔“
(ارواء الغلیل حدیث: ۲۰۷۷)

(المعجم ۳۷، ۳۹) - **بَابُ: فِي نَفَقَةِ**
الْمَبْنُوتَةِ (التحفة ۳۹)

باب: ۳۷، ۳۹- تین طلاق یافتہ (طلاق بتہ والی)

کے خرچ کے احکام و مسائل

۲۲۸۴- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ

سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ أَبَا عَمْرٍو بْنَ

حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ، فَأَرْسَلَ

إِلَيْهَا وَكِيلَهُ بِشَعِيرٍ فَتَسَخَّطَتْهُ، فَقَالَ:

وَاللَّهِ! مَالِكٍ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، فَجَاءَتْ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ

لَهَا: «لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ»، وَأَمَرَهَا أَنْ

تَعْتَدَ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ

بَيْتَ امْرَأَةٍ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي، اعْتَدِي فِي

بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْنُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى

تَضَعِينَ ثِيَابَكَ، وَإِذَا حَلَلْتَ فَأَذِينِي».

قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ

ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي، فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ

عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَضَعْلُوكُ

لَا مَالَ لَهُ، انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ».

قَالَتْ: فَفَكَرِهْتُ، ثُمَّ قَالَ: «انْكِحِي أُسَامَةَ

۲۲۸۴- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

کہ (ان کے شوہر) ابو عمرو بن حفص نے ان کو طلاق بتہ

دے دی تھی (مختلف اوقات میں تین طلاقیں) اور وہ خود

(گھر میں) موجود نہیں تھے۔ تو ان کے وکیل نے فاطمہ

کی طرف کچھ جو بھیجے تو انہوں نے ان کو کم سمجھا اور اس پر

راضی نہ ہوئیں۔ تو وکیل نے کہا: قسم اللہ کی! (اخراجات

کے سلسلے میں) تیرے لیے ہم پر کوئی چیز واجب ہی نہیں

ہے۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے

اس کا ذکر کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اس کے ذمے

تمہارا کوئی خرچ نہیں ہے۔“ اور اسے حکم دیا کہ ام شریک

کے گھر میں عدت گزارے۔ پھر فرمایا: ”اس عورت کے

ہاں میرے صحابہ آتے رہتے ہیں تو ابن ام مکتوم کے گھر

میں عدت گزارو۔ وہ نابینا آدمی ہے تمہیں اپنے پڑے

اتارنے میں بھی آسانی رہے گی اور جب تم حلال ہو جاؤ

(تمہارے ایام عدت گزار جائیں) تو مجھے اطلاع دینا۔“

کہتی ہیں کہ جب میں حلال ہو گئی تو میں نے آپ ﷺ

کو بتایا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم نے مجھے نکاح کا

پیغام بھیجا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو جہم تو

اپنے کندھے سے لٹھی نہیں اتارتا ہے۔ اور معاویہ تو وہ



مطلقہ بہتہ کے خرچ اور دیگر امور کے احکام و مسائل

ابن زید، فَكَحَّضْتُهُ فَجَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ خَيْرًا وَاعْتَبَطْتُ بِهِ۔
 فقیر آدمی ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔ کہتی ہیں کہ میں نے اس کو ناپسند کیا۔ آپ نے پھر فرمایا: ”اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔“ چنانچہ میں نے ان سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت خیر (اور برکت) فرمائی اور اس وجہ سے مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔

☀ فائدہ: شوہر جب اپنی بیوی کو مختلف اوقات میں تین طلاقیں دے دے تو اسے رجوع کا حق حاصل نہیں رہتا۔ ایسی طلاق کو ”بَیِّنَہ“ کہتے ہیں۔ لغت میں ”بَیِّنَہ“ کے معنی ہیں ”کاٹ دینا“ کسی امر کو نافذ کر دینا۔ اردو میں مستعمل لفظ ”البتہ“ بمعنی یقین کا ماخذ بھی یہی ہے۔

۲۲۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أَبَا حَفْصٍ بَنَ الْمُغِيرَةَ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، وَسَاقَ الْحَدِيثَ فِيهِ: وَأَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَنَفَرًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا حَفْصٍ بَنَ الْمُغِيرَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَإِنَّهُ تَرَكَ لَهَا نَفَقَةً يَسِيرَةً فَقَالَ: «لَا نَفَقَةَ لَهَا» وَسَاقَ الْحَدِيثَ. وَحَدِيثَ مَا لِكَ أْتَمَّ.

۲۲۸۵- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو حفص بن مغیرہ نے مجھے تین طلاقیں دیں۔ اور پوری حدیث بیان کی اس میں ہے کہ خالد بن ولید اور بنو مخزوم کے اور بھی لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ ابو حفص بن مغیرہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اور بہت تھوڑا سا خرچ اس کے لیے چھوڑ گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے کوئی خرچہ نہیں ہے۔“ اور حدیث بیان کی۔ اور مالک کی (مذکورہ بالا) روایت اس سے زیادہ کامل ہے۔

☀ فوائد و مسائل: ① حضرت فاطمہ کو یہ طلاقیں وقفے وقفے سے دی گئی تھیں نہ کہ اکٹھی جیسے کہ اگلی حدیث: ۲۲۸۹ میں آ رہا ہے۔ ② مطلقہ کو ہدیہ و تحفہ دینا ایک مستحب کام ہے۔ جس کی تاکید آئی ہے۔ (الاحزاب: ۴۹) اور تین طلاق والی کے لیے کوئی نفقہ و سکنی واجب نہیں ہے الا یہ کہ حاملہ ہو۔ ③ عورت کے لیے مرد کو دیکھنا ممنوع نہیں ہے (بشرطیکہ شہوت سے نہ ہو) اسی لیے نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزارنے کا حکم دیا تاکہ وہ

۲۲۸۵- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۹/۱۳۷ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

مطلقہ بٹہ کے خرچ اور دیگر امور کے احکام و مسائل

مردوں کی نظروں سے محفوظ رہے کیونکہ مردوں کے لیے عورت کو دیکھنا ممنوع ہے اور ابن ام مکتوم بینائی ہی سے محروم تھے۔ ⑤ نکاح کا پیغام دینے والے کے دینی دنیاوی اور اخلاقی احوال کا جائزہ لے کر ہی اسے قبول کیا جانا چاہیے۔ ⑥ شرعی ضرورت سے کسی کا عیب بیان کرنا ایسی غیبت نہیں جو حرام ہو۔ ⑦ دین دار رشتوں میں اللہ کی طرف سے بہت برکت ہوتی ہے۔

۲۲۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حضرت فاطمہ بنت قیسؓ نے بیان کیا کہ ابو عمرو بن حفص مخزومی نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ اور حدیث بیان کی اور خالد بن ولید کی بات بھی۔ کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے خرچہ نہیں ہے اور نہ کوئی سکنی ہے۔“ (شوہر کے ذمے نہیں ہے۔) اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے بارے میں میرے مشورے کے بغیر جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کر لینا۔

۲۲۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو بْنَ حَفْصٍ الْمَخْزُومِيَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا. وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَخَبَرَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ وَلَا مَسْكَنٌ»، قَالَ فِيهِ: وَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «أَنْ لَا تَسْبِقِينِي بِنَفْسِكَ».



فوائد و مسائل: ① نکاح اور دیگر اہم معاملات میں صالح اور مخلص اہل نظر سے مشورہ ضرور کر لینا چاہیے۔ ایسے ہی استشارہ بھی لازماً کرنا چاہیے۔ ② فاطمہ بنت قیسؓ کے شوہر کا نام اکثر روایات میں ابو حفص بن مغیرہ آیا ہے اور کچھ میں ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ۔

۲۲۸۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ، ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ قَالَ فِيهِ: «وَلَا تُفَوِّتِينِي بِنَفْسِكَ».

۲۲۸۷- حضرت فاطمہ بنت قیسؓ نے بیان کیا کہ میں بنی مخزوم کے ایک شخص کی زوجیت میں تھی تو اس نے مجھے طلاق بٹہ دے دی (تین طلاقیں۔) اور (اس باب کی پہلی حدیث) مالک کی روایت کی مانند بیان کیا۔ اس روایت میں کہا کہ مجھے بتائے بغیر اپنے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر لینا۔

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ شععیؓ بھی اور عطاء نے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الشَّعْبِيُّ

۲۲۸۶- تخریج: [صحیح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۱۹/۱۳۸ من حديث أبي داود به: أبو عمرو وهو الأوزاعي.

۲۲۸۷- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۲۲۸۴.

مطلقہ بنتہ کے خرچ اور دیگر امور کے احکام و مسائل

بواسطہ عبدالرحمن بن عاصم اور اسی طرح ابو بکر بن ابی جہم ان سب نے فاطمہ بنت قیس سے روایت کی ہے کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دی تھیں۔ (ان حضرات کی روایت میں ”بنتہ“ کا ذکر نہیں ہے۔)

۲۲۸۸- شخصی حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دی تھیں تو نبی ﷺ نے اس کے لیے کوئی خرچہ اور رہائش (شوہر پر) لازم نہیں کی تھی۔

وَالْبَهِيُّ وَعَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَاصِمٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ، كُلُّهُمَا عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا.

۲۲۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهْلِيلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ نَفَقَةً وَلَا سُكْنَى.

۲۲۸۹- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ ابو حفص بن مغیرہ کی زوجیت میں تھی تو اس نے اسے آخری تیسری طلاق دے دی۔ پھر وہ کہتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے گھر سے چلی جائے (شوہر کے گھر سے) تو آپ نے حکم دیا کہ ابن ام مکتوم ناپیدنا کے گھر منتقل ہو جائے۔ مگر مروان نے فاطمہ کی اس بات کی کہ مطلقہ اپنے گھر سے نکل سکتی ہے تصدیق کرنے سے انکار کیا ہے۔

۲۲۸۹- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ أَبِي حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَأَنَّ أَبَا حَفْصِ بْنِ الْمُغِيرَةِ طَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ، فَرَعَمَتْ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْهُ فِي خُرُوجِهَا مِنْ بَيْتِهَا، فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومِ الْأَعْمَى، فَأَبَى مَرْوَانُ أَنْ يُصَدِّقَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ فِي خُرُوجِ الْمُطَلَّاقَةِ مِنْ بَيْتِهَا.

عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی فاطمہ بنت قیس پر انکار کیا ہے۔

قَالَ عُرْوَةُ: وَأَنْكَرَتْ عَائِشَةُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ.

۲۲۸۸- تخریج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ۴۴/۱۴۸۰ من حديث سفیان الثوري به، وانظر الحديث السابق: ۲۲۸۴.

۲۲۸۹- تخریج: [صحیح] انظر، ح: ۲۲۸۴.

مطلقہ بہ کے خرچ اور دیگر امور کے احکام و مسائل

امام ابو داؤد نے کہا: صالح بن کیسان، ابن جریج اور شعیب بن ابی حمزہ سب زہری سے اسی طرح روایت کرتے ہیں (جیسے عقل نے کی ہے۔)

امام ابو داؤد نے کہا: شعیب کے والد ابو حمزہ کا نام دینا رہے جو زیاد کا مولیٰ تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ صَالِحُ ابْنِ كَيْسَانَ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَشُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، وَاسْمُ أَبِي حَمْزَةَ دِينَارٌ، وَهُوَ مَوْلَى زِيَادٍ.

فائدہ: اس روایت میں اختصار ہے جبکہ آگے آنے والی روایت میں وضاحت ہے۔ مروان نے قبیصہ بن ذویب کو بھیج کر یہ تفصیل معلوم کی تھی۔

۲۲۹۰- عبید اللہ (بن عبد اللہ بن عتبہ) سے مروی ہے کہ مروان نے فاطمہ (بنت قیس) کو پیغام بھیجا اور ان سے پچھوایا تو اس نے بتایا کہ وہ ابو حفص کی زوجیت میں تھی اور نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کے کچھ حصے کا عامل بنایا تو اس کا شوہر بھی ان کے ساتھ روانہ ہو گیا اور اس کو طلاق کا پیغام دے گیا وہ طلاق جو اس کی باقی تھی (تیسری طلاق) اور عیاش بن ابی ربیعہ اور حارث بن ہشام کو کہہ گیا کہ اس کو خرچ دینا تو ان دونوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس کے لیے کوئی خرچہ نہیں الا یہ کہ حاملہ ہو۔ تو یہ نبی ﷺ کے پاس چلی آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے لیے کوئی خرچہ نہیں الا یہ کہ تو حاملہ ہو۔“ پھر اس نے اجازت چاہی کہ (اس گھر سے) منتقل ہو جائے تو آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں کہاں رہوں؟ آپ نے فرمایا: ”ابن ام مکتوم کے ہاں۔“ اور وہ نابینا تھے (کسی وقت)

۲۲۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أُرْسِلَ مَرْوَانُ إِلَى فَاطِمَةَ فَسَأَلَهَا؟ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ أَبِي حَفْصٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَرَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَعْنِي عَلَى بَعْضِ الْيَمَنِ فَخَرَجَ مَعَهُ زَوْجُهَا فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ لَهَا، وَأَمَرَ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ أَنْ يُنْفِقَا عَلَيْهَا، فَقَالَا: وَاللَّهِ! مَا لَهَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لَا نَفَقَةَ لَكَ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَامِلًا»، وَاسْتَأْذَنَتْهُ فِي الْإِنْتِقَالِ، فَأَذِنَ لَهَا، فَقَالَتْ: أَيْنَ أُنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ» - وَكَانَ أَعْمَى - تَضَعُ



۲۲۹۰- تخریج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ۴۸۰/۴۱ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۱۲۰۲۵ بطوله.

مطلقہ تہ کے خراج اور دیگر امور کے احکام و مسائل

یہ اپنے کپڑے اتار بھی دیتی تو دیکھ نہ سکتے تھے۔ پھر وہ ان کے ہاں رہی حتیٰ کہ اس کی عدت پوری ہوگئی۔ تب نبی ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔ قبصہ مروان کے پاس واپس آیا اور یہ ساری خبر بتائی۔ تو مروان نے کہا: ہم ایک عورت سے یہ حدیث سن رہے ہیں اور ہم وہی محفوظ اور قابل اعتماد بات قبول کریں گے جس پر لوگوں کا عمل ہے۔ فاطمہ کو جب یہ بات پہنچی تو اس نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ فیصل ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَطْلَقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ لَا تَذَرُنَّ لَعْلَ اللَّهِ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾

فاطمہ نے کہا: بھلا تیسری طلاق کے بعد کون سا نیا معاملہ ہوگا؟ (رجوع کا موقع ہی نہیں رہا تو نیا معاملہ کیسے ہو سکتا ہے۔)

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ روایت یونس بن زہری سے اسی طرح بیان کی ہے۔ اور (محمد بن ولید) زبیدی نے دونوں روایتیں بیان کی ہیں۔ عبید اللہ کی روایت معمر کے ہم معنی اور ابوسلمہ کی عقیل کے ہم معنی۔

امام ابوداؤد نے کہا: محمد بن اسحق نے زہری سے روایت کی ہے مگر اس میں قبصہ بن ذویب نے اس کو بالمعنی نقل کیا ہے۔ اس کی دلیل عبید اللہ بن عبد اللہ کی روایت ہے جس میں ہے کہ ”پھر قبصہ مروان کے پاس واپس آیا اور یہ ساری خبر بتائی۔“

ثِيَابَهَا عَنْدَهُ وَلَا يُبْصِرُهَا، فَلَمْ تَزَلْ هُنَاكَ حَتَّى مَضَتْ عِدَّتُهَا، فَأَنْكَحَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَسَامَةَ، فَرَجَعَ قَبِصَةُ إِلَى مَرْوَانَ فَأَخْبَرَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: لَمْ نَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا مِنْ امْرَأَةٍ فَسَأَلْنَا بِالْعَصْمَةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ حِينَ بَلَغَهَا ذَلِكَ: بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، قَالَ اللَّهُ: ﴿فَطْلَقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ۱] حَتَّى لَا تَذَرِي لَعْلَ اللَّهِ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ [الطلاق: ۱]۔

قَالَتْ: فَأَيُّ أَمْرٍ يُحْدِثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ يُوسُفُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، وَأَمَّا الزُّبَيْدِيُّ فَرَوَى الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا، حَدِيثَ عَبِيدِ اللَّهِ بِمَعْنَى مَعْمَرٍ، وَحَدِيثَ أَبِي سَلَمَةَ بِمَعْنَى عُقِيلٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ قَبِصَةَ بَنَ ذَوَيْبٍ حَدَّثَتْهُ بِمَعْنَى دَلٍّ عَلَى خَبَرِ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ حِينَ قَالَ: فَرَجَعَ قَبِصَةُ إِلَى مَرْوَانَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث کا پس منظر آئندہ حدیث: ۲۲۹۵ میں آ رہا ہے۔ ② حضرت مروان بن حکم کا جو

اس دور میں حاکم مدینہ تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایسے ہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ مطلقہ کے لیے ایام عدت میں سکنی شوہر کے ذمے ہے۔ (اور بعض لوگ اب بھی اسی کے قائل ہیں۔) ان حضرات کا استدلال سورہ

مطلقہ تہ کے خراج اور دیگر امور کے احکام و مسائل

طلاق کی آیات سے ہے۔ اس میں ہے: ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ (الطلاق: ۱) ”تم انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ ان خود نکلیں۔“ ایک اور آیت میں ہے: ﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ﴾ (الطلاق: ۶) ”اپنی حیثیت کے مطابق انہیں سکونت مہیا کرو۔“ مگر اس مناقشے میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی بات واضح اور رائج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین طلاق والی کے لیے کوئی نفقہ و سکنی نہیں فرمایا۔ اور چونکہ یہ خود صاحب واقعہ ہیں تو انہی کی بات قابل قبول ہوگی۔ قرآن مجید کی مذکورہ آیات کا مفہوم ان عورتوں کے متعلق ہے جنہیں رجعی طلاق ہوئی ہو۔ ⑤ حضرت مروان نے جو یہ کہا کہ ”ہم ایک عورت سے یہ حدیث سن رہے ہیں“ تو یہ جرح قابل سماع نہیں ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ ”یہ جرح باجماع مسلمین باطل ہے“ کیونکہ کسی بھی عالم سے یہ منقول نہیں کہ کوئی حدیث کسی عورت کی روایت ہونے کی بنا پر مرد و قرار پاتی ہے۔ کتنی ہی مقبول و معمول سنتیں ہیں جن کی راوی صحابیات ہیں اور وہ ان کی روایت میں اکیلی ہیں۔ علم حدیث سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا یہ انکار نہیں کر سکتا۔ اور مسلمانوں میں سے کسی نے بھی کوئی حدیث محض اس بنا پر رد نہیں کی کہ ”ممکن ہے اس کا راوی بھول گیا ہو۔“ اگر یہ نقد قابل اعتنا سمجھا جائے تو احادیث نبویہ میں سے کوئی حدیث بھی مقبول نہ رہے گی، کیونکہ ”بھول سکنے“ سے کون سا انسان مبرا ہے۔ اس طرح تو تمام سنن نبویہ کو سرے سے معطل قرار دینا پڑے گا۔ اور زیر بحث حدیث کی راویہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ان جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے ابتداء ہی میں ہجرت کر لی تھی اور وہ اپنے حفظ و دانش میں مشہور تھیں۔ دجال کے متعلق طویل حدیث ان ہی کی روایت کردہ ہے جو انہوں نے رسول اللہ سے اثنائے خطبہ میں ایک ہی بار سنی اور یاد کر لی تھی۔ اور کس طرح باور کیا جاسکتا ہے کہ طلاق اور نان و نفقہ اور سکنی جیسا مسئلہ جو ان کی زندگی کا اپنا اہم واقعہ تھا وہ بھول گئی ہوں۔ بھول جانے کا اعتراض خود اعتراض کرنے والے پر بھی وارد کیا جاسکتا ہے..... الخ (نبیل الاوطار: ۳۲۱/۶) نیز (زاد المعاد: جلد چہارم [بحث حکمہ ﷺ فی أنه لا نفقة ولا سکنی للمبتوتة])

⑥ اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ ”عورت مطلقہ کے لیے سکنی اور نفقہ ہے“ یہ حدیث قطعاً باطل اور غیر صحیح ہے۔ (زاد المعاد) ⑦ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ”زبان کی تیز“ ہونے کا جو عیب لگایا جاتا ہے۔ (جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے) وہ بھی محل نظر ہے۔ ایک طرف تو نبی ﷺ نفقہ و سکنی کے بارے میں حکم ربانی بتا رہے ہیں مگر اسے زبان پر کنٹرول کرنے کی نصیحت نہیں فرماتے جس کا تعلق اس کے اپنے دین و اخلاق کے ساتھ ساتھ تکمیل عدت میں بھی معاون ہے۔ ذخیرہ احادیث میں اس قسم کی کوئی بات ثابت نہیں۔

(المعجم ۳۸، ۴۰) - باب مَنْ أَنْكَرَ
 باب: ۳۸، ۴۰ - فاطمہ بنت قیس کی روایت
 ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ (التحفة ۴۰)
 کا انکار کرنے والوں کا بیان

مطلقہ بنتہ کے خرچ اور دیگر امور کے احکام و مسائل

۲۲۹۱- ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے ساتھ (کوفہ کی) جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے بیان کیا کہ فاطمہ بنت قیس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو حضرت عمر نے کہا: ”ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ایک عورت کے بیان پر نہیں چھوڑ سکتے، نہ معلوم اس نے یاد بھی رکھا ہے یا نہیں۔“

۲۲۹۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ مَعَ الْأَسْوَدِ فَقَالَ: أَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا كُنَّا لِنَدْعَ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي أَحْفَظَتْ ذَلِكَ أَمْ لَا؟

🌞 فائدہ: اس کی تفصیل مذکورہ بالا فائدہ میں گزر چکی ہے۔

۲۲۹۲- ہشام بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت پر بہت سخت عیب لگایا ہے (انکار کیا ہے) یعنی فاطمہ بنت قیس کی حدیث پر۔ اور کہا کہ فاطمہ بنت قیس ایک خالی مکان میں رہائش پذیر تھی اور اس طرف سے کوئی خطرہ سا بھی تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو (گھر تبدیل کرنے کی) رخصت عنایت فرمائی تھی۔

۲۲۹۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَقَدْ عَابَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَشَدَّ الْعَيْبِ يَعْنِي حَدِيثَ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَقَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذَلِكَ رَخَّصَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۲۹۳- عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ کیا آپ کو فاطمہ کی بات معلوم نہیں ہوئی؟ تو انہوں نے کہا: اس بات کو ذکر کرنے میں اس کے لیے خیر نہیں ہے۔

۲۲۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ قِيلَ لِعَائِشَةَ: أَلَمْ تَرَيِ إِلَى قَوْلِ فَاطِمَةَ: قَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَا خَيْرَ لَهَا فِي ذِكْرِ ذَلِكَ.

۲۲۹۱- تخریج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ۱۴۸۰/۴۶ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

۲۲۹۲- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب هل تخرج المرأة في عدتها، ح: ۲۰۳۲ من حديث عبد الرحمن بن أبي الزناد به، وعلقه البخاري في صحيحه، ح: ۵۳۲۶.

۲۲۹۳- تخریج: أخرجه البخاري، ح: ۵۳۲۵، ۵۳۲۶، ومسلم، ح: ۱۴۸۱ من حديث سفیان الثوري به مطولاً.

۲۲۹۴- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي خُرُوجِ فَاطِمَةَ قَال: بَدَلْتُكِ وَجْهَ سَهْلٍ (زبان کی تیز تھیں) إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنْ سُوءِ الْخُلُقِ.

۲۲۹۴- فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے گھر تبدیل کرنے کے سلسلے میں سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ”یہ اس کی بدخلقی کی وجہ سے تھا۔“ (زبان کی تیز تھیں)

www.KitaboSunnat.com

☀ فائدہ: یہ قول ضعیف ہے۔ اس کی تفصیل گزشتہ باب کے فائدہ میں گزر چکی ہے۔ مکمل بحث زاد المعاد جلد چہارم میں ملاحظہ فرمائی جائے۔ (بحث: حکمہ ﷺ فی انہ لا نفقة ولا مسکنی للمبتوتہ)

۲۲۹۵- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ بِنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَكَمِ الْبُتَّةَ، فَأَنْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، فَقَالَتْ لَهُ: اتَّقِ اللَّهَ وَارْجِدِ الْمَرْأَةَ إِلَى بَيْتِهَا، فَقَالَ مَرْوَانُ: - فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ - إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ غَلَبَنِي. وَقَالَ مَرْوَانُ: - فِي حَدِيثِ الْقَاسِمِ - أَوْ مَا بَلَغَكَ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ كَانَ بِكَ الشَّرُّ فَحَسْبُكَ مَا كَانَ بَيْنَ هَذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

۲۲۹۵- قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے (اپنی بیوی عمرہ) بنت عبد الرحمن بن حکم کو طلاق دے دی طلاق بہتہ (تین طلاقیں) تو عبد الرحمن نے اپنی بیٹی کو (اپنے گھر) منتقل کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان بن حکم کو پیغام بھیجا اور وہ ان دنوں مدینہ کا حاکم تھا کہ اللہ سے ڈرو اور عورت کو اس کے (خاوند کے) گھر لوٹا دو۔ مروان نے کہا: (بالفاظ سلیمان) عبد الرحمن مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ اور (بالفاظ قاسم) مروان نے کہا: کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کا احوال نہیں پہنچا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر آپ فاطمہ کی حدیث بیان نہ کریں تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہو گا۔ (اس کو ایک خاص وجہ سے اجازت دی گئی تھی) مروان نے کہا: اگر آپ ایک شر کو انتقال کی وجہ جواز سمجھتی ہیں تو ان زوجین کے درمیان موجود شر بھی اس کی وجہ جواز ہے۔



۲۲۹۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴۳۳/۷ من حديث أبي داود ب * سفيان الثوري عن عن .

۲۲۹۵- تخریج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب قصة فاطمة بنت قيس ... الخ، ح: ۵۲۲۱، ۵۲۲۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۵۷۹/۲.

مطلقہ بہتہ کے خرچ اور دیگر امور کے احکام و مسائل

۲۲۹۶- میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو سعید بن مسیب کے ہاں پہنچا میں نے کہا: فاطمہ بنت قیس کو طلاق ہوئی تو وہ اپنے گھر سے منتقل ہو گئی تھی تو سعید نے کہا: اس عورت نے لوگوں کو فتنے میں ڈالا ہوا تھا بہت زبان دراز تھی تو اسے ابن مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ کے ہاں رہائش دی گئی۔

۲۲۹۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ: حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَفَعْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقُلْتُ: فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طَلَّقَتْ فَخَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: يَلَاكِ امْرَأَةٌ فَتَنَّتِ النَّاسَ، إِنَّهَا كَانَتْ لَسِنَّةً فَوْضِعَتْ عَلَى يَدَيِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى.

☀ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ گویا اس میں ابن ام مکتوم کے گھر منتقل ہونے کی جو وجہ بیان کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اس کی وجہ وہی ہے جو صحیح احادیث میں بیان ہوئی ہے کہ ابن ام مکتوم بصارت سے محروم تھے تو وہاں اس کے لیے پروے کی پابندی ضروری نہیں تھی۔

باب: ۴۱۳۹- بہتہ طلاق والی دن کو گھر سے نکل سکتی ہے

(المعجم ۳۹، ۴۱) - بَابُ فِي الْمَبْتُوَةِ تَخْرُجُ بِالنَّهَارِ (التحفة ۴۱)

۲۲۹۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاقیں دے دی گئیں تو وہ اپنی کھجوریں کاٹنے کے لیے نکل گئیں تو اسے ایک آدمی ملا جس نے اس کو منع کیا۔ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو یہ بات بتلائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چلی جایا کرو اور اپنی کھجوریں کاٹا کرو تم اس سے صدقہ یا کوئی خیر کا کام ہی کرو گی۔“

۲۲۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: طَلَّقَتْ خَالَتِي ثَلَاثًا فَخَرَجَتْ تَجِدُ نَحْلًا لَهَا، فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَتَنَاهَا، فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا: «اُخْرُجِي فِجْدِي نَحْلًا، لَعَلَّكَ أَنْ تَصَدَّقِي مِنْهُ، أَوْ تَعْلِي خَيْرًا»

☀ فائدہ: مطلقہ عورت اپنے ایام عدت میں کسی لازمی اور مناسب کام کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہے مگر ضروری ہے کہ رات کو اپنے گھر واپس آ جائے۔

۲۲۹۶- تخریج: [ضعیف] السند حسن إلى سعيد بن المسيب، ولكنه لم يذكر من حديثه بهذا، ف قوله مردود .
۲۲۹۷- تخریج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة الباش . . . الخ، ح: ۱۴۸۳ من حديث يحيى ابن سعيد القطان به .

(المعجم ۴۰، ۴۲) - باب نَسَخِ مَتَاعِ
الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا بِمَا فَرَضَ لَهَا مِنَ
الْمِيرَاثِ (التحفة ۴۲)

۲۲۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ،
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ
وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى
الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ۲۴۰] فَنَسَخَ
ذَلِكَ بآيَةِ الْمِيرَاثِ بِمَا فَرَضَ لَهُنَّ مِنَ الرُّبُعِ
وَالثُّمَنِ، وَنَسَخَ أَجَلَ الْحَوْلِ بِأَنْ جَعَلَ
أَجَلُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.



۲۲۹۸- آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ
وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى
الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ﴾ ”اور تم میں سے جو لوگ فوت
ہو جائیں اور اپنے پیچھے اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو
(انہیں چاہیے کہ) اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر
جائیں کہ ایک سال تک انہیں خرچ دینا ہے اور گھر سے
نہیں نکالنا ہے۔“ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ
سے مروی ہے کہ یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہے اور
انہیں چوتھا یا آٹھواں حصہ ملے گا۔ اور ایک سال کی مدت
بھی منسوخ ہے اور اب اس کی مدت (عدت صرف)
چار ماہ دس دن ہے۔

☀ فائدہ: خاوند کی اگر اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے ورنہ چوتھا۔

(المعجم ۴۱، ۴۳) - باب إِحْدَادِ
الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا (التحفة ۴۳)

۲۲۹۹- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ
نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا

باب: ۳۳۴۱- شوہر فوت ہو جائے تو اس کی
عورت کتنے دن سوگ منائے؟

۲۲۹۹- حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا (یہ رسول
اللہ ﷺ کی ربیبہ تھیں) نے یہ درج ذیل تین حدیثیں
بیان کیں۔ (پہلی حدیث): زینب کہتی ہیں کہ میں

۲۲۹۸- تخریج: [استادہ حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نَسَخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا بِمَا فَرَضَ لَهَا مِنَ
الْمِيرَاثِ، ح: ۳۵۷۳ من حديث علي بن الحسين بن واقد به.

۲۲۹۹- تخریج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، ح: (۱۲۸۱، ۱۲۸۲)، ومسلم،
الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة... الخ، ح: ۱۴۸۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):
۵۹۷، ۵۹۶/۲.

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کے ہاں گئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان کی وفات ہو گئی تھی تو انہوں نے خوشبو منگوائی جس میں زردی تھی وہ خلوق تھی یا کوئی اور انہوں نے یہ لونڈی کو لگائی پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے رخساروں پر مل لیا اور کہا: قسم اللہ کی! مجھے خوشبو کی کوئی طلب اور ضرورت نہیں ہے مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے: ”کسی خاتون کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کا اظہار کرے (اور زیب و زینت چھوڑے رہے) سوائے شوہر کے“ (کہ اس کے لیے) چار مہینے اور دس دن ہیں۔“

أَخْبَرَنَاهُ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ. قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ حِينَ تُوْفِي أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ فَدَعَتْ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خُلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ، فَذَهَنْتُ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضِيهَا ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

قَالَتْ زَيْنَبُ: وَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوْفِي أَحْوَهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُجِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

(دوسری حدیث): زینبؓ نے کہا: میں ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس آئی جبکہ ان کا بھائی فوت ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے خوشبو منگوا کر لگائی اور پھر کہا: قسم اللہ کی! مجھے خوشبو کی کوئی طلب اور ضرورت نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ منبر پر کھڑے فرما رہے تھے: ”کسی عورت کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے لایہ کہ شوہر ہو تو اس کے لیے (سوگ کے) چار ماہ دس دن ہیں۔“

قَالَتْ زَيْنَبُ: وَسَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوْفِي زَوْجَهَا عَنْهَا، وَقَدْ اسْتَكْتُتْ عَيْنُهَا فَتَكْحَلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا»،

(تیسری حدیث): زینبؓ نے کہا: میں نے اپنی والدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کو سنا بیان کرتی تھی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اب اس کی آنکھ خراب ہے کیا ہم اس کو سرمہ لگا

بیوہ کے سوگ کے احکام و مسائل

دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اس نے یہ دو یا تین مرتبہ پوچھا۔ آپ نے ہر بار فرمایا: ”نہیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو صرف چار ماہ دس دن ہیں جب کہ جاہلیت میں عورت ایک سال گزرنے کے بعد بیٹگی پھینکا کرتی تھی۔“

حمید نے کہا: میں نے زینب رضی اللہ عنہا سے پوچھا: بیٹگی پھینکنے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک چھوٹے سے گھر وندے میں رہتی، بہت ہی خراب کپڑے پہنتی اور خوشبو تو کیا کسی چیز کو بھی ہاتھ نہ لگاتی تھی (طہارت کے لیے) حتیٰ کہ اس کیفیت میں سال گزر جاتا، پھر کوئی جانور لایا جاتا گدھا، بکری یا کوئی اور پرندہ تو وہ اسے اپنی شرمگاہ کے ساتھ مس کرتی اور پھر اکثر ایسے ہوتا کہ وہ جس چیز کو بھی شرمگاہ کے ساتھ مس کرتی تو وہ مر جاتی۔ پھر وہ باہر نکلتی اور اسے بیٹگی دی جاتی تو وہ اسے پھینکتی تھی۔ اس کے بعد جو وہ چاہتی خوشبو وغیرہ استعمال کرتی۔

ابوداؤد نے کہا کہ ”حِفْش“ کا معنی گھر وندہ ہے۔

فائدہ: ① [احداد] کے لغوی معنی ہیں ”زینت چھوڑ دینا۔“ اسی کو سوگ منانا کہا جاتا ہے۔ ② جاہل لوگ اپنے کفر و شرک کی ریتوں پر سختی سے عمل کرتے ہیں لہذا مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی شریعت کی رضا و رغبت سے پابندی کریں۔

باب: ۴۲، ۴۴۔ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، تو وہ اپنے ایام عدت گزارنے کے لیے دوسرے گھر میں منتقل ہو یا نہ؟

(المعجم ۴۲، ۴۴) - بَابُ: فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا تُنْقَلُ (التحفة ۴۴)

۲۳۰۰- حضرت فریجہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا

۲۳۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۲۳۰۰- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ما جاء أين تعد المتوفى عنها زوجها، ۴۴



الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ
ابْنِ كَعْبٍ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ
كَعْبٍ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ الْفَرِيعَةَ بِنْتَ مَالِكِ
ابْنِ سِنَانٍ وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ
أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ،
فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أُعْبِدٍ لَهُ أَبْقُوا
حَتَّى إِذَا كَانُوا بِطَرْفِ الْقُدُومِ لِحَقِّهِمْ
فَقَتَلُوهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَرْجِعَ
إِلَى أَهْلِي فَإِنِّي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنٍ
يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ. قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «نَعَمْ». قَالَتْ: فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا
كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِي
أَوْ أَمَرَنِي فُدِعِيْتُ لَهُ، فَقَالَ: «كَيْفَ
قُلْتَ؟» فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ
مِنْ شَأْنِ زَوْجِي، قَالَتْ: فَقَالَ: «امْكُنِّي
فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ».
قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
وَعَشْرًا. قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ
عَفَّانٍ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ
فَأَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ وَقَضَى بِهِ.

سے مروی ہے اور یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن
ہیں، بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہوئی کہ آپ سے اجازت لے کر اپنے
خاندان بنی خدرہ میں چلی جاؤں کیونکہ میرا شوہر اپنے
ان غلاموں کی تلاش میں گیا تھا جو بھاگ گئے تھے۔ وہ
مقام قدم کے اطراف میں تھے کہ میرے شوہر نے ان
کو جالیا مگر انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا چنانچہ میں رسول
اللہ ﷺ سے اجازت لینے کے لیے آئی تھی کہ مجھے اپنے
اہل میں لوٹ جانے کی اجازت دیں۔ کیونکہ اس نے
مجھے اپنے مملوکہ مکان میں نہیں چھوڑا تھا اور نہ کوئی خرچ
ہی بچا گیا تھا۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سن
کر (پہلے تو) اجازت دے دی۔ پس میں آپ کے پاس
سے نکلی حتیٰ کہ جب میں حجرے یا مسجد نبوی میں تھی آپ
نے مجھے بلایا یا بلوایا اور فرمایا: ”تو نے کیسے کہا ہے؟“ تو
میں نے اپنا قصہ یعنی شوہر کا واقعہ دوبارہ دہرایا تو آپ
نے فرمایا: ”اپنے (شوہر کے) مکان میں اقامت رکھ،
حتیٰ کہ کتاب اللہ کی (بیان کی ہوئی) مدت پوری ہو
جائے۔“ کہتی ہیں: پھر میں نے اسی مکان میں اپنی
عدت پوری کی یعنی چار ماہ دس دن۔ بیان کرتی ہیں کہ
جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو
انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھ سے اس مسئلہ کی
تفصیل دریافت کی اور میں نے انہیں (تفصیل سے)
خبر دی۔ چنانچہ انہوں نے اسی پر عمل کیا اور اسی کے
مطابق فیصلہ کیا۔

ح: ۱۲۰۴ من حدیث مالک بہ، وقال: "حسن صحيح" وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۵۹۱، وصححه الحاكم:

۲/ ۲۰۸، ووافقه الذهبي، ورواه النسائي ح: ۳۵۶۲، وابن ماجه، ح: ۲۰۳۱.

بیوہ کے سوگ کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: واجب ہے کہ عورت اپنی عدت اسی مکان میں گزارے جہاں شوہر کی وفات ہوئی ہو الا یہ کہ کوئی انتہائی اضطراری صورت مانع ہو مثلاً اس مکان میں رہنا ممکن نہ ہو۔

(المعجم ۴۳، ۴۵) - باب مَنْ رَأَى
التَّحَوُّلَ (التحفة ۴۵)

باب: ۳۳، ۳۵- ان حضرات کی دلیل جو
عورت کے منتقل ہونے کو جائز سمجھتے ہیں

۲۳۰۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ:
حَدَّثَنَا شَيْبَلٌ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ: قَالَ
عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعَتَّدُ حَيْثُ شَاءَتْ وَهُوَ
قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾
[البقرة: ۲۴۰] قَالَ عَطَاءٌ: إِنْ شَاءَتْ
اغتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا،
وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ:
﴿فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُم فِي مَا
فَعَلْنَ﴾ [البقرة: ۲۴۰] قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ
الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى تَعَتَّدُ حَيْثُ شَاءَتْ.

۲۳۰۱- جناب عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”آیت کریمہ ﴿غَيْرَ
إِخْرَاجٍ﴾ نے عورت کیلئے شوہر کے اہل میں عدت گزارنے
کو منسوخ کر دیا ہے۔ سو جہاں چاہے عدت گزارے۔“
عطاء نے (اس قول کی وضاحت میں) کہا: چاہے تو
شوہر کے اہل میں عدت گزارے جیسے کہ اس کے لیے
وصیت ہے اور چاہے تو وہاں سے رخصت ہو جائے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ عطاء کہتے ہیں کہ پھر
آیت میراث نازل ہوئی پس وہ سکنی منسوخ ہو گیا تو
جہاں چاہے عدت گزارے۔



☀️ فائدہ: خاوند کی وفات پر عورت کے لیے عدت کا مسئلہ سورہ بقرہ کی دو آیات میں ذکر ہوا ہے۔ پہلی آیت: ۲۳۳
میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ ”اور جو
لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں تو چاہیے کہ وہ عورتیں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک
روکے رکھیں۔“ اور اس کے بعد آیت: ۲۳۰ میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً
لَا أَزْوَاجَهُمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ ”فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ
مِنْ مَعْرُوفٍ“ ”اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں تو ان پر ہے کہ اپنی بیویوں کے
لیے وصیت کر جائیں کہ انہیں ایک سال تک خرچ دینا ہے اور گھر سے نکالنا بھی نہیں اگر وہ از خود نکل جائیں اور اپنے

۲۳۰۱- تخریج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ الخ، ح: ۵۳۴۴ و
ح: ۴۵۳۱ من حديث شبل به.

بیوہ کے سوگ کے احکام و مسائل

۱۰- کتاب الطلاق

حق میں جو بھلی بات کریں تو اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔“ ان دونوں آیات کی تفسیر میں اصحاب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ ایک سال تک نفقہ و سکنی کا حکم پہلے کا ہے۔ پھر اسے منسوخ کر کے چار ماہ دس دن کر دیا گیا۔ لیکن مجاہد اور عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ چار ماہ دس دن عدت کا حکم شروع ہی سے تھا۔ اسے منسوخ کر کے ایک سال تک بڑھا دیا گیا۔ اب عورت پر لازم نہیں ہے کہ شوہر کے اہل میں عدت گزارے جیسے کہ ﴿فَإِنْ خَرَجْتَ﴾ سے معلوم ہو رہا ہے۔ ایسے ہی شوہر کے وارثوں پر جو پابندی تھی کہ ایک سال تک خرچ دیں اور سکنی بھی، تو وراثت کے احکام نازل ہونے پر یہ بھی منسوخ ہے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے یہ باب ذکر کر کے ان حضرات کا موقف بیان کیا ہے۔ مگر یہ موقف گزشتہ حدیث فریجہ بنت مالک کی روشنی میں راجح نہیں ہے الا یہ کہ یہ سمجھا جائے کہ چار ماہ دس دن کی عدت اور ان دنوں میں شوہر کے اہل میں رہنا واجب ہے۔ بعد ازاں سات ماہ میں دن میں عورت کو منتقل ہو جانے کی رخصت ہے۔ درج ذیل حدیث اسی تفصیل کی روشنی میں پڑھی جائے۔ (مسئلہ کی پوری توضیح کے لیے دیکھیے: زاد المعاد، حکمہ رحمہ اللہ باعتبار المتوفی عنہا فی منزلہا، و نیل الأوطار، باب: این تعتد المتوفی عنہا، و تفسیر ابن کثیر، سورة البقرة: ۲۴۰)

باب: ۳۶۴۳- عدت والی اپنے ایام عدت میں کن امور سے اجتناب کرے

(المعجم ۴۴، ۴۶) - بَابُ: فِيمَا تَجْتَنِبُ الْمُعْتَدَةُ فِي عِدَّتِهَا (التحفة ۴۶)

۲۳۰۲- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت کسی (میت) پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، سوائے شوہر کے۔ اس کے لیے چار ماہ دس دن سوگ کرے، کوئی رنگین کپڑا نہ پہنے مگر وہ کپڑا جس کی بنا کی ہی رنگین دھاگوں سے ہو (یعنی دھاری دار چادر وغیرہ) نہ سرمہ لگائے نہ خوشبو استعمال کرے مگر حیض سے طہارت کے وقت معمولی قسط یا اظفار کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔“

۲۳۰۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ الْفُهْستَانِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ بَكْرِ السَّهْمِيِّ، عَنْ هِشَامٍ - وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ الْجَرَّاحِ - ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تُحِدُّ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَضْبُوعًا إِلَّا

۲۳۰۲- تخریج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: تلبس الحادة ثياب العصب، ح: ۵۳۴۳، ۵۳۴۲، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة... الخ، ح: ۹۳۸/۶۶ بعد حديث: ۱۴۹۱ من حديث هشام بن حسان به.

۱۳- کتاب الطلاق

بیوہ کے سوگ کے احکام و مسائل

ثَوْبَ عَصَبٍ وَلَا تَكْتَحِلْ وَلَا تَمَسُّ طَبِيًّا
إِلَّا أَدْنَى طَهْرَتِهَا إِذَا طَهَّرَتْ مِنْ مَحِيضِهَا
بِنُدَّةٍ مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ.

قال يَعْقُوبُ: مَكَانَ عَصَبٍ: إِلَّا
مَغْسُولًا. وَزَادَ يَعْقُوبُ: «وَلَا تَخْتَضِبُ».
يعقوب نے [عَصَب] کی بجائے [مَغْسُولًا] کا
لفظ استعمال کیا اور [وَلَا تَخْتَضِبُ] کا اضافہ بھی کیا۔
(مہندی نہ لگائے۔)

☀️ فائدہ: عورت خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ چھوٹی ہو یا بڑی شوہر کی وفات پر اس کے لیے واجب ہے کہ چار ماہ دس
دن تک مذکورہ امور کی پابندی کرے اور ہر طرح سے سادگی اپنائے۔

۲۳۰۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
وَمَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمُسَمْعِيُّ قَالَا:
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ
حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا
الْحَدِيثِ، وَلَيْسَ فِي تَمَامِ حَدِيثِهِمَا. قَالَ
الْمُسَمْعِيُّ: قَالَ يَزِيدُ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فِيهِ
«وَلَا تَخْتَضِبُ». وَزَادَ فِيهِ هَارُونُ: «وَلَا
تَلْبَسُ ثَوْبًا مَضْبُوعًا إِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ».

۲۳۰۳- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے یہی
(مذکورہ بالا) حدیث بیان کرتی ہیں مگر یہ روایت پوری
طرح مذکورہ بالا رواۃ کی روایت کی مانند نہیں ہے
(ابراہیم بن طہمان اور عبداللہ سہمی کی روایت کی طرح)
مسمعی نے کہا: یزید نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ اس
میں [وَلَا تَخْتَضِبُ] بھی ہے (مہندی نہ لگائے۔)
جبکہ ہارون نے اضافہ کیا کہ ”رنگین کپڑا نہ پہنے الا یہ کہ
اس کی بنائی ہی رنگین دھاگوں سے ہو۔“ (جیسے کہ یمنی
دھاری دار چادریں ہوتی تھیں۔)



۲۳۰۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ
ابْنُ طَهْمَانَ: حَدَّثَنِي بُدَيْلُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ
مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

۲۳۰۴- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کا شوہر فوت ہو
جائے وہ عصفر (زعفران) یا گیورنگ کے کپڑے
نہ پہنے۔ نہ زیور استعمال کرے نہ مہندی لگائے اور

۲۳۰۳- تخریج: متفق علیہ، انظر الحديث السابق: ۲۳۰۲.

۲۳۰۴- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب ما تجتنب الحادة من الثياب المصبغة،
ح: ۳۵۶۵ من حديث يحيى بن أبي بكير به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۲۸، وحسنه ابن الملقن في تحفة
المحتاج، ح: ۱۵۰۴.

زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَرْمَةٌ»
 «الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعْصَفَرُ
 مِنَ الثِّيَابِ، وَلَا الْمُمَشَّقَةُ، وَلَا الْحُلِيِّ
 وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ».

🌞 فائدہ: یہ امور زینت کا حصہ ہیں اس لیے ایام عدت میں ان سے بچنا واجب ہے۔

۲۳۰۵- ام حکیم بنت اسید اپنی والدہ سے روایت کرتی ہے کہ اس کا شوہر فوت ہو گیا اور اس کی آنکھیں خراب رہتی تھیں اور اس نے (چلاء) سرمہ استعمال کرنا چاہا۔ احمد بن صالح نے کہا: صحیح روایت [كُحِلَ الْجَلَاءُ] ہے۔ تو اس نے اپنی خادمہ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور [كُحِلَ الْجَلَاءُ] ”روشنی دینے والا سرمہ“ استعمال کرنے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: استعمال نہ کرے (الایہ کہ انتہائی مجبوری ہو تو رات کو استعمال کرے اور دن میں صاف کر دے۔ یہ خبر بتاتے ہوئے پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو سلمہ کی وفات کے موقع پر رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے اپنی آنکھ پر ایلو الگا رکھا تھا۔ آپ نے کہا: ”ام سلمہ! یہ کیا ہے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ایلو ہے اور اس میں کوئی خوشبو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بے شک یہ چہرے کو مزین کر دیتا ہے“ لہذا صرف رات کو استعمال کرو اور دن میں اسے صاف کر دیا کرو۔ اور کسی خوشبو والی چیز کے ساتھ اور مہندی کے ساتھ لگائی نہ کرو (سرنہ

۲۳۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ الصُّحَّاحِ يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ أَسِيدٍ عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ زَوْجَهَا تُوُفِّيَ، وَكَانَتْ تَشْتَكِي عَيْنَيْهَا فَتَكْتَحِلُ بِالْجَلَاءِ - قَالَ أَحْمَدُ: الصَّوَابُ بِكُحْلِ الْجَلَاءِ - فَأَرْسَلَتْ مَوْلَاةً لَهَا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا عَنْ كُحْلِ الْجَلَاءِ؟ فَقَالَتْ: لَا تَكْتَحِلِي بِهِ إِلَّا مِنْ أَمْرِ لَا بُدَّ مِنْهُ يَسْتَدُّ عَلَيْكَ، فَتَكْتَحِلِينَ بِاللَّيْلِ وَتَمْسَحِينَ بِالنَّهَارِ ثُمَّ قَالَتْ عِنْدَ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَى عَيْنِي صَبْرًا فَقَالَ: «مَا هَذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ؟» فَقُلْتُ: إِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ فِيهِ طِيبٌ. قَالَ: «إِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ وَتَنْزِعِيهِ بِالنَّهَارِ، وَلَا

۲۳۰۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الرخصة للحادة أن تمتشط بالسدر، ح: ۳۵۶۷ من حديث عبد الله بن وهب به، ورواه مالك في الموطأ: ۲/ ۶۰۰، ح: ۱۳۱۱ بلاغاً بتحقيق * مغيرة بن الصحاح مستور، وأم حكيم بنت أسيد لا يعرف حالها (تقريب).

۱۳- کتاب الطلاق

تَمْتَشِطِي بِالطَّيْبِ وَلَا بِالْحِنَاءِ فَإِنَّهُ خِضَابٌ». قَالَتْ: قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَمْتَشِطُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «بِالسَّدْرِ تَغْلِفِينَ بِهِ رَأْسَكَ».

(المعجم ۴۵، ۴۷) - بَابُ: فِي عِدَّةِ

الْحَامِلِ (التحفة ۴۷)

۲۳۰۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيثِهَا، وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ اسْتَفْتَتْهُ؟، فَكَتَبَ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ، أَنَّ سُبَيْعَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ ابْنِ حَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَهُوَ مِنْ شَهَدِ بَدْرًا، فَتُوَفِّيَ عَنْهَا فِي حَاجَةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَحَمَّلَتْ لِلْخَطَإِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعَكْكَ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - فَقَالَ لَهَا: مَا لِي أَرَاكِ مُتَحَمِّلَةً،



حاملہ کی عدت کے احکام و مسائل

(دھو) کیونکہ یہ خضاب ہے۔“ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! تو پھر کس چیز سے میں کنگھی کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”بیری (کے پتوں) سے“ اسے اپنے سر پر چڑھ لیا کرو (بعد میں دھوؤ الا کرو۔“)

باب: ۴۵، ۴۷- حاملہ کی عدت کے

احکام و مسائل

۲۳۰۶- عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ اس کے والد نے عمر بن عبد اللہ بن ارقم زہری کو خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ سُبَیْعَہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جائے اور اس سے اس کا قصہ دریافت کرے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا فرمایا تھا جب اس نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تھا؟ چنانچہ عمر بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عتبہ کو لکھ بھیجا کہ سُبَیْعَہ نے بتایا کہ وہ سعد بن حولہ کی زوجیت میں تھی جو کہ قبیلہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہوئی تھی اور ان دنوں وہ حمل سے تھی۔ ان کی وفات کے بعد چند ہی روز گزرے تھے کہ بچے کی ولادت ہو گئی۔ جب ایام نفاس سے پاک ہوئی تو نکاح کا پیغام لانے والوں کے لیے انہوں نے زیب و زینت شروع کر دی۔ چنانچہ بنو عبد الدار کا ایک شخص ابوسناہل بن بعلک اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: کیا وجہ ہے تو نے زیب و زینت کر رکھی ہے شاید تو نکاح کرنا چاہتی ہے؟ اللہ کی قسم! تو اس وقت تک نکاح

۲۳۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها وغيرها بوضع الحمل، ح: ۱۴۸۴ من حديث ابن وهب، والبخاري، المغازي، باب: ۱۰، ح: ۳۹۹۱ من حديث يونس بن يزيد به.

حاملہ کی عدت کے احکام و مسائل

نہیں کر سکتی جب تک چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔
سبیحہ نے کہا: جب اس نے مجھے یہ کہا تو شام کو میں نے
اپنے کپڑے لپیٹے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہو گئی اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا۔
آپ نے مجھ سے فرمایا: ”جب ولادت ہو گئی ہے تو تو
حلال ہے۔“ اور آپ نے مجھ سے فرمایا: ”اگر میں
چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔“

لَعَلَّكَ تَرْتَجِبِينَ النِّكَاحَ؟ إِنَّكَ وَاللَّهِ! مَا أَنْتِ
بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا
قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ
عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَقْتَنَانِي بِأَنْ قَدْ
حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَأَمَرَنِي
بِالتَّزْوِيجِ إِنْ بَدَأَ لِي.

ابن شہاب زہری کہتے ہیں: ”وضع حمل کے بعد میں
ایسی عورت کے نکاح میں کوئی حرج نہیں سمجھتا ہوں خواہ
خون کے ایام ہی ہوں! الا یہ کہ شوہر طہارت سے پہلے اس
کے قریب نہ ہو۔“

قال ابنُ شِهَابٍ: وَلَا أَرَى بَأْسًا أَنْ
تَتَزَوَّجَ حِينَ وَضَعْتَ وَإِنْ كَانَتْ فِي
دَمِهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَقْرُبُهَا زَوْجُهَا حَتَّى
تُظْهَرَ.

۲۳۰۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ؛
ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ - قَالَ
عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا وَقَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا -
أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ،
عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَنْ شَاءَ
لَا عَثَّةَ لَأَنْزِلَتْ سُورَةُ النَّسَاءِ الْفُضْرَى بَعْدَ
الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ وَعَشْرًا.

۲۳۰۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
کہ جو چاہے میں اس سے مباہلہ کر سکتا ہوں کہ چھوٹی
سورۃ نساء (سورۃ طلاق) چار ماہ دس دن (کے سابقہ
حکم) کے بعد ہی نازل ہوئی تھی۔ (یہ حکم سورۃ بقرہ کی
آیت ۲۳۳ میں وارد ہوا ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① سورۃ الطلاق میں ہے کہ ﴿وَأُولَٰئِ الْأَحْمَالُ أَحْلَهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾
(الطلاق: ۴) ”اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وضع حمل ہو جائے۔“ اور اس سورت کو ”سورۃ النساء القصر“
(چھوٹی سورۃ نساء) اس لیے کہا کہ جہاں معروف بڑی سورۃ نساء میں عورتوں کے احکام و مسائل بیان ہوئے ہیں
وہاں اس سورت میں بھی انہی کے مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ ② حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول معروف فقہی اصول کی

۲۳۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها... الخ،
ح: ۲۰۳۰ من حديث أبي معاوية الضرير به * الأعمش مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث
البخاري، ح: ۴۵۳۲، يعني عنه.

ام ولد مطلقہ نکلاش کا پہلے خاوند سے نکاح اور نانا سے متعلق احکام و مسائل

اساس ہے کہ کسی مسئلے میں جہاں کہیں دو ہدایات وارد ہوں ان میں سے قابل عمل وہی ہوتی ہے جو بعد میں نازل ہوئی ہو۔ ⑤ سورہ بقرہ کی آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ (البقرہ: ۲۳۳) اور سورۃ الطلاق کی آیت میں تعارض نہیں ہے بلکہ چار ماہ دس دن کی عدت ایسی عورتوں کے لیے ہے جو حمل سے نہ ہوں۔ اور اگر حمل ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

(المعجم ۴۶، ۴۸) - **بَابُ: فِي عِدَّةِ أُمِّ** باب: ۴۶، ۴۸ - اُم وَلَدِ كِي عِدَّتِ كَا بِيَانِ
(الْوَلَدِ) (التحفة ۴۸)

۲۳۰۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مَطَرٍ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ ابْنِ ذُوَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَا تَلْبَسُوا عَلَيْنَا سُنَّتَهُ - قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: سُنَّةَ نَبِيِّنَا - ﷺ، عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا يَعْنِي أُمُّ الْوَلَدِ.

۲۳۰۸- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم پر آپ ﷺ کی سنت کو خلط ملط مت کرو۔ ابن ثنی نے کہا: ہمارے نبی ﷺ کی سنت کو..... جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ یعنی ام ولد (ان کی مراد یہ تھی کہ عورت خواہ آزاد ہو یا ام ولد سب کے لیے حکم ایک ہی ہے۔)

☀ فائدہ: ① وہ لوٹدی جس سے اس کے مالک کی اولاد بھی ہو 'ام ولد' کہلاتی ہے۔ ② ام ولد جس کا آقا فوت ہو جائے اس کی عدت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کی عدت تین حیض اور بعض کے نزدیک ایک حیض ہے۔ لیکن جن کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے ان کے نزدیک اس کی عدت بھی ۴ مہینے ۱۰ دن ہی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۷، ۴۹) - **بَابُ الْمُبْتَوَةِ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ** باب: ۴۷، ۴۹ - تین طلاق والی سے اس کا پہلا خاوند دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرے
(التحفة ۴۹)

۲۳۰۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو

۲۳۰۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب عدة أم الولد، ح: ۲۰۸۳ من حديث سعيد بن أبي عروبة به وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۳۳، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۲۰۹، ووافقه الذهبي، وقال الدارقطني: "هو مرسل، لأن قبيصة لم يسمع من عمرو" ۴/ ۳۱۰.

۲۳۰۹- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الطلاق للتي تنكح زوجها ثم لا يدخل بها ۴۰

ام ولد، مطلقہ نکاح کا پہلے خاوند سے نکاح اور زنا سے متعلق احکام و مسائل

مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ يَعْنِي ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يُوَاقِعَهَا، أَتَحِلُّ لَزَوْجِهَا الْأَوَّلِ؟ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَحِلُّ لِلأَوَّلِ حَتَّى تَذُوقَ عُسَيْلَةَ الْآخِرِ وَتَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا».

ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی یعنی تین طلاقیں۔ پھر اس عورت نے کسی اور شخص سے نکاح کر لیا، وہ اس پر داخل ہوا مگر مباشرت سے قبل ہی اس کو طلاق دے دی، تو کیا یہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہے؟ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ عورت پہلے کے لیے حلال نہیں حتیٰ کہ (عورت) کسی دوسرے (مرد) کی مٹھاس چکھ لے اور وہ مرد اس (عورت) کی مٹھاس چکھ لے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① سورہ بقرہ میں آیت: ۲۲۸ اور مابعد میں طلاق کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ آیت: ۲۳۰ میں ہے کہ ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ﴾ ”پھر اگر (تیسری بار) طلاق دی تو اب اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک کہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کر لے“ پھر اگر وہ طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ پھر باہم مل جائیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم رکھیں گے۔“ ② یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ اس لیے کہ اس میں بیان کردہ بات صحیح روایات میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ محض نکاح کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ دوسرے خاوند سے اس کا زین و شوہر والا تعلق قائم ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر اس تعلق زوجیت کے بغیر ہی دوسرا خاوند طلاق دے دے گا تو یہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ چند روز کے لیے اس نیت سے نکاح کرتے ہیں تاکہ وہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے تو یہ مشروط نکاح نکاح نہیں بلکہ بدکاری ہے۔ بنا بریں حلالہ کے نام سے محض رسمی عقد کر لینا اور اسی طرح عارضی طور پر عورت کو کسی مرد کے حوالے کر دینا تاکہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے حرام ہے۔ ایسا نکاح صحیح ہے نہ رجوع۔ اس غرض سے نکاح کرنے والے کے لیے ایک بہت بری مثال دی گئی ہے کہ ایسا تو گویا [الْتَيْسُ الْمُسْتَعَار] ”مانگے کا سانپ“ ہے۔ (سنن ابن ماجہ، النکاح، حدیث: ۱۹۳۶)

(المعجم ۴۸، ۵۰) - بَابُ: فِي تَعْظِيمِ الزَّانَا (التحفة ۵۰)

باب: ۵۰، ۴۸- زنا کی برائی کا بیان

۴۴ ح: ۳۴۳۶ من حدیث أبي معاوية الضرب به، وللحديث شواهد كثيرة * الأعمش وإبراهيم مدلسان وعنعنا، وحديث البخاري، ح: ۵۲۶۱، ومسلم، ح: ۱۴۳۳ يغني عنه.

ام ولد مطلقہ سہما شکا پہلے خاوند سے نکاح اور ناسے متعلق احکام و مسائل

۲۳۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ کے ساتھ اس کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔“ کہتے ہیں: میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اپنے بچے کو اس ڈر سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ لپک کر کھائے گا۔“ کہتے ہیں: (میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرے۔“ کہتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے نبی ﷺ کے فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ (رحمن کے بندے وہی ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے اور نہ اللہ کی حرام کردہ کسی جان کو قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔“

۲۳۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ». قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةً أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ». قَالَ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: «أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ». قَالَ: وَأَنْزَلَ تَصْدِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ الآية [الفرقان: ۶۸].



☀️ فوائد و مسائل: ① سورة الاسراء میں ہے: ﴿وَلَا تَقْرُبُوا الزَّانِيَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲) ”زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بلاشبہ یہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت برا راستہ ہے۔“ ② لفظ ”زُزَانِي“ میں ساز باز اور رضامندی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جب رضامندی سے اس عمل کی برائی اور بے حیائی ثابت ہے تو جبر و اکراہ سے یہ کام اور بھی زیادہ بدترین ہوگا۔ شادی شدہ کے لیے اس کی حد زجر (سنگساری) اور غیر شادی شدہ کے لیے سوڑے اور ایک سال کے لیے دیس نکالا (جلا وطن) ہے۔

۲۳۱۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ۲۳۱۱- حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ

۲۳۱۰- تخریج: أخرجه البخاري، الأدب، باب قتل الولد خشية أن يأكل معه، ح: ۶۰۰۱ عن محمد بن كثير، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب وبيان أعظمها بعده، ح: ۱۶۱/۸۶ عن حديث منصور به. ۲۳۱۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱۳۶۵ من حديث حجاج بن محمد به.

ام ولد مطلقہ نکلا شکار پہلے خاوند سے نکاح اور زنا سے متعلق احکام و مسائل

مُسَکَہ ایک انصاری کی لونڈی تھی وہ آئی اور کہا: میرا مالک مجھے بدکاری کے لیے مجبور کرتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہ آیت اتری: ﴿وَلَا تُکْرِهُوا فَتَیَاتُکُمْ عَلَی الْبِغَاءِ﴾ ”اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری کے لیے مجبور مت کرو۔“

حَجَّاجٌ ، عَنْ ابْنِ جُرَیجٍ قَالَ : وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ : جَاءَتْ مُسَکَہُ لِبَعْضِ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ : إِنْ سَيِّدِي يُكْرِهُنِي عَلَی الْبِغَاءِ ، فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ : ﴿وَلَا تُکْرِهُوا فَتَیَاتُکُمْ عَلَی الْبِغَاءِ﴾ .

۲۳۱۲- معتمر اپنے والد (سلیمان تیمی) سے بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ: ﴿وَمَنْ يُکْرِهَنَّ فَإِنْ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِمْ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ کی تفسیر میں سعید بن ابی الحسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ”مجبور کردہ لونڈیوں کے لیے غفور رحیم ہے۔“

۲۳۱۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ : حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ : ﴿وَمَنْ يُکْرِهَنَّ فَإِنْ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِمْ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [النور: ۳۳] قَالَ : قَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ : غَفُورٌ : لَهُنَّ ، الْمُكْرَاهَاتِ .

🌞 فائدہ: یہ ایک تابعی کا قول ہے۔ عبد اللہ بن ابی رئیس المناقبین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام مُسَکَہ تھا۔ وہ ان سے بدکاری کرا کے آمدنی حاصل کرتا تھا۔ ان لونڈیوں نے اسلام قبول کر لیا تو اس عمل شنیع سے انکار کرنے لگیں مگر وہ ان پر جبر کرتا تھا۔ تو اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی زنا ویسے ہی انتہائی قبیح اور بے حیائی کا کام ہے تو اس کام کے لیے کسی کو مجبور کرنا اور بھی برا ہے۔ البتہ جس پر زبردستی کی گئی ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے مگر جبر کرنے والا اپنے آپ کو کیسے بچا سکے گا؟





روزوں کی اہمیت و فضیلت اور احکام و مسائل

صوم یا صیام (مصدر) کے لغوی معنی امساک، یعنی کسی چیز سے رکنے کے ہیں۔ اور شرعی اصطلاح میں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام مفطرات (روزہ توڑنے والی چیزوں، مثلاً کھانا، پینا اور بیوی سے مباشرت کرنا) سے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک رکا رہتا ہے، یہ ساری چیزیں اگرچہ حلال ہیں، لیکن روزے کی حالت میں یہ چیزیں ممنوع ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم پر فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک ان تمام چیزوں سے بچ کر رہنے کا نام روزہ ہے۔

مفصل: روزہ رکھنے کا مقصد حصول تقویٰ ہے جیسا کہ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ ”تا کہ تم متقی بن جاؤ۔“ سے ثابت ہوتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ہمیشہ تیار رہنے اور منہیات سے باز رہنے کی یہ ایک عملی تربیت ہے۔

(فہمبت و فرضیبت: روزہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ”اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض قرار دیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا۔“ حدیث میں ہے: ”اسلام کی بنیادیں پانچ ہیں: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔“ (صحیح البخاری، حدیث: ۸، و صحیح مسلم، حدیث: ۱۶) سورہ بقرہ میں آیت: ۱۸۳ سے ۱۸۷ تک روزوں کی فرضیت اور دیگر مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ رمضان المبارک کے روزوں کی بابت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے، ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“ (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۹۰۱) ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں جمعہ دوسرے جمعے تک اور رمضان دوسرے رمضان تک ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوں، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔“ (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں آتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۸۹۹، و بدء الخلق، حدیث: ۳۲۷۷) روزے کے اجر کی بابت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے ہر عمل کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا کر دیا جاتا ہے لیکن روزے کے اجر و ثواب کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا کیونکہ روزہ دار نے اپنی ساری خواہشات اور کھانا پینا صرف میری خاطر چھوڑا ہے۔ مزید آپ نے فرمایا روزہ دار کے منہ کی بوالہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔“ (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۹۰۳) فرض روزوں کے لیے رات کو طلوع فجر سے قبل روزے کی نیت کرنا ضروری ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”جس نے فجر سے پہلے رات کو روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔“ (سنن ابی داؤد، الصیام، حدیث: ۲۳۵۳) رمضان المبارک میں رات کو ہر مسلمان

۱۴- کتاب الصیام روزوں کی اہمیت و فضیلت اور احکام و مسائل

کی نیت ہوتی ہے کہ اس نے صبح روزہ رکھنا ہے، رات کو تراویح (قیام اللیل) کا اہتمام کرتا ہے اور سحری وغیرہ کا انتظام بھی کرتا ہے اس اعتبار سے نیت تو بہر حال ہوتی ہی ہے کیونکہ نیت کا محل دل ہے نہ کہ زبان۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کے کوئی الفاظ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور یہ جو عام کینڈروں میں الفاظ لکھے ہوتے ہیں: [وَبَصَوْمُ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ] اس کی کوئی سند نہیں ہے بالکل بے اصل ہے۔ یہ دعا معنی اور مفہوم کے اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

روزے کا وقت طلوع فجر سے غروب شمس تک ہے۔ صبح صادق سے پہلے سحری کھالی جائے اور پھر سورج غروب ہونے تک تمام مفطرات سے اجتناب کیا جائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سحری کھانا ضروری نہیں اور وہ رات ہی کو کھاپی کر سو جاتے ہیں یا آدھی رات کو کھا لیتے ہیں یہ دونوں باتیں ہی سنت رسول سے ثابت نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔“ (صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۰۹۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب سحری نہیں کھاتے اور مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں۔ اس لیے سحری ضرور کھانی چاہیے چاہے ایک دو لقمے ہی کیوں نہ ہوں اس میں برکت بھی ہے اور جسمانی قوت کا ذریعہ بھی اور یہ دونوں چیزیں روزہ نبھانے کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ سحری فجر سے تھوڑی دیر پہلے یعنی بالکل آخری وقت میں کھایا کرتے تھے۔ لہذا ہمیں بھی اس طریق نبوی کو اپنانا چاہیے یقیناً ہمارے لیے اس میں بڑے فائدے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے۔ آمین۔

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے روزے کو ان اقوال و اعمال سے بچائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، کیونکہ روزے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کی جائے، اس کی محرمات کی تعظیم بجالائی جائے، نفس کے خلاف جہاد کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مقابلے میں اس نفس کی خواہش کی مخالفت کی جائے، اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کو حرام قرار دیا ہے ان پر صبر کا نفس کو عادی بنایا جائے کیونکہ روزے سے محض یہ مقصود نہیں ہے کہ کھانا پینا اور دیگر مفطرات کو ترک کر دیا جائے یہی وجہ ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو وہ نہ فحش باتیں کرے اور نہ شور و غوغا کرے، اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔“ (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۹۰۳) اسی طرح آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص جھوٹی بات، اس کے مطابق عمل اور جہالت کو ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے۔ (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۹۰۳) مذکورہ بالا اور دیگر نصوص سے یہ معلوم ہوا کہ روزے دار پر واجب ہے کہ وہ ہر اس چیز سے اجتناب کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب قرار دیا ہے کیونکہ اسی عمل ہی سے مغفرت، جہنم سے آزادی اور صیام و قیام کی قبولیت کی امید کی جاسکے گی۔ (روزہ سے متعلق احکام و مسائل کے لیے دیکھیے کتاب ”رمضان المبارک“ فضائل، فوائد و ثمرات“ از حافظ صلاح الدین یوسف، مطبوعہ دار السلام)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۴) - كِتَابُ الصَّيَامِ (التحفة ۸)

روزوں کے احکام و مسائل

(المعجم ۱) - باب مَبْدَأُ فَرَضِ الصَّيَامِ باب ۱- روزوں کے فرض ہونے کی ابتدا کا بیان (التحفة ۱)

۲۳۱۳- آیت کریمہ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ ”اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔“ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں لوگ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو ان پر کھانا پینا اور بیویاں حرام ہو جاتی تھیں اور وہ اگلی شام تک کے لیے روزہ دار ہو جاتے تھے۔ پھر (ایسے ہوا کہ) ایک آدمی اپنے نفس کی خیانت کر بیٹھا یعنی اس نے اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی جبکہ وہ عشاء کی نماز پڑھ چکا تھا اور (سیر ہو کر) کھانا بھی نہیں کھایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس عمل میں باقی لوگوں کے لیے آسانی، رخصت اور نفع پیدا فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ.....﴾

۲۳۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ شُبُوه: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿يَتَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [البقرة: ۱۸۳] فَكَانَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا صَلَّوْا الْعَتَمَةَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَالنِّسَاءَ وَصَامُوا إِلَى الْقَابِلَةِ، فَاخْتَانَ رَجُلٌ نَفْسَهُ فَجَامَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَلَمْ يَقْطِرْ، فَأَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَ ذَلِكَ يُسْرًا لِمَنْ بَقِيَ وَرُخْصَةً وَمَنْفَعَةً، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: ﴿عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ﴾ [البقرة: ۱۸۷]. وَكَانَ هَذَا مِمَّا نَفَعَ

۲۳۱۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۰۱/۴ من حديث أبي داود به.

۱۴- کتاب الصیام

اللَّهُ بِهِ النَّاسُ وَرَخَّصَ لَهُمْ وَيَسَّرَ.

روزوں کے فرض ہونے کی ابتدا کا بیان

”اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کے ساتھ خیانت کرتے ہو۔“ چنانچہ یہ فرمان اسی سلسلے میں ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا ہے اور ان کیلئے رخصت اور آسانی فرمادی ہے۔



فائدہ: اس حدیث کی رو سے پہلے یہ مسئلہ تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد کھانا پینا اور بیوی سے مباشرت کرنا ممنوع تھا؛ لیکن ایک صحابی سے عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد یہ کوتاہی ہو گئی کہ وہ بیوی کے ساتھ ہم بستری کر بیٹھا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رخصت عنایت فرمادی۔ (مزید تفصیل اگلی حدیث کے فوائد میں دیکھیں۔)

۲۳۱۴- حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں کہ آدمی جب روزہ رکھنا چاہتا اور سو جاتا تو پھر وہ اگلی شام تک کچھ نہ کھا سکتا تھا۔ حضرت صرمہ بن قیس انصاریؓ اپنی زوجہ کے پاس آئے جبکہ انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: نہیں مگر میں جاتی ہوں اور آپ کے لیے کچھ تلاش کر لاتی ہوں۔ وہ چلی گئی اور اس اثنا میں صرمہ کی آنکھ لگ گئی۔ جب وہ آئی (اور ان کو سوتے ہوئے پایا) تو کہنے لگی: افسوس آپ کے خسارے پر! چنانچہ دو پہر نہ ہوئی کہ انہیں غشی آ گئی اور وہ دن کو اپنی زمین میں کام کیا کرتے تھے۔ تو نبی ﷺ کو یہ واقعہ بتایا گیا اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾... آپ نے ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ تک قراءت کی۔ ”روزے کی رات میں تمہارے لیے اپنی بیویوں سے مباشرت حلال کی گئی ہے“ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے

۲۳۱۴- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَصْرِ الْجَهْظِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا صَامَ فَنَامَ لَمْ يَأْكُلْ إِلَى مِثْلِهَا، وَإِنَّ صِرْمَةَ بْنَ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّ أَتَى امْرَأَتَهُ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ: عِنْدَكَ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: لَا لَعَلِّي أَذْهَبُ فَأَطْلُبُ لَكَ شَيْئًا، فَذَهَبَتْ وَعَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ خَبَيْتُ لَكَ، فَلَمْ يَنْتَصِفِ النَّهَارُ حَتَّى غَشِيَ عَلَيْهِ، وَكَانَ يَعْمَلُ يَوْمَهُ فِي أَرْضِهِ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَرَلَّتْ: ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ - قَرَأَ إِلَى قَوْلِهِ - ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾.



۲۳۱۴- تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب قول الله جل ذكره: ﴿أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾، الخ، ح: ۱۹۱۵ من حديث إسرائيل به.

آیت کریمہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ﴾ کے منسوخ ہونے کا بیان
 نفسوں کے ساتھ خیانت کر بیٹھتے ہو، سو اس نے تم پر
 رجوع فرمایا اور تمہیں معاف کر دیا ہے۔ تم اب اپنی
 عورتوں سے مباشرت کر سکتے ہو اور طلب کرو وہ جو اللہ
 نے تمہارے لیے مقدر فرمایا ہے۔ اور کھاؤ پیو حتیٰ کہ فجر
 کے وقت صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے جدا نظر
 آنے لگے۔“

🌞 توضیح و فوائد: ① اس حدیث سے مذکورہ حدیث کے برعکس یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پہلے مسئلہ یہ تھا کہ سو
 جانے کے بعد رات کو کھانا پینا اور بیوی سے ہم بستری کرنا ممنوع تھا۔ شارحین نے ان کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ
 ان دونوں میں سے جو کام بھی ہو جاتا تھا اس کے بعد اگلی رات تک اس کے لیے مذکورہ کام ممنوع ہو جاتے تھے۔ اس
 کے بعد اللہ تعالیٰ نے غروب شمس سے لے کر صبح صادق تک مذکورہ کاموں کی اجازت دے دی جس سے مسلمانوں کو
 بڑی رخصت اور سہولت حاصل ہو گئی۔ ② امام ابو داؤد اس امر کے قائل ہیں کہ رمضان کے روزے براہ راست فرض
 کیے گئے تھے ان سے پہلے عاشورہ وغیرہ کے روزے فرض نہ تھے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲) - باب نَسَخَ قَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ﴾ (التحفة ۲)
 باب: ۲- آیت کریمہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ﴾ کے منسوخ ہونے کا بیان

۲۳۱۵- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
 جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ”اور جو روزہ رکھنے کی
 طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ
 دیں۔“ تو ہم میں سے جو چاہتا روزہ چھوڑ دیتا اور فدیہ
 دینا چاہتا تو فدیہ دے دیا کرتا تھا حتیٰ کہ اس کے بعد والی
 آیت اتری جس نے اس (رخصت) کو منسوخ کر دیا۔

۲۳۱۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
 بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ
 الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى
 سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا
 نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ
 فِدْيَةَ طَعَامٍ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ۱۸۴] كَانَ
 مَنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ فَعَلَّ حَتَّى
 نَزَلَتْ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَتَنَسَّخَتْهَا.

۲۳۱۵- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة البقرة، باب: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾، ح: ۴۵۰۷،
 ومسلم، الصيام، باب بيان نسخ قول الله تعالى: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ فِدْيَةَ﴾، الخ، ح: ۱۱۴۵، كلاهما عن
 قتيبة به.

آیت کریمہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾ کے منسوخ ہونے کا بیان

فائدہ: بعد والی آیت سے مراد ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة: ۱۸۵) ”یعنی جو اس مہینے میں حاضر ہو وہ اس کے روزے رکھے۔“

۲۳۱۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ فَكَانَ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يَفْتَدِيَ بِطَعَامِ مَسْكِينٍ افْتَدَى وَتَمَّ لَهُ صَوْمُهُ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ﴾ ”جو خوشی سے بھلائی کرے (مسکین کو کھانا کھلائے) تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔“ اور فرمایا: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ ”جو شخص اس مہینے میں حاضر ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں ان کی گنتی پوری کرے۔“



باب: ۳- مذکورہ بالا آیت بڑے بوڑھے

اور حاملہ کے حق میں ثابت ہے

۲۳۱۷- عکرمہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آیت کریمہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ حاملہ اور دودھ پلانے والی کے حق میں محکم ہے۔ (منسوخ نہیں ہے۔)

۲۳۱۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

(المعجم ۳) - باب مَنْ قَالَ: هِيَ مُتَّبِعَةٌ

لِلشَّيْخِ وَالْحَبْلَى (التحفة ۳)

۲۳۱۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ عِكْرِمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أُثْبِتَ لِلْحَبْلَى وَالْمُرْضِعِ.

۲۳۱۸- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا

۲۳۱۶- تخریج: [إسناده حسن] انفرادی بہ ابوداؤد.

۲۳۱۷- تخریج: [إسناده صحيح] انفرادی بہ ابوداؤد.

۲۳۱۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۳۰/۴ من حديث أبي داود به * قتادة عن.

آیت کریمہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾ کے منسوخ ہونے کا بیان

ابنُ اَبی عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ [عَزْرَةَ]، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ قَالَ: كَانَتْ رُخْصَةً لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْمَرْأَةِ الْكَبِيرَةِ وَهُمَا يُطِيقَانِ الصَّيَامَ أَنْ يُفْطِرَا وَيُطْعِمَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا وَالْحُبْلَى وَالْمُرْضِعَ إِذَا خَافَا.
 آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ﴾ کی تفسیر میں انہوں نے کہا کہ بڑی عمر کے بوڑھے مرد اور عورت کے لیے رخصت ہے کہ باوجود روزے کی طاقت کے افطار کر سکتے ہیں۔ وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو جب اندیشہ ہو۔ (تو وہ بھی افطار کر سکتی ہیں۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي عَلَى أَوْلَادِهِمَا أَفْطَرْنَا وَأَطْعَمْنَا.
 امام ابو داود فرماتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ جب انہیں اپنے بچے کے بارے میں (بیماری یا کمزوری وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو افطار کر سکتی ہیں اور اس کے بدلے کھانا کھلا دیا کریں۔

 توضیح و فوائد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت جس طرح یہاں ابو داود میں آئی ہے شاذ ہے اسی لیے ہمارے فاضل محقق الشیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت ابن عباس وغیرہ کی دیگر صحیح روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے جو اس میں بیان ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت مذکورہ بالا عام لوگوں کے حق میں منسوخ ہے اور ان پر روزہ رکھنا فرض ہے۔ مگر بعض بوڑھے جو روزہ رکھنے کو تو رکھ لیں مگر اس کے اثرات مابعد کے متحمل نہ ہو سکتے ہوں اور انہیں از حد مشقت ہوتی ہو تو ان کے لیے فدیہ دے کر روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ اور ایسے ہی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا مسئلہ ہے کہ اگر ان کے روزہ رکھنے سے رحم میں زیر پرورش یا دودھ پیتے بچے کی بابت اندیشہ ہو تو ان کے لیے بھی فدیہ کی رخصت ہے۔ گویا زیادہ بوڑھے مرد و عورت کو ان کی اپنی ذاتی کمزوری کی بنا پر رخصت دی گئی ہے اور حاملہ و مریضہ کو رخصت بچوں کے اندیشے کے پیش نظر دی گئی ہے۔ تاہم حاملہ اور مریضہ بعد میں تقاضا دیں یا نہ دیں؟ اس کی بابت اختلاف ہے۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ ان کے لیے فدیہ ہی کافی ہے بعد میں تقاضا نہیں۔ دوسرا موقف حافظ ابن حزم کا ہے جو انہوں نے ”المحلی“ (مسئلہ نمبر ۷۷۷) میں بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان پر تقاضا ہے نہ فدیہ۔ تیسری رائے یہ ہے کہ فدیہ طعام کے علاوہ بعد میں وہ تقاضا بھی دیں۔ چوتھی رائے ہے کہ وہ مریض کے حکم میں ہیں وہ روزہ چھوڑ دیں انہیں فدیہ دینے کی ضرورت نہیں اور بعد میں تقاضا دیں۔ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد علی جاناب رحمہ اللہ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ (انجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجہ: ۱۵/۵۶۶) اور سعودی علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ اردو: ۲۰۳/۲۰۵) حضرت ابن عباس کی اس موقوف روایت کی اسنادی بحث کے لیے دیکھیے۔ (ارواء الغلیل، حدیث: ۹۱۲)

(المعجم ۴) - باب الشَّهْرِ يَكُونُ تِسْعًا وَعَشْرِينَ (التحفة ۴)

باب ۴- مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

۲۳۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ. الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا» وَخَسَرَ سُلَيْمَانٌ إِصْبَعَهُ فِي الثَّالِثَةِ يَعْنِي تِسْعًا وَعَشْرِينَ وَثَلَاثِينَ.

۲۳۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم اُمی امت ہیں ہم لکھنا نہیں جانتے اور نہ (دقیق) حساب کر سکتے ہیں۔“ (آپ نے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیاں پھیلا کر اشارے سے فرمایا) مہینہ ایسے ہوتا ہے اور ایسے ہوتا ہے اور ایسے ہوتا ہے۔“ اور تیسری بار میں سلیمان بن حرب نے اپنی ایک انگلی بند کر لی۔ یعنی انتیس دن اور تیس دن۔



🌞 فوائد و مسائل: ① [أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ] ”اُمی امت“ اس کلمہ کی توجیہات میں سے ایک توجیہ یہ ہے کہ یہ [اُم] ”ماں“ کی طرف منسوب ہے اور مراد ہے ایسے لوگ جو علم و معرفت کے مسائل میں مادری صفات پر قائم ہوں جسے ہم ”علم سے کورے“ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور عرب میں تعلیم و تعلم اسلام کی برکت ہی سے آیا ہے اس سے پہلے ان میں یہ فنون گنتی کے لوگ جانتے تھے۔ اسی لیے اس کا ترجمہ ”ان پڑھ“ کر دیا جاتا ہے۔ ② قمری مہینے کبھی انتیس دن کے ہوتے ہیں اور کبھی تیس دن کے۔ اٹھائیس یا اکتیس کے نہیں ہو سکتے۔ ③ ابوداؤد کی اس روایت میں اختصار ہے۔ دوسری روایات میں ہے کہ دوسری مرتبہ آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے ساتھ تین مرتبہ اشارہ کیا۔ یعنی مہینہ کبھی ۲۹ دن کا اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

۲۳۲۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا


۲۳۲۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔ سو چاند دیکھے بغیر نہ روزے شروع کرو اور نہ دیکھے بغیر ختم کرو۔ اگر بادل کے باعث نظر نہ آئے تو اس مہینے کے

۲۳۱۹- تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: "لا نكتب ولا نحسب"، ح: ۱۹۱۳، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال... الخ، ح: ۱۵/۱۰۸۰ من حديث شعبة به.

۲۳۲۰- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال... الخ، ح: ۶/۱۰۸۰ من حديث أيوب السخيتاني به، وسنده صحيح.


حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تَفْطَرُوا حَتَّى تَرَوْهُ. فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدُرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ». قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا كَانَ شَعْبَانُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ نَظَرَ لَهُ فَإِنْ رُئِيَ فَذَلِكَ وَإِنْ لَمْ يَرَوْهُ وَلَمْ يَحُلْ دُونَ مَنْظَرِهِ سَحَابٌ وَلَا قَتْرَةٌ أَصْبَحَ مُفْطِرًا، فَإِنْ حَالَ دُونَ مَنْظَرِهِ سَحَابٌ أَوْ قَتْرَةٌ أَصْبَحَ صَائِمًا. قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ مَعَ النَّاسِ وَلَا يَأْخُذُ بِهَذَا الْحِسَابِ.

تیس دن کا اندازہ لگا لو۔ چنانچہ جب شعبان کی انیسویں تاریخ ہوتی تو حضرت عبداللہ بن عمر کے لیے چاند دیکھا جاتا۔ اگر نظر آ جاتا تو بہتر اور اگر دکھائی نہ دیتا اور نظر نہ آنے میں کوئی بادل یا غبار بھی حائل نہ ہوتا تو وہ روزہ نہ رکھتے۔ لیکن اگر فضا میں کوئی بادل یا غبار حائل ہوتا تو وہ روزہ رکھ لیتے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما لوگوں کے ساتھ ہی روزہ چھوڑتے اور حساب کے درپے نہ ہوتے۔

 فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بادل اور غبار وغیرہ جیسی رکاوٹ کے باعث چاند نظر نہ آنے پر روزہ رکھ لیا کرتے تھے ممکن ہے کہ گلاب دن رمضان کا ہو۔ اور وہ اس کو شک کا دن نہ سمجھتے تھے۔ وہ شدت احتیاط کے تحت ایسا کرتے اور اس میں وہ منفرد بھی ہیں اس لیے راجح یہی ہے کہ ابراہیم غبار کے باعث چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کیے جائیں گے۔ اس دن کا روزہ "شک" کا روزہ ہوگا جو کہ منع ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر کا یہ عمل ضعیف لکھا ہے۔

۲۳۲۱- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ: بَلَّغْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ زَادَ «وَإِنْ أَحْسَنَ مَا يُقَدَّرُ لَهُ أَنَا إِذَا رَأَيْنَا هِلَالَ شَعْبَانَ لِكَذَا وَكَذَا فَالْصَّوْمُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لِكَذَا وَكَذَا إِلَّا أَنْ يَرَوْا الْهِلَالَ قَبْلَ ذَلِكَ».

۲۳۲۱- حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اہل بصرہ کی طرف لکھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے جیسے کہ مذکورہ بالا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: ”بہترین اندازہ یہ ہے کہ اگر ہم نے شعبان کا چاند فلاں فلاں دن دیکھا تو روزہ ان شاء اللہ فلاں دن کا ہوگا الا یہ کہ لوگ اس سے پہلے ہی چاند دیکھ لیں۔“

 فائدہ: اصل اعتبار اور اہمیت چاند دیکھنے کی ہے محض حساب کی نہیں۔

۲۳۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ عَنْ ۲۳۲۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۳۲۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۰۵/۴ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق: ۲۳۲۰، الحديث مرسل، ولم يخبر الإمام عمر بن عبدالعزيز بمن بلغه به.

۲۳۲۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء أن الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ۶۸۹ عن أحمد بن منيع به * يحيى بن زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع.

ابن ابی زائدۃ، عَنْ عِيسَى بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا صُمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعًا وَعَشْرِينَ أَكْثَرَ مِمَّا صُمْنَا مَعَهُ ثَلَاثِينَ.

🌞 فوائد و مسائل: ①: انیس روزے مجموعی لحاظ سے اجر میں تیس ہی کی طرح ہوتے ہیں؛ کیونکہ اس عمل کی بنیاد اخلاص اور اطاعت پر ہے۔ ②: [لَمَّا صُمْنَا] میں ”ما“ موصولہ یا مصدریہ ہے۔ (عون المعبود)

۲۳۲۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «شَهْرًا عِيدٌ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ».



🌞 توضیح: اس حدیث کی شرح میں کئی اقوال ہیں۔ افادات حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا حاصل درج ذیل ہے۔ ①: یہ دونوں مہینے ایک ہی سال میں انیس دن کے نہیں ہوتے۔ امام احمد کی رائے بھی یہی ہے۔ ②: یہ بات تغلیبی ہے یعنی بالعموم نقص میں جمع نہیں ہوتے۔ اگر کبھی ہو بھی جائیں تو وہ شاذ ہے۔ ③: علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان اسی سال کے لیے تھا۔ ④: یہ دونوں مہینے اجر و ثواب میں کم نہیں ہوتے خواہ گنتی میں انیس دن ہی کے ہوں۔ اللہ کے ہاں اجر و ثواب پورا ہوتا ہے۔ ⑤: اس قول سے مراد عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ ان دنوں کے اعمال کا ثواب رمضان کے برابر ہوتا ہے۔ البتہ ان دنوں میں تقابلی طور پر یوں کہا جاتا ہے کہ آخری عشرہ رمضان اور اول عشرہ ذی الحجہ میں عشرہ رمضان کی راتوں کو فضیلت ہے کیونکہ ان میں لیلۃ القدر ہے۔ اور نبی ﷺ ان راتوں میں عبادت کا جو اہتمام فرماتے تھے دیگر زمانے میں ایسے نہ ہوتا تھا۔ اور دنوں کے اعتبار سے عشرہ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں کیونکہ حدیث میں قربانی والے دن کو ”اعظم الايام“ فرمایا گیا ہے۔ اور یوم عرفہ کی فضیلت بھی معلوم و معروف ہے۔ ⑥: چونکہ یہ مہینے اور دن اللہ کے محبوب ترین ایام ہیں اور ان میں کیے جانے والے اعمال بہت مبارک ہوتے ہیں۔ لہذا بطور ترغیب فرمایا گیا ہے کہ ان کی کمی بیشی کا خیال مت کرو بلکہ اعمال خیر میں مسابقت کی کوشش کرو۔ اجر و ثواب میں ان دنوں مہینوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

۲۳۲۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصیام، باب بیان معنی قوله ﷺ: "شهرًا عيد لا ينقصان"، ح: ۱۰۸۹ من حدیث یزید بن زریع، والبخاری، الصوم، باب: شهرًا عيد لا ينقصان، ح: ۱۹۱۲ من حدیث خالد الحذاء به.

۱۲- کتاب الصیام۔ رویت ہلال کے احکام و مسائل

(المعجم ۵) - بَابُ: إِذَا أَخْطَأَ الْقَوْمُ
الْهَلَالَ (التحفة ۵)

باب: ۵- جب چاند دیکھنے میں لوگوں سے
غلطی ہو جائے

۲۳۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّدِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ قَالَ: «وَفِطْرُكُمْ يَوْمَ تَفْطَرُونَ وَأَضْحَاكُمْ يَوْمَ تَضْحُونَ وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَكُلُّ مِنَى مَنَحَرٍ، وَكُلُّ فِجَاجٍ مَكَّةَ مَنَحَرٌ وَكُلُّ جَمْعٍ مَوْقِفٌ».

۲۳۲۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عید فطر اسی دن ہے جب تم افطار کرو اور عید قربان اسی دن ہے جب تم قربانی کرو۔ سارا میدان عرفات وقوف کی جگہ ہے اور سارا منی جائے قربانی ہے مکہ کے تمام راستے قربانی کی جگہ ہیں اور سارا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے۔“

فائدہ: اجتہادی امور میں خطا معاف ہے۔ عید یاج کے موقع پر چاند نظر نہ آیا ہو اور لوگ مہینے کے تیس دن پورے کر لیں اور بعد میں پتہ چلے کہ چاند تو انتیس کا تھا تو ان پر روزے اور وقوف عرفات و قربانی کا کوئی عیب نہیں۔ ایسے ہی اگر کئی فاسق اکٹھے ہو کر انتیس ہی کو چاند ہونے کا مشہور کر دیں اور مسلمان ان کے بھڑے میں آ کر افطار کر لیں یا وقوف عرفات و قربانی ہو جائے تو اس میں عامۃ المسلمین پر کوئی عیب نہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض بے دینوں نے توبہ کرنے کے بعد اظہار کیا کہ ہم چند لوگ مل کر چاند ہونے کا دعویٰ کر دیتے تھے شہادتیں اور قسمیں بھی کھا لیتے تھے اور عید کروا دیتے تھے۔ العباد باللہ۔ ایسی صورت میں کہ ازالہ نامکن ہو تو خطا معاف ہے۔

(المعجم ۶) - بَابُ: إِذَا أَغْيَمِيَ الشَّهْرُ
(التحفة ۶)

باب: ۶- جب مطلع ابر آلود ہو
(اور چاند نظر نہ آ سکے)

۲۳۲۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ:

۲۳۲۵- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کی تاریخوں کی اتنی نگہداشت رکھتے تھے کہ دوسرے مہینوں میں اتنی

۲۳۲۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱۶۶/۲، والبيهقي: ۳۱۷/۳ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۶۶۰ بسند آخر به مختصراً.

۲۳۲۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۳۵۳/۱۴ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ۱۴۹/۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۱۰، وابن حبان، ح: ۸۶۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۴۲۳/۱، ووافقه الذهبي.

رؤیت ہلال کے احکام و مسائل

قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ، ثُمَّ يَصُومُ لِرُؤْيَا رَمَضَانَ، فَإِنْ غَمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ.

نگہداشت نہ رکھتے تھے۔ پھر چاند دیکھ کر رمضان کے روزے رکھنے شروع کرتے اگر کبھی (شعبان کی انتیس تاریخ کو) مطلع ابر آلود ہوتا تو تیس دن پورے کرتے اور پھر روزے رکھنا شروع کرتے۔

☀ فائدہ: غیر یقینی صورت میں روزہ رکھنا روا نہیں ہے۔ یہ شک کا دن شمار ہوگا نیز استقبال کی نیت سے روزہ نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ منوع ہے۔

۲۳۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الضَّبِّيُّ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْدُمُوا الشَّهْرَ حَتَّى تَرَوْا الْهَلَالَ أَوْ تَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثُمَّ صُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهَلَالَ أَوْ تَكْمِلُوا الْعِدَّةَ».

۲۳۲۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزے مت رکھو حتیٰ کہ چاند دیکھ لیا (تیس کی) گنتی پوری کر لو پھر روزے رکھتے جاؤ حتیٰ کہ چاند دیکھ لیا (تیس کی) گنتی پوری کر لو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ وَغَيْرُهُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يُسَمَّ حُذَيْفَةَ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو سفیان وغیرہ نے منصور سے انہوں نے ربیع سے انہوں نے ایک صحابی سے بیان کیا ہے اور اس سند میں (صحابی کے نام) حذیفہ کی صراحت نہیں ہے۔

باب: ۷- (المعجم ۷) - باب مَنْ قَالَ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ (التحفة ۷)

باب: ۷- اگر رمضان کی انتیسویں کو ابر ہو (اور چاند دکھائی نہ دے) تو تیس روزے پورے کرو

۲۳۲۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: ۲۳۲۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

۲۳۲۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب ذكر الاختلاف على منصور في حديث ربيع فيه، ح: ۲۱۲۸ من حديث جرير به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۱۱، وابن حبان، ح: ۸۷۵.

۲۳۲۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء أن الصوم لرؤية الهلال والإفطار له، ح: ۶۸۸، والنسائي، ح: ۲۱۳۱ من حديث سماك بن حرب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" قلت: سندہ ضعیف * سلسلہ سماک عن عکرمہ سلسلہ ضعیفہ.

رویت ہلال کے احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ (رمضان) شروع ہونے سے پہلے ایک دو دن کے روزے مت رکھو (استقبالی روزے مت رکھو) الا یہ کہ کوئی شخص اس دن کا روزہ رکھا کرتا ہو۔ چاند دیکھ کر روزے شروع کر دے پھر رکھتے جاؤ حتیٰ کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو۔ اگر اس کے دکھائی دینے میں کوئی بادل (وغیرہ) حائل ہو تو تیس کی گنتی پوری کر لو اور پھر روزے موقوف کر دو۔ اور مہینہ اکتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔“

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقْدُمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامٍ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ، وَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ ثُمَّ صُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ حَالَ دُونَهُ غَمَامَةٌ فَأْتِمُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ. ثُمَّ أَفْطِرُوا وَالشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

امام ابو داؤد نے کہا: اس روایت کو حاتم بن ابی صغیرہ، شعبہ اور حسن بن صالح نے سماک سے اسی (مذکورہ بالا) روایت کے ہم معنی بیان کیا ہے مگر ”روزے موقوف کر دو“ کا جملہ ان کی روایت میں نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ وَشُعْبَةُ وَالْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكِ بِمَعْنَاهُ، لَمْ يَقُولُوا: «ثُمَّ أَفْطِرُوا».

ابو داؤد نے کہا: ”حاتم بن ابی صغیرہ“ کا نسب یوں ہے: ”حاتم بن مسلم بن ابی صغیرہ“ اور ”ابو صغیرہ“ حاتم کا سوتیلے باپ تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ حَاتِمُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ وَأَبُو صَغِيرَةَ: زَوْجُ أُمِّهِ.

🌅 **فائدہ:** یہ روایت ضعیف ہے لیکن بعض کے نزدیک صحیح ہے، کیونکہ یہ باتیں صحیح روایات میں بیان ہوئی ہیں۔ رمضان شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے اگر کوئی قضا یا نذر کا روزہ پورا کرنا چاہتا ہو یا اس کی عادت ہو کہ سوموار اور جمعرات کے روزے رکھتا ہو تو رکھ سکتا ہے یہ استقبالی روزے شمار نہ ہوں گے، کیونکہ یہ اس کے دائمی اور مسلسل عمل کا حصہ ہیں۔

باب: ۸- استقبالی رمضان کا مسئلہ

(المعجم ۸) - بَابُ فِي التَّقَدُّمِ

(التحفة ۸)

۲۳۲۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۲۳۲۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۳۲۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصوم، باب صوم سرر شعبان، ح: ۱۱۶۱/ب ۱۹۹ من حديث حماد بن سلمة، والبخاري، الصوم، باب الصوم من آخر الشهر، ح: ۱۹۸۳ من حديث مطرف به.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: ”کیا تو نے شعبان کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جب (رمضان کے) روزے پورے کر لو تو ایک دن روزہ رکھ لینا۔“ (ثابت یا سعید بخاری دونوں میں سے کسی) ایک نے بیان کیا کہ ”ودن۔“

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَسَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ شَيْئًا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمًا»، وَقَالَ أَحَدُهُمَا: «يَوْمَيْنِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث بظاہر گزشتہ حدیث سے متعارض ہے جس میں ہے کہ ”رمضان شروع ہونے سے پہلے ایک دودن کے روزے مت رکھو۔“ مگر ان میں جمع کی صورت یہ ہے کہ یہ رخصت اور تاکید اس شخص کے لیے ہے جس نے کسی روزے کی نذر مانی ہو یا وہ پہلے سے خاص دن کے روزے رکھنے کا عادی ہو تو اسے چاہیے کہ حسب معمول اپنے روزے رکھے۔ مگر کوئی اپنی سابقہ عادت یا نذر کے بغیر بطور نفل کے استقبالی روزہ رکھنا چاہے تو اجازت نہیں ہے۔ ② نبی ﷺ نے جس شخص کو رمضان کے بعد ایک یا دو روزے رکھنے کی تاکید فرمائی، وہ شخص مہینے کے آخر میں روزے رکھا کرتا تھا، لیکن اس نے شعبان کے آخر میں اس لیے روزے چھوڑ دیے تھے کہ یہ کہیں استقبالی رمضان کے ذیل میں نہ آجائیں جو ممنوع ہیں۔ ③ لفظ [سَرَر] کے مختلف معانی مندرجہ ذیل روایت کے بعد مذکور ہیں۔

۲۳۲۹- ابوازہر مغیرہ بن فروہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دیر مسحل میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے جو کہ باب حصص کے پاس ہے۔ انہوں نے کہا: لوگو! ہم نے (شعبان کا) چاند فلاں فلاں دن دیکھا تھا، میں (چاند ہونے سے) پہلے روزے شروع کر رہا ہوں، جو ایسا کرنا چاہے کر لے۔ پھر مالک بن ہبیرہ السہمی ان کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا: اے معاویہ! اس سلسلے میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے یا یہ آپ کی اپنی رائے ہے؟ کہا: میں نے رسول

۲۳۲۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ مِنْ كِتَابِهِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ الْمُغِيرَةِ بْنِ فَرْوَةَ قَالَ: قَامَ مُعَاوِيَةُ فِي النَّاسِ بِدَيْرٍ مَسْحَلٍ الَّذِي عَلَى بَابِ حِمَصَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّا قَدْ رَأَيْنَا الْهَلَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَأَنَا مُتَقَدِّمٌ بِالصَّيَامِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَفْعَلَهُ فَلْيَفْعَلْهُ قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ السَّبْهِيُّ،

۲۳۲۹- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۸۴/۱۹، ح: ۹۰۱، ومسنده الشاميين: ۱/۴۵۱، ح: ۷۹۵ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع المسلسل، والحمد لله.

۱۴- کتاب الصیام ————— روایت ہلال کے احکام ومسائل

فَقَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ! أَسَيِّءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمْ شَيْءٌ مِنْ رَأْيِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «صُومُوا الشَّهْرَ وَسِرُّهُ».

اللہ ﷻ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میں نے میں روزے رکھا کرو اور اس کے آخر میں بھی۔“ (دوسرا ترجمہ: رمضان کے روزے رکھو اور اس کے اوّل میں بھی۔ یعنی آخر شعبان میں۔)

۲۳۳۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّمَشَقِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: قَالَ الْوَلِيدُ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو يَعْني الْأَوْزَاعِيَّ يَقُولُ: سِرُّهُ: أَوَّلُهُ.

۲۳۳۰- جناب ابو عمرو اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ [سِرُّہ] کے معنی ”ابتدائے مہینہ“ ہیں۔

۲۳۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَّاحِدِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ: كَانَ سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ: سِرُّهُ: أَوَّلُهُ.

۲۳۳۱- جناب سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ [سِرُّہ] کے معنی ”ابتدائے مہینہ“ ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: سِرُّهُ وَسَطُهُ، وَقَالُوا: آخِرُهُ.

امام ابو داود نے کہا: کچھ اہل لغت اس کا ترجمہ ”وسط“ اور کئی ”آخر مہینہ“ بھی کرتے ہیں۔

ملوظہ: امام اوزاعی اور ابن عبدالعزیز کے اقوال شاذ ہیں۔ (ضعیف سنن ابی داود) گویا سَرَر یا سِرُّ کے معنی وسط یا آخر ہی صحیح ہیں اور آخر سب سے زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اس کے معنی پوشیدگی کے ہیں۔ اور چاند مہینے کے آخر میں ایک یا دو دن غائب (پوشیدہ) رہتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کے معنی ”آخر“ رائج ہیں۔

(المعجم ۹) - بَابُ: إِذَا رُؤِيَ الْهَلَالُ فِي بَلَدٍ قَبْلَ الْآخَرِينَ بِلَيْلَةٍ (التحفة ۹)

باب: ۹- چاند جب ایک شہر (علاقے) میں دوسروں سے ایک رات پہلے نظر آ جائے

۲۳۳۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۳۳۲- جناب کریب کہتے ہیں کہ (حضرت ابن

۲۳۳۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۲۱۱/۴ من حديث أبي داود به، وقال بعض العلماء: الصحيح أن سره آخره.

۲۳۳۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۱۱/۴ من حديث أبي داود به.

۲۳۳۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن لكل بلد رؤيته. . . الخ، ح: ۱۰۸۷ من حديث إسماعيل ابن جعفر به.

عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے مجھے شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں شام آیا اور وہاں ان کا کام مکمل کیا، اور رمضان کا چاند نظر آ گیا جبکہ میں ابھی شام ہی میں تھا۔ ہم نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا۔ پھر مہینے کے آخر میں میں مدینے واپس پہنچا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حال احوال پوچھے اور چاند کا ذکر کیا کہ تم نے اسے کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: میں نے اسے جمعہ کی رات کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: کیا تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں! اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا اور پھر سب نے روزے رکھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ انہوں نے کہا مگر ہم نے اسے ہفتے کی رات کو دیکھا تھا اور ہم روزے رکھیں گے اور پورے تیس کریں گے (اپنی رویت کے مطابق) یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا: کیا آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے چاند دیکھنے اور روزے رکھنے پر کفایت نہیں کریں گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے ہی حکم دیا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ: أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَةَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، فَاسْتَهْلَ عَلَيْهِ رَمَضَانٌ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْنَا الْهَيْلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ؟، ثُمَّ ذَكَرَ الْهَيْلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهَيْلَالَ؟ قُلْتُ: رَأَيْتُهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. قَالَ: أَنْتَ رَأَيْتُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ وَرَأَاهُ النَّاسُ، وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، قَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فَلَا نَزَالَ نَصُومُهُ حَتَّى نُكْمِلَ الثَّلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أَفَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَا مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ قَالَ: لَا، هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

🌞 فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر علاقے والوں کے لیے ان کی اپنی رویت کا اعتبار ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اس میں مزید یوں فرماتے ہیں کہ اگر مختلف علاقوں کا مطلع ایک ہو تو ایک دوسرے کی رویت ان کے لیے معتبر ہوگی ورنہ نہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

۲۳۳۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَسَنٌ (بُهْرِيُّ) سَمِعَ مَرُوءِيَّ بْنَ أَبِي حَدَّانٍ يَقُولُ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ: فِي رَجُلٍ كَانَ بِحَضْرٍ مِنْ

رویت ہلال کے احکام و مسائل

کی شام) کو چاند دیکھا ہے۔ تو حسن نے کہا: یہ آدمی اور اس کے شہر والے اس دن کا روزہ قضا نہ کریں الّا یہ کہ انہیں بخوبی علم ہو کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر والوں نے اتوار کا روزہ رکھا ہے تب یہ اس کی قضا کریں۔

الْأَمْصَارِ فَصَامَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَشَهِدَ رَجُلَانِ أَنَّهُمَا رَأَيَا الْهَلَالَ لَيْلَةَ الْاَحَدِ، فَقَالَ: لَا يَقْضِي ذَلِكَ الْيَوْمَ الرَّجُلُ وَلَا أَهْلُ مِصْرَ إِلَّا أَنْ يَعْلَمُوا أَنَّ أَهْلَ مِصْرٍ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ قَدْ صَامُوا يَوْمَ الْاَحَدِ فَيَقْضُوهُ.

🌅 فائدہ: سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں حسن بصری کا یہ اثر نہیں ہے۔

باب: ۱۰- شک کے دن کا روزہ رکھنا
مکروہ (حرام) ہے

(المعجم ۱۰) - بَابُ كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ (التحفة ۱۰)

۲۳۳۳- جناب صلہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور وہ دن مشکوک تھا (چاند ہونے کی خبر واضح نہ ہوئی تھی) تو بکری کا گوشت پیش کیا گیا۔ پس مجلس میں سے کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے اس دن کا روزہ رکھا ہے اس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے۔

۲۳۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ، فَأَتَيْتِ بِشَاةٍ، فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ هَذَا الْيَوْمَ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

🌅 فوائد و مسائل: ① ”شک کے دن“ سے مراد یہ ہے کہ نہ معلوم آج چاند ہوا ہے یا نہیں؟ ② اس روایت کا مفہوم صحیح روایات سے ثابت ہے اسی لیے بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

باب: ۱۱- جو کوئی شعبان کو رمضان کے ساتھ ملا دے

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِيمَنْ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ (التحفة ۱۱)

۲۳۳۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم يوم الشك، ح: ۶۸۶، والنسائي، ح: ۲۱۹۰، وابن ماجه، ح: ۱۶۵۵ من حديث أبي خالد الأحمر به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وعلقه البخاري، ح: ۱۹۰۶، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۴۲۴، ووافقه الذهبي * أبو إسحاق عن عمن، وللحديث شواهد ضعيفة.

نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

۲۳۳۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے مت رکھو مگر جو کوئی شخص کسی دن کا روزہ رکھتا رہا ہو تو وہ رکھے۔“

۲۳۳۵- حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْدُمُوا صَوْماً رَمَضانَ يَوْمَ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَوْماً يَصُومُهُ رَجُلٌ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الصَّوْمَ»

🌞 فائدہ: ① شعبان کو رمضان کے ساتھ ملانے کا مفہوم یہ ہے کہ شعبان میں روزے رکھے حتیٰ کہ رمضان شروع ہو جائے۔ ② شریعت کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبادت اور عادت میں فرق کیا جانا چاہیے اس لیے کہ اگر کسی نے یہ عادت بنائی ہو کہ وہ سوموار اور جمعرات کو مسنون روزے رکھتا ہو یا اتفاقاً کوئی نذرمان لی یا کوئی قضا کا روزہ باقی ہو تو اس کے لیے رخصت ہے کہ رمضان شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھے۔

۲۳۳۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ سال میں کسی مہینے کے پورے روزے نہ رکھتے تھے مگر شعبان میں کہ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔

۲۳۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًا إِلَّا شَعْبَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضانَ.

🌞 توضیح: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بطور مجاز ہے۔ جس کا مطلب کثرت ہے۔ جیسا کہ دیگر احادیث میں ہے کہ نبی ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: [كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا] (صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۵۶)

(المعجم ۱۲) - بَابُ: فِي كَرَاهِيَةِ ذَلِكَ
(التحفة ۱۲)

۲۳۳۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: عباد بن کثیر مدینے آئے اور جناب علاء

۲۳۳۵- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ۱۹۱۴، ومسلم، الصیام، باب: لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ۱۰۸۲ من حديث هشام به.

۲۳۳۶- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصیام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ح: ۲۳۵۵ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في مسند أحمد: ۳۱۱/۶.

۱۴- کتاب الصیام

شوال اور رمضان کے چاند یکھنے میں شہادت کے احکام و مسائل
بن عبد الرحمن کی مجلس میں آ گئے۔ پس عباد نے علاء کا
ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کر دیا پھر کہا: اے اللہ! یہ شخص اپنے
باپ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب شعبان آدھا گزر
جائے تو روزہ نہ رکھو۔“ پھر علاء نے کہا: یا اللہ! میرے
والد (عبد الرحمن) نے مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَدِمَ
عَبَادُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَدِينَةَ فَمَالَ إِلَى مَجْلِسِ
الْعَلَاءِ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ!
إِنَّ هَذَا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا انْتَصَفَ
شُعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا»، فَقَالَ الْعَلَاءُ:
اللَّهُمَّ! إِنَّ أَبِي حَدَّثَنِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ
النَّبِيِّ ﷺ بِذَلِكَ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ثوری و شبل بن
علاء ابو عمیس اور زبیر بن محمد بھی علاء سے بیان کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشَيْبَةُ
ابْنُ الْعَلَاءِ وَأَبُو عُمَيْسٍ وَزُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ
عَنِ الْعَلَاءِ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں: عبد الرحمن (بن مہدی) یہ
روایت بیان نہیں کیا کرتے تھے میں نے امام احمد سے
پوچھا کیوں؟ تو انہوں نے کہا: کیونکہ ان کے پاس یہ
حدیث تھی کہ ”نبی ﷺ شعبان کو رمضان کے ساتھ ملا
دیتے تھے۔“ اور اس روایت میں اس کے خلاف مروی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَا
يُحَدِّثُ بِهِ. قُلْتُ لِأَحْمَدَ: لِمَ؟ قَالَ:
لِأَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصِلُ
شُعْبَانَ بِرَمَضَانَ، وَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
خِلَافَهُ؟

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس میں کوئی
مخالفت نہیں ہے۔ علاء کے علاوہ اسے اور کوئی روایت
نہیں کرتا اور وہ بھی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هَذَا عِنْدِي
خِلَافَهُ وَلَمْ يَجِءْ بِهِ غَيْرُ الْعَلَاءِ عَنْ
أَبِيهِ.

🌞 فائدہ: نصف شعبان کے بعد روزوں کی کراہت ایسے لوگوں کے لیے ہے جو ان دنوں کے روزوں کے عادی نہ
ہوں۔ اگر عادت ہو تو رکھ لینے میں حرج نہیں نیز نبی سے مقصد یہ ہے کہ رمضان میں کمزوری کا احساس نہ ہو۔

باب: ۱۳- شوال کا چاند یکھنے میں دو
آدمیوں کی شہادت ہونی چاہیے

(المعجم ۱۳) - باب شَهَادَةِ رَجُلَيْنِ
عَلَى رُؤْيَةِ هَلَالِ شَوَّالٍ (التحفة ۱۳)

۲۳۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية الصوم في النصف الثاني من
شعبان لحال رمضان، ح: ۷۳۸ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

۱۴- کتاب الصیام

۲۳۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَارِثِ الْجَدَلِيُّ - مِنْ جَدِيدَةِ قَيْسٍ - : أَنَّ أَمِيرَ مَكَّةَ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ: عَهْدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نُنْشِكَ لِلرُّؤْيَا، فَإِنْ لَمْ نَرَهُ وَشَهِدَ شَاهِدًا عَدْلٍ نَسَكْنَا بِشَهَادَتِهِمَا. فَسَأَلْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ الْحَارِثِ؟ مَنْ أَمِيرُ مَكَّةَ؟ فَقَالَ: لَا أَدْرِي، ثُمَّ لَقَيْتَنِي بَعْدُ فَقَالَ: هُوَ الْحَارِثُ بْنُ حَاطِبٍ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ، ثُمَّ قَالَ الْأَمِيرُ: إِنَّ فِيكُمْ مَنْ هُوَ أَغْلَمُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ مِنِّي، وَشَهِدَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى رَجُلٍ. قَالَ الْحُسَيْنُ: فَقُلْتُ لِشَيْخٍ إِلَى جَنْبِي: مَنْ هَذَا الَّذِي أَوْمَأَ إِلَيْهِ الْأَمِيرُ؟ قَالَ: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ، وَصَدَقَ كَانَ أَغْلَمَ بِاللَّهِ مِنْهُ، فَقَالَ: بِذَلِكَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.



شوال اور رمضان کے چاند دیکھنے میں شہادت کے احکام و مسائل

۲۳۳۸- حسین بن حارث جدلی..... قیس کے قبیلہ جدیدہ سے ہیں..... بیان کرتے ہیں کہ امیر مکہ نے خطبہ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم چاند دیکھ کر حج کے ارکان ادا کریں۔ اگر ہم خود نہ دیکھ سکیں اور دو عادل گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی پر حج کر لیں۔ (ابو مالک کہتے ہیں:) میں نے حسین بن حارث سے پوچھا: امیر مکہ کون تھا؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ بعد میں وہ مجھے دوبارہ ملا تو بتایا کہ وہ (امیر) حارث بن حاطب تھے، یعنی محمد بن حاطب کے بھائی۔ پھر امیر نے کہا: بلاشبہ تم میں وہ شخصیت موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے متعلق مجھ سے زیادہ باخبر ہے اس بات کی شہادت اسی نے رسول اللہ ﷺ سے دی ہے اور اپنے ہاتھ سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ حسین نے بتایا..... میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: یہ آدمی کون ہے جس کی طرف امیر نے اشارہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اس نے سچ کہا کہ یہ اللہ کے متعلق اس سے زیادہ جانتے تھے (احکام شریعت) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے۔

۲۳۳۹- ربیع بن حراش اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن

۲۳۳۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَخَلْفُ بْنُ هِشَامٍ الْمُقَرِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

۲۳۳۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ۱۶۷/۲، ح: ۲۱۷۲ من حديث سعيد بن سليمان به، وقال: "هذا إسناده متصل صحيح".

۲۳۳۹- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۳۱۴/۵ من حديث منصور به، وقال الدارقطني: ۱۶۹/۲، ح: ۲۱۸۲: "هذا إسناده حسن ثابت".

۱۴- کتاب الصیام

شوال اور رمضان کے چاند یکھنے میں شہادت کے احکام و مسائل کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہو گیا۔ تو دو اعرابی آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے اللہ کی گواہی دی (قسمیں اٹھائیں) کہ انہوں نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں۔ اور خلف بن ہشام کی روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اگلے دن صبح کو (عید پڑھنے کے لیے) عید گاہ جائیں۔“

عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عن رَجُلٍ من أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَقَدِمَ أَعْرَابِيَانِ فَشَهِدَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّهِ لَاهِلًا الْهَلَالَ أَمْسَ، عَشِيَّةً، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ أَنْ يُفْطَرُوا. زَادَ خَلْفٌ فِي حَدِيثِهِ: وَأَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ.

🌅 فائدہ: رمضان المبارک کا چاند ہو جانے کا یقین یا تو شعبان کے تیس دن پورے ہو جانے پر ہے یا لوگوں کی گواہی پر کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے، خواہ کوئی ایک عادل مسلمان ہی ہو جیسے کہ اگلے باب کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اسی طرح انتہائے رمضان کے موقع پر بھی۔ تاہم عام فقہاء و عادل مسلمانوں کی رویت کو ضروری سمجھتے ہیں جبکہ ابو ثور ابو بکر بن منذر اہل ظاہر اور امام حسن کی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ایک مسلمان کی رویت کو بھی حجت سمجھا گیا ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی ترجیح بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ روزے چھوڑنے کے موقع پر دو آدمیوں کی گواہی کسی معیاری دلیل سے ثابت نہیں۔ مالی معاملات ہی ایسے ہیں جہاں دو گواہ لازم ہوتے ہیں۔ مگر روزوں کے متعلق صریح حکم ہے کہ چاند دیکھ کر رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اور عبادات میں خبر واحد معتبر ہوتی ہے۔ (فقہ السنۃ للسیّد سابق: بم یثبت الشهر، و نیل الاوطار، باب ما یثبت به الصوم والفطر من الشہور) نیز عید کا چاند ہونے کی خبر اگر دیر سے ملے اور عید کے لیے جمع ہونا ممکن نہ ہو تو اگلے دن عید کی نماز پڑھ لی جائے۔

باب ۱۴- رمضان کے چاند میں ایک آدمی کی گواہی بھی کافی ہے

(المعجم ۱۴) - بَابُ: فِي شَهَادَةِ

الوَاحِدِ عَلَى رُؤْيَةِ هَلَالِ رَمَضَانَ

(التحفة ۱۴)

۲۳۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ حسن بن علی نے اپنی حدیث میں صراحت کرتے ہوئے کہا کہ مراد ہے رمضان کا چاند۔

۲۳۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ بن الرِّيَّانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي ثَوْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ يَعْنِي الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ الْمَعْنَى،

۲۳۴۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في الصوم بالشهادة، ح: ۶۹۱ من حديث الوليد بن أبي ثور، والنسائي، ح: ۲۱۱۵ من حديث الحسين الجعفي، وابن ماجه، ح: ۱۶۵۲ من حديث زائدة به * سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة كما تقدم مرارا، انظر، ح: ۲۲۳۸.

شوال اور رمضان کے چاند کیلئے میں شہادت کے احکام و مسائل
نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی دیتا
ہے؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا
ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اس نے کہا: ہاں آپ ﷺ
نے فرمایا: ”بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ صبح روزہ
رکھیں۔“

عن سِمَاكِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ
قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:
إِنِّي رَأَيْتُ الْهِلَالَ قَالَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ:
يَعْنِي رَمَضَانَ، فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ:
«يَا بِلَالُ! أَدْنِ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا غَدًا».

۲۳۴۱- عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کو ایک بار رمضان کے چاند میں شک ہو گیا۔ پس انہوں
نے ارادہ کیا کہ نہ قیام کریں اور نہ روزہ رکھیں۔ تو حرہ کی
طرف سے ایک اعرابی آیا۔ اس نے گواہی دی کہ اس
نے چاند دیکھا ہے۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش
کیا گیا، آپ نے فرمایا: ”کیا تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللَّهِ کی گواہی دیتا ہے؟“ اس نے کہا: ہاں اور
شہادت دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ تب آپ ﷺ
نے بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ رات کو قیام
کریں اور (صبح کو) روزہ رکھیں۔

۲۳۴۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ
عِكْرِمَةَ: أَنَّهُمْ شَكُّوا فِي هِلَالِ رَمَضَانَ
مَرَّةً، فَأَرَادُوا أَنْ لَا يَقُومُوا وَلَا يَصُومُوا،
فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ مِنَ الْحَرَّةِ فَشَهِدَ أَنَّهُ رَأَى
الْهِلَالَ فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟» قَالَ:
نَعَمْ وَشَهِدَ أَنَّهُ رَأَى الْهِلَالَ، فَأَمَرَ بِلَالًا
فَتَادَى فِي النَّاسِ أَنْ يَقُومُوا وَأَنْ يَصُومُوا.

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک
جماعت نے بواسطہ ساک، عکرمہ سے مرسل روایت کیا
ہے۔ اور قیام کا ذکر حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ
سِمَاكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرِ
الْقِيَامَ أَحَدٌ إِلَّا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.

۲۳۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

۲۳۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ وَعَبْدُ

۲۳۴۱- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الصيام، باب قبول شهادة الرجل الواحد على هلال شهر
رمضان... الخ، ج: ۲/۱۱۶ من حديث سماك به، وقال: "مرسل"، وانظر الحديث السابق: ۲۳۴۰.

۲۳۴۲- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱۵۶/۲ من حديث أبي داود به، وهو في سنن الإمام
الدارمي عبدالله بن عبد الرحمن السمرقندي، ج: ۱/۱۶۹، وصححه ابن حبان، ج: ۸۷۱، والحاكم: ۴۲۳/۱.

لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے دیکھ لیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

اللہ بن عبد الرحمن السمرقندی وَاَنَا لِحَدِيثِهِ أَتَقْنُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَرَأَى النَّاسُ الْهَلَالَ فَأُخْبِرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنِّي رَأَيْتُهُ، فَصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ.

🌞 فائدہ: جب کسی مسلمان پر کوئی واضح جرح ثابت نہ ہو تو اسے عادل شمار کیا جائے گا۔ اور رمضان کا چاند ہونے کے سلسلے میں کئی فقہاء ایک عادل مسلمان کی گواہی کو کافی سمجھتے ہیں۔ اس حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ مذکورہ دونوں حدیثیں (۲۳۴۰-۲۳۴۱) سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم اس صحیح حدیث میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے۔

باب: ۱۵- سحری کھانے کی تاکید

(المعجم ۱۵) - بَابُ فِي تَوْكِيدِ

السَّحُورِ (التحفة ۱۵)

۲۳۴۳- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق سحری کے کھانے کا ہے۔“

۲۳۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ فَضْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحْرِ».

🌞 فائدہ: مسلمان کی زندگی کے تمام امور..... عبادات و معاملات..... نیت صالحہ پر مبنی ہونے چاہئیں۔ روزے میں صبح کا کھانا محض اس فکر سے نہیں کھانا چاہیے کہ سارا دن بھوک اور پیاس برداشت کرنی ہے۔ بلکہ اس نیت سے کھانا چاہیے کہ اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے نیز اہل کتاب سے امتیاز بھی ہے۔ اور یہی شرح ہے اس معروف حدیث کی یعنی [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] نیت صالحہ و طیبہ سے عمل کے اجر میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور شریعت کا اہم مطالبہ بھی ہے کہ مسلمان فی طور پر دوسری امتوں سے اپنی عبادات میں بھی منفرد ہوں اور عادات میں بھی۔

۲۳۴۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحبابہ... الخ، ح: ۱۰۹۶ من حدیث موسی بن علی بہ.

۱۴- کتاب الصیام سحری کے احکام و مسائل

(المعجم ۱۶) - باب مَنْ سَمَى السَّحُورَ
الْغَدَاءَ (التحفة ۱۶)

باب: ۱۶- سحری کو غداء (یعنی صبح کا کھانا)
کہنا جائز ہے

۲۳۴۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ
الْقَافِذُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْحَيَّاطُ:
حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ
سَنَيْفٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي
رُحْمٍ، عَنِ الْعُزْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ:
دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى السَّحُورِ فِي
رَمَضَانَ فَقَالَ: «هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ».

۲۳۴۴- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان میں سحری کے
لیے بلایا اور فرمایا: ”آؤ! مبارک کھانا (غداء) کھا لو۔“

☀️ فائدہ: ”کھانا“ انسانی فطرت کا ایک لازمہ ہے مگر شریعت کی اتباع میں سحری کا کھانا ”مبارک کھانا“ ہوتا ہے۔
چونکہ نبی ﷺ ناطق وحی ہیں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے اس لیے اگر کسی کی طبیعت میں سحری کے لیے چاہت نہ بھی
ہو تو ایک دولقمے یا کھجور یا کسی مشروب کے چند گھونٹ ضرور لے لینے چاہئیں تاکہ اس برکت سے حاصل جائے۔



۲۳۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَمْرُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ أَبُو الْمُطَرِّفِ قَالَ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ
سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمَرُ».

۲۳۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی
ﷺ نے فرمایا: ”کھجور مومن کی بہترین سحری ہے۔“

☀️ فائدہ: کھجور سرتاپا ایک مبارک درخت ہے۔ اور اس کا پھل سحری اور افطاری میں استعمال کرنا مستحب ہے۔


(المعجم ۱۷) - باب وَقْتُ السَّحُورِ
(التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- سحری کے وقت کا بیان

۲۳۴۴- تخریج: [حسن] أخرجه النسائي، الصيام، باب دعوة السحور، ح: ۲۱۶۵ من حديث معاوية بن صالح به
* الحارث بن زياد حسن الحديث على الراجح، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ۸۸۱ وغيره.
۲۳۴۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي ۴/ ۲۳۶، ۲۳۷ من حديث محمد بن موسى به، وصححه ابن
حبان، ح: ۸۸۳.

۲۳۴۶- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال کی اذان تمہیں تمہاری سحری سے ہرگز نہ روکے اور نہ افق کی سفیدی (جو کہ سیدھی اوپر کو چڑھتی ہے) حتیٰ کہ اطراف میں پھیلنے لگے۔“

۲۳۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَوَادَةَ الْقُسَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ سُمْرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَمْنَعَنَّ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْأَفُقِ الَّذِي هَكَذَا حَتَّى يَسْتَطِيرَ».

 فائدہ: فجر کی دو قسمیں ہیں: فجر کاذب اور فجر صادق۔ فجر کاذب میں سحری کھائی جاتی ہے اور فجر صادق شروع ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کاذب میں لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے اذان دیا کرتے تھے۔ فجر کاذب میں پہلے سفیدی (روشنی) سیدھی آسمان کو اٹھتی ہے پھر جلد ہی دوبارہ سفیدی نکل کر اطراف افق میں پھیل جاتی ہے اور یہی فجر صادق ہوتی ہے۔

۲۳۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال کی اذان تم میں سے کسی کو سحری کھانے سے ہرگز نہ روکے۔ بلاشبہ وہ اذان کہتا ہے..... یا کہا نہ دیتا ہے..... تاکہ تمہارا نماز پڑھنے والا رک جائے (تہجد سے) اور سونے والا جاگ جائے۔ اور فجر (فجر صادق) وہ نہیں جو اس طرح سے ظاہر ہو..... مسدود نے کہا: راوی حدیث یحییٰ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان کو اونچا کر کے دکھلایا (جو اونچی اور لمبی روشنی اول وقت ہوتی ہے وہ صبح نہیں) آپ نے فرمایا: ”جب تک اس طرح ظاہر نہ ہو“ اور یحییٰ نے اپنی شہادت کی دونوں انگلیاں اطراف میں پھیلا کر اشارے سے سمجھایا۔

۲۳۴۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ التَّيْمِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ - أَوْ قَالَ: - يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَيَسْتَبِهُ نَائِمُكُمْ، وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا». قَالَ مُسَدَّدٌ: وَجَمَعَ يَحْيَى كَقَوْلِهِ «حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا»، وَمَدَّ يَحْيَى بِأَصْبَعَيْهِ السَّبَابَتَيْنِ.

۲۳۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر... الخ، ح: ۱۰۹۴ من حديث عبدالله بن سواده به.

۲۳۴۷- تخریج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، ح: ۶۲۱ عن أحمد بن يونس، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر... الخ، ح: ۱۰۹۳ من حديث سليمان التيمي به.

سحری کے احکام و مسائل

۲۳۴۸- قیس بن طلق اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(رات کو) کھاؤ اور پیو اور چڑھنے والی سفیدی تمہیں اس سے نہ روکے حتیٰ کہ افق کے اطراف میں سرخی پھیلنی شروع ہو جائے۔“

۲۳۴۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرِو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الثُّعْمَانِ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا يَهِيدَنَّكُمْ السَّاطِعُ الْمُضْعِدُ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَغْتَرِضَ لَكُمْ الْأَحْمَرُ».

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس روایت میں اہل یمامہ منفرد ہیں۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْيَمَامَةِ.

☀ فائدہ: صحیح بات یہ ہے کہ اطراف میں سفیدی پھیلنے لگے۔ تاہم بعض دفعہ موسمِ ابر آلود ہو تو پھر سرخی ہی بھی پھیلتی ہوئی نظر آتی ہے، لیکن عام حالات میں سفیدی ہی پھیلتی ہے نہ کہ سرخی۔



۲۳۴۹- حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿حَتَّى يَبْيُنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ ”(تم کھاتے پیتے رہو) یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔“ تو میں نے دو رسیاں لے لیں ایک سفید اور دوسری سیاہ اور انہیں اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا۔ میں انہیں دیکھتا رہا مگر وہ میرے لیے نمایاں اور واضح نہ ہوئیں۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ ہنسے اور فرمایا: ”تیرا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ اس سے مراد تورات اور دن ہے۔“ عثمان

۲۳۴۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ الْمَعْنَى عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿حَتَّى يَبْيُنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ [البقرة: ۱۸۷] قَالَ أَخَذْتُ عَقَالًا أَبْيَضَ وَعَقَالًا أَسْوَدَ، فَوَضَعْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَتَطَرْتُ فَلَمْ أَتَبَيَّنْ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ

۲۳۴۸- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في بيان الفجر، ح: ۷۰۵ من حديث ملازم ابن عمرو به، وقال: "حسن غريب".

۲۳۴۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر... الخ، ح: ۱۰۹۰ من حديث عبد الله بن إدريس، والبخاري، الصوم، باب قول الله تعالى: "وكلوا واشربوا حتى يبين لكم الخيط الأسود... الخ"، ح: ۱۹۱۶ من حديث حصين بن عبد الرحمن به.

۱۲۔ کتاب الصیام _____ روزہ افطار کرنے کے احکام و مسائل

وَسَادَكَ إِذَا لَطَوِيلٌ عَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ
وَالنَّهَارُ. وَقَالَ عُثْمَانُ: «إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ
اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ».

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فہم قرآن کے لیے محض الفاظ کا ترجمہ یا لغوی مفہوم کافی نہیں بلکہ عربی ادب کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ شارح علیہ السلام کی تشریحات (احادیث) کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

(المعجم ۱۸) - باب: الرَّجُلُ يَسْمَعُ
النِّدَاءَ وَالْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ (التحفة ۱۸)

باب: ۱۸۔ آدمی فجر کی اذان سنے اور
برتن اس کے ہاتھ میں ہو

۲۳۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ
حَمَادٍ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَمِعَ
أَحَدُكُمْ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعُهُ
حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ».

۲۳۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی اذان (فجر)
سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے رکھے نہیں بلکہ
اپنی ضرورت پوری کر لے۔“

🌞 فائدہ: سحری کا وقت تک ہو رہا ہو اور اذان فجر اپنے وقت صبح پر شروع ہو جائے تو اجازت ہے کہ انسان پانی پی
لے اور دو چار تھلے لے لے مگر چائے کی طرح کے مشروب کی چسکیاں لینا درست نہیں ہوگا۔

(المعجم ۱۹) - باب وَقْتُ فِطْرِ الصَّائِمِ
(التحفة ۱۹)

باب: ۱۹۔ روزہ افطار کرنے کا وقت

۲۳۵۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، ح: وَحَدَّثَنَا
مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ هِشَامِ
الْمَعْنَى قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

۲۳۵۱۔ جناب عاصم اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب ادھر سے
رات آجائے (مشرق کی جانب سے) اور ادھر سے دن
چلا جائے (مغرب سے)۔“ مسدد نے مزید کہا: ”اور

۲۳۵۰۔ تخریج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵۱۰/۲ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲۰۳/۱، ووافقه الذهبي.

۲۳۵۱۔ تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يحل فطر الصائم؟، ح: ۱۹۵۴، ومسلم، الصيام، باب
بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار، ح: ۱۱۰۰ من حديث هشام به، وهو في مسند أحمد: ۵۴، ۲۸/۱.

۱۴- کتاب الصیام

روزہ افطار کرنے کے احکام و مسائل

سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کے لیے افطار کا وقت ہو گیا۔“

عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا جَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هُهْنًا، وَذَهَبَ النَّهَارُ مِنْ هُهْنًا». زَادَ مُسَدَّدٌ: «وَعَابَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ».

۲۳۵۲- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک سفر میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے جبکہ آپ روزے سے تھے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ”اے بلال! اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ذرا شام ہو لینے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابھی تو دن ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔“ چنانچہ بلال اترے ستو گھولا اور پھر آپ نے نوش کیا اور فرمایا: ”جب دیکھو کہ ادھر سے رات ہو گئی ہے تو بلاشبہ روزے دار کے لیے افطار کا وقت ہو گیا۔“ اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

۲۳۵۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: «يَا بِلَالُ! انْزِلْ فَأَجِدْخَ لَنَا». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ أُمْسَيْتَ. قَالَ: «انْزِلْ فَأَجِدْخَ لَنَا». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا. قَالَ: «انْزِلْ فَأَجِدْخَ لَنَا». فَتَزَلَّ فَجَدَخَ، فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هُهْنًا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ»، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ.



🌅 فوائد و مسائل: ① سورج غروب ہوتے ہی افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔ بعد از غروب انتظار یا احتیاط کے کوئی معنی نہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تعمیل ارشاد نبوی میں تردد و قضا میں سفیدی وغیرہ کی وجہ سے تھا اور وہ سمجھ رہے تھے کہ سورج شاید کسی پہاڑ وغیرہ کی اوٹ میں ہے۔ حالانکہ فی الواقع سورج غروب ہو چکا تھا جیسا کہ راوی حدیث نے بیان کیا۔ ② اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ بعض اوقات ظاہر امور کی وضاحت کروالینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا تاکہ امکانی شبہ کا ازالہ ہو جائے۔ ③ نیز صاحب علم کو یاد دلانا کوئی معیوب بات نہیں نہ یہ سوء ادبی ہے۔

(المعجم ۲۰) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ (التحفة ۲۰) باب ۲۰- (بعد از غروب) جلدی افطار کرنا مستحب ہے

۲۳۵۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يحل فطر الصائم؟، ح: ۱۹۵۵، ومسلم، الصيام، باب: بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار، ح: ۱۱۰۱ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به.


روزہ افطار کرنے کے احکام و مسائل

۲۳۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل

کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔“

۲۳۵۳- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ عَنْ

خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ».


 فوائد و مسائل: ① اس فرمان میں افطار کے لیے کھانے پینے کی حرص کا بیان نہیں بلکہ یہ ترغیب و تشویق ہے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل اور سنت رسول ﷺ پر عمل میں سبقت کی جائے۔ اور یہی بات دین کے غالب ہونے کی علامت ہے کہ مخالفین اسلام اور دین بیزار لوگوں کے مقابلے میں دین کے چھوٹے بڑے تمام احکام پر مبن و عن عمل کر کے اپنے آپ کو نمایاں رکھا جائے۔ ② افطار اور نماز مغرب میں تاخیر کرنا اور خواہ مخواہ ہم میں مبتلا ہونا کہ سورج شاید ابھی غروب نہیں ہوا ابھی غروب نہیں ہوا، مکروہ ہے۔

۲۳۵۴- جناب ابو عطیہ (مالک بن عامر) سے

مروی ہے کہتے ہیں کہ میں اور مسروق ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے کہا: اے ام المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے دو حضرات کا عمل کچھ اس طرح ہے کہ ان میں سے ایک افطار کرنے اور نماز (مغرب) پڑھنے میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا افطار اور نماز میں (قدرے) تاخیر کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا: افطار اور نماز میں جلدی کون کرتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

۲۳۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو

مَعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَا وَمَسْرُوقٌ فَقُلْنَا: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ! رَجُلَانِ مِنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ؟ قَالَتْ: أَتَيْتُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ اللَّهِ، قَالَتْ: كَذَلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

 فوائد و مسائل: ① خیر القرون میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو بھی رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کی کسوٹی پر جانچا

۲۳۵۳- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ما جاء في تعجيل الإفطار، ح: ۱۶۹۸ من حديث محمد بن عمرو اللبثي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۶۰، وابن حبان، ح: ۸۸۹، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۴۳۱، ووافقه الذهبي.

۲۳۵۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه... الخ، ح: ۱۰۹۹ من حديث أبي معاوية الضرير به.

جاتا تھا کیونکہ حجت مطلقہ رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ ⑤ افطار اور نماز مغرب کی ادائیگی اول وقت میں کرنا مشروع و مسنون ہے۔ ⑥ قدرے تاخیر کرنے والے صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شاید احتیاط کے خیال سے تاخیر کرتے تھے، لیکن اب اوقات کے کیلنڈروں کے بعد احتیاط کے طور پر تاخیر کا کوئی جواز نہیں ہے۔

(المعجم ۲۱) - باب مَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ (التحفة ۲۱)

۲۳۵۵- جناب سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ (یہ باب کے چچا ہیں) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے۔ اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے بلاشبہ پانی پاک کرنے والا ہے۔“

۲۳۵۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ الرَّبَابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَمَّهَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلْيُفْطِرْ عَلَى التَّمْرِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ التَّمَرَ فَعَلَى الْمَاءِ فَإِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ».



☀️ فوائد و مسائل: ① یہ امر ارشاد و ترغیب ہے نہ کہ امر و جوب۔ اس لیے کسی بھی طعام و مشروب سے روزہ افطار کیا جاسکتا ہے۔ ② مسلمانوں کو چاہیے کہ کھجور جیسے مبارک پھل کو اپنے دسترخوان کا جزو بنانے کا اہتمام کریں۔ یہ نعمت لذت و شیرینی آمیز پھل ہی نہیں بلکہ طعام کا قائم مقام بھی ہے۔ تہذیب مغرب نے سیب کو بہت شہرت دی ہے جو یقیناً اللہ کی عظیم پاکیزہ نعمت ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو جو فضیلت دی ہے وہ کسی اور پھل کو حاصل نہیں، اسی لیے چاہیے کہ اس کی کاشت بھی بڑھائی جائے۔ ③ مسلمان جہاں کھانے پینے اور پہننے کی ظاہری سنتوں کا اہتمام کرتے ہیں وہاں انہیں چاہیے کہ عقیدہ و عمل کے معنوی امور کا اس سے بڑھ کر اہتمام کریں۔ ④ اس حدیث کی اسنادی مباحث کے لیے دیکھئے آراء الغلیل، حدیث: ۹۲۲۔

۲۳۵۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَلْمَانَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ الرَّبَابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَمَّهَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلْيُفْطِرْ عَلَى التَّمْرِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ التَّمَرَ فَعَلَى الْمَاءِ فَإِنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ».

۲۳۵۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء ما يستحب عليه الإفطار، ح: ۶۹۵، وابن ماجه، ح: ۱۶۹۹ من حديث عاصم الأحول به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۶۷، وابن حبان، ح: ۸۹۲، والحاكم على شرط البخاري: ۴۳۱/۱، ووافقه الذهبي * الرباب ثقة، وثقها البخاري، وأبو حاتم الرازي، وابن خزيمة بتصحيح حديثها، وأخطأ من زعم خلافه.

۲۳۵۶- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء ما يستحب عليه الإفطار، ح: ۶۹۶ من ۴۴

افطار فرماتے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں، تو خشک کھجور تناول فرمالیتے، یہ بھی نہ ہوتیں، تو پانی کے چند گھونٹ پی لیا کرتے تھے۔

سَلِيمَان: أَخْبَرَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمْرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.

باب: ۲۲- روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعا

(المعجم ۲۲) - باب الْقَوْلِ عِنْدَ الْإِفْطَارِ (التحفة ۲۲)

۲۳۵۷- مروان بن سالم مقنع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ داڑھی کو اپنی مٹھی میں لیتے اور اس سے جو بڑھی ہوئی ہوتی اسے کاٹ ڈالتے۔ اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: «ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَ نَبَتْ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ» ”پیارا بجھ گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہو گیا۔“

۲۳۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ يَحْيَى أَبُو مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - يَعْنِي ابْنَ سَالِمِ الْمُقَنَّعِ - قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَتْ عَلَى الْكَفِّ، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ: «ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَنَبَتْ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک سے انسان کی زندگی کے تمام چھوٹے بڑے امور میں اللہ کا ذکر اور دعائیں منقول ہیں۔ ان کو اپنے عمل کا حصہ بنا لینے سے بندہ ﴿ادْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ (الاحزاب: ۴۱) ”اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو۔“ کا مصداق بن جاتا ہے، لہذا خود ساختہ دعاؤں سے بچنا چاہیے۔ روزہ افطار کرنے کی دعائیں اس باب میں آگئی ہیں۔ قبولیت کے اس وقت میں انسان اپنی تمام طرح کی حاجات اللہ کے حضور پیش کرے تو سعادت ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قبضہ (مٹھی بھر) سے زائد داڑھی کا کاٹنا رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے مؤید نہیں۔ یہ ان کا اپنا ذاتی فعل ہے جو حدیث رسول کے مقابلے میں حجت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف [إعفاء اللحية] کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کے ساتھ مخالفت مجوس کا حکم بھی دیا تھا۔ جبکہ اس وقت کے مجوسی

«حَدَّثَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهِ، وَقَالَ: "حَسَنٌ غَرِيبٌ"، وَهُوَ فِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ ۳/ ۱۶۴، وَصَحَّحَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ ۲/ ۱۸۵، وَالْحَاكِمُ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمَ ۱/ ۴۳۲، وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ.

۲۳۵۷- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ۲۹۹، والكبرى، ح: ۱۰۱۳۱ من حديث علي بن الحسن بن شقيق به، وحسنه الدارقطني: ۲/ ۱۸۲، وصححه الحاكم: ۱/ ۴۲۲، ووافقه الذهبي.

داڑھیاں چھوٹی کراتے تھے ان میں منڈوانے کا رواج عام نہ تھا، جیسا کہ اس بات کو اکثر محدثین نے بیان کیا ہے۔ صاحب تحفۃ الاحوذی اس مسئلہ کی بابت لکھتے ہیں کہ بعض لوگ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے آثار سے استدلال کرتے ہیں کہ قبضہ سے اوپر زائد داڑھی کاٹ دینی چاہیے یہ استدلال ضعیف اور کمزور ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ سے نقل شدہ مرفوع احادیث ان کی نفی کرتی ہیں۔ ان میں مطلق چھوڑنے کا حکم ہے۔ پس صریح اور مرفوع احادیث کے مقابلے میں ان آثار اور اقوال سے دلیل اخذ کرنا صحیح نہیں۔ پس سلامتی والا طریقہ انہی لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ ظاہر احادیث پر عمل کرتے ہوئے داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے اور اس کے طول و عرض سے کچھ بال لینا برائے فعل ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱۱/۳) ۵ اس میں روزہ افطار کرنے کی جو دعا منقول ہے وہ صحیح ہے۔ اس کے مقابلے میں مشہور دعا [اللہم لك صمت.....] سنداً ضعیف ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

۲۳۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ: «اللَّهُمَّ! لَكَ صُومْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ».

۲۳۵۸- جناب معاذ بن زہرہ (تابعی) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: [اللہم! لَكَ صُومْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ] ”اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر کھول رہا ہوں۔“



☀ فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے افطار کے وقت پہلی دعا [ذَهَبَ الظَّمْأُ.....] پڑھی جائے۔

(المعجم ۲۳) - باب الْفِطْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ (التحفة ۲۳)

باب: ۲۳- اگر غروب آفتاب سے پہلے افطار کر لے؟

۲۳۵۹- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَفْطَرْنَا يَوْمًا

۲۳۵۹- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رمضان میں ہم نے ایک دن بادل کی وجہ سے روزہ کھول لیا، پھر سورج نکل آیا۔ ابواسامہ کہتے ہیں کہ میں نے ہشام سے پوچھا: تو کیا انہیں قضا دینے کا حکم دیا گیا تھا؟ کہا: بھلا اس سے

۲۳۵۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ۶/۲۶۵، ح: ۱۷۴۱ من حديث حصين به، وهو في مراسيل أبي داود، ح: ۹۹، ورواه البيهقي: ۴/۲۳۵ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

۲۳۵۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: إذا أفطر في رمضان ثم طلعت الشمس، ح: ۱۹۵۹ من حديث أبي أسامة به.

۱۴- کتاب الصیام روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

فِي رَمَضَانَ فِي غَيْمٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ. قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: قُلْتُ لِهَشَامٍ: أَمَرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: وَبُدَّ مَنْ ذَلِكَ؟

🌅 فائدہ: ایسے روزے کی قضاء کی بابت علماء میں اختلاف ہے تاہم جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں افطار کیے ہوئے روزے کی قضاء واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری ۴/۲۵۵)

(المعجم ۲۴) - بَابُ فِي الْوَصَالِ باب: ۲۴- افطار کیے بغیر مسلسل روزے رکھے جانے کا بیان (النحفة ۲۴)

۲۳۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْوَصَالِ قَالُوا: فَإِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟! قَالَ: «إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَطْعَمُ وَأُسْقَى»

۲۳۶۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزوں میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ بے شک مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔“

🌅 فوائد و مسائل: ① بغیر افطار کیے کئی روز مسلسل روزے رکھنا ”وصال“ کہلاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی نبی ﷺ نے اپنی امت کو اس طرح روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ② نبی ﷺ نے اپنی جو خصوصیت بیان فرمائی ہے اس میں امت میں سے کوئی بھی آپ کا شریک و ہم نہیں ہے۔ جو زاہد اور صوفیا قسم کے لوگ بغیر افطار مسلسل روزے رکھتے ہیں ان کا عمل رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے سراسر خلاف ہے۔

۲۳۶۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ بَكْرَ ابْنَ مُضَرَ حَدَّثَهُمْ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَوَاصِلُوا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ»

۲۳۶۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ (روزوں میں) وصال مت کرو اور جو کوئی وصال کرنا چاہے تو سحر تک کر لے۔“ صحابہ نے کہا: آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں تمہاری طرح نہیں ہوں“ بلاشبہ ایک

۲۳۶۰- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب الوصال، ح: ۱۹۶۲، ومسلم، الصيام، باب النهي عن الوصال، ح: ۱۱۰۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۰۰/۱.

۲۳۶۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب الوصال، ح: ۱۹۶۳ من حديث يزيد بن عبد الله بن الهاد به.

فَلْيُؤْصِلْ حَتَّى السَّحَرِ» قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: «إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، إِنَّ مَجْهَ پلاتا ہے۔“
لی مُطْعَمًا يُطْعِمُنِي وَسَاقِيًا يَسْقِينِي» .

☀ فائدہ: بلاشبہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ ہی کھلانے پلانے والا ہے۔ اور وہ غذا یقیناً روحانی ہوگی۔ اگر کوئی امتی وصال کرنا چاہتا ہے تو سحر تک کر لے۔

(المعجم ۲۵) - باب الْغِيَةِ لِلصَّائِمِ
(التحفة ۲۵)

۲۳۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ عَنِ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» قَالَ أَحْمَدُ: فَهَمَّتْ إِسْنَادُهُ مِنْ أَبِي ذُئْبٍ وَأَفْهَمَنِي الْحَدِيثَ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ أَرَاهُ ابْنَ أَخِيهِ.


۲۳۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے کے چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔“ احمد بن یونس نے کہا: مجھے اس کی سند ابن ابی ذئب نے اور یہ حدیث اس آدمی نے سمجھائی جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا جو غالباً اس کا بھائی تھا۔

☀ فائدہ: اللہ تعالیٰ کو نبی آدم کے کسی عمل کی کوئی حاجت نہیں۔ اس کی اپنی احتیاج کے تحت ہی اسے شرعی امور کا پابند کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان اپنی تمام تر گفتگو اور تمام کاموں میں اپنے آپ کو تمام محرمات سے دور رکھے۔ غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، چغلی نہ کھائے، حرام چیزوں کو فروخت نہ کرے، جب پورا مہینہ آدمی ان چیزوں سے دور رہے تو امید ہے کہ اس کا نفس سال کے بقیہ مہینوں میں بھی ان چیزوں سے اللہ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے گا۔ لیکن انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ بہت سارے روزہ دار رمضان اور غیر رمضان میں کوئی فرق نہیں کرتے، وہی جھوٹ، بے ہودہ گفتگو دھوکہ وغیرہ اپنی عادت کے مطابق جاری رہتا ہے۔ ان کے اوپر رمضان المبارک کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلاشبہ حدیث میں مذکور اعمال روزے کو نہیں توڑتے مگر اس کے اجر و ثواب میں کمی ضرور آ جاتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب کثرت سے ان اعمال کی پروانہ کی جائے تو روزے کا اجر ہی ضائع ہو جائے۔

۲۳۶۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح: ۱۹۰۳ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به.

۲۳۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو کسی قسم کی فحش بات یا جہالت کا کام نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑے یا گالی گلوچ دے تو اسے چاہیے کہ کہہ دے میں روزے سے ہوں میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔“

۲۳۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ، فَإِنْ أَمْرُؤُ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيُقِلْ: إِنِّي صَائِمٌ، إِنِّي صَائِمٌ».


 فوائد و مسائل: ① فحش گوئی اور اعمال جہالت سے مسلمان کو ہر حال میں بچنا چاہیے مگر روزہ دار کو ان سے پرہیز کی بہت زیادہ تاکید ہے۔ چنانچہ زبانی طور پر اپنے مقابل کو بتادے کہ میں روزے سے ہوں اور غلط طرز عمل کو مزید بڑھنے بڑھانے سے باز رہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ یہ بات اپنے دل میں کہے اور اپنے عمل سے ثابت کرے کہ وہ روزے سے ہے۔ لیکن یہ موقف ظاہر نص کے خلاف ہے۔ ⑤ اور روزے کی حالت میں اس ہدایت پر عمل کرنے ہی سے ”روزہ ڈھال“ ہو سکتا ہے۔

باب: ۲۶- روزے دار کا مسواک کرنا

(المعجم ۲۶) - باب السَّوَاكِ لِلصَّائِمِ (التحفة ۲۶)

۲۳۶۴- جناب عبید اللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد (عامر بن ربیعہ) سے روایت کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا حالانکہ آپ روزے سے تھے۔ مسد نے مزید یوں کہا: میں نے آپ کو بے شمار دفعہ (مسواک کرتے) دیکھا۔

۲۳۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ. زَادَ مُسَدَّدٌ: مَا لَا أَعْدُ وَلَا أَحْصِي.

 فوائد و مسائل: ① روزہ رکھ کر مسواک کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ مسواک خواہ تازہ ہو یا خشک ہر طرح سے جائز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تازہ مسواک کی رطوبت کو تھوکنے والی ہوگا جب کہ اس کے ذائقہ کا منہ میں باقی رہ جانا معاف

۲۳۶۳- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب فضل الصوم، ح: ۱۸۹۴ عن القعني به مطولاً، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۱۰/۱، ورواه مسلم، ح: ۱۱۵۱ من طريق آخر عن أبي الزناد به.

۲۳۶۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في السواك للصائم، ح: ۷۲۵ من حديث سفیان الثوري به، وقال: "حسن" * عاصم بن عبيد الله ضعيف.

ہے۔ جہاں تک تو تھ پیٹ کے استعمال کا سوال ہے تو بعض علماء اسے روزے کی حالت میں مکروہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے اس کا حکم بھی مسواک سے مختلف نہیں ہے۔ اگر برش کے استعمال کے دوران میں مسواک کرتے ہوئے یا وضو کرتے ہوئے دانتوں سے معمولی مقدار میں خون نکل آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے (باب سواک الرطب واليابس للصائم) کا عنوان قائم کر کے مندرجہ بالا روایت کو تعلیفاً بیان فرمایا ہے۔ ① دوسری حدیث جس میں ہے کہ روزے دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی طیب ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۸۹۳، وصحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۵۱) تو اس کا مفہوم منہ کو گندہ رکھنا نہیں بلکہ اس میں روزے دار کا اللہ کے ہاں محبوب ہونا بیان ہوا ہے اور یہ کہ اس کے معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے اس کے منہ میں جو نامناسب سی بو پیدا ہو جاتی ہے وہ بھی اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ اور ہر حال اور کیفیت میں منہ کو صاف ستھرا رکھنا مطلوب ہے اور روزہ دار ہر حال میں اللہ کا محبوب ہے۔ ② اس حدیث کی اسنادی بحث کے لیے دیکھیے: ارواء الغلیل، حدیث: ۶۸۔

باب: ۲۷- روزے دار پیاس کی وجہ سے اپنے اوپر پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں مگر ناک میں پانی ڈالنے میں احتیاط کرے اور مبالغہ نہ کرے

(المعجم ۲۷) - باب الصَّائِمِ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ مِنَ الْعَطَشِ وَيَبَالِغُ فِي الاستِنْسَاقِ (التحفة ۲۷)



۲۳۶۵- جناب ابوبکر بن عبد الرحمن کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال اپنے سفر میں صحابہ کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ”دشمن کے مقابلے کے لیے قوت حاصل کرو۔“ اور آپ ﷺ نے خود روزہ رکھا۔ ابوبکر نے کہا: مجھے حدیث بیان کرنے والے نے بتایا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام عرج میں دیکھا آپ روزے سے تھے اور پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈال رہے تھے۔

۲۳۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ النَّاسَ فِي سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ وَقَالَ: «تَقَوُّوا لِعِدْوِكُمْ»، وَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ الَّذِي حَدَّثَنِي: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْعَرَجِ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْحَرِّ.

۲۳۶۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/ ۴۷۵ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۲۹۴، ول بعض الحديث شاهد عند مسلم، ح: ۱۱۱۴.

۱۴۔ کتاب الصیام روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① سفر یا جہاد میں روزہ افطار کرنا افضل ہے۔ ② دوران سفر میں روزہ رکھا بھی جاسکتا ہے۔ ③ گرمی یا پیاس کی بے چینی میں اپنے سر یا جسم پر پانی ڈالنا، غسل کرنا یا گیلا کپڑا اوڑھنا مباح ہے۔ اور ایسے ہی ایر کنڈیشن سے فائدہ حاصل کرنا بھی جائز ہے۔

۲۳۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ بْنِ صَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَالِغٌ فِي الْأَسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».

۲۳۶۶۔ حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(وضو کرتے ہوئے) ناک میں خوب پانی چڑھاؤ سوائے اس کے کہ روزے سے ہو۔“

☀️ فائدہ: روزے کی حالت میں ناک میں دوائی نہیں ڈالی جاسکتی لیکن گردوغبار یا آٹے وغیرہ کی دھول کا اندر چلے جانا معاف ہے۔ خوشبو سونگھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ آنکھ اور کان میں دوا ڈالنا جائز ہے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ: فِي الصَّائِمِ يَحْتَجُّهُمُ (التحفة ۲۸)

باب: ۲۸۔ روزے دار سبکی لگوائے تو.....؟

۲۳۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ يَعْنِي الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۲۳۶۷۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”سبکی لگانے اور لگوانے والا روزہ کھولنے والا ہو گیا۔“

۲۳۶۶۔ تخریج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ۱۴۲، وأخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية مبالغة الاستنشاق للصائم، ح: ۷۸۸، وابن ماجه، ح: ۴۰۷ من حديث يحيى بن سليم به، ورواه النسائي، ح: ۸۷.

۲۳۶۷۔ تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الحجامة للصائم، ح: ۱۶۸۰ من حديث شيبان به، وهو في مسند أحمد: ۱/۶۵۷، وأطراف المسند: ۵/۲۸۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، وابن حبان، ح: ۸۹۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/۴۲۷، ووافقه الذهبي.

روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

قال شَيْبَانٌ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو قَلَابَةَ أَنَّ أَبَا أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ.

شیبان نے اپنی حدیث میں کہا: مجھے ابو قلابہ نے خبر دی، اس کو ابو اسماء الرحبی نے حدیث بیان کی کہ ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خبر دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔



فوائد و مسائل: ① اس باب کی احادیث کو اگلے باب کی احادیث کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس باب کی احادیث یا تو منسوخ ہیں یا کراہت پر محمول ہیں۔ ② شیبان کی سند میں اخبار و تحدیث کی صراحت ہے جبکہ ہشام کی سند میں عنقہ ہے۔

۲۳۶۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ عَنْ يَحْيَى: حَدَّثَنِي أَبُو قَلَابَةَ الْجَرَمِيُّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۳۶۸- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ ایک بار میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔



۲۳۶۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى عَلَى رَجُلٍ بِالْبَيْعِ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي لِثَمَانٍ عَشْرَةَ خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ، فَقَالَ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۲۳۶۹- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع کے قریب ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ سیکنی لگوار ہا تھا جبکہ نبی ﷺ میرا ہاتھ تھامے ہوئے تھے اور رمضان کی اٹھارہ تاریخ تھی آپ نے فرمایا: ”سیکنی لگانے اور لگوانے والا (دونوں) روزہ کھولنے والے ہو گئے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ بِإِسْنَادٍ أَيُّوبَ مِثْلَهُ.

امام ابوداؤد نے کہا: خالد الحذاء نے (بھی) ابو قلابہ سے بسند ایوب روایت کیا ہے۔

۲۳۶۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الحجة للصائم، ح: ۱۶۸۱ من حديث أبي قلابه به، وهو في مسند أحمد: ۵/۲۸۳.

۲۳۶۹- تخریج: [صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۱۲۴، والنسائي في الكبرى، ح: ۳۱۴۱ من حديث أيوب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۶۴، وابن حبان، ح: ۱۹۰۱.

روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۴- کتاب الصیام

۲۳۷۰- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ نبی ﷺ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سیئگی لگانے والا اور لگوانے والا (دونوں) مُفِطِر (روزہ کھولنے والے) ہو گئے۔“

۲۳۷۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مَكْحُولٌ أَنَّ شَيْخًا مِنَ الْحَيِّ، قَالَ عُثْمَانُ فِي حَدِيثِهِ: [مُصَدَّقًا] أَخْبَرَهُ، أَنَّ ثُوبَانَ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَهُ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

۲۳۷۱- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”سیئگی لگانے والا اور لگوانے والا مُفِطِر (روزہ کھولنے والے) ہو گئے۔“

۲۳۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ، عَنْ ثُوبَانَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

امام ابو داؤد کہتے ہیں کہ ابن ثوبان نے بھی اپنے والد سے بسند مکحول اس کی مانند روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ ثُوبَانَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

🌞 فائدہ: [أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ] کے معنی میں امام احمد اور اسحاق بن راہویہ نے ظاہری معنی مراد لیے ہیں کہ ان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کچھ دوسرے اہل علم یہ معنی کرتے ہیں کہ ان کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا۔ گویا اس میں زجر اور کراہت کا مفہوم ہے۔ واللہ اعلم۔ اس دوسرے معنی کی رو سے اس باب کی روایات اور اگلے باب کی روایات جن میں اس کا جواز ہے کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے۔

۲۳۷۰- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي: ۲۶۶/۴ من حديث أبي داود، والنسائي في الكبرى، ح: ۳۱۳۴ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ۲۸۲/۵، ومصنف عبد الرزاق، ح: ۷۵۲۵.

۲۳۷۱- تخریج: [صحیح] انظر الحديث السابق: ۲۳۷۰، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۳۱۳۵ عن محمد بن خالد به.

روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۴- کتاب الصیام

(المعجم ۲۹) - بَابُ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- روزے کی حالت میں سیکنی لگوانے کی رخصت کا بیان

۲۳۷۲- عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سیکنی لگوائی۔

۲۳۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

امام ابو داؤد نے کہا: اس روایت کو وہیب بن خالد نے ایوب سے اپنی سند سے اسی کے مثل روایت کیا ہے، نیز جعفر بن ربیعہ اور ہشام بن حسان عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَيُّوبَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَجَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَهَشَامُ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

۲۳۷۳- مقسم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے اور احرام کی حالت میں سیکنی لگوائی ہے۔

۲۳۷۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ.

🌞 موطأ: الفاظ حدیث محل نظر ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل حدیث: ۹۳۲)

۲۳۷۴- جناب عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ پر شفقت فرماتے ہوئے انہیں سیکنی لگوانے اور روزوں میں وصال کرنے سے منع کیا مگر آپ نے ان دونوں کو حرام نہیں کیا۔ آپ ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ

۲۳۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَاسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ

۲۳۷۲- تخریج: أخرجه البخاري، الطب، باب: آية ساعة يحتجم، ح: ۵۶۹۴ عن أبي معمر به.

۲۳۷۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء من الرخصة في ذلك، ح: ۷۷۷ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وقال: "حسن صحيح" وسنده ضعيف، انظر: ۱۶۷۴، ۱۸۹۸، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ۱۸۳۵ وغيره * يزيد ضعيف، والحديث السابق: ۲۳۷۲ يغني عنه.

۲۳۷۴- تخریج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ۴/ ۳۱۴، وللحديث شواهد كثيرة * سفيان الثوري عن عن.

۱۴- کتاب الصيام روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

اللہ ﷻ نہی عن الْحِجَامَةِ وَالْمُوَاصَلَةِ وَلَمْ يُحَرِّمُھُمَا إِنْقَاءَ عَلٰی أَصْحَابِہِ، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰہِ! إِنَّكَ تُوَاصِلُ إِلَى السَّحْرِ، فَقَالَ: «إِنِّي أَوَاصِلٌ إِلَى السَّحْرِ وَرَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي».

کے رسول! آپ تو حرکت وصال کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”میں حرکت وصال کرتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔“

☀ فائدہ: غالباً شواہد ہی کی بنیاد پر بعض حضرات نے اس حدیث کو صحیح بھی کہا ہے۔

۲۳۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم روزے دار کو سبکی اس لیے نہیں لگوانے دیتے تھے کہ کہیں اسے مشقت نہ ہو۔

قال: قال أنس: مَا كُنَّا نَدْعُ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ إِلَّا كَرَاهِيَةَ الْجَهْدِ.

☀ فائدہ: یعنی سبکی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، صرف اندیشہ ہوتا ہے کہ ضعف کی بنا پر اسے پریشانی ہوگی۔ لہذا کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ فِي الصَّائِمِ
يَحْتَلِمُ نَهَارًا فِي رَمَضَانَ (التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- روزے دار کو رمضان میں دن کے وقت احتلام ہو جائے تو.....؟

۲۳۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُفْطِرُ مَنْ قَاءَ وَلَا مَنْ اِخْتَلَمَ وَلَا مَنْ اِخْتَجَمَ».

۲۳۷۶- ایک صحابی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے قے آجائے یا (نیند میں) احتلام ہو جائے یا جو سبکی لگوائے، تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔“

☀ فائدہ: یہ روایت معنی صحیح ہے، یعنی صحیح روایات سے اس میں بیان کردہ باتیں ثابت ہیں۔ تاہم قصداً قے کرنے

۲۳۷۵- تخریج: [إسناده صحيح] رواه البخاري، ح: ۱۹۴۰ من حديث ثابت به بغير هذا اللفظ.

۲۳۷۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۲۲۰/۴ من حديث أبي داود به * رجل من أصحاب زيد بن أسلم لم أعرفه، وله شواهد ضعيفة عند الدارقطني: ۱/۱۸۳، ح: ۲۲۳۷.

سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر بغیر قصد کے قے آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اسی طرح جاگتے ہوئے منی کا انزال ہو جائے خواہ مشقت زنی سے ہو یا بیوی سے جماع کرنے سے یا اس سے لپٹنے یا بوسہ لینے کی وجہ سے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ: فِي الْكُحْلِ عِنْدَ النَّوْمِ لِلصَّائِمِ (التحفة ۳۱)

باب: ۳۱- روزے دار سوتے وقت سرمہ استعمال کرے تو.....؟

۲۳۷۷- حَدَّثَنَا الثَّقَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ هُوْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ أَمَرَ بِالْإِثْمِدِ الْمُرْوُوحِ عِنْدَ النَّوْمِ وَقَالَ: «لِيَتَّقِيَ الصَّائِمُ».

۲۳۷۸- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ

۲۳۷۷- عبد الرحمن بن نعمان اپنے والد سے وہ دادا سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے حکم دیا کہ سوتے وقت کستوری ملا سرمہ استعمال کیا جائے اور فرمایا: ”روزہ دار اس سے پرہیز کرے۔“

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ مجھے امام یحییٰ بن معین نے کہا یہ سرمے والی حدیث منکر ہے۔

مَعِين: هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ يَعْنِي حَدِيثَ الْكُحْلِ.

۲۳۷۸- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ

۲۳۷۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۸- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ

۲۳۷۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۸- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ

۲۳۷۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۸- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ

۲۳۷۷- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۸- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْبَةَ أَبِي مُعَاذٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

۲۳۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُخَرَّمِيُّ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ

۱۴- کتاب الصیام روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

لِلصَّائِمِ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ يُرَخِّصُ أَنْ يَكْتَحِلَ تھے کہ روزے دار ایسا کو بطور سرمہ استعمال کرے۔
الصَّائِمِ بِالصَّيْرِ.

🌞 فائدہ: روزے کی حالت میں آنکھ میں سرمہ لگانا دوا ڈال لینا جائز ہے۔

(المعجم ۳۲) - باب الصَّائِمِ يَسْتَقِيءُ
عامداً (التحفة ۳۲) باب: ۳۲- روزے دار جان بوجھ کر قے
کرے تو؟

۲۳۸۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى
ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ
صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإِنْ اسْتَقَاءَ
فَلْيَقْضِ».

۲۳۸۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی کو قے آجائے جبکہ
وہ روزے سے ہو تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے، لیکن اگر وہ
قصداً قے کرے تو قضا ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيْضًا حَفْصُ بْنُ
غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ مِثْلَهُ.

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حفص بن
غیاث نے بھی ہشام سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت معنی صحیح ہے اسی لیے بعض حضرات نے اسے صحیح کہا ہے۔

۲۳۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا
الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيَى: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ
ابْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ

۲۳۸۱- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول
اللہ ﷺ نے قے کی اور روزہ توڑ ڈالا۔ (معدان کہتے
ہیں کہ) پھر حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے
دمشق کی مسجد میں میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان

۲۳۸۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء فيمن استقاء عمدًا، ح: ۷۲۰، وابن
ماجه، ح: ۱۶۷۶ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، وابن حبان، ح: ۹۰۷،
والحاكم: ۴۲۶/۱، ۴۲۷، على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * هشام بن حسان مدلس وعنعن، وللحديث طرق
ضعيفة، وروى البيهقي ۲۱۹/۴، وابن أبي شيبة ۳۸/۳، ح: ۹۱۸۸ بأسانيد صحيحة عن ابن عمر قال: "من ذرعه
القيء فلا قضاء عليه ومن استقاء فعليه القضاء".

۲۳۸۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من القيء والرعاف،
ح: ۸۷ من حديث عبدالوارث به، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۴۲۶/۱، ووافقه الذهبي.

سے کہا: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور روزہ توڑ ڈالا تھا۔ کہا کہ انہوں نے صحیح کہا ہے اور میں نے ہی آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی انڈیلا تھا۔

ابن ہشام أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: حَدَّثَنِي مَعْدَانُ ابْنُ طَلْحَةَ، أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاءَ فَأَفْطَرَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَنِي: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاءَ فَأَفْطَرَ. قَالَ: صَدَقَ، وَأَنَا صَبَّيْتُ لَهُ وَضُوءَهُ.

☀️ فائدہ: عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے بخلاف اس کے کہ از خود قے آئے۔ خود بخود قے آنے سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ قضا لازم آتی ہے۔

باب: ۳۳- روزے کی حالت میں بوسہ لینا

(المعجم ۳۳) - باب الْقَبْلَةِ لِلصَّائِمِ
(التحفة ۳۳)

۲۳۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے اور روزے کی حالت میں بیوی کے ساتھ لیٹ بھی جاتے تھے لیکن آپ اپنے جذبات پر خوب ضبط رکھنے والے تھے۔

۲۳۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَلَكِنَّهُ كَانَ أَمْلَكَ لِأَرْبِهِ.

۲۳۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ ماہ رمضان میں (بیویوں کا) بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

۲۳۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ.

۲۳۸۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته، ح: ۶۵/۱۱۰۶ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الصوم، باب المباشرة للصائم، ح: ۱۹۲۷ من حديث إبراهيم النخعي به.

۲۳۸۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصوم، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة ... الخ، ح: ۶۵/۱۱۰۶ من حديث أبي الأحوص به.



روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۱۴- کتاب الصیام

۲۳۸۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول

۲۳۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:

اللہ ﷺ میرا بوسہ لیا کرتے تھے جبکہ آپ روزے سے ہوتے اور میں بھی۔

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ الْقُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْبَلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأَنَا صَائِمَةٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات صحیح احادیث میں بھی بیان ہوئی ہے اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ میاں بیوی کے لیے روزے کی حالت میں بوس و کنار جائز ہے مگر لازمی ہے کہ اپنے جذبات پر ضبط رکھنے والے ہوں۔ اگر حد سے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس عمل سے بچنا لازمی ہے۔ ② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے ان مخفی امور کو ذکر کرنا شرعی ضرورت کی بنا پر ہے۔ اور نبی ﷺ کے کثرت ازدواج کی ایک حکمت یہ بھی رہی ہے کہ زوجین اور اندرون خانہ کی شرعی زندگی امت کے سامنے آئے اور ان کیلئے ہدایت اور اسوہ ثابت ہو۔ اگر یہ حقائق بیان نہ ہوتے تو دین کا بڑا حصہ ہم سے اوجھل رہتا اور بڑی آزمائش ہوتی۔

۲۳۸۵- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

۲۳۸۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ:

میں نے خوشی میں آکر (بیوی کا) بوسہ لے لیا جبکہ میں روزے سے تھا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آج ایک بہت بڑا کام کر بیٹھا ہوں کہ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بھلا اگر تم روزے کی حالت میں کئی کر لو تو؟“ عیسیٰ بن حماد کی روایت میں ہے۔ میں نے کہا: کوئی حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔“

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: هَشِشْتُ فَقَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَنَعْتُ الْيَوْمَ أَمْرًا عَظِيمًا، قَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ. قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ مَضَمَضْتُ مِنَ الْمَاءِ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟». قَالَ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ فِي حَدِيثِهِ قُلْتُ: لَا

۲۳۸۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۷۹/۶ من حديث سفیان الثوري، والنسائي في الكبرى، ح: ۳۰۵۰ من حديث سعد بن إبراهيم به * الثوري عن عن، وحديث النسائي في الكبرى: ۳۰۷۴، ۳۰۷۵ يغني عنه.

۲۳۸۵- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲۱/۱، والنسائي في الكبرى، ح: ۳۰۴۸ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۹۹، وابن حبان، ح: ۹۰۵، والحاكم: ۴۳۱/۱ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

۱۴- کتاب الصیام

روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

بَأْسَ بِهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا، قَالَ: «فَمَه».

(المعجم ۳۴) - باب الصَّائِمِ يَلْعُ الرِّيقُ (التحفة ۳۴)

باب: ۳۴- روزہ دار لعاب نکل جائے

۲۳۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ الْعَبْدِيُّ عَنْ مِصْدَعِ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبُلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَيَمُصُّ لِسَانَهَا.

۲۳۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ان کا بوسہ لے لیتے جبکہ وہ روزے سے ہوتے اور ان کی زبان چوستے۔

[قال ابن الأعرابي: بلغني عن أبي داود أنه قال: هذا الإسناد ليس بصحيح]

ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ مجھے امام ابوداؤد سے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ سند صحیح نہیں ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے اس میں بیان کردہ بات (زبان کا چوسنا) صحیح نہیں ہے۔ البتہ روزے کی حالت میں بوسہ لینا ثابت ہے۔ روزہ دار اگر کسی غیر کا لعاب چوسے اور نگل لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(المعجم ۳۵) - باب كَرَاهِيَتِهِ لِلشَّابِّ (التحفة ۳۵)

۲۳۸۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ يَعْنِي الزُّبَيْرِيَّ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ؟، فَرَخَّصَ لَهُ، وَأَنَّهُ آخَرُ فَسَأَلَهُ فَتَهَا، فإِذَا الَّذِي رَخَّصَ لَهُ شَيْخٌ، وَالَّذِي نَهَاهُ شَابٌّ.

۲۳۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ روزہ دار شخص بیوی کے ساتھ لیٹے یا نہ؟ آپ نے اس کو اجازت دی۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے بھی آپ سے یہی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کو منع فرما دیا۔ دراصل آپ ﷺ نے جس کو اجازت دی وہ بوڑھا تھا اور جس کو منع فرمایا وہ جوان تھا۔



۲۳۸۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۲۳/۶، وابن خزيمة في صحيحه، ح: ۲۰۰۳ من حديث محمد بن دينار به، وهو صدوق لكنه اختلط في آخر عمره، وباقي السند حسن.

۲۳۸۷- تخریج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۴/۲۳۱، ۲۳۲ من حديث أبي داود به * الأعرج هو أبو مسلم الكوفي، وللحديث شاهد عند البيهقي.

۱۴- کتاب الصیام روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

☀ فائدہ: بوڑھے کے جذبات چونکہ قابل ضبط ہوتے ہیں اس لیے اس کو اجازت دے دی گئی مگر جوان کے لیے ضبط مشکل ہوتا ہے اس لیے اس کو اجازت نہیں دی۔ لہذا اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ بوس و کنار سے بات جماع تک پہنچ جائے گی یا انزال ہو جائے گا تو دور رہے۔ اور اگر انزال ہو جائے تو قضا واجب ہوگی۔

(المعجم ۳۶) - باب مَنْ أَصْبَحَ جُنْبًا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ۳۶)

باب ۳۶- جو کوئی رمضان میں صبح کو جنبی ہو کر اٹھے

۲۳۸۸- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَذْرَمِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ، عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَي النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قَالَتَا : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنْبًا - قَالَ عَبْدُ اللَّهِ الْأَذْرَمِيُّ فِي حَدِيثِهِ : فِي رَمَضَانَ - مِنْ جَمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ .

۲۳۸۸- امہات المؤمنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ صبح کو جنبی ہو کر اٹھتے..... عبد اللہ اذرمی نے اپنی روایت میں کہا کہ رمضان میں..... جماع کی بنا پر نہ کہ احتلام سے اور پھر روزہ رکھ لیتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَا أَقَلَّ مَنْ يَقُولُ هَذِهِ الْكَلِمَةَ يَعْنِي يُصْبِحُ جُنْبًا فِي رَمَضَانَ وَإِنَّمَا الْحَدِيثُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصْبِحُ جُنْبًا وَهُوَ صَائِمٌ .

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ [يُصْبِحُ جُنْبًا فِي رَمَضَانَ] کا لفظ بہت کم راوی ذکر کرتے ہیں۔ (صحیح) حدیث کے لفظ یہ ہیں: [أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصْبِحُ جُنْبًا وَهُوَ صَائِمٌ] ”نبی ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کرتے اور آپ روزہ رکھے ہوئے ہوتے۔“

☀ فائدہ: فجر صادق کی ابتدائی ساعات میں انسان اگر جنابت کی حالت میں روزے کی ابتدا کرے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے کہ بروقت غسل کر کے نماز میں شریک ہو جائے مگر بلا عذر شرعی اپنی اس کیفیت کو طول دینا ناجائز اور روزے میں عیب ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے یہی مسئلہ ہے۔

۲۳۸۸- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح: ۷۸/۱۱۰۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۲۸۹، ۲۹۰، وللحديث لون آخر عند البخاري، ح: ۱۹۳۵، ۱۹۲۶ .

روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

۲۳۸۹- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا جبکہ آپ دروازے پر کھڑے تھے: اے اللہ کے رسول! میں بحالت جنابت صبح کرتا ہوں اور روزہ بھی رکھنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بھی (بعض اوقات) صبح کو جنابت کی حالت میں اٹھتا ہوں اور روزے کا ارادہ ہوتا ہے تو غسل کر لیتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔“ وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ تو ہماری مانند نہیں ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کی اگلی پچھلی تمام تقصیرات معاف فرمائی ہوئی ہیں۔ اس پر آپ غضبناک ہو گئے اور فرمایا: ”قسم اللہ کی! میں یقیناً تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور اتباع کے لائق اعمال سے بہت زیادہ آگاہ ہوں۔“

۲۳۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ يَعْنِي الْقَعْنَبِيَّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي يُوسُفَ مَوْلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ وَقَفَ عَلَى الْبَابِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصْبِحُ جُنْبًا وَأَنَا أُرِيدُ الصَّيَامَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَأَنَا أَصْبِحُ جُنْبًا وَأَنَا أُرِيدُ الصَّيَامَ فَأَغْتَسِلُ وَأَصُومُ»، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا، قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّبِعُ».

☀ فائدہ: اللہ کی انتہائی خشیت اور اس کے دین کی معرفت کا تقاضا بھرپور عمل اور کامل احتیاط ہے۔ پھر نبی ﷺ سے زیادہ احتیاط کون کر سکتا ہے؟ لہذا اعمال میں آپ ہی کی اقتدا واجب ہے۔ اور آپ ہی امت کے لیے نمونہ ہیں۔ سوائے ان امور کے جن میں آپ کا استثناء ثابت ہے۔

(المعجم ۳۷) - باب كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى أَهْلَهُ فِي رَمَضَانَ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- جو شخص رمضان میں بیوی سے جماع کر بیٹھے تو اس کا کفارہ؟

۲۳۹۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ۲۳۹۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں تو مارا

۲۳۸۹- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح: ۱۱۱۰ من حديث عبد الله بن عبد الرحمن به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۸۹/۱.

۲۳۹۰- تخریج: أخرجه البخاري، كفارات الايمان، باب: يعطي في الكفارة عشرة مساكين قريباً كان أو بعيداً، ح: ۶۷۱۱، ومسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم، ح: ۱۱۱۱ من حديث سفیان ابن عیینة به.

۱۴- کتاب الصیام

مُسَدَّدٌ: قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: هَلَكْتُ، قَالَ: «مَا شَأْنُكَ؟» قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: «فَهَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَطْعِمَ سِتِينَ مِسْكِينًا؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «اجْلِسْ»، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلٌ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنِّي، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ ثَنَائِيَاهُ، قَالَ: «فَاطْعِمَهُ إِيَّاهُمْ»، وَقَالَ مُسَدَّدٌ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: أَتَيْنَاهُ.

روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

گیا۔ آپ نے پوچھا: ”کیا ہوا؟“ اس نے کہا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہمستر ہو بیٹھا ہوں..... آپ نے پوچھا: ”کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ایک گردن آزاد کر سکے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو ہمت رکھتا ہے کہ دو ماہ متواتر روزے رکھے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے طاقت ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ چنانچہ نبی ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا۔ اس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”ان کو صدقہ کر دو۔“ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مدینے کی دونوں پتھریلی زمینوں کے مابین ہم سے زیادہ اور کوئی فقیر نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے اگلے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”گھروالوں ہی کو کھلا دو۔“

مسدد نے اپنی روایت میں کہا کہ آپ کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے۔

۲۳۹۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ. زَادَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا رُخْصَةً لَهُ خَاصَّةً فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ.

۲۳۹۱- جناب زہری نے یہ حدیث اسی مذکورہ معنی میں بیان کی اور مزید کہا: یہ ایسی آدمی کے لیے رخصت تھی آج اگر کوئی یہ کام کر بیٹھے تو کفارے سے چارہ نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ

امام ابوداؤد نے کہا: اس روایت کو لیث بن سعد

۲۳۹۱- تخریج: أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب من أعان المعسر في الكفارة، ح: ۶۷۱۰ من حديث معمر به، ومسلم، انظر الحديث السابق، من حديث عبد الرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ۷۴۵۷.

وَالْأَوْزَاعِيُّ وَمَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ وَعِرَاكُ
ابْنُ مَالِكٍ، عَلَى مَعْنَى ابْنِ عُيَيْنَةَ. زَادَ
فِيهِ الْأَوْزَاعِيُّ: «وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ».

۲۳۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ
رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أَوْ يَصُومَ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ أَوْ يُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا. قَالَ لَا
أَجِدُ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اجْلِسْ»،
فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ:
«خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ». فَقَالَ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ! مَا أَحَدٌ أَحْوَجَ مِنِّي - فَصَحَّكَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْبَابُهُ، وَقَالَ لَهُ:
«كُلْهُ».



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ
الزُّهْرِيِّ عَلَى لَفْظِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا
أَفْطَرَ، وَقَالَ فِيهِ: أَوْ تُعْتِقَ رَقَبَةً، أَوْ
تَصُومَ شَهْرَيْنِ أَوْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا.



فوائد ومسائل: ① رمضان کے دن میں جماع کرنے سے مندرجہ بالا تین کفارات میں سے ترتیب وار ایک
لازم آتا ہے۔ یعنی اولاً گردن آزاد کرنا یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں
کو کھانا کھلانا۔ اور استغفار سے کسی صورت غافل نہ ہو۔ اور جمہور علماء کا کہنا ہے کہ یہ کفارہ صرف جماع کی بنا پر آتا ہے
نہ کہ کسی اور صورت میں روزہ توڑنے پر۔ جبکہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں

روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل
اوزاعی، منصور بن معتمر اور عراق بن مالک نے سفیان
بن عیینہ کی مانند بیان کیا۔ اوزاعی نے اپنی روایت میں
یہ زیادہ کیا: ”اور اللہ سے استغفار بھی کر۔“

۲۳۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک
آدمی نے رمضان میں روزہ توڑ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے
اسے حکم دیا کہ ایک گردن آزاد کرے یا دو ماہ متواتر
روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے
کہا: میں (کسی کی بھی) طاقت نہیں رکھتا۔ تو رسول اللہ
ﷺ نے اس سے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ پھر آپ کے پاس
ایک ٹوکرا لایا گیا، اس میں کھجوریں تھیں، آپ نے فرمایا:
”یہ لے جاؤ اور صدقہ کرو۔“ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے
رسول! مجھ سے بڑھ کر اور کوئی محتاج نہیں ہے۔ تو آپ
ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے
اور اس سے فرمایا: ”جاؤ کھاؤ۔“

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ ابن جریر نے زہری سے
بالفاظ امام مالک روایت کیا اور کہا کہ ”ایک آدمی نے
روزہ توڑ لیا۔“ اور آپ نے اس سے فرمایا: ”یا تو ایک
گردن آزاد کرو یا دو ماہ روزے رکھو یا ساٹھ مسکینوں کو
کھانا کھلاؤ۔“

روزہ توڑنے پر مذکورہ کفارہ واجب کرتے ہیں۔ ④ یہ کفارہ ادا کرنے میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے کے عذر پر دوسرا اور پھر تیسرا کفارہ بتایا ہے۔ ⑤ مساکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں ساٹھ کا عدد پورا کیا جائے نہ کہ چند مساکین کو مختلف اوقات میں کھلا کر عدد پورا کرے۔ ⑥ اس واقعہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کا رجحان ہے کہ مذکورہ صحابی کو فقر کی بنا پر کفارہ معاف فرما دیا تھا جبکہ دیگر کہتے ہیں کہ کفارہ کو وسعت پانے تک مؤخر کیا گیا تھا بالکل معاف نہیں فرمایا تھا۔ واللہ اعلم۔

۲۳۹۳- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَأَتَيْتُ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَدَرُ خَمْسَةِ عَشَرَ صَاعًا وَقَالَ فِيهِ: «كُلُّهُ أَنْتَ وَأَهْلُ بَيْتِكَ وَصُمْ يَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ».

۲۳۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا جس نے رمضان کے دن میں روزہ توڑ لیا تھا اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ راوی نے کہا: پھر آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا اس میں کھجور تھی تقریباً پندرہ صاع..... اس روایت میں ہے..... آپ نے اس سے فرمایا: ”تو اور تیرے گھر والے یہ کھالیں اور تو ایک دن کا روزہ رکھ اور اللہ سے استغفار کر۔“

🌞 فوائد و مسائل: روزہ توڑنے پر قضا ادا کرنا واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول ہے کہ اگر دو ماہ روزے رکھے تو قضا ادا کرنا نہیں ہے لیکن گردن آزاد کرانے یا مساکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں قضا ادا کرنا واجب ہے۔

۲۳۹۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَبَّادَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ

۲۳۹۴- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رمضان میں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس مسجد میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو جل گیا، نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا ہوا؟“ اس نے کہا: میں نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”صدقہ کرو۔“ کہنے لگا: اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی چیز نہیں اور

۲۳۹۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۱۹۰/۲ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۹۵۲، وللحديث شواهد كثيرة جداً * الزهري عنعن.

۲۳۹۴- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم... الخ، ح: ۱۱۱۲ من حديث عبدالله بن وهب به، وعلقه البخاري، الحدود، باب من أصاب ذنباً دون الحد... الخ، ح: ۶۸۲۲ من حديث عمرو بن الحارث به.

۱۴- کتاب الصیام

روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

نہ میری یہ ہمت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ وہ بیٹھ گیا۔ وہ اسی حالت میں تھا کہ ایک آدمی اپنا گدھا چلاتے ہوئے آیا اس پر طعام تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہاں ہے وہ جو ابھی کہہ رہا تھا میں جل گیا؟“ وہ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ صدقہ کر دو۔“ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا (اپنے علاوہ) دوسروں پر؟ قسم اللہ کی! ہم بھوکے ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”(جاؤ) کھا لو۔“

بِسْمِ اللَّهِ تَقُولُ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! احْتَرَقْتُ فَسَأَلُهُ النَّبِيُّ ﷺ «مَا شَأْنُكَ؟» فَقَالَ: أَصَبْتُ أَهْلِي؟ قَالَ: «تَصَدَّقْ» قَالَ: وَاللَّهِ! مَا لِي شَيْءٌ وَلَا أَقْدَرُ عَلَيْهِ، قَالَ: «اجْلِسْ» فَجَلَسَ، فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ أَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَتَيْنَ الْمُحْتَرِقُ أَيْفًا؟» فَقَامَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَصَدَّقْ بِهَذَا»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَلَى غَيْرِنَا؟ فَوَاللَّهِ! إِنَّا لَجِيَاعٌ مَا لَنَا شَيْءٌ؟ قَالَ: «كُلُوهُ».



فائدہ: یہ دین و تقویٰ اور خشیت کا اثر تھا کہ یہ صحابی اس گناہ کو اپنے لئے حل جانے یا ہلاک ہونے سے تعبیر کر رہا تھا۔

۲۳۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: عباد بن عبد اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا اس میں بیس صاع (کھجور) تھی۔
۲۳۹۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَائِشَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: فَأَتَيْتِي بِعَرَقٍ فِيهِ عِشْرُونَ صَاعًا.

فائدہ: گزشتہ حدیث: ۲۳۹۳ میں بیان کردہ مقدار پندرہ صاع ہی صحیح ہے۔

(المعجم ۳۸) - باب التَّغْلِيظِ فِيمَنْ أَفْطَرَ عَمْدًا (التحفة ۳۸)

باب: ۳۸- عمد آروزہ توڑ دینے کی برائی

۲۳۹۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ

۲۳۹۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول

۲۳۹۵- تخریج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق؟

۲۳۹۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في الإفطار متعمداً، ح: ۷۲۳ من حديث

اللہ ﷻ نے فرمایا: ”جو شخص رمضان میں روزہ توڑ دے بغیر کسی رخصت کے جو اللہ نے دی ہے تو زمانہ بھر کے روزے بھی اس کی تلافی نہیں کر سکیں گے۔“

قال: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ ابْنِ مَطْوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ - قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: عَنْ أَبِي الْمُطَّوْسِ - عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ رُخْصَةٍ رَخَّصَهَا اللَّهُ لَهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامَ الدَّهْرِ».

۲۳۹۷- عمارہ بن عمیر نے ابن مطوس سے روایت کیا اور کہا: میں ابن مطوس سے ملا تو اس نے مجھے اپنے والد سے اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے حدیث بیان کی جیسے کہ ابن کثیر اور سلیمان کی روایت (اوپر مذکور ہوئی) ہے۔

۲۳۹۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ ابْنِ الْمُطَّوْسِ قَالَ: فَلَقِيتُ ابْنَ الْمُطَّوْسِ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ كَثِيرٍ وَسُلَيْمَانَ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ سفیان اور شعبہ کے شاگرد ان سے بیان کرنے میں مختلف ہیں۔ کچھ ”ابن مطوس“ کہتے ہیں اور کچھ ”ابو مطوس“۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اخْتَلَفَ عَلَى سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْهُمَا ابْنُ الْمُطَّوْسِ وَأَبُو الْمُطَّوْسِ.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اور اوپر حدیث: ۲۳۹۲ کے فائدہ میں گزرا ہے کہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں روزہ توڑ دینے پر کفارہ لازم گردانتے ہیں اور ان کا مستدل گزشتہ باب کی حدیث ہے جبکہ دیگر ائمہ مذکورہ کفارہ کو صرف جماع سے خاص گردانتے ہیں۔ اور اصحاب الحدیث (محدثین) کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

«حبیب بن ابی ثابت بہ، و ذکر کلاماً * أبوالمطوس لین الحديث، وأبوہ مجهول (تقریب)».

۲۳۹۷- تخریج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق: ۲۳۹۶، وهو في مسند أحمد: ۲/ ۴۷۰.

(المعجم ۳۹) - باب مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا

باب: ۳۹- جو کوئی بھول کر کھاپی لے

(التحفة ۳۹)

۲۳۹۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۳۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَحَبِيبٍ وَهَشَامٍ،

ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

کے رسول! میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بھول کر کھاپی

قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:

بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ نے تمہیں کھلایا اور پلایا

يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَكَلْتُ وَشَرِبْتُ نَاسِيًا

ہے۔“

وَأَنَا صَائِمٌ، فَقَالَ: «أَطْعَمَكَ اللَّهُ

وَسَقَاكَ».

فائدہ: بھول کر کھاپی لے تو معاف ہے۔ روزے میں کوئی فرق نہیں پڑتا بغیر کسی شک و شبہ کے روزہ پورا کرنا

چاہیے۔ اور یہ اللہ کا فضل و کرم ہے کہ اس کیفیت کو یوں تعبیر فرمایا کہ ”اللہ نے تمہیں کھلایا اور پلایا ہے۔“

(المعجم ۴۰) - باب تَأْخِيرِ قَضَاءِ

باب: ۴۰- رمضان کی قضا کرنے میں

رَمَضَانَ (التحفة ۴۰)

۲۳۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۲۳۹۹- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،

مجھ پر رمضان کے روزے باقی ہوتے اور میں ان کی قضا

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ

نہ کر پاتی تھی کہ شعبان آجاتا۔

عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ

مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ حَتَّى

يَأْتِيَ شَعْبَانُ.

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغولیت کے باعث انہیں موقع نہیں ملتا تھا کہ روزے رکھ

۲۳۹۸- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيًا، ح: ۱۹۳۳، ومسلم، الصيام،

باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر، ح: ۱۱۵۵ من حديث هشام به مختصرًا دون قصة الرجل.

۲۳۹۹- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب متى يقضى قضاء رمضان؟، ح: ۱۹۵۰، ومسلم، الصيام، باب

جواز تأخير قضاء رمضان ما لم يحيى، رمضان آخر... الخ، ح: ۱۱۴۶ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو

في الموطأ (يحيى) ۳۰۸/۱.

۱۴- کتاب الصیام روزوں سے متعلق دیگر احکام و مسائل

سکین حتی کہ شعبان آجاتا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کثرت سے روزے رکھتے تھے تو انہیں بھی قضا کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ ⑤ اس یقین پر کہ روزے کی قضا کرنے کا موقع مل جائے گا تاخیر کرنا مباح ہے۔ ⑥ شوہر کی خدمت کا اہتمام کرنا بیوی کے فرائض میں شامل ہے۔ ⑦ اگر رمضان آجائے اور قضا نہ کر سکے تو رمضان کے بعد قضا کرے۔ اس صورت میں کچھ صحابہ و تابعین وغیرہم کا قول ہے کہ قضا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے اور کچھ کہتے ہیں کہ سوائے قضا کرنے کے اور کچھ لازم نہیں ہے۔

(المعجم ۴۱) - **بَابُ: فِيمَنْ مَاتَ**
وَعَلَيْهِ صِيَامٌ (التحفة ۴۱)
باب: ۴۱- جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے
ذمے روزے باقی ہوں

۲۴۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے رہتے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔“
۲۴۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ».

امام ابوداؤد نے کہا: یہ مسئلہ نذر کی صورت میں ہے اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے۔
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا فِي النَّذْرِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ.

۲۴۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا مَرِضَ الرَّجُلُ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ يَصِحَّ أَطْعَمَ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ قِضَاءٌ، وَإِنْ نَذَرَ قَضَى عَنْهُ وَلِيُّهُ.

۲۴۰۰- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ج: ۱۱۴۷ من حديث ابن وهب، والبخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ج: ۱۹۵۲ من حديث عمرو بن الحارث به.
۲۴۰۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ج: ۷۶۳۰ عن سفیان الثوري به، ولم أجد تصريح سماعه.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① عام اصحاب الحدیث اس بات کے قائل ہیں کہ میت پر روزے باقی ہوں تو اس کا ولی روزے رکھے۔ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ فرائض میں کوئی کسی کا نائب نہیں ہو سکتا۔ مریض نے اگر عداً تقصیر نہیں کی اور وہ فوت ہو گیا ہو تو ولی پر کچھ لازم نہیں، صرف کھانا کھلا دے۔ لیکن ”نذر“ کا معاملہ اس لیے سخت ہے کہ اسے انسان نے از خود اپنے اوپر لازم کیا ہوتا ہے اسی وجہ سے اسے ”اللہ کے قرض“ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

(المعجم ۴۲) - باب الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ
(التحفة ۴۲)

باب: ۴۲- سفر میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

۲۴۰۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ السلمی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! میں تسلسل سے روزے رکھا کرتا ہوں تو کیا سفر میں روزہ رکھا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”چاہو تو رکھ لو اور اگر چاہو تو افطار کر لو۔“

۲۴۰۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ أُسْرِدُ الصَّوْمَ أَفْأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ».

☀️ **فائدہ:** جس سفر میں نماز قصر کرنا جائز ہے۔ اس میں مسافر کے لیے روزہ چھوڑنا بھی جائز ہے، خواہ سفر پیدل ہو یا سواری پر اور سواری خواہ گاڑی ہو یا ہوائی جہاز وغیرہ اور خواہ تھکاوٹ لاحق ہوتی ہو جس میں روزہ مشکل ہو یا تھکاوٹ لاحق نہ ہوتی ہو، خواہ سفر میں بھوک پیاس لگتی ہو یا نہ لگتی ہو۔ کیونکہ شریعت نے اس سفر میں نماز قصر کرنے اور روزہ چھوڑنے کی مطلقاً اجازت دی ہے اور اس میں سواری کی نوعیت یا تھکاوٹ اور بھوک پیاس وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رمضان میں جہاد کے سلسلہ میں آپ کے ساتھ سفر کیا تو بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ اور اس کے بارے میں کسی نے بھی دوسرے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا، البتہ اگر گرمی کی شدت راستہ کی دشواری دوری اور مسلسل سفر کی وجہ سے روزہ میں تکلیف ہو تو پھر مسافر کے لیے تاکید کے ساتھ حکم یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ہم میں سے بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا، روزہ نہ رکھنے والے ہشاش بشاش تھے اور انہوں نے کام کیا جب کہ روزہ رکھنے والے کمزور ہو گئے تھے اور وہ بعض کام نہ کر سکے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آج تو روزہ نہ رکھنے والوں نے اجر و ثواب حاصل کر لیا۔“ (صحیح البخاری، الجہاد، حدیث: ۲۸۹۰، وصحیح مسلم، الصیام)

۲۴۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصیام، باب التخییر فی الصوم والفطر فی السفر، ح: ۱۱۲۱ من حدیث حماد بن

زید بہ.

حدیث: (۱۱۹) کبھی کسی ہنگامی حالت کی وجہ سے یہ واجب بھی ہو جاتا ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف سفر کیا اور جب ایک جگہ پر آؤ ڈالا تو آپ نے فرمایا: ”تم اپنے دشمن کے بہت قریب ہو گئے ہو اور روزہ چھوڑ دینا تمہارے لیے باعث تقویت ہوگا۔“ یہ ایک رخصت تھی اس لیے ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا اور کچھ نے نہ رکھا، پھر ہم نے جب ایک دوسری منزل پر پڑاؤ ڈالا تو آپ نے فرمایا: ”تمہاری دشمن سے ڈبھیر ہونے والی ہے روزہ نہ رکھنا تمہارے لیے باعث تقویت ہوگا۔ لہذا چھوڑ دو۔“ (صحیح مسلم، الصيام، حدیث: ۱۱۲۰) چونکہ آپ کی طرف سے یہ ایک تاکیدی حکم تھا اس لیے ہم سب نے روزہ چھوڑ دیا، راوی حدیث کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں روزہ رکھے بھی تھے۔ اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں ایک آدمی کو دیکھا جس پر لوگ جمع ہوئے تھے اور اس پر سایہ کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک روزہ دار ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم سفر میں روزہ رکھو۔“ (صحیح مسلم، الصيام، حدیث: ۱۱۱۵) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کر لیا جائے جس طرح وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے۔ (مسند احمد: ۱۰۸/۳) اگر روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر تکلیف ہو تو پھر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(المعجم . . .) [بَابُ النَّاجِرِ يُفْطِرُ]

باب: تا جبر روزہ چھوڑ سکتا ہے

(التحفة . . .)

۲۴۰۳- جناب حمزہ بن محمد بن حمزہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ اس کے والد نے اس کے دادا سے بیان کیا (کہ حمزہ سلمی رضی اللہ عنہ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے سواری کے جانور رکھے ہوئے ہیں۔ میرا کام انہی سے متعلق ہے سفر میں رہتا ہوں جانور کرائے پر چلاتا ہوں اور بسا اوقات یہ رمضان کا مہینہ بھی آ جاتا ہے اور میں اپنے اندر طاقت پاتا ہوں اور جوان ہوں۔ اے اللہ کے رسول! میں روزے مؤخر کرنے کی بجائے رکھ لینا زیادہ آسان سمجھتا ہوں ورنہ میرے ذمے رہ جائیں گے تو اے اللہ کے

۲۴۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْمَدَنِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنِ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ يَذْكُرُ: أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي صَاحِبُ ظَهْرٍ أَعَالِجُهُ أَسَافِرُ عَلَيْهِ وَأُكْرِيه، وَإِنَّهُ رَبَّمَا صَادَفَنِي هَذَا الشَّهْرُ يَعْنِي رَمَضَانَ، وَأَنَا أَجِدُ الْقُوَّةَ، وَأَنَا شَابٌّ، فَأَجِدُ بَأْنَ أَصُومَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَهْوَنَ عَلَيَّ

۲۴۰۳- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۲۴۱ من حديث أبي داود به * محمد بن عبد المجيد وحمزة ابن محمد ومحمد بن حمزة مستورون.

۱۴- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

مِنْ أَنْ أَوْخَرَهُ فَيَكُونَ دَيْنًا أَفْصُومٌ يَارَسُولَ اللَّهِ! أَعْظَمُ لِأَجْرِي أَوْ أَفْطَرُ؟ قَالَ: «أَيُّ ذَلِكَ شِئْتَ يَا حَمْرَةَ».

رسول! مجھے روزہ رکھنے میں زیادہ اجر ہے یا افطار کرنے میں؟ آپ نے فرمایا: ”حمزہ! جو چاہو کر سکتے ہو۔“



فوائد و مسائل: ① یہ باب اور عنوان ابوداؤد کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔ بہر حال اس کا مطلب بھی گزشتہ باب والا ہی ہے یعنی وہ تاجر جو اکثر سفر پر رہتا ہے روزہ چھوڑ سکتا ہے بعد میں ان کی قضا کر لے۔ ② مسئلہ اسی طرح ہے جیسے کہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۲۴۰۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى بَلَغَ عُشْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى فِيهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ، وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ، فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَدْ صَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

۲۴۰۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ مقام عُشْفَانَ پر پہنچ گئے پھر آپ نے برتن منگوا یا اور اسے اپنے منہ کی طرف بلند کیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں (کہ آپ افطار کر رہے ہیں) اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے روزہ رکھا ہے اور چھوڑا بھی سو جو چاہے رکھ لے اور جو چاہے افطار کر لے۔



فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ فتح مکہ کے سفر کا ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے سفر میں صبح کو روزے کی نیت کی ہو تو شرعی عذر سے کسی وقت اگر وہ افطار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

۲۴۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ بَعْضُنَا، وَأَفْطَرَ بَعْضُنَا،

۲۴۰۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا: ہم نے رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا اور کچھ نے نہ رکھا۔ چنانچہ روزے والوں نے چھوڑنے والوں پر یا

۲۴۰۴- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب من أفطر في السفر ليراه الناس، ح: ۱۹۴۸ من حديث أبي عوانة الزواح، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية... الخ، ح: ۱۱۱۳ من حديث منصور به.

۲۴۰۵- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: لم يعب أصحاب النبي ﷺ بعضهم بعضاً في الصوم والإفطار، ح: ۱۹۴۷، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية... الخ، ح: ۱۱۱۸ من حديث حميد الطويل به.

۱۷- کتاب الصیام سفر میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل
فَلَمْ يَعِْبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

۲۴۰۶- قزحہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ وہ لوگوں کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے اور لوگ ان پر جھکے ہوئے تھے۔ میں نے بھیڑ کے چھٹ جانے کا انتظار کیا۔ جب وہ اکیلے ہو گئے تو میں نے ان سے سفر میں رمضان کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ فتح مکہ کے سال ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے روزے رکھے تو ہم بھی رکھتے رہے حتیٰ کہ ایک منزل پر پہنچے تو آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اب اپنے دشمن کے قریب آ گئے ہو اور افطار کرنا تمہارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہے۔“ تو ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا اور کچھ نے افطار کر لیا۔ پھر ہم چلے اور ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم لوگ صبح کو اپنے دشمن کے مقابل آنے والے ہو اور افطار کرنا تمہارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہے سو افطار کر لو۔“ چنانچہ یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تاکید تھا۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یاد ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سے پہلے روزے رکھے ہیں اور بعد میں بھی۔

۲۴۰۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَوَهْبُ بْنُ يَبَّانٍ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، عَنْ قَزَحَةَ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ وَهُوَ يُفْتِي النَّاسَ وَهُمْ مُكْبُونُونَ عَلَيْهِ فَانْتَهَرْتُ خَلْوَتَهُ، فَلَمَّا خَلَا سَأَلْتُهُ عَنْ صِيَامِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي رَمَضَانَ عَامَ الْفَتْحِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُومُ وَنَصُومُ حَتَّى بَلَغَ مَنْزِلًا مِنَ الْمَنَازِلِ فَقَالَ: «إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ»، فَأَصْبَحْنَا، مِنَّا الصَّائِمُ، وَمِنَّا الْمُفْطِرُ. قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا فَتَرَلْنَا مَنْزِلًا، فَقَالَ: «إِنَّكُمْ تُصَبِّحُونَ عَدُوَّكُمْ، وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ فَأَفْطِرُوا» فَكَانَتْ عَزِيمَةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

قال أبو سعيد: ثُمَّ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَصُومُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ ذَلِكَ وَبَعْدَ ذَلِكَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① سفر میں روزے رکھنا یا نہ رکھنا ہر شخص کے احوال اور اس کی اپنی ترجیح پر مبنی ہے۔ ② صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے کہ کون سا ارشاد ترغیب محض ہے اور کون سا عزمیت۔ امر عزمیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کسی بھی طرح روا نہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ استنباط واجتہاد علمائے راہنما کا کام

۲۴۰۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب أجر المفطر في السفر إذا تولى العمل، ح: ۱۱۲۰ من حديث معاوية ابن صالح به.

۱۴- کتاب الصیام ... سفر میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل
ہے۔ فتاویٰ کے لیے انہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو فہم قرآن و سنت کا کامل ملکہ رکھتے ہوں۔

(المعجم ۴۳) - باب اختیَارِ الْفِطْرِ باب: ۴۳- سفر میں افطار کو ترجیح دینا

(التحفة ۴۳)

۲۴۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ :

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
يَعْنِي ابْنَ سَعْدِ بْنِ زُرَّارَةَ ، عَنْ مُحَمَّدٍ
بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ :
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُظَلِّلُ عَلَيْهِ
وَالرَّحَامُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ
الصَّيَامُ فِي السَّفَرِ» .

☀ فائدہ: جو شخص سفر میں روزے کی مشقت کا قائل نہ ہو اور اسے روزے سے اذیت ہوتی ہو تو اس کے لیے افطار
کرنا رائج اور افضل ہے۔ ورنہ خود نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روزہ رکھنا بھی ثابت ہے۔

۲۴۰۸- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ :

حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ الرَّاسِبِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ
سَوَادَةَ الْقُسَيْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٍ
مِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ إِخْوَةَ بَنِي
قُشَيْرٍ : أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَانْتَهَيْتُ ، أَوْ قَالَ : فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ : «اجْلِسْ فَأَصِْبْ
مِنْ طَعَامِنَا هَذَا» ، فَقُلْتُ : إِنِّي صَائِمٌ ،

۲۴۰۸- حضرت انس بن مالک (کعی) سے روایت
ہے اور یہ بنی عبد اللہ بن کعب کے خاندان سے ہیں جو کہ
بنی قشیر کے بھائی تھے..... (انس بن مالک جو نبی ﷺ
کے خادم تھے وہ خزرجی انصاری ہیں.....) (کہا) کہ
رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے ہم پر حملہ کر دیا تو میں
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور (دیکھا کہ) آپ
کچھ تناول فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”آؤ! بیٹھو اور
ہمارے اس طعام میں سے کچھ کھاؤ۔“ میں نے عرض کیا:

۲۴۰۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه واشتد الحر... ح: ۱۹۴۶،
ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفتور في شهر رمضان للمسافر في غير معصية... الخ، ح: ۱۱۱۵ من حديث
شعبة به.

۲۴۰۸- تخریج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في الرخصة في الإفطار للحبلى والمرضع،
ح: ۷۱۵ من حديث أبي هلال الراسي به وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۰۴۴ * ورواه وهيب بن خالد
وغیره عن ابن سواده به.

۱۴- کتاب الصیام ... سفر میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ میں تمہیں نماز اور روزے کے متعلق بتاتا ہوں۔ اللہ نے مسافر سے آدھی نماز اور روزہ معاف فرما دیا ہے اور دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے بھی روزہ معاف کر دیا ہے۔“ قسم اللہ کی! آپ نے ان دونوں کا ذکر فرمایا تھا یا کسی ایک کا۔ بیان کرتے ہیں کہ مجھے (بعد میں) بہت افسوس ہوا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں سے کیوں نہ کھایا۔ (کیونکہ آپ کے ساتھ مل کر کھانا سعادت اور باعث برکت تھا اور روزہ نفل محض۔)

🌞 فوائد و مسائل: مسافر بچہ کو دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لیے رعایت ایک ہی سیاق میں ذکر ہوئی ہے مگر تفصیل میں فرق ہے کہ مسافر کو روزہ معاف ہے مگر قضا کرنا واجب ہے۔ اور مُرُفْعَہ (دودھ پلانے والی) اور حاملہ کی بابت علماء کی چار آراء ہیں جس کی مختصر تفصیل حدیث نمبر: ۲۳۱۸ کے فوائد میں گزری ہے۔ تاہم ان عورتوں کو ایام اقامت میں پوری نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ شرعی عذر (حیض و نفاس) میں نماز بالکل معاف ہے اور اس کی کوئی قضا نہیں۔

(المعجم ۴۴) - باب مِّنْ اخْتَارَ الصَّيَامَ
(التحفة ۴۴)

۲۴۰۹- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک بار سخت گرمی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوے کے لیے روانہ ہوئے۔ گرمی اتنی تھی کہ ہر ایک اپنا ہاتھ یا اپنی ہتھیلی اپنے سر پر رکھے ہوئے تھا۔ اور ہم میں سے رسول اللہ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ کے سوا اور کوئی روزے دار نہ تھا۔

۲۴۰۹- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ أَوْ كَفَّهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ مَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا

۲۴۰۹- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ۱۱۲۲ من حديث الوليد ابن مسلم، والبخاري، الصوم، باب: ۳۵ بعد باب: إذا صام أياماً من رمضان ثم سافر، ح: ۱۹۴۵ من حديث إسماعيل بن عبيد الله به.

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ.

۲۴۱۰- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سَمِعْتُ سِنَانَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ الْهَذَلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حَمُولَةٌ تَأْوِي إِلَى شَيْعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ أَدْرَكَهُ».

۲۴۱۱- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سِنَانَ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَهُ رَمَضَانُ فِي السَّفَرِ فَذَكَرْ مَعْنَاهُ».



ملاحظہ: مذکورہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ قرآن مجید میں صراحت ہے کہ سفر کے دوران میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے بعد میں تضادے۔

(المعجم ۴۵) - بَابُ: مَتَى يُفْطَرُ الْمُسَافِرُ إِذَا خَرَجَ؟ (التحفة ۴۵)

باب: ۳۵- مسافر جب سفر کے لیے نکلے تو کس وقت افطار کرے؟

۲۴۱۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ:

۲۴۱۲- عبید بن جبر کہتے ہیں کہ میں صحابی رسول

۲۴۱۰- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۷۶/۳ عن هاشم بن القاسم أبي النضر به * عبد الصمد بن حبيب ضعيف، ضعفه الجمهور، وحبيب بن عبد الله مجهول.

۲۴۱۱- تخریج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ۷/۵ عن عبد الصمد بن عبد الوارث به، وانظر الحديث السابق: ۲۴۱۰.

۲۴۱۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۹۸/۶ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وأعله ابن خزيمة، ح: ۲۰۴۰ * كليب مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن خزيمة لا أعرفه بعدالة.

حضرت ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ ہم ماہ رمضان میں فسطاط سے کشتی میں سوار ہوئے۔ جب لنگر اٹھالیا گیا تو انہیں ان کا صبح کا کھانا پیش کیا گیا۔ جعفر بن مسافر نے اپنی روایت میں کہا۔ ابھی گھروں سے دور بھی نہ ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنا دسترخواں طلب کیا اور کہا کہ قریب ہو جاؤ۔ میں (عبید) نے کہا: کیا آپ گھروں کو نہیں دیکھ رہے؟ جناب ابوبصرہ نے کہا: کیا تم سنت رسول اللہ ﷺ سے اعراض کرنا چاہتے ہو؟ جعفر نے بیان کیا، چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ؛ ح : وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى الْمَعْنَى : حَدَّثَنِي سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ - زَادَ جَعْفَرُ وَاللَّيْثُ - قَالَ : حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ كُلَيْبَ بْنَ ذُهْلٍ الْحَضْرَمِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ عُبَيْدٍ ، - قَالَ جَعْفَرُ : ابْنُ جَبْرِ - قَالَ : كُنْتُ مَعَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفِينَةٍ مِنَ الْفُسْطَاطِ فِي رَمَضَانَ ، فَرُفِعَ ثَمَّ قُرْبَ عَدَاؤُهُ قَالَ جَعْفَرُ فِي حَدِيثِهِ فَلَمْ يُجَاوِزِ الْبُيُوتَ حَتَّى دَعَا بِالسُّفْرَةِ ، قَالَ : اقْتَرَبْ ، قُلْتُ : أَلَسْتَ تَرَى الْبُيُوتَ ؟ قَالَ أَبُو بَصْرَةَ : أَتَزَعُّبُ عَنْ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟ قَالَ جَعْفَرُ فِي حَدِيثِهِ فَأَكَل .

☀ فائدہ: سفر شروع ہوتے ہی افطار کر لینا جائز ہے۔ گھروں سے دور ہونا کوئی ضروری نہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ گھر ہی میں افطار کر سکتا ہے۔ اٹحق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھے تو افطار کر لے۔

باب: ۴۶- کتنی مسافت کے سفر میں افطار کر سکتا ہے؟

(المعجم ۴۶) - باب قَدَرِ مَسِيرَةِ مَا يُفْطَرُ فِيهِ (التحفة ۴۶)

۲۴۱۳- منصور کلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت دجیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ ایک بار رمضان میں دمشق کی ایک بستی سے روانہ ہوئے اور اس قدر فاصلے پر گئے جو عقبہ سے فسطاط تک کے مابین ہے اور ان میں تین میل کا فاصلہ ہے۔ پھر انہوں نے افطار کر لیا اور ان کے ساتھ لوگوں

۲۴۱۳- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ : أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخُبَيْرِ ، عَنْ مَنْصُورِ الْكَلْبِيِّ : أَنَّ دِحْيَةَ بْنَ خَلِيفَةَ خَرَجَ مِنْ قَرْيَةٍ مِنْ دِمَشْقَ مَرَّةً إِلَى قَدَرِ قَرْيَةٍ عَقَبَةَ مِنْ

۲۴۱۳- [تخریج : [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ۳۹۸/۶ من حديث الليث بن سعد به ، وشك فيه ابن خزيمة ، ح : ۲۰۴۱ * منصور الكلبي وثقه العجلي وابن حبان : ۴۲۹/۵ .

نے بھی کر لیا جبکہ کچھ دوسروں نے افطار کرنے کو ناپسند کیا۔ پھر جب اپنی بستی میں واپس آئے تو کہا: قسم اللہ کی! میں نے آج ایک ایسی بات دیکھی ہے جس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ ایک قوم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی سنت سے اعراض کرے گی۔ وہ یہ بات ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے تھے جو روزے سے رہے (اور افطار نہ کیا) پھر اس موقع پر (دعا کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ! مجھے اپنی طرف اٹھالے۔

الْفُسْطَاطِ، وَذَلِكَ ثَلَاثَةُ أُمِّيَالٍ، فِي رَمَضَانَ، ثُمَّ إِنَّهُ أَفْطَرَ وَأَفْطَرَ مَعَهُ نَاسٌ، وَكَرِهَ آخَرُونَ أَنْ يُفْطِرُوا، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى قَرِيَّتِهِ قَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ رَأَيْتُ الْيَوْمَ أُمْرًا مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَرَاهُ: أَنَّ قَوْمًا رَغِبُوا عَنْ هَذِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ يَقُولُ ذَلِكَ لِلَّذِينَ صَامُوا، ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذَلِكَ: اللَّهُمَّ! اقْضِنِي إِلَيْكَ.

۲۴۱۴- جناب نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما غابہ کی طرف تشریف لے جاتے تو اس سفر میں نہ افطار کرتے اور نہ قصر۔

۲۴۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْغَابَةِ فَلَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْصُرُ.

☀ فائدہ: [غابہ] مدینے سے شام کی طرف بالائی جانب ایک جگہ کا نام ہے جو تقریباً ایک برید (چار فرسخ) تقریباً ۲۲ کلومیٹر دور ہے۔ اتنی مسافت پر قصر بھی جائز ہے اور افطار بھی۔ علامہ شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں جس مسافت پر قصر جائز ہے اس پر افطار بھی جائز ہے، لیکن اگر کوئی شخص قصر کرتا ہے نہ افطار تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ قصر و افطار فرض نہیں ہے بلکہ ایک رخصت ہے جس سے فائدہ اٹھانا افضل ہے لیکن فرض و واجب بہر حال نہیں ہے۔

(المعجم ۴۷) - باب مَنْ يَقُولُ صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ (التحفة ۴۷)

باب: ۴۷- جو کوئی یہ کہے کہ میں نے سارا رمضان روزے رکھے

۲۴۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنِّي صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ»

۲۴۱۵- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ہرگز یوں نہ کہے کہ میں نے سارا رمضان روزے رکھے اور میں نے سارے رمضان کا قیام کیا۔“ کہتے ہیں مجھے

۲۴۱۴- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ۲۴۱/۴ من حديث أبي داود به.

۲۴۱۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الصيام، باب الرخصة في أن يقال لشهر رمضان، رمضان، ح: ۲۱۱۱ من حديث □□ القطان به، وصححه ابن حبان، ح: ۹۱۵ الحسن البصري عن.

۱۴- کتاب الصیام عید اور ایام تشریق میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

وَقُمْتُهُ كُلَّهُ فَلَا أَدْرِي أَكْرَهُ التَّزَكِّيَّةَ أَوْ قَالَ: لَا بُدَّ مِنْ نَوْمَةٍ أَوْ رَقْدَةٍ؟

معلوم نہیں آپ نے نیکی کو نمایاں کرنا مکروہ جانا یا یہ بتانا چاہا کہ بندہ اس دوران میں لازمی طور پر سوتا بھی رہا ہے۔

(تو سارا رمضان صیام و قیام کیونکر ہو گیا؟)

☀ فائدہ: قرآن مجید میں ہے: ﴿فَلَا تَزْكُوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾ (النجم: ۳۲) ”اپنی نیکیاں اور خوبیاں مت بیان کرو وہ (اللہ تعالیٰ) تقویٰ والوں کو خوب جانتا ہے۔“ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے اگر مقصود اپنی بڑائی کا اظہار اور اپنی پاکیزگی کا اعلان نہ ہو تو حکایت کے طور پر اس کا بیان جائز ہے۔

(المعجم ۴۸) - بَابُ: فِي صَوْمِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ۴۸)

باب: ۴۸- عید کے دنوں میں روزہ رکھنا

۲۴۱۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ وَهَذَا حَدِيثُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ: أَمَّا يَوْمُ الْأَضْحَى، فَتَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ وَأَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَيَفْطُرْكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ.

۲۴۱۶- ابو عبید کہتے ہیں کہ میں عید کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا۔ آپ نے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے (عید کے) ان دو دنوں میں روزے سے منع فرمایا ہے۔ قربانی کے دن میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو اور عید فطر میں تم روزوں سے فارغ ہوتے ہو۔

۲۴۱۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى، وَعَنْ لَيْسَتَيْنِ:

۲۴۱۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں۔ اور دو طرح سے کپڑے لپٹنے سے روکا ہے: ایک یوں کہ کوئی پوری طرح سے کپڑے میں ایسے لپٹ جائے کہ کوئی عضو

۲۴۱۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح: ۱۱۳۷، والبخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح: ۱۹۹۰ من حديث الزهري به.

۲۴۱۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح: ۱۹۹۱، ۱۹۹۲ من حديث وهيب، ومسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح: ۸۲۷/۱۴۰ بعد، حديث: ۱۱۳۸ من حديث عمرو بن دينار به.

۱۴- کتاب الصیام

عید اور ایام تشریق میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

الصَّيَّامُ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ
الْوَاحِدِ، وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي سَاعَتَيْنِ: بَعْدَ
الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ .
بھی اس سے باہر نہ رہے۔ اور دوسری صورت یوں کہ
اپنے اوپر کپڑا لپیٹ کر اس طرح بیٹھے کہ ایک جانب
سے شرمگاہ کو نگا کر دے۔ اور دو وقت میں نماز پڑھنے
سے بھی منع فرمایا ہے یعنی نماز فجر اور نماز عصر کے بعد۔



فوائد و مسائل: ① عید کے دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ ② نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنا ناجائز
ہے لیکن کوئی قضا نماز پڑھنی ہو یا کوئی سبھی نماز ہو تو بعض کے نزدیک مباح ہے بشرطیکہ سورج نکلنے یا غروب
ہونے والا نہ ہو۔

باب: ۴۹- ایام تشریق میں روزے رکھنا

(المعجم ۴۹) - باب صِيَامِ أَيَّامِ
التَّشْرِيقِ (التحفة ۴۹)



۲۴۱۸- ابو مرہ مولیٰ ام ہانی سے روایت ہے کہ وہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے والد حضرت
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے ہاں گئے تو انہوں نے دنوں کو
کھانا پیش کیا اور کہا کہ کھاؤ۔ عبداللہ نے کہا: میں روزے
سے ہوں۔ تو عمرو نے کہا: کھاؤ! ان دنوں کے بارے
میں رسول اللہ ﷺ ہمیں افطار کا حکم دیا کرتے تھے اور
روزوں سے منع فرماتے تھے۔

۲۴۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ،
عَنْ أَبِي مَرْثَةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيَةَ: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَلَى أَبِيهِ عَمْرٍو بْنِ
الْعَاصِ، فَقَرَّبَ إِلَيْهِمَا طَعَامًا فَقَالَ: كُلْ
قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عَمْرٍو: كُلْ فَهَذِهِ
الْأَيَّامُ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا
بِافْطَارِهَا وَيَنْهَى عَنْ صِيَامِهَا .

جناب مالک نے کہا: اس سے مراد ایام تشریق ہیں۔
قال مَالِكٌ: وَهِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ .



فوائد و مسائل: ① ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کے بعد گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخ کے دنوں کو ایام تشریق اور ایام منیٰ
کہا جاتا ہے۔ اور یہی [الْأَيَّامُ الْمُغْدُوذَاتُ] ہیں۔ تشریق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لوگ ان دنوں میں گوشت کے ٹکڑے
کرتے اور دھوپ میں بکھیر کر کھاتے تھے۔

۲۴۱۸- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۹۷/۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (II/۱۱۱): ۱/۱۰
۳۷۷، ۳۷۶ (أبو مصعب، ح: ۱۳۶۹)، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۴۹، والحاكم ۱/۴۳۵، ووافقه الذهبي .

۱۴- کتاب الصیام جمعۃ المبارک اور ہفتے کے دن روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

۲۴۱۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : ۲۴۱۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) یوم نحر (دسویں ذوالحجہ قربانی کا دن) اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کے عید کے ایام ہیں۔ یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں۔“

حَدَّثَنَا وَهْبٌ : حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ وَهْبٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي : أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «يَوْمٌ عَرَفَةٌ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ» .

☀ فائدہ: ایام تشریق اصلاً عید ہی کے ایام ہیں۔ ان میں عام نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔ البتہ حج تمتع والا اگر قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس پر دس روزے لازم آتے ہیں۔ تین دن ایام حج میں اور سات گھر واپس آ کر۔ چنانچہ اس کو رخصت ہے کہ ایام تشریق میں یہ روزے رکھ لے۔ سورہ بقرہ میں ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرہ: ۱۹۶) البتہ اس میں یوم عرفہ کا جو ذکر ہے کہ اس دن بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے تو یہ بات حاجیوں کے لیے ہے۔ ان کے لیے روزہ نہ رکھنا بہتر ہے تاکہ وہ عرفات میں وقوف کی عبادت صحیح طریقے سے کر سکیں۔ لیکن غیر حاجیوں کیلئے یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے روزے کی یہی فضیلت ہے کہ ان کیلئے یہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(المعجم ۵۰) - باب النَّهْيِ أَنْ يَخْصَّ يَوْمُ الْجُمُعَةِ بِصَوْمٍ (التحفة ۵۰) باب: ۵۰- جمعہ کا دن خاص کر کے روزہ رکھنا منع ہے

۲۴۲۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ۲۴۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جمعہ کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے پہلے ایک دن روزہ رکھے یا ایک

۲۴۱۹- تخریج : [إسناده حسن] أخرجه الترمذي ، الصوم ، باب ما جاء في كراهية صوم أيام التشريق ، ح : ۷۷۳ من حديث وكيع به ، وقال : "حسن صحيح" ، ورواه النسائي ، ح : ۳۰۰۷ .

۲۴۲۰- تخریج : أخرجه مسلم ، الصيام ، باب كراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته ، ح : ۱۱۴۴ من حديث أبي معاوية الضرير ، والبخاري ، الصوم ، باب صوم يوم الجمعة . . . الخ ، ح : ۱۹۸۵ من حديث الأعمش به .

«لَا يَصُومُ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ دُنِ بَعْدُ»
يَصُومَ قَبْلَهُ يَوْمٍ أَوْ بَعْدَهُ».

☀ فائدہ: روزے کے لیے صرف جمعہ کے دن کو خاص کر لینا یا رات کے قیام و نوافل کے لیے جمعہ کی رات کو خاص اہتمام کرنا جائز نہیں۔ اس منع کی علت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ سوائے اس کے کہ جمعہ کے دن کو عید کا دن کہا گیا ہے اور یہ خاص ذکر و عبادت کا دن ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اور پھر علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار (۲۸۱/۳) میں ان علل کا ذکر کیا ہے اور اشکالات بھی وارد کیے ہیں۔ کچھ لوگ جمعہ کی رات کو صلاۃ الرغائب پڑھتے ہیں جو صوفیوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ بعض اوقات جمعرات اور جمعہ یا ان راتوں کو درس و تبلیغ کا اہتمام کیا جاتا ہے تو اس میں ان شاء اللہ کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ مجالس معروف عبادت نہیں۔ یہ اعمال انتظام و سہولت کے پیش نظر ہوتے ہیں جمعے کی خصوصیت سے نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۱) - باب النَّهْيِ أَنْ يُخْصَرَ
يَوْمَ السَّبْتِ بِصَوْمٍ (التحفة ۵۱)
باب: ۵۱- ہفتے کے دن کو بطور خاص روزہ رکھنا منع ہے



۲۴۲۱- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: جَنَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرْسَلَمَى كِي هَمشِيرَه صَمَاءَ رَوَى عَنْهُ نَبِيٌّ ﷺ فِي مَرْوَى: "هَفْتَه كِي دِن كَا رَوْزَه نَه رَكْهُو سَوَائِي اِن اَيَام كِي جِن مِيں تَم پَر يَه فِرْضِ هَوں۔ هَفْتَه كِي دِن اَكْر تَهْمِيں اَنگُور كِي شَاخ كَا چَهْلَا مِيَسَر آئِي يَا كِي دِرْخْت كِي لَكْڑِي تَو اَسِي هِي چَالُو" (اپنے آپ كو بے روزہ بنا لو۔)

۲۴۲۱- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ قُبَيْسٍ مِنْ أَهْلِ جَبَلَةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ جَمِيعًا عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرِ السَّلْمِيِّ، عَنْ أُخْتِهِ - وَقَالَ يَزِيدُ: الصَّامَاءُ - أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عَنَبٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَعْهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ
مَنْسُوحٌ.

۲۴۲۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم يوم السبت، ح: ۷۴۴، وابن ماجه، ح: ۱۷۲۶ عن حميد بن مسعدة به، وقال الترمذي: "حسن".

۱۴- کتاب الصیام جمعۃ المبارک اور ہفتے کے دن روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرِ حَمْصِيٍّ] وَهَذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوخٌ، نَسَخَهُ
 امام ابو داود نے کہا: عبد اللہ بن بسر، حمصی ہیں اور یہ
 حدیث منسوخ ہے۔ اس کو حضرت جویریہ کی حدیث نے
 (جو آگے آرہی ہے) منسوخ کر دیا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ہفتے کا دن یہودیوں کی عبادت کا دن ہے اور ہمیں ان کی مخالفت کا حکم ہے لہذا آگے پیچھے کے دن ساتھ مل جائیں یا ملا لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں مثلاً ایام بیض، ایام عاشورا وغیرہ لیکن اگر قضا یا نذر کا روزہ ہو یا یوم عرفہ ہفتے کے دن میں پڑ رہا ہو یا کوئی صوم داود کا عامل ہو تو ہفتے کے دن کا روزہ مباح ہوگا۔ کیونکہ یہ تخصیص نہیں۔ امام ابو داود کا اس حدیث کو منسوخ کہنے سے مراد بقول علامہ البانی رحمہ اللہ: 'شاید ابن حبان اور حاکم کی یہ روایت ہو' جناب کریم مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت ابن عباس اور چند دیگر اصحاب رسول ﷺ نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھ کر آؤں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر کن دنوں میں روزے رکھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہفتے اور اتوار کو۔ میں یہ جواب لے کر ان حضرات کی خدمت میں پہنچا اور انہیں بتایا تو انہوں نے اس پر (تجب آمیز) انکار کیا۔ اور پھر وہ سبھی ام المومنین کی خدمت میں چلے گئے اور ان سے کہا: ہم نے آپ سے یہ یہ پچھوایا تھا اور آپ نے یوں یوں جواب دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہفتے اور اتوار کے دنوں میں اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ مشرکین کے عید کے دن ہیں اور میں ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔ امام حاکم نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے مگر علامہ عبدالحق الاشعری رحمہ اللہ نے "الاحکام الوسطی" میں اس کی سند کو ضعیف کہا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے۔ (ارواء الغلیل، حدیث: ۹۶۰) الغرض حدیث صحیح اور محکم ہے منسوخ نہیں اور عنوان باب ہی سے سب اشکالات ختم ہو جاتے ہیں یعنی اس دن کو خاص کرنا جائز نہیں، جمعے یا اتوار کا دن ساتھ ملا لینا ضروری ہے۔

(المعجم ۵۲) - باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

ہفتے کے دن روزہ رکھنے کی رخصت

(التحفة ۵۲)

۲۴۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: ۲۴۲۲- حضرت جویریہ بنت حارث رحمہ اللہ سے مروی
 أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ہے کہ (ایک بار) نبی ﷺ جمعہ کے دن ان کے ہاں
 حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا تشریف لائے جبکہ یہ روزہ سے تھیں۔ آپ نے دریافت
 قَتَادَةُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ - قَالَ حَفْصُ فرمایا: "کیا تم نے کل (جمعرات کو) روزہ رکھا تھا؟"
 الْعَتَكِيُّ -، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ: کہنے لگیں کہ نہیں۔ فرمایا: "کیا کل (ہفتے) کو روزہ رکھو

۲۴۲۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة وإذا أصبح صائماً... الخ، ح: ۱۹۸۶ من
 حدیث قتادة به.

۱۴- کتاب الصیام جمعۃ المبارک اور ہفتے کے دن روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَهِيَ صَائِمَةٌ. قَالَ: «أَصُمْتُ أَمْسٍ؟»
قَالَتْ: لَا، قَالَ: «تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي
غَدًا؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ: «فَأُفْطِرِي».

☀ فائدہ: ہفتے کے دن کا روزہ رکھا جاسکتا ہے مگر آگے پیچھے کا کوئی ایک دن ساتھ ملا کر۔ ایسے ہی جمعے کے متعلق گزر چکا ہے۔

۲۴۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ
الَلَيْثَ يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ كَانَ
إِذَا ذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ نَهِيَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ.
يَقُولُ ابْنُ شِهَابٍ: هَذَا حَدِيثٌ جَمِصِيٌّ.

☀ فوائد و مسائل: مذکورہ بالا (حدیث: ۲۴۲۱) عبد اللہ بن بسر کی سند میں ثور بن یزید اور خالد بن معدان اہل تمص سے ہیں۔ اور اس جملے میں اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے، مگر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق قابلِ داد ہے، ارواء الغلیل (ج ۳ ص ۱۲۳) حدیث: ۹۶۰ میں فرماتے ہیں: اس حدیث کی تین سندیں ہیں اور تینوں صحیح ہیں۔ ان کی روشنی میں اس پر یہ طعن ”اسراف“ ہے۔ ایسے ہی امام مالک کا (درج ذیل) قول کہ یہ ”جھوٹ ہے“ بعید از صواب ہے۔

۲۴۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ شَفِيَّانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ:
مَا زِلْتُ لَهُ كَاتِمًا حَتَّى رَأَيْتُهُ انْتَشَرَ يَعْنِي
حَدِيثَ ابْنِ بُسْرِ هَذَا فِي صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكٌ: هَذَا كَذِبٌ.
امام ابوداؤد نے کہا: امام مالک نے اس کو ”جھوٹ“ کہا ہے۔

۲۴۲۳- تخریج: [إسناده صحيح] تقدم تخريجه، وانظر الحديث السابق: ۲۴۲۱.

۲۴۲۴- تخریج: [إسناده ضعيف] * الوليد بن مسلم عنن، وقول مالك لم يثبت عنه لا لانتقاعه، أبو داود لم يدرك مالكا.

۱۴- کتاب الصیام ہمیشہ نفل روزے سے رہنے کے احکام و مسائل

☀ فائدہ: مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ جمعے کے دن کی طرح صرف ہفتے کے دن بھی روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ اتوار کا یا جمعہ کا روزہ ملا لیا جائے پھر جمعے اور ہفتے کا روزہ جائز ہوگا۔ اسی طرح ان دونوں دنوں (جمعہ اور ہفتہ) میں فرضی روزہ نذر کا روزہ فوت شدہ روزوں کی قضا کا روزہ کفارے کا روزہ اس دن عرفہ یا عاشر آجائے تو ان کا روزہ یہ سارے روزے رکھنے جائز ہوں گے۔

(المعجم ۵۳) - بَابُ: فِي صَوْمِ الدَّهْرِ
نَطَوُّعًا (التحفة ۵۳)

۲۴۲۵- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ اس کی بات سے ناراض ہو گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھی تو بولے: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر ناراض ہو یا اس کا رسول۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی یہ بات مسلسل دہراتے رہے حتیٰ کہ نبی ﷺ کا غصہ زائل ہو گیا۔ پھر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آدمی کیسا ہے جو ہمیشہ ہی روزے سے رہتا ہو؟ آپ نے فرمایا: ”اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔“ مسدد کے الفاظ تھے: لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطَرْ يَامَاصَامَ وَلَا أَفْطَرَ یہ شک غیلان کو ہوا ہے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آدمی کیسا ہے جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا بھلا کسی کو اس کی طاقت بھی ہے؟“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

۲۴۲۵- حَدَّثَنَا شَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غِيلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَصُومُ؟ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عُمَرُ قَالَ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَغَضَبِ رَسُولِهِ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَدِّدُهَا حَتَّى سَكَنَ غَضَبُ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ يَمْنُ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ». قَالَ مُسَدَّدٌ: «لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطَرْ - أَوْ - مَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ» - شَكَّ غِيلَانُ - قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ يَمْنُ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «أَوْ يُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدٌ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ يَمْنُ يَصُومُ يَوْمًا

۲۴۲۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر ... الخ، ح: ۱۱۶۲ من حدیث غیلان بن جریر بہ .

ہمیشہ نفلی روزے سے رہنے کے احکام و مسائل

کہا: اے اللہ کے رسول! اور وہ آدمی کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور وہ آدمی کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اس کی طاقت دی جاتی۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین دن ہر مہینے میں اور رمضان سے رمضان تک (ہر رمضان میں پورے روزے رکھنا) یہی صیام الدھر ہے۔ (سدا روزے سے رہنا ہے) اور عرفہ کا روزہ۔ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ بنا دے گا۔ اور عاشورہ محرم کا روزہ۔ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے گزشتہ ایک سال کا کفارہ بنا دے گا۔“

وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «ذَلِكَ صَوْمٌ دَاوُدَ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنِّي طَوَّقْتُ ذَلِكَ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلَى رَمَضَانَ، فَهَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ. وَصِيَامٌ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ».



فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا ناراض ہونا اس بنا پر تھا کہ اس نے اپنی ہمت اور طاقت سے زیادہ کس سوال کیا تھا۔ جبکہ اس سلسلے میں کوئی شخص آپ ﷺ کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مزاج شناس رسول تھے بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ، وہ جانتے تھے کہ آپ کا غصہ کس طرح سے دور ہو سکتا ہے اور وہ تھا۔ ایک اللہ کی ربوبیت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت اور اسلام کے دین ہونے کا اقرار بلکہ اس کے لیے دلی طور پر رضا مندی کا اظہار کرنا۔ ③ بغیر کسی انقطاع کے مسلسل روزے رکھنے پر نبی ﷺ نے بطور وعید فرمایا کہ ایسے شخص کو نہ روزوں کا ثواب ملا اور نہ اس نے افطار کا لطف پایا، یعنی جائز نہیں ہے۔ دوسری صورت کہ دو دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا یہ بھی ایک بھاری اور مشکل عمل ہے تیسری صورت میں بھی منقشت ہے مگر اس سے بھی آسان ترین اور اجر میں کامل ہر مہینے میں تین روزے رکھنا مرغوب و مطلوب ہے۔ ④ عاشورہ اگرچہ دسویں محرم کو کہتے ہیں مگر اس کے لیے بھی ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ رکھنا چاہیے۔ (مزید تفصیل آگے احادیث: ۲۴۴۲ و ما بعد میں آ رہی ہے)۔ ⑤ گزشتہ سال کا کفارہ اس معنی میں ہے کہ اس کی تفصیلات معاف کر دی جاتی ہیں اور آئندہ سال کا کفارہ اس معنی میں ہے کہ اللہ اسے گناہوں سے محفوظ رکھے گا یا اگر ہو جائیں تو معاف فرما دے گا۔ خیال رہے کہ اس قسم کی تمام تر نفی و تنزیہی احادیث اس امر سے مشروط ہیں کہ یہ اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پالیں، تبھی یہ اجر مرتب ہوگا۔ اور کسے خبر کہ اس کا عمل فی الواقع قبول ہو گیا ہے۔ اس لیے مومن اعمال خیر کر کے کسی دھوکے میں نہیں آ سکتا۔ بلکہ قبولیت کی امید پر

۱۴- کتاب الصیام ہمیشہ نفل روزے سے رہنے کے احکام و مسائل مزید اعمال صالحہ کے لیے محنت کرتا اور فکر مند رہتا ہے کہ کہیں اس کے اعمال ردی نہ کر دیے جائیں۔

۲۴۲۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا غِيلَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ الزَّمَانِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ. زَادَ: قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ صَوْمَ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمِ الْخَمِيسِ؟ قَالَ: «فِيهِ وَلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ الْقُرْآنُ».

۲۴۲۶- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت میں مروی ہے (موسیٰ بن اسماعیل نے) مزید کہا: اے اللہ کے رسول! سوموار اور جمعرات کے روزے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس روز میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔“ (سوموار کے دن۔)

☀ فائدہ: رسول اللہ ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں آپ کی ولادت باسعادت کا دن مبارک اور خوشی کا دن ہے مگر اس خوشی کے اظہار اور اللہ عزوجل کے شکر ادا کرنے کا مشروع و مسنون طریقہ یہی ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے..... کجایہ مبارک سنت اور کہاں اہل بدعت کی وہ مذموم بدعت کہ جس کا سال بعد نہایت مسرفانہ انداز میں اہتمام کیا جاتا ہے۔

اللَّهُمَّ ارْنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا تَبَاعُهُ وَارْنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ

۲۴۲۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَمْ أُحَدِّثْ أَنَّكَ تَقُولُ: لَا قُومَنَّ اللَّيْلَ وَلَا صُومَنَّ النَّهَارَ؟» قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ: نَعَمْ يَارَسُولَ اللَّهِ! قَدْ قُلْتُ ذَاكَ قَالَ: «قُمْ وَتَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَذَاكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ»، قَالَ: قُلْتُ:

۲۴۲۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا: ”مجھے بتایا گیا ہے کہ تم کہتے ہو: میں رات بھر قیام اور دن کو روزہ ہی رکھا کروں گا؟“ میں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! میں نے ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”(رات کو) قیام کرو اور آرام بھی کرو روزے رکھو اور افطار بھی کرو (بلکہ) ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو یہ صیام دہر کی مانند ہوں گے۔“ (گویا زمانہ بھر روزے رکھے)۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ایک دن روزہ رکھ

۲۴۲۶- تخریج: [صحیح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ۳۸۴۵ من حديث أبي داود به.

۲۴۲۷- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم الدهر، ح: ۱۹۷۶، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به... الخ، ح: ۱۱۵۹ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبد الرزاق، ح: ۷۸۶۲

۱۴- کتاب الصیام حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «فَصُمْ يَوْمًا وَأُفْطِرْ يَوْمَيْنِ». قَالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: «فَصُمْ يَوْمًا وَأُفْطِرْ يَوْمًا، وَهُوَ أَعْذَلُ الصَّيَامِ وَهُوَ صِيَامُ دَاوُدَ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ».

کر دو دن افطار کر لیا کرو۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: ”تو ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن افطار کر لیا کرو یہ روزے رکھنے کی معتدل صورت ہے اور یہ صیام داود ہے۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے بڑھ کر کچھ افضل نہیں۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تلقین عمل میں انتہائی خفیف اور اجر میں بہت عظیم ہے مگر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ کی حریص تھی اس لیے زیادہ کی اجازت طلب کرتے رہے مگر جب بڑھاپے میں کمزور ہو گئے تو کہا کرتے تھے: ”کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے تین دن قبول کر لیے ہوتے، وہ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب تھے۔“ (صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۵۹)



(المعجم ۵۴) - بَابُ: فِي صَوْمِ أَشْهُرِ الْحُرْمِ (التحفة ۵۴)

باب: ۵۴- حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

۲۴۲۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ، عَنْ أَبِيهَا أَوْ عَمِّهَا: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: «وَمَنْ أَنْتَ؟» قَالَ: أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عَامَ الْأَوَّلِ، قَالَ: «فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ؟» قُلْتُ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا لَبْلِيلَ، فَقَالَ رَسُولُ

۲۴۲۸- حضرت مجیبہ الباہلیہ رضی اللہ عنہا اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ پھر ایک سال کے بعد (دوبارہ) آیا تو اس کی حالت و کیفیت بدلی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم کون ہو؟“ اس نے کہا: میں وہی باہلی ہوں جو پچھلے سال آیا تھا۔ آپ نے پوچھا: ”تمہاری حالت اس طرح غیر کیوں ہو رہی ہے حالانکہ تم اچھے بھلے تھے؟“ کہنے لگا: جب سے میں آپ کے پاس سے گیا ہوں میں نے یہ معمول بنا لیا ہے کہ بس رات ہی کو کھانا کھاتا

۲۴۲۸- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام أشهر الحرم، ح: ۱۷۴۱ من حديث سعيد الجريري به * ينظر في حال مجيبة.

حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل
ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اپنے آپ کو
عذاب میں کیوں ڈال رکھا ہے؟“ پھر فرمایا: ”ماہ صبر
(رمضان) کے روزے رکھا کرو اور پھر ہر مہینے ایک
روزہ۔“ اس نے کہا: مجھے مزید کی اجازت دیجیے یقیناً میں
طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”دو دن روزے
رکھو۔“ اس نے کہا: مجھے زیادہ کی اجازت دیجیے آپ
نے فرمایا: ”تین دن رکھ لیا کرو۔“ اس نے کہا: میرے
لیے زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”حرمت کے مہینوں
میں روزے رکھو اور چھوڑ دو حرمت کے مہینوں میں روزے
روزے رکھو اور چھوڑ دو۔“ اور آپ ﷺ نے تین انگلیوں سے
اشارہ فرمایا۔ پہلے ان کو بند کیا پھر کھول دیا۔

اللہ ﷻ: «لِمَ عَذَّبْتَ نَفْسَكَ؟»، ثُمَّ قَالَ: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، قَالَ: «زِدْنِي فَإِنَّ بِي قُوَّةً»، قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ»، قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ»، قَالَ: زِدْنِي، قَالَ: «صُمْ مِنَ الْحُرْمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرْمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرْمِ وَاتْرُكْ»، وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثَةِ فَصَمَّهَا ثُمَّ أَرْسَلَهَا.

☀ فائدہ: سال میں چار مہینے حرمت والے ہیں: ذوالقعدة، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة: ۳۶) ”اللہ عزوجل کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔“

باب: ۵۵- ماہ محرم میں روزے کا بیان

(المعجم ۵۵) - بَابُ: فِي صَوْمِ

الْمُحَرَّمِ (التحفة ۵۵)

۲۴۲۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے افضل روزے ماہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں اور سب سے افضل نماز فرضوں کے بعد رات کی نماز ہے۔“ قتیبہ بن سعید نے [شہر] کا لفظ استعمال نہیں کیا، بلکہ صرف [رمضان] کہا۔

۲۴۲۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشِيرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ بَعْدَ

۱۴- کتاب الصیام

شعبان شوال عشرہ ذی الحجۃ یوم عاشوراء اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

الْمَفْرُوضَةِ صَلَاةٍ مِنَ اللَّيْلِ، لَمْ يَقُلْ
قُتَيْبَةُ: «شَهْرٍ» قَالَ: «رَمَضَانَ».

☀ فائدہ: محرم کے مہینے میں نفلی روزوں کی بڑی فضیلت ہے۔ علاوہ ازیں عاشورہ محرم اور اس کے ساتھ ایک دن اور
لا کر روزہ رکھنے کا مسئلہ ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۲۴۳۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا عِيسَى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَكِيمٍ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صِيَامِ رَجَبٍ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يَصُومُ.

☀ توضیح: رجب حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ اور اس حدیث کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس مہینے میں خوب روزے رکھتے تھے۔ یا یہ مراد ہے کہ دیگر مہینوں کی طرح کبھی رکھتے اور کبھی نہ رکھتے تھے۔ اس کا کوئی خاص حکم نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۵۶- ماہ شعبان میں روزے رکھنے کا بیان (المعجم ۵۶) - بَابُ فِي صَوْمِ شَعْبَانَ (التحفة ۵۶)

۲۴۳۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ،: سَمِعَ عَائِشَةَ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا] تَقُولُ: كَانَ أَحَبُّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانُ ثُمَّ يَصِلَهُ بِرَمَضَانَ.

۲۴۳۰- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان... الخ، ح: ۱۱۵۷ عن إبراهيم بن موسى به، واختصره البخاري، ح: ۱۹۷۱ من حديث سعيد بن جبير به.
۲۴۳۱- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر اختلاف

۱۴- کتاب الصیام شعبان شوال عشرہ ذی الحجۃ یوم عاشوراء اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

🌞 توضیح: مختلف روایات کی روشنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان یا تو مبالغہ پر مبنی ہے یا یہ مقصد ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات روزے ابتداءً مہینہ میں رکھتے، کبھی درمیان مہینہ میں اور کبھی آخر مہینہ میں یا یہ مقصد ہے کہ خال خال ہی کسی دن ناغہ کرتے تھے ورنہ عام ایام میں روزے ہی رکھتے تھے۔ ماہ شعبان فضیلت والا مہینہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش کیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش کیے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔ (سنن النسائی، الصیام، حدیث: ۲۳۵۹) اسی طرح شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت کی بابت ایک حدیث سنہدٰ صحیح ہے اس میں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس رات شرک کرنے اور بغض و کینہ رکھنے والے کے سوا تمام لوگوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد، ۶۵/۸ وابن حبان، حدیث: ۵۶۶۵، والصحیحۃ، حدیث: ۱۱۳۳) روزے کی بابت آپ سے مروی ہے آپ شعبان کے مہینے کے کسی دن کو روزے کے ساتھ خاص نہیں کرتے تھے بلکہ اس ماہ میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے دوسری بات کہ پندرہویں رات کو اگر کوئی اس نیت سے عبادت کرتا ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ بندوں کی مغفرت فرماتا ہے، تو وہ ممکن حد تک ہر کسی کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہوئے عبادت کر سکتا ہے لیکن اس رات میں چراغاں کرنا یا موم بتیاں جلانا یا اگلے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۷) - بَابُ: فِي صَوْمِ شَوَّالٍ باب: ۵۷- ماہ شوال میں روزوں کا بیان (التحفة ۵۷)

۲۴۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ هَارُونَ بْنِ سَلْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سِئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ؟ فَقَالَ: «إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ وَكُلُّ أَرْبَعَاءَ وَخَمِيسٍ، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ».

۲۴۳۲- عبید اللہ بن مسلم قرشی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ صیام دہر (ہیشہ روزے رکھنے) کے متعلق میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا یا کسی اور نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے رمضان میں روزے رکھو اور اس کے ساتھ والے مہینے میں (شوال میں) اور ہر بدھ اور جمعرات کو (بھی) تو اس طرح تم زمانہ بھر روزے رکھنے والے ہو گے۔“

حَال أَبُو دَاوُدَ: وَافَقَهُ زَيْدُ الْعُكْلِيُّ، امام ابو داود نے کہا: (راوی حدیث عبید اللہ بن مسلم

الناسخ للخبير في ذلك، ح: ۲۳۵۲ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في مسند أحمد: ۱۸۸/۶.

۲۴۳۲- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم الأربعاء والخميس، ح: ۷۴۸ من حديث عبدة بن موسى به، وقال: "غريب" * عبدة بن موسى لم أجد من وثقه.

۱۴- کتاب الصیام

شعبان شوال عشرہ ذی الحجۃ یوم عاشوراء اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

وَحَالَفَهُ أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: مُسْلِمٌ بْنُ
عُبَيْدِ اللَّهِ.

کے نام میں) زید بن حباب عکلی نے عبید اللہ بن موسیٰ کی تائید کی ہے اور ابو نعیم نے مخالفت کی ہے۔ (بعض مسلم بن عبید اللہ کہتے ہیں اور کچھ نے مسلم بن عبد اللہ کہا ہے۔)

(المعجم ۵۸) - بَابُ: فِي صَوْمِ سِتَّةِ
أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ (التحفة ۵۸)

۲۴۳۳- نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ

نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو اس نے گویا زمانہ بھر روزے رکھے۔“

۲۴۳۳- حَدَّثَنَا التَّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ
سُلَيْمٍ وَسَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ
الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ صَاحِبِ النَّبِيِّ
ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ
ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ
الدَّهْرَ».



🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں شش عیدی روزوں کی فضیلت و استحباب کا بیان ہے۔ اور جائز ہے کہ یہ عید کے بعد فوراً مسلسل رکھ لیے جائیں یا اس مہینے میں متفرق طور پر رکھے جائیں۔ ② ”زمانہ بھر“ یعنی سال بھر کے روزوں کا ثواب اس طرح واضح کیا جاتا ہے کہ حسب قاعدہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَلِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰) رمضان کے تیس اور شوال کے چھ دن کل چھتیس دن ہوئے اور دس گنا ثواب سے تین سو ساٹھ ہو گئے اور تقریباً یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۹) - بَابُ: كَيْفَ كَانَ يَصُومُ
النَّبِيُّ ﷺ؟ (التحفة ۵۹)

۲۴۳۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ
كِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رُوْزَے رَكْهْنَا شَرْوَعْ كَرْدِيْتِے تَوْہِمْ

۲۴۳۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعاً لرمضان، ح: ۱۱۶۴ من
حديث سعد بن سعيد به.

۲۴۳۴- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم شعبان، ح: ۱۹۶۹، ومسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ
في غير رمضان... الخ، ح: ۱۱۵۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (۱/۳۰۹).

۱۴- کتاب الصیام شعبان شوال عشرہ ذی الحجہ یوم عاشوراء اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى يَقُولَ: لَا يَفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ: لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ.

سمجھتے کہ اب نہیں چھوڑیں گے اور جب چھوڑ دیتے تو ہم سمجھتے کہ اب نہیں رکھیں گے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور آپ شعبان کے علاوہ کسی اور مہینے میں زیادہ روزے نہ رکھتے تھے۔

☀ فائدہ: نبی ﷺ نے روزے رکھنے کے لیے کوئی ایام یا تواریخ مخصوص نہیں کی تھیں بلکہ حسب رغبت رکھتے تھے۔ تاہم سوموار اور جمعرات کے روزوں کا آپ خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

۲۴۳۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ. زَادَ: كَانَ يَصُومُهُ إِلَّا قَلِيلًا، بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ.

۲۴۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں جیسے کہ مذکورہ بالا حدیث عائشہ میں گزرا ہے۔ اور اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ آپ ﷺ شعبان میں بہت کم ناغہ فرماتے تھے بلکہ (گویا) سارا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ: فِي صَوْمِ الْإِنْتِنِ وَالْخَمِيسِ (التحفة ۶۰)

باب: ۶۰- سوموار اور جمعرات کے دن روزے کی فضیلت

۲۴۳۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ مَوْلَى قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُونٍ، عَنْ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ انْطَلَقَ مَعَ أُسَامَةَ إِلَى وَادِي الْقَرَى فِي

۲۴۳۶- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے غلام نے بیان کیا کہ وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا مال لینے کے لیے وادی قریٰ کی طرف گیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ غلام نے ان سے پوچھا: آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں

۲۴۳۵- تخریج: [إسناده حسن] * حماد هو ابن سلمة.

۲۴۳۶- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۲۱۰ من حديث أبي داود به * مولى قدامة ومولى أسامة مستوران، وحديث الترمذی، ح: ۷۴۵ یعنی عنہ.

۱۴- کتاب الصیام شعبان شوال عشرہ ذی الحجہ یوم عاشورہ اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

طَلَبَ مَالٍ لَهُ، فَكَانَ يَصُومُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَیَوْمَ الْخَمِيسِ فَقَالَ لَهُ مَوْلَاهُ: لِمَ تَصُومُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَیَوْمَ الْخَمِيسِ وَاَنْتَ شَيْخٌ كَبِيرٌ؟، فَقَالَ: اِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَیَوْمَ الْخَمِيسِ، وَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: «اِنَّ اَعْمَالَ الْعِبَادِ تُعْرَضُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَیَوْمَ الْخَمِيسِ».

حالانکہ آپ بڑی عمر کے بوڑھے ہو گئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”سوموار اور جمعرات کو بندوں کے اعمال (اللہ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا قَالَ هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْحَكَمِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہشام دستوائی نے یحییٰ سے اور اس نے عمر بن ابی حکم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔



☀ فائدہ: اس کے علاوہ صحیح مسلم وغیرہ کی ایک حدیث میں یوں ہے کہ ”رات کے عمل دن ہونے سے پہلے پہلے اور دن کے عمل رات ہونے سے پہلے پہلے اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔“ (یا اس کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔) (صحیح مسلم، الإيمان، حدیث: ۱۷۹۹) الغرض ان احادیث میں رفع اعمال کے نظام کا بیان ہے جو بلا تاخیر و تعطل اللہ عز و جل تک پہنچ رہے ہیں اور ان پیشیوں میں نوعیت کا فرق ہو سکتا ہے ایک روزانہ کی ہے اور دوسری ہفتہ وار جو سوموار اور جمعرات کو ہوتی ہے اور اسی طرح شعبان کے متعلق بھی آتا ہے تو وہ پیشی سالانہ ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶۱) - بَابُ: فِي صَوْمِ الْعَشْرِ (التحفة ۶۱)

باب: ۶۱- عشرہ ذی الحجہ میں روزوں کا بیان

۲۴۳۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْحُرِّ بْنِ [الصَّيَّاحِ]، عَنْ هُنَيْدَةَ ابْنِ خَالِدٍ، عَنْ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ،

۲۴۳۷- مہات المومنین میں سے ایک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے (پہلے) نو دن عاشورہ محرم ہر مہینے میں تین دن اور ہر مہینے کے پہلے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

۲۴۳۷- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ح: ۲۳۷۴ من حديث أبي عوانة به * هيندة صحابي، وامرأته صحابية.

۱۲- کتاب الصيام شعبان، شوال، عشرہ ذی الحجہ، یوم عاشوراء اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

وَتَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسِ.

۲۴۳۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَمُسْلِمِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ» يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: «إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ».

۲۴۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو کوئی نیک عمل کسی دن میں اس قدر پسندیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان دنوں میں پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔“ یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں“ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر جو کوئی شخص اپنی جان و مال لے کر نکلا ہو اور پھر کچھ واپس نہ لایا ہو۔“

🌞 فائدہ: یہ احادیث دلیل ہیں کہ ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں میں روزے رکھنے اور دیگر اعمال صالحہ کی انتہائی فضیلت ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ اور عشرہ ذی الحجہ میں تقابلی طور پر علماء اس طرح بیان کرتے ہیں عشرہ رمضان کی راتیں افضل ہیں کیونکہ ان میں ایامہ القدر آتی ہے اور عشرہ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں۔

(المعجم ۶۲) - بَابُ: فِي فِطْرِ الْعَشْرِ (التحفة ۶۲)

باب: ۶۲- عشرہ ذی الحجہ میں روزے چھوڑ دینے کا بیان

۲۴۳۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَائِمًا الْعَشَرَ قَطُّ.

۲۴۳۹- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشرہ ذی الحجہ میں کبھی بھی روزے سے نہیں دیکھا۔

۲۴۳۸- تخریج: أخرجه البخاري، العبدین، باب فضل العمل في أيام التشريق، ح: ۹۶۹ من حديث سليمان الأعمش به.

۲۴۳۹- تخریج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب صوم عشرين الحجة، ح: ۹/۱۱۷۶ من حديث الأعمش به.

۱۴- کتاب الصیام شعبان شوال عشرہ ذی الحجہ یوم عاشورا اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

🌞 فائدہ: عشرہ ذی الحجہ سے مراد ذوالحجہ کے پہلے نو دن ہیں۔ ان دنوں میں روزہ رکھنا بہت ہی مستحب ہے جیسے کہ اوپر کی احادیث میں آیا ہے اور حدیث: ۲۳۳۷ میں آپ ﷺ کا عمل مذکور ہوا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان کا مفہوم یوں ہے کہ یا تو نبی ﷺ بعض عوارض کی بنا پر روزے نہیں رکھ سکے یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اتفاق نہیں ہوا کہ انہیں روزے سے دیکھیں۔

(المعجم ۶۳) - بَابُ: فِي صَوْمِ [يَوْمِ] بَاب: ۶۳- میدان عرفات میں عرفہ کا روزہ رکھنا
عَرَفَةَ بِعَرَفَةٍ (التحفة ۶۳)

۲۴۴۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ عرفہ کے روز عرفات میں روزہ رکھا جائے۔
الْهَجَرِيُّ: حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي بَيْتِهِ فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو جس دن وقف عرفات ہوتا ہے یوم عرفہ کہتے ہیں۔ ② یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے اس سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ البتہ چونکہ حجاج کو عرفات کا وقوف اور اس اثنا میں دعا و مناجات میں مشغول رہنا ہوتا ہے اس لیے ان کے لیے یہ عمل روزے کی نسبت اولیٰ ہے۔ غیر حاجی کے لیے اس روزے کی فضیلت ثابت ہے جو پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ (حدیث: ۲۳۲۵)

۲۴۴۱- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ، فَأَرْسَلْتُ

۲۳۳۱- حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عرفہ کے روزان کے ہاں کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا، کچھ نے کہا: آپ روزے سے ہیں اور کچھ نے کہا آپ روزے سے نہیں ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیج دیا جب کہ آپ عرفہ کے میدان

۲۴۴۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام يوم عرفة، ح: ۱۷۳۲ من حديث حوشب ابن عقيل به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۱۰۱، والحاكم: ۴۳۴/۱، ولم أر لمضعفه حجة.
۲۴۴۱- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عرفة، ح: ۱۹۸۸، ومسلم، الصيام، باب استحباب الفطر للحاج بعرفات يوم عرفة، ح: ۱۱۲۳ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (۱/۳۷۵).

۱۴- کتاب الصیام - شعبان شوال عشرہ ذی الحجہ یوم عاشورا اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل
إِلَيْهِ يَفْدَحُ لَبَنٌ، وَهُوَ وَقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ
بِعَرَفَةِ فَشَرِبَ .
میں اپنے اونٹ پر سوار و قوف فرمائے ہوئے تھے تو آپ
نے وہ نوش فرمالیا۔ (اور اس طرح معلوم ہو گیا کہ آپ
نے روزہ نہیں رکھا ہے۔)

(المعجم ۶۴) - بَابُ: فِي صَوْمِ يَوْمِ
عَاشُورَاءَ (التحفة ۶۴)

۲۴۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ
أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ
يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا
قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ
بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ
الْفَرِيضَةُ وَتَرَكَ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ
وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

۲۴۴۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ عاشورا (دسویں محرم) کا دن ایسا تھا کہ اہل قریش
اسلام سے پہلے اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ
ﷺ بھی نبوت سے پہلے یہ روزہ رکھتے تھے۔ جب
رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اس
دن کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ پس
جب رمضان فرض ہوا تو وہی فریضہ ہو گیا اور عاشورا چھوڑ
دیا گیا جو چاہتا رکھ لیتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

۲۴۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ: كَانَ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «هَذَا يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللَّهِ فَمَنْ شَاءَ
صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ».

۲۴۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اسلام
سے پہلے ہم دسویں محرم کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب
رمضان کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ
اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے اس کا روزہ
رکھ لے اور جو چاہے چھوڑ دے۔“

🌟 فائدہ: دن تو سارے ہی اللہ کے ہیں مگر جن ایام میں کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہو اور دینی و شرعی اعتبار سے ان کی
اہمیت ہو تو انہیں [ایام اللہ] کہا گیا ہے۔

۲۴۴۲- تخریج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۰۲ عن عبدالله بن مسلمة القعني،
ومسلم الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۱۱۲۵ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۹۹/۱.
۲۴۴۳- تخریج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة البقرة، باب: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ .
الح، ح: ۴۵۰۱ عن مسدد، ومسلم، ح: ۱۱۲۶، انظر الحديث السابق من حديث يحيى القطان به.

۱۴- کتاب الصیام شعبان شوال عشرہ ذی الحجہ یوم عاشورا اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

۲۴۴۴- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ، فَسُئِلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا: هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ اللَّهُ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ، وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ» وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

۲۴۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں۔ ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ دن وہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غالب فرمایا تھا، اور ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں“ اور اس دن کے روزے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(المعجم ۶۵) - باب مَا رُويَ أَنَّ عَاشُورَاءَ الْيَوْمُ التَّاسِعَ (التحفة ۶۵)

۲۴۴۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ أُمَيَّةَ الْقُرَشِيِّ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: حِينَ صَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَنَا بِصِيَامِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظَّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ صُمْنَا يَوْمَ التَّاسِعِ»، فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوَفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۴۴۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے عاشورا کا روزہ رکھا اور ہمیں بھی اس کا حکم دیا تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس دن کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں تاریخ کا (بھی) روزہ رکھیں گے۔“ مگر اگلا سال نہ آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔

۲۴۴۴- تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب إتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة، ح: ۳۹۴۳ عن زياد بن أيوب، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۱۱۳۰ من حديث هشيم به.

۲۴۴۵- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟ ح: ۱۱۳۴ من حديث يحيى بن أيوب به.

۱۴- کتاب الصیام شعبان، شوال عشرہ ذی الحجۃ یوم عاشورہ اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① سلف و خلف کے جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عاشورہ سے مراد محرم کی دسویں تاریخ ہے مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد ”نویں محرم“ ہے۔ اور اس کی توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اہل عرب کا ایک انداز یہ تھا کہ افوں کو چراگاہ میں چرانے کے بعد پانی پلانے کے لیے لاتے تو جب انہوں نے ایک دن پانی پلانے کے بعد دو دن چرایا ہوتا اور اگلے دن آتے تو کہتے ”وَرَدْنَا أَرْبَعًا“ ”ہم چوتھے دن آئے یا چوتھے دن پانی پلایا“ حالانکہ درحقیقت وہ تیسرا دن ہوتا۔ اسی طرح تین دن چرانے کے بعد اگلے دن لوٹتے تو کہتے ”وَرَدْنَا خَمْسًا“ ”ہم پانچویں دن آئے یا پانچویں دن پانی پلایا“ حالانکہ درحقیقت وہ چوتھا دن ہوتا۔ اسی انداز پر حضرت ابن عباس عاشورہ کو نویں تاریخ بتاتے ہیں۔ (خطابی) مگر یہ توجیہ مرجوح ہے رائج مفہوم آگے آ رہا ہے۔ ② اس فرمان مبارک کا یہ مفہوم ہے کہ ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔ دیگر روایات کی روشنی میں یہی معنی درست ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہودیوں کی مخالفت کرو ان سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔“ (مسند احمد: ۲۳۱/۱) جناب عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ”نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہودی کی مخالفت کرو۔“ (البیہقی: ۲۸۷/۱۳) ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ (پیش آمدہ روایت: ۲۳۶۶ میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ ”جب تم محرم کا چاند دیکھو تو شمار کرو جب نویں تاریخ آئے تو روزہ رکھو۔“ اس سے مراد یہ نہیں کہ عاشورہ نویں تاریخ کو کہتے ہیں بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ دسویں سے پہلے نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھو۔ (افادات امام ابن قیم رحمہ اللہ)

۲۴۴۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ
يعني ابن سَعِيدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ غَلَابٍ؛
ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ:
أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ عُمَرَ جَمِيعًا الْمَعْنَى،
عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: أَتَيْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ فِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ
فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَأَعْدُدْ،
فَإِذَا كَانَ يَوْمُ التَّاسِعِ فَأَصْبِحْ صَائِمًا،
فَقُلْتُ: كَذَا كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يَصُومُ؟ قَالَ:
كَذَلِكَ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يَصُومُ.

۲۴۴۶- حکم بن اعرج بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مسجد حرام میں اپنی چادر کا نکیہ بنائے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے عاشورہ کے محرم کے روزے کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم محرم کا چاند دیکھو تو شمار کرو جب نویں تاریخ ہو تو روزہ رکھو۔“ میں نے کہا: کیا محمد ﷺ ایسے ہی روزہ رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ایسے ہی روزہ رکھا کرتے تھے۔

۲۴۴۶- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟ ح: ۱۱۳۳ من حديث يحيى القطان به.

۱۴- کتاب الصیام شعبان، شوال، عشرہ ذی الحجہ، یوم عاشورا اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے عملاً تو نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا مگر آپ کا عزم یہی تھا۔ اسی پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہہ دیا کہ محمد ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اور مطلوب بھی یہی ہے کہ نویں دسویں یا دسویں گیارہویں کا روزہ رکھا جائے۔

(المعجم ۶۶) - بَابُ: فِي فَضْلِ صَوْمِهِ
(التحفة ۶۶)

۲۴۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْإِسْمَاعِيلِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَسْلَمَةَ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ أَسْلَمَ أُمَّتِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «صُومْتُمْ يَوْمَكُمْ هَذَا؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «فَاتِمُوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَاقْضَوْهُ».

۲۴۴۷- عبد الرحمن بن مسلمہ اپنے بچا سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کے لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان سے پوچھا: ”کیا تم نے آج کا روزہ رکھا ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو بقیہ دن کو بطور روزہ کے پورا کرو اور اس کی قضا کرنا۔“

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے صحیح مسلم میں اس معنی کی حدیث موجود ہے مگر اس میں قضا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ (صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۳۵/۱۱۳۶) اس لیے قضا کرنے والی بات صحیح نہیں۔

(المعجم ۶۷) - بَابُ: فِي صَوْمِ يَوْمٍ وَفِطْرِ يَوْمٍ
(التحفة ۶۷)

۲۴۴۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ - وَالْإِسْبَارُ فِي حَدِيثِ أَحْمَدَ - قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرًا قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ: سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

۲۴۴۸- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ روزے حضرت داود علیہ السلام کے ہیں اور سب سے پسندیدہ نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں داود علیہ السلام کی نماز ہے وہ آدھی رات سوتے پھر تہائی رات قیام

۲۴۴۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴۰۹/۵، والنسائي في الكبرى، ح: ۲۸۵۱، ۲۸۵۲ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * عبد الرحمن بن مسلمة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وجهله ابن القطان.

۲۴۴۸- تخریج: أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ۱۱۳۱، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به... الخ، ح: ۱۸۹/۱۱۵۹ من حديث سفیان بن عیینہ به، وهو في مسند أحمد: ۱۶۰/۲.

۱۴- کتاب الصیام شعبان شوال عشرہ ذی الحجۃ یوم عاشوراء اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل
 قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصَّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَهُ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يُنْظِرُ يَوْمًا، وَيَصُومُ يَوْمًا».

🌞 فائدہ: رات کی نماز کی یہ کیفیت انتہائی مناسب ہے۔ اس میں اللہ کے حق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حق نفس کا بھی لحاظ ہے۔ مثلاً اگر رات کو آٹھ گھنٹے کی سمجھا جائے تو پہلے چار گھنٹے نیند ہوئی، پھر دو گھنٹے چالیس منٹ تہجد۔ بعد ازاں پھر ایک گھنٹے بیس منٹ کے لیے نیند اور راحت ہے۔ ایسے ہی روزے میں ہے۔ اس فضیلت کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی تلقین و توجیہ افضل و اعلیٰ ہے۔

(المعجم ۶۸) - بَابُ: فِي صَوْمِ الثَّلَاثِ
 مِنْ كُلِّ شَهْرٍ (التحفة ۶۸)
 باب: ۶۸- ہر مہینے میں تین روزے
 رکھنے کی ترغیب و فضیلت

۲۴۴۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُومَ الْبَيْضَ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ. قَالَ: «هُنَّ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ».

۲۴۴۹- ابن ملحان قیس (عبدالملک بن قتادہ) اپنے والد (قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ روزے ایسے ہیں گویا سارے زمانے کے روزے۔“

فائدہ: تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے ایام کو ایام بیض (سفید راتوں کے دن) اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ ان راتوں میں چاند تقریباً ساری رات چمکتا ہے۔ ان دنوں کے روزوں میں تقاؤل یہ ہے کہ جس طرح ان راتوں کا اندھیرا اجالے سے بدلا ہوا ہوتا ہے ایسے ہی اللہ عزوجل روزے دار کی سیاہ کاریوں کو سفیدی اور چمک سے بدل دے گا۔ اور نبی ﷺ کا یہ حکم ترغیب و تشویق کے معنی میں ہے۔

۲۴۴۹- تعریج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الصيام، باب ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة في الخبر في صيام ثلاثة أيام من الشهر، ح: ۲۴۳۴، وابن سعد في الطبقات: ۴۳/۷ من حديث همام به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۷۰۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱۹۴۶ * عبدالملك بن قتادة بن حبان مستور، ولم يوثقه غير ابن حبان.

۱۴- کتاب الصیام شعبان، شوال، عشرہ ذی الحجہ، یوم عاشورا اور دیگر ایام میں روزہ رکھنے کے احکام و مسائل

۲۴۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو
 ۲۳۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کی ابتدا میں تین دن
 عن عبد اللہ قال: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ
 روزے رکھا کرتے تھے۔
 - يَعْنِي مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ - ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

☀ فائدہ: ایام بیض کی فضیلت ثابت ہے۔ اور نبی ﷺ بعض اوقات بتعین و تخصیص تین روزے رکھا کرتے تھے
 تاکہ وجوب نہ سمجھا جائے۔ اس طرح بعض دفعہ آپ مہینے کی ابتدا میں تین روزے رکھتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہ کے علم میں آپ کے یہی ابتدائی دن آئے چنانچہ انہوں نے اس کے مطابق بیان کر دیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 کے علم میں آپ کے ایام بیض کے روزے تھے جو آپ اکثر رکھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے مطابق
 بیان کر دیا۔ اس لیے ان دونوں کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔

(المعجم ۶۹) - باب مَنْ قَالَ الْإِثْنَيْنِ
 باب: ۶۹- سوموار اور جمعرات کے دن
 وَالْخَمِيسَ (التحفة ۶۹)
 روزے کا بیان

۲۴۵۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:
 ۲۳۵۱- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں
 کہ رسول اللہ ﷺ مہینے میں تین روزے رکھا کرتے
 تھے۔ (پہلے) سوموار اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے میں
 (دوسرے) سوموار کو۔ (اس طرح کل تین روزے ہو
 جاتے ہیں۔)
 حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ
 سَوَاءِ الْخَزَاعِيِّ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ
 الشَّهْرِ، الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ وَالْإِثْنَيْنِ مِنَ
 الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى.

۲۴۵۲- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ:
 ۲۳۵۲- ہیدہ خزاعی اپنی والدہ سے بیان کرتے
 ہیں ان کا کہنا ہے کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ

۲۴۵۰- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الجمعة، ح: ۷۴۲ من حديث
 شيبان به وقال: "حسن غريب".

۲۴۵۱- تخریج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر الاختلاف
 الناقلين للخبر في ذلك، ح: ۲۳۶۸ من حديث حماد بن سلمة به * سواء الخزاعي وثقه ابن حبان، وابن خزيمة
 بتصحيح حديثه، فهو حسن الحديث.

۲۴۵۲- تخریج: [صحيح] انظر، ح: ۲۴۳۷، وأخرجه أحمد: ۲۸۹/۶ عن محمد بن فضيل بن غزوان به، ورواه
 النسائي، الصيام، باب: كيف يصوم ثلاثة أيام من كل شهر... الخ، ح: ۲۴۲۱.



۱۴- کتاب الصیام روزے کے لیے نیت کے احکام و مسائل

ابنُ عُبَیْدِ اللَّهِ عَنْ هُبَیْدَةَ الْخَزَاعِیِّ، عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنْ الصَّيَامِ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلُهَا الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کروں۔ ان میں پہلا سوموار کا ہواور (دوسرا) جمعرات کا۔

(المعجم ۷۰) - باب مَنْ قَالَ: لَا يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشُّهُرِ (التحفة ۷۰)

باب: ۷۰- مہینے میں کسی بھی وقت روزہ رکھ لینے کی رخصت ہے

۲۴۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ الرَّشَكِ، عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَهْرٍ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: مَا كَانَ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ.

۲۴۵۳- معاذہ (الحدویہ) کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: مہینے کی کن تاریخوں یا دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ تاریخوں یا دنوں کی پروا نہ کرتے تھے۔ (کوئی خاص ایام مقرر نہ تھے جب چاہتے روزہ رکھ لیا کرتے۔)

☀ فائدہ: گزشتہ ابواب میں اکیلے جمعے یا ہفتے کے دن کی تخصیص کی ممانعت کا بیان گزر چکا ہے لہذا ان کا خیال رکھنا ہوگا۔

(المعجم ۷۱) - باب النِّيَّةِ فِي الصَّوْمِ (التحفة ۷۱)

باب: ۷۱- روزے کے لیے نیت کا بیان

۲۴۵۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ

۲۴۵۳- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے فجر سے

۲۴۵۳- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر... الخ، ح: ۱۱۶۰ من حديث عبدالوارث به.

۲۴۵۴- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء لا صيام لمن لم يعزم من الليل، ح: ۷۳۰، والنسائي، ح: ۲۳۳۳ من حديث يحيى بن أيوب، وابن ماجه، ح: ۱۷۰۰ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، وقال الترمذي: "غريب" * الزهري عنعن.

۱۴- کتاب الصیام

نفل روزے کی قضا کے احکام و مسائل

پہلے روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ درست نہ ہوگا۔
لَهِيْعَةً وَيَحْيَىٰ بَنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي
بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ
يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

امام ابو داؤد فرماتے ہیں کہ یہ روایت امام لیث اور
اسحاق بن حازم نے بھی عبد اللہ بن ابی بکر سے اسی کے
مثیل مرفوعاً روایت کی ہے اور معمر زبیدی، ابن عیینہ اور
یونس الاکلی بواوسط زہری حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً
روایت کرتے ہیں۔
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ وَإِسْحَاقُ
ابْنُ حَازِمٍ أَيْضًا جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ، وَأَوْفَقَهُ عَلَى حَفْصَةَ
مَعْمَرُ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَيُونُسُ
الْأَيْلِيُّ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

☀ فائدہ: فرض روزوں میں فجر سے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے اور افضل یہ ہے کہ ہر روزے کی نیت علیحدہ سے
کی جائے مگر خیال رہے کہ ”نیت دل کے عزم و ارادہ“ کا نام ہے۔ ان عبادات میں نبی ﷺ سے یا ان کے بعد صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے لفظی نیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے، لفظی نیت کا اہتمام بدعت ہے۔



(المعجم ۷۲) - بَابُ: فِي الرُّخْصَةِ فِيهِ
(التحفة ۷۲)

باب: ۷۲- نفل روزے میں نیت میں
تاخیر مباح ہے

۲۴۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ:
أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي
شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ جَمِيعًا عَنْ طَلْحَةَ بْنِ
يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا
دَخَلَ عَلَيَّ قَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟» فَإِذَا
قُلْنَا لَا، قَالَ: «إِنِّي صَائِمٌ». زَادَ وَكِيعٌ:
فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ

۲۴۵۵- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے ہاں تشریف لاتے تو
دریافت فرماتے: ”کیا تمہارے ہاں کوئی کھانا ہے؟“
جب ہم کہتے کہ نہیں ہے تو آپ فرماتے: ”میں روزہ
رکھ لیتا ہوں۔“ وکیع نے مزید بیان کیا کہ آپ ﷺ ایک
دوسرے موقع پر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے
عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں عیس (ایک خاص
عربی طعام) کا ہدیہ بھیجا گیا ہے جو ہم نے آپ کے لیے

۲۴۵۵- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال . . . الخ، ح: ۱۱۵۴
من حديث وكيع به .

۱۴- کتاب الصیام - نفلی روزے کی قضا کے احکام و مسائل

اللہ! اُھْدِیْ لَنَا حَیْسٌ فَحَبَسْنَاهُ لَكَ، سنبال رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر لے آؤ۔“ طلحہ فقال: «أُذْنِيهِ» [قَالَ طَلْحَةُ:] فَأَصْبَحَ صَائِمًا وَأَفْطَرَ۔ نے وضاحت کی کہ آپ نے صبح کو روزے کی نیت کی تھی مگر افطار کر لیا۔

☀ فائدہ: نفلی روزے میں یہ رخصت ہے کہ اس کی نیت بعد از فجر بقول بعض زوال سے پہلے تک ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی اگر کسی نے نفلی روزے کی نیت کر رکھی ہو تو کسی معقول عذر کی بنا پر افطار کر سکتا ہے۔ اس کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

۲۴۵۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ام ہانیؓ بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں طرف بیٹھ گئیں اور ام ہانیؓ آپ کی دائیں طرف تھیں۔ بیان کرتی ہیں کہ خادمہ ایک برتن لے کر آئی، اس میں مشروب تھا، اس نے وہ نبی ﷺ کو دیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا اور پھر ام ہانی کو دے دیا تو انہوں نے بھی اس سے پی لیا اور بولیں: اے اللہ کے رسول! میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور توڑ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا یہ قضا کا روزہ تھا؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر یہ نفلی تھا تو کوئی حرج نہیں۔“

۲۴۵۷- حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ - فَتَحَ مَكَّةَ - جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأُمُّ هَانِيٍّ عَنْ يَمِينِهِ، قَالَتْ: فَجَاءَتِ الْوَلِيدَةُ بِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ تَنَاوَلَهُ أُمُّ هَانِيٍّ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ أَفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَائِمَةً، فَقَالَ لَهَا: «أَكُنْتُ تَقْضِينَ شَيْئًا؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ: فَلَا يَضُرُّكَ إِنْ كَانَ تَطَوُّعًا.

(المعجم ۷۳) - باب مَنْ رَأَى عَلَيْهِ الْقِضَاءَ (التحفة ۷۳)

۲۴۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي حَيَّوَةُ ابْنُ شُرَيْحٍ عَنْ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ زُمَيْلٍ مَوْلَى

۲۴۵۶- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ۱۷۴۳ عن عثمان بن أبي شيبة به * يزيد بن أبي زياد ضعيف، وله شواهد ضعيفة عند الترمذي: ۷۳۱، ۷۳۲ وغيره.

۲۴۵۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۷۱/۱۲ من حديث أبي داود به * زميل مجهول

۱۴- کتاب الصیام

بیوی کے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنے کے احکام و مسائل
رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم نے ان سے عرض
کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ہدیہ دیا گیا تھا اور ہمارا
کھانے کو دل چاہا تو ہم نے روزہ افطار کر لیا۔ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں اس کی بجائے ایک
روزہ رکھ لینا۔“

عُرْوَةُ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: أَهْدَيْ لِي وَلِحَفْصَةَ طَعَامٌ وَكُنَّا
صَائِمَتَيْنِ فَأَفْطَرْنَا، ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَقُلْنَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا أَهْدَيْتَ لَنَا هَدِيَّةً
فَأَشْتَهَيْنَاهَا فَأَفْطَرْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «لَا عَلَيْكُمَا، صُومَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ».

ابوسعید بن الاعرابی کہتے ہیں کہ یہ روایت ثابت
نہیں ہے۔

[قَالَ أَبُو سَعِيدٍ بْنُ الْأَعْرَابِيِّ: هَذَا
الْحَدِيثُ لَا يَثْبُتُ].

☀ فائدہ: نفلی روزے کی قضا واجب نہیں ہے اگر رکھے تو مستحب ہے۔ تاہم اس طرح کے عمل کو اپنی عادت نہیں بنانا
چاہیے۔ مذکورہ روایت ضعیف ہے۔

باب: ۷۴- عورت کو روزہ انہیں کہ شوہر کی موجودگی
میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے

(المعجم ۷۴) - بَابُ الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ
إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ۷۴)

۲۴۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کو روزہ انہیں کہ شوہر
موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے مگر یہ کہ
رمضان کے روزے ہوں۔ اور ایسے ہی روا نہیں کہ شوہر
موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے
دے۔“

۲۴۵۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
هَمَّامِ بْنِ مُنْبِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَصُومُ امْرَأَةٌ
وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَلَا
تَأْذُنَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

☀ فائدہ: روزے کی حالت میں زوجین کے مابین تعلقات زن و شوقا قائم نہیں ہو سکتے۔ علاوہ ازیں بھوک پیاس کی
وجہ سے طبیعت میں گرائی سی بھی آ جاتی ہے اور عین فطری بات ہے کہ شوہر بالعموم ایسی کیفیت گوارا نہیں کرتے اور اس
کے نتائج نامناسب ہو سکتے ہیں۔ اس لیے شریعت نے ان کے تعلقات میں معمولی رخصت آنے کی بھی اجازت نہیں دی

◀ (تقریب)، وفيه علة أخرى، وللحديث طرق أخرى كلها ضعيفة.

۲۴۵۸- تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح: ۱۰۲۶ من حديث عبدالرزاق،
والبخاري، النكاح، باب صوم المرأة بإذن زوجها تطوعاً، ح: ۵۱۹۲ من حديث معمر به، وهو في مصنف
عبدالرزاق، ح: ۷۸۸۶، وصحيفة همام بن منبه، ح: ۷۶.

۱۴- کتاب الصیام بیوی کے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنے کے احکام و مسائل اور عورت کو پابند کیا ہے کہ نفلی روزے کے لیے شوہر کی اجازت حاصل کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی کو شوہر کی تسکین کے لیے انتہائی حساس اور ذمہ دار ہونا چاہیے یہ علاقہ محض نفسیاتی نہیں بلکہ شرعی بھی ہیں۔

۲۴۵۹- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ زَوْجِي صَفْوَانَ بْنِ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ وَيُفْطِرُنِي إِذَا صُمْتُ، وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قَالَ: وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ، قَالَ: فَسَأَلُهُ عَمَّا قَالَتْ؟، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا. قَالَ: فَقَالَ: «لَوْ كَانَتْ سُورَةٌ وَاحِدَةً لَكَفَفَ النَّاسُ». وَأَمَّا قَوْلُهَا: يُفْطِرُنِي فَإِنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُومُ وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا أَصْبِرُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ: «لَا تَصُومُ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا». وَأَمَّا قَوْلُهَا: إِنِّي لَا أَصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ، لَا نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قَالَ: «فَإِذَا اسْتَيْقِظْتَ فَصَلِّ».

۲۴۵۹- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ہم بھی آپ کے پاس ہی تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا شوہر صفوان بن معطل جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو روزہ دیتا ہے اور خود فجر کی نماز سورج چڑھے پڑھتا ہے۔ صفوان بھی وہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے ان سے جو کچھ عورت نے کہا تھا اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو یہ مارتا ہے۔ یہ دراصل دو دوسورتیں پڑھتی ہے اور میں نے اس کو اس (لمبی) قراءت سے روکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ایک سورت کی قراءت ہو تو بھی لوگوں کو کافی ہے۔“ اور اس کا یہ کہنا کہ یہ میرا روزہ تو دیتا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ یہ روزے ہی رکھے جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں صبر نہیں کر سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا: ”کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔“ اور اس کا یہ کہنا کہ میں سورج چڑھے نماز پڑھتا ہوں تو حقیقت یہ ہے کہ ہمارا گھر اناس بات میں معروف ہے اور ہم لوگ سورج نکلنے سے پہلے اٹھ ہی نہیں سکتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب جاگا کرو تو نماز پڑھ لیا کرو۔“

۲۴۵۹- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۸۰/۳ عن عثمان بن أبي شيبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۷۶۲ من حديث الأعمش، وصححه ابن حبان، ح: ۹۵۶، والحاكم على شرط الشيخين: ۴۳۶/۱، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الأعمش عن.

۱۴- کتاب الصیام روزے دار کے دعوت و لہرہ اور عام دعوت میں شریک ہونے کے احکام و مسائل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادٌ - يَعْنِي إِمَامَ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ - أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ سَلَمَةَ - عَنْ حُمَيْدٍ أَوْ ثَابِتٍ، عَنْ حَمِيدٍ يَأْتِيهِمْ فِي الْمَدِينَةِ، أَنَّهُمْ سَمِعُوا ابْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءٍ يَوْمَ تَزِيدُ الْيَوْمَ، فَهُوَ كَمَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءِ الْيَوْمِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی تربیت و تزکیہ سے مردوں کے علاوہ خواتین بھی بہرہ ور تھیں اور ان میں آخرت کی رغبت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اس طرح کی شکایت سامنے آئی جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ حیف ہے ان لوگوں پر جو اس طرح کی مقدس ہستیوں کے ایمان کو مشکوک گردانتے ہیں۔ ② شوہر کو حق ہے کہ بلا تخصیص وقت اپنی بیوی سے تمتع کرے، گویا حقوق تمتع اس کی ملک ہیں، بیوی کسی طرح انکار نہیں کر سکتی لہذا یہ کہ عذر شرعی اور معقول ہو، بلکہ انکار پر مناسب سزا بھی مباح ہے۔ ③ بعد از فاتحہ مختصر قراءت سے بھی نماز کامل ہوتی ہے۔ ④ عورت کو اس قدر لمبی نماز نہیں پڑھنی چاہیے کہ شوہر اس کے انتظار میں بیچ و تاب کھاتا رہے۔ ⑤ بیوی کو نفلی روزے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھنے چاہئیں۔ بعض اوقات یہ اجازت میلان طبع سے بھی سمجھی جاسکتی ہے۔ ⑥ جناب صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ ان کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق واقعہ اکمل میں بھی آتا ہے۔ ان کا سورج چڑھے نماز پڑھنا تو واقعاً بعد از طلوع ہوتا تھا یا مراد ہے کہ بالکل آخری وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج نکلنے والا ہوتا۔ اور اس کا سبب انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ گویا خاندانی عادت سی تھی کہ یہ لوگ نیند کے متوالے تھے اگر کوئی جگانے والا نہ ہوتا تو از خود جاگ نہ سکتے تھے۔ ایک عذر یہ بھی بیان ہوا کہ یہ لوگ رات کو دیر تک پانی ڈھوتے تھے اور دیر سے سونے کی وجہ سے صبح بروقت جاگ نہ سکتے تھے۔ بہر حال اگر عذر معقول ہو تو شرعاً قبول ہے کہ سونے والے پر مواخذہ نہیں ایسی صورت میں جب جاگ آئے فوراً نماز پڑھ لے۔ اس سے صبح دیر سے اٹھ کر نماز پڑھنے کے معمول کو جواز بنانے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، اس لیے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کو یہ اجازت تو نبی ﷺ نے دی تھی، جن کو اس قسم کی صورت حال میں بذریعہ وحی مطلع کر دیا جاتا تھا۔ اس لیے حضرت صفوان کا عذر تو معقول سمجھ لیا گیا، لیکن ہم اپنے تساہل کو بھی اسی طرح کا ”معقول عذر“ سمجھ لیں، تو اس میں کوئی معقولیت نہیں ہوگی۔

(المعجم ۷۵) - بَابُ: فِي الصَّائِمِ
يُدْعَى إِلَى وَلِيْمَةٍ (التحفة ۷۵)
باب: ۵۷- روزے دار کو اگر ویسے کی دعوت ملے تو.....؟

۲۴۶۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: ۳۳۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَا يَأْتِيهِمْ فِي الْمَدِينَةِ، أَنَّهُمْ سَمِعُوا ابْنَ سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءٍ يَوْمَ تَزِيدُ الْيَوْمَ، فَهُوَ كَمَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءِ الْيَوْمِ».

۲۴۶۰- تخریج: أخرجه مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ۱۴۳۱ من حديث حفص بن غياث عن هشام بن عروة به.

۱۴- کتاب الصیام ... روزے دار کے دعوت ولیمہ اور عام دعوت میں شریک ہونے کے احکام و مسائل
سیرین، عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَصِلْ»
کی دعوت ملے تو چاہیے کہ قبول کر لے اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھالے اور اگر روزہ رکھا ہو تو (مجلس میں حاضر ہو اور صاحب طعام کے لیے) دعا کرے۔“

قال هِشَامٌ: وَالصَّلَاةُ الدُّعَاءُ. ہشام بن حسان نے وضاحت کی کہ اس حدیث میں ”صلاۃ“ کے معنی دعا کرنا ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ أَيْضًا عَنْ هِشَامٍ. امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حفص بن غیاث نے بھی ہشام سے روایت کیا ہے۔

☀ فائدہ: مسلمانوں کو موقع بہ موقع آپس میں دعوتوں کا اہتمام کرتے رہنا چاہیے اس سے آپس کے تعلقات مضبوط ہوتے اور محبتیں بڑھتی ہیں۔ روزے دار بھی دعوت میں شریک ہو اور ان کے لیے دعا کرے۔ اگر روزہ نفلی ہو تو توڑنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ۷۶) - باب مَا يَقُولُ الصَّائِمُ إِذَا دُعِيَ إِلَى الطَّعَامِ (التحفة ۷۶)
باب: ۷۶- روزے دار کھانے کی دعوت میں کیا کہے؟

۲۴۶۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ»
۲۴۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو کھانے میں بلایا جائے اور اس نے روزہ رکھا ہو تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔“

☀ فائدہ: کھانے کی دعوت میں شریک ہونا افضل ہے۔ تاہم اگر عذر کرے اور بتا دے کہ میں روزے سے ہوں تو بھی جائز ہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہے کہ اہل مجلس کو اپنے روزے کی خبر دے تو کوئی عیب کی بات نہیں۔

(المعجم ۷۷) - باب الْأَعْتِكَافِ (التحفة ۷۷)
باب: ۷۷- اعتکاف کے احکام و مسائل

۲۴۶۱- تخریج: أخرجه مسلم، الصيام، باب ندب الصائم إذا دعي إلى الطعام ... الخ، ج: ۱۱۵۰ من حديث سفيان بن عيينة به.

۲۴۶۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ
يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى
قَبَضَهُ اللَّهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَرْوَاحُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۲۴۶۳- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی
ہیں کہ نبی ﷺ رمضان المبارک کے آخری دہے میں
اعتکاف کیا کرتے تھے آخر حیات تک آپ کا یہ معمول
رہا، آپ کے بعد پھر آپ کی ازواج مطہرات بھی
اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اعتکاف کے لغوی معنی ہیں: ”کسی چیز کے ساتھ پابند ہو جانا یا کہیں بند رہنا۔“ اور شرعی
اصطلاح میں: رب ذوالجلال کی عبادت کے لیے انسان کا اپنے آپ کو کسی مسجد میں پابند کر لینا، اعتکاف کہلاتا ہے۔
رسول اللہ ﷺ کے عمل سے اس کا شروع، مسنون اور مستحب ہونا ثابت ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر آیا ہے:
﴿وَعَهْدُنَا إِلَىٰ آبَائِهِمْ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهْرًا بَيْنِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَافِيْنَ وَالرَّكَعِ السُّجُودِ﴾ (البقرة: ۱۲۵)
”ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ
کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔“ دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَلَا تَبَايَسُوا وَهِنَّ وَأَنْتُمْ كَعِفْوٍ فِي الْمَسْجِدِ﴾
(البقرة: ۱۸۷) ”اور جب تک تم مساجد میں اعتکاف کیے ہوئے ہو عورتوں سے ملاپ نہ کرو۔“ بعض لوگ سمجھتے ہیں
کہ بستی والوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور اعتکاف بیٹھے، یہ محض وہم ہے۔ اس کی کوئی شرعی اصلیت نہیں ہے۔ جب تک
کوئی اپنے اوپر لازم نہ کر لے یہ واجب نہیں ہوتا۔ ② خواتین بھی اعتکاف کر سکتی ہیں بشرطیکہ شوہر اجازت دے۔ اور
عورت کے لیے بھی اعتکاف کی جگہ مسجد ہی ہے نہ کہ گھر۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ عورتوں کے لیے مسجد میں پردے اور
حفاظت کا خاطر خواہ انتظام ہو۔ جس مسجد میں ایسا انتظام نہ ہو وہاں عورتوں کا اعتکاف بیٹھنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اسی
طرح گھروں میں اعتکاف بیٹھنا بھی غیر صحیح ہے۔

۲۴۶۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَبِي رَافِعٍ،
عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ
يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ، فَلَمْ
يَعْتَكِفْ عَامًا، فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ

۲۴۶۳- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ نبی ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرمایا کرتے
تھے۔ ایک سال آپ اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو اگلے سال
آپ نے بیس رات تک اعتکاف فرمایا۔

۲۴۶۲- تخریج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الاواخر من رمضان، ح: ۱۱۷۲ عن قتيبة،
والبخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الاواخر، ح: ۲۰۲۶ من حديث الليث بن سعد به.

۲۴۶۳- تخریج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصوم، باب ماجاء في الاعتكاف، ح: ۱۷۷۰ من حديث
حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۲۵، وابن حبان، ح: ۹۱۷، والحاكم، ح: ۴۳۹/۱، ووافقه الذهبي.

اَعْتَكَفَ عِشْرِينَ لَيْلَةً.

🌞 فائدہ: نفل اعمال کی قضا واجب تو نہیں ہے مگر قضا ادا کرنے میں بہت اجر و فضیلت ہے۔ بالخصوص نبی ﷺ اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

۲۴۶۴۔ ۲۳۶۴۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اپنے حجرہ اعتکاف میں داخل ہو جاتے۔ ایک بار آپ نے رمضان کے آخری دسے میں اعتکاف کا ارادہ فرمایا اور حجرہ بنانے کا حکم دیا تو وہ بنا دیا گیا جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہہ دیا کہ میرا خیمہ بھی لگا دیا جائے۔ چنانچہ وہ لگا دیا گیا اور پھر دیگر ازواج نبی ﷺ نے بھی (دیکھا دیکھی) خیمے لگانے کو کہا۔ چنانچہ وہ لگا دیے گئے۔ آپ نے نماز فجر کے بعد خیموں کو دیکھا تو فرمایا: ”یہ کیا ہے بھلا یہ نیکی کا قصد کر رہی ہیں؟“ چنانچہ آپ نے اپنے حجرے کے متعلق فرمایا اور اسے کھول دیا گیا اس پر ازواج محترمات نے بھی اپنے اپنے خیمے کھلوالیے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا یہ اعتکاف شوال کے پہلے عشرہ تک مؤخر فرمادیا۔

۲۴۶۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكِفَهُ، قَالَتْ: وَإِنَّهُ أَرَادَ مَرَّةً أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، قَالَتْ: فَأَمَرَ بِنَائِهِ فَضْرِبَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ أَمَرْتُ بِنَائِي فَضْرِبَ، قَالَتْ: وَأَمَرَ غَيْرِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَائِهِ فَضْرِبَ فَلَمَّا صَلَّى الْفَجْرَ نَظَرَ إِلَى الْأَبْنِيَةِ فَقَالَ: «مَا هَذِهِ؟ أَلَبَرَّ تُرِدْنَ؟» قَالَتْ: فَأَمَرَ بِنَائِهِ فَقَوَّضَ وَأَمَرَ أَزْوَاجَهُ بِأَبْنِيَتِهِنَّ فَقَوَّضَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الْأَعْتِكَافَ إِلَى الْعَشْرِ الْأَوَّلِ [تَعْنِي] مِنْ شَوَّالٍ.

امام ابوداؤد نے کہا: اس حدیث کو ابن اسحاق اور ازواجی نے یحییٰ بن سعید سے اسی طرح روایت کیا ہے جب کہ امام مالک رحمہ اللہ نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا تو کہا: آپ ﷺ نے شوال کے بیس دن اعتکاف کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ وَالْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ نَحْوَهُ، وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: اَعْتَكَفَ عِشْرِينَ مِنْ شَوَّالٍ.

🌞 نوآمد و مسائل: ① اعتکاف کے لیے حجرہ بنا اس لیے مستحب ہے کہ معتکف اس جگہ میں دیگر لوگوں سے علیحدہ ہو

۲۴۶۴۔ تخریج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب: متى يدخل من أراد الاعتكاف في معتكفه، ح: ۱۱۷۳ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، ح: ۲۰۳۳ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

۱۴- کتاب الصیام اعتکاف کے احکام و مسائل

کرواں! تلاوت قرآن کریم اور اذکار وغیرہ میں مشغول رہے۔ یہ لوگوں کے ساتھ بلا ضرورت اختلاط کرنے نہ دوسرے ہی اس کو مشغول کریں۔ ⑤ خواتین کو بھی مساجد میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ گھروں میں اعتکاف کرنا خیر القرون سے ثابت نہیں ہے۔ گھر میں مقام عبادت کو اصطلاحاً مسجد نہیں کہا جاسکتا اور نہ اس پر معروف مسجد والے احکام ہی منطبق ہوتے ہیں۔ ⑥ اعمال خیر میں بنیادی طور پر اخلاص اور اللہ تعالیٰ ہی کی رضا مقصود ہونی چاہیے۔ ازواج مطہرات کے مذکورہ بالا عمل میں رشک کا پہلو غالب تھا جو اگرچہ عام افراد امت کے لیے تو محمود ہے مگر ازواج نبی ﷺ کا مقام ان سے بالاتر ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے پسند نہیں فرمایا اور یہی معنی ہیں اس معروف قول کے کہ [حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ] یعنی عام صالحین کے عام صالح اعمال بعض اوقات مقرب لوگوں کے حق میں عیب اور تقصیر شمار کیے جاتے ہیں۔ ⑦ شوہر اگر راضی نہ ہو تو عورت کو اپنا اعتکاف ختم کر دینا چاہیے۔ ⑧ فوت شدہ یا توڑے گئے اعتکاف کی قضا یا مستحب ہے واجب نہیں۔ جیسے کہ ازواج مطہرات کے متعلق اس قسم کا کوئی بیان نہیں ہے کہ ان سے اس اعتکاف کی قضا کروائی گئی تھی۔ ⑨ غیر رمضان میں اعتکاف کے دوران میں روزہ شرط نہیں ہے۔ ⑩ اعتکاف کا آغاز کب سے کرنا ہے؟ احادیث میں اس کی صراحت نہیں ہے۔ اس حدیث میں صرف یہ ہے کہ نبی ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر حجرۃ اعتکاف میں داخل ہوتے۔ دوسری روایات میں ہے کہ آپ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرماتے تھے۔ اس اعتبار سے اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ معتکف ۲۰ رمضان کو مغرب سے پہلے پہلے مسجد میں آجائے رات مسجد میں گزارے اور فجر کی نماز پڑھ کر حجرۃ اعتکاف میں داخل ہو جائے۔ اس طرح کرنے سے اس کا رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کے ساتھ گزرے گا اور مذکورہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیسویں رمضان کو فجر کی نماز کے بعد اعتکاف کا آغاز کیا جائے، کیونکہ حدیث میں آپ کے نماز فجر کے بعد حجرۃ اعتکاف میں داخل ہونے کی صراحت ہے۔ لیکن اس طرح ۳۰ رمضان ہونے کی صورت میں اعتکاف کے ۱۱ دن بن جاتے ہیں جسے عشرہ قرار نہیں دیا جاسکتا جب کہ نبی ﷺ کا عمل عشرۃ اخیرہ کے اعتکاف کا منقول ہے اس لیے پہلی رائے ہی رائج اور صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۸) - بَابُ: أَيْنَ يَكُونُ

الاعتكاف؟ (التحفة ۷۸)

۲۴۶۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ
الْمَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ،
أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ يَتَعَتَّقُ الْعَشَرَ الْأَوَّخِرَ مِنْ

۲۳۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ نبی ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرمایا کرتے
تھے۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے مجھے مسجد نبوی
میں وہ جگہ دکھائی جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف فرمایا

۲۴۶۵- تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ۲۰۲۵، ومسلم،
الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح: ۱۱۷۱/۲ من حديث عبدالله بن وهب به.

۱۴- کتاب الصیام - اعتکاف کے احکام و مسائل

رَمَضَانَ. قَالَ نَافِعٌ: وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ اللَّهِ كَرْتَهُ تَحْتَ
الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ مِنَ الْمَسْجِدِ.

☀ فائدہ: اعتکاف کیلئے مسجد ہی مشروع و مسنون مقام ہے جیسے کہ قرآن مجید نے ذکر کیا ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ﴾ (البقرة: ۱۸۷) ”اور جب تک تم مساجد میں اعتکاف کیے ہوئے ہو تو عورتوں سے ملاپ نہ کرو۔“

۲۴۶۶- حَدَّثَنَا هَنَادٌ عَنْ أَبِي بَكْرٍ،
عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ كُلَّ
رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامَ الَّذِي
قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا.

۲۴۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ
ہر رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرمایا کرتے
تھے۔ چنانچہ جس سال آپ کا وصال ہوا آپ نے بیس
دن اعتکاف فرمایا۔

☀ فائدہ: معلوم ہوا کہ وسط رمضان میں بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔ شاید نبی ﷺ کو قرب اجل کا علم ہو گیا تھا اس لیے
آپ عبادت میں بہت حریص ہو گئے تھے۔ اس رمضان میں جبرئیل امین علیہ السلام نے بھی آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دو
بارہ ور کیا تھا۔

(المعجم ۷۹) - باب الْمُعْتَكِفِ يَدْخُلُ
الْبَيْتَ لِحَاجَتِهِ (التحفة ۷۹)

باب: ۷۹- معتکف اپنی ضروری حاجت
کے لیے گھر جاسکتا ہے

۲۴۶۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ
الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا
اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأَرْجُلُهُ، وَكَانَ لَا
يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ الْإِنْسَانِ.

۲۴۶۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ اعتکاف کے دوران میں اپنا سر مبارک میری طرف
جھکا دیتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ قضائے
حاجت کے لیے ہی گھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔

۲۴۶۶- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من رمضان، ح: ۲۰۴۴ من
حديث أبي بكر بن عياش به.

۲۴۶۷- تخریج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها... الخ،
ح: ۲۹۷ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۱۲/۱، (والقنبي، ص: ۲۳۱)، وانظر الحديث الآتي.

۱۴- کتاب الصیام ... اعتکاف کے احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① اثنائے اعتکاف میں بیوی اپنے شوہر کی خدمت کر سکتی ہے خواہ حائضہ بھی ہو۔ (صحیح البخاری، الاعتکاف، حدیث: ۲۰۳۱) مگر عمر کے لحاظ سے احتیاط لازم ہے۔ ② روزے اور اعتکاف میں جسم و لباس کی نظافت کا اہتمام رکھنا چاہیے۔ ③ قضائے حاجت کے لیے انسان اپنے معکف اور مسجد سے باہر یا اپنے گھر بھی جاسکتا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی خادم میسر نہ ہو تو کھانا کھانے کے لیے جانا بھی مباح ہوگا۔ ④ اس حدیث کی سند میں عن عروہ کے بعد عن عمرہ بنت عبد الرحمن "المزید فی متصل الاسانید" کی قسم سے ہے۔ (بذل المجہود)

۲۴۶۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۲۴۶۸- ابن شہاب زہری بواسطہ عروہ اور عمرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کرتی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ يُوسُفُ بْنُ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يُتَابِعْ أَحَدٌ مَالِكًا عَلَى عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ وَزِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

امام ابو داؤد فرماتے ہیں اور ایسے ہی یونس نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔ اور کسی نے بھی عروہ عن عمرہ کی سند میں مالک کی متابعت نہیں کی ہے۔ معمر اور زیاد بن سعد وغیرہ زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔

۲۴۶۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ مُعْتَكِفًا فِي الْمَسْجِدِ، فَيَنَاولُنِي رَأْسَهُ مِنْ خَلْلِ الْحُجْرَةِ فَأَغْسِلُ رَأْسَهُ.

۲۴۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف میں ہوتے آپ حجرے میں سے اپنا سر میری طرف کر دیتے اور میں آپ کا سر دھو دیتی۔

وَقَالَ مُسَدَّدٌ: فَأَرَجَلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

مسدد کے الفاظ ہیں: میں آپ کی کنگھی کر دیتی

۲۴۶۸- تخریج: أخرجه البخاري، أبواب الاعتكاف، باب: لا يدخل البيت إلا لحاجة، ح: ۲۰۲۹ عن قتبية به.

۲۴۶۹- تخریج: أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيلة، ح: ۲۹۵، ۲۰۳۰، ۵۹۲۵، ۲۹۷ من حديث هشام بن عروة به.

جبکہ میں حاضر ہوئی۔

۲۴۷۰- ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے اور میں رات کے وقت آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے باتیں کرتی رہی پھر میں واپس آنے کے لیے اٹھی تو آپ بھی مجھے واپس چھوڑنے کے لیے کھڑے ہو گئے جبکہ میری رہائش حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے احاطے میں تھی۔ تو (ہمارے پاس سے) دو انصاری گزرے جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو وہ جلدی جلدی چلنے لگے نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ”رک جاؤ! یہ میرے ساتھ (میری اہلیہ) صفیہ بنت حبی ہے۔“ ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! (آپ کو کسی قسم کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہی نہیں) آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ شیطان انسان کے جسم میں ایسے چلتا ہے جیسے خون مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ ڈال نہ دے۔“ یا فرمایا: ”برائی نہ ڈال دے۔“

۲۴۷۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ سَبُويه المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَرْوَرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَأَنْقَلَبْتُ، فَقَامَ مَعِيَ لَيْلَتَيْنِ، وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَى رَسُولِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُبَيْبٍ» قَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيتُ أَنْ يَقْدِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا» أَوْ قَالَ: «شَرًّا».

۲۴۷۱- شعیب زہری سے ان کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں..... (حضرت صفیہ بیان کرتی ہیں کہ) جب آپ مسجد کے دروازے کے قریب پہنچے جو کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے کے پاس تھا تو آپ کے پاس سے دو آدمی گزرے۔ اور مذکورہ بالا (حدیث) کے ہم معنی بیان کیا۔

۲۴۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَتْ: حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ الَّذِي عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ وَسَاقَ مَعْنَاهُ.

۲۴۷۰- تخریج: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ۳۲۸۱، ومسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤي خاليًا بامرأة... الخ، ح: ۲۱۷۵ من حديث عبد الرزاق به.

۲۴۷۱- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب: هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى باب المسجد؟ ح: ۲۰۳۵ عن أبي اليمان به.

۱۴- کتاب الصیام ————— اعکاف کے احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① بیوی اور دیگر تعلق داروں کو مکلف سے ملاقات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ملاقاتیں ایک حد تک ہونی چاہئیں اور اس اثنا میں ضروری گفتگو بھی ہو سکتی ہے۔ ② حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی نبی ﷺ سے حالت اعکاف میں ملاقات کا یہ واقعہ صحیح بخاری (حدیث: ۲۰۳۵) میں بھی ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ حضرت صفیہ (زوجہ مطہرہ) کا گھر مسجد کے دروازے سے متصل ہی تھا، اس لیے رخصت کے وقت نبی ﷺ مسجد کے دروازے تک ان کے ساتھ مکلف سے باہر آئے۔ بنا بریں اس واقعے سے یہ استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ مکلف بیوی کو گھر تک چھوڑنے کے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ ہاں حوائج ضروریہ کا انتظام مسجد کے اندر نہ ہو تو بات اور ہے۔ ان کے لیے باہر جانا مجبوری کے تحت جائز ہوگا۔ ③ انسان کو بالعموم اور حساس مناصب پر فائز شخصیات کے لیے بالخصوص ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ہر طرح کے شبہات سے پاک رکھیں۔ اور کسی متوقع شبہ کا قبل از وقوع ازالہ کر دینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

(المعجم ۸۰) - باب الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ باب: ۸۰- مختلف کسی مریض کی عیادت وغیرہ کے لیے جائے (یا نہیں؟)

الْمَرِيضِ (التحفة ۸۰)

۲۳۷۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایام اعکاف میں مریض کے پاس سے گزرتے اور اپنی راہ چلتے جاتے اور اس کا حال احوال پوچھتے مگر اس غرض سے اس کی طرف مڑتے نہ تھے۔ اور ابن عسلی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی ﷺ اعکاف کی حالت میں مریض کی عیادت کر لیتے تھے۔

۲۴۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّفِيلِيُّ: قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بِالْمَرِيضِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ وَلَا يُعْرَجُ يَسْأَلُ عَنْهُ. وَقَالَ ابْنُ عِيسَى قَالَتْ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُ الْمَرِيضَ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ.

۲۳۷۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مکلف کے لیے سنت یہ ہے کہ مریض کی عیادت کو نہ جائے جنازے

۲۴۷۳- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْنِي ابْنَ

۲۴۷۲- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۴/ ۳۲۱ من حديث أبي داود به * ليث بن أبي سليم تقدم، ج: ۱۰۰۶، ۱۳۲.

۲۴۷۳- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني ۲/ ۲۰۱، ح: ۲۳۳۸ من حديث الزهري به، ولم يذكر فيه سماعاً من عروة، ورواه مالك في الموطأ: ۱/ ۳۱۲ مختصراً جداً.

میں شریک نہ ہو عورت سے مس نہ کرے اور نہ اس سے مباشرت (صحبت) کرے اور کسی انتہائی ضروری کام کے بغیر مسجد سے نہ نکلے۔ اور روزے کے بغیر اعتکاف نہیں اور مسجد جامع کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔

إِسْحَاقُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا، وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ، وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ.

امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن اسحاق کے علاوہ کسی نے ”السُّنَّة“ کے لفظ نہیں کہے۔ اور انہوں نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول قرار دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: غَيْرُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ لَا يَقُولُ فِيهِ: قَالَتْ: السُّنَّةُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَعَلَهُ قَوْلَ عَائِشَةَ.

🌞 فائدہ: اس باب کی مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ اس لیے اس میں بیان کردہ وہی باتیں صحیح ہیں جو دیگر صحیح روایات سے ثابت ہیں اور دیگر باتیں غیر صحیح ہیں۔

۲۴۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایام جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ کعبہ میں ایک رات یا دن کا اعتکاف کروں گا۔ پس انہوں نے اس کے متعلق نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اعتکاف کرو اور روزہ (بھی) رکھو۔“

۲۴۷۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَعَلَ عَلَيْهِ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَيْلَةً أَوْ يَوْمًا عِنْدَ الْكُعْبَةِ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ؟ فَقَالَ: «اعْتَكِفْ وَصُمْ».

🌞 فائدہ: اس روایت میں ”دن“ کا ذکر اور ”روزہ بھی رکھو“ کا بیان صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایت صحیح بخاری میں ہے اس میں دن کا ذکر اور روزہ رکھنے کے حکم کا ذکر نہیں ہے۔ (صحیح البخاری، الاعتکاف، حدیث: ۲۰۳۳) بہر حال نیکی کے کام کی نذر خواہ جاہلیت کے دور میں مانی گئی ہو پوری کرنی چاہیے۔

۲۴۷۴- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في السنن الكبرى، ح: ۳۳۵۵ من حديث عبد الله بن بديل به، وقال أبو بكر النيسابوري: "هذا حديث منكر... وابن بديل ضعيف الحديث" (الدارقطني: ۲/ ۲۰۱، ۲۰۰)، والحديث الصحيح ليس فيه "وصم".

۱۴- کتاب الصیام اعتکاف کے احکام و مسائل

۲۴۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْعَنْقَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُدَيْلٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ مُعْتَكِفٌ إِذْ كَبَّرَ النَّاسُ فَقَالَ: مَا هَذَا يَا عَبْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: سَبِيُّ هَوَازِنَ أَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَتِلْكَ الْجَارِيَةُ، فَأَرْسَلَهَا مَعَهُمْ.

۲۴۷۵- عبد اللہ بن عمر بن عبد اللہ بن بدیل نے (یہی روایت) اپنی سند سے اسی کی مانند روایت کی۔ اس میں اضافہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اعتکاف میں تھے کہ لوگوں نے یکا یک تکبیر بلند کی۔ انہوں نے پوچھا: اے عبد اللہ (ابن عمر)! یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہوازن کے قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: تو اس لونڈی کو بھی (جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھی) ان کے ساتھ چھوڑ دو۔

🌞 فائدہ: اثنا عشر اعتکاف میں صدقہ و خیرات اور اس طرح کا مالی تصرف باعث اجر ہے۔

(المعجم ۸۱) - باب الْمُسْتَحَاضَةِ
تَعْتَكِفُ (التحفة ۸۱)

۲۴۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِعْتَكَفْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِهِ، فَكَانَتْ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْحُمْرَةَ، فَرَبَّمَا وَضَعْنَا الطُّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي.

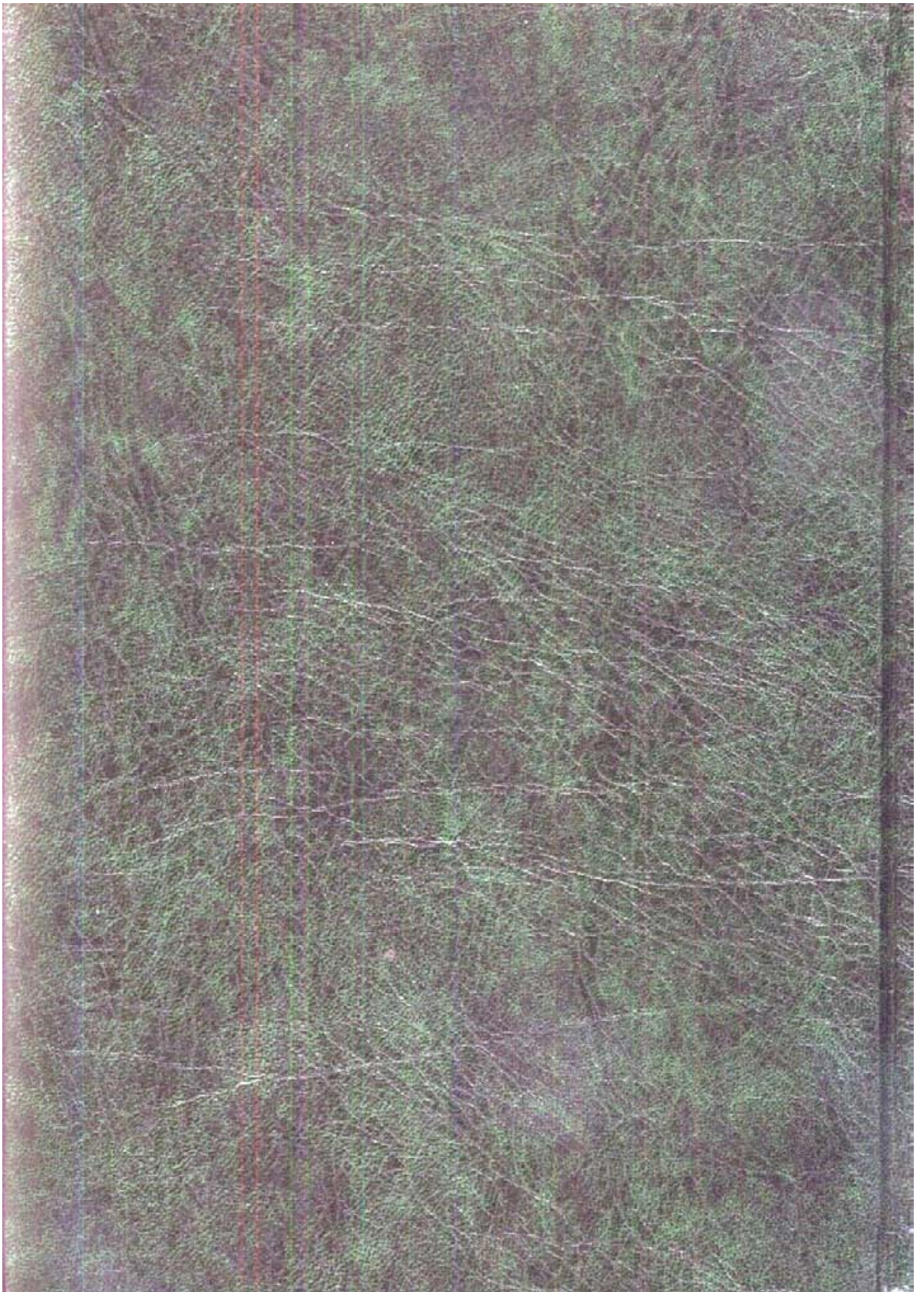
۲۴۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج سے ایک نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا۔ اسے زردی مالک یا سرخ ساخون آتا تھا۔ (استحاضہ کی وجہ سے) تو ہم کبھی اس کے نیچے لگن بھی رکھ دیا کرتے تھے اور وہ نماز پڑھا کرتی تھیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① استحاضہ کے ایام حکماً پاکیزگی کے دن ہوتے ہیں اور ان میں نماز روزہ اور اعتکاف وغیرہ سب امور صحیح ہیں مگر لازمی ہے کہ مسجد کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے۔ ② اس پر قیاس کرتے ہوئے دائم الحدث (جس کا وضو برقرار نہ رہتا ہو) کا بھی یہی حکم ہوگا۔ یعنی حدث کی حالت میں اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہوگا اور وہ شخص بھی اسی حکم میں ہوگا جس کے زخم سے خون رس رہا ہو۔

۲۴۷۵- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه الجصاص في أحكام القرآن: ۱/۳۰۶ من حديث أبي داود به، وانظر

الحديث السابق.
۲۴۷۶- تخریج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف المستحاضة، ح: ۲۰۳۷، عن قتيبة به.

RMPInternational.TK



The Real Muslims Portal